سلسلة مطبوعات جامعة أبي هريرة الإسلامية 3

سنن ترمذی

الإمام الحافظ محمد بن عیسیٰ الترمذی

(200-279ھ)

(عربی متن، اردو ترجمہ، تخریج وتحشیہ)

تیار کردہ

مجلس علمی دار الدعوۃ

إشراف، مراجعة و تقديم

ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی

استاذ حدیث جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية (ریاض)

تقديم

محدث العصر فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

فاضل جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية (ریاض)

مکتبہ بیت السلام

ریاض | لاہور

(1)

حدیث انسائیکلوپیڈیا اردو

حدیث انسائیکلوپیڈیا اُردو

سُنن ترمذی

الإمام الحافظ محمد بن عیسی الترمذی

(200-279ھ)

(عربی متن، اردو ترجمہ، تخریج وتحشیہ)

تیار کردہ

مجلس علمی دار الدعوۃ

إشراف، مراجعة وتقديم

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی

استاذ حدیث جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیۃ (ریاض)

تقدیم

محدث العصر فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

فاضل جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیۃ (ریاض)

لاہور ریاض

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

Tel: 042-37361371 . 37320422

Cell: 0321-9350001

اشاعت اول .... فروری 2016
مطبع .... RR پریس
اہتمام .... ابو میمون حافظ عابد الٰہی شیخ (ایم۔اے)

کتاب کی طباعت، جلد بندی یا چھپائی میں کسی بھی قسم کے نقص کی صورت میں آپ ہماری کسی بھی برانچ یا نزدیکی بک سیلر سے تبدیل کروا سکتے ہیں (ادارہ)

مکتبہ بیت السلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا معیاری ادارہ

مکہ : 05 440 652 59
مدینہ : 05 513 365 68
Mob: +966 542 6666 46, +966 5 6666 123 6, +966 532 6666 40
Tel: +966 1143 811 55 - +966 1143 811 22
Fax: +966 1143 8599 1
معرج ۲۱ طریق الھایر، الریاض، سعودی عرب

پاکستان میں ملنے کے پتے

مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار 042 3723 0585
مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار 042 3724 4973
کتاب سرائے، اردو بازار 042 3732 0318
نعمانی کتب خانہ، اردو بازار 042 3732 1865
دار الکتب السلفیہ، اردو بازار 042 3736 1505
مکتبہ عائشہ صدیقہ کمیٹی چوک، اقبال روڈ 051 555 1014
مکتبہ اسلامیہ، امین پور بازار 041 263 1204
اسلامک بک کمپنی، امین پور بازار 041 264 7308
مکتبہ اہلحدیث، امین پور بازار 041 262 4007
مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار 055 423 5072
النور بک شاپ، صدر 091 526 2821

مکتبہ بیت السلام

Email: bait.us.salam1@gmail.com
Facebook: Baitussalam Book Store
رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
Tel:042-37361371,37320422
Mob: 0321-9350001

فہرست مضامین

1- كِتَاب الطَّهَارَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

کتاب: طہارت کے احکام ومسائل

أَبْوَابُ السَّهْوِ

صلاۃ میں سہو ونسیان سے متعلق احکام ومسائل

3- أَبْوَابُ الْوِتْرِ

صلاۃِ وتر کے ابواب

4 - كِتَابُ الْجُمُعَةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

کتاب: جمعے کے احکام ومسائل

أَبْوَابُ الْعِيدَيْنِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

کتاب: عیدین کے احکام ومسائل

أَبْوَابُ السَّفَرِ

سفر کے احکام ومسائل

5 ۔ كِتَاب الزَّكَاةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

زکاۃ وصدقات کے احکام ومسائل

6 ـ كِتَابُ الصَّوْمِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ — صیام کے احکام ومسائل

7 ـ كِتَابُ الْحَجِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

حج کے احکام ومناسک

عرضِ ناشر

دینِ اسلام کی اَساس قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی پر استوار ہے۔ اطاعت و انقیاد میں جو مقام قرآنِ مجید کو حاصل ہے، ویسا ہی مرتبہ فرمانِ رسول اور حدیثِ پیغمبر کا بھی ہے، کیوں کہ دونوں کا منبع وحیِ الٰہی ہے، جس کی تعمیل ہر مسلمان پر لازم اور ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کے ساتھ حدیثِ نبوی کی حفاظت کا بھی انتظام کیا اور اسے قیامت تک کے لیے مختلف ذرائع سے محفوظ و مصون بنا دیا۔

فرامینِ نبویہ کی حفاظت و صیانت کا اہتمام اس کی شرعی حیثیت کے پیشِ نظر عہدِ نبوی ہی سے ہوتا آیا ہے، جس میں صحابہ کرام نبی اقدس ﷺ کی زبانِ وحی ترجمان سے یہ ارشادات سن کر لکھتے اور ان پر عمل کیا کرتے تھے۔ دین کا یہ حصہ تواترِ عملی کے ساتھ بھی محفوظ ہوا اور کتابت کے ساتھ بھی اسے جمع کر لیا گیا۔ چناں چہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی مکرم ﷺ کے تمام فرامین سن کر لکھ لیا کرتا تھا۔ ایسے ہی دیگر متعدد صحابہ کرام کے قلمی نوشتوں کا ثبوت بھی موجود ہے۔

اسی اسوہ پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام کے شاگردوں اور آگے ان کے تلامذہ نے احادیث مبارکہ کی جمع و تدوین کا یہ مبارک سلسلہ جاری رکھا، تا کہ ہمارے لیے اسوۂ رسول پر عمل کرنا بہ آسانی ممکن ہو جائے اور اطاعتِ رسول ﷺ کا شرعی فریضہ ادا کرنے میں کسی مسلمان کو دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اس مبارک سلسلے کی ایک کڑی امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کی زیرِ نظر یہ کتاب سنن ہے، جس میں انتہائی آسان اور خوبصورت پیرائے میں احادیثِ نبویہ کی جمع و تدوین کا اہتمام کیا گیا ہے، چناں چہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس تالیف میں عقائد، عبادات اور معاملات سے متعلق احادیثِ نبویہ کا عظیم الشان ذخیرہ جمع کیا اور اسے فقہی ترتیب سے مدون کیا ہے، تا کہ دینِ اسلام کی تعلیمات اور مسائل پر عمل کرنا بہ آسانی ممکن ہو سکے۔ اس کتاب کے محاسن اور مزایا پر سیر حاصل گفتگو محترم جناب علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ نے اپنے بیش قیمت مقدمے میں کر دی ہے، جس کی بنا پر یہاں اس کے اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔ جزاہ اللہ خیراً

زیرِ نظر کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر ہم اسے اردو ترجمہ و تشریح اور تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، اس کے ترجمہ و فوائد اور تخریج کا یہ مبارک عمل ایک معروف عالم اور محدث ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار فریوائی حفظہ اللہ اور اُن کے رفقا کے ہاتھوں انجام پایا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ان کے انتہائی شکر گزار ہیں کہ انھوں نے ہمیں اس مبارک عمل کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ نیز ہم فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے بھی

ممنون ہیں کہ انھوں نے کتاب پر انتہائی علمی اور فاضلانہ مقدمہ لکھا، جس میں حدیث وسنت کے ساتھ ساتھ اس کتاب کی اہمیت کو بھی اُجاگر کیا۔ جزاه الله خيرأ وبارک في علمه وعمله

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس عمل کو اپنی رضا کے لیے خالص بنائے اور اس سلسلے میں کسی بھی طرح سے حصہ لینے والے تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کے لیے اسے ذخیرۂ اخروی اور نجات کا سبب بنائے۔ آمین یارب العالمین

والسلام

ابو میمون حافظ عابد الٰہی

مدیر مکتبہ بیت السلام

لاہور۔ الریاض
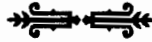
مقدمہ

(از..... فضیلۃ الشیخ مولانا عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبَعْدُ!

جامع ترمذی، حدیث کا ایک انتہائی معتبر اور قابلِ قدر مجموعہ ہے۔ یہ قرنِ ثالث کے عظیم محدث امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ کی تصنیفِ لطیف ہے۔ حافظ ابن اثیر رحمہ اللہ نے جامع الاصول میں، امام ترمذی رحمہ اللہ کا تعارف ان الفاظ سے کرایا ہے:

((أحد الأئمة الذين يقتدى بهم في علم الحديث، و أحد العلماء الحفاظ الأعلام))

یعنی امام ترمذی رحمہ اللہ کا شمار اُن نامور ائمہ وحفاظ میں ہوتا ہے، جوفنِ حدیث میں قابلِ اقتدا ہیں۔

یہی بات حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تہذیب التہذیب'' میں، حافظ ادریسی رحمہ اللہ سے نقل فرمائی ہے۔

سنت کے اس عظیم دفتر کو جامع اور سنن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جامع سے مراد وہ کتاب ہے، جو دین کے تمام مسائل کا احاطہ کیے ہوئے ہو، جبکہ سنن اس کتاب کو کہتے ہیں، جس میں فقہی ترتیب وتبویب سے احادیث منقول ہوں۔

صاحبِ کشف الظنون نے صحیحین کے بعد، باعتبارِ رُتبہ ومقام، جامع ترمذی کا ذکر کیا ہے، جس سے اگرچہ بعض علما نے اختلاف کیا ہے اور سنن ابی داود کو جامع ترمذی پر مقدّم کیا ہے، مگر علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے، جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ امام حازمی رحمہ اللہ نے امام ترمذی کی شرائط کو، امام ابو داود کی شرائط سے اقویٰ قرار دیا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے امام ترمذی رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا ہے: ''كأنه استحسن طريقة الشيخين'' یعنی گویا امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے لیے شیخین (بخاری ومسلم) کے منہج کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اس قول سے بھی جامع ترمذی کے مرتبہ ومقام کا تعین کیا جاسکتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''بستان المحدثین'' میں جامع ترمذی کو حسنِ ترتیب، عدمِ تکرار، بیانِ مذاہبِ فقہا ووجوہِ استدلال، ذکرِ حکمِ حدیث (صحیح، حسن، ضعیف، غریب، معلل وغیرہ) اور بیانِ اسمائے رواۃ اور کنیٰ والقاب کا حسین مرقع قرار دیا ہے۔ اس میں ایک اضافی خوبی یہ ہے کہ ذکر شدہ ہر ضعیف حدیث کی وجہِ ضعف بھی بیان فرمائی؛ تاکہ طالب علم مکمل بصیرت کے ساتھ مستفید ہو سکے۔ علاوہ ازیں کتابِ ہذا جامعیت کے ساتھ ساتھ ایسے اختصار کا نمونہ ہے، جو قطعاً مخل فی الفہم نہیں ہوتا، چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ ہر باب کے تحت ایک جامع حدیث ذکر فرما کر ''وفي الباب'' کی اصطلاح کے تحت اس متن کے دیگر شواہد ومتابعات کی طرف اشارہ فرما دیتے ہیں؛ تاکہ طالب علم سہولت کے ساتھ ان کی طرف رجوع کر سکے اور کسی دقت یا صعوبت کے بغیر اُن کا

احاطہ کر سکے۔

جامع ترمذی ایک کثیر المحاسن کتاب ہے، جس کے فضائل کا احاطہ اس مختصر مقدمے میں ممکن نہیں۔ مجھے حدیث کا ایک ادنیٰ طالب علم ہونے کے ناتے اس عجالہ میں جامع ترمذی کی روشنی میں یہ نکتہ واضح کرنا ہے کہ فقہ کا حقیقی محور اور دار و مدار حدیثِ رسول ﷺ ہے۔ آراء الرجال اور اُن کے فتاویٰ و ملفوظات کے تکلف کے بغیر بھی محض کتاب و سنت سے ہر مسئلے کا حل اور اِثبات ممکن ہے۔

علمائے کرام نے اس مبارک اور انتہائی لطیف فن کو ''فقہ السنہ'' یا ''فقہ الحدیث'' کی مبارک اصطلاح سے تعبیر فرمایا ہے۔ محدثین بالخصوص امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداود، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام دارمی اور امام دارقطنی رحمہم اللہ، اور اُن سب سے قبل امام مالک رحمہ اللہ کے قائم کردہ تراجم و ابواب کو بنظرِ غائر دیکھنے والا، نیز اُن کے طرقِ استخراج و استنباط پر اِمعانِ نظر سے تعمق کرنے والا، اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ قرآن و حدیث میں ہر مسئلہ مذکور و موجود ہے۔ علِمه من عَلِمه و جَهِله من جَهِله . . !

جَميعُ العِلمِ فِي القرآن لكِن تَقاصَر عنه أَفهامُ الرِّجال

احادیث سے استخراجِ مسائل کا یہ ملکہ، جماعتِ محدثین میں بدرجہ اتم موجود تھا، ان کی مولفات اس حقیقت پر شاہدِ عدل ہیں، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تو بہت سے تراجم، قرآنی آیات پر قائم فرمائے ہیں، ان تراجم کے تحت احادیث کے ایراد کا ایسا اسلوب اختیار فرمایا ہے، جس سے واضح اور ثابت ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کا مدلول ایک ہی ہے، چنانچہ صحیح بخاری کی آخری کتاب ''کتاب التوحید'' پڑھنے پڑھانے والے اس نکتے سے بہ خوبی آگاہ بھی ہیں اور صمیمِ قلب سے معترف بھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ بھی اس دشت کے عظیم شاہسوار کے طور پر جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ بہت سے محدثین نے ان کی اس محدثانہ شان کا اقرار و اعتراف کیا ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا شاگردِ رشید اس اعلیٰ و بالا منہج کا حامل نہ ہو؟ تبھی تو امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام ترمذی رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا ہے: "وتفقه في الحديث بالبخاري" یعنی امام ترمذی رحمہ اللہ کو حدیث سے فقہی مسائل کے استخراج کا ملکہ، امام بخاری رحمہ اللہ سے حاصل ہوا، جو اُن کے مجتہد ہونے کی انتہائی قوی دلیل ہے۔

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے ''مقدمہ تحفۃ الاحوذی'' میں ان لوگوں کا، جو امام ترمذی رحمہ اللہ کو کسی معین مذہب کا پیروکار قرار دیتے ہیں، رد کرتے ہوئے فرمایا:

((والحق: أنه لم يكن شافعياً ولا حنبليا، كما أنه لم يكن مالكيا ولا حنفيا، بل كان هو -رحمه الله تعالىٰ- من أصحاب الحديث متبعا للسنة عاملا بها، مجتهدا غير مقلد لأحد من الرجال، وهذا ظاهر لمن قرأ جامعه و أمعن النظر وتدبر فيه)) (ص: ٣٥٣)

یعنی حق یہی ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نہ تو شافعی تھے، نہ حنبلی، نہ مالکی اور نہ حنفی، بلکہ ان کا شمار اہل الحدیث میں ہوتا

تھا، سنت کے متبع اور عامل تھے، مجتہد تھے، کسی شخصیت کے مقلد نہیں تھے۔ یہ بات جامع ترمذی پڑھنے والوں اور اس پر تدبر و تعمق کرنے والوں پر بالکل عیاں ہے۔

اس کے بعد علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے جامع ترمذی کے بہت سے مقامات بطورِ مثال پیش کر کے، اس دعوے کا اثبات فرمایا ہے۔

- امام ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رُشید رحمہ اللہ نے امام ترمذی رحمہ اللہ کے قائم کردہ تراجم کو پہلا مستقل علم، اور تراجم اور اُن کے تحت مذکور احادیث سے حاصل ہونے والی فقہ کو دوسرا علم قرار دیا ہے۔
- قاضی ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ نے فقہ الحدیث کے فن میں موطا امام مالک کو پہلی اور صحیح بخاری کو دوسری کتاب قرار دیا، پھر فرمایا کہ بعد میں آنے والے محدثین نے انہی دو کتابوں پر اپنی کتب کی بنا قائم فرمائی، بطورِ خاص امام ترمذی رحمہ اللہ کا نام لیا۔
- شیخ ابراہیم البیجوری رحمہ اللہ نے جامع ترمذی کو حدیثی وفقہی فوائد کا مجمع قرار دیا۔
- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے امام ترمذی رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا: ''کأنہ اِستحسن طریقۃ الشیخین''، یعنی گویا امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے لیے شیخین (بخاری و مسلم) کے منہج کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔
- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جامع ترمذی کی میزات و محاسن بیان کرتے ہوئے، وجوہِ استدلال کی خوبی کا نمایاں طور پہ ذکر فرمایا، اور یہ بات معلوم ہے کہ احادیث سے وجوہِ استدلال ہی درحقیقت فقہ الحدیث کی اساس ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کی تبویب کا ایک منفرد پہلو:

امام ترمذی رحمہ اللہ کی اس عظیم کتاب کے فقہ الحدیث کی اساس پر قائم ہونے کی ایک بین دلیل، ان کا منفرد اسلوبِ تبویب ہے۔ کتاب کے چند مرکزی عنوانات ملاحظہ ہوں:

- أبواب الطهارة عن رسول الله ﷺ
- أبواب الصلاة عن رسول الله ﷺ
- أبواب الجمعة عن رسول الله ﷺ
- أبواب الصوم عن رسول الله ﷺ
- أبواب الجنائزعن رسول الله ﷺ
- أبواب الحج عن رسول الله ﷺ
- أبواب النكاح عن رسول الله ﷺ
- أبواب الطلاق واللعان عن رسول الله ﷺ
- أبواب الحدود عن رسول الله ﷺ
- أبواب الصيد عن رسول الله ﷺ

یہ اندازِ تبویب اول سے آخر تک پوری جامع ترمذی میں آپ کو جا بجا ملے گا۔ ہر فقہی کتاب کو ''عن رسول اللہ ﷺ'' کے مبارک جملے کے ساتھ مقید کرنے کا کیا معنی ہے؟ امام ترمذی رحمہ اللہ اس عظیم الشان قید سے پڑھنے اور پڑھانے والوں کو کیا منہج اور کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

امام ترمذی رحمہ اللہ کا اس اسلوب کو اختیار کرنے سے حقیقی مقصود یہی ہے کہ مذکورہ تمام فقہی ابواب ومسائل (طهارة، صلاة، زكاة، صيام، حج، نكاح، طلاق، لعان، حدود، صيد، أضاحی، نذور و أيمان،

الجهاد، اللباس، الأطعمة، البر و الصلة، الطب، الفرائض، الولاء، الوصايا، القدر، الفتن، الرؤيا، الشهادات، الرقائق، الإيمان و العلم، الآداب، الأمثال، تفسير القرآن، قراء ات، فضائل القرآن، دعوات اورمناقب وغیرہ وغیرہ) میں صرف وہی کچھ ذکر کرنا ہے، جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، چنانچہ آپ ﷺ کی احادیث سے مسائل کشید کرنے ہیں، جو اس عظیم کتاب کی زینت بنیں گے۔

گویا "أبواب الطهارة عن رسول الله ﷺ" سے امام ترمذی رحمہ اللہ کی مراد یہی ہے کہ اس کتاب میں طہارت کے تمام مسائل مرفوع احادیث سے ماخوذ ہوں گے۔ "أبواب الصلاة عن رسول الله ﷺ" سے مراد یہی ہے کہ نماز کے تعلق سے تمام مسائل کا مبنیٰ مرفوع احادیث ہیں۔

الغرض جامع ترمذی میں قائم تمام کتب وتراجم اسی منفرد اسلوب کے ساتھ مذکور ہیں، جس کا معنی یہ ہے کہ اس جامع میں مذکور تمام مسائل احادیثِ رسول ﷺ سے مستفاد ہیں۔ یہ ایک عظیم محدث کا منہج بھی ہے، پیارا مذہب بھی ہے، اور تمام معلمین و متعلمین کے لیے پیغام بھی کہ تمام امور و مسائل کا مصدر کتاب وسنت ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہی فقہِ اہل حدیث ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنے اس منفرد اسلوبِ تبویب سے اس ذہنیت کے بھی پرخچے اُڑا دیے ہیں، جس کی روشنی میں فقہ کا لفظ محض آراء الرجال کا نام بن کر رہ گیا ہے، یا پھر نصوص سے ایسے طرزِ استدلال کا جو خود ساختہ قواعد و اصول پر مبنی ہو، تا کہ خود ساختہ مذہب کا بچاؤ ممکن ہو سکے، اپنے ائمہ و مشائخ کے اقوال و آرا کا انتصار حاصل ہو سکے، نیز رکیک اور بعید تاویلات کا سہارا لے کر کتاب وسنت کے دلائل کا رد کر کے مذہب کا دفاع کیا جا سکے۔ افسوس! فقہ کا مقدس لفظ، اسی قسم کے منفی مشاغل میں محصور ومحدود ہو چکا ہے، آج کے دور میں بھی اور سابقہ ادوار میں بھی۔ بلکہ حدیث اور فقہ دونوں کو دو علاحدہ علاحدہ امور کے طور پر متعارف کرایا جاتا ہے، جس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ فقہا، بالخصوص فقہائے احناف کو اپنے مذہب کی اس کمزوری کا احساس ہے کہ ان کے بیشتر فقہی مسائل، احادیثِ رسول سے یکسر عاری اور ذاتی آرا پر مبنی ہیں۔

- علامہ ابن عابدین شامی اپنے مذہب کی اسی کمزوری کے پیشِ نظر لکھ گئے:

((فإن لم يطق احتمال هذه المشاق فعليه بالفقه الذي يمكن تعلمه ساكنا، لا يحتاج إلى بعد أسفاره، وطي ديار، و ركوب بحار، وهو مع ذلك ثمرة الحديث.))

(الأشباه و النظائر: ص: ٣٨١)

"اگر کوئی شخص (طلبِ حدیث) کی صعوبتیں برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ اشتغال بالفقہ کی راہ اختیار کر لے، جو گھر بیٹھے بٹھائے، دور دراز کے سفر کیے بغیر، قریہ قریہ گھومے بغیر اور سمندری سفر کیے بغیر حاصل ہو جاتی ہے، اور وہ اس کے باوجود بھی حدیث کا نچوڑ ہی قرار پائے گی۔"

- حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الفقيه والمتفقه" میں ایک بڑا ہی دلچسپ واقعہ نقل فرمایا ہے۔ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لقيني أبو حنيفه فقال: لو تركت كتابة الحديث و تفقهت لكان خيراً .))

''مجھے ابوحنیفہ ملے اور کہا: اگر تم حدیث چھوڑ کر فقہ کی طرف آجاؤ تو یہ بہتر رہے گا۔''

وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: "أليس الحديث يجمع الفقه كله؟" کیا حدیث میں پوری کی پوری فقہ موجود نہیں؟ اس پر ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

((في امراة ادعت الحمل و أنكر الزوج .))

''تو بتاؤ کہ عورت حمل کا دعوی کرے اور خاوند انکار کرے (تو کیا حل ہے؟)''

وکیع رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے کہا:

((حدثني عباد عن عكرمة عن ابن عباس قال: إن رسول الله ﷺ لاعن بالحمل .))

''مجھے عباد نے، اس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ایسے حمل میں لعان کا حکم قائم فرمایا ہے۔''

امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب کبھی ابوحنیفہ رحمہ اللہ مجھے راستے میں دیکھتے تو اپنی راہ بدل لیتے۔

اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جس فقہ کا بیڑا اُٹھایا تھا، اس میں کتابتِ حدیث کی ضرورت نہ تھی۔ فقہ الحدیث کے لیے دور دراز کے سفر کرنا پڑتے ہیں، سفری صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں، شہر شہر اور قریہ قریہ کی خاک چھاننا پڑتی ہے، احادیث کی اسناد اور متون کو حفظ کرنا پڑتا ہے، اسماء الرجال میں دسترس حاصل کرنا پڑتی ہے، مگر فقہ اہل الرائے میں یہ صعوبتیں نہیں اُٹھانا پڑتیں۔ گھر بیٹھے ہی اجتہاد کے جوہر دکھائے جاسکتے ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں حوالوں سے اہل الحدیث اور اہل الرائے کی فقہ کے مابین ایک نمایاں فرق سامنے آتا ہے۔

❁ صحیح حدیث میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((إن رسول الله ﷺ أسهم لرجل ولفرسه ثلاثة أسهم، سهما له و سهمين لفرسه .))

(سنن أبي داود، رقم الحديث: ٢٧٣٣)

''جب نبی کریم ﷺ نے مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تو (پیدل مجاہد کو ایک حصہ) اور سوار مجاہد کو تین حصے دیے، ایک حصہ مجاہد کا اور دو حصے گھوڑے کے۔''

قاضی ابو یوسف کتاب الخراج میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا:

((لا أفضل بهيمة على رجل مسلم .)) ''میں مسلمان مرد پر جانور کو فضیلت نہیں دے سکتا۔''

نبی اکرم ﷺ نے ایسا دو وجوہ کی بنا پر کیا، ایک یہ کہ لوگوں میں جہاد کے لیے گھوڑے رکھنے کی ترغیب پیدا ہو، اور دوسری یہ کہ گھوڑے کی کفالت پر اخراجات زیادہ اُٹھتے ہیں، اور پھر غور کیجیے کہ گھوڑے کے دو حصے اس کا مالک ہی تو وصول کرتا ہے اور اُن سے انتفاع کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فیصلہ کس قدر حکیمانہ اور کس قدر حوصلہ افزائی پر مبنی ہے۔

قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ اپنے استادِ محترم کی اس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مگر آپ نے بھی تو جانور اور مسلم مرد کو برابر کر دیا ہے۔''

کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: گھوڑے اور مجاہد کا ایک ایک حصہ ہے۔

الحمدللہ! ہم اہل الحدیث کی فقہ اس قسم کے تخرصات سے پاک ہے۔ ہماری فقہ خالصتاً کتاب وسنت کے نور پر مبنی ہے۔ قرآن وحدیث میں فقہ کا لفظ بار بار ذکر ہوا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟

❁ آیئے! تھوڑا سا غور کر لیتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ [التوبة : ۱۲۲]

''سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے، تاکہ وہ دین کی فقہ حاصل کریں اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ اُن کے پاس آئیں، ڈرائیں تاکہ وہ ڈر جائیں۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من يرد الله به خيراً يفقه في الدين)) (صحيح البخاري : ۷۱، صحيح مسلم : ۲۳۸۹)

یعنی اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمالے، اسے دین کی فقہ عطا فرماتا ہے۔

واضح ہو کہ ان دونوں نصوص میں ''فقہ'' کا لفظ ''دین'' کے ساتھ مربوط ہے، اور دین ان آرا یا ہفوات کا نام ہے نہ کسی کی ذاتی خواہشات کا ترجمان، بلکہ فرمایا:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ [آل عمران : ۱۹]

''بے شک دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔''

﴿وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة : ۳]

''اور میں نے تمھارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند فرما لیا ہے۔''

تو گویا فقہ کا لفظ حقیقتاً ''فقہ الکتاب والسنۃ'' پر منطبق ہوتا ہے؛ کیونکہ دینِ اسلام صرف اور صرف وحیِ الٰہی کا نام ہے، نہ کہ کسی کی آرا یا ملفوظات کا۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے مخاطب ہے:

﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ﴾ [الزخرف : ۴۳-۴۴]

''پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوطی سے تھامے رہیں، بے شک آپ راہِ راست پر ہیں اور یقیناً یہ (خود) آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے نصیحت ہے اور عن قریب تم لوگ پوچھے جاؤ گے۔''

❁ رسول اللہ ﷺ نے اپنے یمنی اور بالخصوص اشعری صحابہ کے بارے میں فرمایا:

((الإيمان يمان والفقه يمان .)) ''یعنی ایمان اور فقہ تو یمن کی ہے۔''

یہاں فقہ سے مراد اُن کی ذاتی آرا یا اقوال نہیں؛ کیونکہ ان کا تمسک بالکتاب والسنۃ معروف ہے، اسی کو فقہ سے تعبیر فرمایا۔

ایک حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ نے فقہ کی تعریف فرمادی، چنانچہ آپ ﷺ کی معروف حدیث، جو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہے (عظیم محدث شیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ نے اپنے رسالے میں اس حدیث کے ۵۰ سے زائد طرق نقل فرمائے ہیں) اس کا ایک متن ملاحظہ ہو:

((نضر الله امرءا سمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه غيره ، فرب حامل فقه إلى من هو أفقه منه ......)) الحديث

یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تر و تازہ فرما دے، جو ہماری ایک حدیث سن لے، پس اسے حفظ کرلے، حتی کہ دوسرے تک پہنچا دے، بہت سے فقہ کے حامل اسے اپنے سے بڑے فقیہ تک پہنچاتے ہیں۔

اس حدیث میں آپ ﷺ کے فرمان: ((سمع منا حديثا)) سے تحملِ حدیث کی طرف اشارہ ہے، اور آپ ﷺ کے فرمان: ((حتى يبلغه غيره)) سے ادائے حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ اگلا جملہ: ((فرب حامل فقه)) اسی سابقہ جملہ: ((سمع منا حديثا)) کی تقریر ہے، گویا سماعِ حدیث اور ادائے حدیث کو آپ ﷺ نے دوسرے جملے ((حامل فقه)) سے تعبیر فرمایا ہے، یعنی ((سمع منا حديثا)) اور ((حامل فقه)) سے مراد ایک ہی چیز ہے۔ گویا آپ ﷺ نے خود فقہ کی تعریف فرما دی، چنانچہ اس حدیث کی روشنی میں فقہ چار چیزوں سے عبارت ہے

1. سماعِ حدیث ((سمع منا حديثا))
2. حفظِ حدیث ((فحفظه))
3. فہمِ حدیث (کیونکہ بعض متون میں "فوعاه" کا لفظ بھی وارد ہے)
4. ادائے حدیث ((حتى يبلغه غيره))

ہم اہل الحدیث بفضلہ تعالیٰ اسی فقہ کے داعی ہیں اور اسی کو موجبِ سعادتِ دارین قرار دیتے ہیں۔ ہم اہل الرائے کے اندازِ تفقہ سے مکمل احتراز برتتے ہیں اور اس سے اظہارِ براءت کرتے ہیں، نیز ایسے قواعد کی، جنھیں وضع کرکے انکارِ حدیث یا ردِ حدیث ممکن بنا لیا جائے اور یوں اپنے مذہب کو بچا لیا جائے، شدید مذمت کرتے ہیں۔

ایسے ناروا قواعد میں سے کچھ یہ ہیں:

۱. کسی لفظ کے لغوی معنی پر اصرار کرنا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے اس لفظ کی وضاحت موجود ہوتی ہے۔
۲. مجاز کا بے دریغ استعمال، جس کی حیثیت ایک ایسے بت کی ہے، جس سے بہت سے نصوص کو پامال کر دیا گیا، بالخصوص اسماء و صفات کے باب میں، نیز دیگر شرعی احکام میں بھی۔
۳. قرآنی نصوص میں تعارض کا عقیدہ رکھنا اور اس کی بنا پر متعارضین کو ساقط الاستدلال والعمل قرار دے دینا اور یوں کہنا: إذا تعارضتا تساقطتا .
۴. قرآن کے حکمِ عام کی خبرِ واحد سے تخصیص کا انکار۔
۵. عقائد و احکام میں خبرِ واحد کا عدمِ قبول۔

6 کسی حدیث کے خلافِ قیاس ہونے کا عقیدہ رکھنا اور اس کے راوی صحابی کو غیر فقیہ قرار دے کر اس کا رد کر دینا۔

یہ عجالہ اس سے زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں ہے، ورنہ بہت سی مثالوں کے ساتھ ان امور کی وضاحت عرض کی جاتی۔

قارئین کرام! جامع ترمذی کا یہ نسخہ اپنے تمام تر مبارک عمل کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی حفظہ اللہ، جو ہندوستان کے کبار علما میں شمار ہوتے ہیں، عالمِ عرب میں بھی اُن کی علمی شخصیت معترف بہ ہے۔ وہ عرصہ دراز سے جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض میں بحیثیت پروفیسر خدمات انجام دے رہے ہیں اور اپنے علم سے دُنیا بھر سے آئے ہوئے تشنگانِ علم کو سیراب کر رہے ہیں، اہلِ علم اور بالخصوص طالبانِ حدیث سے محبت، ان کی شخصیت کا انتہائی نمایاں پہلو ہے۔ وسعتِ قلبی کے ساتھ مہمان نوازی بھی اُن کے محاسن کا ایک اہم حصہ ہے۔ متعنا اللہ بطول حیاته .

جامع ترمذی کا یہ سلیس ترجمہ اور علمی تشریحات وتعلیقات شیخ محترم کی مساعی جمیلہ کا ایک گراں قدر حصہ ہے۔ ہم طلبۃ العلم کے لیے یہ بات ایک خوش خبری سے کم نہیں کہ اس نہج پر کام کرنے کے لیے شیخ محترم نے دیگر بہت سی کتبِ حدیث کا انتخاب فرمالیا ہے، جو عن قریب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر ہمارے ہاتھوں میں ہوں گی اور ہر خاص و عام کے افادے کا ذریعہ بنیں گی۔ واللہ تعالیٰ ولي التوفیق.

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت شیخ عبدالرحمٰن الفریوائی حفظہ اللہ کو اپنی توفیق وتیسیر سے نوازے اور انھیں جس مبارک منہج سے مالا مال فرمایا ہے، وہ اسی طرح کتابی شکل میں منتقل ہو کر امت کے افادے کا باعث بن جائے۔

ہمارے انتہائی شکریہ اور نیک دعاؤں اور تمناؤں کے مستحق حافظ عابد الٰہی حفظہ اللہ (مدیر مکتبہ بیت السلام) بھی ہیں، حدیث اور اہل الحدیث سے محبت ان کا بہت بڑا تمیز ہے، جو انھیں اپنے والد گرامی حاجی ظہور الٰہی صاحب رحمہ اللہ اور برادرِ اکبر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ سے ورثے میں ملا ہے۔ سلف صالحین کی تراث کی طباعت واشاعت اُن کے پروگرام کا مرکزی حصہ ہے، شیخ فریوائی حفظہ اللہ کی کتب کا اہتمام بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ مکتبہ بیت السلام کو توحید وسنت کی اشاعت کے لیے منارِ نور بنا دے اور اسے قائم و دائم رکھے، نیز ان بابرکت جهود و مساعی کو قبول فرمالے اور انھیں اُن کے لیے اور جملہ اہلِ خانہ کے لیے نیز تمام معاونین ومساہمین کے لیے توشہ آخرت بنا دے اور اس مبارک علمی ذخیرے کو قیامت تک کے لیے صدقہ جاریہ بنا دے اور اللہ تعالیٰ کے عباد وبلاد کی منفعت کا ذریعہ بھی۔ والتوفیق بید اللہ تعالیٰ.

وصلى الله على نبينا محمد و بارك وسلم .

وكتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

۱۲/۱۲/۲۰۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ، أَمَّا بَعْدُ!
فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: ﴿ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ، خَلَقَ الإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ الأَكْرَمُ ، الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ، عَلَّمَ الإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[سورة العلق: 1-5] ، وقال تعالى: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لاَيَعْلَمُونَ﴾ [سورة الزمر: 9]

اللہ رب العزت کی بے پایاں حمد وثنا ہے کہ اس نے ہمیں دینی اور دنیوی نعمتوں کے ساتھ ایک عظیم نعمت عطا فرمائی، جو آپ کے سامنے ہے۔ یہ ہمارے ''تعارفِ اسلام'' کے عظیم منصوبے کی پہلی کتاب ہے، جو ہم اُردو داں طبقے کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب اور اس سلسلے کی دوسری کتابوں کو قبولِ عام بخشے، اس کا فیض عام ہو اور اسلام کا صحیح تعارف ہم سب کے لیے آخرت میں کامیابی و کامرانی کی دلیل بن جائے۔ آمین

اسلام کے فہم وتعارف کے بنیادی مراجع ومآخذ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) کتاب اللہ العزیز اور اس کی وہ تفاسیر جو قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ اور آثارِ سلف کو سامنے رکھ کر مرتب کی گئی ہیں۔
(۲) احادیثِ صحیحہ اور آثارِ صحابہ وتابعین وسلف صالحین۔
(۳) سیرتِ نبویہ شریفہ۔
(۴) ائمۂ دین وفقہائے اسلام کی مؤلفات۔

برصغیر میں اردو زبان میں 200 سال سے اسلام کے تعارف کا کام ہو رہا ہے۔ دعوت وتبلیغ اور اسلامی تعلیمات کے فروغ سے متعلق مساعی کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ ادارے اور افراد اپنی بساط، اپنے منہج ومطمحِ نظر اور اہداف ومقاصد کے مطابق حسبِ توفیق اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں (شكر الله سعيهم وأجزل لهم المثوبة)، لیکن برصغیر میں ہونے والی اِن مساعی کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ اسلام کے صحیح تعارف کے سلسلے میں ہمیں بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ ہماری مساجد، ہمارے مدارس وجامعات، ہمارے دعوتی وتبلیغی مراکز اور ہماری صحافت گروہ بندی، تحزب، تقلید اور تصوف کے اثراتِ بد کی بنا پر اسلام کے تعارف کی ذمے داری سے حقیقی معنوں میں عہدہ برآ ہونے سے قاصر نظر آتے ہیں۔

ملک کا حکمران اور اکثریتی طبقہ اور اس کے رجحانات، خیالات، منصوبوں اور ان سے پیدا ہونے والے خطرات سے ملتِ اسلامیہ اس وقت تک نبرد آزما نہیں ہوسکتی، جب تک وہ اپنی صحیح صف بندی اور صحیح بنیاد پر اصلاح وتربیت کے عمل سے نہ گزرے۔

دعوتی وتعلیمی کاموں کے تجزیے کے بعد جو بات بلاخوفِ تردید کہی جاسکتی ہے، وہ یہ ہے کہ صرف اس ملک ہی میں نہیں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی ان میدانوں میں ہونے والے تجربات کو نقد ونظر کی کسوٹی پر پرکھنا بے حد ضروری ہوگیا ہے۔

ہماری اساسِ دین کتاب اللہ اور سنتِ صحیحہ ہے، جس کی تبلیغ ودعوت ہم پر فرض ہے اور فہمِ اسلام میں سلف کے فہم وتعامل کی پابندی کلیدی اہمیت کی حامل شرط ہے۔

ہندوستان میں شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۱۷۶ھ) نے فارسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور موطا امام مالک کی شرح اور اصولِ تفسیر میں ایک مختصر جامع "الفوز الکبیر" نامی رسالہ تحریر فرما کر عام مسلمانوں کی ان کی مادری زبان میں راہنمائی کا کام شروع کیا، اس کام کو آپ کے علم کی وارث اولاد نے آگے بڑھایا۔ شاہ عبدالعزیز (رحمہ اللہ) کی تصنیفات بالخصوص تفسیرِ قرآن اور شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا اردو ترجمۂ قرآن، پھر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نامور پوتے امامِ عصر ومجددِ دین شاہ اسماعیل رحمہ اللہ کی مصلحانہ اور مجاہدانہ کوششوں نے دعوت وتبلیغ کے کام کو گھر گھر پہنچا دیا اور عملاً اردو زبان مسلمانوں کی دینی زبان قرار پائی۔

علامہ نواب صدیق حسن قنوجی بھوپالی رحمہ اللہ (م ۱۳۰۷ھ) نے عربی اردو اور فارسی زبانوں میں خود سینکڑوں کتابیں تصنیف فرمائیں اور کتاب وسنت اور منہجِ سلف صالحین کی اشاعت فرمائی، نیز ائمہ حدیث وفقہ کی کتابوں کی اشاعت فرما کر انھیں سارے عالم میں پھیلایا اور علمائے حق کی جماعت کی ہمت افزائی فرمائی، چنانچہ آپ کی راہنمائی سے علامہ نواب وحید الزمان حیدرآبادی اور علامہ بدیع الزمان حیدرآبادی رحمہما اللہ نے صحاحِ ستہ اور موطا کو اردو کا جامہ پہنایا۔

میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۰ھ) اور ان کے باکمال مشاہیر تلامذہ نے کتاب وسنت کی اشاعت اور منہجِ سلف کی ترویج، احیائے سنت اور ردِّ بدعات وشرکیات کا کام مختلف انداز سے کیا، جن میں کتابوں کی تصنیف وتالیف اور ان کی اشاعت کا کام دین کی مؤثر اور مفید خدمت ہے۔

اگر ہم اسلام کے تعارف میں ہونے والی خدمات کا جائزہ مذکورہ بالا معروضات کے حوالے سے لیں تو اسلام کے صحیح تعارف کا حجم اور وزن واضح ہوجائے گا۔

اس وقت ہمارا دینی، تعلیمی اور دعوتی ڈھانچہ تقلید وتحزب پر قائم ہے، نیز عربی زبان سے ناآشنائی اور دعوت کے کام میں نااہل لوگوں کی شرکت بھی ایک بڑا مرض ہے۔ دعوت، تعلیم اور صحافت سے متعلق لوگوں کی ایک بڑی تعداد اسلام کے مآخذ ومصادر سے استفادے میں کوتاہی کا شکار ہے۔ مشہور مراجع اور مستند مآخذ میں اس کے یہاں فرق وتمیز نہیں۔ صحیح

وضعیف احادیث وآثار کا اس کو پتا نہیں، فقہی مسالک کی پابندی سے مزید بُعد پیدا ہو رہا ہے۔ معاشرتی پابندیوں کا خوف اور بائیکاٹ کا ڈر بھی صحیح اسلام پر عمل کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد حق کی تلاش میں تگ و دو کر رہی ہے، لیکن اسے یا تو حق مل ہی نہیں رہا ہے، یا حقیقت وخرافات کے گڈ مڈ ہونے سے صحیح اسلام تک پہنچنا ایک بڑا مسئلہ ہوگیا ہے۔ صحیح مراجع بھی لوگوں کو دستیاب نہیں ہیں۔ علمائے حق کے تعاون کے بغیر اسلامی مراجع ومآخذ سے استفادہ بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ ایسی حالت میں عربی مراجع سے استفادہ کرنے میں بھی بڑے اشکالات ہیں، چہ جائیکہ عربی زبان اور اسلامیات سے نابلد افراد اردو یا ہندی کتابوں سے اسلام سیکھیں۔

اگر اردو مولفین کی ایک فہرست تیار کی جائے اور ان کی مولفات سے ان کی صلاحیت وقابلیت کا چارٹ تیار کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس شعبے میں قابل اعتماد افراد کی بڑی کمی ہے۔ بازار میں حدیث کی کتابوں کے تراجم موجود ہیں، جن میں اسلام کے صحیح تعارف میں صحیح بخاری وصحیح مسلم صحت وجامعیت کے اعتبار سے سب سے بہتر کتابیں ہیں۔ سنن اربعہ (سنن ابو داود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ) کی بیشتر احادیث میں صحیح وضعیف کی نشاندہی نہیں ہوئی، اس لیے ان سے استفادہ کرنے میں محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ تفسیری مواد میں تراجم کی حد تک زیادہ تحریف وتاویل کی گنجائش نہیں ہے، لیکن تفسیر وحواشی میں قرآن کی تعلیمات کو اپنے مذہب وعقیدے کے مطابق بنانے کی کوششوں کا حال پڑھے لکھے لوگوں پر مخفی نہیں۔

اسلامی علوم ومعارف کی اردو اور دوسری زبانوں میں اشاعت کا عظیم علمی ودعوتی منصوبہ

اگست ۱۹۹۷ء میں دار الدعوۃ (نئی دہلی) کے قیام اور اس کے مقاصد پر دہلی ہی میں ایک سیمینار کے ذریعے اس کا تعارف کرایا جا چکا ہے۔ سیمینار کا عنوان ''عصر حاضر میں اسلام کا صحیح تعارف'' تھا۔ فاضل شرکا نے اپنے مقالات اور تجاویز کے ذریعے اس منصوبے کی تصویب وتائید فرمائی، جس سے ہمارے عزائم کو تقویت ملی اور عملی طور پر اس کام کے لیے جدوجہد کا آغاز ہوا۔ فالحمد للہ

دار الدعوۃ نے صحیح اسلام کے تعارف کے عنوان سے جو پروگرام مرتب کیا ہے، وہ مختصراً اس طرح ہے:

❀...... تفسیر میں:

(۱) علامہ عبدالرحمٰن سعدی کی تفسیر ''تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان'' کا اردو اور ہندی ترجمہ، (الحمد للہ اُردو ایڈیشن زیر طباعت ہے)

(۲) تفسیر وحیدی۔ تألیف: علامہ وحید الزمان حیدر آبادی۔ (زیر طباعت)

(۳) تفسیر شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور تفسیر امام ابن القیم کی اشاعت (زیر تالیف وترجمہ)

❀...... حدیث میں:

''حدیث انسائیکلو پیڈیا اُردو'' کی تدوین واشاعت۔اس منصوبے میں مندرجہ ذیل آٹھ کتابیں شامل ہیں:

(۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن نسائی (۴) سنن ابی داود

(۵) سنن ترمذی (۶) سنن ابن ماجہ (۷) موطا مالک (۸) سنن دارمی

الحمد للہ یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے اور اب تک سنن ابو داود کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور سنن ترمذی کا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے، اسی طرح سنن نسائی کی اشاعت بھی اسی کے ساتھ ہو رہی ہے اور جلد ہی بقیہ کتابیں بھی قارئین تک پہنچنے کی توقع ہے۔ان شاء اللہ العزیز

❀......سیرت نبویہ اور تاریخِ اسلام میں:

محدثین کے اصولِ جرح وتعدیل اور تنقیدی اصول کی بنیاد پر ہونے والے قدیم وجدید علمی کام سے استفادہ کر کے ایسی کتابوں کی تیاری واشاعت کا کام جس سے اس میدان میں اردو میں ایک مفید اضافہ ہوگا۔ان شاء اللہ

❀......معارف شیخ الاسلام ابن تیمیہ وعلامہ ابن القیم وامام محمد بن عبدالوہاب (رَحِمَهُمُ اللّٰهُ):

اسلام کی شرح وتفسیر اور صحیح ترجمانی کے باب میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم اور مجددِ دین شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب۔ رحمہم اللہ ۔ کے علوم ومعارف کی اہمیت وافادیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، ان کی تاثیر اور افادیت میں بھی کسی کو کلام نہیں۔آج عالمِ اسلام میں حقیقی دینی بیداری کی بنیاد یہی کتابیں ہیں، اس لیے اردو داں طبقے کے لیے ان افادات کی اہمیت پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ کی جدوجہد اور سوچ کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ موصوف کے نزدیک اسلامیانِ ہند کے لیے معارف ابن تیمیہ وابن قیم کو اردو میں منتقل کرنے کی بڑی اہمیت تھی، چنانچہ آپ کی ہمت افزائی پر مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے بعض رسائل کو اردو کا جامہ پہنا کر شائع کیا۔جب مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڈھی رحمہ اللہ نے تفسیر ابن کثیر اور إعلام الموقعین لابن القیم کو اردو کا جامہ پہنایا اور اس کی اشاعت کر کے اردو لٹریچر میں مفید اضافہ فرمایا تو مولانا ابو الکلام آزاد نے دو خط لکھ کر انھیں ہدیۂ تبریک پیش کیا، اس کام کی اہمیت کو واضح کیا اور اپنے تعاون کی بھی پیشکش کی۔

برصغیر کی متنوع دعوتی ودینی اور تعلیمی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے موجودہ اسلامی لیٹریچر میں بوجوہ چند وہ صلاحیت نہیں نظر آتی، جو اس وقت امت کی ضرورت کو پوری کر سکے۔

اردو ہندی اور علاقائی زبانوں میں دار الدعوۃ کے اس علمی ودعوتی منصوبے کو دعوتِ اسلامی کی حقیقی ضروریات کی تکمیل میں اہم سنگ میل کی حیثیت حاصل ہوگی۔ان شاء اللہ

مذکورہ سیمینار کے سال ڈیڑھ سال کے بعد ابتدائی طور پر ''حدیث انسائیکلو پیڈیا اردو'' پر کام شروع ہوا، چونکہ صحیحین (بخاری، مسلم) کی احادیث اور موطا امام مالک کی اکثر احادیث صحیح اور ثابت شدہ ہیں اور امت کے ہر طبقے میں مقبول

ومستند، اس لیے ان کے تراجم اور تعلیق وحواشی کا کام موخر کر دیا گیا اور سنن اربعہ پر کام شروع کیا گیا۔ یہ چاروں کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں، بقیہ کتابیں بھی اشاعت کے مرحلے میں ہیں۔

چونکہ ابتدا ہی سے یہ بات طے کر لی گئی تھی کہ اس نئی اشاعت میں ہر حدیث کی مختصر تخریج بھی شامل رہے گی، یعنی اس بات کی نشاندہی کی جائے گی کہ یہ حدیث دوسرے حدیث کے کن مستند مآخذ ومراجع میں اور کہاں کہاں پائی جاتی ہے، نیز اس حدیث کا صحت اور ضعف کے اعتبار سے کیا رتبہ اور درجہ ہے۔ اردو ترجمہ میں عصر حاضر کے ہندوستانی مسلمانوں کی اردو فہمی کے معیار کو بھی مدنظر رکھنا ہے اور دورِ جدید کی ٹیکنالوجی (کمپیوٹر وانٹرنٹ) کے ذریعے اس کی اشاعت کا کام بھی ہونا ہے، اس لیے بظاہر کام کی تکمیل میں کافی وقت لگا، لیکن الحمدللہ اب تک ادارے کی پالیسی یہ رہی ہے کہ جب تک موجودہ امکانات ووسائل کے مطابق مطلوبہ ہدف پورا نہ کر لیا جائے، کام کو فائنل نہ کیا جائے اور اب تک ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اب ہم اس مقام پر کھڑے ہیں کہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے ایک ایک کتاب قارئین تک پہنچاتے جائیں۔ والحمدلله الذی بنعمته تتم الصالحات.

اردو زبان میں علمی وتحقیقی کتابوں کی اشاعت کی اہمیت

تحقیق وتخریج اور علمی مباحث کے لیے عربی زبان کو اولیت حاصل ہے اور سارا کام اسی زبان میں صدیوں سے ہو رہا ہے۔ خود ہندستانی علما کی اہم تصنیفات عربی زبان ہی میں ملک وبیرون ملک پڑھی جاتی ہیں اور آج بھی زوروں پر یہ سلسلہ جاری ہے۔ راقم الحروف کا سارا کام خود عربی زبان ہی میں ہے، لیکن تہذیب وتمدن اور ثقافت وعلم کے میدان میں بے انتہا ترقی کے اس دور میں جب کہ مختلف زبانوں میں اسلامی علوم وثقافت کی منتقلی کا کام جاری ہے اور یہ دینی معلومات مختلف اور تیز وسائلِ ابلاغ کے ذریعے ہر طرح کی استعداد وصلاحیت والوں تک پہنچ رہی ہیں، اس لیے اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ اسلام کے مستند مآخذ ومراجع اور پختہ کار ائمۂ اہلِ سنت کی تالیفات کو اُردو اور علاقائی زبانوں میں اس انداز سے منتقل کیا جائے کہ اختصار وایجاز کے ساتھ علمی مباحث کا خلاصہ بھی قارئین کے سامنے آ جائے، بالخصوص عام انسانوں کو رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ کے سلسلے میں مطلوبہ صحیح اور مفید معلومات اس انداز سے فراہم کر دی جائیں، جس سے علمی طور پر ذہن اور قلب کو اطمینان حاصل ہو جائے، اس لیے کہ کتاب وسنت میں کتاب اللہ کے ثبوت کے سلسلے میں کسی بھی طرح کی کوئی اختلاف کی بات مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی، جبکہ قرآن مجید کی شرح وتفسیر کی حامل احادیث نبویہ کے بارے میں ہمیشہ سے صحت وضعف کے مسائل میں اختلاف رہا ہے۔

ہم نے اپنے اس منصوبے میں مذکورہ بالا بات کی اہمیت کے پیشِ نظر ہر حدیث پر صحت وضعف کا حکم لگا کر اور حسبِ ضرورت اس کی توجیہ وتعلیل کر کے اِن احادیث پر ائمۂ محدثین کے اقوال کا خلاصہ عام قارئین کے سامنے رکھ دیا ہے، جبکہ سو سال سے زیادہ کے عرصے سے حدیث کی متعدد کتابیں پبلک میں رائج ہیں اور ان میں صحیح وضعیف کی نشاندہی نہیں ہوئی، جس سے عوام ہی نہیں بلکہ خواص بھی استفادہ نہیں کر سکتے۔

اس کے ساتھ ساتھ متنِ حدیث کی صحت اور حدیث کے دوسرے مآخذ ومراجع میں اس حدیث کے موجود ہونے سے کتاب کی افادیت دو چند ہو جاتی ہے، ضروری اور مفید حواشی کے اضافے سے قارئین کرام کے دینی فہم میں بھی اضافہ ہوگا۔ ان شاء اللہ

احادیث کی تصحیح وتضعیف کا فائدہ اور مقصد

علمائے حدیث نے اصولِ حدیث کی کتابوں میں صاف لفظوں میں یہ تحریر فرما دیا ہے کہ محدثین نے علمِ حدیث کے قواعد وضوابط اور جرح وتعدیل کے مسائل کو مرتب ہی صرف اس واسطے کیا ہے کہ اس کا سب سے بڑا مقصد اور فائدہ حدیث کی صحت وضعف کی تشخیص ہے، تاکہ ثابت شدہ احادیث پر عمل کیا جائے اور غیر ثابت شدہ ضعیف، منکر اور موضوع احادیث سے اعراض واجتناب کیا جائے۔

حافظ عراقی فرماتے ہیں:

"بيان صحته أو حسنه أو ضعفه، فإن ذلك هو المقصود الأعظم عند أبناء الآخرة، بل وعند كثير من المحدثين." (مقدمة كتاب المغني عن حمل الأسفار: 1/ 2).

یعنی آخرت کے طلبگاروں کے نزدیک بلکہ اکثر محدثین کے یہاں حدیث کا صحیح یا حسن یا ضعیف ہونا ہی علمِ اصولِ حدیث کا سب سے بڑا مقصد ہے۔

حافظ سیوطی نے "الفية الحديث" کے مقدمہ میں فرمایا ہے:

علم الحديث ذو قوانين تحد
يدرى بها أحوال متن وسند
فذانك الموضوع والمقصود
أن يعرف المقبول والمردود

''علم حدیث جس کے قوانین اور اصول محدَّد ہیں، ان کے ذریعے متن حدیث اور سندِ حدیث کے احوال کا پتا چلایا جاتا ہے اور ان قوانین کا موضوع اور مقصد بس یہی ہوتا ہے کہ اس سے حدیث کے قبول اور ردّ کا علم حاصل ہو جائے۔''

حافظ سیوطی مزید فرماتے ہیں:

''علمِ حدیث کی غرض وغایت اور اس کا اصلی مقصود یہ ہے کہ احادیث کے قبول یا ردّ ہونے کا علم حاصل ہو جائے، تاکہ صحیح اور ثابت احادیث پر عمل کیا جائے اور ضعیف اور ساقط احادیث کو چھوڑ دیا جائے۔'' (تدريب الراوي، ص: ٢٦١)

ائمۂ حدیث نے انتہائی بالغ نظری سے ان اصول وضوابط کو بنایا اور ان کے ذریعے سے متن احادیث اور رجالِ احادیث کی تحقیق کا کام کیا۔ شروع زمانہ سے آج تک یہ کام برابر جاری ہے، ان عظیم کوششوں سے نہ صرف یہ کہ علمِ حدیث زندہ ہے، بلکہ یہ اسلام کی حقانیت پر ایک واضح اور مسلسل دلیل ہے: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له

لحافظون﴾

ہم نے انتہائی اختصار سے ایک یا دو لفظوں میں ہر حدیث کی صحت اور ضعف کی نشاندہی کی ہے۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ ایک ایک حدیث پر ایک ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے، ہم نے تو نئے اور پرانے ناقدینِ حدیث اور حاذقینِ فن کے علوم کا خلاصہ پیش کر دیا ہے، جس سے ہر سطح اور صلاحیت کے لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اہلِ علم تخریج میں مذکور مآخذ کی طرف رجوع کر کے اس کی تفصیل بھی معلوم کر سکتے ہیں۔

حدیث کی تصحیح وتضعیف کی نشاندہی درحقیقت اِتمامِ حجت کی ایک اہم کڑی ہے۔ اب یہ ناظرین کا کام ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے فرمودات کو حرزِ جان بناتے ہیں یا اپنی پرانی روش ہی پر قائم رہتے ہیں۔ وما علینا إلا البلاغ .

کیمیائے سعادت

اللہ رب العزت نے دنیا وآخرت میں کامیابی کو ایمان اور عمل صالح سے مشروط کر دیا ہے۔ سورۃ العصر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْعَصْرِ، إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ، إِلا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾

''زمانے کی قسم! بے شک انسان سراسر نقصان اور گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنھوں نے آپس میں حق کی وصیت وتلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔''

فلاح ونجات کے لیے کتاب وسنت کی اتباع اور اللہ و رسول کی اطاعت واجب ہے، اس موضوع کو کتاب وسنت میں طرح طرح سے واضح کیا گیا ہے۔ کہیں اطاعت واتباع کا حکم دے کر، کہیں اتباع اور اطاعت کی مخالفت کے عواقب بتا کر، کہیں دوسری قوموں کے انحراف اور اس کے نتیجے میں ان کے قعرِ مذلت میں چلے جانے کی بات بتا کر، کہیں صراط مستقیم پر چلنے والوں کے لیے سعادت دارین کی خوش خبری دے کر۔ خلاصہ یہ کہ دینِ اسلام کا اصل ماخذ کتاب اللہ اور سنتِ صحیحہ ہے، نیز کتاب وسنت کو جس نہج پر سلف صالحین نے سمجھا اور جس طرح ان تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزاری، ہم اسی طریقے پر چل کر اپنے آپ کو کامیاب وکامران بنا سکتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ (الکھف: ١١٠)

''تو جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

تابعی جلیل فضیل بن عیاض نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد اخلاص وللہیت اور اتباعِ سنت ہے، یعنی کسی بھی عمل کی عند اللہ قبولیت کی دو شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے اور دوسری

شرط یہ ہے کہ وہ سنتِ محمدیہ کے مطابق ہو، اسی کو موصوف نے ”أَخْلَصَهُ وَ أَصْوَبَهُ“ کی تعبیر سے واضح کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے کتاب وسنت پر چلنے کو ہمارے لیے نسخہ کیمیا بتایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِي ﷺ))

”مسلمانو! میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، اگر ان دونوں کو پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت اور میرا طریقہ ہے۔“

ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑا تحفہ یہی ہے کہ عقیدۂ توحید کے ساتھ اس کی راہنمائی سنتِ صحیحہ کی طرف کردی جائے۔ ہماری اِن کتابوں کے ذریعے ان شاء اللہ توحید اور سنت کی شاہراہ پر چلنا عام مسلمانوں کے لیے آسان ہوجائے گا، صرف سچی طلب، صالح نیت اور عزم وحوصلے کی ضرورت ہے۔

طریقۂ کار

مجلس علمی کے اراکین نے مذکورہ بالا کتبِ حدیث پر کام کی ترتیب اس انداز سے بنائی کہ سب سے پہلے ایک رکن نے حدیث کے ترجمہ کا کام کیا، پھر اس کی مراجعت وتدقیق کا کام ہوا، ساتھ ہی حدیث کی تخریج اور اس کی صحت وضعف کی نشاندہی کا کام ہوتا رہا اور اِس کام کو مرحلہ وار کمپیوٹر میں داخل کیا گیا اور کئی مراحل میں فائنل پروف تیار ہوا۔

اراکین مجلسِ علمی

دارالدعوۃ کی مجلس علمی کے محترم اراکین کی فہرست درج ذیل ہے:

(۱) مولانا احمد مجتبیٰ سلفی (۲) مولانا رفیق احمد سلفی (۳) مولانا محمد ایوب عمری

(۴) مولانا محمد خالد عمری

زیرنظر کتاب میں ترجمے اور تحشیہ کے کام میں مولانا رفیق احمد سلفی اور مولانا محمد خالد عمری کا تعاون حاصل رہا ہے، مراجعت وتدقیق کا کام مولانا رفیق احمد سلفی اور مولانا احمد مجتبیٰ سلفی نے کیا۔ راقم الحروف نے زیرنظر کتاب کے اردو ترجمہ نیز تخریج وتحقیق اور حواشی کا بالاستیعاب مراجعہ کیا اور ضروری اضافے بھی کیے، پھر اپنے ان اضافات اور تصحیحات کو دوسروں کے سامنے پیش کیا، تاکہ مزید اطمینان حاصل ہوجائے، اس موقعے پر مولانا ابویحییٰ محمد زکریا زاہد کا بھی ممنون ہوں، جنھوں نے بڑی محنت سے پوری کتاب کی مراجعت میں میرا ہاتھ بٹایا، فجزاهم الله خيراً.

کمپیوٹر کمپوزنگ

مسودہ کی طباعت اور فائنل پروف کا سارا کام دارالدعوۃ کے شعبۂ کمپیوٹر کے مندرجہ ذیل اراکین نے انجام دیا۔ اس شعبہ سے متعلق سابقہ کارکنان کے علاوہ مولانا شکیل احمد سلفی، مولانا ہلال الدین ریاضی، عبداللہ شوقی فریوائی۔

یہ کام عزیزم عبدالمحسن فریوائی (سلمہ اللہ) کی مکمل نگرانی اور خود ان کی ذاتی دلچسپی اور لگن سے مکمل ہوا۔

شعبۂ انتظام وانصرام

دارالدعوۃ کے دعوتی اور علمی منصوبے کے انتظام وانصرام کا کام مندرجہ اراکین انجام دے رہے ہیں:

۱۔ مولانا احمد مجتبیٰ سلفی (نائب صدر)

۲۔ مولانا محمد ایوب عمری (جنرل سکریٹری)

۳۔ ڈاکٹر تابش مہدی

۴۔ ڈاکٹر عبدالظاہر خان

قارئین سے گزارش

کمپیوٹر کی طباعت نے جہاں بہت ساری آسانیاں پیدا کردی ہیں، وہیں فائنل پروف کی تیاری تک اس بات کا خدشہ رہتا ہے کہ بعض غیر مصحح فائلیں تصحیح شدہ فائلوں سے خلط ملط ہوجائیں اور طباعت میں کچھ اغلاط باقی رہ جائیں، بالخصوص جب کہ لوگوں کی ایک جماعت نے یہ کام مختلف مراحل اور اوقات میں انجام دیا ہو، اس لیے کسی بھی علمی اور عدم تصحیح وطباعت کی غلطی کے پائے جانے کی صورت میں ہمیں اس سے مطلع کریں۔

تشکر وامتنان

سنن ترمذی (اُردو) کو قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت کے اس موقع پر ہم رفقائے دارالدعوۃ کے صمیم قلب سے شکر گزار ہیں کہ ان کی شب وروز کی جدوجہد کے نتیجے میں اللہ رب العزت نے ہمیں اس مقام تک پہنچایا، نیز اس مناسبت سے ہم اپنے تمام محسنین کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جن کے پرخلوص اور مفید مشوروں اور نیک دعاؤں وتمناؤں کے نتیجہ میں ہم اس قابل ہوئے کہ قارئین تک اس مفید سلسلے کو پہنچا سکیں۔

ان میں سرفہرست شخصیت اس عصر کے بے مثال محدث اور مجددِ دین امام العصر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی ہے، جن کی مجالس کی صحبت اور مؤلفات کی مصاحبت نے ناچیز اور اس کے رفقا میں۔ بحمد اللہ۔ یہ جذبہ اور حوصلہ دیا کہ بے سروسامانی کے عالم میں ہم سلف صالحین کے افادات کو اُردو اور دیگر ہندستانی زبانوں میں منتقل کرنے کی منصوبہ بندی میں لگ جائیں موصوف سے ٹیلیفون پر جب میں نے اپنے اس پروگرام کا ذکر کیا تو آپ نے اس کو بہت پسند کیا اور اپنی کتابوں سے استفادہ اور اس کو عام کرنے کی تلقین ونصیحت کی، نیز اپنی مجالس میں منہج سلف پر چلنے اور اس کی دعوت وتبلیغ اور اشاعت کی نصیحت برابر فرماتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

اس کے بعد عصرِ حاضر کی دعوتی وتبلیغی جدوجہد کے امام علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ ہیں، جن کی دعوتی واصلاحی جدوجہد سے سارا عالم فیض یاب ہو رہا ہے۔ موصوف کی خدمات سے برصغیر پاک وہند میں دعوت، تبلیغ، تدریس، تصنیف اور تالیف کے میدانوں میں نمایاں مفید اضافہ ہوا ہے۔ میری اور میرے ساتھیوں کی تمام تر تعلیم وتربیت جامعہ سلفیہ (بنارس) میں ہوئی، اس کے بعد جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) میں، موصوف میرے ہندوستان کی طالب علمی

کے زمانے میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے چانسلر تھے اور جامعہ سلفیہ (بنارس) خصوصی طور پر آپ کے الطاف وعنایات سے مستفید ہو رہا تھا۔ آپ کے عہدِ مسعود میں ناچیز کا مدینہ یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعہ میں داخلہ ہوا اور مجھے اس بات پر بڑی خوشی ومسرت ہے کہ آپ کے عہد میں ۱۳۹۴ھ میں مدینہ منورہ پہنچا اور ایک تحریری انعامی مقابلے میں تفسیر ابن کثیر کا انعام آپ کے ہاتھوں سے وصول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ موصوف میرے علمی، تصنیفی اور دعوتی کاموں سے خوش ہوتے تھے، آپ کے مفید مشوروں سے میرے کاموں کو جلا ملی۔ دار الدعوۃ کے مقاصد و پروگرام کی تائید بھی حضرت الشیخ سے حاصل تھی۔ رحمة الله عليه رحمة واسعة .

تیسری شخصیت عزت مآب شیخ صالح بن عبدالرحمٰن الحصین حفظہ اللہ (رئیس شؤون المسجد الحرام والمسجد النبوی) کی ہے، جن کی خصوصی عنایتیں مجھ پر رہی ہیں، اسی تعلق اور حسنِ ظن کی بنا پر موصوف کے ساتھ میرا علمی تعاون بھی ہے اور موصوف نے انھیں تعلقات کو سامنے رکھتے ہوئے ناچیز کے غریب خانہ دہلی میں قیام پسند فرمایا، رفقائے دار الدعوۃ کے کاموں کا جائزہ لیا اور ان کی ہمت افزائی کی۔ فجزاه الله خيراً .

اس سلسلے کی چوتھی اہم شخصیت رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سکریٹری عزت مآب ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی حفظہ اللہ (سابق چانسلر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی ریاض، وسابق وزیر اوقاف سعودی عرب) کی ہے۔ موصوف جب جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کے چانسلر تھے تو ۱۴۰۸ھ میں جامعہ میں بحیثیت پروفیسر میرا تقرر ہوا، لیکن جامعہ سلفیہ (بنارس) میں تدریسی فرائض کی انجام دہی کی وجہ سے وہاں رہ نہ سکا اور آپ کے اصرار پر دوبارہ ۱۴۱۲ھ میں ریاض منتقل ہوا۔ اس وقت سے اب تک جامعۃ الامام کے کلیۃ اصول الدین (ریاض) میں بحیثیت پروفیسر تدریسی خدمت انجام دے رہا ہوں۔ یہاں کے قیام اور جامعہ کے علمی ماحول اور موصوف کی مسلسل ہمت افزائی سے الحمد للہ تحقیق وتصنیف اور ترجمہ کے ذاتی مشاغل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حوصلہ بخشا کہ ہم اس اہم منصوبے پر کام جاری رکھ سکیں۔ جزاه الله خيراً .

انہیں محسن شخصیات میں شیخ ابن باز (رحمہ اللہ) کے شاگردِ رشید اور دستِ راست علامہ الشیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ کی شخصیت ہے، جو میرے کالج کی طالب علمی کے زمانے میں جامعہ اسلامیہ کے وائس چانسلر تھے۔ موصوف سے بی۔ اے کے آخری سال میں فقہ کی تعلیم حاصل کی، نیز مجھے ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی میں بحیثیت سپروائزر آپ سے آٹھ سال استفادہ کا موقع ملا اور مسلک اہلِ سنت وحدیث اور منہجِ محدثین سے شغف میں اضافہ ہوا۔ فجزاه الله خيراً .

دار الدعوۃ کے علمی پروگرام شروع ہونے کے بعد جن اداروں اور شخصیات نے ہماری ہمت افزائی کی ان کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا، سبھی حضرات ہمارے شکریے کے مستحق ہیں۔

اس موقع پر جامعہ سلفیہ (بنارس) کے اساتذہ کرام کا تذکرہ خصوصی طور پر اس لیے ضروری ہے کہ دار الدعوۃ کا یہ پروگرام دراصل ان کی تدریسی وتعلیمی جدوجہد کا ایک ثمرہ اور نتیجہ ہے، ان اساتذۂ کرام میں جنھوں نے کتاب وسنت کی

اشاعت وترویج کا کام بڑے جذبے اور ولولے سے کیا، مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی، مولانا شمس الحق بہاری، مولانا عبدالوحید رحمانی (رحمہم اللہ) اور مولانا محمد رئیس سلفی حفظہ اللہ ہیں اور ان سب میں سب سے ممتاز استاذ محترم ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری (وکیل الجامعہ السّلفیہ) ہیں، جنھوں نے جامعہ سلفیہ کے اسٹیج سے ہندوستان میں بامقصد تصنیف وتالیف کے کام کو بڑی کامیابی سے آگے بڑھایا، اساتذۂ جامعہ سلفیہ کی سرپرستی میں دارالدعوۃ کے کارکنان نے بھی اپنے کام کو آگے بڑھایا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی شفقت ورہنمائی ادارے کے لیے باعثِ شرف واطمینان ہے۔

اس موقع پر جامعہ سلفیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالوحید سلفی رحمہ اللہ کا ذکر زبانِ قلم پر آرہا ہے، موصوف اس طرح کے مفید منصوبوں کو دیکھ کر ہم سب کی ہمت افزائی کرتے تھے اور غیر مشروط تعاون بھی۔ رحمة الله عليهم اجمعين .

یہاں پر استاذ محترم مولانا ابوالخیر فاروقی رحمانی رحمہ اللہ کا ذکر ضروری محسوس ہوتا ہے، جن سے میں نے ۱۹۶۴ء میں گاؤں کے مدرسہ مدینۃ العلوم میں عربی تعلیم کی ابتدا کی اور آخر میں والدین۔ رحمہما اللہ وغفر لہما۔ کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے، جن کی زیر تربیت بچپن ہی سے ہمیں ایک ایسا سازگار ماحول ملا، جس سے اصل دین کتاب وسنت سے شغف وتعلق اور تمسک کی راہوں پر چلنا آسان ہوگیا۔

والد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے دعوتی ذوق اور کتاب وسنت سے شغف کی مثال کے لیے یہ واقعہ کافی ہے کہ مجھے بچپن ہی میں یہ شعر زبان زد ہوگیا:

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفیٰ برجاں مسلم داشتن

اللهم اغفر لهم، وارحمهم رحمة واسعة .

عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی

استاذِ حدیث جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، رياض
وصدر مؤسسة دار الدعوة التعليمية الخيرية، نئی دهلی

قارئین کرام کی خدمت میں

مجلس علمی دار الدعوة (نئی دہلی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ!

أهل الحديث عصابة الحق	فازوا بدعوة سيد الخلق
فوجوههم زهر منضرة	لألأها كتألق البرق
يا ليتني كنت معهم	ما أدركوه بها من السبق

تیسری صدی ہجری کے مشہور اور نابغۂ روزگار محدث امام ترمذی کی شہرۂ آفاق تالیف ''کتاب السنن'' (جسے احکام کی حدیثوں کے حصر و استیعاب میں خاص مقام و امتیاز حاصل ہے) کے اردو ترجمہ، تخریج، صحت وضعف کے حکم، اس کی تعلیل و توجیہ اور مختصر تعلیقات و حواشی پر مشتمل یہ مجموعہ قارئین کے پیشِ خدمت ہے۔

ہم ارا کینِ مجلس علمی کے لیے انتہائی شرف و اعزاز کی بات ہے کہ اس اہم علمی کام کی تکمیل کی سعادت ہمارے حصے میں آئی، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اس خصوصی توفیق و نوازش پر ہماری زبانیں اس کی حمد و ستایش کے ترانوں سے زمزمہ سنج ہیں۔ الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات.

یہ دراصل ''حدیث انسائیکلو پیڈیا اردو'' کی ترتیب و اشاعت کے اس مبارک اور عظیم منصوبے کا ایک حصہ ہے، جو دار الدعوة دہلی کے پیشِ نظر ہے اور جس پر کئی سالوں سے بڑی محنت و جانفشانی اور عرق ریزی سے کام ہو رہا ہے۔ بحمد اللہ اب ہم اس لائق ہوئے ہیں کہ اس کا ایک حصہ قارئین کی نذر کرسکیں، اس کے دوسرے حصے جو صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، سنن نسائی، ابن ماجہ، موطا امام مالک اور سنن دارمی کے اردو تراجم، تخریجات اور تعلیقات و حواشی پر مشتمل ہیں، وقفے وقفے کے ساتھ ان شاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آتے رہیں گے۔

اس اہم علمی کام کے محرک اور اس عظیم منصوبے کے روحِ رواں دار الدعوة دہلی کے بانی و مؤسس برادر محترم جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی (استاذِ حدیث جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض) ہیں، جو برصغیر ہند میں اسلامِ خالص کی تبلیغ و اشاعت کی سچی تڑپ اور جذبہ صادق رکھتے ہیں اور سلف صالحین کے منہج کے مطابق کتاب و سنت کی تفہیم کے داعی ہیں، انھی کی نگرانی و سرپرستی میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا ہے، ان کے مفید اور قیمتی مشورے ہمارے شاملِ حال نہ ہوتے تو ہم اس کے اہل نہ تھے کہ یہ کام ہمارے ذریعے انجام پاسکے۔

موصوف شروع ہی سے اس کام کی برابر نگرانی کرتے رہے، اس کے لیے انھوں نے ہر طرح کے ضروری وسائل اور آسانیاں فراہم کیں اور اپنی گرانقدر تجاویز اور قیمتی مشوروں اور ہدایات سے ہمیں برابر نوازتے رہے اور اخیر میں اس پورے مسودے کا بالاستیعاب مراجعہ کیا اور بہت سے ضروری اور قیمتی اضافے کیے اور ایک گرانقدر مقدمہ لکھا، جس پر ہم اراکینِ مجلس علمی تہ دل سے ان کے ممنون ہیں۔

آخر میں اپنی علمی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے پورے اعتراف کے ساتھ ہم قارئین بالخصوص اہلِ علم سے گزارش کرتے ہیں کہ اس مجموعے کو بہتر سے بہتر بنانے میں ہم اراکینِ مجلس علمی نے پوری کوشش کی ہے، اس میں جو بھی خوبیاں آپ کو نظر آئیں گی، وہ اللہ سبحانہ کی نوازش و کرم اور اس کی توفیق کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں اور کوتاہیاں ہیں وہ ہماری اور ہمارے نفس کے ساتھ لاحق شیطان کی جانب سے ہیں۔ بھول چوک اور غلطی فطرت انسانی کا خاصا ہے، اسے پیشِ نظر رکھتے ہوئے آپ ہماری ان لغزشوں اور فروگذاشتوں پر ہمیں معذور سمجھیں گے اور تنقید و ملامت کا ہدف بنانے کے بجائے ہمیں ان سے مطلع فرمائیں گے، تاکہ آیندہ ایڈیشنوں میں ان کی اصلاح ہو سکے۔

بارِ الہا! اس حقیر کاوش کو ہماری مغفرت و بخشش اور بلندیِ درجات کا ذریعہ بنا اور عوام الناس میں اسے شرف قبولیت عطا فرما اور انھیں اس سے زیادہ سے زیادہ استفادے اور اپنی عملی زندگی سوارنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین

وصلى الله على خير خلقه محمد و آله و أصحابه أجمعين

ناچیز

رفیق احمد سلفی

رکن مجلس علمی دار الدعوۃ، نئی دہلی

سنت شریفہ اور علوم سلف کی خدمت کا ایک مفید منصوبہ

ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری (وکیل جامعہ سلفیہ۔ بنارس)

علیك بأصحاب الحدیث فإنهم
خیار عباد اللہ فی كل محفل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ، أَمَّا بَعْدُ!

''دارالدعوۃ'' کی سرپرستی وتعاون سے کتبِ حدیث کے اردو ترجمہ اور مسائل کی توضیح وتنقیح کا جو مثبت، عظیم اور ان شاء اللہ مبارک عمل شروع ہوا ہے، اس کے تعارف اور توضیح کا فریضہ مجھ سے بہتر طور پر خود ادارے کے بانی صدر عزیز مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی صاحب حفظہ اللہ ادا کر سکتے تھے، لیکن شاید تواضع وکسر نفسی کی بنا پر انھوں نے اس خدمت کے لیے خاکسار کا انتخاب کیا۔ تلامذہ سے مجھے تعلق بہت زیادہ ہے، لیکن فنِ حدیث میں بے مایہ ہوں، اس لیے ایسے علمی منصوبے پر، جو بیشتر کتبِ حدیث کو محیط ہے، کچھ لکھنے میں غیر معمولی تامل ہے۔ ڈاکٹر فریوائی صاحب نے شاید احترام وعقیدت کی وجہ سے یہ کام میرے حوالے کیا ہے، لیکن میں نے انکار کیوں نہ کیا، اس کی وجہ خود مجھے بھی معلوم نہیں! اب قلم ہاتھ میں اس کام کے تعارف کے لیے اٹھا رہا ہوں، جس کی تکمیل میں اہلِ علم کی ایسی جماعت نے حصہ لیا ہے، جس کے افراد بعض حیثیتوں سے مجھ سے بہتر ہیں، امید ہے اس نسبت سے مجھے بھی اجر ملے گا:

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا

خدمتِ حدیث کے مذکورہ منصوبے کی بات سن کر فطری طور پر سوال پیدا ہوگا کہ ایسے عظیم کام کے محرکات وفوائد کیا ہیں؟

اس سوال کا جواب مفید سہی لیکن طویل ہے، اس تحریر میں اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا، پھر بھی بعض اہم نقاط کی جانب توجہ مبذول کرانے کی کوشش کروں گا۔

مطالعہ حدیث

علم حدیث کو اگر بحرِ ناپیدا کنار سے تشبیہ دی جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ محدثینِ کرام نے اس علم پر توجہ کے اسباب اور اس کے مطالعہ کے جو طریقے اور مقاصد بتائے ہیں، وہ فن کی بڑی بڑی تصانیف میں دیکھے جا سکتے ہیں، لیکن اجمالی طور پر ہم مطالعہ حدیث کے درج ذیل دو مقصد متعین کر سکتے ہیں:

ا۔ اسلامی شریعت کے دو بنیادی مآخذ میں ایک ماخذ حدیث ہے، اس سے شرعی احکام مستنبط کیے جاتے ہیں اور

بندوں کو حلال وحرام سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

احکام کی تشریح وتوضیح کے ذریعے جو اولین اسلامی نسل تیار ہوئی، اس کے کارناموں پر نظر ڈالیے تو اندازہ ہوگا کہ یہ نسل جس طرح تقویٰ اور عبادت میں ممتاز تھی، اس طرح اس نے تہذیب وتمدن کے معاملے میں بھی بے نظیر کامیابی حاصل کی۔ دنیا میں اس نسل کا کوئی جواب پیدا نہ ہوگا۔ یہ لوگ صحرائے عرب کے غیر متمدن حصے سے اٹھے تھے، لیکن وقت کی دو عظیم تہذیبی طاقتوں یعنی قیصر وکسریٰ کو زیر کر دیا اور ان کے سامنے ایسی تہذیب پیش کی جو دونوں تہذیبوں کی خرابیوں سے محفوظ اور اعلیٰ دینی واخلاقی اقدار کی حامل تھی، اس نے انسانیت کو خیر وسعادت کا راستہ دکھایا۔

۲۔ فنی لحاظ سے حدیثِ نبوی کا مقام بلند ہے۔ عام انسانی کلام اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا، اس کے معانی اللہ کی طرف سے وحی کیے گئے ہیں اور الفاظ رسول اکرم ﷺ کے اپنے ہیں، اس کلام میں فصاحت وبلاغت کے انمول جواہر ہیں۔ سامعین کی ہدایت کے ساتھ ساتھ اس میں تعبیر کی خوبی اور تاثیر کی قوت کا ایسا جوہر ہے جسے عام انسانی کلام میں ہم پا نہیں سکتے اور جس سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔

احکامِ شریعت کی توضیح وبیان کے علاوہ علمائے اسلام نے حدیث پر جو کام کیے ہیں، ان پر اجمالی نگاہ ڈالنے سے اس علم کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جوامع، سنن، مسانید، معاجم، مستدرکات، اجزا اور اطراف وغیرہ اس فن کی تصنیفات کے اصطلاحی نام ہیں۔ الفاظ حدیث کی تشریح میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان کا اصل فائدہ علما کو حاصل ہے۔ احکام کی تشریح سے متعلق کتابوں سے علما اور عوام دونوں مستفید ہوتے ہیں۔ معانی وبیان سے متعلق مباحث خواص کی چیز ہیں، ان پہلوؤں کے علاوہ تمدن ومعاشرت اور اقتصاد وسیاست سے متعلق گراں بہا اصول وقواعد حدیث شریف میں موجود ہیں، انھیں سرسری طور پر ہر پڑھا لکھا انسان سمجھ سکتا ہے، لیکن کلامِ نبوت کے اعجاز کا ادراک کرنے کے لیے مذکورہ علوم کے اہلِ اختصاص کی ضرورت ہے، وہی حدیث کی اہمیت وعظمت کے مذکورہ پہلوؤں کو واضح کر سکیں گے۔ علمائے اسلام نے شرحِ حدیث کی جو خدمت انجام دی ہے، وہ اس سلسلے میں بے حد وقیع ہے۔ حدیث میں جہاں جہاں مذکورہ علوم سے متعلق کوئی مسئلہ آیا ہے، اس کی انھوں نے عمدہ توضیح وتشریح کی ہے اور اس طرح حدیث کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کیا ہے۔

ذیل میں علمِ حدیث کی تعریف پر ایک نظر ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے، تاکہ اس علم کی عظمت وجامعیت کا اندازہ ہو سکے۔

علمِ حدیث کی تعریف

علمِ حدیث ایسا علم ہے جس کے ذریعے نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اس علم کا موضوع نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی بحیثیتِ رسول ہے اور غایت ومقصد یہ ہے کہ انسان دنیا وآخرت کی سعادت وکامیابی سے بہرہ ور ہو۔

علمِ حدیث کی تعریف کے یہ الفاظ بے حد مختصر ہیں، لیکن اپنے اندر ایک جہانِ معنی سمیٹے ہوئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ

کی سیرت طیبہ، آپ کا اسوۂ حسنہ، قرآنِ کریم کی تفسیر وبیان اور اس کے اجمال کی تفصیل، سب کچھ اسی حدیثِ نبوی میں ہے۔ شریعت کے جملہ احکام وقوانین کا بنیادی ماخذ صرف قرآن وحدیث ہیں۔ حدیثِ نبوی بلاشبہ بشری کلام ہے، لیکن اس کے معانی وحی الٰہی ہیں، اس لیے علما نے وضاحت کی ہے کہ احکام کی تشریع (قانون سازی) میں حدیث نبوی قرآن کریم کے مثل ہے، یعنی ایسا نہیں کہ جو حکم حدیث سے ثابت ہو، اس کا درجہ اس حکم سے کمتر ہو جو قرآن سے ثابت ہے۔

علمِ حدیث کی فضیلت وشرف

علم حدیث کی فضیلت سے متعلق آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور ائمہ دین کے اقوال کی کثرت ہے۔ صاحبِ تحفۃ الاحوذی نے تحفہ کے مقدمہ میں بہت سی احادیث واقوال کو اس طرح جمع کر دیا ہے کہ اس علم کی عظمت واہمیت ذہن پر مرتسم ہو جاتی ہے۔ ذیل میں اسی ماخذ سے چند باتیں درج کی جا رہی ہیں:

- نبی اکرم ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے اشرف ہیں۔ آپ کو قرآن جیسی معجزانہ کتاب عطا کی گئی ہے، اس لیے آپ کے کلام کا ہر کلام سے اشرف ہونا عقل ودانش کا تقاضا ہے۔
- علومِ قرآن سے لے کر شریعتِ مطہرہ کے تمام احکام وعقائد، طریقہ حقہ کے قواعد، تمام کشفیات وعقلیات نبی اکرم ﷺ کے بیان پر موقوف ہیں۔ اگر ان تمام کو حدیث کی میزانِ عدل پر تولا اور معیار قویم پر پرکھا نہ جائے تو ان کا وزن واعتبار قائم نہ ہوگا۔ صرّاف جس طرح کھرے کھوٹے میں تمیز کرتا ہے، اسی طرح یہ علم صحیح وغلط اور حق وباطل کے مابین امتیاز پیدا کرتا ہے۔ یہ تاریکی میں چراغ اور راہِ حیات میں نشانِ منزل ہے۔
- اتباعِ رسول اکرم ﷺ قرآن کریم کا واضح اور تاکیدی حکم ہے۔ اگر انسان حدیثِ نبوی سے واقف نہ ہو تو پھر اتباعِ رسول ﷺ کا امکان نہیں اور اتباع کے بغیر دنیا وآخرت کی کامیابی ممکن نہیں۔
- علم درحقیقت کتاب وسنت کا علم ہے اور ان دونوں پر عمل ہی اصل عمل ہے، جسے یہ حق کہیں وہی حق اور جسے باطل ٹھہرائیں وہ باطل ہے۔
- حدیث میں "جوامع الکلم" کو بیان وبلاغت کے لحاظ سے جو درجہ حاصل ہے، اس سے علما واقف ہیں۔
- علمِ حدیث ہی شرعی علوم کی کلید، اسلامی شریعت کی بنیاد، تمام فقہی روایتوں کا استناد، دینی فنون کا ماخذ، عقائد کی اصل اور عبادات ومعاملات کا مرکز ومحور ہے۔
- سفیان ثوری کا قول ہے کہ: "لَا أَعْلَمُ عِلْمًا أَفْضَلَ مِنْ عِلْمِ الْحَدِيْثِ لِمَنْ أَرَادَ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى." یعنی علمِ حدیث سے اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو تو اس سے بہتر کوئی دوسرا علم نہیں۔
- علم حدیث کے خدام محدثین کرام کو "خلفائے رسول" کا لقب دیا گیا ہے، ان کی خدمات کی اہمیت واضح کرتے ہوئے امام حاکم کہتے ہیں: "لَوْلَا كَثْرَة طائفة المحدثين على حفظ الأسانيد لدرس منار الإسلام، ولتمكن أهل الإلحاد والمبتدعة من وضع الأحاديث وقلب الأسانيد."

یعنی محدثین کی اکثریت اگر اسانید کے حفظ پر متوجہ نہ ہوتی تو اسلام کی روشنی مدہم پڑ جاتی اور ملدین ومبتدعین حدیث وضع کرنے اور اسانید کو الٹ پلٹ کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔

حدیث پر امت کی توجہ

علمِ حدیث کی تعریف اور شریعت میں اس کی اہمیت وفضیلت سے واقفیت کے بعد بہ آسانی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس علم کا کیا مقام ہے اور اس پر کس طرح کی توجہ مطلوب ہے۔ قرونِ خیر کے مسلمانوں کی حدیث شریف سے دلچسپی اور اس پر توجہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ''سیرۃ البخاری'' کے مصنف علاّمہ مولانا عبدالسلام مبارکپوری۔ رحمہ اللہ۔ لکھتے ہیں:

''اصحابِ رسول اللہ ﷺ اور ان کے بعد تابعین، تبع تابعین میں جس قدر اس کا ذوق اور اس کا شغل تھا، اس کے بیان کے لیے تو ہمارے الفاظ کسی طرح کافی نہیں ہو سکتے، تیسری صدی تک (جس میں حدیث اور آثار صحابہ مدون کردیئے گئے) یہ ذوق اس طرح عام تھا کہ مسلمانوں کا ہر فردِ بشر اس میں ڈوبا ہوا تھا، ہر شخص اس کا فدائی نظر آتا تھا، خدامِ حدیث (محدثین) کی سلطنت عام طور پر تمام مسلمانوں کے قلوب پر اس طرح حاوی تھی کہ یہ ظاہری سلطنت اس کے آگے ہیچ میرز تھی۔'' (سیرۃ البخاری، ص: ۲۵۵)

معاشرے کی ضرورت

علمِ حدیث کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ یہ علم زندگی سے الگ تھلگ کوئی روایتی علم نہیں کہ کسی کا اس سے سابقہ نہ ہو، بلکہ یہ زندگی کے ساتھ ساتھ چلنے والا علم ہے، جس کی راہنمائی سے انسان صحیح راہ پا لیتا ہے، لہٰذا حدیث کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ انسانی معاشرے کی متنوع ضرورتوں کو سمجھیں اور حدیث کا مطالعہ کرنے کے بعد اندازہ لگائیں کہ انسانی معاشرے کی جو متنوع ضرورتیں ہیں، ان کی تکمیل کا کیسا عمدہ سامان اس میں موجود ہے۔ یہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی حقانیت وصداقت کا ثبوت ہے کہ نبی امی ﷺ نے احادیث شریفہ کے ذریعے انسانیت کی ہدایت اور امت کی تربیت کا بے نظیر نظام قائم فرما دیا ہے۔ ملک کا امن وامان اور معاشرے کا سکون ہر ایک کا مقصود ومطلوب ہے اور حدیث نبوی میں اس کے اصول وضوابط وضاحت کے ساتھ پیش کردیے گئے ہیں۔ مخالفینِ اسلام میں سے جو لوگ حدیث کو نشانہ بناتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اس طرح اسلام کی بیخ کنی آسانی کے ساتھ کر سکیں گے۔

حدیث کا تمدنی پہلو

حدیث کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لیے تہذیب وتمدن کے پہلو سے بھی حدیث کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ تصور غلط ہے کہ اس علم میں تمدن کی رعایت نہیں۔ سیرۃ البخاری کے مصنف عالی تبار لکھتے ہیں:

''صحیح بخاری کے وہ حصے جن میں معاملات کا بیان ہے، کتاب السِّیَر تک غور سے پڑھو اور باریک نگاہ سے دیکھو۔ حقیقتِ امر یہ ہے کہ جو نکات اور اعلیٰ ترین قوانینِ شرعیہ امام المحدثین نے صحیح حدیثوں سے استخراج اور استنباط کر کے صحیح بخاری میں ذکر کیے ہیں، تمدن کی جان اور سلطنت کی روح رواں ہے اور حق یہ ہے کہ

امام المحدثین ہی کی خداداد فقاہت کا یہ حصہ تھا۔" (سیرۃ البخاری، ص: ۸۵)

شاہ ولی اللہ اور علمِ حدیث

برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت شاہ ولی اللہ سے اپنا علمی رشتہ جوڑتی ہے اور انھیں موجودہ دینی بیداری کا نقیب مانتی ہے، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند سطروں میں ان کی شخصیت اور منہج ومقصد کا ذکر کر دیا جائے، تاکہ اندازہ ہو سکے کہ اہلِ الحدیث اور اہلِ الرائے کے دونوں طبقوں کے تئیں ان کا رویہ کیسا ہے اور وہ خود کیا چاہتے ہیں؟

شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایک جامع شخصیت اور غیر معمولی صلاحیت سے نوازا تھا۔ اپنے عہد تک کے علمی ذخیرے پر انھوں نے محققانہ نظر ڈالی، تقریباً ہر علم کی ممکن حد تک خدمت کی، مگر بنیادی طور پر ان کی توجہ علوم پر مرکوز رہی جو امت کے مستقبل کی تعمیر میں موثر تھے۔ دسویں صدی ہجری اور اس کے بعد کی دنیائے اسلام پر نظر ڈالیے تو محسوس ہوگا کہ فقہ میں جمود اور تصوف میں الحادی نظریات کا غلبہ تھا تشریعِ احکام (قانون سازی) میں بنیادی حیثیت کی حامل حدیثِ نبوی علما وعوام کی بے اعتنائی کا شکار تھی، اسے فقہ کے تابع بنا دیا گیا تھا، اس فن کا بنیادی مسئلہ تنقیح وتنقید نظروں سے اوجھل تھا۔ فقہی مسلک کی تائید یا محافل میں رنگینی کے لیے اگر حدیث پیش کی جاتی تو اس کے درجے کا کوئی لحاظ نہ ہوتا۔

شاہ صاحب کا اصل کارنامہ متعین کرنے میں مصنفین مختلف ہیں، لیکن یہ سچ ہے کہ شاہ صاحب کا تجدیدی کمال ان کی خدمتِ حدیث میں نمایاں ہے اور اس خدمت میں انھوں نے اہلِ حدیث کا طریقہ عموماً اختیار کر کے حریتِ فکر اور وسعتِ نظر کی طرح ڈالی ہے۔ تاکہ امتِ مسلمہ سلف کے منہاج پر گامزن ہو کر اختلافِ فکر ونظر کے باوجود متحد رہ سکے۔

شاہ صاحب چونکہ منہجِ محدثین کے داعی ومؤید اور تقلید وجمود کے مخالف تھے، نیز حریتِ فکر اور وسعتِ نظر ان کا امتیاز تھا، اس لیے ہندوستانی مسلمانوں میں اکثریت کا دعوے رکھنے والے حضرات شاہ صاحب سے انشراح نہیں رکھتے، انھیں احساس ہے کہ شاہ صاحب کی دعوت میں فکر وعمل کے انحراف کی تردید کا جو عنصر موجود ہے، اس سے ہم آہنگی مشکل ہے۔

شاہ صاحب کی تصانیف اور بالخصوص "حجۃ اللہ البالغۃ"، "المسوی"، "مصفی" اور "التفہیمات الالہیۃ" وغیرہ کا مطالعہ کرنے سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ محدثین کے مسلک ومنہج کو ترجیح دیتے ہیں اور اس رویے پر نکیر کرتے ہیں کہ محض تعصب کی بنا پر کسی حدیث کو نظر انداز کیا جائے اور کسی مخصوص فقہی مسئلے کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کی تاویل کی جائے یا اسے ترک کر دیا جائے، ان کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے فقہی اعتبار سے عہدِ محدثین کو زندہ کرنے کی تحریک شروع کی، جس کی آبیاری شاہ اسماعیل شہید نے کی، پھر یہ سلسلہ آگے بڑھا۔

شاہ صاحب کے تجدیدی کارناموں کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "شاہ صاحب کے طریق کو اگر سبھی علما اپنا لیتے تو ہمارے ہاں کی مذہبی حالت موجودہ حالت سے مختلف ہوتی۔"

یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت ہے، اس کو سمجھنے کے لیے فقہا محدثین کے منہج پر غور کرنا ضروری ہے، اس کی خصوصیت نظر کی وسعت اور فن کی اہمیت ہے، کوئی شخصیت یا فرقہ ان کے سامنے نہیں، یہ صحیح ہے کہ مسلمان فرقوں میں وحدتِ فکر

وعمل کے لیے فقہا محدثین کی روش کو اصلاح کی بنیاد بنانا ضروری ہے، اس کے بغیر کوئی دوسرا راستہ نہیں۔

حدیث وفقہ کے مابین نسبت

گروہ بندی اسلام میں ممنوع اور واقعۃً مضر ہے، مگر افسوس کہ اسے مسلمانوں نے دین کے نام پر رواج دیا، فقہی بنیاد پر گروہ بندی کو فروغ دیا گیا، پھر محدثین وفقہاء کے مابین لکیر کھینچنے کی کوشش کی گئی، گروہی وفقہی عصبیت کی وجہ سے حدیث پر اعتراضات کیے گئے، محدثین نے حدیث کی خدمت کی تھی، لیکن ان کی تنقیص کی گئی اور یہ نہ سوچا گیا کہ جس علم کے یہ خادم ہیں وہ احکام شریعت کا ایک بنیادی مأخذ ہے، قرآن اور حدیث ہی سے فقہ کے تمام احکام اخذ کیے جاتے ہیں، پھر دونوں علوم اور ان کے خادموں کے درمیان فاصلہ کی لکیر کیسی؟ محدثین اور فقہا کے گروہ اسلام کے نام لیوا ہیں، لہٰذا ان کے بیچ خلیج ثابت کرنا بے معنی ہے، علم کے مزاج، اصول، منہج اور مقصد کی بنا پر جو امتیاز قائم ہے وہ علیحدہ شے ہے، فقہ پر توجہ دینے کی وجہ سے اگر حدیث سے صرف نظر کیا جا رہا ہے تو یہ نادانی ہے، فقہ کا علم بھی اسلام کی علمی میراث کا حصہ ہے، ذہنی کاوش کے نتیجہ کے طور پر اس کا وزن ہے، البتہ کوئی مسئلہ کتاب وسنت سے ہم آہنگ نہ ہو تو اس کی تایید غلط ہے، حدیث اصل اور فقہ فرع ہے، دونوں کو ان کے مقام پر رکھنا اور ان کے خادموں کا احترام کرنا ایمان وضمیر کا تقاضا ہے، افسوس ہوتا ہے کہ تعصب کی وجہ سے علمی مباحث میں کتب تفسیر وحدیث کی جگہ صرف کتب فقہ کے حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے اور دین کی خدمت کے باب میں محدثین کو نظر انداز کر کے صرف فقہا کا نام لیا جاتا ہے! اسلامی اصول اس امتیاز وتفریق کی تایید نہیں کرتے، اگر ہم اپنی ترجیح اور اپنے پندار کی بنا پر ایسا کرتے ہیں تو اس کو کہیں بھی مقبولیت حاصل نہ ہوگی۔

اسلام کے مذکورہ دونوں طبقات کو قرون خیر کی روح سے سمجھنا چاہیے اور تحزب وطائفیت میں پڑ کر حدیث اور محدثین کے خلاف زبان نہ کھولنا چاہیے، علما و محققین نے اس نقطہ پر بحث کر کے اسے منقح کر دیا ہے، ہم کو اس پر غور کرنا چاہیے۔

محدثین واہل الرائے کا باہمی فرق

صاحب سیرۃ البخاری نے فقہائے محدثین اور فقہائے اہلِ الرائے کے طرز اجتہاد واصول فقاہت کا مفصل ذکر کیا ہے اور علامہ ابن خلدون وشاہ ولی اللہ کے بیانات نقل کر کے ان کا خلاصہ پیش کیا ہے، ہم اسی خلاصہ کے بعض حصے نقل کرنا چاہتے ہیں:

❀ جامع ترمذی میں ہے، ابو السائب کہتے ہیں کہ ہم لوگ وکیع کے پاس بیٹھے تھے، انھوں نے ایک شخص سے (جو رائے اور قیاس کا خوگر تھا) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اِشعار کیا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اِشعار مُثلہ ہے۔ شخص مذکور نے کہا کہ ابو حنیفہ ابراہیم نخعی سے ناقل ہیں کہ وہ اس کو مثلہ کہتے تھے۔ ابو السائب کہتے ہیں کہ اس قدر وکیع کو میں نے غصہ ہوتے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وکیع نے کہا کہ میں "قال رسول اللہ ﷺ" کہتا ہوں اور تو اس کے

جواب میں ابراہیم نخعی کا قول پیش کرتا ہے!! تو اس قابل ہے کہ قید کر دیا جائے اور جب تک اس قول سے باز نہ آئے، تجھے رہائی نہ دی جائے۔

❀ فقہ کی دو قسمیں ہیں: حجازیوں (مکے مدینے والوں) کی فقہ، عراقیوں (اہلِ کوفہ) کی فقہ۔

❀ عراقیوں میں احادیثِ رسول اللہ ﷺ وآثارِ صحابہ وتابعین کی بالکل کمی تھی اور اس کا ذوق بھی ان میں کم تھا، اس وجہ سے ان کے مسائل کی بنا زیادہ تر رائے وقیاس ہی پر رہی۔ وہ حدیث وآثار کا تتبع چھوڑ کر رائے وقیاس کی طرف متوجہ رہے اور اسی لیے "اہل الرائے" کے نام سے مشہور ہوئے۔

اہلِ حجاز میں احادیثِ رسول اللہ ﷺ وآثارِ صحابہ وتابعین کا بے حد ذوق تھا۔ وہ ہر مسئلے کے لیے احادیث وآثار تلاش کرتے، اسی لیے وہ لوگ اصحابِ حدیث، اہلِ الحدیث اور محدثین کے ممتاز لقب سے ملقب ہوئے۔

❀ عراقیوں میں دستور یہ تھا کہ یہ لوگ اپنے اساتذہ کے تنقیح کیے ہوئے قواعد یا ان کے اقوال کو یاد کر لیتے اور جو مسئلہ پیش آتا انھیں قواعد سے ان کے جوابات طلب کرتے۔ دوسرا فریق (اہلِ مکہ ومدینہ) کسی کے قواعد یا رائے کے پابند نہ تھے، وہ براہِ راست اصل مآخذ (قرآن وحدیث) سے مسائل کے جواب طلب کرتے، ہاں مجبوری کی بنا پر صحابہ کے اتفاق رائے، فتاوی یا قیاس کا استعمال کرتے تھے۔

❀ اہلِ عراق کے دلوں کا میلان ان کے اساتذہ کی طرف بے طرح تھا، اس میں وہ متہم ہو گئے۔ وہ اپنے ائمہ کو انتہا درجہ کا محقق جانتے تھے، بلکہ اپنے ائمہ کو اس غلو کی وجہ سے صحابی (وہ بھی جلیل القدر صحابی جن کا شمار فقہائے صحابہ میں ہے) پر ترجیح دینے کو تیار تھے۔

❀ شاہ ولی اللہ کے بیان سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث کا طریقہ اجتہاد نہایت مشکل تھا، وہیں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ یہی طریقہ اجتہاد اصحابِ رسول اللہ ﷺ واکابرِ تابعین کا تھا اور امام المحدثین (بخاری) نے اسی کو اختیار کیا۔

❀ یہ دعوی کہ محدثین اور ان کے اَتباع اصولِ فقاہت نہیں جانتے تھے یا اس سے کام نہیں لیتے تھے، نہایت بیّن غلطی ہے۔

❀ یہ کہنا صحیح نہیں کہ اہلِ کوفہ کو فقاہت اور قیاس واجتہاد سے کام لینے کی وجہ سے اہلِ الرائے کہا جاتا تھا۔ ایسا ہوتا تو مذکورہ لقب مذموم نہ مانا جاتا، حالانکہ یہ لقب زمانہ صحابہ سے برابر موقعہ ذم میں استعمال کیا گیا ہے۔

❀ چونکہ عراقیوں کے اصولِ فقاہت وطرزِ اجتہاد صحابہ وتابعین کے طرزِ اجتہاد واصولِ فقاہت سے بعید تھا، اس وجہ سے فقہائے محدثین اور امام بخاری نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی۔

❀ امام حماد کے زمانے سے عراق میں تخریجی فقہ کا دور شروع ہوا اور اس میں ترقی ہوتی گئی، یہی معراجِ ترقی ٹھہرا، دوسرے علوم اسلامیہ سے بے پروائی اور بے توجہی ہوتی گئی۔ چند دنوں کے بعد خود اہلِ کوفہ کو دوسرے علومِ

اسلامیہ میں اپنے ائمہ کے اقوال وتحقیقات پر اعتماد نہ رہا اور تخریجی مسائل پر اس قدر وثوق اور اعتماد بڑھا کہ اس کے مقابل میں کہیں صحیح حدیثیں ناقابلِ عمل ٹھہریں اور کہیں اکابر صحابہ غیر فقیہ اور ناسمجھ قرار دیے گئے!!

لیکن اگر کوئی شخص تخریجی اشتغال کا نمونہ دیکھنا چاہے تو عراقِ عجم میں اب بھی چلا جائے اور کابل، قندھار، غزنی، ہرات وغیرہ کی درس گاہوں کو ملاحظہ کرے اور وہاں کے بڑے بڑے فقیہ ملاؤں کو دیکھے، آرا الرجال کا درس جاری ہے، انھیں پر تفریع وتخریج ہو رہی ہے اور یہی ان کی معراجِ ترقی اور یہی ان کی جولان گاہ ہے۔ وہ علوم قرآنیہ سے ناواقف اور علوم حدیثیہ سے بے پروا، قدوری سے لے کر تمام کتبِ فقہ کا درس دیں گے اور کتبِ فقہ عمر بھر پڑھیں گے، لیکن قرآن اور حدیث کو ایک روز بھی بنظرِ تحقیقِ مسائل نہیں دیکھیں گے، ان کے کان تحقیق سے ناآشنا ہیں، ان کے دل ودماغ میں آرا الرجال سے بڑھ کر کوئی باوقعت چیز نہیں، وہ فقہائے کوفہ کی آرا کو آسمانی وحی سے بھی زیادہ باوقعت جانتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی لائق سے لائق ہوا تو اسی قدر کہ مختلف اقوالِ فقہا کو راجح ومرجوح کر سکے اور بس۔

اہل الرائے کی وجہ تسمیہ میں جناب شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"المراد من أهل الرأي قوم توجهوا بعد المسائل المجمع عليها بين المسلمين وبين جمهورهم إلى التخريج على أصل رجل من المتقدمين، فكان أكثر أمرهم حمل النظير على النظير، والرد إلى أصل من الأصول دون تتبع الأحاديث والآثار."

''یعنی اہلِ الرائے وہ لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے مسائل متفق علیہا کے بعد کسی متقدم شخص کے قاعدے پر تخریجِ مسائل کی طرف توجہ کی، ان کا اکثر دستور یہی تھا کہ مسئلے میں اس کے مشابہ مسئلے کا حکم لگاتے اور مسئلے کو انھی قواعد کی طرف پھیر پھار کر لے جاتے جو ان کے اساتذہ کے نکالے ہوئے تھے اور احادیث نبویہ واقوالِ صحابہ کی تلاش نہ کرتے۔''

شرارِ بولہبی

اس عنوان کے تحت ان مساعی غیر محمودہ بلکہ خبیثہ کی طرف اشارہ مقصود ہے جو مختلف اوقات میں حدیث شریف کے خلاف عمل میں لائی جاتی رہی ہیں۔ یہ سلسلہ جس قدر طویل ہے، اسی قدر حق وانصاف سے دور ہے، لیکن بوالعجبی کا کیا کہنا کہ اس طرح کے مزاعم خبیثہ کے لیے قرآن وحدیث سے استدلال کی کوشش کی جاتی ہے!

قدیم عہد میں حدیثِ نبوی کے خلاف جو محاذ قائم کیا گیا تھا، جدید دور میں اسی کی تجدید کی گئی اور وہیں سے موجودہ دور کی ہفوات کے لیے مواد حاصل کیے گئے۔ باطل فرقوں کے وجود اور ان کی سرگرمیوں سے متعلق صاحب ''سیرۃ البخاری'' رقم طراز ہیں:

''امام بخاری کا زمانہ نہایت پر آشوب زمانہ ہے۔ صحیح حدیثوں کی تدوین تو شروع ہو چکی ہے اور بہت کچھ تدوین ہو بھی چکی ہے، لیکن اس کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ کوئی کتاب صحیح حدیثوں کی مکمل تیار نہیں ہے۔ عقائد

باطلہ کی چنگاریوں نے مشتعل ہو کر عالم میں ایک آفت مچا رکھی ہے۔ ہر جگہ بحث ومباحثہ کے بازار گرم ہیں۔ منکرینِ تقدیر، منکرینِ صفاتِ الٰہی، منکرینِ عذابِ قبر، منکرین رویتِ باری، منکرینِ ملائکہ وجن، مجسمہ، مرجیہ، جبریہ، معتزلہ، جہمیہ، خارجیہ، رافضیہ، امامیہ، ان میں بھی زیدیہ، اسماعیلیہ وغیرہ بیسیوں فرقے پیدا ہو چکے ہیں، غرض ملک کے ہر گوشے میں ایک نئی صدا بلند ہے اور ہر فرقہ اپنی جگہ اپنی پوری کوشش اور کامل قوت کے ساتھ اپنے خیالات پھیلانے میں سرگرم ہے۔ ادھر کوفہ سے اہلِ الرائے کے قیاسی مسائل نہایت زور وشور سے اٹھ کر تمام عراق پر چھا گئے ہیں۔ امام ابو یوسف کے قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے جو قاضی مقرر کیے جاتے ہیں، وہ اسی خیال کے مقرر کیے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ عرصہ تک قائم رہ کر نہایت مستحکم طریقے پر اس کی بنیاد اور جڑ تمام عراق میں مضبوط ہوگئی ہے۔ ایسے نازک وقت میں جبکہ اپنی خیر منانی مشکل ہے، امام بخاری کے قلم ولسان ودرس نے وہ کام کیا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ جس سادگی اور بیباکی سے صحیح بخاری میں ان فرق باطلہ کا رد کیا ہے، وہ امام صاحب ہی کا حصہ تھا، اس پر لطف یہ کہ جن کی غلطیاں اور اوہام بیان کیے ہیں کہیں ان کے نام نہیں لیے اور یہ وہ عالی ہمتی ہے جو بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ صحیح بخاری کی کتاب الایمان، کتاب الاعتصام بالسنہ اور کتاب التوحید کو کسی کامل الفن شیخ سے پڑھو اور ساتھ اس کے کتاب الملل والنحل کو سامنے رکھ لو تو اس کی خوبی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

"علاوہ صحیح بخاری کے فرق باطلہ کی تردید کے لیے مستقل تصنیفیں لکھیں، کتاب خلق افعال العباد وکتاب الرد علی المعطلہ امام صاحب کی مشہور تالیف ہے اور اب طبع ہو کر شائع ہے۔ جہمیہ معطلہ وغیرہ کا رد اس میں نہایت پر زور طریقے سے کیا ہے۔" (سیرۃ البخاری، ص: ٢٣٦۔٢٣٧)

جدید دور میں حدیث پر اعتراضات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے صاحب سیرۃ البخاری لکھتے ہیں:

"ہم دیکھتے کہ آج یہ فن کئی حریفوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے اور اس پر کئی طرف سے حملے ہو رہے ہیں، گو زمانہ قدیم میں بھی اس پر بہت کچھ حملے ہوئے، تاہم آج جس طرح آزادی اور بیباکی کے ساتھ اس پر حملے ہو رہے ہیں، اس کی نظیر زمانہ سلف میں کم ملتی ہے اور لطف یہ کہ حملہ آور قوم اپنے کو مسلمان کہتی ہے!"

(ماخذ مذکور، ص ٢٥٢)

اس مقام پر مجھے بعض معاصر عرب علما کا یہ قول یاد آ رہا ہے کہ کسی مسلمان کی طرف سے سنت کی حجیت کا انکار مستبعد ہے! معلوم نہیں اس قول کی دلیل کیا ہے، لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ مسلکی تعصب کے دباؤ اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کی وجہ سے متعدد لوگوں نے سنت کا انکار کیا اور ہندوستان میں تو "اہلِ قرآن" نام کی ایک جماعت تشکیل دی گئی، جس نے اپنے وسائل کے مطابق انکارِ سنت کو فروغ دیا۔ صاحب سیرۃ البخاری کا اشارہ اسی طرف ہے، اس جماعت نامسعود کے افراد اور ان سے متاثر لوگ اکا دکا آج بھی نظر آتے ہیں، مگر آج حدیث کا انکار یا اس پر حملہ کرنے والے اکثر لوگ وہ ہیں

جن کے انفرادی یا اجتماعی مفادات پر حدیث کی وجہ سے ضرب لگتی ہے، وہ نہیں چاہتے کہ ہماری اختیار کردہ راہ میں حدیث کی وجہ سے (یا شریعت کے کسی بھی اصول کی وجہ سے) رکاوٹ پیدا ہو۔ سنت شریفہ سے اعراض کی حدیث نبوی میں جو تصویر پیش کی گئی ہے، وہ ایسے لوگوں پر پوری طرح منطبق ہے۔ نسأل اللّٰه العافية.

حدیث کا ترجمہ وتشریح

اسلامی شریعت کے احکام کا اصل مآخذ کتاب وسنت ہیں اور مسلمانوں کے تمام فرقے قرآن وسنت ہی کی پیروی کا دعوی کرتے ہیں، لیکن اس سلسلے میں اس اہم بات کو نظر انداز کردیا جاتا ہے کہ سلف کا منہجِ فہم اور معیارِ حق وصداقت ہی معتبر ہے۔ قرون مشہود لہا بالخیر (اسلام کی تین ابتدائی ادوار) میں جو واقعات پیش آئے اور ائمہ دین نے ان کی تئیں جو موقف اختیار کیا، اس سے صاف واضح ہے کہ کتاب وسنت کو سمجھنے میں مسلمان آزاد نہیں۔ یہ معاملہ دین کا ہے۔ مذکورہ تینوں ادوار کی علمی ومذہبی میراث کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

موجودہ دور میں مسلمانوں کی فکری واعتقادی حالت کا مطالعہ کیا جائے تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے متلاشیانِ حق اور بالخصوص پڑھا لکھا طبقہ مطمئن نہیں۔ کتاب وسنت پر عمل کی ضرورت کا انھیں احساس ہے، وہ جمود وتقلید سے ہٹ کر ہر مسئلے کو کتاب وسنت کی روشنی میں سمجھنا چاہتے ہیں۔ اگر ان کے سامنے کوئی دوسری دلیل پیش کی جاتی ہے تو وہ مطمئن نہیں ہوتے۔

دوسری طرف ذرائع اِبلاغ نے غیر معمولی ترقی کرلی ہے۔ دنیا بھر کے انسانوں کے ساتھ چند لمحات میں رابطہ قائم ہوجاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دنیا کے سامنے اسلام کے نام پر وہی چیز پیش کرنا صحیح ہوگا، جس کی قرآن وحدیث سے تایید ہوتی ہو، لہٰذا ہمیں اپنے علمی ودعوتی فریضے کو انجام دینے کے لیے کتاب وسنت سے اپنا ربط مضبوط کرنا ہوگا اور تعصب وتنگ نظری سے اوپر اٹھ کر حق کے تقاضے کے مطابق اِقدام کرنا ہوگا۔ جدید ذرائع اِبلاغ میں ہم جو کچھ تحزین کریں یا تحریر کے ذریعے جو کچھ بھی پیش کریں۔ اس کی تایید قرآن وحدیث سے ہو تو بہتر ہے، ورنہ مسخ شدہ اسلام کی دعوت پیش کرنے والے (خصوصاً جدید ذرائع اِبلاغ میں) بہت زیادہ ہیں۔ ہم وقت کے تقاضے کو اسی وقت پورا کرسکیں گے جب دنیا کے سامنے صحیح دعوت کو مناسب وموثر انداز سے پیش کریں۔

جماعتِ اہلِ حدیث کے ذریعے حدیث کی اشاعت

جاہلانہ انداز کی گفتگو مسلم معاشرے کا ایک سنگین مرض ہے۔ تعصب سے نفرت کا جنم ہوتا ہے اور نفرت پیدا کرنا ہی شیطان کا مقصد ہے۔ برصغیر میں جب سے مسلمان موجود ہیں، اپنے دین اور علومِ دین کی اشاعت کا کام کررہے ہیں۔ کسی فرقے یا جماعت سے دینی وعلمی کام کی نفی نامعقول انداز ہے۔ ہر جماعت نے اپنے وجود کے وقت سے اس ملک میں کام کیا ہے اور آج بھی کررہی ہے، البتہ اس کام کا معیار اور اس کی اِفادیت کا مسئلہ زیر غور ہے۔ قرآن نے انسانی نفسیات کا ذکر ﴿كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ﴾ [المؤمنون: ٥٣] کے ذریعے کردیا ہے۔ یہاں معیار پر پرکھنے

کی بات آئے گی تو پھر ابتدائی تین صدیوں کے معیار و منہج کو تسلیم کرنا ہوگا۔

جماعتی لحاظ سے جائزہ لیا جائے گا تو ماننا ہوگا کہ برصغیر میں جماعتِ اہلِ حدیث نے حدیث کی خدمت ایک اہم علم کی حیثیت سے کی ہے، اس کی نظر میں کسی مسلک یا شخصیت کی بات نہ تھی، نہ کسی کی جانبداری کا سوال تھا۔ قرون اولی میں محدثین کرام کا منہج اس کے سامنے تھا، اسی کے تقاضے کو اس نے پورا کیا۔ جماعت کے اسی موقف کا اثر تھا کہ متحدہ ہندوستان میں حدیث کی اشاعت ہوئی، حدیث کی کتابوں سے لوگ روشناس ہوئے اور جب اللہ تعالی نے ہدایت دی تو حدیث کا مطالعہ کرنے اور حوالہ دینے لگے، پھر ایک وقت آیا کہ حدیث کی چھے اہم کتابوں (اصول ستہ) کی تدریس کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ تدریس کی نوعیت جو بھی ہو، لیکن یہ محسوس کیا گیا کہ تنہا فقہ کی کتابوں پر توجہ مرکوز کرنا صحیح نہیں ہے، اس کے ساتھ ساتھ کتبِ حدیث کی تدریس بھی ضروری ہے۔ ہم نے ''تدریس کی نوعیت'' کا جو لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے اس بات کی جانب اشارہ مقصود ہے کہ حدیث سے جو مسئلہ ثابت ہو رہا ہے، اسے ثابت کرنے کے بجائے اس کے ذریعے کسی مخصوص فقہی مسلک کی تایید کی جائے اور سند و متن کے دیگر امور کو نظر انداز کر دیا جائے یا پھر مذکورہ روح کے مطابق ہی تدریس کی خدمت انجام دی جائے۔

اس مقام پر ان کوششوں کی جانب اشارہ بھی مناسب ہے جو مستند، معروف اور متداول تصنیفاتِ حدیث کے بالمقابل مسلکی خدمت اور گروہی عصبیت کی تحریک پر لکھی گئی ہیں، اس طرح کی متعدد کتابیں اسی سرزمینِ ہند پر تیار کی گئی ہیں اور ان کے مقصدِ تصنیف کی وضاحت کرتے ہوئے صاف طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ اس تصنیفی کوشش کا محرک مخصوص فقہی مسلک کی تایید ہے، یعنی حدیث کا اپنا کوئی معیار اور فن کی خدمت اس کا محرک نہیں!!

کتبِ حدیث کے تحشیہ و شرح کا کام بھی متحدہ ہندوستان میں خاصا ہوا ہے، ان شروح و حواشی پر نظر ڈالیے تو صاف معلوم ہوگا کہ کتاب کی خدمت یا کسی تدریسی مقصد کی تکمیل کے لیے یہ خدمت انجام نہیں دی گئی ہے، بلکہ فقہی مسلک کی تایید مقصود ہے، اس صورتِ حال کو ملحوظ کرنے والا ہر شخص یہ فیصلہ کرے گا کہ شرح یا حاشیے کے ذریعے کتبِ حدیث کی خدمت اس طرح کی جائے کہ پڑھنے والا کسی الجھن کا شکار نہ ہو، شاہ ولی اللہ کی مساعی جمیلہ کی روشنی میں علمائے اہلِ حدیث نے محسوس کیا کہ محدثین کے معیارِ جرح و تعدیل کو اور شاہ صاحب کے اصولِ فقہیات کو سامنے رکھ کر مذہب و مشرب کے امتیاز کے بغیر حدیث کی خدمت کی جائے اور جملہ اسلاف کرام، محدثین ہوں یا فقہا کا احترام ملحوظ رکھا جائے۔ یہی وہ مثبت انداز ہے جس کے ذریعے تحقیق کے عمل کو تقویت حاصل ہوسکتی ہے۔

عصر حاضر میں علم حدیث کے تئیں ہماری ذمے داری

جو لوگ علمی میدان میں سرگرم ہیں، ان کے پیشِ نظر بہت سے علمی و تحقیقی منصوبے ہیں، جن پر وسائل کی فراہمی کی صورت میں کام ہوسکتا ہے، چونکہ جماعتِ اہلِ حدیث محدثین کے منہج کے مطابق خدمتِ دین کی قائل ہے، اس لیے اس کی اہم ذمے داری یہ ہے:

❀ حدیث و آثار کی روشنی میں قرآن کریم کی ایک علمی تفسیر تیار کرائے جس سے موجودہ ذہن کو صحیح راہ ملے اور اس کے خدشات دور ہوں۔
❀ اصول ستہ، موطا امام مالک اور سنن دارمی کے متون کو مختلف زبانوں میں مع تعلیقات و حواشی دیدہ زیب صورت میں شائع کرائے۔
❀ محدثینِ کرام کی صدیوں پر محیط کارناموں اور تاریخ کو اردو زبان میں مدوّن کرائے۔
❀ حدیث کے منکرین، مخالفین اور تاویل و توجیہ کی پگڈنڈیوں پر جانے والوں کے حملوں کی مدافعت کے لیے موثر انتظام کرے۔

دار الدعوۃ کا عظیم منصوبہ

ہندوستان میں علمِ حدیث کی خدمت اور اس فن میں کتابوں کی تصنیف کا حال برصغیر کی علمی و دینی تاریخ سے متعلق کتابوں میں مفصل مذکور ہے۔ حدیث کی خدمت ہی کا ایک حصہ یہ ہے کہ اردو زبان اور دیگر ہندوستانی زبانوں میں علومِ سلف کو منتقل کیا جائے، تاکہ یہاں کی کثیر آبادی اس خزانے سے روشناس اور مستفید ہو سکے۔ کتبِ حدیث میں اصولِ ستہ (بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ) کا اردو ترجمہ نواب وحید الزماں حیدرآبادی نے کیا تھا، ان کے بعد مولانا عبدالسلام بستوی نے مشکاۃ المصابیح کا اور مولانا داود راز نے بخاری شریف کا اردو ترجمہ کیا۔ مولانا راز صحیح مسلم کے ترجمے میں بھی مشغول تھے، لیکن اس کی تکمیل نہ ہو سکی، اس کے علاوہ متفرق طور پر کتبِ حدیث کے ترجمے کے متعدد کام ہوئے۔ یہاں استقصا مقصود نہیں، صرف یہ عرض کرنا ہے کہ معروف رفاہی تعلیمی ادارے ''دار الدعوۃ'' نے کتبِ حدیث اور علومِ سلف کو اردو اور دیگر ہندوستانی زبانوں میں منتقل کرنے کا ایک جامع و مفید منصوبہ بنایا ہے، اس کام کے آغاز میں اصولِ ستہ کے ترجمے کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ یہ منصوبہ محض کسی زبان میں ترجمہ کا نہیں، بلکہ ترجمہ کے ساتھ ساتھ اس میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے:

(۱) متنِ حدیث کی تصحیح برعایت علاماتِ وقف: کامہ، کالن، ڈیش وغیرہ۔
(۲) کتب تسعہ (بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، موطا امام مالک، سنن دارمی) کے حوالے سے حدیث کی تخریج۔
(۳) صحت و ضعف کے اعتبار سے حدیث پر حکم۔
(۴) صحت و ضعف کے حکم کی توجیہ و تشریح۔
(۵) حدیث کا سلیس اور واضح ترجمہ۔
(۶) حواشی جن میں باطل عقائد و نظریات کی تردید ہو۔

اس اجمالی بیان سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ دار الدعوۃ کا مذکورہ منصوبہ علما اور عوام دونوں کے لیے مفید ہے۔ متن

کی تصحیح، حدیث کی تخریج، صحت یا ضعف کا حکم، اس حکم کی توجیہ وتشریح، معانی کی توضیح اور باطل عقائد کی تردید وغیرہ امور پر علما کی توجہ مرکوز ہوتی ہے، جبکہ حدیث کا ترجمہ اور مستنبط احکام کی توضیح خصوصی طور پر عوام کی توجہ کا مرکز ہوتی ہے۔ ایسے کثیر الجہات منصوبے کو صحیح طور پر عملی جامہ پہنا دیا جائے تو یقین ہے کہ معاشرے کے افراد با مقصد دینی ثقافت سے واقف ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عظیم ومفید منصوبے کی تکمیل کے لیے ہر طرح کے وسائل مہیا فرما دے۔ آمین

وصلى الله على رسوله الكريم، والحمد لله رب العالمين.

ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری
وکیل الجامعۃ السلفیہ۔ بنارس
۲۶۔۱۔۱۴۲۴ھ

سوانح حیات

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۰ھ......۲۷۹ھ)

نام ونسب اور کنیت

نام محمد اور کنیت ابوعیسی ہے اور نسب یہ ہے: محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی بوغی ترمذی۔ اکثر روایات کے مطابق آپ کا نسب نامہ یہی ہے۔ بعض اقوال کے مطابق آپ کا نسب نامہ یوں ہے: محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن شداد سلمی بوغی ترمذی، یعنی موسیٰ بن ضحاک کے بجائے شداد ہے، جیسا کہ سمعانی کی کتاب الانساب میں ہے۔ تہذیب الکمال للمزی میں یوں ہے: محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن سکن سلمی بوغی ترمذی، یعنی ''ابن موسیٰ'' کے بجائے ''ابن سکن'' ہے۔

ولادت وخاندان

امام ترمذی رحمہ اللہ کی پیدائش غالباً ۲۱۰ھ کے حدود میں ہوئی۔ بعض علما کے قول کے مطابق ۲۰۹ھ میں ہوئی۔

آپ کے دادا مروزی تھے۔ لیث بن یسار کے دور میں مرو سے ترمذ منتقل ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔ نہرِ بلخ، جسے نہرِ جیحون بھی کہتے ہیں، پر واقع شہر ترمذ میں امام ترمذی کی پیدائش ہوئی۔ پیدائش اور سکونت کی وجہ سے ترمذی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔

ترمذ ''ت'' اور ''م'' کے کسرے (زیر) سے مشہور ہے۔ ''ت'' کے زبر اور پیش کے ساتھ بھی آیا ہے۔

قبیلہ غیلان کی شاخ ''بنی سلیم'' کی نسبت سے سلمی کہلاتے ہیں اور بوغ ترمذ کے قریب ایک گاؤں کی نسبت سے بوغی، جو ترمذ سے چھ فرسخ کی دوری پر واقع تھا اور جہاں پر آپ کی وفات ہوئی تھی۔

نابینا لیکن بابصیرت محدث

امام ترمذی کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ آپ پیدائشی طور پر نابینا تھے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ کبرسنی میں علمی اَسفار کرنے اور احادیث لکھنے لکھانے کے بعد آپ کی بصارت جاتی رہی، اس کا سبب زیادہ لکھنا پڑھنا بھی ہوسکتا ہے اور بقول امام حاکم کے آخری عمر میں اللہ کے ڈر سے اتنا روئے کہ بینائی جاتی رہی اور اسی حالت میں زندگی کے کئی سال گزرے۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۲/۶۳۴، تہذیب التہذیب)

یہ عجیب اتفاق ہے کہ سنن ترمذی کے عظیم شارح علامہ عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری بھی آخری عمر میں اور سنن ترمذی کی شرح کی تکمیل سے پہلے نابینا ہوگئے۔ تو آپ کے ارشد تلامذہ نے آپ کی نگرانی میں شرح کی تکمیل کا کام کیا۔

طلبِ حدیث کے لیے بلادِ اسلامیہ کی سیاحت

محدثین کے طریقے کے مطابق آپ نے احادیث کی روایت وتحصیل کے لیے بلادِ اسلامیہ کے علمی مقامات کا سفر کیا، جن میں حجاز (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ)، بغداد (عراق) جزیرہ، بصرہ، واسط اور خراسان وغیرہ کے علما سے بکثرت سماعِ حدیث کیا۔ مصر اور شام نہ جاسکے۔

حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر کہتے ہیں: امام ترمذی نے بلادِ اسلامیہ کا سفر کیا اور خراسانی، عراقی اور حجازی وغیرہ رواۃ کی ایک بڑی تعداد سے سماعِ حدیث کیا۔ امام ترمذی نے نیساپور، مرو اور اصبہان وغیرہ کے محدثین کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے استفادہ کیا۔

اساتذہ وشیوخ

آپ کا زمانہ علومِ حدیث کے عروج اور ترقی کا زمانہ تھا، چنانچہ آپ نے بہت سارے محدثین کو پایا اور ان سے اکتسابِ فیض کیا اور احادیث سنیں اور روایت کیں۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ اور سیر اعلام النبلاء میں آپ کے اساتذہ وشیوخِ حدیث کی ایک فہرست دی ہے، جن سے آپ نے سماعِ حدیث کیا، ان میں سے بعض مشاہیر درج ذیل ہیں:

۱۔ ابراہیم بن عبداللہ بن حاتم ہروی (م: ۲۴۴ھ)۔

۲۔ ابومصعب احمد بن ابی بکر الزہری المدنی (م: ۲۴۲ھ)۔

۳۔ احمد بن منیع۔

۴۔ اسحاق بن راہویہ۔

۵۔ اسماعیل بن موسیٰ فزاری سدی (م: ۲۴۵ھ)۔

۶۔ ابوداود سلیمان بن الاشعث (صاحب سنن)

۶۔ سوید بن نصر بن سوید مروزی (م: ۲۴۳ھ)۔

۷۔ عبداللہ بن معاویہ جمحی (م: ۲۴۳ھ)۔

۸۔ علی بن حجر مروزی (م: ۲۴۴ھ)۔

۹۔ علی بن سعید الکندی۔

۱۰۔ عمرو بن علی الفلاس۔

۱۱۔ محمد بن بشار۔

۱۱۔ قتیبہ بن سعید ثقفی ابورجاء (م: ۲۴۰ھ)۔

۱۲۔ محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب (م: ۲۴۴ھ)۔

۱۳۔ محمود بن غیلان۔

۱۴۔ روایتِ حدیث کے ساتھ علومِ حدیث ورجال اور فقہ حدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری سے حاصل کی۔
۱۵۔ نیز امام مسلم سے بھی آپ نے سماعِ حدیث کیا ہے اور اپنی جامع کے اندر ان سے ایک روایت بھی نقل کی ہے۔

تلامذہ

امام ترمذی سے بہت سارے علمائے حدیث کو شرفِ تلمذ حاصل ہے، جن میں سے بعض رواۃ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ابوبکر احمد بن اسماعیل بن عامر السمر قندی۔
۲۔ ابوحامد احمد بن عبداللہ بن داود المروزی۔
۳۔ احمد بن علی بن حسنویہ المقری۔
۴۔ احمد بن یوسف نسفی۔
۵۔ ابوالحارث اسد بن حمدویہ۔
۶۔ حماد بن شاکر وراق نسفی۔
۷۔ مکحول بن فضل نسفی۔
۸۔ محمود بن عنبر نسفی۔
۹۔ ابوالفضل محمد بن محمود بن عنبر نسفی۔
۱۰۔ عبد بن محمد بن محمود نسفی۔
۱۲۔ داود بن نصر بن سہیل برزوی۔
۱۳۔ محمد بن مکی بن نوح نسفی۔
۱۴۔ محمد بن سفیان بن نضر نسفی۔
۱۵۔ محمد بن منذر بن سعید ہروی۔
۱۶۔ ہیثم بن کلیب شاشی۔ (الشمائل کے راوی)
۱۷۔ محمد بن محبوب ابوالعباس محبوبی مروزی (سنن ترمذی کے راوی)
۱۸۔ امام بخاری نے بھی آپ سے ایک حدیث روایت کی ہے، جس کے بارے میں امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمد بن اسماعیل نے مجھ سے سنی۔ وہ حدیث یہ ہے: عن أبي سعيد:

"يا علي لا يحل لأحد أن يجنب في المسجد غيري وغيرك." (سنن الترمذی: ۳۷۲۷).

امام ترمذی کے علم وفضل اور قوتِ حافظہ کے بارے میں علما اور محدثین کے اقوال

امام ترمذی متفق علیہ مشہور ثقہ حافظِ حدیث امام ہیں، ان کو حفاظِ حدیث میں بہت بڑا مقام حاصل ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: میرے استاد امام بخاری نے مجھ سے کہا کہ جتنا تم نے مجھ سے فائدہ حاصل کیا، اتنا فائدہ

میں تم سے حاصل نہ کرسکا۔ (تهذيب الكمال)

قوتِ حافظہ کی ایک مثال

ابوسعد عبدالرحمٰن بن محمد ادریسی کہتے ہیں: ''ابوعیسیٰ ترمذی حفظ حدیث میں ضرب المثل تھے، اس سلسلے کا ایک واقعہ وہ اپنے شیخ ابوبکر احمد بن محمد بن حارث مروزی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے احمد بن عبداللہ بن داود کو یہ کہتے سنا کہ میں نے امام ترمذی کو کہتے سنا: ایک بار میں مکہ کے راستے میں تھا اور میں نے ایک شیخ کی احادیث کے دو جزو لکھے تھے۔ مجھے شیخ ملے تو میں نے آپ سے سماعِ حدیث کا مطالبہ کیا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ شیخ کی احادیث کے دونوں جزو میرے پاس موجود ہیں۔ آپ نے قراءت حدیث پر آمادگی ظاہر کی، میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پاس سادہ کاغذوں کے دو جزو ہیں، شیخ یہ احادیث پڑھ کر مجھے سنانے لگے، پھر مجھے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سادہ کاغذ ہے اور مجھ سے کہا کہ تمھیں ایسا کرتے مجھ سے شرم نہیں آتی؟ تو میں نے صورتِ حال سے ان کو باخبر کیا اور عرض کی کہ مجھے ساری احادیث یاد ہیں، اس پر انھوں نے کہا کہ پڑھو۔ میں نے انھیں پڑھ کر سنایا، تو انھوں نے میری تصدیق نہ کی اور کہا کہ کیا آنے سے پہلے تم نے ان احادیث کو یاد کر لیا تھا؟ میں نے عرض کی کہ آپ مجھے دوسری حدیثیں سنائیں، جس پر آپ نے چالیس حدیثیں مجھے پڑھ کر سنائیں پھر مجھ سے کہا کہ لاؤ سناؤ، تو میں نے ان کو سنا دیا اور ایک بھی حرف کا فرق نہ تھا تو انھوں نے کہا کہ میں نے تمھارے جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔'' (تهذيب التهذيب، السير ۱۳/۲۷۳)

امام حافظ ابویعلیٰ کا بیان ہے: ''محمد بن عیسیٰ بن سورہ، متفق علیہ ثقہ حافظِ حدیث امام ہیں، ان کی حدیث میں ایک کتاب ہے۔ نیز جرح وتعدیل میں ان سے بہت سارے اقوال منقول ہیں ...... وہ امانت، دیانت اور علم میں ایک مشہور امام ہیں۔''

حافظ ابوسعد عبدالرحمٰن بن محمد ادریسی کہتے ہیں: ''علمِ حدیث میں جن ائمہ کی اقتدا کی جاتی ہے، امام ترمذی اُن میں سے ایک امام تھے۔ آپ نے جامع، تواریخ اور علل نامی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ کی تصانیف پختہ عالمِ دین کی تصانیف ہیں۔ آپ حفظِ حدیث میں ضرب المثل تھے۔'' (شروط الأئمه الستة: ص: ۲۰۔ تهذيب التهذيب: ۹/۳۸۶)

امام ابن حبان اپنی کتاب ''الثقات'' میں امام ترمذی کے بارے میں فرماتے ہیں: ''یہ ان ائمہ حدیث میں سے ہیں جنھوں نے احادیث جمع کیں اور علمِ حدیث میں کتابیں لکھیں اور احادیث کو حفظ کیا اور اس کا مذاکرہ کیا۔''

(الثقات، تذكرة الحفاظ، نكت الهميان للصفدي، تهذيب الكمال)

امام سمعانی فرماتے ہیں: ''امام ترمذی بلا اختلاف اپنے عہد کے امام اور صاحبِ تصانیف تھے اور ان ائمہ حدیث میں سے ہیں جن کی علمِ حدیث کے اندر اقتدا کی جاتی تھی۔'' اسی جیسی بات امام ابن خلکان نے بھی کہی ہے۔

(الأنساب، وفيات الأعيان)

امام حاکم کہتے ہیں: ''میں نے عمر بن علک کو یہ کہتے سنا: بخاری کا انتقال ہوا تو انھوں نے خراسان میں علم، حفظ اور ورع وزہد میں ابوعیسیٰ ترمذی کی طرح کسی اور کو نہیں چھوڑا۔ ترمذی اتنا روئے کہ اندھے ہوگئے اور کئی سال اندھے رہے۔''

(السیر ۱۳/۲۷۳۔ تذکرۃ الحفاظ: ۲/۶۳۴۔ تہذیب التہذیب ۹/۳۸۹)

محدثِ خراسان امام ابواحمد حاکم نیساپوری (م: ۳۷۸ھ) نے اپنے ایک شیخ سے یہ بات نقل کی ہے کہ جس وقت امام محمد بن اسماعیل کا انتقال ہوا، اس وقت انھوں نے اپنے شاگردوں میں امام ترمذی سے بڑھ کر کسی کو علم، حفظ اور زہد و ورع میں نہیں چھوڑا۔ وہ خوفِ الٰہی اس قدر روتے تھے کہ نابینا ہوگئے۔

حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی کا بیان ہے: ''محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی، جو نابینا تھے، ان ائمہ حدیث میں سے ہیں جن کی علمِ حدیث کے اندر اقتدا کی جاتی تھی۔ انھوں نے علمِ حدیث، تاریخ اور علل میں کتابیں لکھی ہیں، جو ایک متبحر عالم کی تصنیفات ہیں، حفظِ حدیث میں ان کو بطورِ مثال ذکر کیا جاتا ہے۔''

امام مزی کہتے ہیں: ''وہ حافظِ حدیث، صاحب الجامع اور دیگر کتابوں کے مصنف ہیں، نیز حفظ اور ثقاہت کے اعتبار سے دنیا کے اماموں میں سے ایک تھے، جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے امت کو نفع پہنچایا ہے۔'' (تہذیب الکمال)

امام ذہبی سیر اعلام النبلاء میں امام ترمذی کو حافظ، علم، امام، بارع کا خطاب دیتے اور کہتے ہیں کہ آپ جامع اور علل وغیرہ کے مصنف ہیں، نیز تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ امام ترمذی حافظ حدیث، صاحب الجامع متفق علیہ ثقہ تھے۔ ابن حزم نے آپ کو جو مجہول کہا ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

حافظ ابن حجر عسقلانی کا بیان ہے: ''وہ حفظ اور ثقاہت کے اعتبار سے دنیا کے اماموں میں سے ایک تھے۔'' (تقریب التہذیب) نیز حافظ ابن حجر فتح الباری کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: ''ترمذی نے بخاری سے علم حاصل کیا اور آپ پر کافی اعتماد کیا۔'' (ھدی الساری، ص: ۴۹۲)

طاش کبری زادہ لکھتے ہیں: ''یہ حافظِ حدیث، ائمہ اعلام میں سے ہیں، انھیں فقہ میں بھی مہارت تھی، انھوں نے ائمہ حدیث کی ایک جماعت سے احادیث حاصل کیں اور صدر اول کے مشائخ سے ان کی ملاقات ہوئی۔'' (مفتاح السعادۃ)

ابن عماد حنبلی کہتے ہیں: ''امام ترمذی اپنے ہم عصروں میں واضح مقام رکھتے تھے اور حفظ و اتقان میں وہ ایک نشانی تھے۔'' (شذرات الذھب)

نوٹ: ......امام ترمذی متفقہ طور پر ثقہ محدث، ناقدِ حدیث اور امام دین ہیں۔ آپ کی تصانیف مشہور و معروف ہیں، لیکن اس شہرت اور امامت کے علی الرغم ابن حزم نے آپ کے بارے میں کتاب الاتصال کے باب الفرائض میں یہ کہہ دیا کہ آپ مجہول راوی ہیں، جس پر علما نے نکیر کی۔ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں کہتے ہیں: ''ترمذی حافظ اور اعلام میں سے ہیں۔ جامع کے مولف اور متفق علیہ ثقہ ہیں۔ ابن حزم کا یہ کہنا کہ ترمذی مجہول ہیں، لائقِ التفات بات نہیں ہے۔ ابن حزم نے نہ ترمذی کو جانا اور نہ جامع ترمذی اور علل ترمذی کے وجود ہی کا انھیں علم تھا۔'' (میزان الاعتدال)

امام ذہبی سیر اعلام النبلاء میں ابن حزم کے فضائل اور عیوب گنانے کے بعد فرماتے ہیں: ''مجھے ابومحمد ابن حزم سے ان کی صحیح حدیث سے محبت اور اس کی معرفت کی بنا پر محبت ہے۔ اگر چہ میں ان کے علم رجال، عللِ حدیث اور اصول وفروع میں غلط مسائل کی کثرت کی وجہ سے اُن کی موافقت نہیں کرتا اور کئی مسئلے میں قطعی طور پر اُن کو غلط کہتا ہوں، لیکن نہ تو اُن کی تکفیر کرتا ہوں اور نہ انھیں گمراہ کہتا ہوں، ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے درگزر کا امیدوار ہوں اور اُن کے ذہن کی تیزی اور علم کی وسعت کا قائل و معترف ہوں۔ میں نے دیکھا کہ انھوں نے ایک شخص کا یہ قول ذکر کیا کہ سب سے عظیم اور اہم کتاب موطا امام لک ہے، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: بلکہ سب سے عظیم کتابیں صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن السکن، منتقی ابن الجارود اور منتقی قاسم بن اصبغ ہے، پھر اس کے بعد سنن ابی داود، سنن نسائی، مصنف قاسم بن اصبغ، مصنف ابی جعفر الطحاوی کا نمبر آتا ہے۔ ذہبی کہتے ہیں: انھوں نے ابن ماجہ کا ذکر کیا نہ جامع ترمذی کا، کیوں کہ یہ دونوں کتابیں ابن حزم نے دیکھی نہ تھی، بلکہ ان کی موت کے بعد یہ دونوں کتابیں اندلس پہنچیں۔ (سیر أعلام النبلاء)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تہذیب التہذیب میں کہتے ہیں: ''خلیلی نے ترمذی کو متفق علیہ ثقہ کہا ہے، لیکن ابن حزم نے آپ کے بارے میں یہ اعلان کیا کہ انھیں اس بارے میں علم نہیں تھا، اس لیے کہ انھوں نے کتاب الاتصال کے کتاب الفرائض میں محمد بن عیسیٰ ترمذی کو مجہول کہا۔ کوئی کہنے والا ہرگز یہ نہ کہے کہ شاید ابن حزم نے ترمذی کو نہ جانا اور نہ ان کے حفظ اور ان کی تصانیف پر مطلع ہوئے، اس لیے کہ یہ حضرت مشاہیر ثقات حفاظ کی ایک جماعت کے بارے میں اس طرح کی عبارات استعمال کرتے ہیں، جیسے ابوالقاسم البغوی، اسماعیل بن محمد السفار اور ابوالعباس الاصم وغیرہ۔ تعجب یہ ہے کہ حافظ ابن الفرضی نے اپنی کتاب ''المؤتلف والمختلف'' میں ترمذی کا تذکرہ کیا اور ان کی علمی منزلت کو واضح کیا ہے، تو ابن حزم کیسے ان معلومات کی آ گاہی سے چوک گئے۔'' (تهذيب التهذيب)

واضح رہے کہ مشاہیر کے سلسلے میں اس طرح کی عدمِ واقفیت ابن حزم ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے، امام بیہقی کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے پاس سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ نہیں تھیں، ہاں ان کے پاس حاکم کی مستدرک تھی، جس سے انھوں نے کثرت سے احادیث روایت کیں۔ (تذكرة الحفاظ، مقدمة تحفة الأحوذي: ١/٢٧١)

تصانیف

۱۔ کتاب الجامع الصحیح (سنن الترمذی)۔

امام ترمذی کی یہ کتاب مختلف ناموں سے مشہور ہے: (۱) اسے جامع ترمذی کہتے ہیں۔ (۲) نیز سنن الترمذی کے نام سے بھی اس کی شہرت ہے۔

حاجی خلیفہ کشف الظنون میں جامع ترمذی کے متعلق لکھتے ہیں: اس کتاب کے مولف کی طرف منسوب ہو کر یہ جامع ترمذی کے نام سے مشہور و معروف ہے، البتہ اسے سنن ترمذی بھی کہا گیا ہے، لیکن پہلا نام زیادہ مشہور و معروف ہے۔

(۳) امام حاکم نے اس کا نام جامع صحیح ترمذی کہا ہے اور خطیب بغدادی نے اس پر اور امام نسائی کی سنن پر صحیح کا

اطلاق کیا ہے۔(تدریب الراوي)

جامع ترمذی پر جامع صحیح یا صحیح کا اطلاق کیا گیا ہے، جبکہ اس میں ضعیف احادیث بھی پائی جاتی ہیں، اس کتاب پر صحیح کا اطلاق اس کی غالب احادیث کے صحیح اور قابل حجت ہونے کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ اس میں ضعیف احادیث بہت ہی کم پائی جاتی ہیں۔ اس پر صحیح کا اطلاق اسی طرح ہوا ہے، جیسے صحاحِ ستہ ان چھے کتابوں (بخاری، مسلم، جامع ترمذی، سنن ابو داود، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ) کی غالب احادیث کے صحیح اور قابلِ حجت ہونے کی بنیاد پر کہا گیا ہے۔ جبکہ صحیحین کے علاوہ بقیہ چاروں میں کچھ ضعیف احادیث بھی پائی جاتی ہیں، لیکن ان کی غالب احادیث صحیح ہیں۔

(۴) اس کتاب کو جامع الترمذی بھی کہا جاتا ہے، اس لیے کہ اس کتاب میں فقہی کتب وابواب کے علاوہ ایمان، تفسیر، زہد، صفۃ القیامہ، رقائق، ورع، صفۃ الجنہ، امثال، مناقب وفضائل وغیرہ ابواب وکتب کا ذکر ہے۔

۲۔ کتاب شمائل النبی ﷺ (مطبوع)

۳۔ کتاب العلل الصغیر (سنن کے آخر میں) اس کتاب کا موضوع اصولِ حدیث اور منہجِ محدثین ہے، اس کتاب کی حافظ ابن رجب نے فاضلانہ شرح کی ہے، جو مطبوع ہے۔ واضح رہے کہ ابن رجب نے ترمذی کی شرح کی تھی، لیکن وہ مفقود ہے اور صرف ان کی شرح علل پائی جاتی ہے، اس کی ایک شرح علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے بھی کی ہے، جس کا نام "شفاء الغلل في شرح كتاب العلل" ہے جو "تحفة الأحوذي" کے آخر میں مطبوع ہے۔

امام ترمذی کو صرف امام بخاری سے شرفِ تلمذ ہی نہیں حاصل تھا، بلکہ آپ کی شہرت یہ بھی تھی کہ آپ امام بخاری کے علم کے حامل ووارث اور ناقل ہیں، چنانچہ سنن میں بخاری سے بار بار افادات کو نقل کرتے ہیں۔ علل صغیر میں بھی آپ نے صراحت کردی ہے کہ اس کتاب میں عللِ احادیث، رجال اور تاریخ سے متعلق افادات کو میں نے بخاری کی تاریخ سے اخذ کیا ہے اور اکثر مسائل پر امام بخاری سے مذاکرہ (تبادلہ خیال) ہو چکا ہے، نیز بعض مسائل پر دارمی (عبداللہ بن عبدالرحمٰن) سے بھی تبادلہ خیال ہوا، لیکن زیادہ تر امام بخاری سے اور دارمی اور ابوزرعہ رازی سے بہت ہی کم۔

(العلل: ١٠/٤٦٦-٤٦٧)

۴۔ کتاب العلل الکبیر (ترتیب ابی طالب القاضی) یہ ایک مستقل تالیف ہے، جس کا موضوع عللِ احادیث ہے۔ یہ کتاب حمزہ دیب مصطفیٰ کی تحقیق سے مکتبہ الاقصی سے ۱۴۰۶ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

۵۔ کتاب التاریخ (ابوسعد عبدالکریم السمعانی کی مرویات میں سے ہے۔ التحبير في المعجم الكبير: ٢/٢٢٣)

۶۔ کتاب الزہد (مفقود)۔

۷۔ کتاب الاسماء والکنی (مفقود)۔

۸۔ کتاب التفسیر (مفقود)۔

۹۔ مصنف کے طرز پر ایک بڑی کتاب جو مرفوع اور موقوف احادیث کا مجموعہ ہو: کتاب العلل میں جہاں امام ترمذی

نے سنن میں اپنے مراجع ومآخذ کی اسانید کا ذکر کیا ہے، وہیں اُس کے آخر میں لکھتے ہیں کہ تفصیلی اسانید کا ذکر اُس کتاب میں ہوگا جس میں موقوف کا تذکرہ ہوگا۔ اُن کے اس بیان سے پتا چلتا ہے کہ مولف کی مرفوع احادیث اور موقوف آثار سے متعلق اس سے بڑی کتاب ہے، جس میں سب چیزیں سند سے مذکور ہیں اور سنن ترمذی مرفوع احادیث پر مشتمل ہے اور تھوڑے ہی موقوف اقوال اس میں مذکور ہیں۔ (شرح العلل، ص: ٤٥)

امام ترمذی کا عقیدہ

اللہ رب العزت نے اپنے دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور مادی اسباب کی دنیا میں گروہِ محدثین کو اس بات کی توفیق دی کہ وہ کتاب وسنت کی محبت سے سرشار ہوکر اُس کی ممکن خدمت کریں، چنانچہ طلبِ علم سے لے کر تدوینِ حدیث کے مختلف مراحل تک کتاب وسنت کو صحیح سندوں کے ساتھ اور صحیح معانی ومفاہیم کو محفوظ رکھنے کی جدوجہد میں اس گروہ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ آیت کریمہ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ﴾ کی عملی تفسیر ائمہ اسلام کی یہی جدوجہد ہے، جس کے نتیجے میں دینی نصوص صحیح سندوں اور سلف صالحین کی تعبیرات کے ساتھ محفوظ ہیں۔ امام ترمذی سلسلہ محدثین کی اہم کڑی ہیں، جنھوں نے حدیث کی حفاظت وتدوین کے ساتھ ساتھ جرح وتعدیلِ رواۃ پر بھی بڑا سرمایہ چھوڑا اور فہم حدیث کے سلسلے میں بھی آپ کی کوششوں سے مسلک سلف ہم تک پہنچا۔ صحیح اسلامی عقائد کو بھی آپ نے امت تک پہنچایا، اسی وجہ سے سنن الترمذی کی افادیت کے ایک سے زیادہ پہلو کو ائمہ نے صراحتاً بیان کیا ہے۔

امام ترمذی عقائد کے باب میں بھی امامِ ہدیٰ تھے اور اپنے شیوخ کے نقشِ قدم پر سنن ترمذی میں اسماوصفات کے بارے میں اپنے پیش روائمہ کے اقوال ومذاہب کو جگہ دیتے ہیں، چنانچہ "كتاب صفة الجنة" میں "باب ما جاء في خلود اهلِ الجنة و أهل النار" کے تحت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رویتِ باری تعالیٰ سے متعلق حدیث روایت کر کے فرماتے ہیں: رویتِ باری سے متعلق نبی اکرم ﷺ سے بہت ساری احادیث مروی ہیں، جس میں یہ مروی ہے کہ لوگ اپنے رب کو دیکھیں گے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے قدم کا ذکر ہے، پھر اس طرح کے دوسرے مسائل کا ذکر ہے، اس بارے میں اہلِ علم جیسے سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک، سفیان بن عیینہ، وکیع وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ ان حضرات نے صفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق احادیث کی روایت کی، پھر فرمایا: یہ احادیث روایت کی جائیں گی اور ان پر ایمان بھی لایا جائے گا، ان صفات کی کیفیت کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا کہ ان کی کیفیت اور حقیقت کیا ہے۔ یہ اہلِ حدیث کا اختیار کردہ مذہب ہے کہ احادیث جیسی آئی ہیں، ان کو ویسے ہی روایت کیا جائے گا، ان پر ایمان لایا جائے گا، ان کی تفسیر بیان کی جائے گی نہ اس میں اپنے وہم وگمان سے بات کی جائے گی اور نہ یہی کہا جائے گا کہ ان کی کیفیت کیا ہے؟ ان صفات کے بارے میں اہلِ علم کا یہی مختار مذہب ہے۔ (سنن الترمذی: ٤/ ٦٩١)

تقریباً اسی طرح کی بات امام موصوف نے کتاب التفسیر میں باب تفسیر سورۃ المائدۃ میں لکھی ہے۔ حدیث یہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَمِينُ الرَّحْمٰنِ مَلْأَى سَحَّاءُ، لَا يُغِيضُهَا اللَّيْلُ

وَالنَّهَارُ . قَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ؛ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الأُخْرَى الْمِيزَانُ، يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)) . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَتَفْسِيرُ هَذِهِ الآيَةِ: ﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ﴾ وَهَذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَتْهُ الأَئِمَّةُ، نُؤْمِنُ بِهِ كَمَا جَاءَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُفَسَّرَ أَوْ يُتَوَهَّمَ، هَكَذَا قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ، مِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، أَنَّهُ تُرْوَى هَذِهِ الأَشْيَاءُ وَيُؤْمَنُ بِهَا، وَلَا يُقَالُ: كَيْفَ . (سنن الترمذی: ٣٠٤٥)

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوتا ہے، (کبھی خالی نہیں ہوتا) بخشش وعطا کرتا رہتا ہے، رات ودن لٹانے اور اس کے دیتے رہنے سے بھی کمی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے دیکھا (سوچا؟) جب سے اللہ نے آسمان پیدا کیے ہیں، کتنا خرچ کر چکا ہے؟ اتنا کچھ خرچ کر چکنے کے باوجود اللہ کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی۔ اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے، وہ اسے بلند کرتا اور جھکاتا ہے (جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کم)۔

''امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ پھر فرماتے ہیں: یہ حدیث اس آیت ﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ﴾ (المائدة: ٦٤) (اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، ان ہی کے ہاتھ بندے ہوئے ہیں اور ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔) کی تفسیر ہے، اس حدیث کے بارے میں ائمہ دین کی روایت یہ ہے کہ ان پر ویسے ہی ایمان لائیں گے جیسے کہ ان کا ذکر آیا ہے، ان کی کوئی تفسیر کی جائے گی نہ کسی طرح کا وہم وقیاس لڑایا جائے گا۔ ایسا ہی بہت سے ائمہ کرام: سفیان ثوری، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، ابن مبارک وغیرہم نے کہا ہے۔ یہ چیزیں ایسی ہی بیان کی جائیں گی جیسی روایت کی گئی ہیں اور ان پر ایمان رکھا جائے گا، لیکن ان کی کیفیت کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ ملاحظہ ہو: خ/تفسیر ھود ٢ (٤٦٨٤)، والتوحید ١٩ (٧٤١١)، و ٢٢ (٧٤١٩)، م/الزكاة ١١ (٩٩٣).

امام ترمذی نے اس حدیث میں بھی ائمہ سلف کا صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں اجماعی عقیدہ نقل کیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے جن اسما وصفات کا ذکر کیا ہے۔ اس کی نہ تو بے جا تاویل کی جائے گی اور نہ کوئی غلط تفسیر، یعنی یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کا ہاتھ ایسا ایسا ہے، بلکہ جیسی اس کی ذات ہے ایسے ہی اس کا ہاتھ بھی ہے، اس کی کیفیت بیان کیے بغیر اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

ایسے ہی ''كتاب صفة القيامة'' کے ''باب فی القيامه'' میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث: ((ما منكم

من رجل إلا سيكلمه ربه يوم القيامة ، وليس بينه وبينه ترجمان . . . إلخ .)) (تم میں سے ہر آدمی سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات کرے گا اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی مترجم نہیں ہوگا) میں اللہ رب العزت کی صفتِ کلام کا ذکر ہے، اس کو روایت کرنے کے بعد امام ترمذی کہتے ہیں کہ ہم سے ابوالسائب نے بیان کیا کہ وکیع نے اعمش سے اس حدیث کی روایت کے بعد فرمایا کہ یہاں پر خراسان والوں میں سے جو موجود ہو، اس کو اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے خراسان میں اس حدیث کو بیان کرنا چاہیے، اس لیے کہ جہمیہ صفتِ کلام باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔ (۴/۶۱۱)

صحیح سنت پر عمل اور اس کے مطابق فتویٰ دینے، اُس کی نشر واشاعت اور اُس کے مخالف مسلک کے ردوابطال میں یہ مثال بھی بے جا نہ ہوگی کہ امام ترمذی نے یہ حدیث ذکر کی کہ نبی اکرم ﷺ نے حج میں ہدی (قربانی) کے جانور کا اشعار کیا، یعنی ان کو زخمی کر کے یہ ظاہر کیا کہ یہ ہدی (قربانی کا جانور) ہے۔ اپنی سند سے اس حدیث کو امام وکیع سے روایت کرنے کے بعد اُن کا یہ قول نقل کیا: اس مسئلے میں اہلِ رائے کے قول کو نہ دیکھو، اس لیے کہ اشعار سنت ہے اور اُن کا قول بدعت ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: میں نے ابوالسائب کو یہ کہتے سنا کہ ہم وکیع کے پاس تھے تو انھوں نے ایک آدمی سے، جو رائے میں پڑتا تھا، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدی کے جانور کا اشعار کیا اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہے، تو اس آدمی نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ اشعار مثلہ ہے، تو میں نے دیکھا کہ امام وکیع سخت غصہ ہوئے اور کہا کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تم کہتے ہو کہ ابراہیم نخعی کہتے ہیں: تم کتنا زیادہ اس بات کے حقدار ہو کہ تم کو جیل میں بند کردیا جائے اور اس وقت تک تم کو وہاں سے نہ نکالا جائے جب تک تم اپنے اس قول سے باز نہ آجاؤ۔ (سنن الترمذی: ۳/۲٤۱)

اسی طرح کتاب النکاح میں امام ترمذی نے "باب ماجاء فی المحل والمحلل له" میں اس موضوع پر علی اور عبداللہ بن مسعود سے دو حدیثیں روایت کیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے حلالہ کرنے اور حلالہ کروانے والے پر لعنت بھیجی ہے اور ذکر کیا کہ صحابہ اور فقہائے تابعین اور دوسرے علمائے دین کا اس حدیث پر عمل رہا ہے، پھر کہا کہ میں نے جارود بن معاذ کو سنا کہ وکیع بھی یہی فتویٰ دیتے تھے اور وکیع نے کہا: اس باب سے اہلِ رائے کے قول کو رد کردینا چاہیے، نیز وکیع سے روایت ہے کہ سفیان ثوری کہتے ہیں: آدمی جب عورت سے نکاح اس نیت سے کرے کہ وہ اسے (پہلے شوہر کے لیے) حلال کرے گا، پھر اسے اس عورت کو اپنی زوجیت میں رکھ لینا ہی بھلا معلوم ہو تو وہ اسے اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا، جب تک کہ اس سے نئے نکاح کے ذریعے سے شادی نہ کرے۔ (۱۱۱۹، ۱۱۲۰)، اس مثال میں واضح طور پر امام ترمذی نے جمہور ائمہ حدیث وائمہ فقہ کے مقابلے میں حدیث کے مخالف اہلِ رائے کا حلالہ کے بارے میں فتویٰ نقل کیا اور اس کی وکیع اور سفیان ثوری کے قول کے ذریعے واضح طور پر تردید کی، اور یہ معلوم ہے کہ اصحابِ رائے سے مراد امام

ابوحنیفہ اوران کے اصحاب ہیں، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ نکاح حلالہ صحیح، گوحلال کرنے کی ہی نیت سے ہو۔ان کی رائے کو چھوڑ دینا اس لیے مناسب ہے کہ ان کا یہ قول حدیث کے مخالف ہے۔

شروع ہی سے عقائد کے باب میں انحراف کی روش رکھنے والوں کی کج فکری اوراعتقادی گمراہیوں پر نقد ونظر ائمہ دین کے یہاں بہت معروف ومشہور بات ہے، بلکہ راہِ اعتدال سے ہٹ جانے والے حضرات پر تنقید سلف صالحین کا شعاراور منہج رہا ہے، بالخصوص محدثین عظام نے یہ کام بڑی ذمے داری سے انجام دیا، گمراہ فرقوں اوراُن کے ائمہ اوران کے مقالات واعتقادات پر کھل کر تنقید کی اور سلفی عقائد واصول اور اتباعِ سنت کے مضامین کوخوب اچھی طرح سے بیان کیا۔معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، جبریہ وغیرہ گمراہ فرقوں کے خلاف ائمہ حدیث کے مقدس گروہ نے شروع ہی سے جنگ چھیڑی اورمعتزلہ اورجہمیہ کے رد کے نام سے مستقل کتابیں لکھیں اورعقائد کی کتابوں میں ان گمراہ عقائد پر کھل کر تنقید کی۔امام احمد بن حنبل تو مسئلہ خلقِ قرآن کے خلاف فتوے پر ڈٹے رہنے کی بنا پر امام اہلِ سنت والجماعت کے لقب سے مشہور ہوئے ،ان کے شاگرد رشید امام بخاری نے "خلق أفعال العباد" نامی مستقل رسالہ لکھا اور صحیح بخاری میں کتاب العلم ، كتاب الإيمان ، كتاب التوحيد والرد على الجهمية ، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنه وغیرہ کتب میں اتباعِ سنت اورعقیدہ سلف کی خوب خوب وضاحت کی، نیز امام احمد کے تلامذہ میں امام ابوداود نے اپنی سنن میں کتاب السنہ کے نام سے یہ خدمت انجام دی۔ امام ترمذی نے کتاب العلم، کتاب الایمان، کتاب القدراورکتاب صفۃ القیامۃ وغیرہ میں ان مسائل پر روشنی ڈالی۔ اگر ائمہ حدیث کی عقائد سلف کی شرح و وضاحت اور منحرفین کے رد وابطال سے متعلق کتب ورسائل کی محض فہرست ذکر کی جائے تو یہ مقدمہ طویل ہوجائے گا۔ میں نے امام وکیع بن الجراح کی کتاب الزہد کی تحقیق میں ائمہ دین کی ان کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، نیز اس سلسلے میں سیرۃ البخاری کے ساتویں باب عقائد اورعلم کلام کا مطالعہ مفید ہوگا۔

سلف صالحین کتاب وسنت کے صحیح دلائل کی روشنی میں عقیدے کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے کو سمجھتے، اس پر ایمان رکھتے ،اس کی دعوت دیتے ،اس کے خلاف ہر رائے اورعقیدے کا رد وابطال کرتے اورفلاسفہ اور متکلمین کی موشگافیوں کو سخت ناپسند کرتے تھے،اس سلسلے میں امام مالک کے اقوال کافی مشہور ہیں،جن میں سے آپ کا یہ قول واضح طور پر عقیدہ سلف کی نمائندگی کرتا ہے:"الاستواء معلوم ، والكيف مجهول ، والإيمان به واجب ، والسؤال عنه بدعة "یعنی اللہ رب العزت نے قرآن میں جواپنے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے،تو استوا کا معنی ومفہوم معلوم ومشہور بات ہے،لیکن یہ استوا کیسے ہوگا،اس کی کیفیت کا علم نہیں ہے اوراس پر ایمان لانا واجب اورفرض ہے اوراس سلسلے میں سوال وجواب کرنا بدعت ہے۔امام مالک نے یہ بات اس وقت کہی جب ایک آدمی نے آپ سے اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا، اسی طرح سے امام بخاری کوخلقِ قرآن کے مسئلے پر نیسا پور میں جب کچھ کہنے کے لیے مجبور کیا گیا تو آپ نے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا:"القرآن كلام الله غير

مخلوق، وأفعال العباد مخلوقة، والامتحان بدعة". یعنی قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، لیکن بندوں کے افعال مخلوق ہیں، یعنی ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس مسئلے پر کسی کو امتحان میں ڈالنا اور اس سے پوچھ گچھ کرنا بدعت ہے۔ (مقدمة فتح الباری، ص: ٤٩٠)

سلف کا منہج عقائد کے بارے میں یہ تھا کہ وہ علمِ کلام کے مسائل میں زیادہ غور وخوض کو سخت ناپسند کرتے تھے اور ان مسائل میں سوال جواب کو بدعت کہتے تھے۔ امام احمد بن حنبل اس باب میں بہت سخت موقف رکھتے تھے، چنانچہ خلقِ قرآن کے مسئلے میں کتاب وسنت کے علاوہ اور کسی بات کے سننے کے قائل نہ تھے۔ احادیثِ رسول سے اسی مسلک کی تقویت ہوتی ہے، چنانچہ خود امام ترمذی نے "كِتَابُ الْقَدَرِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْخَوْضِ فِي الْقَدَرِ" (۲۱۳۳ میں) نیز امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں یہ حدیث نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ، فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ، حَتَّى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِي وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ، فَقَالَ: ((أَبِهٰذَا أُمِرْتُمْ؟ أَمْ بِهٰذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ؟ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هٰذَا الأَمْرِ، عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَلَّا تَتَنَازَعُوا فِيهِ))

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (ایک دن) رسول اللہ ﷺ ہماری طرف نکلے اور اس وقت ہم سب تقدیر کے مسئلے میں بحث ومباحثہ کررہے تھے۔ آپ غصہ ہوگئے، یہاں تک کہ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور ایسا نظر آنے لگا گویا آپ کے گالوں پر انار کے دانے نچوڑ دیے گئے ہوں۔ آپ نے فرمایا: "کیا تمھیں اسی کا حکم دیا گیا ہے یا میں اسی واسطے تمھاری طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں؟ بے شک تم سے پہلی امتیں ہلاک ہوگئیں جب انھوں نے اس مسئلے میں بحث ومباحثہ کیا۔ میں تمھیں قسم دلاتا ہوں کہ اس مسئلے میں بحث ومباحثہ نہ کرو۔"

تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے، یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ بندوں کے اچھے اور برے اعمال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور ان کا ظہور اللہ کے قضا وقدر اور اس کے ارادے ومشیت پر ہے اور اس کا علم اللہ کو پوری طرح ہے، لیکن ان امور کا صدور خود بندے کے اپنے اختیار سے ہوتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اچھے اعمال کو پسند کرتا ہے اور برے اعمال کو ناپسند کرتا ہے، اسی اختیار کی بنیاد پر وہ جزا وسزا دیتا ہے۔ تقدیر کے مسئلے میں عقل سے غور وخوض اور بحث ومباحثہ جائز نہیں، کیوں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ الٹا گمراہی کا خطرہ ہے۔

اوپر کی گزارشات سے یہ واضح ہوگیا کہ سلفِ صالحین کے نزدیک باطل عقائد کا رد وابطال کتاب وسنت کے دلائل اور سلف کے اقوال سے ہوتا ہے اور یہی صحیح علمِ کلام ہے۔ صحابہ کرام کے زمانے میں خوارج، قدریہ اور روافض جیسے فرقوں کا فتنہ موجود تھا۔ خود صحابہ کرام نے تمام مسائل پر کتاب وسنت کی روشنی میں کلام کیا اور محدثین نے اسی اسلوب کو آگے بڑھا کر ہر طرح کے منحرف فرقوں اور ان کے آرا واقوال کا رد وابطال کیا، ساتھ ہی غیر سلفی منہج وفکر پر مبنی علمِ کلام اور اس سے تعلق رکھنے والوں سے خود دور رہے، دوسروں کو ان سے دور رہنے کی تلقین اور وصیت فرمائی، تاکہ نہ خود ان کے میل جو

ل سے متاثر ہوں اور نہ وہ اس تعلق کے ذریعے افرادِ امت کو گمراہ کر سکیں۔

امام ترمذی کا فقہی مسلک

سنن ترمذی کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ امام ترمذی اپنے شیوخ بالخصوص امام بخاری کی طرح کتاب وسنت سے آزادانہ طور پر استدلال کرتے اور صحیح اور ثابت شدہ مسئلے پر عمل کرتے تھے، اور اپنے اسلاف معتبر فقہائے امت کے فتاویٰ سے استفادہ کرتے تھے، جس کی آپ کو گہری واقفیت تھی، نیز تیسری صدی ہجری میں تقلیدِ مذاہب کا کوئی رواج بھی نہ تھا، لیکن تقلید کے رسیا بعض لوگوں نے امام ترمذی کو بھی مقلدین کی فہرست میں شامل کردیا، چنانچہ بعض علمائے حنفیہ کے نزدیک آپ امام شافعی کے مقلد شافعی المذہب تھے، جبکہ بعض دیگر حضرات کے نزدیک آپ امام احمد بن حنبل کے مقلد حنبلی المذہب تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی نسبت خانہ ساز اور دلائل سے عاری ہے، کیونکہ محدثین کا قرآن وسنت کی روشنی میں اختیار کردہ اپنا ایک مستقل اور متفقہ مسلک ومنہج ہے، جس کو ہم اتباعِ کتاب و سنت کے نام سے تعبیر کرسکتے ہیں۔

عملاً قرآن وحدیث اور آثارِ سلف کی خدمت میں زندگی گزارنے والے محدثین کو بالخصوص تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں کسی مخصوص امام کی تقلید کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ ائمہ کے تعامل سے پتا چلتا ہے کہ جہاں اُنھیں کسی مسئلے میں نصوصِ کتاب وسنت اور آثارِ صحابہ وتابعین میں کوئی واضح بات نہ ملتی، وہاں وہ خود قرآن وسنت کی روشنی میں اصولی طور پر اجتہاد کیا کرتے تھے، اس لیے محدثین کے بارے میں یہ کہنا کہ فلاں امام مالک یا شافعی یا احمد بن حنبل کے مقلد مالکی یا شافعی یا حنبلی المذہب تھے، دلیل سے عاری اور امرِ واقع کے خلاف بات ہے، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان ائمۂ حدیث میں سے کسی نے بھی کسی ایک کے قول کی تایید وترجیح کا طریقہ نہیں اپنایا، بلکہ محدثینِ کرام کے قرآن وسنت کی روشنی میں اختیار کردہ اپنے متفقہ مسلک ومنہج اور مذہب اتباع کتاب وسنت کی بنا پر (جو نصوصِ کتاب وسنت کے مطابق ہو) جو صحیح وراجح تھا، اسی کو صحیح وراجح قرار دیا اور جو اس کے مخالف تھا، اس کا رد وابطال کیا۔

علامہ محمد عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری رحمہ اللہ تحفۃ الاحوذی کے مقدمے میں ''فائدہ'' کے عنوان سے امام ترمذی اور دوسرے محدثین کی فقہی نسبت کے بارے میں فرماتے ہیں: بعض حنفی علما کے خیال میں امام ترمذی شافعی المذہب تھے اور بعض لوگوں نے آپ کو حنبلی المذہب کہا ہے۔ یہ ان کے اپنے خانہ ساز اقوال اور زعمِ باطل دعوی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام ترمذی نہ تو شافعی تھے اور نہ حنبلی ہی، نیز وہ مالکی اور حنفی بھی نہ تھے، بلکہ آپ کا شمار اصحاب الحدیث میں سے ہے۔ آپ سنت پر عامل اور متبع تھے، مجتہد تھے، کسی کے مقلد نہ تھے، جامع ترمذی کو جس نے پڑھا اور اس میں غور وفکر کیا ہے، اس کے لیے یہ بات بالکل واضح اور صاف ہے۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ لوگوں نے اپنے زعم میں امام ترمذی کو شافعی یا حنبلی کہا۔ کیا ان حضرات کو اس بات کا پتا نہیں ہے کہ اگر امام ترمذی امام شافعی کے مقلد ہوتے تو مختلف فیہ سارے یا اکثر مسائل میں اپنے امام کے مذہب کو دوسرے مذاہب کے مقابلے میں راجح قرار دیتے اور اسی کی حمایت وتائید کرتے، جیسا

کہ مقلدین حضرات کا طریقہ ہے، لیکن آپ نے ایسا نہ کیا، بلکہ بعض مقامات پر امام شافعی کے اقوال کی تردید فرمائی اور اتباعِ دلیل کو زیادہ بہتر قرار دیا، پھر اس کو کئی مثالوں کے ذریعے واضح کیا، اس کے بعد امام ترمذی کے اس قول کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک عمل یہ اور یہ ہے، کا مطلب واضح فرمایا۔ امام ترمذی بار بار اپنی سنن کے ابواب میں کہتے ہیں: "و العمل علٰی هذا عند أصحابنا، منهم الشافعي، و أحمد و اسحاق...... ." یعنی ہمارے اصحاب اہلِ الحدیث جن میں امام مالک، شافعی، احمد بن حنبل، امام اسحاق وغیرہ ہیں، کے یہاں اس پر عمل رہا ہے۔ علامہ مبارکپوری "أصحابنا" کا معنی بیان کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ "أصحابنا" سے مراد اصحاب الحدیث ہیں، جن کا مسلک اور مذہب، مذہبِ اہلِ حدیث ہے، جن میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ وغیرہ سبھی شامل ہیں، ان سارے محدثین کا مسلک اتباعِ دلیل ہے اور اسی کو مذہب ومسلکِ اہلِ حدیث کہا جاتا ہے۔

پھر ملا علی قاری سے ترمذی کی اصطلاح "أصحابنا" کا معنی نقل کرتے ہیں کہ اس سے ان کی مراد اہلِ حدیث ہیں اور یہی قول امام طیبی کا ہے۔ (المرقاۃ شرح المشکاۃ)۔ علامہ مبارکپوری اس کے بعد کہتے ہیں کہ یہی بات حق اور صواب ہے اور امام ترمذی کے اقوال سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث کی بیسویں قسم کا عنوان "معرفة فقه الحديث" رکھا ہے، وہ کہتے ہیں کہ فقہ حدیث کی معرفت علوم حدیث کا ثمرہ اور نتیجہ ہے اور اسی سے شریعت قائم ہوتی ہے، رہ گئے فقہائے اسلام تو وہ قیاس، رائے، استنباط اور جدل ونظر والے ہوتے ہیں، وہ ہر زمانے میں معروف ہوتے ہیں اور ہر شہر میں پائے جاتے ہیں، ہم اس قسم میں اللہ کے حکم سے اہلِ حدیث سے فقہ حدیث کا تذکرہ کریں گے، تاکہ اس سے اس بات پر استدلال کیا جائے کہ صنعتِ حدیث والے، جنھوں نے اس علم میں کمال حاصل کیا ہے، وہ فقہ حدیث سے ناواقف نہیں ہوتے، اس لیے کہ فقہ حدیث، علم حدیث کی ایک قسم ہے، اس کے بعد اہلِ حدیث فقہا کا تذکرہ کرتے ہیں اور ہر ایک فقیہ سے بعض اقوال اور روایات فقہ حدیث سے متعلق نقل کرتے ہیں، اُن کے ذکر کردہ فقہا یہ ہیں:

ا۔محمد بن مسلم الزہری۔ (۲) یحییٰ بن سعید الانصاری۔ (۳) عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی۔ (۴) سفیان بن عیینہ الہلالی، ۵۔عبداللہ بن المبارک المروزی۔ (۶) یحییٰ بن سعید القطان۔ (۷) عبدالرحمٰن بن مہدی۔ (۸) یحییٰ بن یحییٰ التمیمی۔ (۹) احمد بن حنبل، ۱۰۔علی بن المدینی، ۱۱۔ یحییٰ بن معین، ۱۲۔ اسحاق بن راہویہ، ۱۳۔محمد بن یحییٰ الذہلی، ۱۴۔محمد بن اسماعیل البخاری، ۱۵۔ ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم الرازی، ۱۶۔ ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی، ۱۷۔ ابراہیم بن اسحاق الحربی، ۱۸۔مسلم بن الحجاج القشیری، ۱۹۔ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم العبدی البوشنجی، ۲۰۔عثمان بن سعید الدارمی، ۲۱۔محمد بن نصر المروزی، ۲۲۔احمد بن شعیب النسائی، ۲۳۔ابوبکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ۔

ان سب کا تذکرہ کرنے کے بعد امام حاکم کہتے ہیں: میں نے یہ باب مختصر طور پر لکھا ہے اور اپنے ائمہ کی ایک جماعت کے نام میں نے یہاں چھوڑ دیے ہیں، جب کہ حق یہ تھا کہ میں اُن کا یہاں پر تذکرہ کرتا، ان میں سے ۲۴۔

ابوداود السجستانی، ۲۵۔ محمد بن عبدالوہاب العبدی، ۲۶۔ابوبکر الجارودی، ۲۷۔ ابراہیم بن ابی طالب، ۲۸۔ ابوعیسیٰ الترمذی،۲۹۔موسیٰ بن ہارون البزاز،۳۰۔حسن بن علی المعمری،۳۱۔علی بن الحسین ابن الجنید،۳۲۔محمد بن مسلم بن وارہ، ۳۳۔محمد بن عقیل البلخی وغیرہ ہمارے مشائخ ہیں۔ (معرفة علوم الحديث، ص ٦٣۔٨٥)

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ صحاحِ ستہ کے مولفین میں پانچ ائمہ کا ذکر فقہائے حدیث کی اس فہرست میں موجود ہے اور وہ بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی اور ترمذی ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ اور رسائل میں فقہائے حدیث کی اصطلاح سیکڑوں بار استعمال کی ہے اور اُن کے مسائل میں دلائل اور ترجیحات کا ذکر کیا ہے، انھوں نے بہت سارے ائمہ کا نام بھی لکھا ہے، اس وقت حدیث کے متداول بعض پروگراموں کے ذریعے سے کمپیوٹر کی مدد سے منٹوں میں یہ فہرست دیکھی جاسکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ فقہ الحدیث ایک بڑا تابناک باب ہے، جس میں بے شمار فقہائے حدیث کی خدمات ہیں، یہ امت میں معروف لوگ ہیں اور ان کے علوم بھی الحمدللہ محفوظ ہیں۔

علامہ محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری اہلِ الحدیث کی شناخت اور تعریف کے موضوع کی وضاحت کرتے ہوئے مزید کہتے ہیں: ایک حنفی عالم جامع ترمذی کے حاشیے میں کہتے ہیں کہ مولفینِ صحاح کے مذاہب کے بارے میں کہا گیا کہ امام بخاری شافعی تھے، لیکن حق یہ ہے کہ بخاری مجتہد تھے۔ رہ گئے امام مسلم تو تحقیقی طور پر مجھے آپ کے مذہب کا علم نہیں ہے، لیکن ابن ماجہ تو شاید شافعی تھے اور ترمذی شافعی ہیں اور ابوداود اور نسائی کے بارے میں مشہور رہے کہ یہ دونوں شافعی ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ یہ دونوں حنبلی ہیں اور حنابلہ کی کتابیں ابوداود کی روایات سے منقول امام احمد کے اقوال سے بھری پڑی ہیں، پھر اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ جیسے امام بخاری۔ رحمہ اللہ۔ متبعِ سنت اور عامل بالحدیث تھے، ائمہ اربعہ وغیرہ میں سے کسی کے مقلد نہیں تھے، ایسے ہی مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ سب کے سب متبعِ سنت اور عامل بالحدیث تھے، مجتہد تھے، کسی کے مقلد نہ تھے۔ رہ گیا یہ استدلال کہ حقیقت میں ابوداود اور نسائی حنبلی ہیں، کیوں کہ امام احمد کے اقوال ابوداود کی روایت سے حنابلہ کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں، تو یہ بالکل باطل استدلال ہیں، اس لیے کہ ابوداود کی روایات سے حنابلہ کی کتابوں کا بھرا ہونا تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے ان کا حنبلی ہونا لازم نہیں آتا، چہ جائیکہ ابوداود اور نسائی دونوں حنبلی ہوں۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ حنفیہ کی کتابیں امام ابویوسف اور امام محمد کی روایات سے بھری پڑی ہیں، لیکن اس کے باوجود یہ دونوں حنفی تھے، نہ امام ابوحنیفہ کے مقلد اور یہ بھی جان لیں کہ بعض لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ امام ابوداود اور امام نسائی دونوں حنبلی تھے، یعنی مطلقاً بغیر کسی قید کے یہ دونوں امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔

پھر اپنی اس بات پر اُن کو انتباہ ہوا تو ایک درجہ پیچھے آ کر سنن الترمذی کے ایک حاشیے میں کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید جیسا کہ تاریخ ابن خلکان میں ہے، حنفی المذہب تھے، الا یہ کہ سلف کی تقلید اُن اجتہادی مسائل کے بارے میں ہوا کرتی

تھی جس میں کوئی مرفوع حدیث یا موقوف (آ ثار صحابہ) نہ ہوں، ہماری تقلید کی طرح نہیں، یہ میرا اپنا ظن ہے۔

اس کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ مبارکپوری کہتے ہیں: اجتہادی مسائل میں کسی صحیح دلیل سے امام ابوداود اور امام نسائی کا امام احمد کا مقلد ہونا ثابت نہیں ہے، بس صرف یہ ان بعض حضرات کا ظن ہی ظن ہے اور ظن حق کے باب میں غیر مفید ہے، پھر اُن کا یہ کہنا کہ شاید ابن ماجہ شافعی تھے، یہ بھی اس کے قائل کے نزدیک ابن ماجہ کے شافعی ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ ایک حنفی عالم صحیح مسلم کی شرح میں مقدمہ میں توضیح النظر سے نقل کرتے ہیں کہ بعض حدیث کے ماہرین کا کہنا ہے کہ بخاری اور ابوداود دونوں فقہ کے امام اور اہلِ اجتہاد میں سے ہیں اور مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلی اور بزار وغیرہ یہ سب اہلِ حدیث کے مذہب پر ہیں، یہ کسی خاص اور متعین امام کے مقلد ہیں، نہ ان کا شمار مجتہد مطلق اماموں میں سے ہے، بلکہ ان کا میلان ائمہ حدیث جیسے شافعی، احمد، اسحاق بن راہویہ اور ابوعبید قاسم بن سلام اور ان کے ہم مثل علما کی طرف ہوتا ہے۔ ان کا میلان (جھکاؤ) علمائے حجاز کے مذہب کی طرف اہلِ عراق کے مذہب سے زیادہ ہوتا ہے، رہ گئے امام ابوداود الطیالسی تو یہ مذکورہ بالا ائمہ میں سے سب سے قدیم امام ہیں، یہ یحیٰی بن سعید القطان، یزید بن ہارون واسطی، عبدالرحمٰن بن مہدی اور اس طبقہ کے علما میں سے ہیں، جو احمد بن حنبل کے شیوخ کا طبقہ ہے، یہ سب کے سب اتباعِ سنت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، ہاں ان میں سے بعض کا میلان اہلِ عراق کے مذہب کی طرف ہوتا ہے، جیسے وکیع بن الجراح اور یحیٰی بن سعید اور بعض کا میلان اہلِ مدینہ کے مذہب کی طرف ہوتا ہے، جیسے عبدالرحمٰن بن مہدی، امام دارقطنی کا میلان شافعی مذہب کی طرف ہے، لیکن ان کے اپنے اجتہادات ہیں اور ان کا شمار ائمہ حدیث وسنت میں ہے، اور اُن کا حال کبار محدثین کی طرح نہیں ہے، جو ان کے بعد آئے اور عام اقوال میں تقلید کا التزام کیا، صرف معدود مسائل کے علاوہ۔ امام دارقطنی متاخرین میں سب سے زیادہ اجتہاد میں قوی تھے اور سب سے زیادہ فقیہ اور عالم۔ انتہیٰ

پھر حنفی محشی لکھتے ہیں: ظاہر ہے کہ ابوداود حنبلی مذہب سے زیادہ قریب ہیں، کیونکہ حنابلہ کی کتابیں ان کے روایت کردہ امام احمد کے اقوال سے بھری پڑی ہیں، اس قول کو موصوف نے ”العرف الشذی“ سے نقل کیا ہے اور اوپر اس کا جواب آپ کو معلوم ہوگیا ہے۔ اب اگر آپ یہ کہیں کہ اگر امام بخاری امام شافعی کے مقلد نہیں تھے تو لوگوں نے اُن کا شمار شافعیہ میں کیوں کیا ہے اور شافعی علما کے طبقات کی کتابوں کے مولفین نے اُن کو اپنی کتابوں میں کیوں ذکر کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں مَیں کہتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) حجۃ اللہ البالغہ (۱/۱۲۲) میں لکھتے ہیں: اصحابِ حدیث فقہی مذاہب میں سے کسی مذہب کی بکثرت موافقت کی وجہ سے اس کی طرف منسوب کردیے جاتے ہیں، جیسے نسائی اور بیہقی کو شافعی مذہب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، نیز ”الانصاف فی مسائل التقلید والاجتہاد“ میں کہتے ہیں کہ شافعی مذہب کی طرف انتساب کا مطلب یہ ہے کہ طریقہ اجتہاد اور دلائل کے استقرا وتتبع اور مسائل ودلائل کی ترتیب وتدوین میں اُن کا طریقہ اجتہاد شافعی کے طریقہ اجتہاد کے موافق ہے اور اگر کبھی مخالفت بھی کی تو اُس کی

مخالفت کی پروانہ کی گئی اور چند مسائل کے علاوہ وہ شافعی کے مذہب سے باہر نہیں گیا، اور یہ شافعی کے مذہب میں داخل ہونے میں قادح نہیں ہے، اسی قبیل سے امام محمد بن اسماعیل بخاری ہیں کہ شیخ تاج الدین سبکی نے آپ کا شمار طبقاتِ شافعیہ میں کیا اور لکھا ہے کہ امام بخاری نے امام حمیدی سے فقہ حاصل کی اور امام حمیدی نے امام شافعی سے فقہ حاصل کی۔ (طبقات الشافعیه /٢/٢١٤)

علامہ اسماعیل عجلونی اپنی کتاب ''الفوائد الدراری'' میں سبکی کے مذکورہ بالا قول کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: امام بخاری کے مذہب کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ شافعی المذہب ہیں۔ تاج الدین سبکی نے طبقات الشافعیہ میں اسی لیے آپ کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ امام بخاری کا ابوعاصم نے طبقاتِ شافعیہ میں ذکر کیا اور کہا ہے کہ بخاری نے کرابیسی، ابوثور اور زعفرانی سے سماعِ حدیث کیا ہے، حمیدی سے فقہ حاصل کی ہے اور یہ سب امام شافعی کے اصحاب وتلامیذ ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ امام بخاری حنبلی تھے۔ ابوالحسن ابن العراقی نے آپ کو اصحابِ امام احمد بن حنبل میں شمار کیا ہے اور بخاری سے سنداً یہ قول نقل کیا ہے کہ میں آٹھ بار بغداد آیا اور ہر بار احمد بن حنبل کی مجلس میں حاضر ہوا، آخری بار جب میں نے آپ کو الوداع کہا تو مجھ سے فرمایا: ابوعبداللہ! آپ علم چھوڑ رہے ہو اور علما کو خیر باد کہہ رہے ہو اور خراسان جا رہے ہو۔ بخاری کہتے ہیں: میں اب اس وقت آپ کا قول یاد کر رہا ہوں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ امام بخاری مجتہد مطلق تھے۔ امام سخاوی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ میرا میلان یہی ہے کہ امام بخاری مجتہد تھے، اس کی صراحت تقی الدین ابن تیمیہ نے بھی فرمائی ہے کہ امام بخاری امام فقہ تھے اور اجتہاد کے اعلیٰ مرتبے پر تھے۔ (مجموع الفتاویٰ: ٢٠/٤٠، نیز ملاحظہ ہو: مقدمة تحفة الأحوذی /٢٧٨-٢٨١، سیرۃ البخاری تالیف: علامه عبدالسلام مبارکپوری)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ١١٧٦ھ) نے بھی اس مسئلے کو اچھی طرح سے حجۃ اللہ البالغہ میں "باب الفرق بین اهلِ الحدیث وأهل الرای" واضح کردیا ہے، اس سے پہلے امام ابن عبدالبر نے "جامع بیان العلم وفضله" میں اس مسئلے کو تفصیل سے لکھا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی جزوی مسئلے میں کہیں کہیں بعض کا بعض سے جزوی اختلاف پایا جاتا ہو، لیکن اُصولی طور پر سارے محدثین کا مسلک اتباعِ دلیل اور ترکِ تقلید ہے، یعنی اصطلاحی لفظوں میں اُن کا مذہب ومسلک اصول وفروع میں اہلِ حدیث کا مذہب ومسلک ہے۔

صحیح حدیث پر عمل کرنا اور اختلاف کے وقت اصول وفروع میں اس کی طرف رجوع کرنا اور اس کو حکم تسلیم کرنا سلف کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اہلِ رائے وقیاس سے، جن کی اکثریت عراق میں تھی، اسی بنا پر ائمہ حدیث اجتناب کرتے تھے کہ وہ حدیث کی موجودگی میں قیاس اور رائے پر اعتماد کرتے تھے، جو سلف کے یہاں متفقہ طور پر مذموم بات تھی۔ صحیح قیاس کا کوئی منکر نہ کوفہ اور بصرہ میں رہائش کی بنا پر کوئی شخص قابلِ مذمت۔ اہلِ علم کے یہاں یہ بات بالکل واضح اور صاف ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اہلِ سنت علما اور ائمہ کے اصول وفروع میں مسلک کو مختلف جگہوں پر واضح

فرمایا ہے، چنانچہ آپ کا رسالہ "صحة مذهب أهل المدينة والحديث"، "نقض المنطق"، "الرد علی المنطقيين" اور عقائد اور شرح احادیث سے متعلق بحثوں میں اس بارے میں تفصیل ملے گی، اس باب میں کہ کتاب وسنت کی مرجعیت پر اجماع ہوتے ہوئے علما کے درمیان اختلاف کیوں ہے؟ نیز اختلاف کے کیا اسباب ہیں اور دلائل کی موجودگی میں کسی رائے اور فتوے پر عمل کرنا یا دلیل کے مطابق عمل کرنا کونسا مسلک صحیح اور اقرب الی الکتاب والسنہ ہے؟ اس سلسلے میں آپ نے "رفع الملا م عن الأئمة الأعلام" کتاب لکھی اور اس مسئلے کو منقح کیا، جس کا حاصل یہ ہے کہ اصل کتاب وسنت صحیحہ پر عمل سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں اجماعی مسئلہ ہے، اختلاف کی صورت میں فقہا کے لیے شرعی اعذار کو تلاش کیا جائے گا، لیکن صحیح حدیث پر عمل کرنا واجب ہے، چاہے اس کے خلاف جتنے بھی اقوال وآرا ہوں۔

زہد وتقوی

امام ترمذی نہ صرف یہ کہ علوم وفنون میں امامت کا درجہ رکھتے تھے، بلکہ آپ عبادت وتقویٰ اور ورع وزہد میں بھی شہرت رکھتے تھے۔ حاکم کہتے ہیں: امام بخاری کا انتقال ہوا تو انھوں نے علم وحفظ اور زہد وورع میں ترمذی کی طرح کسی اور کو اپنے پیچھے نہیں چھوڑا۔ آپ خوفِ خدا سے اتنا روتے تھے کہ اندھے ہوگئے اور کئی سال اندھے رہے۔

(تذكرة الحفاظ، تهذيب التهذيب)

جامع ترمذی کے فضائل ومحاسن اور امتیازات

جامع ترمذی کا شماران چھ کتبِ احادیث کے اندر ہوتا ہے جن کی بیشتر احادیث صحیح ہیں، جو صحاحِ ستہ کہلاتی ہیں۔
امام ترمذی خود اپنی سنن کے بارے میں فرماتے ہیں: جب میں نے یہ کتاب تصنیف کی تو اسے حجاز، عراق اور خراسان کے علمائے حدیث پر پیش کیا، سبھی نے اس کو پسند کیا، نیز امام ترمذی فرماتے ہیں: جس گھر میں یہ کتاب پائی جائے تو سمجھو کہ اس گھر میں گویا خود محمد رسول اللہ ﷺ کلام کر رہے ہیں۔

(تذكرة الحفاظ: ٢/٦٣٤، والسير: ١٣/٣٧٤، تهذيب التهذيب: ٩/٣٨٩)

امام ذہبی سیر میں اس کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جامع ترمذی میں علمِ نافع، اہم فوائد اور رؤس مسائل ہیں۔ جامع ترمذی اصولِ اسلام (اسلامی مراجع) میں سے ایک ہے۔ کاش ترمذی نے اس کتاب کو ضعیف احادیث سے، جن میں بعض موضوع ہیں اور اُن کی اکثریت فضائل میں ہے، نہ مکدر کیا ہوتا۔ (السير: ١٣/٢٧٤)

علامہ البانی نے ضعیف سنن ترمذی کے مقدمے میں امام ترمذی کے اس قول کی صحت پر کلام کیا ہے، اس لیے کہ ترمذی سے اس قول کی روایت کرنے والے راوی منصور بن عبداللہ ابوعلی، متفق علیہ ضعیف بلکہ متہم بالکذب راوی ہے، اس راوی کی وفات ۴۰۲ھ میں ہوئی ہے اور ترمذی کی وفات (۲۷۶ھ) میں اور ان دونوں کے درمیان ۱۲۶ سال کا فاصلہ ہے، یعنی سند میں دو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہیں، پس یہ روایت معضل ہے، نیز اس طرح کی مبالغہ آمیز کتاب کی

تعریف امام ترمذی سے صادر ہو، یہ بہت زیادہ بعید بات ہے، اس لیے کہ اُن کو یہ معلوم تھا کہ اس میں ایسی بھی احادیث ہیں، ضعف اور نکارت کی بنا پر جن کی روایت بغیر بیان اور وضاحت کے جائز نہیں ہے، جیسا کہ خود امام موصوف نے اسبابِ ضعف بیان کیے ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کتاب کی خوبیوں پر یہ ایک دھبا ہوتا ہے، اس لیے اس کتاب کو جامع صحیح کہنا کوئی اچھی بات نہیں (۱۵۔۱۶)۔

حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی (ت: ۵۰۷ھ) کہتے ہیں: شیخ الاسلام امام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری ہروی امام ترمذی کی کتاب جامع ترمذی کے متعلق کہتے ہیں: میرے نزدیک امام ترمذی کی کتاب جامع ترمذی صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے زیادہ مفید ہے، ان سے کہا گیا کہ یہ کیسے تو انھوں نے فرمایا: کیونکہ صحیحین صرف علما، فقہا اور محدثین کے لیے مفید ہے، جبکہ ترمذی کی کتاب السنن سے علما، فقہا، محدثین اور عامۃ الناس سبھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔(السیر: ۱۳/۲۷۷)

قاضی ابوبکر ابن العربی (۴۶۸۔۵۴۳ھ) "عارضة الاحوذی فی شرح سنن الترمذی" میں لکھتے ہیں: صحیح بخاری جو موطا امام مالک کے بعد کی تالیف ہے اور یہ دونوں کتابیں ساری کتبِ احادیث کی اساس اور بنیاد ہیں، جن میں صحیح مسلم بھی ہے اور ان تینوں کے بعد جامع ترمذی کا مقام ہے، لیکن جملہ کتبِ احادیث میں جامع ترمذی میں جو حلاوت، نفاست اور چاشنی ہے وہ بقیہ کتابوں میں نہیں ہے۔ اس میں بارہ قسم کے علوم ہیں اور یہ عمل کے اعتبار سے زیادہ سلیم اور قریب تر ہے۔ امام ترمذی نے حدیث کی سند بیان کی، اس کی تصحیح وتضعیف کی اور متعدد طرق کا ذکر کیا اور اس پر جرح وتعدیل کی۔ رواۃ کے نام اور ان کی کنیت کو بیان کیا، اسانید کے اتصال اور انقطاع کو بیان کیا اور معمول بہ اور متروک احادیث کو واضح کیا اور احادیث و آثار کے ردوقبول کے بارے میں موجود علمائے حدیث کے اختلافات کو بیان کیا۔ اس کی تاویل میں جو اختلاف تھا اس کو ذکر کیا۔ یہ سارے علوم علمِ حدیث کے بنیادی اصول میں سے ہیں، یہ انفرادیت و امتیاز صرف جامع ترمذی کو حاصل ہے اور یہ ساری چیزیں اس کتاب کے پڑھنے والے پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی ہیں۔(عارضة الاحوذی فی شرح سنن الترمذی)

امام عزالدین ابن الاثیر الجزری (۵۵۵۔۶۳۰ھ) کہتے ہیں: ترمذی امام اور حافظ حدیث تھے۔ ان کی بہترین تصنیفات ہیں جن میں سے حدیث میں الجامع الکبیر ہے جو بہترین کتاب ہے۔(الکامل فی التاریخ: ٧/٤٦٠)

نیز ابن الاثیر کہتے ہیں: صحیح جامع ترمذی بہترین اور مفید تر کتب احادیث میں سے ہے۔ جس کی ترتیب بڑی ہی اچھی ہے اور اس میں تکرار بھی کم ہے۔ اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں مختلف مذاہب اور ان کے وجوہِ استدلال کا بھی ذکر ہے اور اس میں حدیث کی اقسام صحیح، ضعیف اور غریب کو واضح کیا گیا ہے اور اس میں جرح وتعدیل بھی کی گئی ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رشید فہری (۶۵۷۔۷۲۱ھ) کہتے ہیں: میرے نزدیک تحقیق سے قریب تر بات یہ ہے کہ جامع ترمذی میں احادیث ابواب کے تحت لکھی گئی ہیں، جو بذاتِ خود ایک علم ہے۔ دوسرا علم فقہ ہے۔ تیسرا علم عللِ

حدیث ہے جو حدیث کے صحیح وضعیف ہونے اور ان کے مابین درجات کے بیان پر مشتمل ہے۔ چوتھا علم (رواۃِ حدیث کے) اسماو کنی ہے۔ پانچواں علم جرح وتعدیل ہے۔ چھٹا علم یہ ہے کہ جس تک حدیث کی سند پہنچی ہے آیا اس نے نبی اکرم ﷺ کو پایا ہے یا نہیں؟ ساتواں علم یہ ہے کہ حدیث کو جن متعدد لوگوں نے روایت کیا ہے، اس کو بیان کیا جائے۔ یہ چند اجمالی علوم ہیں جو جامع ترمذی میں پائے جاتے ہیں، جب کہ تفصیلی علوم تو متعدد ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جامع ترمذی میں بہت سارے فوائد پائے جاتے ہیں۔ (قوت المغتذی للسیوطی: ۱/۱۵، مقدمة تحفة الأحوذی)

حافظ ابن سید الناس (ت: ۷۳۴ھ) فرماتے ہیں: آٹھواں علم، جو جامع ترمذی میں پایا جاتا ہے، شاذ روایتیں ہیں جس کا ذکر نہیں ہوا اور نواں علم موقوف روایات ہیں، اسی طرح مدرج روایات۔ ان سب کی موجودگی سے بہت سارے فوائد حاصل ہوتے ہیں، علاوہ ازیں اس میں وفیات کی قلت ہے اور معرفتِ طبقاتِ رواۃ وغیرہ کی جانب اشارے ہیں۔ یہ ساری چیزیں علومِ حدیث کی معرفت اور علم میں اضافہ کرنے والی ہیں، جن سے علمِ حدیث کی معرفت میں تفصیلی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ (قوت المغتذی للسیوطی)

علامہ طاش کبری زادہ ترمذی کے بارے میں لکھتے ہیں: وہ امام، حافظ حدیث تھے، علم حدیث میں ان کی بہت ساری بہترین تصنیفات ہیں جن میں سے ایک جامع ترمذی بھی ہے جو بہترین اور مفید تر کتبِ احادیث میں سے ہے۔ اس کی ترتیب بھی بہت اچھی ہے اور اس میں تکرار بہت کم ہے، نیز اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بہت سارے مذاہب کے بارے میں بھی مذکور ہے، جبکہ دیگر کتابوں میں ایسا نہیں ہے، نیز اس میں حدیث کی انواع واقسام کو بیان کیا گیا ہے، جیسے صحیح، حسن اور غریب اس میں احادیث اور اس کی اسناد پر جرح وتعدیل کی گئی ہے اور کتاب کے آخر میں عللِ حدیث کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں بہترین فوائد کو جمع کیا گیا ہے۔ جو بھی اس کو پڑھے گا، اس پر یہ خوبیاں چھپی نہیں رہ سکتی ہیں۔

صحیحین، سنن ابوداود اور سنن ترمذی پر شاہ ولی اللہ کا جامع تبصرہ

شاہ ولی اللہ دہلوی (ت: ۱۱۷۶ھ) حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں: میرے نزدیک وسعتِ علم اور افادیت کے اعتبار سے مشہور چار ائمہ ہیں جو سب کے سب ہم عصر ہیں، ایک امام بخاری، دوسرے امام مسلم، تیسرے امام ابوداود اور چوتھے امام ترمذی۔

جہاں تک امام بخاری کا تعلق ہے تو آپ نے جامع صحیح اس غرض سے لکھی کہ صحیح متصل احادیث کو چھانٹ کر الگ ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے اور ان سے فقہ، سیرت اور تفسیر کے احکام ومسائل مستنبط کیے جائیں، چنانچہ انھوں نے اپنی تصنیف جامع صحیح کے اندر جو شرط رکھی تھی، اس کا پورا پورا حق ادا کیا اور یہی اس کا امتیازی وصف تھا جس کے سبب اس کو امت کے درمیان شرفِ قبولیت حاصل ہوا اور وہ مقام ملا جو کسی دوسری کتاب کو نہ مل سکا۔

رہے امام مسلم تو جامع صحیح کی تصنیف سے ان کا مقصد یہ تھا کہ محدثین کے درمیان جو بھی صحیح متصل مرفوع احادیث

جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں، ان کو چھانٹ کر الگ کر کے ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے، تاکہ وہ لوگوں کے ذہن و دماغ کے قریب اور نظر کے سامنے رہے اور ان سے احکام و مسائل مستنبط کرنا آسان ہو، چنانچہ انھوں نے اپنی تصنیف جامع صحیح کو اسی ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کے جتنے طرق و اسانید وارد تھے، ان کو ایک جگہ جمع کر دیا، تاکہ متون کا جو اختلاف ہے وہ واضح ہو جائے۔

امام ابو داود کا مقصد سنن کی تالیف سے یہ تھا کہ جن احادیث سے فقہا نے استدلال کیا ہے، ان کو اکٹھا کر دیا جائے انھوں نے فقہائے امصار نے جن احادیث پر احکام کی بنیاد رکھی اور ان کے مابین احکام کا مدار جن احادیث پر تھا، اس کو سامنے رکھ کر سنن کی تالیف کی اور اس میں صحیح و حسن احادیث جمع کی نیز وہ احادیث جو قابل عمل تھیں اس کو بیان کیا۔ جن میں کسی قدر ضعف پایا جاتا تھا۔ امام ابو داود فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب سنن میں کوئی ایسی حدیث ذکر نہیں کی ہے جس کو متفقہ طور پر بالاجماع محدثین اور اہلِ علم نے متروک قرار دیا ہو۔ حدیث کے اندر جو ضعف تھا اس کو صراحت کے ساتھ بیان کر دیا اور جو اس میں علت پائی جاتی تھی اس کو بڑی باریک بینی کے ساتھ واضح کر دیا ہے اور ہر اُس حدیث کو باب کے تحت ذکر کیا ہے جس سے کسی عالم نے مسئلہ استنباط کیا۔ مذہب اختیار کرنے والوں نے اُسے اپنا مذہب بنایا ہے۔

جہاں تک امام ترمذی کا تعلق ہے تو آپ نے امام بخاری اور مسلم کے طریقے اور منہج کو واضح کیا اور کسی قسم کا کوئی ابہام اپنی کتاب میں نہ رہنے دیا اور اپنی سنن کے اندر یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ فقہا نے جن روایتوں کو اپنا مذہب بنایا ہے، اس کو جمع کر دیا ہے۔ اپنی جامع صحیح کے اندر ان تینوں اماموں (بخاری و مسلم اور ابو داود) کے طریقوں کو مستحسن قرار دیتے ہوئے یکساں طور پر اپنایا ہے۔ ساتھ ساتھ صحابہ، تابعین اور فقہائے امصار کے مذاہب کو بیان کیا ہے۔ پس ان سب کی جامع ایک ایسی کتاب تیار کی جس میں طرقِ احادیث کو اختصار سے ذکر کیا۔ ایک حدیث باب کے تحت درج کر کے اس کے ضمن میں وارد دیگر صحابہ سے مروی احادیث کی طرف اشارہ کر دیا اور اس بات کی بھی صراحت کر دی کہ یہ حدیث درجے کے اعتبار سے صحیح ہے یا حسن یا ضعیف یا منکر اور حدیث کے ضعیف اور معلول ہونے کے اسباب کو بھی بیان کر دیا، تاکہ علم حدیث حاصل کرنے والا علی وجہ البصیرۃ علمِ حدیث حاصل کر سکے اور یہ جان سکے کہ یہ حدیث استدلال کے قابل ہے یا نہیں۔ نیز یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ روایت مستفیض و مشہور ہے یا غریب و متفرد، پھر صحابہ، تابعین اور فقہائے امصار کے مذاہب کو بھی بیان کیا اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی رواۃ کے نام اور کنیت کا تذکرہ کیا اور کہیں کوئی خفا نہیں چھوڑا۔

امام ترمذی ماہرِ علمِ رجال میں سے تھے، اسی لیے آپ کی کتاب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب مجتہد کے لیے تنہا کافی ہے اور تقلید کرنے والے کو تقلید سے بے نیاز کر دینے والی ہے۔

شاہ عبد العزیز دہلوی "بستان المحدثین" میں لکھتے ہیں: امام ترمذی کی علمِ حدیث کے اندر متعدد تصانیف ہیں، جن میں سب سے بہترین تصنیف جامع ترمذی ہے۔ اس کتاب میں چند خوبیاں ایسی ہیں جس کی بنا پر یہ تمام کتبِ احادیث سے بہتر اور فائق ہے:

❀ ...... پہلی خوبی یہ ہے کہ اس کی ترتیب بہت اچھی ہے اور اس میں تکرار نہیں پائی جاتی۔

❀ ...... دوسری خوبی یہ ہے کہ اس میں حدیث کا ذکر کر کے اس کے وجوہِ استدلال اور اس سے مستنبط احکام اور فقہی مذاہب کو بیان کیا گیا ہے۔

❀ ...... تیسری خوبی یہ ہے کہ اس میں حدیث کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن یا یہ ضعیف، غریب اور معلل ہے۔

❀ ...... چوتھی خوبی یہ ہے کہ اس میں حدیث کے راوی کا نام اور کنیت کے بارے میں تفصیل بیان کی گئی ہے اور علم اسماء الرجال کے تعلق سے فوائد کو بیان کیا گیا ہے۔

شیخ ابراہیم بیجوری (ت:۱۲۷۶ھ) اپنی کتاب "المواهب اللدنية على الشمائل المحمدية" میں لکھتے ہیں: امام ترمذی کی جامع حدیث اور فقہ دونوں کے فوائد کی جامع ہے، جس میں سلف اور خلف سب کے مذاہب کا علم موجود ہے۔ یہ مجتہد کے لیے تنہا کافی ہے اور تقلید کرنے والے کو تقلید سے بے نیاز کر دینے والی ہے۔

سنن ترمذی کی شرط

☆ حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی (ت:۵۰۷ھ) اپنی کتاب "شروط الائمه السته" میں لکھتے ہیں:

ائمہ حدیث (بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ) میں سے کسی سے یہ منقول نہیں ہے کہ میں اپنی کتاب میں یہ حدیثیں فلاں اور فلاں شرط کے تحت ذکر کروں گا، لیکن جب ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو اس سے مندرجہ ذیل نتیجہ نکلتا ہے اور ان شرائط کا علم ہوتا ہے جو انھوں نے اختیار کیں اور وہ یہ ہیں:

امام بخاری اور امام مسلم کی یہ شرط ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں صرف وہی احادیث ذکر کریں گے جن کی سند میں ایسے راوی ہوں جن کا سلسلۂ سند کسی مشہور صحابی تک پہنچتا ہو اور ان کی ثقاہت وعدالت پر جملہ محدثین اصحابِ جرح وتعدیل کا اجماع واتفاق ہو۔

امام ابوداود اور امام نسائی کی کتابوں میں مروی احادیث کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ وہ صحیح احادیث جو صحیحین میں مروی ہیں۔

۲۔ دوسری ایسی احادیث جو شیخین (بخاری ومسلم) کی شرط پر ہیں۔

۳۔ تیسری ایسی احادیث جن کی ان دونوں نے تخریج کی ہے، لیکن جن کے بارے میں قطعیت کے ساتھ اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ یہ صحیح ہیں، البتہ انھوں نے ان احادیث کے بارے میں اہلِ علم ومعرفت نے جو علتیں ذکر کی ہیں اُن کو بیان کر دیا ہے۔ ایسا انھوں نے محض اس لیے کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے اِن احادیث کی روایت کی ہے اور ان سے استدلال کیا ہے۔ چنانچہ محض اسی بنا پر اِن دونوں اماموں نے ایسی احادیث کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے، البتہ اس میں جو کمزوری اور ضعف پایا جاتا تھا، اس کو واضح کر دیا تاکہ شبہ ختم ہو جائے۔ اس کے علاوہ اور کوئی

چارۂ کار نہ تھا، کیونکہ ان کے نزدیک یہ روایات لوگوں کے اقوال وآرا کے مقابلے میں زیادہ قوی تھیں۔

رہے امام ترمذی تو ان کی جامع میں چار قسم کی احادیث ملتی ہیں:

۱۔ پہلی قسم وہ ہے جو قطعی طور پر صحیح ہے جو صحیحین کے موافق ہے۔

۲۔ دوسری قسم وہ ہے جو امام ابوداود اور امام نسائی کی شرط پر ہے۔

۳۔ تیسری قسم وہ ہے جو مذکورہ اقسام کے خلاف ہیں اور جن کی علت انھوں نے بیان کردی ہے۔

۴۔ چوتھی قسم وہ ہے جس کے بارے میں امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ وہ احادیث ہیں جن پر فقہا کا عمل رہا ہے اور میں نے اس کتاب میں وہی روایات نقل کی ہیں جو معمول بہ تھیں (یعنی کسی عالم اور فقیہ نے اس پر عمل کیا تھا) یہ بڑی وسیع شرط ہے جس کی بنا پر بہت ساری معمول بہ احادیث آجاتی ہیں۔ خواہ وہ سنداً صحیح ہوں یا غیر صحیح، اس کا ذکر کر کے خود کچھ کہنے اور اُن پر حکم لگانے سے گریز کیا ہے۔ نیز اپنی اس کتاب میں ایک باب کے تحت آنے والی احادیث کی طرف، جو مختلف صحابہ سے مروی ہیں اشارہ کردیا ہے، چنانچہ کہتے ہیں کہ اس باب میں فلاں فلاں صحابی سے احادیث مروی ہیں۔ (شروط الأئمه السته)

☆ ابونصر عبدالرحیم بن عبدالخالق بغدادی (ت: ۵۷۴ھ) کہتے ہیں: جامع ترمذی کی احادیث کی چار قسمیں ہیں:

(۱) پہلی قسم وہ احادیث جو قطعی طور پر صحیح ہیں۔

(۲) دوسری قسم جو ابوداود اور نسائی کی شرط پر ہوں۔

(۳) تیسری قسم جو امام ترمذی کی سابقہ شروط کی ضد اور مخالف احادیث، جن کے ضعف کی علت بیان کی۔

(۴) چوتھی وہ قسم جن کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس کتاب میں صرف وہی حدیثیں روایت کی ہیں جن پر بعض فقہا نے عمل کیا ہے، صرف دو حدیثیں ایسی ہیں جو اس قاعدے سے الگ ہیں:

ایک حدیث:...... ((فإن شرب فی الرابعة فاقتلوه)) (کتاب الحدود: ۱٤٤٤) ''اگر شرابی چوتھی بار شراب پیے تو اسے قتل کردو۔''

دوسری حدیث:...... ''جمع بین الظهر والعصر بالمدينة من غير خوف ولا مطر .'' (کتاب الصلاة: ۱۸۷) ''نبی اکرم ﷺ نے مدینے میں بغیر کسی خوف یا سفر کے ظہر اور عصر جمع کر کے ایک ساتھ پڑھی۔''

(السير: ۱۳/ ۲۷٤۔۲۷۵)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ابوناصر بغدادی کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ امام ترمذی کی جامع سے آپ کی امامت، حفظ اور تفقہ کا فیصلہ ہوجاتا ہے، لیکن آپ حدیث کے قبول (تصحیح) کرنے میں سہل پسند ہیں، متشدد نہیں اور حدیث کی تضعیف کرنے میں ڈھیلے ہیں۔

امام ترمذی کے حدیث کی تصحیح میں تساہل پر حافظ ذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ) نے میزان الاعتدال میں ایک سے زائد

بار تنقید فرمائی ہے۔ ایک متکلم فیہ راوی کثیر بن عبداللہ بن عمر بن عوف مزنی کے ترجمے میں ان پر علما کی جرح نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: ترمذی نے ان سے حدیث: "الصلح جائز بین المسلمین" روایت کی ہے اور اس کی تصحیح بھی کی ہے، یہی وجہ ہے کہ علما ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے۔ (میزان الاعتدال: ۴۰۷/۳)

یحییٰ بن یمان کے ترجمہ میں ابن عباس کی حدیث: "إن النبی ﷺ دخل قبرا لیلا فأسرج له سراج" ذکر کر کے کہتے ہیں کہ ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے، جب کہ اس میں تین راوی ضعیف ہیں، اس لیے ترمذی کی تحسین نہیں مانی جائے گی۔ تحقیق کے وقت ترمذی کی اکثر تحسینات ضعیف ہیں۔ (میزان الاعتدال: ۴/۴۱۶)

محمد بن الحسن بن ابی یزید الہمد انی الکوفی کے ترجمے میں ابوسعید کی مرفوع حدیث: ((یقول اللّٰه: من شغله قراء ة القرآن عن دعائی ومسألتی أعطیته أفضل ثواب الشاکرین)) ذکر کر کے کہتے ہیں: ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے، لیکن اچھا نہیں کیا ہے۔ (میزان الاعتدال ۳/۵۱۴)

☆ حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی (۵۴۸-۵۸۴ھ) اپنی کتاب "شروط الائمة" میں لکھتے ہیں:

ائمہ حدیث میں سے جن لوگوں نے صحیح احادیث کی تخریج کی ہے، ان کا مذہب اور طریقہ یہ ہے:

وہ اپنی کتابوں میں صرف وہی احادیث ذکر کریں گے جس کی سند میں ایسے راوی ہوں جو خود ثقہ و عادل ہوں اسی طریقے سے جن مشائخ سے انھوں نے سنا ہے اور وہ جن لوگوں نے ان سے سنا ہے، سب ثقہ و عادل ہوں اور ان میں سے ایک دوسرے کی تحدیث صحیح طور پر ثابت ہو تو ایسی احادیث کی تخریج لازم ہے۔

بعض روایتیں ایسی ہیں کہ وہ اس لائق نہیں ہیں کہ ان کی تخریج کی جائے الا یہ کہ بطور شاہد اور متابع کے ان کا ذکر کیا جائے۔

فرماتے ہیں: یہ ایسا باب ہے جس میں غموض ہے اور اس طریق کی وضاحت کے لیے راویوں کے طبقات اور ان کے مراتب کی معرفت اور اس کا علم ہونا چاہیے، جس کو ہم ایک مثال سے واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ مثال کے طور پر تلامذۂ زہری کے پانچ طبقات ہیں اور ہر طبقہ دوسرے طبقے سے مختلف اور ممیّز ہے:

پہلا طبقہ انتہا درجے کی صحت کا حامل ہے، جیسے مالک، سفیان بن عیینہ، عبیداللہ بن عمر، یونس اور عقیل جیسے لوگ۔ یہ طبقہ رواۃ امام بخاری کا مقصود و مطلوب ہے۔

دوسرا طبقہ پہلے طبقے کی طرح ہی انتہا درجہ کی صحت کا حامل ہے، البتہ یہ پہلے سے کچھ کم درجے کے ہیں، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے طبقے کے رواۃ امام زہری کی صحبت میں دوسرے طبقے کے مقابلے میں زیادہ رہے، نیز اس طبقے کے لوگ (حدیث کی روایت وحفظ کے باب میں) اتقان اور پختگی میں پہلے طبقے کے لوگوں سے کچھ کم درجے کے ہیں، یہ لوگ امام مسلم کی شرط کے مطابق ہیں، جیسے اوزاعی، لیث بن سعد، نعمان بن راشد، عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر اور ابن ابی ذئب جیسے رواۃِ حدیث۔

تیسرا طبقہ پہلے طبقہ رواۃ کی طرح ہی امام زہری کی صحبت میں رہا ہے، البتہ یہ طبقہ سابقہ رواۃ سے باعتبارِ صحت کچھ کم درجے کا ہے، ان دونوں طبقوں میں فرق یہ ہے کہ اس طبقے کے لوگ امام زہری کی صحبت میں پہلے طبقے کی طرح رہے، لیکن یہ لوگ حفظ واتقان میں پہلے طبقے کے لوگوں کی طرح نہیں بلکہ ان سے بہت کم ہیں۔ ان کی روایتوں کے رد و قبول کے سلسلے میں محدثین کا اختلاف رہا ہے۔ یہ طبقہ رواۃ امام ابوداود اور امام نسائی کی شرط کے مطابق ہیں، جیسے سفیان بن حسین، جعفر بن برقان اور اسحاق بن یحییٰ کلبی۔

چوتھا طبقہ جرح وتعدیل کے معاملے میں تیسرے طبقہ رواۃ کی طرح ہی ہیں، لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اس طبقے کے لوگ امام زہری کی صحبت میں تیسرے طبقے کی طرح نہیں رہے ہیں، اس طبقے کے لوگ چونکہ امام زہری کی صحبت میں کم رہے ہیں اس لیے وہ روایتِ حدیث میں متفرد ہیں اور یہ لوگ امام ترمذی کی شرط کے مطابق ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ امام ترمذی کی شرط امام ابوداود کی شرط کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے، کیونکہ جب حدیث ضعیف ہوتی یا طبقہ رابعہ کے راویوں کی روایت ہوتی تو امام ترمذی اس حدیث میں پائے جانے والے ضعف وعلت کو بیان کردیتے ہیں اور اس پر متنبہ کردیتے ہیں، پس ان کے نزدیک وہ حدیث بطور شاہد ومتابع کے ہوتی ہے اور ان کا اعتماد ان احادیث پر ہوتا ہے جو جماعتِ محدثین کے نزدیک صحیح وثابت ہوں، اس طبقے کے لوگ زمعہ بن صالح، معاویہ بن یحییٰ صدفی اور مثنیٰ بن صباح جیسے رواۃ ہیں۔

پانچویں طبقے میں ضعیف اور مجہول رواۃ اور ایسے راوی ہیں، جن کی روایتوں کی تخریج جائز ہی نہیں، البتہ امام ابوداود کے نزدیک بطور اعتبار اور استشہاد اس کو ذکر کیا جاسکتا ہے، جبکہ امام بخاری ومسلم کے نزدیک ایسے رواۃ سے روایت جائز نہیں ہے، اس طبقے میں بحر بن کنیز السقاء، حکم بن عبد اللہ الایلی، عبد القدوس بن حبیب، محمد بن سعید مصلوب جیسے رواۃ ہیں۔

امام بخاری نے ضرورت کے تحت بسا اوقات طبقہ ثانیہ کے مشہور راویوں کی احادیث کی تخریج بھی کی ہے، اسی طرح امام مسلم نے ضرورت کے تحت بسا اوقات طبقہ ثالثہ کے مشہور راویوں کی احادیث کی تخریج کی ہے اور امام ابوداود نے ضرورت کے تحت بسا اوقات طبقہ رابعہ کے مشہور راویوں کی احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔

☆ حافظ ابن رجب (۷۲۶-۷۹۵ھ) شرح العلل میں ترمذی کی احادیث پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

ترمذی نے اپنی کتاب میں صحیح اور حسن، جو صحیح سے نیچے درجے کی حدیث ہے اور اس میں بعض ضعف ہوتا ہے اور غریب حدیث کی تخریج کی ہے۔ ترمذی نے جن غریب احادیث کا ذکر کیا ہے، ان میں بعض بڑی ضعیف احادیث ہیں بالخصوص کتاب الفضائل میں، لیکن وہ ان احادیث کی اکثر علت بیان کردیتے ہیں اور خاموش نہیں رہتے۔ میرے علم میں ترمذی نے کسی ایسی حدیث کی علی الاستقلال منفرد سند سے تخریج نہیں کی ہے جس کا راوی متفقہ طور پر متہم بالکذب ہو، ہاں وہ کبھی کئی طرق سے روایت کی جانے والی حدیث کی تخریج کرتے ہیں یا جس کی سند میں اختلاف ہوتا ہے اور بعض طرق

میں متہم راوی ہوتا ہے، اسی بنا پر محمد بن سعید مصلوب اور محمد بن سائب کلبی کی احادیث کی تخریج کی ہے اور کبھی کمزور حافظے والے سے یا جس کی احادیث میں اوہام کا غلبہ ہوتا ہے، روایت کرتے ہیں اور اکثر اس کی وضاحت کر دیتے ہیں اور خاموش نہیں رہتے، نیز ثقہ اور حافظے کے مضبوط رواۃ اور کم وہم والے اور زیادہ وہم والے رواۃ سے روایت کرتے ہیں اور جس راوی پر وہم غالب ہوتا ہے، اُن کی احادیث کو نادر طور پر روایت کرتے ہیں اور اس کی وضاحت بھی کر دیتے ہیں، خاموش نہیں رہتے۔

امام ترمذی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ترجمۃ الباب کا تذکرہ کرتے ہیں اور اس باب کے تحت کسی مشہور صحابی سے مروی صحیح حدیث ذکر کرتے ہیں جس کی تخریج کتب صحاح میں ہو چکی ہے، لیکن باب میں مذکور حکم کسی دوسرے صحابی سے مروی دوسری غیر مذکور حدیث سے نکلتا ہے، لیکن اس کی تخریج انھوں نے نہیں کی ہے تو اس کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں، اگر چہ وہ سند کے اعتبار سے کمزور ہو، لیکن اس کا حکم صحیح ہو۔ پھر اس کے بعد کہتے ہیں کہ اس باب میں فلاں فلاں صحابی سے احادیث مروی ہیں اور پوری ایک جماعت کو ذکر کر جاتے ہیں جن میں وہ صحابی بھی شامل ہوتے ہیں جن کی حدیث سے باب کا حکم نکلتا ہے، ایسا چند ابواب ہی میں ہوا ہے۔

صحاحِ ستہ میں سنن ترمذی کا مقام ومرتبہ

صحاحِ ستہ میں جامع ترمذی کی اہمیت وافادیت کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے، لیکن صحیحین کے بعد سنن اربعہ میں اس کا کیا مرتبہ ہے؟ اس کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ صحیحین کے بعد تیسرے نمبر کی کتاب ہے یا چوتھے نمبر پر ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک ترمذی کا درجہ صحیحین کے بعد ہے، یعنی سننِ اربعہ میں اس کا مقام پہلا ہے۔

حاجی خلیفہ (ملا کاتب چلپی) (۱۰۱۷۔۱۰۶۷ھ) اور علامہ عبدالرحمن مبارکپوری کی رائے یہی ہے، علما کی اکثریت کے نزدیک سنن ترمذی کا مقام سنن ابوداود کے بعد ہے۔

❀...... حاجی خلیفہ ''کشف الظنون'' میں جامع ترمذی کے بارے میں کہتے ہیں: یہ کتاب علم حدیث کی صحاح ستہ کتابوں میں تیسرا مقام رکھتی ہے اور اس کے مولف کی طرف منسوب ہو کر جامع ترمذی کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔

❀...... امام ذہبی کہتے: جامع ترمذی کا مرتبہ سنن ابوداود اور سنن نسائی کے بعد ہے، اس لیے کہ اس میں امام ترمذی نے محمد بن سعید مصلوب اور کلبی جیسے راویوں کی روایتیں نقل کی ہیں۔ (تدریب الراوی للسیوطی)

❀...... تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب، خلاصہ للخزرجی وغیرہ میں جس ترتیب سے رموز استعمال کیے گئے ہیں، اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ جامع ترمذی کا رتبہ سنن ابوداود کے بعد اور سنن نسائی سے پہلے ہے۔ ان کتابوں کے مصنفین اس ترتیب سے لکھتے ہیں: د: سنن ابوداود، ت: جامع ترمذی، ن: سنن نسائی۔

❀...... حافظ سیوطی نے جامع صغیر میں یوں لکھا ہے: ب: بخاری، م: مسلم، ق: متفق علیہ، د: سنن ابوداود، ت:

جامع ترمذی، ن: سنن نسائی۔

❀...... علامہ عبدالرؤف مناوی نے فیض القدیر میں لکھا ہے: جامع ترمذی کا رتبہ سنن ابوداود اور سنن نسائی کے درمیان کا ہے۔

❀...... علامہ عبدالسلام محدث مبارکپوری (۱۲۸۹۔۱۳۴۲ھ) سیرۃ البخاری میں امام ترمذی کا اپنی سنن کے بارے میں یہ قول کہ میں نے اس کتاب کو تصنیف کے بعد حجاز، عراق اور خراسان کے علما پر پیش کیا تو انھوں نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا، نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: لیکن اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ امام ترمذی احادیث کی تحسین میں متساہل ہیں، یہی وجہ ہے کہ محدثین فرماتے ہیں کہ ترمذی کی تحسین سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ پھر کہتے ہیں: کتب ستہ میں ترمذی کا مرتبہ صحیحین کے بعد ہے، جس پر محدثین کا اتفاق ہے، اور ایک فارسی شعر لکھتے ہیں کہ ترمذی کا شمار کبار محدثین میں ہے، لیکن سنن کا درجہ صحیحین کے بعد ہے اور یہ مشکل بات ہے کہ سنن دارمی، سنن ابی داود، سنن نسائی اور جامع ترمذی میں سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت دی جائے۔ (۲/۲۱۶)

❀...... علامہ عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (۱۲۸۳۔۱۳۵۳ھ) تحفۃ الاحوذی میں کہتے ہیں: امام ذہبی نے جامع ترمذی کا رتبہ سنن ابوداود اور سنن نسائی کے بعد کہا ہے تو ان کے اس قول کے سلسلے میں مجھے اعتراض ہے اور ظاہر بات وہی ہے جو صاحب کشف الظنون نے لکھی ہے کہ اس کا درجہ تیسرا ہے۔ امام ترمذی نے مصلوب اور کلبی جیسے راویوں کی روایتیں جو نقل کی ہیں تو ساتھ ساتھ ان کے ضعف کو بھی بیان کر دیا ہے۔ پس انھوں نے ان کی روایتیں بطور شاہد و متابع کے روایت کی ہیں، جیسا کہ حافظ حازمی نے اپنی کتاب شروط الائمہ میں لکھا ہے:

حقیقت یہ ہے کہ امام ترمذی کی شرط امام ابوداود کی شرط کے مقابلے میں زیادہ بلیغ ہے، کیونکہ جب حدیث ضعیف ہوتی یا طبقہ رابعہ کے راویوں کی روایت ہوتی تو امام ترمذی اس حدیث میں پائے جانے والے ضعف و علت کو بیان کر دیتے ہیں اور اس پر متنبہ کر دیتے ہیں، پس ان کے نزدیک وہ حدیث بطور شاہد و متابع کے ہوتی اور ان کا اعتماد ان احادیث پر ہوتا ہے جو جماعتِ محدثین کے نزدیک صحیح و ثابت ہوں۔

ان سب کے باوجود جامع ترمذی کا رتبہ باعتبارِ فوائد و منفعت سنن ابوداود اور سنن نسائی سے بڑھ کر ہے اور ظاہری بات وہی ہے جو صاحب کشف الظنون نے لکھی ہے کہ ترمذی کا درجہ تیسرا ہے۔

کیا سنن ترمذی میں موضوع احادیث پائی جاتی ہیں؟

جامع ترمذی کا شمار صحاحِ ستہ میں ہے۔ خود امام ترمذی نے اکثر احادیث پر صحت یا ضعف کا حکم لگایا ہے۔ بعض احادیث کی صحت یا ضعف کے بارے میں علما نے امام ترمذی سے اختلاف کیا ہے۔ حافظ ابن الجوزی نے اپنی کتاب ''الموضوعات'' میں سنن ترمذی کی ۲۳ تیئیس حدیثوں کو موضوع قرار دیا ہے، جبکہ حافظ سیوطی نے ان احادیث کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ موضوع نہیں ہیں۔ ''القول الحسن فی الذب عن السنن'' میں لکھتے ہیں:

حافظ ابن الجوزی نے اپنی کتاب الموضوعات میں جن ۲۳ تیئیس حدیثوں کے بارے میں کہا ہے کہ وہ موضوع احادیث جنھیں امام ترمذی نے جامع ترمذی میں روایت کیا ہے، تمھیں اس سے تعجب اور حیرت نہیں ہونی چاہیے اور دھوکا نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ انھوں نے صحیح مسلم کی بعض احادیث کو بھی موضوع قرار دیا ہے، نیز اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ احادیث کو ضعیف قرار دینے میں اسی طرح سے متساہل ہیں جیسے امام حاکم احادیث کو صحیح قرار دینے میں متساہل ہیں اور ان دونوں کا تساہل مشہور و معروف ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: حافظ ابن الجوزی نے اپنی کتاب الموضوعات میں جو حدیثیں ذکر کی ہیں اور جنھیں موضوع قرار دیا ہے ان میں زیادہ تر موضوع ہی ہیں اور کچھ روایتیں ایسی ہیں جن کے موضوع قرار دینے پر نقد کیا گیا ہے اور کی تعداد بہت کم ہے۔

نیز یہ کہ غیر موضوع کو موضوع قرار دینے کا نقصان کم ہے بمقابل اس بات کے کہ کسی ضعیف حدیث کو صحیح قرار دیا جائے، جیسا کہ امام حاکم سے تساہل ہوا ہے، کیونکہ کسی ضعیف حدیث کو جب صحیح قرار دیا جائے تو اس کے بارے میں یہ گمان ہو جاتا ہے کہ یہ صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر مزید فرماتے ہیں: ان دونوں کتابوں (الموضوعات لابن الجوزی اور المستدرک للحاکم) پر کی گئی تنقیدوں کا لحاظ ضروری ہے، کیونکہ ان کے تساہل کے بارے میں کلام ان دونوں سے استفادے کو معدوم کر دیتا ہے اور اس سے صرف وہی لوگ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں جو عالم فن ہیں اور کوئی بھی حدیث ایسی نہیں ہے مگر اس کے بارے میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ اس میں تساہل واقع ہوا ہو۔

حافظ سیوطی تدریب الراوی میں حافظ ابن حجر کا کلام ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: میں نے موضوعات ابن الجوزی کا اختصار کیا ہے اور اس کی اسانید پر تعلیق لکھی ہے اور جہاں ضرورت پڑی اُس پر کلام کیا اور متون کو ذکر کر کے ابن الجوزی کے کلام کو ذکر کیا اور ان میں سے بہت سارے پر تعاقب بھی کیا ہے اور اس کے بعد ان احادیث کے سلسلے میں حفاظِ حدیث کے کلام کو پیش کیا ہے۔ خاص کر حافظ ابن حجر کے کلام کو جو ان کی تصانیف اور امالی میں پائے جاتے ہیں، پھر تعاقب والی احادیث کو ایک مستقل تصنیف میں جمع کر دیا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے مسند احمد کی چوبیس (۲۴) موضوع احادیث کو ایک کتاب میں جمع کیا ہے اور اس کا نام "القول المسدد فی الذب عن المسند" رکھا ہے اور اس میں ایک ایک حدیث پر الگ الگ تنقید کی ہے، جن میں سے ایک حدیث صحیح مسلم میں بھی آئی ہے، جسے امام مسلم نے درج ذیل سند سے روایت کی ہے:

" أبو عامر العقدی ، عن أفلح بن سعید ، عن عبدالله بن رافع ، عن أبی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إن طالت بك مدة أوشك أن ترى قوما يغدون فی سخط الله ويروحون فی لعنته فی أيديهم مثل أذناب البقر . "

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: میں نے صحیحین کی کوئی بھی ایسی حدیث اس کے علاوہ نہیں پائی جو موضوعات کی کتابوں

میں پائی جاتی ہو اور اس پر موضوع حدیث ہونے کا حکم لگایا گیا ہو، موضوعات ابن الجوزی میں اس حدیث کا آنا بہت بڑی غفلت کا نتیجہ ہے۔ پھر اس کے بعد آپ نے اس حدیث پر کلام کیا ہے اور اس کے شواہد ذکر کیے ہیں۔

حافظ سیوطی کہتے ہیں: اس کتاب پر میں نے مسند احمد کی ان احادیث کو جن کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ موضوع احادیث ہیں، جن کی تعداد چودہ ہے، ان کے ذیل میں لکھ کر اُس پر تعلیق لکھی ہے۔ پھر میں نے سنن ابوداود اور سنن نسائی میں وارد موضوع احادیث پر ایک کتاب تالیف کی جس کا نام "القول الحسن فی الذب عن السنن" رکھا۔ جس میں ایک سو بیس سے زیادہ احادیث مذکور ہیں، جن پر ابن الجوزی نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے، جبکہ وہ موضوع نہیں ہیں۔ ان میں سے چار حدیثیں سنن ابوداود میں ہیں، جن میں سے ایک حدیث صلاۃ التسبیح سے متعلق ہے۔ تیرہ حدیثیں جامع ترمذی میں ہیں اور سنن نسائی میں ایک حدیث ہے۔ سولہ حدیثیں سنن ابن ماجہ میں ہیں اور ان میں سے ایک حدیث صحیح بخاری میں بھی ہے، جو حماد بن شاکر کی روایت میں ہے اور وہ عبداللہ بن عمر سے مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"كيف بك يا ابن عمر اذا عمرت بين قوم يخبئون رزق سنتهم ."

یہ حدیث دیلمی نے مسند فردوس میں روایت کی ہے اور اس کو بخاری کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ میں نے امام عراقی کی خود سے لکھی کتاب میں دیکھا کہ وہ مشہور روایتوں میں سے نہیں ہے اور مزی نے کہا کہ وہ حماد بن شاکر کی روایت میں ہے، یہ صحیحین کی دوسری روایت ہے جو صحیحین میں وارد ہے اور اس پر موضوع ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔

ان میں سے بعض احادیث ایسی ہیں جو جامع صحیح بخاری کے علاوہ امام بخاری کی دیگر تالیفات میں آئی ہیں، نیز ان کتابوں میں آئی ہیں جن کو صحیح کتاب کہا گیا ہے۔ حافظ سیوطی کہتے ہیں: ہم نے ایک ایک حدیث پر الگ الگ کلام کیا ہے، پس یہ ایک اہم کتاب ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری تحفۃ الاحوذی میں لکھتے ہیں: جامع ترمذی میں ضعیف حدیثیں پائی جاتی ہیں، لیکن امام ترمذی نے اس کے ضعف کو واضح کر دیا ہے اور اس کے لانے کی علت بھی بتا دی ہے۔ جہاں تک موضوع حدیث پائے جانے کا سوال ہے تو ہرگز ہرگز اس میں موضوع حدیث نہیں پائی جاتی۔

علامہ البانی نے سنن اربعہ کو الگ الگ ضعیف اور صحیح کے نام سے شائع فرمایا ہے۔ ضعیف سنن ترمذی کے مقدمہ میں آپ نے امام ترمذی اور ان کے سنن سے متعلق بڑی مفید باتیں لکھی ہیں۔ ذیل میں ہم ان کو مختصراً بیان کرتے ہیں، تاکہ تفصیلی طور پر امام ترمذی کی اس کتاب میں وارد احادیث کے بارے میں ہمیں معلومات حاصل ہو جائیں۔

علامہ البانی فرماتے ہیں: سنن ترمذی کا مطالعہ کرنے والے علما کو اس بات کا علم ہے کہ امام ترمذی کا اسلوب اور طریقہ کار اس کتاب میں بقیہ کتبِ ستہ کے اسلوب سے بہت زیادہ مختلف ہے، اس طور پر کہ امام ترمذی اکثر احادیث کے صحیح، حسن، یا ضعیف ہونے کا حکم لگاتے ہیں، یہ آپ کی سنن کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے۔ اگر ناقدین علمائے حدیث کے نزدیک حدیث کی تصحیح کے مسئلے میں آپ کا تساہل نہ ہوتا تو یہ بڑی اچھی بات تھی، اس تساہل کی میں نے اکثر

وبیشتر اپنی کتابوں میں نشاندہی کر دی ہے، کیونکہ میں امام ترمذی کی کسی حکم میں تقلید نہیں کرتا، بلکہ اپنی تحقیق اور تنقید سے میں نے ان احادیث پر حکم لگایا ہے، اس لیے اللہ کے فضل سے میں نے امام ترمذی کی اکثر ان احادیث کو جن پر آپ نے ضعف کا حکم لگایا ہے، یا جن میں ارسال اور اضطراب وغیرہ اسبابِ ضعفِ حدیث میں سے کسی سبب اور علت کو بیان کیا ہے تو میں نے ان حدیثوں کو وہاں سے نکال کر صحیح یا حسن کی صف میں لا کھڑا کیا ہے، جیسے بطور مثال فقط کتاب الطہارۃ میں یہ احادیث ملاحظہ ہوں: ۱۴، ۱۷، ۵۵، ۸۶، ۱۱۳، ۱۱۸، ۱۲۶، ۱۳۵۔ دوسری جگہ اس کی اور بہت ساری مثالیں ملیں گی، اس طرح سے الحمدللہ سنن ترمذی میں ضعیف حدیثوں کی تعداد کم ہوگئی، فالحمدللہ۔ رہ گئیں وہ احادیث جن کی امام ترمذی نے فقط تحسین کی ہے اور علمی نقد ونظر اور متابعت اور شواہد کے تتبع اور استقرا سے جن کو میں نے صحیح قرار دیا ہے، وہ بہت کافی ہیں اور قارئین اکثر ابواب وکتب میں ان شاء اللہ اس کو ملاحظہ کریں گے۔

مولف رحمہ اللہ نے اس کے برعکس کچھ احادیث کو قوی قرار دیا، لیکن میری تحقیق میں ان کی اسانید ضعیف ہیں، جن کا ضعف ختم کرنے کے لیے کوئی اور روایت موجود نہیں ہے، بلکہ بعض احادیث تو موضوع ہیں۔ صرف کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلاۃ کی درج ذیل نمبرات کی احادیث کی طرف اشارہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ۱۲۳، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۱۵، ۱۷۱، ۱۷۲ (یہ حدیث موضوع ہے)۔ ۱۷۹، ۱۸۴، ۲۳۳، ۲۴۴، ۲۵۱، ۲۶۸، ۳۱۱، ۳۲۰، ۳۵۷، ۳۶۶، ۳۸۰، ۳۹۶، ۴۱۱، ۴۸۰، ۴۸۸، ۴۹۴، ۵۳۴، ۵۵۶، ۵۶۷، ۵۸۳، ۶۱۶۔ (ضعیف سنن الترمذی: ۹۔ ۱۰)

البانی رحمہ اللہ کے نزدیک سنن ترمذی میں ۱۸ حدیثیں موضوع ہیں، جن کے نمبرات یہ ہیں: ۱۷۲، ۸۰۱، ۱۸۵۹، ۲۴۹۴، ۲۵۰۵، ۲۶۴۸، ۲۶۸۱، ۲۶۹۹، ۲۷۱۴، ۲۷۶۲، ۲۸۸۷، ۲۸۸۸، ۳۰۸۷، ۳۵۷۰، ۳۶۸۴، ۳۷۰۹، ۳۹۲۳، ۳۹۲۸، ۳۹۳۹۔

ذیل میں ان احادیث اور ان کے رواۃ کے بارے میں امام ترمذی کی آرا کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ ان احادیث کے بارے میں امام ترمذی کا نقطہ نظر معلوم ہو جائے:

۱۔ (۱۷۲) اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن عمر عمری ہیں۔ ترمذی کہتے ہیں کہ یہ اہلِ حدیث کے یہاں قوی راوی نہیں ہیں اور اس حدیث میں اضطراب ہے۔ یحییٰ بن سعید نے عمری کے حفظ کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۲۔ (۸۰۱) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے، اس کی سند قوی سند کی طرح نہیں ہے، اس کو ہم سعد بن طریف ہی کے طریق سے جانتے ہیں، جن کی تضعیف کی گئی ہے۔

۳۔ (۱۸۵۹) ترمذی کہتے ہیں: اس طریق سے یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے۔

۴۔ (۲۴۹۴) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے۔ بعض نسخوں میں "هذا حديث حسن غريب" آیا ہے، لیکن تحفۃ الاشراف میں صرف "غریب" کا لفظ ہے اور یہی زیادہ قرینِ قیاس ہے۔

۵۔ (۲۵۰۵) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، اس کی سند متصل نہیں ہے۔ خالد بن معدان نے معاذ بن

جبل کو نہیں پایا۔

۶۔ (۲۶۴۸) ترمذی کہتے ہیں: اس حدیث کی سند ضعیف ہے، راوی ابوداود کا نام نفیع الاعمی ہے، جس کی حدیث میں تضعیف کی گئی ہے اور ہمیں عبداللہ بن سخبرہ اور ان کے باپ کی زیادہ روایات کا علم نہیں ہے (ان کی سند یہ ہے: أبو داود عن عبدالله بن سخبرة عن سخبرة)

۷۔ (۲۶۸۱) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور یہ ہمیں صرف ولید بن مسلم کی حدیث سے معلوم ہے۔

۸۔ (۲۶۹۹م) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے اور ہمیں صرف اسی طریق "عن عبسة بن عبدالرحمن عن محمد بن زاذان عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبدالله" سے اس حدیث کا علم ہے۔ میں نے بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عنبسہ بن عبدالرحمن حدیث میں ضعیف اور کمزور ہیں اور محمد بن زاذان منکر الحدیث ہیں۔

۹۔ (۲۷۱۴) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے اور اسے ہم صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ یہ ضعیف سند ہے۔ عنبسہ بن عبدالرحمن اور محمد بن زاذان دونوں کی حدیث میں تضعیف کی گئی ہے۔

۱۰۔ (۲۷۶۲) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے۔ میں نے بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عمر بن ہارون مقارب الحدیث ہیں۔ مجھے اُن کی کسی ایسی حدیث کا علم نہیں جس کی کوئی اصل نہ ہو، یا یہ کہا کہ جس میں وہ منفرد ہوں، ہاں صرف اس حدیث کی روایت میں منفرد ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی ڈاڑھی کے بال طول وعرض سے لیتے تھے۔ ہمیں یہ حدیث صرف عمر بن ہارون کے طریق سے معلوم ہے اور میں نے دیکھا کہ بخاری عمر کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ میں نے قتیبہ کو یہ کہتے سنا کہ عمر بن ہارون اہلِ حدیث تھے اور کہتے تھے کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے۔

۱۱۔ (۲۸۸۷) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے اور ہمیں یہ صرف حمید بن عبدالرحمن کے طریق سے معلوم ہے، اور بصرہ میں قتادہ سے صرف اسی طریق سے معروف ہے اور ابو محمد ہارون مجہول شیخ ہیں۔

۱۲۔ (۲۸۸۸) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے اور ہمیں یہ صرف اسی طریق سے معلوم ہے۔ عمر بن ابی خثعم کی تضعیف کی گئی ہے۔ بخاری کہتے ہیں کہ عمر بن ابی خثعم منکر الحدیث ہیں۔

۱۳۔ (۳۵۷۰) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے۔ ہمیں یہ صرف ولید بن مسلم کی حدیث سے معلوم ہے۔ بعض نسخوں میں "حسن غریب" کا لفظ آیا ہے، لیکن تحفۃ الاشراف میں صرف "غریب" کا لفظ ہے۔ (تحفة الأشراف: ۵۹۲۷)

۱۴۔ (۳۶۸۴) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے۔ ہمیں یہ صرف اسی طریق سے معلوم ہے، اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔

۱۵۔ (۳۷۰۹)ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے۔ہمیں یہ صرف اسی طریق سے معلوم ہے۔محمد بن زیاد یہ میمون بن مہران کے شاگرد ہیں اور حدیث میں بہت کمزور ہیں۔

۱۶۔ (۳۹۲۳)ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے۔ہمیں یہ صرف فضل بن موسیٰ کے طریق سے معلوم ہے۔ابو عامر اس روایت میں منفرد ہیں۔

۱۷۔ (۳۹۲۸) ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے، اسے ہم صرف بسند حصین بن عمر احمسی عن مخارق جانتے ہیں اور حصین اہلِ حدیث کے یہاں بہت مضبوط راوی نہیں ہیں۔

۱۸۔ (۳۹۳۹)ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب (ضعیف) ہے، اسے ہم عبدالرزاق کی حدیث سے جانتے ہیں، مینا سے منکر احادیث روایت کی گئی ہیں۔

۱۸۲۳۔حدیث جابر و أنس: اللهم أهلك الجراد...... البانی کے صحیح الترمذی اور ضعیف الترمذی کے مکتب التربیہ کے نسخے سے یہ حدیث مع باب ساقط ہے، اس لیے اس پر البانی صاحب کا کوئی حکم بھی نہیں ہے، لیکن یہ حدیث ابن ماجہ میں ہے اور ابن ماجہ (۳۲۲۱) کی روایت سے البانی نے اس پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے اور ابن الجوزی سے اس کے وضع ہونے کی بات نقل کرنے کے بعد سیوطی کے تعاقب کو رد کردیا ہے(ضعیف ابن ماجہ، والضعیفۃ ۱۱۲) اگر البانی کے سامنے ترمذی کا یہ باب اور یہ حدیث ہوتی تو یقینی طور پر اس میں بھی اس حدیث کے موضوع ہونے کا حکم لگاتے۔ واضح رہے کہ یہ حدیث سنن ترمذی کے قلمی نسخوں میں نہیں پائی جاتی اور مزی نے بھی تحفۃ الاشراف میں اس کی نسبت ترمذی کی طرف نہیں کی ہے، ایسے ہی تہذیب الکمال میں زیاد بن عبداللہ بن علاثہ کے ترجمہ میں مزی کہتے ہیں: انھوں نے ابن ماجہ سے ایک حدیث روایت کی ہے اور ان پر ترمذی کے راوی ہونے کا نشان نہیں لگایا ہے۔ امام ترمذی اس حدیث کو غریب یعنی ضعیف کہتے ہیں اور موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی راوی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس پر کلام کیا گیا ہے اور وہ غرائب اور مناکیر کی بکثرت روایت کرنے والا ہے۔

(۳۷۲۳) نمبر کی حدیث بروایت علی رضی اللہ عنہ: ((أنا دار الحكمة وعلى بابها)) کو ابن الجوزی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے موضوع قرار دیا ہے اور ترمذی نے اس پر غریب اور منکر کا حکم لگایا ہے اور کہا ہے کہ شریک القاضی کے علاوہ کسی ثقہ راوی سے ہمیں اس حدیث کی روایت کا علم نہیں ہے۔

امام ترمذی کے مذکورہ بالا احادیث پر احکام کی تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ سبھی احادیث پر آپ کا کلام موجود ہے اور اکثر احادیث پر غرابت کا حکم ہے، جو علما کے نزدیک امام ترمذی کے یہاں ضعیف کے حکم میں ہے۔

کیا جامع ترمذی کی ساری احادیث پر عمل ہوا ہے؟

امام ترمذی نے جامع ترمذی کے آخر میں کتاب العلل میں یہ کہا ہے کہ اس سنن میں جتنی حدیثیں ہیں سب کی سب معمول بہ ہیں۔ بعض اہلِ علم نے اس کی تصدیق کی ہے سوائے دو حدیثوں کے جن کے بارے اعتراض ہے۔ ایک

عبداللہ بن عباس کی وہ حدیث جس میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینے کے اندر بغیر کسی عذر (خوف، بارش اور سفر) کے ظہر وعصر اور مغرب وعشا کی نماز کو جمع کیا۔

اور دوسری حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شراب پی اس کو کوڑے لگاؤ، پھر چوتھی بار میں کہا کہ اس کو قتل کردو۔'' ان دونوں کے بارے میں جتنی علتیں ہوسکتی تھیں، ان کو ہم نے کتاب میں بیان کردیا ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری تحفۃ الاحوذی (۱۰/۴۶۱) میں لکھتے ہیں: ملا معین نے "دراسات اللبیب" میں امام ترمذی کے کلام پر تعاقب کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں بھی معمول بہ ہیں اور ان کی بات حق ہے۔ ہم نے اس پر پوری بحث جامع ترمذی کے آخر میں کتاب العلل کی شرح کرتے ہوئے کی ہے

علامہ عبیداللہ رحمانی امام ترمذی کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام ترمذی کے اس دعوے کی موافقت نہیں کی گئی۔ تفصیل کے ملاحظہ ہو: شفاء الغلل شرح کتاب العلل فی آخر تحفۃ الأحوذی (سیرۃ البخاری: ۷۱۷/ ۲)

امام ترمذی کی بعض تعبیرات

❀...... امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر یہ طریقہ اپنایا ہے کہ پہلے ترجمۃ الباب لاتے ہیں اور اس باب کے تحت کسی مشہور صحابی سے مروی صحیح حدیث ذکر کرتے ہیں، جس کی تخریج کتبِ صحاح میں ہو چکی ہے۔ لیکن ترجمۃ الباب کے طور پر باب میں مذکور حکم کسی دوسرے صحابی سے مروی دوسری غیر مذکور حدیث سے نکلتا ہے، لیکن اس کی تخریج انھوں نے نہیں کی ہے تو اس کی طرف اشارہ کردیتے ہیں اگرچہ وہ سند کے اعتبار سے کمزور ہو، لیکن اس کا حکم صحیح ہو۔ پھر اس کے بعد کہتے ہیں کہ اس باب میں فلاں فلاں صحابی سے احادیث مروی ہیں اور پوری ایک جماعت کو ذکر کر جاتے ہیں، جن میں وہ صحابی بھی شامل ہوتے ہیں جن کی حدیث سے باب کا حکم نکلتا ہے اور ایسا چند ابواب میں ہی ہوا ہے۔

اس طریقہ کار کے اپنانے میں بہت سارے فائدے ہیں:

(۱)...... اس کے ذریعے سے لوگوں کو وہ غیر معروف حدیث معلوم ہوجائے۔

(۲)...... اس کو بیان کرنے سے مقصود اس حدیث میں پائی جانے والی علتوں کو واضح کرنا ہے۔

(۳)...... اس حدیث میں زیادتی یا کوئی دوسری خوبی ہو تو اس کو ظاہر کرنا۔

امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر یہ طریقہ اپنایا ہے کہ پہلے ترجمۃ الباب لاتے ہیں اور پھر اس باب کے تحت ایک یا چند حدیثیں ذکر کرتے ہیں، پھر اگر ان حدیثوں میں کوئی کلام ہوتا ہے تو اس پر کلام کرتے ہیں، پھر یہ کہتے ہیں کہ اس باب میں فلاں فلاں صحابی سے احادیث مروی ہیں۔

حافظ سیوطی نے تدریب الراوی کے اندر لکھا ہے کہ امام ترمذی باب کے تحت جو یہ کہتے ہیں کہ اس باب میں فلاں فلاں صحابی سے احادیث مروی ہیں تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتا ہے کہ یہی حدیث بعینہ ان لوگوں نے روایت کی ہے، بلکہ

اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس ضمن میں ان ان صحابہ سے احادیث مروی ہیں، جو اس باب کے تحت آتی ہیں۔ عراقی کہتے ہیں کہ امام ترمذی کا ایسا کرنا درست ہے، مگر زیادہ تر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی حدیث بعینہٖ ان لوگوں نے روایت کی ہے، جب کہ اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا، بلکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس ضمن میں ان ان صحابہ سے احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے بعض حدیثیں بعینہٖ ہوسکتی ہیں اور بعض مختلف ہوسکتی ہیں۔ جن کا اس باب میں بیان کرنا صحیح ہوگا۔

❀...... امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ ترجمۃ الباب کے تحت جن حدیثوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو بعض میں صحابی کے نام کی صراحت ہوتی ہے کہ اس باب میں فلاں فلاں صحابی سے احادیث مروی ہیں اور بعض میں اس صحابی کے نام کی صراحت نہیں ہوتی، بلکہ "عن فلان عن ابیه" ہوتا ہے، یعنی صحابی کے نام کے بجائے ان کے بیٹے کا نام ہوتا ہے اور صحابی کی کنیت مذکور ہوتی ہے، جیسا اس باب کے تحت کہ ''بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی'' مذکور ہے: "و فی الباب عن ابی ملیح عن ابیه" تو ایسا اس لیے ہے کہ بعض صحابہ سے محض ان کا یہ بیٹا ہی روایت کرنے والا ہے، دوسرا کوئی نہیں، جیسے ابو ملیح، جن کے باپ کا نام اسامہ بن عمیر ہذلی بصری ہے، ان سے صرف ابو ملیح ہی روایت کرتے ہیں۔

اسی طریقے سے زکاۃ نہ دینے والوں کے بارے میں تشدید کا جو باب ہے اس کے تحت مذکور ہے: ''و فی الباب عن قبیصة بن هلب عن ابیه" تو ان کا بھی یہی معاملہ ہے کہ ان سے صرف ان کا یہ بیٹا ہی روایت کرنے والا ہے، دوسرا کوئی بھی نہیں ہے۔

❀...... امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ کسی صحابی کے نام میں اختلاف ہوتا ہے تو جو صحابی مراد ہوتے ہیں، اس کی صراحت کردیتے ہیں، جیسے "باب سهم الخیل" کے تحت مذکور ہے: "و فی الباب عن ابی عمرة عن ابیه، فابو عمرة هذا صحابی انصاری نجاری یروی عنه ابنه فقط و اختلفوا فی اسمه".

تو امام ترمذی نے صحابی کے نام کی صراحت کردی اور اس اختلاف کو ذکر کردیا جو ان کے نام کے سلسلے میں پایا جاتا تھا، تاکہ وضاحت ہوجائے کہ اس صحابی سے کون مراد ہیں۔

حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بیٹے کا نام عبدالرحمٰن بتایا ہے اور ابو عمرہ کا نام عمرو بن محصن بتایا ہے۔

اسی طرح کسی صحابی کے والد کے نام یا نسبت وغیرہ میں اختلاف پایا جاتا ہے تو اس کو ذکر کرتے ہیں۔ جیسے: "باب کان اذا اراد الحاجة ابعد فی المذهب" کے تحت لکھتے ہیں: "و فی الباب عن یحییٰ بن عبید عن ابیه، فعبید والد یحییٰ هذا اختلفوا فیه" فقال بعضهم: عبید رحی بالراء ...... و یقال فی اسم ابیه: دحی بالدال بدل الراء ...... و منهم من قال: فی ابیه صیفی، و اما فی نسبته فقیل: الجهضمی، و قیل: الجهنی".

امام ترمذی نے صحابی کے والد کے نام میں چونکہ اختلاف تھا، اس لیے اس کا ذکر کر دیا، تاکہ التباس ختم ہو جائے، کیونکہ ایسا نہ کرنے میں التباس کا خطرہ تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ صحابی سے زیادہ معروف ان کے بیٹے تھے، جن کے ذریعے صحابی کی شخصیت کا پتا چلتا تھا، اس لیے صحابی کا نام لینے کے بجائے ان کے بیٹے کا نام لیا، تاکہ صحابی کی شخصیت زیادہ واضح ہو جائے۔

امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ ترجمۃ الباب کے تحت جن حدیثوں کو ذکر کرتے ہیں تو جب اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس باب میں فلاں فلاں صحابی سے احادیث مروی ہیں تو اس صحابی کا ذکر نہیں کرتے، جس کی روایت نقل کی، بلکہ دیگر صحابہ کا نام لیتے ہیں جن سے روایتیں اس باب میں آئی ہیں۔

مثال کے طور پر کسی باب کے تحت ابو ہریرہ کی حدیث روایت کی ہے تو یہ نہیں کہتے: "و فی الباب عن ابی هريرة" بلکہ اس کے بجائے مثال کے طور پر یہ کہتے ہیں: "و فی الباب عن ابی سعيد".

البتہ بعض جگہ انھوں نے ایسا کیا کہ اسی صحابی کا نام لیا ہے تو اس سے مراد ان کی یہ ہے کہ اس صحابی سے اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیث بھی اس باب کے تحت مروی ہے۔

❀...... امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ: ترجمۃ الباب کے تحت جن حدیثوں کو ذکر کرتے ہیں تو جب اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس باب میں فلاں صحابی سے حدیث مروی ہے۔ پھر اس صحابی کی حدیث آگے ذکر کرتے ہیں، جس کی روایت کی طرف اشارہ ہے۔ جیسے گائے کی زکاۃ کے باب کے تحت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں: "و فی الباب عن معاذ بن جبل" پھر ان کی حدیث بھی بیان کی۔ اسی طریقے سے صلاۃ عصر سے قبل چار رکعات کے باب کے تحت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: "و فی الباب عن ابن عمر" پھر ائمہ کے مذاہب بیان کرنے کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بھی بیان کی۔

❀...... اسی طریقے سے امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ کہیں کہیں ترجمۃ الباب کے تحت حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: "و فی الباب عن فلان" پھر آگے ان کی حدیث بیان کرنے کے بعد پھر کہتے ہیں: "و فی الباب عن فلان" جیسا کہ: "باب استكمال الايمان و الزيادة و النقصان" کے تحت عائشہ کی حدیث بیان کی۔ پھر آگے کہتے ہیں کہ: "و فی الباب عن ابی هريرة و انس".

❀...... اسی طریقے سے امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ کہیں کہیں کوئی باب بغیر ترجمۃ الباب کے لاتے ہیں، پھر اس کے تحت کوئی حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: "و فی الباب عن فلان".

پھر اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو حدیث اوپر ذکر کی گئی ہے، اسی معنیٰ کی حدیث دوسرے صحابی سے بھی روایت ہوئی ہے، جیسے اوائل قدر میں ہے کہ باب کو بغیر ترجمۃ الباب کے لائے ہیں، پھر اس کے تحت ابو ہریرہ کی حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: "و فی الباب عن عمرو و جندب."

❀......اسی طریقے سے امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ کہیں کہیں کسی باب کے تحت کوئی حدیث مختصر بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: "و فیه قصة او فیه کلام اکثر من هذا او نحوه".

اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث دوسری جگہ اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

❀......اسی طریقے سے امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ کہیں کہیں کسی باب کے تحت کوئی ایسی حدیث بیان کرتے ہیں جو ضعیف ہوتی ہے یا ایسی حدیث جس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں محدثین کے درمیان اختلاف ہوتا ہے، جبکہ اس باب میں دوسری صحیح و مرفوع حدیث ہوتی ہے، لیکن اس کو ذکر نہیں کرتے، اس کی طرف محض اشارہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دراصل یہ حدیث، جو مذکور ہے، اس کے بارے میں لوگوں کو متعارف کرانا ہے، جبکہ باب اس دوسری حدیث سے ثابت ہے جو صحیح و مرفوع حدیث ہے، جس کی طرف محض اشارہ کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

❀......اسی طریقے سے امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ کہیں کہیں کسی باب کے تحت کوئی ایسی حدیث بیان کرتے ہیں جو ضعیف ہوتی ہے اور اس کی تحسین کرتے ہیں، جبکہ اس کا ضعف ظاہر ہے۔ جس کا یا تو کوئی راوی مجہول ہے یا وہ ضعیف ہے یا وہ منقطع ہے یا اس میں کوئی دوسری علت پائی جاتی ہے۔ تو اس کا سبب یہ ہے کہ اس میں جو راوی مجہول ہے اس کا علم انھیں ہو گیا تھا جس کی وجہ سے انھوں نے اس کو حسن قرار دیا۔

حافظ ابن الملقن نے منہاج کی شرح میں ان لوگوں کے جواب میں کہا ہے، جنھوں نے زید بن ثابت کی اس حدیث کے امام ترمذی کے حسن قرار دینے پر اعتراض کیا کہ انھوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ احرام باندھنے کے لیے بالکل ننگے ہو کر غسل کیا۔ اس کے راویوں میں عبداللہ بن یعقوب مجہول ہے تو امام ترمذی کا اس روایت کو حسن قرار دینا اس بنیاد پر ہے کہ شاید انھیں اس کے بارے میں علم ہو گیا تھا کہ وہ شخص کون ہے۔

اسی طریقے سے امام ترمذی نے ایک روایت نقل کی ہے، جس میں ایک انصاری صحابی نے کہا "ان النبی ﷺ باع حلسا" اور اس کی سند میں ابو بکر حنفی ہے جو مجہول راوی ہے۔

اس بارے میں امام ابن القطان کہتے ہیں کہ اس کی سند میں واقع ابو بکر حنفی کی وجہ سے یہ حدیث معلول ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کسی نے ان کی تعدیل کی ہو، کیونکہ وہ مجہول الحال راوی ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے، جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ وہ مشاہیر کے قبول کرنے کے سبب تحسین کر دیتے ہیں، جیسا کہ نصب الرایہ میں ہے۔

جہاں تک کسی ضعیف یا منقطع روایت کی تحسین کا معاملہ ہے تو وہ اس لیے کہ وہ دوسری سند سے مروی روایت اور شواہد کی بنیاد پر ہے۔

امام سیوطی نے تدریب کے اندر فرمایا ہے کہ جب حدیث ضعیف اسناد سے مروی ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مختلف طرق سے مروی ہونے کی بنا پر حسن قرار پائے، بلکہ ایسا اس بنا پر ممکن ہے جب کسی صادق امین راوی کی روایت

جوضعیف ہو اور وہ دوسرے طرق سے مروی ہو اور اس کے بارے میں یہ پتا چل جائے کہ اس نے اس کو حفظ کیا تھا اور اس کے ضبط کرنے میں وہ مختل نہیں ہوا تھا تو ایسی روایت حسن درجہ کی قرار دی جاتی ہے، جیسا کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد حسن قرار دیا ہے جو "شعبه عن عاصم بن عبيد الله عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن ابيه ان امرأة من بنى فزارة تزوجت على نعلين ......" ہے۔

امام ترمذی اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: "وفي الباب عن عمر و ابى هريرة و عائشة و ابى حدرد".

اس حدیث کے راویوں میں عاصم سوئے حفظ کے سبب ضعیف ہے۔ امام ترمذی نے دوسرے طرق سے مروی ہونے کی بنا پر اسے حسن قرار دیا ہے۔ اسی طریقے سے جب کوئی روایت مرسل یا مدلس یا مجہول راوی کے سبب معلول ہو جیسا کہ شیخ الاسلام نے اضافہ کیا ہے تو دوسرے طرق سے مروی ہونے کے سبب حسن لذاتہ سے کم درجہ کی ہوتی ہے۔

❀...... اسی طریقے سے امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ اکثر ابواب کے تحت کسی حدیث کو بیان کرنے اور اس پر صحیح یا حسن کا حکم لگانے کے بعد کہتے ہیں: "والعمل على هذا عند اهلِ العلم او اكثر اهلِ العلم او بعض اهلِ العلم". جیسا کہ ان کی عادت ہے تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس سے حدیث کا صحیح یا حسن ہونا لازم آتا ہے کہ حدیث کا صحیح یا حسن ہونا اہلِ علم کے اس پر عمل ہونے سے مشروط ہے؟

اس بارے میں صاحب "دراسات اللبيب" ساتویں دراسہ میں کہتے ہیں:

امام ترمذی کا اپنی جامع ترمذی کے اندر اکثر ابواب کے تحت کسی حدیث کو بیان کرنے اور اس پر صحیح یا حسن کا حکم لگانے کے بعد کہنا: "و العمل على هذا عند اهلِ العلم او اكثر اهلِ العلم او بعض اهلِ العلم". وغیرہ جیسا کہ ان کی عادت ہے تو یہ ان کی اپنی اصطلاح ہے جس کے مطابق وہ کہتے ہیں اور ان کے یہاں ان کا اپنا ایک مفہوم ہے۔ اس سے حدیث کا صحیح یا حسن ہونا لازم نہیں آتا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حدیث صحیح یا حسن ہوتی ہے پھر اس پر حکم لگانے کے بعد کہتے ہیں کہ: "و لم ياخذ به اهلِ العلم او بعض اهلِ العلم". پس اہلِ علم کے اس حدیث کے خلاف پر عمل کو واضح کرتے ہیں۔

❀...... اسی طریقے سے امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ اکثر ابواب کے تحت کسی حدیث کو بیان کرنے کے بعد اس پر صحیح یا حسن کا حکم لگاتے ہوئے کہتے ہیں: "هذا حديث حسنٌ او هذا حديث صحيح او هذا حديث حسن صحيح". تو تتبع کے بعد جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو حدیث صحیحین میں یا ان میں سے کسی ایک میں ہوتی ہے، اس حدیث کو حسن صحیح کہتے ہیں، یہی ان کی غالب عادت ہے اور کبھی اس کے خلاف بھی کر جاتے ہیں۔

❀...... اسی طریقے سے امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کے اندر ایک طریقہ یہ اپنایا ہے کہ اکثر ابواب کے تحت

کسی حدیث بیان کرنے کے بعد اس پر صحیح یا حسن کا حکم لگاتے ہوئے کہتے ہیں کہ: "هذا حديث حسن غريب" او "غريب حسن". تو تتبع کے بعد جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جس حدیث میں غرابت ہوتی ہے اور وہ حسن درجہ کی ہوتی ہے، لیکن اس میں حسن کا زیادہ غلبہ ہوتا ہے تو اس حدیث کو حسن غریب کہتے ہیں اور جس حدیث میں غرابت ہوتی ہے اور وہ حسن درجہ کی ہوتی ہے، لیکن اس میں غرابت کا زیادہ غلبہ ہوتا ہے تو اس حدیث کو غریب حسن کہتے ہیں، یہی ان کی غالب عادت ہے۔

ناقدینِ حدیث اور فقہائے اسلام کا تذکرہ جن کے اقوال امام ترمذی نے نقل کیے ہیں

۱۔ قاضی شریح بن حارث بن قیس کوفی (۸۷ھ)
۲۔ ابوالعالیہ رفیع بن مہران ریاحی بصری (مفسر) (ت:۹۰ھ)
۳۔ مرہ بن شراحیل الطیب الہمدانی (مفسر) (ت:۹۰ھ)
۴۔ سعید بن مسیّب مخزومی (م:۹۴ھ)
۵۔ سعید بن جبیر کوفی (محدث ومفسر) (م:۹۵ھ)
۶۔ ابراہیم بن یزید النخعی الکوفی (م:۹۵ھ)
۷۔ مجاہد بن جبر مکی (ت:۱۰۱ھ)
۸۔ عمر بن عبدالعزیز الاموی الخلیفہ (ت:۱۰۱ھ)
۹۔ عامر بن شراحیل شعبی کوفی (م:۱۰۴ھ)
۱۰۔ مجاہد بن جبر مخزومی مکی (مفسر) (ت:۱۰۴ھ)
۱۱۔ طاوس بن کیسان خولانی ہمدانی یمانی (محدث ومفسر) (م:۱۰۶ھ)
۱۲۔ سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب (م:۱۰۶ھ)
۱۳۔ ضحاک بن مزاحم الہلالی الخراسانی (مفسر) (ت:۱۰۶ھ)
۱۴۔ عکرمہ مولیٰ ابن عباس (مفسر) (ت:۱۰۷ھ)
۱۵۔ حسن بن ابی الحسن بصری (محدث ومفسر) (م:۱۱۰ھ)
۱۶۔ محمد بن سیرین (ت:۱۱۰ھ)
۱۷۔ قتادہ بن دعامہ سدوسی بصری (مفسر) (ت:۱۱۲ھ)
۱۸۔ مکحول الشامی (ت:۱۱۳ھ)
۱۹۔ عطاء بن ابی رباح مکی (محدث ومفسر) (ت:۱۱۵ھ)
۲۰۔ محمد بن کعب القرظی (مفسر) (ت:۱۱۸ھ)

۲۱۔ محمد بن مسلم ابن شہاب الزہری (ت:۱۲۴ھ)
۲۲۔ ایوب سختیانی بصری (م:۱۳۱ھ)
۲۳۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کوفی (ت:۱۴۸ھ)
۲۴۔ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی (۸۰۔۱۴۸ھ)
۲۵۔ عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی (۸۸۔۱۵۷ھ)
۲۶۔ عبداللہ بن مبارک حنظلی مروزی (۱۱۸۔۱۸۱ھ)
۲۷۔ وکیع بن الجراح کوفی (ت:۱۹۶ھ)
۲۸۔ یحییٰ بن سعید بن فروخ القطان البصری (۱۲۰۔۱۹۸ھ)
۲۹۔ زید بن اسلم العدوی المدنی مولیٰ عمر (مفسر) (ت:۱۳۰ھ)
۳۰۔ عبدالرحمٰن بن مہدی بصری (۱۳۵۔۱۹۸ھ)
۳۱۔ یحییٰ بن معین بغدادی (۱۵۸۔۲۳۳ھ)
۳۲۔ علی بن عبداللہ ابن المدینی (۱۶۱۔۲۳۴ھ)
۳۳۔ اسحاق بن راہویہ (۱۶۱۔۲۳۸ھ)
۳۴۔ احمد بن محمد بن حنبل (۱۶۴۔۲۴۱ھ)
۳۵۔ ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم رازی (۲۰۰۔۲۶۴ھ)
۳۶۔ سفیان بن سعید بن مسروق ثوری کوفی (م:۱۶۱ھ)
۳۷۔ شعبہ بن حجاج بن ورد عتکی ازدی واسطی (م:۱۷۰ھ)
۳۸۔ سفیان بن عیینہ بن میمون ہلالی کوفی (۱۰۷۔۱۹۸ھ)
۳۹۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی (م:۲۵۵ھ)
۴۰۔ محمد بن اسماعیل بخاری (ت:۲۵۶ھ)

سنن ترمذی کے رواۃ

حافظ ابوجعفر بن زبیر اپنے برنامج میں کہتے ہیں: میرے علم کے مطابق جامع ترمذی کو چھے لوگوں نے امام ترمذی سے روایت کیا ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ابوحامد احمد بن عبداللہ بن داود التاجر المروزی۔ ۲۔ ابوسعید ہیثم بن کلیب شاشی صاحب المسند (ت:۳۳۵ھ)۔
۳۔ ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب مروزی (ت:۳۴۶ھ)۔
۴۔ ابوذر محمد بن ابراہیم بن محمد ترمذی۔ ۵۔ ابومحمد حسن بن ابراہیم القطان۔

٦۔ ابوالحسن علی بن عمر الوذاری۔ (ملاحظہ ہو: مقدمۃ تحفۃ الأحوذی)

جامع ترمذی کی شروح ومختصرات اور اس سے متعلق دوسری مولفات

جامع ترمذی حدیث کی ایک جامع ونافع کتاب ہے، جس میں روایت ودرایت اور فقہ حدیث سبھی کچھ جمع کیا گیا ہے، اس کے علاوہ بھی اس میں بہت سی خوبیاں ہیں اور یہ اہم کتب حدیث میں سے ایک ہے، اس کی بہت ساری خوبیوں کے سبب بعض اہلِ علم نے اس کو کتبِ حدیث میں تیسرا مقام دیا ہے اور بہت سارے لوگوں نے اس کی شرحیں بھی لکھی ہیں اور اس پر تعلیقات رقم کی ہیں اور اس کی مختصرات اور مستخرجات بھی لکھی گئیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) شرح الجامع الترمذی للا مام حسین بن مسعود البغوی (م:٥١٦ھ)، (تاریخ الادب العربی لبروکلمان: ١٩٠/ ١، تاریخ التراث العربی فواد سزکین: ٣٠٢/ ١) ان لوگوں نے لکھا ہے کہ اس شرح کا آخری حصہ مکتبہ محمودیہ، مدینہ میں (٣٥) کے تحت موجود ہے۔

(۲) عارضۃ الأحوذی فی شرح الجامع الترمذی للقاضی ابی بکر بن العربی المالکی (٤٦٨-٥٤٣ھ)۔ (مطبوع)

(۳) النفح الشذی شرح الجامع الترمذی لابن سید الناس فتح الدین الیعمری (م:٧٣٤ھ)۔ یہ شرح مکمل نہ ہوسکی۔ اس کی تکمیل حافظ زین الدین عراقی نے فرمائی۔ حافظ سیوطی کہتے ہیں کہ عراقی نے بھی اس کو مکمل نہ کیا، یہ "المنقح الشذی" کے نام سے بھی معروف ہے۔ (مقدمۃ تحفۃ الأحوذی) ابن طولون نے اس کا نام "الفوح الشذی" لکھا ہے۔ ابن سید الناس نے "کتاب الطهارة: باب ماجاء أن الأرض کلها مسجد الا المقبرة والحمام" کے باب کی آٹھویں نمبر کی تخریج تک یہ شرح لکھی اور وفات کی وجہ سے پوری نہ کرسکے، اس کے بعد اس کا تکملہ حافظ عراقی نے کیا۔

(۴) شرح الجامع الترمذی للامام ابن رجب البغدادی الحنبلی (٧٠٦-٧٩٥ھ)۔ یہ شرح بعض حادثات میں جل گئی۔ صرف شرح العلل موجود اور مطبوع ہے۔

(۵) شرح الجامع الترمذی للحافظ ابن الملقن عمر بن علی الاندلسی المصری الشافعی (٧٢٣-٨٠٤ھ)۔ یہ مولف نے صحیحین اور سنن ابوداود کے زوائد کی شرح کے ضمن میں لکھی ہے۔

(۶) تکملۃ النفح الشذی فی شرح الجامع الترمذی لابن سید الناس للامام زین الدین عبد الرحیم بن حسین العراقی (م:٨٠٦ھ)۔ عراقی نے اس شرح کی تبییض "کتاب اللباس" کے آخر تک کی اور اصل کتاب کا مسودہ عراقی کے خط سے "کتاب المناقب" تک دار الکتب المصریہ میں (٢٥٠٤) حدیث میں موجود ہے (نیز ملاحظہ ہو: المعجم المفهرس لابن حجر)

(۷) شرح جامع الترمذی للحافظ ابن حجر العسقلانی (٧٧٣-٨٥٢ھ) (فتح الباری ٢٣٠/١)۔

(۸) العجاب فی تخریج مایقول فیه الترمذی: وفی الباب للحافظ ابن حجر، اس کا نام "اللباب" بھی ہے، حافظ سخاوی کہتے ہیں کہ حافظ ابن حجر نے شروع کے ابواب پر چھے دفتر لکھے۔ اگر یہ کتاب مکمل ہو جاتی تو ایک ضخیم جلد میں آتی۔ (الجواهر والدرر: ٢/٦٦٦)

(۹) العرف الشذی علی الجامع الترمذی للحافظ عمر بن رسلان البلقینی (۷۲۴۔۸۰۵ھ)۔ یہ صرف ایک قطعے کی شرح تھی اور ناتمام۔

(۱۰) قوت المغتذی علی الجامع الترمذی للحافظ جلال الدین عبد الرحمن بن کمال ابی بکر بن محمد بن سابق السیوطی (۸۴۹۔۹۱۱ھ)۔

(۱۱) نفع قوت المغتذی علی جامع الترمذی لعلی بن سلیمان المغربی المالکی (۱۲۹۸ھ) (مطبوع قاہرہ، دہلی)۔ یہ سیوطی کی شرح کی تلخیص ہے۔

(۱۲) شرح الجامع الترمذی لعبد القادر بن اسماعیل الحسنی القادری الحنفی۔

(۱۳) تحقیق وشرح وتعلیق العلامه احمد محمد شاکر (مطبوع) علامہ احمد شاکر نے صرف شروع کی (۶۱۶) احادیث کی تحقیق فرمائی تھی اور ایک علمی مقدمہ تحریر کیا تھا۔

(۱۴۔۱۸) الأحادیث التی ذکر فیها الترمذی اختلافا، ولیست فی العلل الکبیر۔ اس موضوع پر جامعۃ الامام کے کلیہ أصول الدین کے شعبہ تخصص فی الحدیث سے پانچ فضلا نے ایم اے کے مقالہ جات تیار کیے ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ ڈاکٹر خالد باسمح۔ (۲) ڈاکٹر عبدالعزیز الهلیل، ۳۔ ڈاکٹر عبدالعزیز الشایع۔ (۴) ڈاکٹر بندر الشویقی

۵۔ ڈاکٹر احمد بن محمد المنیعی۔ یہ سب لوگ شعبہ حدیث میں پروفیسر ہیں۔

سنن ترمذی کی خدمت میں علمائے برصغیر کی مساعی

(۱۳) شرح الجامع الترمذی: تألیف محمد بن طاهر بن علی الفتنی (۹۱۴۔۹۸۶ھ)۔

(۱۴) شرح الجامع الترمذی: تألیف أبی الطیب محمد بن الطیب السندی (م:۱۱۰۹ھ)۔ اس کا ایک قطعہ نظامی پریس میں شائع ہوا۔ (سیرة البخاری ٢/٧٢٥)

(۱۵) شرح الجامع الترمذی: تألیف أبی الحسن بن عبد الهادی السندی المدنی (م:۱۱۳۹ھ) مصر میں طبع ہوئی۔

(۱۶) شرح الجامع الترمذی: تألیف سراج احمد السرهندی (م:۱۲۳۰ھ) یہ شرح فارسی میں ہے اور کانپور میں شائع ہوئی۔ (تاریخ التراث العربی ١/٢٤٤)

(۱۷) هدیة اللوذعی بنکات الترمذی: تألیف العلامه شمس الحق العظیم آبادی (۱۳۲۹ھ)

نامکمل رہی۔(سیرة البخاری: ۲/۷۲۷)

(۱۸) الکوکب الدری علی الجامع الترمذی لمحمد یحییٰ الکاندھلوی الحنفی (۱۳۳۴ھ)۔

(۱۹) تقریرات علی الجامع الترمذی لمحمود الحسن بن ذو الفقار الحنفی (۱۳۳۹ھ)۔

(۲۰) العرف الشذی علی الجامع الترمذی لمحمد انور شاہ کشمیری الحنفی (۱۳۵۲ھ)۔

(۲۱) الطیب الشذی شرح الجامع الترمذی لاشفاق الرحمن الکاندھلوی الحنفی۔

(۲۲)حاشیة علی الجامع الترمذی لاحمد بن علی بن لطف الله السھارنفوری الحنفی۔

(۲۳)معارف السنن شرح الجامع الترمذی لمحمد یوسف البنوری الحنفی (۱۳۹۷ھ)۔

(۲۴)تحفة الاحوذی بشرح الجامع الترمذی للعلامة الشیخ الحافظ ابی العلا محمد عبد الرحمان بن عبد الرحیم المبارکفوری (۱۲۸۲۔۱۳۵۲ھ)۔

(۲۵) مقدمه تحفة الأحوذی للمبارکفوری ، یہ علومِ حدیث، محدثین اور مولفات حدیث نیز امام ترمذی اور سنن سے متعلق ایک جامع کتاب ہے۔

(۲۶)جائزة الأحوذی فی التعلیقات علی سنن الترمذی فی اختصار تحفة الأحوذی: تالیف: حافظ ثناء اللہ بن عیسیٰ خان، یہ شرح جمعیة احیاء التراث الاسلامی (کویت) کے تعاون سے چار جلدوں میں جامعہ سلفیہ، بنارس سے شائع ہوئی ہے، جس کے صفحات ۴۸۲۸ ہیں اور دراصل یہ تحفة الأحوذی کا جامع اختصار مع اضافات مفیدہ ہے۔

(۲۷)قواعدفی علوم الحدیث وکتبه وأهله للمبارکفوری: ڈاکٹر عبدالعلیم بن عبدالعظیم بستوی نے علومِ حدیث کتب حدیث اور محدثین سے متعلق مقدمہ تحفہ کے مباحث کی فاضلانہ تحقیق ۱۰۳۹ صفحے میں دار المنہاج، ریاض سے شائع فرمائی ہے۔

(۲۸)الامام الترمذی والموازنة بین جامعه وبین الصحیحین: تالیف: ڈاکٹر نورالدین عتر۔

مختصرات و مستخرجات سنن الترمذی

(۲۷)مختصر جامع الترمذی لنجم الدین محمد بن عقیل البالسی الشافعی (م:۷۲۹ھ)۔

(۲۸)مختصر جامع الترمذی لنجم الدین سلیمان بن عبد القوی الطوفی الحنبلی (م: ۷۱۰ھ)۔

(۲۹) مائة حدیث منتقاة منه عوال(أی من سنن الترمذی) للحافظ صلاح الدین خلیل الکیکلدی العلائی (اس میں سو منتخب احادیث ہیں)(کشف الظنون ۱/ ۵۵۹)

(۳۰)مستخرج علی جامع الترمذی لأبی علی الطوسی (تدریب الراوی)

(۳۱)صحیح سنن الترمذی للألبانی .

(۳۲)ضعیف سنن الترمذی للألبانی . دونوں کتابیں سند حذف کر کے اور ہر حدیث پر حکم لگا کر الگ الگ شائع ہوئیں اور بعد میں مکتبۃ المعارف، ریاض سے البانی صاحب کے حکم کے ساتھ اصل سنن الترمذی شیخ ابوعبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان کی نگرانی میں شائع ہوئی۔

سنن الترمذی کے اردو تراجم وشروح

(۳۳)جائزة الشعوذی شرح الجامع الترمذی: تألیف بدیع الزمان بن مسیح الزمان حیدر آبادی (م:۱۳۱۰ھ) یہ ترجمہ وشرح اردو میں ہے۔

(۳۴)تکملة شرح الجامع الترمذی لبدیع الزمان لوحید الزمان بن مسیح الزمان حیدر آبادی (م:۱۳۳۸ھ)۔

کتاب الشمائل کی شروح ومختصرات

امام ترمذی کی سنن کی طرح کتاب الشمائل بھی بڑی مقبولِ عام کتاب ہے اور علما نے اس کی بھی کئی شرحیں لکھی ہیں، جن کا ذکر فائدے سے خالی نہ ہوگا:

۱۔شرح القسطلانی ۲۔شرح السیوطی ۳۔شرح ابن حجر الہیتمی المکی ۴۔شرح ملا علی القاری

۵۔شرح عبدالرؤوف المناوی ۶۔شرح سلیمان الجمل

۷۔المواهب اللدنية على الشمائل المحمدية: تالیف ابراہیم مصری باجوری

۸۔درر الفضائل فی شرح الشمائل، تالیف علیم الدین قریشی قنوجی (ت:۱۲۲۳ھ)

۹۔اردو ترجمہ شمائل ترمذی: از مولانا محمد زکریا کاندھلوی

۱۰۔الوصائل فی شرح الشمائل، از شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ بن عیسیٰ خان (ولادت:۱۳۶۰-۱۹۴۰م)

۱۱۔مختصر الشمائل المحمدیہ از علامہ البانی۔

۱۲۔خصائل محمدی شرح شمائل ترمذی از مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ

وفات

امام مزی نے اپنی کتاب تہذیب الکمال کے اندر بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات ۱۳ رجب المرجب کو سوموار کی رات میں ۲۷۹ھ کو ۷۰ برس کی عمر میں ہوئی۔ رحمة الله علیه رحمة واسعة .

مصادر سیرت امام ترمذی

۱۔الثقات لابن حبان (ت:۳۵۴ھ) (۹/۱۵۳)

۲۔شروط الأئمه لابن مندة (ت:۳۹۵ھ) تحقیق ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی

۳۔ الارشاد الی معرفة علما الحدیث للخلیلی (ت:۴۴۶ھ)(۳/۴۰۹)
۴۔ شروط الأئمه الستة لمحمد بن طاهر المقدسی (ت:۵۰۷ھ)
۵۔ الأنساب للسمعانی (ت:۵۶۲ھ)
۶۔ شروط الأئمة الخمسة لأبی بکر محمد بن موسیٰ الحازمی (ت:۵۸۴ھ)
۷۔ جامع الأصول لابن الأثیر الجزری (ت:۶۰۶ھ)
۸۔ التقییدلمعرفة الرواة والسنن والمسانید لابن نقطه (ت:۶۲۹ھ)(۹۲/۱۔۹۳)
۹۔ وفیات الأعیان: تالیف ابن خلکان (ت:۶۸۱ھ)، (۲۷۸۴)
۱۰۔ تهذیب الکمال: تالیف المزی (ت:۷۴۲ھ)(۲۵۰۲۶)
۱۱۔ سیر اعلام النبلاء: تالیف الذهبی (ت:۷۴۸ھ)(۲۰۳۱۳۔۲۲۱)
۱۲۔ تذکرة الحفاظ: تالیف الذهبی (ت:۷۴۸ھ)(۶۳۳۲)
۱۳۔ العبر للذهبی (ت:۷۴۸ھ)(۱/۴۰۲)
۱۴۔ الکاشف للذهبی (ت:۷۴۸ھ)(۳/۷۷)
۱۵۔ میزان الاعتدال للذهبی (ت:۷۴۸ھ)(۳/۶۷۸)
۱۶۔ نکت الهمیان فی نُکت العمیان للصفدی (ت:۷۶۴ھ)(ص:۲۶۴)
۱۷۔ الوافی بالوفیات للصفدی (ت:۷۶۴ھ)
۱۸۔ البدایة والنهایة: تالیف الحافظ ابن کثیر (ت:۷۷۴ھ)(۱۱/۶۶)
۱۹۔ تهذیب التهذیب: تالیف ابن حجر العسقلانی (ت:۸۵۲ھ)(۹/۳۸۷)
۲۰۔ تقریب التهذیب لابن حجر (ت:۸۵۲ھ)
۲۱۔ النجوم الزاهرة لابن تغری بردی (۸۷۴ھ)(۳/۸۱)
۲۲۔ طبقات الحفاظ للسیوطی (ت:۹۱۱ھ)(۲۷۸)
۲۳۔ الخلاصه للخزرجی (۳۵۵)
۲۴۔ کشف الظنون: تالیف حاجی خلیفه ملا کاتب چلپی (ت:۱۰۶۷ھ)۔
۲۵۔ معجم البلدان للحموی
۲۶۔ شذرات الذهب لابن العماد الحنبلی (ت:۱۰۸۹ھ)(۲/۱۷۴)
۲۷۔ حجة الله البالغه: تالیف: شاه ولی الله دهلوی (ت:۱۱۷۶ھ)
۲۸۔ مقدمة سنن ترمذی: (اردو): مترجم مولانا وحید الزماں حیدر آبادی۔

۲۹۔الحطة فی ذکر الصحاح الستہ: تالیف نواب صدیق حسن القنوجی (ت:۱۳۰۷ھ)(۳۷۰)
۳۰۔ھدیة العارفین:تالیف اسماعیل پاشا۔
۳۱۔بستان المحدثین تالیف: شاہ عبدالعزیز دھلوی (ت:۱۲۳۹ھ)
۳۲۔ سیرة البخاری:تالیف: علامہ عبدالسلام مبارکپوری (ت:۱۳۴۲ھ)
۳۳۔ مقدمہ تحفة الأحوذی:تالیف: علامہ عبدالرحمن مبارکپوری (ت:۱۳۵۳ھ)
۳۴۔فوائد فی علوم الحدیث وکتبه وأهله: تالیف: علامہ عبدالرحمن مبارکپوری (اختیار وتعلیق: ڈاکٹر عبدالعلیم بن عبدالعظیم بستوی) ط.مکتبہ دار المنہاج، ریاض۔
۳۵۔مقدمہ جامع الترمذی للعلامہ احمد شاکر
۲۰۔تاریخ التراث العربی: تالیف فؤاد سزکین .

مرتب
عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی

اصطلاحاتِ حدیث

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ، أَمَّا بَعْدُ!

حدیث کی روایت اور اس کی صحت وضعف کو جانچنے اور پرکھنے کے لیے محدثین نے جو قواعد وضوابط بنائے اور جن کی مدد سے کسی حدیث کی صحت اور ضعف تک پہنچے، اس علم کو اصولِ حدیث، مصطلح حدیث اور قواعد التحدیث کہتے ہیں۔

زیرنظر کتاب سنن ترمذی کے مولف امام ترمذی نے اپنی اس کتاب میں مختلف اصطلاحات کو استعمال کیا ہے، نیز احادیث کی تخریج اور فوائد کے ضمن میں بھی بعض اصطلاحات آئی ہیں، آسانی کے لیے یہاں پر ہم مختصراً بعض اہم اور ضروری اصطلاحات اور قواعد کا تذکرہ کریں گے، تاکہ قارئین کرام محدثین کے قواعد وضوابط کی روشنی میں اس کتاب سے استفادہ کرسکیں۔

حدیث: ......لغت میں حدیث کے معنی ''جدید'' (نئی چیز) اور ''بات'' کے ہیں، اور خلافِ قیاس اس کی جمع ''احادیث'' ہے۔

اصطلاح میں رسول اکرم ﷺ کے اقوال وافعال اور اعمال اور آپ کی پیدایشی صفات یا عادات واخلاق کو ''حدیث'' کہتے ہیں۔

خبر: ......اگر خبر کا تعلق نبی کریم ﷺ سے ہو تو وہ حدیث کے مترادف ہے۔ بعض لوگوں نے ''حدیث'' اور ''خبر'' کے درمیان یہ فرق بیان کیا ہے کہ ''حدیث'' وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہو اور ''خبر'' وہ ہے جو غیر نبی یعنی صحابہ، تابعین اور اتباعِ تابعین کے بارے میں ہو۔ اس کو اصطلاحی طور پر ''اثر'' بھی کہتے ہیں، جس کی جمع ''آثار'' ہے۔

بعض محدثین نے ''حدیث''، ''خبر'' اور ''اثر'' تینوں کو ہم معنی مترادف الفاظ کے طور پر استعمال کیا ہے، اس کے صحیح معنی کا سیاق وسباق سے قارئین کو خود اندازہ لگانا ہوگا۔

اگر ان الفاظ کو مقید کر کے استعمال کیا جائے، جیسے ''خبر نبوی'' (یا اخبار نبویہ) اور ''اثر نبوی'' (یا آثار نبویہ) تب یقینی طور پر یہ الفاظ ''حدیث'' کے مترادف ہوں گے۔

متواتر اور آحاد

منسوب الیہ سے ہم تک پہنچنے کے لحاظ سے حدیث کی دو قسمیں ہیں: متواتر اور آحاد۔

آحاد: ......آحاد، خبر واحد اور اخبار الآحاد ہم معنی الفاظ ہیں اور اس کی تین قسمیں ہیں: مشہور، عزیز اور غریب۔

متواتر: ......اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی روایت کرنے والے راوی ہر طبقے میں اتنی کثیر تعداد میں اور مختلف

جگہوں کے ہوں کہ ان کا کسی جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً محال ہو۔

متواتر کا حکم: ......متواتر کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے لازمی طور پر خبر کی تصدیق کا علم حاصل ہو جاتا ہے، جیسے آدمی خود کسی کا مشاہدہ کر رہا ہو تو اس کی تصدیق کے بارے میں اس کو کسی قسم کا تردد اور شک نہ ہو۔ ایسے ہی متواتر کا فائدہ ہے کہ آدمی خبر کو بے چوں چرا تسلیم کرلے۔ اس کی سند کی تحقیق کی بھی ضرورت نہیں۔

مشہور (خبر آحاد کی اقسام: مشہور، عزیز اور غریب): مشہور اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی روایت کرنے والے رواۃ تمام طبقاتِ سند میں تین یا تین سے زیادہ ہوں، مگر وہ تواتر کی حد کو نہ پہنچیں، اس کو ''مستفیض'' بھی کہتے ہیں۔

مشہور کا حکم: ......اس طریقے سے پہنچنے والی حدیث کے لیے ضروری نہیں کہ وہ لازماً صحیح ہی ہو، بلکہ اس میں صحیح، حسن اور ضعیف کی ساری قسمیں شامل ہیں، تحقیق کے بعد ہی اس کے درجہ کا تعین کیا جائے گا۔

عزیز: ......اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی روایت کرنے والے رواۃ کسی طبقے میں دو ہوں اور باقی میں دو سے کم نہ ہوں، اس میں بھی: صحیح، حسن اور ضعیف ہر قسم کی حدیث ہوتی ہے۔

غریب: ......وہ حدیث ہے جس کو روایت کرنے والا کسی طبقہ میں صرف ایک ہی آدمی رہ گیا ہو۔

مشہور، عزیز، غریب کو ''خبر واحد'' (یا اخبار آحاد) کہا جاتا ہے، اس لیے ہر ایک کی تحقیق و جستجو کے بعد ہی اس پر صحیح یا حسن یا ضعیف کا حکم لگایا جائے گا۔

صحیح، حسن اور ضعیف

مقبول یا مردود ہونے کے لحاظ سے حدیث کی تین قسمیں ہیں: صحیح، حسن اور ضعیف۔ پھر ان تینوں کی ذیلی قسمیں ہیں:

صحیح: ...... وہ حدیث ہے جس کے نقل (روایت) کرنے والے رواۃ ثقہ ہوں، یعنی عادل وضابط (پختہ حفظ کے مالک) ہوں اور ان کے درمیان سند متصل ہو، یعنی ان کی ملاقات اور سماع ثابت ہو، نیز وہ شذوذ اور علتِ قادحہ سے پاک ہو۔ (یہ شرط صحابہ کے بعد کے لوگوں کے لیے ہے، صحابہ سارے کے سارے عادل اور ضابط مانے گئے ہیں)۔

شذوذ: ...... یہ ہے کہ ثقہ (عادل وضابط) راوی کی روایت ثقہ رواۃ کے مخالف ہو یا کم درجے کے ثقہ نے اپنے سے اعلیٰ ثقہ راوی کے برخلاف روایت کی ہو، تو ایک ثقہ یا کم ثقہ کی روایت کو ''شاذ'' کہتے ہیں، جو ''صحیح'' کے منافی ہے۔ ثقات یا زیادہ ثقہ راوی کی روایت کو محفوظ کہتے ہیں۔

علت: ......حدیث کو ضعیف کر دینے والے ایسے مخفی سبب کو کہتے ہیں جس پر فنِ حدیث کے متبحر علما یعنی ناقدینِ حدیث ہی مطلع ہو پاتے ہیں۔ جس طرح ایک ماہر جوہری ہی سونے یا چاندی کے کھوٹ پر اپنے تجربے کی بنیاد پر مطلع ہو پاتا ہے، اس کا سبب عموماً راوی کا سوے حفظ ''وہم'' ہوتا ہے۔

صحیح کی قسمیں:

صحیح کی دو قسمیں ہیں: صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ

صحیح لذاتہ: ......جس حدیث کے تمام رواۃ صحیح کی تعریف میں مذکور شروط وصفات میں اعلیٰ درجے کی صفات کے حامل ہوں، اس کو صحیح لذاتہ کہتے ہیں۔ یعنی ثقہ (عادل اور پختہ حفظ والا راوی) متصل سند کے ساتھ روایت کرے اور وہ شذوذ اور علت سے پاک ہو۔

صحیح لغیرہ: ......حسن لذاتہ اگر دو طریق سے آجائے تو اس کو صحیح لغیرہ کہتے ہیں۔ یعنی بعض رواۃ "صفتِ ضبط" میں "صحیح لذاتہ" کے پختہ حفظ والے راوی سے حفظ میں قدرے کم ہوں (باقی صفات میں کم نہ ہوں) اور وہ حدیث اسی طرح کی کسی اور سند سے بھی مروی ہو تو دونوں سندیں مل کر ایک حدیث کو ''صحیح لغیرہ'' کا درجہ عطا کرتی ہیں۔

صحیح کا حکم: ......ان دونوں قسموں سے ثابت حدیث عقیدہ وعمل اور اصول وفروع میں حجت اور دلیل ہے۔

صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ سے فائق ہے۔

صحیح حدیث کے مراتب

صحیح حدیث کے سات مراتب ہیں:

۱۔ جس حدیث کی روایت امام بخاری ومسلم دونوں نے اپنی صحیح میں کی ہو۔

۲۔ جس حدیث کی روایت صرف امام بخاری نے کی ہو۔

۳۔ جس حدیث کی روایت صرف امام مسلم نے کی ہو۔

۴۔ جو حدیث بخاری اور مسلم کی متفقہ شرائط پر پوری اترتی ہو اور ان دونوں میں سے کسی نے اس کی روایت نہ کی ہو۔

۵۔ وہ حدیث جو صرف امام بخاری کی شرط پر ہو اور انھوں نے روایت نہ کی ہو۔

۶۔ وہ حدیث جو صرف امام مسلم کی شرط پر ہو اور انھوں نے روایت نہ کی ہو۔

۷۔ جو حدیث بخاری ومسلم یا ان میں سے کسی ایک کی شرط پر نہ ہو۔

حسن

حسن: ......حسن وہ حدیث ہے جس کے بعض رواۃ ''صفتِ ضبط'' میں ''صحیح لذاتہ'' کے رواۃ سے قدرے کم ہوں، یعنی صحیح لغیرہ کی تعریف میں مذکور کسی ایک سند سے مروی حدیث کو حسن (لذاتہ) کہتے ہیں۔

حسن کی قسمیں

حسن کی دو قسمیں ہیں: حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ

حسن لذاتہ: ......صحیح لذاتہ میں ثقہ راوی کا تام الضبط ہونا ضروری ہے اور حسن لذاتہ میں راوی کے ضبط اور حفظ میں صحیح لذاتہ کے راوی کے مقابلے میں قدرے کمی ہو جاتی ہے۔ بقیہ شروط صحیح لذاتہ ہی کی ہیں۔ اوپر مذکور حسن کی تعریف

سے حسن لذاتہ کی وضاحت ہوگئی ہے۔

حسن لغیرہ: ......وہ ضعیف حدیث جس کے رواۃ میں سے کوئی راوی فسق یا کذب سے متصف نہ ہو اور وہ حدیث ایسی ہی کسی اور سند سے بھی مروی ہو۔ (ضعیف کی تعریف دیکھیں)

حسن کا حکم: ......دلیل اور حجت پکڑنے میں حدیث حسن بھی صحیح کی طرح ہے مگر فرقِ مراتب کے ساتھ۔

صحیح الاسناد و حسن الاسناد

کسی حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ صحیح الاسناد یا ضعیف الاسناد ہے، اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ صحیح اور حسن کے درجہ کی ہو، اس لیے کہ صحتِ حدیث میں شذوذ اور علت کی نفی بھی ضروری ہے اور صحیح الاسناد اور حسن الاسناد میں سند کا اتصال اور راوی کی عدالت اور حفظ وضبط کی بات ہے، ہاں اگر قابلِ اعتماد ناقدِ حدیث یہ دونوں صیغے استعمال کرے اور اس حدیث کی کوئی علت بھی نہ پائی جا رہی ہو تو بظاہر متن کی صحت بھی مقصود ہے۔

ضعیف

ضعیف: ......وہ حدیث ہے جس کے رواۃ کے اندر حسن کے رواۃ کی صفات میں سے کوئی صفت یا پوری صفات نہ پائی جائیں۔ حدیث کے ضعف کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سند میں انقطاع، جیسے: مرسل، معلق، معضل، منقطع، مدلس، مرسل خفی، معنعن، مؤنن۔

۲۔ راوی کی عدالت اور اس کے حفظ وضبط میں طعن، راوی کی عدالت میں ہونے والے طعن میں راوی کا حدیثِ رسول میں کذاب ہونا یا لوگوں سے بات چیت میں جھوٹ بولنا یا فسق یا بدعت یا جہالت ہے اور راوی کے حفظ وضبط میں طعن میں راوی کا فاحش الغلط ہونا، یا کمزور حافظے کا ہونا، یا غفلت کا شکار ہونا یا اوہام کی کثرت، یا ثقات کی مخالفت ہے۔

ضعیف کا حکم: ......ضعیف حدیث سے دلیل اور حجت پکڑنا جائز نہیں، نیز اس کی روایت اور اس کا تذکرہ بھی اس کے حکم کو بیان کیے بغیر جائز نہیں۔ فضائل میں بھی اس سے استدلال جائز نہیں، کیونکہ کسی عمل کی فضیلت بھی ایک شرعی حکم ہے اور کسی بھی شرعی حکم کے ثبوت کے لیے اس کا صحیح یا حسن سند سے منقول ہونا ضروری ہے۔

مرسل: ......وہ حدیث ہے جس کی روایت تابعی نے رسول اکرم ﷺ سے کی ہو، مثلاً تابعی کہے: "قال رسول اللہ ﷺ" (رسول اکرم ﷺ نے فرمایا)۔

مرسل کا حکم: ......مرسل ضعیف کی ایک قسم ہے، کیونکہ یہ نہیں معلوم کہ تابعی نے سند سے کسی صحابی ہی کو ساقط کیا ہے یا صحابی کے ساتھ ساتھ کسی تابعی کو بھی ساقط کیا ہے، جس سے اس نے براہِ راست حدیث لی تھی (تابعی سے تابعی کی روایت بہت معروف ہے، بلکہ ایک سند میں کبھی کئی ایک تابعی ہوا کرتے ہیں) اور تابعی ضعیف بھی ہوتے ہیں۔ اب معلوم نہیں کہ جس تابعی کو ساقط کیا ہے وہ ثقہ بھی ہے یا نہیں؟ یعنی راوی کے مجہول ہونے کے سبب مرسل حدیث ضعیف ہوتی

ہے،اور اگر کسی ذریعے سے یہ طے ہو جائے کہ تابعی نے صحابی ہی کو ساقط کیا ہے تو صحابی کے مجہول ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا،اسی لیے سعید بن المسیب کی مرسل روایت قبول کی جاتی ہے، اسی طرح کسی اور مرسل سند سے یہ حدیث آ جائے تو بھی وہ مرسل قبول کر لی جاتی ہے۔

معلق: ......وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع سے ایک یا کئی ایک راوی مسلسل یا سبھی رواۃ ساقط ہوں، چونکہ ساقط شدہ رواۃ کی عدالت اور ضبط کا کچھ علم نہیں، اس لیے معلق بھی ضعیف کی اقسام میں سے ہے، البتہ صحیح بخاری کی معلق روایات اگر معروف صیغوں کے ساتھ مذکور ہوں (جیسے قال ابن عباس: قال النبی ﷺ) تو ایک حد تک ان سے استناد کیا جا سکتا ہے۔

معضل: ......وہ حدیث ہے جس کے سند کے درمیان سے دو یا دو سے زیادہ راوی مسلسل ساقط ہوں۔

منقطع: ......وہ حدیث ہے جس کے درمیان سند سے کوئی ایک راوی ساقط ہو۔ یہ سقوط ایک جگہ سے بھی ہو سکتا ہے اور کئی جگہوں سے بھی (ابن حجر)۔

نوٹ: ......مذکورہ تعریف حافظ ابن حجر کی ہے، اس کے لحاظ سے معضل اور متعدد جگہوں سے ایک راوی کے سقوط والے منقطع میں فرق یہ ہے کہ معضل میں سقوط میں تسلسل ہوتا ہے اور منقطع میں تعددِ محل ضروری ہے۔

مدلس: ......تدلیس کے ساتھ روایت کی گئی حدیث یا خبر کو ''مُدَلَّس'' کہتے ہیں اور اس طرح کی روایت کرنے والے راوی کو ''مُدَلِّس'' کہتے ہیں۔

تدلیس اور اس کی اقسام

تدلیس: ......لغت میں خریدار سے سامان کے عیب کو چھپانے کا نام تدلیس ہے۔ اصطلاحِ حدیث میں سند کے عیب پر پردہ ڈالنا اور ظاہری سند کو اچھا بنا کر پیش کرنے کا نام تدلیس ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک تدلیس الشیوخ اور دوسری تدلیس الاسناد۔

۱۔ **تدلیس الشیوخ:** ......راوی اپنے شیخ کے معروف و مشہور نام کے بجائے اس کا کوئی غیر معروف نام لے، جیسے: غیر معروف لقب، یا کنیت، یا نسبت استعمال کرے، تا کہ لوگ اس کی اصلیت کو نہ جان پائیں، کیونکہ وہ ضعیف ہوتا ہے اور اس کے ضعف کو چھپانا ہی مقصود ہوتا ہے۔ اس کو ''تدلیس الشیوخ'' کہتے ہیں۔

۲۔ **تدلیس الاسناد:** ......راوی ایسے شیخ سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات تو ہو اور اس سے روایت بھی لی ہو، مگر اس حدیث کو اس شیخ سے نہ سنا ہو، جس سے تدلیس کر رہا ہے یا ایسے راوی سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ہے لیکن اس سے کچھ سنا نہیں ہے اور روایت کو عن فلان یا قال فلان جیسے الفاظ سے روایت کرے، جس سے راوی سے سماع کا دھوکا ہو۔

اس کی تین صورتیں ہیں:

(ا) **تدلیس القطع**: اسے تدلیس الحذف بھی کہتے ہیں۔
اس کی شکل یہ ہے کہ راوی سند کو کاٹ دینے یا حذف کردینے کی نیت سے روایتِ حدیث کے الفاظ کے درمیان سکوت اختیار کرلے۔

(ب) **تدلیس العطف**: اس میں راوی اپنے شیخ سے روایت میں تحدیث کی صراحت کرے اور اس پر کسی دوسرے شیخ کا عطف کرے، جس سے اس نے یہ حدیث نہیں سنی ہے۔

(ج) **تدلیس التسویہ**: راوی دو ثقہ کے درمیان موجود ضعیف راوی کو ساقط کردے، ان میں سے ایک کی ملاقات دوسرے سے موجود ہے اور یہ مدلس راوی اپنے ثقہ شیخ سے اور وہ دوسرے ثقہ راوی سے حدیث روایت کرے اور روایت میں عن وغیرہ الفاظ استعمال کرے، جس سے سند کے متصل ہونے کا وہم ہو، تاکہ پوری سند ثقات پر مشتمل ہو۔ یہ تدلیس کی سب سے بدترین قسم ہے۔

"معنعن" اور "عنعنه":......تدلیسی روایات میں مدلّس راوی "أخبرنا" یا "أخبرني" یا "حدثنا" یا "حدثني" یا "سمعت" جیسے الفاظ استعمال نہیں کرتا، تاکہ "کذاب" نہ قرار دے دیا جائے، بلکہ وہ "عن" یا "أنَّ" یا "قال" جیسے الفاظ استعمال کرتا ہے، تو "عن" کے ذریعے روایت کرنے کو "عنعنه" کہتے ہیں اور ایسی روایت کو "معنعن" کہتے ہیں۔

مُؤَنَّنْ: "أنّ" کے ذریعے روایت کو "مؤنن" کہتے ہیں۔

مرسل خفی: ......راوی ایسے آدمی سے روایت کرے جو اُس کے زمانے میں موجود تو، ہو مگر اس سے اس کی ملاقات اور روایت نہ ہو اور ایسے الفاظ استعمال کرے جس سے سماع کا دھوکا ہو، جیسے "عن" اور "قال" (تدلیس التسویہ اور ارسال خفی میں یہی فرق ہے کہ تدلیس میں ملاقات اور روایت ہوتی ہے اور ارسال خفی میں صرف زمانہ ایک ہوتا ہے، لقا اور سماع نہیں ہوتا)

۲۔ راوی میں کسی نقص اور عیب کے سبب ضعیف حدیث کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:
موضوع، متروک، منکر، شاذ، معلل یا معلول، مدرج، مقلوب، مضطرب اور مصحف۔

موضوع: ......اگر راوی کاذب اور جھوٹا ہے اور اس نے اپنی طرف سے سند یا متنِ حدیث وضع کر کے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کردیا ہے تو اُس کی یہ گڑھی اور بنائی ہوئی حدیث ''موضوع'' کہلاتی ہے اور یہ ضعیف کی سب سے بدتر قسم ہے، اس کے مرتکب کو رسول اللہ ﷺ نے جہنم کی وعید سنائی ہے۔

متروك: ......اگر راوی اپنی عام بول چال میں جھوٹا آدمی ہو اور اس کی روایت کردہ حدیث صرف اسی کے واسطے سے مروی ہو اور وہ حدیث دین کے مُسَلَّمَاتَ کے خلاف ہو تو اس حدیث کو "متروك" کہتے ہیں، اس کا درجہ شناعت وقباحت میں موضوع کے بعد ہے۔

منکر (ومعروف):......وہ حدیث ہے جس کے راوی کے اندر از حد غفلت، وہم، ظاہری فسق و فجور جیسی بری صفات پائی جاتی ہوں، یا کسی طرح کا کوئی ضعیف راوی کسی ثقہ (عادل وضابط) راوی کے برخلاف روایت کرے تو ضعیف کی روایت ''منکر'' اور ثقہ کی روایت کو ''معروف'' کہا جاتا ہے۔

شاذ (ومحفوظ):......شاذ بھی ضعیف کی ایک قسم ہے، یہ ایسے ثقہ کی روایت کو کہتے ہیں جس نے اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کے خلاف روایت کی ہو یا ثقہ نے ثقات کی ایک جماعت کے برخلاف روایت کی ہو، تو کم ثقہ اور ثقہ کی روایت کو شاذ اور اعلیٰ درجے کے ثقہ یا ثقات کی روایت کو ''محفوظ'' کہا جاتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ تعارض کے وقت ''محفوظ'' کو ترجیح دی جائے گی۔

مُعَلَّلْ (یا معلول):......اگر راوی کے اندر نقص "وہم" ہو تو اس کی روایت کو معلل یا معلول کہتے ہیں اور سبب کو ''علت'' کہتے ہیں مخفی علت صحتِ حدیث میں قادح ہوتی ہے اور اس پر بڑے بڑے ماہر محدثین ہی مطلع ہو پاتے ہیں۔

مدرج: ......راوی کا اپنی طرف سے اسناد یا متن میں ایسا اضافہ جو بظاہر اس کے اوپر کے راوی کے کلام (سند میں) یا متنِ حدیث ہی سے معلوم ہو۔ راوی کسی وضاحت کے لیے ایسا کرتا ہے لیکن سامع اس کو اصل سند یا اصل متن میں سے سمجھ کر روایت کر دیتا ہے۔ ادراج کا علم اس روایت کے کسی اور سند سے مروی ہونے، یا خود راوی کی وضاحت سے ہوتا ہے (تعریف سے ظاہر ہے کہ ادراج سند اور متن دونوں میں ہوتا ہے)

مقلوب: ......سند یا متن میں الٹ پھیر کو کہتے ہیں، جیسے کوئی ''کعب بن مرّۃ'' کو ''مُرّہ بن کعب'' کردے، یا روایت میں موجود ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ''سالم'' کی جگہ دوسرے شاگرد ''نافع'' کا نام لے لے (یہ مقلوبِ سند ہے) یا جیسے مسلم کی مشہور حدیث: ((لَا تَعْلَمُ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ)) کو "لَا تَعلَمُ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ" کر دیا گیا ہے۔ (یہ مقلوبِ متن ہے)

مضطرب: ......کسی ایک ہی حدیث کا اس طرح مختلف شکلوں میں مروی ہونا کہ ان شکلوں کا آپس میں باہم سخت اختلاف ہو اور ان کے درمیان جمع و توفیق اور تاویل ممکن نہ ہو اور تمام روایات قوت میں ایک دوسرے کے برابر ہوں، کسی کو دوسرے پر کسی صورت میں ترجیح ممکن نہ ہو، اگر کوئی شکل (روایت) قوت میں زیادہ ہو تو پھر اس حدیث کو مضطرب نہیں کہیں گے، راجح شکل پر عمل کریں گے۔ اسنادی قوت کے علاوہ ترجیح کے اور بھی اسباب و عوامل ہوتے ہیں، ان کے لحاظ سے بھی روایت کو ترجیح دی جاسکے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

مُصَحَّف: ......کسی لفظ کو (جو ثقات سے مروی ہو) کسی دوسرے لفظ سے بدل کر روایت کر دینا (یہ تبدیلی لفظی اور معنوی دونوں ہوسکتی ہے) جیسے ''العوام بن مُراحم'' (بالراء المهملة) کو "العوام بن مُزاحم" (بالزای المعجمة) کر دینا، یا جیسے "احتجر فی المسجد" (مسجد میں حجرہ بنایا) کو "احتجم فی المسجد" (مسجد میں پچھنا لگایا) کر دینا۔

۳۔ منسوب الیہ کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں

حدیث یا خبر کسی ذات یا شخص سے منسوب ہوتی ہے، یعنی ہر حدیث اور خبر کا ایک مصدر رہوتا ہے، اس کو منسوب الیہ کہتے ہیں، اس اعتبار سے حدیث کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

حدیث قدسی، حدیث مرفوع، موقوف، مقطوع۔ یہ اقسام صحیح وضعیف دونوں میں مشترک ہیں۔

حدیث قدسی: ......وہ حدیث ہے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف کریں، جیسے آپ کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مرفوع: ......وہ حدیث جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو، قولی ہو یا فعلی یا تقریری، احادیث کا بیشتر حصہ حدیث مرفوع ہی پر مشتمل ہے، جیسے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

موقوف: ......وہ خبر جو کسی صحابی کی طرف منسوب ہو، قولی ہو یا فعلی یا تقریری، جیسے: ''عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتوں کے مہروں میں غلو نہ کرو۔'' (اس کو ''اثر'' بھی کہتے ہیں)۔

مقطوع: ......وہ خبر جس کی نسبت تابعی یا تبع تابعی کی طرف ہو، جیسے حسن بصری کا فرمان ہے: ''بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو، اس کی بدعت کا وبال اسی کے اوپر ہوگا۔''

۴۔ حدیث کی مشترک قسمیں

مسند: ......وہ مرفوع حدیث ہے جس کی سند متصل ہو، اس کی سند کے اندر کسی طرح کا انقطاع نہ ہو (عام مرفوع حدیث: منقطع اور معضل بھی ہوسکتی ہے)۔

متصل: ......وہ حدیث یا خبر ہے جس کی سند متصل ہو، اس کی سند کے اندر کسی قسم کا انقطاع نہ ہو، خواہ مرفوع ہو یا موقوف یا مقطوع۔

۵۔ عام اصطلاحات

متابعات: ......سند کے کسی طبقے میں واقع کسی راوی کے ساتھ کوئی اور بھی راوی اس حدیث کی روایت میں شریک ہو، لیکن صحابی ایک ہی ہو تو دوسرے راوی کو یا اس کی روایت کو ''مُتابِع'' اور پہلے راوی کو یا اس کی روایت کو ''مُتابَع'' کہتے ہیں اور اس عمل کو متابعت کہتے ہیں، جس کی جمع ''متابعات'' ہے۔

شواھد: ......ایک صحابی کی روایت دوسرے صحابی سے بھی آئے تو اُس کو ''شاہد'' کہتے ہیں، بلکہ ہر ایک دوسرے کی حدیث کی شاہد ہے، اس کی جمع ''شواہد'' ہے۔

لین الحدیث: ......اس کتاب میں کسی ضعیف حدیث کے اسبابِ ضعف میں اس راوی کے متعلق لکھا گیا ہے جس کے بارے میں حافظ ابن حجر نے "مقبول" لکھا ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر اس راوی کا کوئی اور متابع ہوگا تو اس کی روایت قبول کی جائے گی ورنہ رد کردی جائے گی اور اس روایت میں اس کا کوئی متابع نہیں ہے، اس لیے اس کی

یہ روایت ضعیف ہے۔

اختلاط (اور مختلط):...... کسی ثقہ عادل ضابط راوی کے حفظ وضبط میں کسی حادثے یا بڑھاپے کے سبب کمزوری واقع ہو جائے تو اس کو اختلاط کہتے ہیں اور راوی کو مختلط کہتے ہیں۔ مختلط کی روایت کو قبول کرنے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل تفصیل ہے:

اس مختلط راوی سے روایت کرنے والے نے اختلاط طاری ہونے سے پہلے اس سے روایت لی ہے یا بعد میں؟ یا پہلے اور بعد دونوں حالتوں میں؟ تو جس نے اختلاط سے پہلے روایت لی ہے (اور وہ خود بھی ثقہ ہے) تو اس کی روایت مقبول ہوگی اور دونوں حالتوں یا اختلاط کے بعد روایت لینے والے کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

مجہول اور جہالت:...... کسی بھی راوی کی روایت اس کی ثقاہت (عدالت اور قوتِ حافظہ) کی بنیاد پر قبول کی جاتی ہے۔ کسی راوی کی ثقاہت معلوم ہی نہ ہو تو اس کی روایت کس بنیاد پر قبول کی جائے؟ اسی لیے مجہول راوی کی روایت قبول نہیں کی جاتی۔

جہالت دو طرح کی ہوتی ہے: جہالتِ عین اور جہالتِ حال جہالت عین کا مطلب ہے کہ سرے سے راوی کی شخصیت کا اس سے زیادہ اتا پتا نہیں کہ اس سے ایک آدمی نے روایت لی ہے اور کسی امامِ جرح وتعدیل نے اس کی ثقاہت کا ذکر نہ کیا ہو، اور جب شخصیت مجہول ہے تو ثقاہت کا کیسے پتا چلے؟ ایسے راوی کو صرف "مجہول" یا مجہول العین کہتے ہیں۔

جہالتِ حال کا مطلب یہ ہے کہ دو آدمیوں کے اس سے روایت لے لینے کی وجہ سے اس کی شخصیت تو معلوم ہو گئی، مگر ثقاہت کے بارے میں کسی امامِ جرح وتعدیل نے کچھ ذکر نہیں کیا۔ ایسے راوی کو ''مجہول الحال'' یا ''مستور'' کہتے ہیں۔

مبہم:...... ایسے راوی کو کہتے ہیں، جس کا نام معلوم نہ ہو، اس سے روایت کرنے والا "عن رجل" یا "عن امرأة" یا "عن أبیه" یا "عن أمه" یا "جده" یا "عن عمه" یا "عن جدته" یا "عن صاحب له" وغیرہ جیسے مبہم ناموں سے اس کا ذکر کرتا ہے تو جب نام ہی نہیں معلوم تو اس کی ثقاہت کا کیا اتا پتا؟ ہاں کسی خارجی ذریعے سے اس کا نام اور ثقاہت معلوم ہو جائے تو اس کی روایت قبول کر لی جاتی ہے۔

ناسخ ومنسوخ:...... ناسخ کے لغوی معنی زائل کرنے والا اور منسوخ کے لغوی معنی زائل کیا ہوا ہے۔

اصطلاح میں ناسخ اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے ذریعے شارع نے پہلے حکم کو ختم کر دیا ہو اور منسوخ وہ حدیث ہے جس میں پہلے حکم کو اس ناسخ حدیث نے ختم کر دیا ہو۔

جامع ترمذی کی بعض اصطلاحات کی شرح وتفصیل

اصولِ حدیث میں استعمال ہونے والی ضروری اصطلاحات کی تفصیل اوپر گزری، یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جامع ترمذی کے اندر استعمال ہونے والی اصطلاحات کی وضاحت الگ سے کر دی جائے، تاکہ قارئین کو امام ترمذی کی

اس عظیم کتاب سے استفادہ کرنے میں آسانی ہو:

۱۔ "هذا حديث حسن"، "هذا حديث صحيح"، "هذا حديث ضعيف" (یہ حدیث حسن درجہ کی ہے، یہ حدیث صحیح ہے، یہ حدیث ضعیف ہے) امام ترمذی کی اصطلاح میں حسن کا ایک خاص معنی ہے، جس کی خود آپ نے وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ سنن کے آخر میں کتاب العلل الصغیر میں کہتے ہیں: ہم نے اس کتاب میں جو حسن حدیث ذکر کی ہے، اس سے میری مراد یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میرے نزدیک حسن درجے کو پہنچی ہوئی ہے۔ ہر وہ حدیث جس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہ ہو جو متہم بالکذب ہو (یعنی عام بول چال میں اس پر جھوٹ بولنے کا الزام ثابت ہو) اور وہ شاذ روایت بھی نہ ہو اور وہ حدیث اس سند کے علاوہ دوسری سندوں سے بھی آئی ہوئی ہو تو وہ ہمارے نزدیک حسن درجے کی روایت ہے۔ صحیح اور ضعیف کی اصطلاحات میں وہ عام جمہور کے ساتھ ہیں اور ضعیف تو معروف ہے۔

۲۔ "هذا حديث حسن صحيح" (یہ حدیث حسن صحیح ہے)، یعنی یہ حدیث ایک سند سے حسن لذاتہ ہے، یعنی اس سند کا درجہ بذات خود صحیح ہے اور دوسرے طرق کی وجہ سے یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے تو حسن ہے، البتہ متن کے اعتبار سے صحیح ہے۔

۳۔ "هذا حديث حسن صحيح"، "هذا حديث حسن غريب"، "هذا حديث حسن غريب صحيح" (یہ حدیث حسن صحیح ہے، یہ حدیث حسن غریب ہے، یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)، ان اصطلاحات کے معنی یہ ہیں کہ یہ حدیث (اس سند کے اعتبار سے) حسن لذاتہ ہے اور دوسرے طرق کے موجود ہونے کے اعتبار سے صحیح لغیرہ ہے، یا اس کا معنی یہ ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے تو حسن ہے، البتہ متن کے اعتبار سے صحیح ہے اور یہ کہ یہ حدیث متن کے اعتبار سے حسن ہے اور سند کے اعتبار سے غریب ہے۔ نیز یہ کہ یہ حدیث متن کے اعتبار سے حسن صحیح ہے اور سند کے اعتبار سے غریب ہے۔

۴۔ "فيه مقال أو في إسناده مقال" امام ترمذی بعض حدیثوں کے بارے میں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں، جس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اس حدیث کی صحت یا اس کی سند کی صحت کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے۔

۵۔ "ذاهب الحديث" کسی راوی کے بارے میں "ذاهب الحديث" کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اس کے حافظے سے یہ حدیثیں نکل جاتی ہیں، یعنی وہ راوی حدیث کا حافظ نہیں ہوتا۔

۶۔ "مقارَب الحديث" بعض راویوں کے بارے میں کہتے ہیں: ''مقارَب الحدیث'' لفظ مقارب کو "ر" کے فتحہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، فتحہ پڑھنے کی صورت میں اس کا معنی یہ ہوا کہ دوسرا راوی اس مذکور راوی سے حافظہ میں قریب ہے اور جس نے مقارب کو کسرہ کے ساتھ پڑھا تو اس کا معنی یہ ہوا کہ یہ راوی دوسرے راوی کے حافظہ کے قریب ہے، یعنی اس راوی کی حدیث دوسرے راوی کی حدیث کے قریب تر یا اس کی حدیث اس کی

حدیث کے قریب تر ہے۔

۷۔ "هو شيخ ليس بذاك" امام ترمذی نے حارث بن وجیہ راوی کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ یہ عمر دراز اور بوڑھا راوی ہے، اس کے اوپر نسیان کا غلبہ ہے اور یہ اس قابل نہیں کہ اس کی روایت پر اعتماد کیا جائے۔ اس راوی کی حدیث قوی نہیں، بلکہ ضعیف ہے۔

۸۔ "اسناده ليس بذاك" اس کا معنی یہ ہے کہ اس حدیث کی سند اس درجہ قوی نہیں جیسی ہونی چاہیے، بلکہ اس میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے۔

۹۔ "هذا حديث غريب اسنادا" اس کا معنی یہ ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے غریب ہے، متن کے اعتبار سے نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس حدیث کا متن صحابہ کی ایک جماعت کے یہاں معروف ہے، البتہ کوئی ایک راوی کسی ایک صحابی سے روایت کرنے میں منفرد ہوگیا۔

۱۰۔ "هذا حديث غريب من هذا الوجه" یعنی یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے غریب ہے، متن کے اعتبار سے نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس حدیث کا متن تو صحابہ کی ایک جماعت کے یہاں معروف ہے، البتہ اس ایک راوی کے اس صحابی سے روایت کرنے کے سبب یہ حدیث غریب ٹھہری۔

۱۱۔ "هذا حديث مرسل" مرسل حدیث محدثین کی اصطلاح میں ایسی حدیث کو کہتے ہیں، جس میں تابعی رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتا ہے۔ لیکن امام ترمذی نے مرسل کو صرف منقطع کے معنی میں بکثرت استعمال کیا ہے تو جہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے تو زیادہ تر جگہوں میں اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔ محدثین نے بھی لفظ مرسل کو منقطع کے معنی میں لیا ہے۔

۱۲۔ "هذا حديث جيد" اس کا معنی یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، البتہ بعض لوگوں نے صحیح اور جید کے مابین تھوڑا سا فرق کیا ہے، وہ یہ کہ جو حدیث حسن لذاتہ سے اوپر ہو، لیکن صحیح کے درجے سے کچھ کم ہو تو اس کو جید کہہ دیتے ہیں۔ جہاں تک امام ترمذی کا سوال ہے تو انھوں نے جید کو صحیح کے معنی میں لیا ہے، جیسا کہ "کتاب الطب" کے اندر ایک حدیث کے بارے میں کہا ہے: "هذا حديث جيد حسن" ای "هذا حديث صحيح حسن".

۱۳۔ "هذا اصح من ذلك" بعض جگہ دو حدیث یا دو قول نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: "هذا اصح من ذلك" یعنی یہ دونوں حدیثیں یا دونوں قول صحیح ہیں، البتہ یہ بعد والی حدیث یا قول پہلے مذکور حدیث یا قول سے زیادہ صحیح ہے۔

۱۴۔ "هذا أصح شيء في هذا الباب و أحسن" یعنی اس باب میں یہ حدیث زیادہ صحیح اور بہتر ہے، اس اصطلاح کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس باب میں جو حدیثیں آئی ہیں سب صحیح ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس باب میں صحیح، ضعیف جو احادیث آئی ہیں، ان میں سب سے صحیح اور بہترین یہ حدیث ہے۔

۱۵۔ "هذا حديث فيه اضطراب" اس اصطلاح کا معنی یہ ہے کہ اس حدیث میں اضطراب ہے یا یہ حدیث مضطرب ہے۔

اصطلاحِ حدیث میں مضطرب اس حدیث کو کہتے ہیں جو ایک ہی راوی سے مختلف طرق دو یا تین یا زیادہ سے مروی ہو یا دوسرے راویوں سے یا متقارب راویوں سے مروی ہو، ان سب کا آپس میں باہم سخت اختلاف ہو ان کے درمیان جمع وتوفیق اورتاویل ممکن نہ ہو اور تمام روایات قوت میں ایک دوسرے کے برابر ہوں، کسی کو دوسرے پر کسی صورت میں ترجیح ممکن نہ ہو، اگر کوئی طریقِ روایت قوت میں زیادہ ہو تو پھر اس حدیث کو مضطرب نہیں کہیں گے، راجح روایت پر عمل کریں گے۔ اسنادی قوت کے علاوہ ترجیح کے اور بھی اسباب وعوامل ہوتے ہیں، ان کے لحاظ سے بھی روایت کو ترجیح دی جاسکتی ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ حدیث میں اضطراب اس کے ضعف کی ایک علامت اور دلیل ہے۔

۱۶۔ "هذا حديث غير محفوظ" (یہ حدیث محفوظ نہیں ہے)، اس اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث شاذ ہے۔ شاذ (غیر محفوظ) حدیث بھی ضعیف احادیث کی ایک قسم ہے۔ شاذ ایسے ثقہ راوی کی روایت کو کہتے ہیں جس نے اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کے خلاف حدیث روایت کی ہو یا ایک ثقہ نے ثقات کی ایک جماعت کے برخلاف روایت کی ہو، تو زیادہ ثقہ راوی یا کئی ثقات کے مقابلے میں کم ثقہ کی روایت کو شاذ یا غیر محفوظ کہتے ہیں اور اس سے زیادہ ثقہ راوی یا ثقات کی روایت کو "محفوظ" کہا جاتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ تعارض اور اختلاف کے وقت "محفوظ" روایت کو ترجیح دی جائے گی۔

۱۷۔ "الكراهة او الكراهية" بعض جگہ شریعت کے احکام کی وضاحت میں "كراهة" اور "كراهية" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ امام ترمذی اس لفظ کا معنی تنزیہ یا ترکِ اولیٰ کے نہیں لیتے، جیسا کہ عام فقہا کی اصطلاح میں کراہت اور کراہیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے، بلکہ یہ تنزیہ اور ترک اولی اور حرمت کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ سلف کے یہاں بھی یہ لفظ حرام کے معنی میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔

چنانچہ امام عینی عمدۃ القاری (۳/ ۳۸۷) میں فرماتے ہیں: متقدمین کراہت کا لفظ بول کر اس سے کراہتِ تحریمی مراد لیتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے اعلام الموقعین لابن القیم اور نواب صدیق حسن کی الدین الخالص کا مطالعہ مفید ہوگا، نیز مقدمہ تحفة الأحوذی (۳۲۴۔۳۲۸) میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے۔

۱۸۔ "أهل الرای" امام ترمذی نے بعض جگہ یہ لفظ استعمال کیا ہے، جس سے اُن کی مراد وہ لوگ ہیں جو حدیث پر رائے اور قیاس کو ترجیح دیتے تھے، چونکہ عراق اہلِ الرائے فقہا کا گڑھ تھا، اس لیے اس اصطلاح سے مراد وہاں کے علما کا طریقہ تفقہ بھی ہے، اس سلسلے میں سب سے زیادہ شہرت امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو ہے، جو اہلِ الرائے کے لقب سے مشہور ہیں، ان کے مقابلے میں اہلِ حدیث کا مذہب ہے جن کا گڑھ حجاز (مکہ اور مدینہ) تھا۔ یہ دونوں گروہ اہلِ علم کے یہاں شروع ہی سے متعارف تھے۔ امام ترمذی اہلِ الکوفہ کی بھی اصطلاح استعمال

کرتے ہیں، جس سے مراد کوفہ کے علما وفقہا ہوتے ہیں، جیسے کہ سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور ابوحنیفہ وغیرہ، جب بعض اہلِ کوفہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے خاص طور پر امام ابوحنیفہ ہی نہیں مراد ہوتے، بلکہ وہ کوئی عالم مقصود ہوتا ہے جس کے قول یا رائے کا ذکر یا اس پر کلام مقصود ہو، چنانچہ ''کتاب الطہارۃ'' میں ''باب ماجاء أنـه يبدأ بمؤخر الرأس'' کے تحت ربیع بنت معوذ کی حدیث ذکر کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے سر کا مسح دو بار کیا اور پہلے اپنے سر کے پچھلے حصے سے مسح شروع کیا، پھر آگے کا مسح کیا، اس پر امام ترمذی کہتے ہیں: ''وقد ذهب أهل الكوفة إلى هذا الحديث، منهم وكيع بن الجراح'' یعنی بعض اہلِ کوفہ کا مذہب اس حدیث پر ہے، ان میں سے وکیع بن جراح ہیں۔ ترمذی نے یہاں پر بعض اہلِ کوفہ کا لفظ استعمال کیا اور یقینی طور پر یہاں اس سے مراد امام ابوحنیفہ نہیں ہیں، اس لیے بعض شراحِ حدیث جیسے سراج احمد ہندی اور محدث عبدالحق کا یہ کہنا کہ اہلِ کوفہ سے ترمذی کی مراد امام ابوحنیفہ ہے، لیکن تعصب کی وجہ سے نام کی صراحت نہیں کرتے، یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں، نہ تو اہلِ کوفہ سے مراد مخصوص طور پر ابوحنیفہ ہیں اور نہ ان کا نام نہ لینا کسی تعصب کی بنا پر تھا، جیسا کہ سابقہ مثال میں خود امام ترمذی نے اہلِ کوفہ کا لفظ استعمال کر کے ان میں سے امام وکیع کا ذکر کیا۔ اس مسئلے کو علامہ مبارکپوری نے خوب اچھی طرح واضح کیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں کہ ترمذی کو ائمہ اہلِ قیاس واجتہاد سے تعصب تھا۔ مبارکپوری کہتے ہیں کہ جیسے اہلِ کوفہ سے ترمذی کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کی مراد ابوحنیفہ ہے، غلط ہے، ایسے ہی یہ بھی غلط اور باطل ہے کہ ترمذی کو ائمہ اہلِ قیاس واجتہاد سے تعصب ہے، کیونکہ امام شافعی، مالک اور احمد بن حنبل وغیرہ ائمہ مجتہدین کے کلام کا تذکرہ اُن کے اپنے نام کے ساتھ موجود ہے اور اگر اس سے یہ مراد لیا جائے کہ ائمہ اہلِ قیاس اور اجتہاد سے امام ابوحنیفہ اور اصحاب ابوحنیفہ مراد ہیں تو یہ بھی باطل ہے، اس لیے کہ تعصب کی بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے، رہ گیا ایسا ظن وگمان کرنا کہ امام ابوحنیفہ کے نام کی صراحت نہ کرنے کی وجہ تعصب ہے تو یہ بدگمانی کی بات ہے اور بعض بدگمانی گناہ کے قبیل سے ہوتی ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی کا یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ کا نام ترمذی نے صراحت سے نہیں لیا ہے، تو ایسا کہنا اس لیے صحیح نہیں ہے کہ امام ترمذی نے اپنی جامع کے آخر میں محمود بن غیلان سے یہ روایت کی ہے کہ ان سے ابویحییٰ حمانی نے بیان کیا کہ انھوں نے ابوحنیفہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ فاضل کسی کو نہیں دیکھا۔ ترمذی کا یہ قول ہندوستان کے سنن الترمذی کی طباعتوں میں نہیں ہے، لیکن مصری نسخے میں یہ قول موجود ہے اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں سنن کے حوالے سے یہ قول ذکر کیا ہے، اس لیے محدث عبدالحق کا یہ قول بالکل باطل ہے کہ امام ترمذی نے امام ابوحنیفہ کا نام صراحت سے نہیں ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد مبارکپوری کہتے ہیں کہ ''أهل الكوفة'' سے امام ترمذی کی مراد کوفہ کے اہلِ علم حضرات ہیں، جیسے امام

ابوحنیفہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ وغیرہ، اور بعض اہلِ کوفہ سے مراد بعض علمائے کوفہ ہیں، ان دونوں لفظوں سے مراد صرف امام ابوحنیفہ نہیں ہیں۔ امام ترمذی اس لفظ کے استعمال میں تنہا نہیں ہیں بلکہ کئی اہلِ علم یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں، اس کے بعد امام حازمی کی کتاب "الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ" سے کئی عبارتیں نقل کیں، جن میں صریح طور پر اہلِ کوفہ کے لفظ کے استعمال کے ساتھ امام ابوحنیفہ کا تذکرہ موجود ہے، ایسے ہی کوفی علما کا ذکر آتا ہے تو اہلِ کوفہ اور کوفی دونوں ہم معنی لفظ ہیں، یہ لفظ عینی نے بھی استعمال کیا ہے اور ان کی مراد کوفی سے وہی ہے جو امام ترمذی اہلِ کوفہ کہہ کر مراد لیتے ہیں۔

۱۹۔ "أصحابنا" امام ترمذی "أصحابنا" کا لفظ فقہی مذاہب بیان کرتے وقت بکثرت استعمال کرتے ہیں، جس سے ان کی مراد اصحاب حدیث اور اہلِ الحدیث ہوتے ہیں، جن میں مالک، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ وغیرہ سبھی ائمہ شامل ہیں۔ حافظ ابن حجر بھی اس طرح کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، مثلاً کہتے ہیں: "وبه قال أحمد وإسحاق وغيرهما من أهل الحديث" یعنی اہلِ حدیث علما میں سے احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ کا یہ مذہب ہے۔ ترمذی ایک سے زائد بار "اصحابنا اهلِ الحديث" کا لفظ استعمال کرکے مثال میں شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہم کا نام ذکر کرتے ہیں، ابوالطیب سندھی اور طیبی وغیرہ نے بھی "اصحابنا" کا معنی اہلِ الحدیث بتایا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ اس سے مراد حنابلہ یا شافعیہ ہیں، صحیح نہیں ہے۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ کتبِ ستہ کے مؤلفین میں سے کوئی بھی امام کسی خاص فقہی مسلک کا پابند نہ تھا، بلکہ سب کے سب محقق عالم اور متبعِ کتاب وسنت تھے۔

۲۰۔ "فقهاء" سے ترمذی کی مراد فقہائے محدثین ہوتے ہیں، جو اہلِ الحدیث ہیں، جن میں مالک، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، سفیان ثوری، سفیان عیینہ وغیرہ سبھی شامل ہیں۔ ترمذی نے کتاب العلل کے اوائل میں سنن میں موجود فقہا تک اپنی سند بیان کی ہے، جن میں سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اس قول سے بھی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ امام ترمذی فقہا سے فقہائے محدثین مراد لیتے ہیں، اس سے ان کی مراد فقہا اہلِ الرائے نہیں۔ جیسا کہ بعض علمائے حنفیہ نے سمجھ رکھا ہے۔

سنن ترمذی کے حواشی میں استعمال ہونے والے

رموز وعلامات

- خ...... صحیح البخاری
- م...... صحیح مسلم
- ت...... سنن الترمذی
- ن...... سنن النسائی
- ق...... سنن ابن ماجہ
- حم...... مسند احمد
- ط...... موطا امام مالک
- دی...... سنن الدارمی
- الصحیحة...... سلسلة الاحادیث الصحیحة، للالبانی
- الضعیفة ...... سلسلة الاحادیث الضعیفة، للالبانی
- تفرد به الترمذی...... یعنی یہ حدیث صرف سنن الترمذی میں ہے اور صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین کے یہاں نہیں ہے
- انظر ما قبله ...... اس سے پہلے کی حدیث ملاحظہ ہو
- انظر حدیث رقم (..........) حدیث نمبر (..........) ملاحظہ ہو
- تخریج: خ/ الاعتکاف ٥ (٢٠٣٢) (خ) ...... سے مراد صحیح البخاری، (الاعتکاف) یعنی صحیح البخاری کی کتاب الاعتکاف، (٥) یعنی باب نمبر، (٢٠٣٢) یعنی حدیث نمبر

1ـ كِتَاب الطَّهَارَةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

کتاب: طہارت❶ کے احکام ومسائل

1ـ بَابُ مَا جَاءَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ

۱۔ باب: وضو (طہارت) کے بغیر صلاۃ مقبول نہ ہونے کا بیان

1ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، ح و حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ)) قَالَ هَنَّادٌ فِي حَدِيثِهِ: ((إِلَّا بِطُهُورٍ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبُو الْمَلِيحِ بْنُ أُسَامَةَ ـ اسْمُهُ: عَامِرٌ، وَيُقَالُ: زَيْدُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيُّ ـ.

تخريج: م/الطهارة ٢ (٢٢٤) ق/الطهارة ٢ (٢٧٢) (تحفة الأشراف: ٧٤٥٧) حم (٢/٢٠، ٣٩، ٥١، ٥٧، ٧٣) (صحيح)

۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ بغیر وضو کے قبول نہیں کی جاتی❷ اور نہ صدقہ حرام مال سے قبول کیا جاتا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں یہ حدیث سب سے صحیح اور حسن ہے۔❸ (۲) اس باب میں ابوالملیح کے والد اُسامہ، ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ ...... طہارت کالفظ عام ہے، جو وضو اور غسل دونوں کو شامل ہے، یعنی صلاۃ کے لیے حدثِ اکبر اور اصغر دونوں سے پاک ہونا ضروری ہے، نیز یہ بھی واضح رہے کہ دونوں حدث سے پاکی (معنوی پاکی) کے ساتھ ساتھ حسّی پاکی (مکان، بدن اور کپڑے کی پاکی) بھی ضروری ہے، نیز دیگر شرائطِ صلاۃ بھی ضروری ہے، جیسے قبلہ رخ ہونا۔ یہ نہیں کہ صرف حدث اصغر و اکبر سے پاکی کے بعد مذکورہ شرائط کے پورے کیے بغیر صلاۃ ہو جائے گی۔

فائدہ ❷ ...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صلاۃ کی صحت کے لیے وضو شرط ہے خواہ نفل ہو یا فرض،

یا صلاۃ جنازہ۔

فائدہ ❸ ...... ''یہ حدیث اس باب میں سب سے صحیح اور حسن ہے۔'' اس عبارت سے حدیث کی صحت بتانا مقصود نہیں، بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اس باب میں یہ روایت سب سے بہتر ہے، خواہ اس میں ضعف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ اس باب میں سب سے صحیح حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے، جو صحیحین میں ہے۔ (بخاري: الوضوء باب ۲ ، (۱۳۵) ومسلم: الطهارة ۲ (۲۷۵) نیز مولف کے یہاں (رقم ۷۶) بھی آ رہی ہے نیز یہ بھی واضح رہے کہ امام ترمذی کے اس قول ''اس باب میں فلاں فلاں سے بھی حدیث آئی ہے'' کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اِس باب میں اس صحابی سے جن الفاظ کے ساتھ یہ روایت مروی ہے، ٹھیک انہی الفاظ کے ساتھ اُن صحابہ سے بھی روایت منقول ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس مضمون و معنی کی حدیث فی الجملہ اُن صحابہ سے بھی مروی ہے۔

2۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الطُّهُورِ

۲۔ باب: وضو (طہارت) کی فضیلت کا بیان

2۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، أَوْ نَحْوَ هٰذَا، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ حَدِيثُ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَأَبُو صَالِحٍ وَالِدُ سُهَيْلٍ - هُوَ أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ۔ وَاسْمُهُ ذَكْوَانُ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ اخْتُلِفَ فِي اسْمِهِ، فَقَالُوا: عَبْدُ شَمْسٍ، وَقَالُوا: عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، وَهٰكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَهُوَ الأَصَحُّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَثَوْبَانَ، وَالصُّنَابِحِيِّ، وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، وَسَلْمَانَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. وَالصُّنَابِحِيُّ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ لَيْسَ لَهُ سَمَاعٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَاسْمُهُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُسَيْلَةَ، وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ اللهِ، رَحَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي الطَّرِيقِ، وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ. وَالصُّنَابِحُ بْنُ الأَعْسَرِ الأَحْمَسِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ: الصُّنَابِحِيُّ أَيْضًا، وَإِنَّمَا حَدِيثُهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ فَلَا تَقْتَتِلُنَّ بَعْدِي)).

تخريج: م/الطهارة ۱۱ (۲٤٤) (تحفة الأشراف : ۱۲۷٤۲) ط/الطهارة ٦ (۳۱) (صحيح)

۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ ❶ جو اس کی آنکھوں نے کیے تھے یا اسی طرح کی کوئی اور بات فرمائی، پھر جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس کے ہاتھوں سے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نکلتا ہے۔'' ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ❸ (۲) اِس باب میں عثمان بن عفان، ثوبان، صنابحی، عمرو بن عبسہ، سلمان اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

(۳) صنابحی جنھوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، ان کا سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے، ان کا نام عبدالرحمٰن بن عسیلہ اور کنیت ابوعبداللہ ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر کیا اور راستے ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا، انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد احادیث روایت کی ہیں۔

اور صنابح بن اعسر احمسی صحابی رسول ہیں، ان کو بھی صنابحی کہا جاتا ہے، انہی کی حدیث ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''میں تمھارے ذریعے سے دوسری امتوں میں اپنی اکثریت پر فخر کروں گا تو میرے بعد تم ہرگز ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا۔''

فائدہ ❶ :...... گناہ جھڑ جاتے ہیں کا مطلب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور گناہ سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

فائدہ ❷ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو جسمانی نظافت کے ساتھ ساتھ باطنی طہارت کا بھی ذریعہ ہے۔

فائدہ ❸ :...... بظاہر یہ ایک مشکل عبارت ہے، کیونکہ اصطلاحی طور پر حسن کا مرتبہ صحیح سے کم ہے، تو اس فرق کے باوجود ان دونوں کو ایک ہی جگہ میں کیسے جمع کیا جا سکتا ہے؟ اس سلسلے میں مختلف جوابات دیے گئے ہیں، سب سے عمدہ توجیہ حافظ ابن حجر نے کی ہے: (الف) اگر حدیث کی دو یا دو سے زائد سندیں ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ حدیث ایک سند کے لحاظ سے حسن اور دوسری سند کے لحاظ سے صحیح ہے اور اگر حدیث کی ایک ہی سند ہو تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک طبقے کے یہاں یہ حدیث حسن ہے اور دوسرے کے یہاں صحیح ہے، یعنی محدث کی طرف سے اس حدیث کے بارے میں شک کا اظہار کیا گیا ہے کہ یہ حسن ہے یا صحیح۔

3۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مِفْتَاحَ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ

۳۔ باب: وضو صلاۃ کی کنجی ہے

3۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ. وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ هُوَ صَدُوقٌ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَالْحُمَيْدِيُّ يَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ. قَالَ أَبُوعِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ.

تخريج: د/الطهارة ٣١ (٦١) ق/الطهارة ٣ (٢٧٥) (تحفة الأشراف: ١٠٢٦٥) حم (١/١٢٣، ١٢٩) دى/الطهارة ٢٢ (٧١٤) (حسن صحيح)

۳- علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ کی کنجی وضو ہے اور اس کا تحریمہ صرف اللہ اکبر کہنا ہے۔ ❶ اور صلاۃ میں جو چیزیں حرام تھیں، وہ ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہنے ہی سے حلال ہوتی ہیں۔ ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں یہ حدیث سب سے صحیح اور حسن ہے۔ (۲) عبداللہ بن محمد بن عقیل صدوق ہیں ❸، بعض اہل علم نے ان کے حافظہ کے تعلق سے ان پر کلام کیا ہے، میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ احمد بن حنبل، اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ اور حمیدی: عبداللہ بن محمد بن عقیل کی روایت سے حجت پکڑتے تھے اور وہ مقارب الحدیث ❹ ہیں۔ (۳) اس باب میں جابر اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... یعنی اللہ اکبر ہی کہہ کر صلاۃ میں داخل ہونے سے وہ سارے کام حرام ہوتے ہیں جنھیں اللہ نے صلاۃ میں حرام کیا ہے۔ ''اللہ اکبر'' کہہ کر صلاۃ میں داخل ہونا نبی اکرم ﷺ کا دائمی عمل تھا، اس لیے کسی دوسرے عربی لفظ یا عجمی لفظ سے صلاۃ کی ابتدا کرنا صحیح نہیں ہے۔

فائدہ ❷:...... یعنی صرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ ہی کے ذریعہ صلاۃ سے نکلا جاسکتا ہے۔ دوسرے کسی اور لفظ یا عمل کے ذریعہ نہیں۔

فائدہ ❸:...... یہ لفظ کلمات تعدیل میں سے ہے اور جمہور کے نزدیک یہ کلمہ راوی کے تعدیل کے چوتھے مرتبے پر دلالت کرتا ہے، جس میں راوی کی عدالت تو واضح ہوتی ہے لیکن ضبط واضح نہیں ہوتا۔ امام بخاری جب کسی کو صدوق کہتے ہیں تو اس سے مراد ثقہ ہوتا ہے، جو تعدیل کا تیسرا مرتبہ ہے۔

فائدہ ❹:...... ''مقارب الحدیث'' حفظ و تعدیل کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے۔ لفظ ''مقارب'' دو طرح پڑھا جاتا ہے: راء پر زبر کے ساتھ۔ اور راء کے زیر کے ساتھ، زبر کے ساتھ مقارَب الحدیث کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کی حدیث اس کی حدیث سے قریب ہے اور زیر کے ساتھ مقارِب الحدیث سے یہ مراد ہے کہ اس کی حدیث دیگر

ثقہ راویوں کی حدیث سے قریب تر ہے، یعنی اس میں کوئی شاذ یا منکر روایت نہیں ہے۔ امام ترمذی نے یہ صیغہ ولید بن رباح اور عبداللہ بن محمد بن عقیل کے بارے میں استعمال کیا ہے۔

4- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَنْجَوَيْهِ الْبَغْدَادِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الْقَتَّاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلاَةُ، وَمِفْتَاحُ الصَّلاَةِ الْوُضُوءُ)).

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٢٥٧٦) وانظر: حم (٣/٣٣٠) (ضعيف) سند میں سلیمان بن قرم اور ابویحییٰ القتات دونوں ضعیف ہیں، مگر آخری ٹکڑا ''مفتاح الصلاة الوضوء'' پچھلی حدیث کی بنا پر صحیح لغیرہ ہے۔

۴- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ جنت کی کنجی ہے اور صلاۃ کی کنجی وضو ہے۔''

4- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْخَلاَءَ

۴- باب: بیت الخلاء (پاخانہ) میں داخل ہونے کے وقت کی دعا

5- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلاَءَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ - قَالَ شُعْبَةُ: وَقَدْ قَالَ مَرَّةً أُخْرَى: أَعُوذُ بِاللّٰهِ - مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبِيثِ أَوِ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَجَابِرٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ. وَحَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ: رَوَى هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، فَقَالَ سَعِيدٌ: عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَوْفٍ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَقَالَ هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَمَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، فَقَالَ شُعْبَةُ: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَقَالَ مَعْمَرٌ: عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ قَتَادَةُ رَوَى عَنْهُمَا جَمِيعًا.

تخريج: خ/الوضوء ٩(١٤٢) والدعوات ١٥ (٦٣٢٢) م/الحيض ٣٢ (٣٧٥) د/الطهارة ٣ (٤) ن/الطهارة ١٨(١٩) ق/الطهارة ٩(٢٩٨) (تحفة الأشراف: ١٠٢٢) حم (٣/١٠١/٢٨٢) دي/الطهارة٩(٦٩٦) (صحيح)

۵- انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبِيثِ أَوِ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ناپاکی سے اور ناپاک شخص سے، یا ناپاک جنوں سے اور ناپاک جنیوں سے) [1]

شعبہ کہتے ہیں: عبدالعزیز نے دوسری بار ((اللهم إني أعوذ بك)) کے بجائے ((أعوذ بالله)) کہا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں علی، زید بن ارقم، جابر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں سب سے صحیح اور عمدہ ہے۔ (۳) زید بن ارقم کی سند میں اضطراب ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے قتادہ نے اسے (زید بن ارقم سے اور نضر بن انس عن ابیہ) دونوں سے ایک ساتھ روایت کیا ہو۔

فائدہ ۱:...... مذکورہ دعا پاخانہ میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنی چاہیے اور اگر کوئی کھلی فضا میں قضائے حاجت کرنے جارہا ہو تو رفع حاجت کے لیے بیٹھتے ہوئے کپڑا اٹھانے سے پہلے یہ دعا پڑھے۔

6۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلاَءَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ۱۰۱۱) (صحيح)

۶۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو پڑھتے: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے) [1] امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ۱:...... گندی جگہوں میں گندگی سے انس رکھنے والے جن بسیرا کرتے ہیں، اسی لیے نبی ﷺ قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت ناپاک جنوں اور جنیوں سے پناہ مانگتے تھے۔ انسان کی مقعد بھی قضا حاجت کے وقت گندی ہوتی، اس لیے ایسے مواقع پر خبیث جن انسان کو اذیت پہنچاتے ہیں، اس سے محفوظ رہنے کے لیے یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

5۔ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلاءِ

۵۔ باب: بیت الخلاء (پاخانہ) سے نکلتے وقت کی دعا

7۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ بْنِ يُونُسَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلاءِ قَالَ: ((غُفْرَانَكَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ. وَأَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى -اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الأَشْعَرِيُّ-. وَلا نَعْرِفُ فِي هٰذَا الْبَابِ إِلاَّ حَدِيثَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تخريج: د/الطهارة ۱۷ (۳۰) ق/الطهارة ۱۰ (۳۰۰) (تحفة الأشراف: ۱۷۹۴) د/الطهارة ۱۷ (۷۰۷) (صحيح)

۷۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے بعد جب پاخانہ سے نکلتے تو کہتے: ((غفرانک)) (یعنی اے اللہ: میں تیری بخشش کا طلب گار ہوں)۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ❷ ۲۔ اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی حدیث معروف ہے۔ ❸

فائدہ ❶ :...... ایسے موقع پر استغفار طلب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد اس کے فضلے کے نکلنے تک کی ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے بے انتہا انعامات میں سے ہیں، جن کا شکریہ ادا کرنے سے انسان قاصر ہے، اس لیے قضائے حاجت کے بعد انسان اس کوتاہی کا اعتراف کرے۔ اس موقع کی دوسری دعا ''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دیا اور مجھے عافیت دی۔'' کے معنی سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے۔

فائدہ ❷ :...... یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یہ ایک مشکل اصطلاح ہے، کیونکہ حدیث حسن میں ایک سے زائد سند بھی ہو سکتی ہے جب کہ غریب سے مراد وہ روایت ہے جو صرف ایک سند سے آئی ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ...یث اپنے رتبے کے لحاظ سے حسن ہے اور کسی خارجی تقویت وتائید کی محتاج نہیں۔ اس بات کو امام ترمذی نے غریب'' کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، یعنی اسے حسن لذاتہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ امام ترمذی حسن غریب کے ساتھ کبھی کبھی دو طرح کے جملے استعمال کرتے ہیں، ایک ((لا نعرفه إلا من هذا الوجه)) ہے اور دوسرا ((وإسناده ليس بمتصل)). پہلے جملے سے یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ یہ حدیث صرف ایک طریق سے وارد ہوئی ہے اور دوسرے سے یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ یہاں حسن سے مراد وہ حسن ہے جس میں راوی متہم بالکذب نہ ہو اور غریب سے مراد یہاں اس کا ضعف ظاہر کرنا ہے اور ((إسناده ليس بمتصل)) کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سند میں انقطاع ہے، یعنی اس کا ضعف خفیف ہے۔

فائدہ ۳ :...... یعنی اس باب میں اگرچہ اور بھی احادیث آئی ہیں لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث کے سوا کوئی حدیث قوی سند سے ثابت نہیں۔

6۔ بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ

۶۔ باب: پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنے کی ممانعت

8۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ، وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا، وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا)) قَالَ أَبُو أَيُّوبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ، فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ، وَمَعْقِلِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ، (وَيُقَالُ: مَعْقِلُ بْنُ أَبِي مَعْقِلٍ)، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي أَيُّوبَ

أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ . وَأَبُو أَيُّوبَ ـاسْمُهُ: خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ ـ وَالزُّهْرِيُّ ـاسْمُهُ: مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ ـوَكُنْيَتُهُ أَبُوبَكْرٍ . قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لاتَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بِبَوْلٍ، لا تَسْتَدْبِرُوهَا)) إِنَّمَا هٰذَا فِي الْفَيَافِي، وَأَمَّا فِي الْكُنُفِ الْمَبْنِيَّةِ لَهُ رُخْصَةٌ فِي أَنْ يَسْتَقْبِلَهَا، وَهٰكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ . و قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ: إِنَّمَا الرُّخْصَةُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي اسْتِدْبَارِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، وَأَمَّا اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَلا يَسْتَقْبِلُهَا، كَأَنَّهُ لَمْ يَرَ فِي الصَّحْرَاءِ وَلَا فِي الْكُنُفِ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ .

تخريج: خ الوضوء ١١ (١٤٤) والصلاة ٢٩ (٣٩٤) م/الطهارة ١٧ (٢٦٤) د/الطهارة ٤ (٩) ن/الطهارة ١٩، ٢٠، ٢١ (٢٠، ٢١، ٢٢) ق/الطهارة ١٧ (١٨) (تحفة الأشراف: ٢٤٧٨) ط/القبلة ١ (١) حم (٥/٤١٦، ٤١٧، ٤٢١) دي/ الطهارة ٦ (٦٩٢) (صحيح)

۸۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤتو پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلے کی طرف منہ نہ کرواور نہ پیٹھ، بلکہ منہ کو پورب یا پچھم کی طرف کرو۔''[1]

ابوایوب انصاری کہتے ہیں: ہم شام آئے تو ہم نے دیکھا کہ پاخانے قبلہ رخ بنائے گئے ہیں تو قبلہ کی سمت سے ترچھے مڑ جاتے اور ہم اللہ سے مغفرت طلب کرتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی، معقل بن ابی ہیثم (معقل بن ابی معقل) ابوامامہ، ابوہریرہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) ابوایوب کی حدیث اس باب میں سب سے عمدہ اور سب سے صحیح ہے۔ (۳) ابوالولید مکی کہتے ہیں: ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی کا کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلے کی طرف منہ نہ کرواور نہ پیٹھ، اس سے مراد صرف صحراء (میدان) میں نہ کرنا ہے، رہے بنے بنائے پاخانہ گھر تو ان میں قبلے کی طرف منہ کرنا جائز ہے، اسی طرح اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ نے بھی کہا ہے۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلے کی طرف صرف پیٹھ کرنے کی رخصت ہے، رہا قبلے کی طرف منہ کرنا تو یہ کسی بھی طرح جائز نہیں، گویا (امام احمد) قبلے کی طرف منہ کرنے کو صحراء میں جائز قرار دیتے ہیں نہ بنے بنائے پاخانہ گھر میں (البتہ پیٹھ کرنے کو بیت الخلاء میں جائز سمجھتے ہیں)۔

فائدہ ۱:...... یہ خطاب اہلِ مدینہ سے اور ان لوگوں سے ہے جن کا قبلہ مدینے کی سمت میں مکہ مکرمہ اور بیت اللہ الحرام سے شمال والی جانب واقع ہے اور اسی طرح مکہ مکرمہ سے جنوب والی جانب جن کا قبلہ مشرق (پورب) یا مغرب (پچھم) کی طرف ہے وہ قضائے حاجت کے وقت شمال یا جنوب کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھیں۔

7- بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ

۷-باب: قبلے کی طرف منہ کر کے پیشاب یا پاخانہ کرنے کی رخصت

9- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ، فَرَأَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ وَعَائِشَةَ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: د/الطهارة (۱۳) ق/الطهارة ۱۸ (۳۲۵) (تحفة الأشراف: ۲۵۷٤) (صحيح) سند میں محمد بن اسحاق صدوق مدلس ہیں، لیکن شواہد کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔

۹- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ہم پیشاب کے وقت قبلے کی طرف منہ کریں، پھر میں نے وفات سے ایک سال پہلے آپ کو قبلے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں ابوقتادہ، عائشہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

10- وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَبُولُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ.

وَحَدِيثُ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ، وَابْنُ لَهِيعَةَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ۱۲۰۸۱) (ضعيف الإسناد)

۱۰- عبداللہ بن لہیعہ نے یہ حدیث ابوالزبیر سے اور ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو قبلے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث ابن لہیعہ کی حدیث (جس میں جابر کے بعد ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے) سے زیادہ صحیح ہے۔ ابن لہیعہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، یحییٰ بن سعید القطان وغیرہ نے ان کی حفظ کے اعتبار سے تضعیف کی ہے۔

11- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَقِيتُ يَوْمًا عَلَى بَيْتِ حَفْصَةَ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ، مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

صَحِيحٌ .

تخريج: خ/الوضوء ١٢(١٤٥) م/الطهارة ١٧(٦١١) د/الطهارة ٥ (١٢) ن/الطهارة ٢٢ (٢٣) ق/الطهارة ١٨ (٣٢٢) (تحفة الأشراف: ٨٥٥٢) ط/القبلة ٢ (٣) حم (١٣،١٢/٢) د/الطهارة ٨(٦٩٤) (صحيح)

۱۱۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک روز میں (اپنی بہن) حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا تو نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ شام کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے قضائے حاجت فرما رہے ہیں۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ۱:...... احتمال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فعل خاص آپ کے لیے کسی عذر کی بنا پر تھا اور اُمّت کے لیے خاص حکم کے ساتھ آپ ﷺ کا یہ فعل قطعاً معارض ہے اور پھر یہ کہ آپ اوٹ میں تھے۔(تحفة الأحوذي: ١/٢٢، ونيل الأوطار للشوكاني)

8۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا

۸۔باب: کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت

12۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ، مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا قَاعِدًا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَبُرَيْدَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ. وَحَدِيثُ عُمَرَ إِنَّمَا رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ ـ وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا ـ فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ! لَا تَبُلْ قَائِمًا)) فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا رَفَعَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ أَبِي الْمُخَارِقِ، وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ: ضَعَّفَهُ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَتَكَلَّمَ فِيهِ. وَرَوَى عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ أَسْلَمْتُ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ. وَحَدِيثُ بُرَيْدَةَ فِي هٰذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

وَمَعْنَى النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا: عَلَى التَّأْدِيبِ لَا عَلَى التَّحْرِيمِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ تَبُولَ وَأَنْتَ قَائِمٌ.

تخريج: ن/الطهارة ٢٥ (٢٩)، ق/الطهارة ١٤ (٣٠٧)، (تحفة الأشراف: ١٦١٤٧)، حم (١٣٦/٦، ١٩٢، ٢١٣) (صحيح) (تراجع الألباني ١٢/٢، الصحيحة: ٢٠١)

۱۲۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جو تم سے یہ کہے کہ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اس کی

تصدیق نہ کرنا، آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں:۱۔اس باب میں عمر، بریدہ اور عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔(۲) اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث سب سے زیادہ عمدہ اور صحیح ہے۔ (۳) عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''عمر! کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو۔'' چنانچہ اس کے بعد سے میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو عبدالکریم بن ابی المخارق نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ ایوب سختیانی نے ان کی تضعیف کی ہے اور ان پر کلام کیا ہے، نیز یہ حدیث عبیداللہ نے نافع سے اور نافع نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے، کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔ یہ حدیث عبدالکریم بن ابی المخارق کی حدیث سے (روایت کے اعتبار سے) زیادہ صحیح ہے۔ ❷ ۴۔اس باب میں بریدۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث محفوظ نہیں ہے۔ ۵۔کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت ادب کے اعتبار سے ہے، حرام نہیں ہے۔ ❸ ۶۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا پھوہڑ پن ہے۔ ❹

فائدہ ۱:......ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ دعویٰ اپنے علم کے لحاظ سے ہے، ورنہ بوقتِ ضرورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر بھی پیشاب کیا ہے، جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے، ہاں آپ کی عادت مبارکہ عام طور پر بیٹھ ہی کر پیشاب کرنے کی تھی اور گھر میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی ہے۔

فائدہ ۲:......یعنی عبدالکریم کی مرفوع روایت کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب سے روکا۔'' ضعیف ہے، جبکہ عبیداللہ العمری کی موقوف روایت صحیح ہے۔

فائدہ ۳:......یعنی کھڑے ہوکر پیشاب کرنا حرام نہیں بلکہ ادباً منع ہے۔

فائدہ ۴:...... دونوں (مرفوع وموقوف) حدیثوں میں فرق یوں ہے کہ مرفوع کا مطلب ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو جب سے منع کیا تب سے انھوں نے کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا اور موقوف روایت کا مطلب ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنی عادت بیان کررہے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔

9۔ بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ

۹۔باب: کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی اجازت کا بیان

13۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ عَلَيْهَا قَائِمًا، فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءٍ فَذَهَبْتُ لِأَتَأَخَّرَ عَنْهُ، فَدَعَانِي حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: و سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الأَعْمَشِ، ثُمَّ قَالَ وَكِيعٌ: هٰذَا أَصَحُّ حَدِيثٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْحِ، و سَمِعْتُ أَبَا عَمَّارٍ الْحُسَيْنَ بْنَ

حُرَيْثٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا، فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى مَنْصُورٌ وَعُبَيْدَةُ الضَّبِّيُّ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ الأَعْمَشِ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَعَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَصَحُّ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَبِيدَةُ بْنُ عَمْرٍو السَّلْمَانِيُّ رَوَى عَنْهُ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَعَبِيدَةُ مِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ، يُرْوَى عَنْ عَبِيدَةَ أَنَّهُ قَالَ: أَسْلَمْتُ قَبْلَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَنَتَيْنِ، وَعُبَيْدَةُ الضَّبِّيُّ، صَاحِبُ إِبْرَاهِيمَ: هُوَ عُبَيْدَةُ بْنُ مُعَتِّبٍ الضَّبِّيُّ وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْكَرِيمِ.

تخريج: خ/الوضوء ٦٠(٢٢٤) و٦١(٢٢٥) و٦٢(٢٢٦) والمظالم ٢٧ (٢٤٧١) م/الطهارة٢٢(٢٧٣) د/الطهارة١٢(٢٣) ن/الطهارة١٧، ٢٤(١٨، ٢٦، ٢٧، ٢٨) ق/الطهارة ١٣(٣٠٥) (تحفة الأشراف: ٣٣٣٥) حم (٥/٣٩٤) د/الطهارة ٩ (٦٩٥) (صحيح)

۱۳- حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا گزر ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر سے ہوا تو آپ نے اس پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ میں آپ کے لیے وضو کا پانی لایا، اسے رکھ کر میں پیچھے ہٹنے لگا، تو آپ نے مجھے اشارے سے بلایا، میں (آ کر) آپ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہوگیا، آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) وکیع کہتے ہیں: یہ حدیث مسح کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ سے مروی حدیثوں میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔ ۲- یہ حدیث بروایت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔[1] ابووائل کی حدیث جسے انھوں نے حذیفہ سے روایت کیا (مغیرہ کی روایت سے) زیادہ صحیح ہے۔[2] ۳- محدثین میں سے اہل علم کی ایک جماعت نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی اجازت دی ہے۔

فائدہ ۱:......یعنی حماد اور عاصم نے بھی ابووائل ہی سے روایت کی ہے، مگر ابووائل نے حذیفہ کے علاوہ ''مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ'' سے بھی روایت کیا ہے۔ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ ایک راوی نے ایک حدیث دو دو راویوں سے روایت کی ہوتی ہے، اس لیے ممکن ہے کہ ابووائل نے دونوں صحابیوں سے سنا ہو۔

فائدہ ۲:......کیونکہ اعمش والی روایت صحیحین میں بھی ہے، جبکہ عاصم والی روایت صرف ابن ماجہ میں ہے، گرچہ وہ بھی صحیح ہے، (معاملہ صرف "زیادہ صحیح" ہونے کا ہے)۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاسْتِتَارِ عِنْدَ الْحَاجَةِ

۱۰- باب: قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنے کا بیان

14- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلامِ بْنُ حَرْبٍ الْمُلائِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الأَرْضِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ.

وَرَوَى وَكِيعٌ وَأَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الأَرْضِ. وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ مُرْسَلٌ، وَيُقَالُ: لَمْ يَسْمَعِ الأَعْمَشُ مِنْ أَنَسٍ وَلَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ نَظَرَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُهُ يُصَلِّي، فَذَكَرَ عَنْهُ حِكَايَةً فِي الصَّلَاةِ. وَالأَعْمَشُ - اسْمُهُ: سُلَيْمَانُ بْنُ مِهْرَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْكَاهِلِيُّ - وَهُوَ مَوْلًى لَهُمْ. قَالَ الأَعْمَشُ: كَانَ أَبِي حَمِيلًا فَوَرَّثَهُ مَسْرُوقٌ.

تخريج: د/الطهارة ٦ (١٤) (تحفة الأشراف: ٨٩٢) دى/الطهارة٧ (٦٩٣) (صحيح)

۱۴۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جب تک زمین سے بالکل قریب نہ ہو جاتے، اپنے کپڑے نہیں اٹھاتے تھے۔

دوسری سند میں اعمش سے روایت ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اپنے کپڑے جب تک زمین سے قریب نہیں ہو جاتے، اٹھاتے نہیں تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ دونوں احادیث مرسل ہیں، اس لیے کہ کہا جاتا ہے: دونوں احادیث کے راوی سلیمان بن مہران الاعمش نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماعت کی ہے نہ کسی اور صحابی سے، صرف اتنا ہے کہ انس کو انھوں نے دیکھا ہے۔ اعمش کہتے ہیں کہ میں نے انہیں صلاۃ پڑھتے دیکھا ہے، پھر ان کی صلاۃ کی کیفیت بیان کی۔

اعمش کا نام سلیمان بن مہران ہے اور ان کی کنیت ابو محمد کاہلی ہے اور وہ بنو کاہل کے مولیٰ ہیں۔ اعمش نے بیان کیا کہ میرے باپ چھوٹی عمر میں اپنے ملک سے ملک اسلام میں لائے گئے، پھر مسروق نے ان کو وارث بنایا۔

فائدہ ❶: ...... یہاں مرسل سے ''منقطع'' مراد ہے، اس کی تشریح خود امام ترمذی نے کردی ہے کہ اعمش کا انس رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے، ویسے عام اصطلاحی مرسل: وہ حدیث ہوتی ہے جس کی سند کے آخر سے تابعی کے بعد والا راوی ساقط ہو، ایسی روایت ضعیف ہوتی ہے، کیونکہ اس میں اتصالِ سند مفقود ہوتا ہے جو صحیح حدیث کی ایک لازمی شرط ہے، اسی طرح محذوف راوی کا کوئی تعین نہیں ہوتا، ممکن ہے وہ کوئی غیر صحابی ہو، اس صورت میں اس کے ضعیف ہونے کا احتمال بڑھ جاتا ہے۔ انقطاع کا مطلب یہ ہے کہ سند میں کوئی راوی چھوٹا ہوا ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهَةِ الاسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ

۱۱۔ باب: داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی کراہت

15- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ. وَفِي هٰذَا الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَسَلْمَانَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ

حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُوْ قَتَادَةَ الأَنْصَارِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِيٍّ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوْا الاسْتِنْجَاءَ بِالْيَمِيْنِ.

تخريج: خ/الوضوء ١٨ (١٥٣) و١٩ (١٥٤) والأشربة ٢٥ (٥٦٣٠) م/الطهارة ١٨ (٢٦٧) د/الطهارة ١٨ (٣١) ن/الطهارة ٢٣ (٢٤، ٢٥) ق/الطهارة ١٥ (٣١٠) (تحفة الأشراف: ١٢١٠٥) حم (٥/٢٩٦، ٣٠٠، ٣١٠) د/ الطهارة ١٣ (٧٠٠) (صحيح)

۱۵۔ابوقتادہ حارث بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے داہنے ہاتھ سے اپنا ذکر (عضوِ تناسل) چھوئے۔ ❶ اس باب میں عائشہ، سلمان، ابوہریرہ اور سھل بن حنیف رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، ان لوگوں نے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کو مکروہ جانا ہے۔

فائدہ ۱:......اس سے معلوم ہوا کہ ناپسندیدہ کاموں کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کیا جائے تا کہ دائیں ہاتھ کا احترام وقار قائم رہے۔

12۔ بَابُ الاسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ

۱۲۔باب: پتھر سے استنجا کرنے کا بیان

16۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: قِيلَ لِسَلْمَانَ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ؟ فَقَالَ سَلْمَانُ: أَجَلْ، نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، وَأَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ، أَوْ أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقَلَّ مِنْ ثَلاثَةِ أَحْجَارٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، وَجَابِرٍ، وَخَلاَّدِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ سَلْمَانَ - فِي هٰذَا الْبَابِ - حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، رَأَوْا أَنَّ الاسْتِنْجَاءَ بِالْحِجَارَةِ يُجْزِيءُ، وَإِنْ لَمْ يَسْتَنْجِ بِالْمَاءِ، إِذَا أَنْقَى أَثَرَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخريج: م/الطهارة ١٧ (٢٦٢) د/الطهارة ٤ (٧) ن/الطهارة ٣٧ (٤١) ق/الطهارة ١٦ (٣١٦) (تحفة الأشراف: ٤٥٠٥) حم (٥/٤٣٧، ٤٣٨، ٤٣٩) (صحيح)

۱۶۔عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بطورِ طنز یہ بات کہی گئی کہ تمھارے نبی نے تمہیں ساری چیزیں سکھائی ہیں حتی کہ پیشاب پاخانہ کرنا بھی، تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بطور فخر کہا: ہاں، ایسا ہی ہے ہمارے نبی نے ہمیں

پیشاب پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنے، داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے اور تین پتھر سے کم سے استنجا کرنے اور گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عائشہ، خزیمہ بن ثابت جابر اور خلاد بن السائب رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں حسن صحیح ہے۔ (۳) صحابہ وتابعین میں سے اکثر اہل علم کا یہی قول ہے کہ پتھر سے استنجا کرلینا کافی ہے جب وہ پاخانہ اور پیشاب کے اثر کو زائل و پاک کردے، اگرچہ پانی سے استنجا نہ کیا گیا ہو، یہی قول ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی ہے۔

13۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الاسْتِنْجَاءِ بِالْحَجَرَيْنِ

۱۳۔ باب: دو پتھر سے استنجا کرنے کا بیان

17۔حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَقُتَيْبَةُ، قَالا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ، فَقَالَ: ((الْتَمِسْ لِي ثَلاثَةَ أَحْجَارٍ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ بِحَجَرَيْنِ وَرَوْثَةٍ، فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ، وَقَالَ: إِنَّهَا رِكْسٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰكَذَا رَوَى قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، نَحْوَ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ. وَرَوَى مَعْمَرٌ وَعَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ. وَرَوَى زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ. وَرَوَى زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ. وَهٰذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ: هَلْ تَذْكُرُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ شَيْئًا؟ قَالَ: لا. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَأَلْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمَنِ: أَيُّ الرِّوَايَاتِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أَصَحُّ؟ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا؟ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ. وَكَأَنَّهُ رَأَى حَدِيثَ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَشْبَهَ، وَوَضَعَهُ فِي كِتَابِ الْجَامِعِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَصَحُّ شَيْءٍ فِي هٰذَا عِنْدِي حَدِيثُ إِسْرَائِيلَ وَقَيْسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، لِأَنَّ إِسْرَائِيلَ أَثْبَتُ وَأَحْفَظُ لِحَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ مِنْ هَؤُلاءِ، وَتَابَعَهُ عَلَى ذَلِكَ قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وسَمِعْتُ أَبَا مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ: مَا فَاتَنِي الَّذِي فَاتَنِي مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ إِلَّالِمَا اتَّكَلْتُ بِهِ عَلَى

إِسْرَائِيلَ، لِأَنَّهُ كَانَ يَأْتِي بِهِ أَتَمَّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَزُهَيْرٌ فِي أَبِي إِسْحَاقَ لَيْسَ بِذَاكَ لِأَنَّ سَمَاعَهُ مِنْهُ بِآخِرَةٍ. قَالَ: و سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ التِّرْمِذِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتَ الْحَدِيثَ عَنْ زَائِدَةَ وَزُهَيْرٍ فَلا تُبَالِي أَنْ لاتَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِهِمَا إِلَّاحَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ. وَأَبُو إِسْحَاقَ اسْمُهُ: عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ السَّبِيعِيُّ الْهَمْدَانِيُّ. وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ، وَلَا يُعْرَفُ اسْمُهُ.

تخريج: تفرد به المؤلف بهذا السند (تحفة الأشراف: ٩٦٢٢)، وأخرجه كل من خ/الطهارة ٢١ (١٥٦) و ن/الطهارة ٣٨ (٤٢) وق/الطهارة ١٦ (٣١٤) من طريق الأسود بن يزيد عنه كما في تحفة الأشراف: ٩١٧٠) (صحيح) (متابعت کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، لیکن اس کی سند میں ابوعبیدہ اور ان کے والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے جیسا کہ مولف نے بیان کردیا ہے۔)

۱۷۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلے تو آپ نے فرمایا: ''میرے لیے تین پتھر ڈھونڈ لاؤ''، میں دو پتھر اور ایک گوبر کا ٹکڑا لے کر آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے دونوں پتھروں کو لے لیا اور گوبر کے ٹکڑے کو پھینک دیا اور فرمایا: ''یہ ناپاک ہے۔'' ❶

(ابواسحاق سبیعی ثقہ اور مدلس راوی ہیں، بڑھاپے میں حافظہ میں اختلاط ہوگیا تھا، اس لیے جن رواۃ نے ان سے اختلاط سے پہلے سنا ان کی روایت مقبول ہے اور جن لوگوں نے اختلاط کے بعد سنا ان کی روایت ضعیف، یہ حدیث ابواسحاق سے ان کے تلامذہ نے مختلف انداز سے روایت کی ہے)۔

امام ترمذی نے یہاں ابن مسعود کی اس حدیث کو بسند اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابی عبیدہ عن ابن مسعود روایت کرنے کے بعد اسرائیل کی متابعت ❷ میں قیس بن الربیع کی روایت کا ذکر کیا ہے، پھر بسند معمر وعمار بن رزیق عن ابی اسحاق عن علقمہ عن ابن مسعود کی روایت ذکر کی ہے، پھر بسند زکریا بن ابی زائدہ وزہیر عن ابی اسحاق عن عبدالرحمٰن بن یزید عن اسود بن یزید عن عبداللہ بن مسعود روایت ذکر کی اور فرمایا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے، نیز اسرائیل کی روایت کو صحیح ترین قرار دیا، یہ بھی واضح کیا کہ ابوعبیدۃ کا سماع اپنے والد ابن مسعود سے نہیں ہے پھر واضح کیا کہ زہیر نے اس حدیث کو بسند ابواسحاق عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن أبیہ عن عبداللہ بن مسعود روایت کیا ہے، گویا کہ محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی صحیح میں اس کو جگہ دے کر اپنی ترجیح کا ذکر کردیا ہے، جب کہ ترمذی کا استدلال یہ ہے کہ اسرائیل وقیس عن اَبی اسحاق زیادہ صحیح روایت اس لیے ہے کہ اسرائیل ابواسحاق کی حدیث کے زیادہ حافظ ومتقن ہیں، قیس نے بھی اسرائیل کی متابعت کی ہے اور واضح رہے کہ زہیر نے ابواسحاق سے آخر میں اختلاط کے بعد سنا ہے، اس لیے ان کی روایت اسرائیل کی روایت کے مقابلے میں قوی نہیں ہے۔ ❸

فائدہ ❶:...... اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز خود ناپاک ونجس ہو اس سے طہارت حاصل نہیں ہوسکتی، امام احمد اور

دارقطنی کی روایت میں ((ائتنی بغیرھا)) (اس کے بدلے دوسرا پتھر لے آؤ) کا اضافہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ قضائے حاجت کے بعد تین پتھر استعمال کرنا واجب ہے خواہ صفائی اس سے کم ہی میں کیوں نہ حاصل ہو جائے اور اگر تین سے بھی مطلوبہ صفائی حاصل نہ ہو تو مزید بھی پتھر استعمال کیے جاسکتے ہیں البتہ ان کی تعداد طاق ہونی چاہیے، آج کل صفائی کے لیے ٹسو پیپر استعمال ہوتے ہیں ان کی تعداد بھی اتنی ہی ہونی چاہیے۔

فائدہ ②:...... متابعت سے مراد ایک راوی کا دوسرے کے ساتھ اس حدیث کی روایت میں شریک ہونا ہے، اس کے جاننے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر راوی ضعیف ہے تو اس کی حدیث کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے اور اگر ثقہ ہے تو اس کا تفرد ختم ہو جاتا ہے۔

فائدہ ③:...... واضح رہے کہ امام ترمذی نے اسرائیل کی روایت کو زہیر کی روایت پر جسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں جگہ دی ہے تین وجہوں سے ترجیح دی ہے۔ (الف) ابواسحاق کے تلامذہ میں اسرائیل: زہیر، معمر اور دیگر لوگوں سے زیادہ ثقہ اور ابواسحاق سبیعی کی حدیث کو زیادہ یاد رکھنے والے ہیں (ب) قیس بن ربیع نے اسرائیل کی متابعت کی ہے (ج) اسرائیل کا سماع ابواسحاق سبیعی سے اختلاط سے پہلے ہے، ان کی آخری عمر میں نہیں ہے اس کے برخلاف زہیر کا ابواسحاق سے سماع ان کی آخری عمر میں ہے، لیکن صاحب تحفۃ الاحوذی کے نزدیک یہ تینوں وجہیں محل نظر ہیں، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: تحفۃ الاحوذی ج۱ص ۲۸۔ صاحب تحفۃ الاحوذی کے معارضات کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) بقول امام ابوداود: زہیر اسرائیل کے مقابلے میں اثبت ہیں (۲) زہیر کی بھی متابعت موجود ہے، بلکہ دو دو متابعت ہے (۳) بقول ذہبی: امام احمد کہتے ہیں کہ زہیر نے ابواسحاق سبیعی سے اختلاط سے پہلے سنا ہے، جبکہ اسرائیل نے آخری عمر میں سنا ہے، علاوہ ازیں اگر اسرائیل کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں تو ان کی روایت ابوعبیدہ سے ہے اور ابوعبیدہ کا اپنے باپ ابن مسعود سے سماع نہیں ہے تو روایت کو ضعیف ماننا پڑے گا، جبکہ زہیر کی روایت سے حدیث متصل ہوتی ہے اور اکثر ائمہ نے اسے صحیح ہی قرار دیا ہے۔

14۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَا يُسْتَنْجَى بِهِ

۱۴۔ باب: کن کن چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے

18۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ، فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَلْمَانَ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ عُمَرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَغَيْرُهُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ، الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، فَقَالَ الشَّعْبِيُّ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ)).

وَكَـأَنَّ رِوَايَةَ إِسْـمَـاعِيـلَ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

تخريج: تفرد به المؤلف (أخرجه النسائي في الكبرى) (تحفة الأشراف : ٩٤٦٥)

یہ کتاب التفسیر میں بھی آئے گی (۳۲۵۸) (صحیح)

۱۸۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کرو، کیوں کہ وہ تمھارے بھائیوں جنوں کی خوراک ہے۔“ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابوہریرہ، سلمان، جابر، ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔ (۲) اسماعیل بن ابراہیم وغیرہ نے بسند داود ابن ابی ہند عن شعبی عن علقمہ روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ❷ آگے انہوں نے پوری حدیث ذکر کی جو لمبی ہے، شعبی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کرو، کیوں کہ یہ تمھارے بھائیوں (جنوں) کی خوراک ہے۔ (۳) گویا اسماعیل بن ابراہیم کی روایت حفص بن غیاث کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ❸ (۴) اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے۔ (۵) اور اس باب میں جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہی صحیح ہے کہ ہڈی اور گوبر دونوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کا توشہ قرار دیا اور وہ روایتیں ضعیف ہیں جن میں ہے کہ ہڈی جنوں کا اور گوبر اُن کے جانوروں کا توشہ ہے (دیکھئے ضعیفہ رقم: ۱۰۳۸)

فائدہ ❷ :...... امام ترمذی نے اس سند سے جس لمبی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اس کو خود وہ سورت احقاف کی تفسیر میں (رقم: ۳۲۵۸) لائے ہیں (نیز یہ حدیث مسلم (رقم ۴۵۰) میں بھی ہے) اس میں تو صاف ذکر ہے کہ سوال کرنے پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے کو لیلۃ الجن میں موجود ہونے سے انکار کیا اور صحیح بات یہی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس لیلۃ الجن میں موجود رہنے کی تمام روایات ضعیف ہیں، جن میں جنوں نے اپنے کھانے کا سوال کیا تھا، یا جس میں نبیذ سے وضو کا ذکر ہے، ہاں دو تین بار کسی اور موقع پر جنوں سے ملاقات کی رات آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

(الكوكب الدري في شرح الترمذي)

فائدہ ❸ :...... حفص بن غیاث اور اسماعیل بن ابراہیم کی حدیثوں میں فرق یہ ہے کہ حفص کی روایت سے ((لا تستنجوا)) کی حدیث متصل مرفوع ہے، جبکہ اسماعیل کی روایت سے یہ شعبی کی مرسل حدیث ہوجاتی ہے (اور اس ارسال پر دیگر بہت سے ثقات نے اسماعیل کی متابعت کی ہے) اور مرسل حدیث ضعیف ہوتی ہے، مگر صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت (جس کا تذکرہ مؤلف نے کیا ہے) اس کی صحیح شاہد ہے، نیز دیگر شواہد سے اصل حدیث ثابت ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ

۱۵- باب: پانی سے استنجا کرنے کا بیان

19- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ الْبَصْرِيُّ، قَالا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مُرْنَ أَزْوَاجَكُنَّ أَنْ يَسْتَطِيبُوا بِالْمَاءِ، فَإِنِّي أَسْتَحْيِيهِمْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَخْتَارُونَ الاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَإِنْ كَانَ الإِسْتِنْجَاءُ بِالْحِجَارَةِ يُجْزِءُ عِنْدَهُمْ، فَإِنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الإِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَرَأَوْهُ أَفْضَلَ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخريج: ن/الطهارة ٤١ (٤٦) (تحفة الأشراف : ١٧٩٧٠) (صحيح)

۱۹- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: تم عورتیں اپنے شوہروں سے کہو کہ وہ پانی سے استنجا کیا کریں، میں ان سے (یہ بات کہتے) شرمارہی ہوں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں جریر بن عبداللہ بجلی، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اسی پر اہل علم کا عمل ہے۔ ❶ وہ پانی سے استنجا کرنے کو پسند کرتے ہیں، اگرچہ پتھر سے استنجا ان کے نزدیک کافی ہے، پھر بھی پانی سے استنجا کو انہوں نے مستحب اور افضل قرار دیا ہے۔ سفیان ثوری، ابن المبارک، شافعی، احمد، اسحاق بن راہویہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہاں بار بار آپ احادیث میں یہ جملہ پڑھ رہے ہیں: اسی پر اہل علم کا عمل ہے، تو اہل علم سے مراد محدّثین فقہا اور قرآن وسنت کا صحیح فہم رکھنے والے لوگ ہیں۔

16- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ أَبْعَدَ فِي الْمَذْهَبِ

۱۶- باب: نبی اکرم ﷺ کے قضائے حاجت کے لیے دور تشریف لے جانے کا بیان

20- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ حَاجَتَهُ فَأَبْعَدَ فِي الْمَذْهَبِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَجَابِرٍ، وَيَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَأَبِي مُوسَى، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَرْتَادُ لِبَوْلِهِ مَكَانًا كَمَا يَرْتَادُ مَنْزِلًا. وَأَبُو سَلَمَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ.

تخريج: د/الطهارة (١) ن/الطهارة ١٦ (١٧) ق/الطهارة ٢٢ (٣٣١) د/الطهارة ٤ (٦٨٦) (تحفة الأشراف :

۷۵٤۰) حم (٤/٢٤٤) (صحيح)

۲۰۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا، آپ قضائے حاجت کے لیے نکلے تو بہت دور نکل گئے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبدالرحمٰن بن ابی قراد، ابوقتادہ، جابر، یحییٰ بن عبید عن أبیہ، أبوموسیٰ، ابن عباس اور بلال بن حارث رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) روایت کی جاتی ہے کہ نیز نبی اکرم ﷺ پیشاب کے لیے اس طرح جگہ ڈھونڈھتے تھے جس طرح مسافر اترنے کے لیے جگہ ڈھونڈھتا ہے۔ (۴) ابوسلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری ہے۔

فائدہ ❶ :...... ایسا صرف لوگوں کی نظروں سے دور ہو جانے کے لیے کرتے تھے، اب یہ مقصد تعمیر شدہ بیت الخلاء سے حاصل ہو جاتا ہے۔

17۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ
۱۷۔باب: غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت

21۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى مَرْدَوَيْهِ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ فِي مُسْتَحَمِّهِ، وَقَالَ: إِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِاللهِ. وَيُقَالُ لَهُ أَشْعَثُ الأَعْمَى. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْبَوْلَ فِي الْمُغْتَسَلِ، وَقَالُوا: عَامَّةُ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ. وَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْهُمْ: ابْنُ سِيرِينَ، وَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ يُقَالُ إِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ؟ فَقَالَ: رَبُّنَا اللهُ لَاشَرِيكَ لَهُ. و قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: قَدْ وُسِّعَ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ إِذَا جَرَى فِيهِ الْمَاءُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الآمُلِيُّ، عَنْ حِبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ.

تخريج: د/الطهارة ١٥ (٢٧)، ن/الطهارة ٣٢ (٣٦)، ق/الطهارة ١٢ (٣٠٤)، (تحفة الأشراف: ٩٦٤٨)، حم (٥/٥٦) (صحيح) (حدیث کا پہلا ٹکڑا صحیح ہے، حسن بصری مدلس راوی ہیں، جن کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے، پہلا ٹکڑا دوسری روایات سے تقویت پا کر صحیح ہے، دیکھیے: ضعيف أبي داود رقم: ٦، وصحيح أبي داود رقم: ٢٢)

۲۱۔عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے ❶ اور فرمایا: ''زیادہ تر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ایک اور صحابی سے بھی روایت ہے۔ (۲) یہ حدیث غریب ہے ❷ ہم

اسے صرف اشعث بن عبداللہ کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں، انہیں اشعث اعمی بھی کہا جاتا ہے۔ (۳) اہلِ علم میں سے کچھ لوگوں نے غسل خانے میں پیشاب کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ زیادہ تر وسوسے اسی سے جنم لیتے ہیں۔ (۴) بعض اہلِ علم نے اس کی رخصت دی ہے جن میں سے ابن سیرین بھی ہیں، ابن سیرین سے کہا گیا: کہا جاتا ہے کہ اکثر وسوسے اسی سے جنم لیتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ ❸ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ غسل خانے میں پیشاب کرنے کو جائز قرار دیا گیا ہے، بشرطیکہ اس میں سے پانی بہ جاتا ہو۔

فائدہ ❶:...... یہ ممانعت ایسے غسل خانوں کے سلسلے میں ہے جن میں پیشاب زمین میں جذب ہوجاتا ہے، یا رک جاتا ہے، پختہ غسل خانے جن میں پیشاب پانی پڑتے ہی بہہ جاتا ہے ان میں یہ ممانعت نہیں (ملاحظہ ہو: سنن ابن ماجہ رقم: ۳۰۴)

فائدہ ❷:...... امام ترمذی کسی حدیث کے بارے میں جب لفظ ''غریب'' کہتے ہیں تو ایسی حدیثیں اکثر ضعیف ہوتی ہیں، ایسی ساری احادیث پر نظر ڈالنے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے، یہ حدیث بھی ضعیف ہے (ضعیف ابی داود رقم ٦) البتہ ''غسل خانہ میں پیشاب کی ممانعت'' سے متعلق پہلا ٹکڑا شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

فائدہ ❸:...... مطلب یہ ہے جو بھی وسوسے پیدا ہوتے ہیں ان سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، غسل خانوں کے پیشاب کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

18۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ

۱۸۔ باب: مسواک کا بیان

22۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْلا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلاةٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كِلاهُمَا عِنْدِي صَحِيحٌ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثُ. وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّمَا صَحَّ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَأَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ فَزَعَمَ أَنَّ حَدِيثَ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَصَحُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَحُذَيْفَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَابْنِ عُمَرَ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَتَمَّامِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَوَاثِلَةَ بْنِ الاسْقَعِ، وَأَبِي مُوسَى.

تخريج: خ/الجمعة ٨ (٨٨٧)، والتمني ٩ (٧٢٤٠)، م/الطهارة ١٥ (٢٥٢)، د/الطهارة ٢٥ (٤٦)،

ن/الطهارة ٧ (٧)، ق/الطهارة ٧ (٢٨٧)، (تحفة الأشراف: ١٥٠٥٦)، ط/الطهارة ٣٢ (١٤)، دی/الطهارة ١٧ (٧١٠)، والصلاة ١٦٨ (١٥٢٥)، (تحفة الأشراف: ١٥٠٥٦) (صحیح)

۲۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت کو حرج اور مشقت میں مبتلا کرنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر صلاۃ کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں کہ بروایت ابوسلمہ، ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما کی مروی دونوں حدیثیں میرے نزدیک صحیح ہیں۔محمد بن اسماعیل بخاری کا خیال ہے کہ ابوسلمہ کی زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث زیادہ صحیح ہے [2] اس باب میں ابوبکر صدیق، علی، عائشہ، ابن عباس، حذیفہ، زید بن خالد، انس، عبداللہ بن عمرو، ابن عمر، ام حبیبہ، ابوامامہ، ابوایوب، تمام بن عباس، عبداللہ بن حنظلہ، ام سلمہ، واثلہ بن الاسقع اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1] :...... مسواک واجب نہ کرنے کی مصلحت امت سے مشقت و حرج کو دور رکھنا ہے، اس سے صرف مسواک کے وجوب کی نفی ہوتی ہے، رہا مسواک کا مسنون ہونا تو وہ علی حالہ باقی ہے۔

فائدہ [2] :...... امام بخاری نے اس طریق کو دو وجہوں سے راجح قرار دیا ہے: ایک تو یہ کہ اس سے ایک واقعہ وابستہ ہے اور وہ ابوسلمہ کا یہ کہنا ہے کہ زید بن خالد مسواک اپنے کان پر اسی طرح رکھے رہتے تھے جیسے کاتب قلم اپنے کان پر رکھے رہتا ہے اور جب وہ صلاۃ کے لیے کھڑے ہوتے تو مسواک کرتے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے محمد بن ابراہیم کی متابعت کی ہے جس کی تخریج امام احمد نے کی ہے۔

23۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَلَأَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ)) قَالَ: فَكَانَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ يَشْهَدُ الصَّلَوَاتِ فِي الْمَسْجِدِ وَسِوَاكُهُ عَلَى أُذُنِهِ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ، لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ إِلَّا أُسْتَنَّ ثُمَّ رَدَّهُ إِلَى مَوْضِعِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخریج: د/الطهارة ٢٥ (٤٧) (تحفة الأشراف: ٣٧٦٦) حم (٤/١١٦) (صحیح)

۲۳۔ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اگر مجھے اپنی امت کو حرج و مشقت میں مبتلا کرنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر صلاۃ کے وقت (وجوباً) مسواک کرنے کا حکم دیتا، نیز میں عشا کو تہائی رات تک مؤخر کرتا (راوی حدیث) ابوسلمہ کہتے ہیں: اس لیے زید بن خالد رضی اللہ عنہ صلاۃ کے لیے مسجد آتے تو مسواک ان کے کان پر بالکل اسی طرح ہوتی جیسے کاتب کے کان پر قلم ہوتا ہے، وہ صلاۃ کے لیے کھڑے ہوتے تو مسواک کرتے پھر اسے اس کی جگہ پر واپس رکھ لیتے۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶:...... ہرصلاۃ کے وقت مسواک مسنون ہے، "عند كل صلاة" (ہرصلاۃ کے وقت) سے جو مقصد ہے وہ مسجد میں داخل ہوکر، وضو خانے میں، یا صلاۃ کے وقت وضو کے ساتھ مسواک کر لینے سے بھی پورا ہوجاتا ہے، یہ ہندوستان اور پاکستان کے باشندے عموماً نیم یا کیکر کی مسواک کرتے ہیں اورعرب میں پیلو کی مسواک کا استعمال بہت زیادہ ہے اور یہاں لوگ صلاۃ کے وقت بکثرت مسواک کرتے ہیں۔

19۔بَابُ مَا جَاءَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلَايَغْمِسْ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا

۱۹۔باب: جب آدمی نیند سے بیدار ہوتو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ اسے دھو نہ لے

24۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ۔ يُقَالُ: هُوَ مِنْ وَلَدِ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ۔ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَايُدْخِلْ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا، فَإِنَّهُ لَايَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ)). وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَجَابِرٍ، وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَأُحِبُّ لِكُلِّ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ، قَائِلَةً كَانَتْ أَوْ غَيْرَهَا: أَنْ لَايُدْخِلَ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا. فَإِنْ أَدْخَلَ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا كَرِهْتُ ذَلِكَ لَهُ، وَلَمْ يُفْسِدْ ذَلِكَ الْمَاءَ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ نَجَاسَةٌ. وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا، فَأَعْجَبُ إِلَيَّ أَنْ يُهْرِيقَ الْمَاءَ. وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ فَلَايُدْخِلْ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا.

تخريج: خ/الوضوء ٢٦ (١٦٢)، م/الطهارة ٢٦ (٢٧٨)، د/الطهارة ٤٩ (١٠٣)، ن/الطهارة ١ (١)، و١١٦ (١٦١)، والغسل ٢٩ (٤٤٢)، ق/الطهارة ٤٠ (٣٩٣)، (تحفة الأشراف: ١٣١٨٩ و١٥٢٠٣)، ط/الطهارة ١٢ (٩)، حم (٢/٢٤١، ٢٥٣، ٢٥٩، ٣٤٩، ٣٨٢) (صحيح)

۲۴۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رات کو نیند سے اٹھے تو اپنا ہاتھ برتن ❶ میں نہ ڈالے جب تک کہ اس پر دو یا تین بار پانی نہ ڈال لے، کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات میں کہاں کہاں رہا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابن عمر، جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔(۲) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۳) شافعی کہتے ہیں: میں ہر سو کر اٹھنے والے کے لیے، چاہے وہ دوپہر میں قیلولہ کر کے اٹھا ہو یا کسی اور وقت میں، پسند کرتا ہوں کہ وہ جب تک اپنا ہاتھ نہ دھوئے اسے وضو کے پانی میں نہ ڈالے اور اگر اس نے دھونے سے پہلے ہاتھ

ڈال دیا تو میں اس کے اس فعل کو مکروہ سمجھتا ہوں لیکن اس سے پانی فاسد نہیں ہوگا، بشرطیکہ اس کے ہاتھ میں کوئی نجاست نہ لگی ہو۔ ❷ احمد بن حنبل کہتے ہیں: جب کوئی رات کو جاگے اور دھونے سے پہلے پانی میں ہاتھ ڈال دے تو اس پانی کو میرے نزدیک بہا دینا بہتر ہے۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: جب وہ رات یا دن میں کسی بھی وقت نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ وضو کے پانی میں نہ ڈالے جب تک کہ اسے دھو نہ لے۔

فائدہ ❶:...... برتن کی قید سے حوض، تالاب اور نہر وغیرہ اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے، کیونکہ ان کا پانی قلتین سے زیادہ ہوتا ہے، پس سو کر اٹھنے کے بعد ان میں ہاتھ داخل کرنا جائز ہے۔

فائدہ ❷:...... اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعی نے باب کی اس حدیث کو استحباب پر محمول کیا ہے، یہی جمہور کا قول ہے، احمد اور اسحاق بن راہویہ نے اسے وجوب پر محمول کیا ہے، لیکن احمد نے اسے رات کی نیند کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور اسحاق بن راہویہ نے اسے عام رکھا ہے، صاحب تحفۃ الاحوذی نے اسحاق بن راہویہ کے مذہب کو راجح قرار دیا ہے، احتیاط اسی میں ہے۔ رات کی قید صرف اس لیے ہے کہ آدمی رات میں عموماً سوتا ہے۔ نیز صحیحین کی روایات میں "من الليل" کی بجائے "من نومه" (اپنی نیند سے) ہے تو یہ رات اور دن ہر نیند کے لیے عام ہوا۔

20۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوءِ

۲۰۔ باب: وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنے کا بیان

25۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ أَبِي ثِفَالٍ الْمُرِّيِّ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ، عَنْ جَدَّتِهِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: لَا أَعْلَمُ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثًا لَهُ إِسْنَادٌ جَيِّدٌ. وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِنْ تَرَكَ التَّسْمِيَةَ عَامِدًا أَعَادَ الْوُضُوءَ، وَإِنْ كَانَ نَاسِيًا أَوْ مُتَأَوِّلًا أَجْزَأَهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثُ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَبَاحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدَّتِهِ عَنْ أَبِيهَا، وَأَبُوهَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ. وَأَبُو ثِفَالٍ الْمُرِّيُّ اسْمُهُ ثُمَامَةُ بْنُ حُصَيْنٍ. وَرَبَاحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - هُوَ أَبُو بَكْرِ بْنُ حُوَيْطِبٍ - مِنْهُمْ مَنْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ: عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حُوَيْطِبٍ، فَنَسَبَهُ إِلَى جَدِّهِ.

تخريج: ق/الطهارة ٤١ (٣٩٨) (تحفة الأشراف: ٤٤٧٠) حم (٤/٧٠) و (٣٨١/٥-٣٨٢) و (٦/٣٨٢) (حسن)

۲۵۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو بسم اللہ کر کے وضو شروع نہ کرے اس کا

وضونہیں ہوتا۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عائشہ، ابوہریرہ، ابوسعید خدری، سہل بن سعد اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں، (۲) احمد بن حنبل کہتے ہیں: مجھے اس باب میں کوئی ایسی حدیث نہیں معلوم جس کی سند عمدہ ہو، (۳) اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: اگر کوئی قصداً بسم اللہ کہنا چھوڑ دے تو وہ دوبارہ وضو کرے اور اگر بھول کر چھوڑے یا وہ اس حدیث کی تاویل کر رہا ہو تو یہ اسے کافی ہو جائے گا۔ (۴) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ اس باب میں سب سے اچھی یہی مذکورہ بالا حدیث رباح بن عبدالرحمٰن کی ہے، یعنی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی حدیث۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بسم اللہ کا پڑھنا وضو کے لیے رکن ہے یا شرط اس کے بغیر وضو صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ "لا وضوء" سے صحت اور وجود کی نفی ہو رہی ہے نہ کہ کمال کی۔ بعض لوگوں نے اسے کمال کی نفی پر محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ بغیر بسم اللہ کیے بھی وضو صحیح ہو جائے گا، لیکن وضو کامل نہیں ہوگا، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے، کیونکہ "لا" کو اپنے حقیقی معنی نفی صحت میں لینا ہی حقیقت ہے اور "نفی کمال" کے معنی میں لینا مجاز ہے اور یہاں مجازی معنی لینے کی کوئی مجبوری نہیں ہے، نفی کمال کے معنی میں آئی احادیث ثابت نہیں ہیں، امام احمد کے نزدیک راجح بسم اللہ کا وجوب ہے۔

26ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي ثِفَالٍ الْمُرِّيِّ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ، عَنْ جَدَّتِهِ بِنْتِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

تخريج: انظر ما قبله (حسن)

۲۶۔ اس سند سے بھی سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اوپر والی حدیث کے مثل مروی ہے۔

21ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالاِسْتِنْشَاقِ

۲۱۔ باب: وضو اور غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان

27ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَجَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَثِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَلَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَنْ تَرَكَ الْمَضْمَضَةَ وَالاِسْتِنْشَاقَ، فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ: إِذَا تَرَكَهُمَا فِي الْوُضُوءِ حَتَّى صَلَّى أَعَادَ الصَّلَاةَ. وَرَأَوْا ذَلِكَ فِي الْوُضُوءِ وَالْجَنَابَةِ سَوَاءً. وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ أَحْمَدُ: الاِسْتِنْشَاقُ أَوْكَدُ مِنَ الْمَضْمَضَةِ. قَالَ

أَبُـو عِيسَـى: وَقَـالَـتْ طَـائِـفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُعِيدُ فِي الْجَنَابَةِ، وَلاَيُعِيدُ فِي الْوُضُوءِ، وَهُوَ قَوْلُ سُـفْيَـانَ الثَّـوْرِيِّ وَبَـعْضِ أَهْلِ الْكُوفَةِ. وَقَالَتْ طَائِفَةٌ: لاَيُعِيدُ فِي الْوُضُوءِ وَلاَفِي الْجَنَابَةِ لاَنَّهُمَا سُنَّةٌ مِنْ النَّبِيِّ ﷺ، فَـلاَتَـجِبُ الا عَادَةُ عَلَى مَنْ تَرَكَهُمَا فِي الْوُضُوءِ وَلاَفِي الْجَنَابَةِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ فِي آخِرَةَ.

تخريج: ن/الطهارة ٧٢(٨٩) ق/الطهارة ٤٤ (٤٠٦) (تحفة الأشراف: ٤٥٥٦) (صحيح)

۲۷۔سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم وضو کرو تو ناک جھاڑو اور جب ڈھیلے سے استنجا کرو تو طاق ڈھیلے لو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عثمان، لقیط بن صبرہ، ابن عباس، مقدام بن معدیکرب، وائل بن حجر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔(۲) سلمہ بن قیس والی حدیث حسن صحیح ہے۔(۳) جو کلی نہ کرے اور ناک میں پانی نہ چڑھائے اس کے بارے میں اہلِ علم میں اختلاف ہے: ایک گروہ کا کہنا ہے کہ جب کوئی ان دونوں چیزوں کو وضو میں چھوڑ دے اور صلاۃ پڑھ لے تو وہ صلاۃ کو لوٹائے۔ ❶ ان لوگوں کی رائے ہے کہ وضو اور جنابت دونوں میں یہ حکم یکساں ہے۔ ابن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ یہی کہتے ہیں۔ امام احمد (مزید) کہتے ہیں کہ ناک میں پانی چڑھانا کلی کرنے سے زیادہ تاکیدی حکم ہے اور اہلِ علم کی ایک جماعت کہتی ہے کہ جنابت میں کلی نہ کرنے اور ناک نہ جھاڑنے کی صورت میں صلاۃ لوٹائے اور وضو میں نہ لوٹائے ❷ یہ سفیان ثوری اور بعض اہلِ کوفہ کا قول ہے، ایک گروہ کا کہنا ہے کہ نہ وضو میں لوٹائے اور نہ جنابت میں۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں مسنون ہیں، تو جو انہیں وضو اور جنابت میں چھوڑ دے اس پر صلاۃ لوٹانا واجب نہیں، یہ مالک اور شافعی کا آخری قول ہے۔ ❸

فائدہ ❶ :...... کیونکہ ان کے نزدیک یہ دونوں عمل وضو اور غسل دونوں میں فرض ہیں، ان کی دلیل یہی حدیث ہے، اس میں امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور ''امر'' کا صیغہ وجوب پر دلالت کرتا ہے، الا یہ کہ کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جس سے امر کا صیغہ حکم اور وجوب کے معنی سے استحباب کے معنی میں بدل جائے، جو ان کے بقول یہاں نہیں ہے، صاحب تحفۃ الاحوذی اسی کے موید ہیں۔

فائدہ ❷ :...... ان لوگوں کے یہاں یہ دونوں عمل وضو میں مسنون اور جنابت میں واجب ہیں کیونکہ جنابت میں پاکی میں مبالغہ کا حکم ہے۔

فائدہ ❸ :...... یہی جمہور علماء کا قول ہے، کیونکہ عطاء کے سوا کسی بھی صحابی یا تابعی سے یہ منقول نہیں ہے کہ وہ بغیر کلی اور ناک جھاڑے پڑھی ہوئی صلاۃ دہرانے کے قائل ہو، گویا یہ مسنون ہوا فرض اور واجب نہیں۔

22۔ بَاب الْمَضْمَضَةِ وَالاسْتِنْشَاقِ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ

۲۲۔باب: ایک ہی چلو سے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا بیان

28۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلاثًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى مَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى وَلَمْ يَذْكُرُوا هٰذَا الْحَرْفَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ، وَإِنَّمَا ذَكَرَهُ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثِقَةٌ حَافِظٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الْمَضْمَضَةُ وَالاسْتِنْشَاقُ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ يُجْزِءُ، و قَالَ بَعْضُهُمْ: تَفْرِيقُهُمَا أَحَبُّ إِلَيْنَا. و قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنْ جَمَعَهُمَا فِي كَفٍّ وَاحِدٍ فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِنْ فَرَّقَهُمَا فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْنَا.

تخريج: خ/الوضوء ٣٨ (١٨٥)، و٣٩ (١٨٦)، و ٤١ (١٩١)، و٤٢ (١٩٢)، و٤٥ (١٩٧)، م/الطهارة ٧ (٢٣٥)، د/الطهارة ٥٠ (١١٨)، ن/الطهارة ٨٠۔٨٢ (٩٧،٩٨،٩٩)، ق/الطهارة ٥١ (٤٣٤) (نحوه) و ٦١ (٤٧١) (مختصرا) (تحفة الأشراف: ٥٣٠٨) ط/الطهارة ١ (١)، حم (٣٨/٤،٣٩)، د/ الطهارة ٢٨ (٧٢١) (صحيح)

۲۸۔عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، تین بار آپ نے ایسا کیا۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۲) عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۳) مالک، سفیان، ابن عیینہ اور دیگر کئی لوگوں نے یہ حدیث عمرو بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔ لیکن ان لوگوں نے یہ بات ذکر نہیں کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، اسے صرف خالد ہی نے ذکر کیا ہے اور خالد محدثین کے نزدیک ثقہ اور حافظ ہیں۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا کافی ہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ دونوں کے لیے الگ الگ پانی لینا ہمیں زیادہ پسند ہے، شافعی کہتے ہیں کہ اگر ان دونوں کو ایک ہی چلو میں جمع کرے تو جائز ہے، لیکن اگر الگ الگ چلّو سے کرے تو یہ ہمیں زیادہ پسند ہے۔ ❷

فائدہ ❶:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا افضل ہے۔ دونوں کے لیے الگ الگ پانی لینے کی بھی احادیث آئی ہیں، لیکن ایک چلو سے دونوں میں پانی ڈالنے کی احادیث زیادہ اور صحیح ترین ہیں۔ دونوں صورتیں جائز ہیں، لیکن ایک چلو سے دونوں میں پانی ڈالنا زیادہ اچھا ہے۔ علامہ محمد بن اسماعیل

الأمیر الیمانی ''سبل السلام'' میں فرماتے ہیں: اقرب یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں اختیار ہے اور ہر ایک سنت ہے، اگرچہ دونوں کو ایک چلو میں جمع کرنے کی روایات زیادہ ہیں اور صحیح تر ہیں۔ واضح رہے کہ اختلاف زیادہ بہتر ہونے میں ہے جائز اور ناجائز کی بات نہیں ہے۔

فائدہ ❷ :......امام شافعی سے اس سلسلے میں دو قول مروی ہیں: ایک تو یہی جسے امام ترمذی نے یہاں نقل کیا ہے اور دوسرا ایک ہی چلو میں دونوں کو جمع کرنے کا اور یہ ان کا مشہور قول ہے۔

23۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ

۲۳۔ باب: ڈاڑھی کے خلال کرنے کا بیان

29۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ، فَقِيلَ لَهُ، أَوْ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: أَتُخَلِّلُ لِحْيَتَكَ؟ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي؟ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ.

تخريج: ق/الطهارة ٥٠ (٤٢٩) (تحفة الأشراف: ١٠٣٤٦) (صحيح)

۲۹۔ حسان بن بلال کہتے ہیں: میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنی ڈاڑھی میں خلال کیا [1] ان سے کہا گیا یا راوی حدیث حسان نے کہا کہ میں نے ان سے کہا: کیا آپ اپنی ڈاڑھی کا خلال کررہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ڈاڑھی کا خلال کیوں نہ کروں، جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو داڑھی کا خلال کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ ❶ :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی کا خلال مسنون ہے، بعض لوگ وجوب کے قائل ہیں، لیکن تمام دلائل کا جائزہ لینے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سنت ہے، واجب نہیں، جمہور کا یہی قول ہے۔

30۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عَمَّارٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ أَبِي أَوْفَى، وَأَبِي أَيُّوبَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: و سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ: قَالَ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: لَمْ يَسْمَعْ عَبْدُ الْكَرِيمِ مِنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ حَدِيثَ التَّخْلِيلِ. و قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثُ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عُثْمَانَ. قَالَ أَبُوعِيسَى: و قَالَ بِهَذَا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: رَأَوْا تَخْلِيلَ اللِّحْيَةِ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ. و قَالَ أَحْمَدُ: إِنْ سَهَا عَنْ تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ فَهُوَ جَائِزٌ. و قَالَ إِسْحَاقُ: إِنْ تَرَكَهُ نَاسِيًا أَوْ مُتَأَوِّلًا أَجْزَأَهُ، وَإِنْ تَرَكَهُ عَامِدًا أَعَادَ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۳؎۔اس سند سے بھی عمار بن یاسر سے اوپر ہی کی حدیث کے مثل مرفوعاً مروی ہے۔
امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عثمان، عائشہ، ام سلمہ، انس، ابن ابی اوفی اور ابوایوب رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث عامر بن شقیق کی ہے، جسے انہوں نے ابووائل سے اور ابووائل نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (جو آگے آرہی ہے)۔ (۴) صحابہ اور تابعین میں سے اکثر اہلِ علم اسی کے قائل ہیں، ان لوگوں کی رائے ہے کہ ڈاڑھی کا خلال (مسنون) ہے اور اسی کے قائل شافعی بھی ہیں، احمد کہتے ہیں کہ اگر کوئی ڈاڑھی کا خلال کرنا بھول جائے تو وضو جائز ہوگا۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی بھول کر چھوڑ دے یا خلال والی حدیث کی تاویل کر رہا ہو تو اسے کافی ہو جائے گا اور اگر قصداً جان بوجھ کر چھوڑے تو وہ اسے (وضو کو) لوٹائے۔

31- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: ق/الطهارة ٥٠ (٤٣٠) (تحفة الأشراف: ٩٨٠٩) (صحيح)

۳۱۔عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی ڈاڑھی میں خلال کرتے تھے۔
امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِمُقَدَّمِ الرَّأْسِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ

۲۴۔باب: سر کے اگلے حصے سے مسح شروع کرنے اور پچھلے حصہ تک لے جانے کا بیان

32- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ، وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخريج: انظر رقم: ٢٨ (صحيح)

۳۲۔عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے سر کا مسح کیا تو انھیں آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے، یعنی اپنے سر کے اگلے حصے سے شروع کیا، پھر انہیں گدی تک لے گئے، پھر انھیں واپس لوٹایا، یہاں تک کہ اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا، پھر آپ نے دونوں پیر دھوئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں معاویہ، مقدام بن معدی کرب اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث سب سے صحیح اور عمدہ ہے اور اسی کے قائل شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ ہیں۔

25۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِمُؤَخَّرِ الرَّأْسِ

۲۵۔ باب: مسح سر کے پچھلے حصے سے شروع کرنے کا بیان

33۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ: بَدَأَ بِمُؤَخَّرِ رَأْسِهِ، ثُمَّ بِمُقَدَّمِهِ، وَبِأُذُنَيْهِ كِلْتَيْهِمَا: ظُهُورِهِمَا وَبُطُونِهِمَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَحَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَصَحُّ مِنْ هٰذَا وَأَجْوَدُ إِسْنَادًا. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى هٰذَا الْحَدِيثِ، مِنْهُمْ وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ.

تخريج: د/الطهارة ٥٠ (١٢٦)، ق/الطهارة ٣٩ (٣٩٠)، و٥٢ (٤٤٠) (تحفة الأشراف: ١٥٨٣٧) (حسن)

۳۳۔ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے سر کا دو مرتبہ [1] مسح کیا، آپ نے (پہلے) اپنے سر کے پچھلے حصے سے شروع کیا [2] پھر (دوسری بار) اس کے اگلے حصے سے اور اپنے کانوں کے اندرونی اور بیرونی دونوں حصوں کا مسح کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے اور عبداللہ بن زید کی حدیث سند کے اعتبار سے اس سے زیادہ صحیح اور زیادہ عمدہ ہے۔ (۲) اہلِ کوفہ میں سے بعض لوگ اسی حدیث کی طرف گئے ہیں، انہیں میں سے وکیع بن جراح بھی ہیں۔ [3]

فائدہ 1 :...... حقیقت میں یہ ایک ہی مسح ہے آگے اور پیچھے دونوں کو راوی نے الگ الگ مسح شمار کر کے اسے "مرتین" (دوبار) سے تعبیر کیا ہے۔

فائدہ 2 :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سر کا مسح سر کے پچھلے حصے سے شروع کیا جائے، لیکن عبداللہ بن زید کی متفق علیہ روایت جو اوپر گزری اس کے معارض اور اس سے زیادہ صحیح ہے، کیونکہ ربیع کی حدیث میں ایک راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل متکلم فیہ ہیں اور اگر اس کی صحت مان بھی لی جائے تو ممکن ہے آپ نے بیانِ جواز کے لیے ایسا بھی کیا ہو۔

فائدہ 3 :...... یہ مرجوح مذہب ہے، راجح سر کے اگلے حصہ ہی سے شروع کرنا ہے، جیسا کہ سابقہ حدیث میں گزرا۔

26۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مَسْحَ الرَّأْسِ مَرَّةً

۲۶۔باب: سر کا مسح صرف ایک بار ہے [1]

34۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ: أَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَتَوَضَّأُ، قَالَتْ: مَسَحَ رَأْسَهُ، وَمَسَحَ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا أَدْبَرَ، وَصُدْغَيْهِ وَأُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَجَدِّ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ الرُّبَيِّعِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَبِهِ يَقُولُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: رَأَوْا مَسْحَ الرَّأْسِ مَرَّةً وَاحِدَةً. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ: سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مَسْحِ الرَّأْسِ: أَيُجْزِءُ مَرَّةً؟ فَقَالَ: إِي وَاللّٰهِ.

تخريج: انظر ما قبله (حسن الاسناد)

۳۴۔ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے اپنے سر کا ایک بار مسح کیا، اگلے حصہ کا بھی اور پچھلے حصہ کا بھی اور اپنی دونوں کنپٹیوں اور کانوں کا بھی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ربیع رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی اور طلحہ بن مصرف بن عمرو کے دادا (عمرو بن کعب یامی) رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور بھی سندوں سے یہ بات مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے سر کا مسح ایک بار کیا۔ (۴) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے اور جعفر بن محمد، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی [2] احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔ (۵) سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد سے سر کے مسح کے بارے میں پوچھا: کیا ایک مرتبہ سر کا مسح کر لینا کافی ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں قسم ہے اللہ کی۔

فائدہ ۱:...... اس باب سے مؤلف ان لوگوں کا رد کرنا چاہتے ہیں جو تین بار مسح کے قائل ہیں۔

فائدہ ۲:...... امام ترمذی نے امام شافعی سے ایسا ہی نقل کیا ہے، مگر بغوی نے نیز تمام شافعیہ نے امام شافعی کے بارے میں تین بار مسح کرنے کا قول نقل کیا ہے، عام شافعیہ کا عمل بھی تین ہی پر ہے، مگر یا تو یہ دیگر اعضاء پر قیاس ہے جو نص صریح کے مقابلے میں صحیح نہیں ہے، یا کچھ ضعیف حدیثوں سے تمسک ہے (صحیحین کی نیز دیگر احادیث میں صرف ایک پر اکتفا کی صراحت ہے)۔

27۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَأْخُذُ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا

۲۷۔ باب: سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کا بیان

35۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ حَبَّانَ ابْنِ وَاسِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ، وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى ابْنُ لَهِيعَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَبَّانَ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ، وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرَ فَضْلِ يَدَيْهِ. وَرِوَايَةُ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَبَّانَ أَصَحُّ، لأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَغَيْرِهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: رَأَوْا أَنْ يَأْخُذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا.

تخريج: م/الطهارة ٧ (٢٣٦)، د/الطهارة ٥٠ (١٢٠)، وانظر أيضا رقم: ٢٨ (تحفة الأشراف: ٥٣٠٧) (صحيح)

۳۵۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ نئے پانی سے اپنے سر کا مسح کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) ابن لھیعہ نے یہ حدیث بسند حبان بن واسع عن أبیہ روایت کی ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا اور اپنے سر کا مسح اپنے دونوں ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے کیا۔ (۳) عمرو بن حارث کی روایت، جسے انہوں نے حبان سے روایت کی ہے، زیادہ صحیح ہے ❶ کیوں کہ اور بھی کئی سندوں سے عبداللہ بن زید وغیرہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے سر کے مسح کے لیے نیا پانی لیا۔ (۴) اکثر اہل علم کا عمل اسی پر ہے، ان کی رائے ہے کہ سر کے مسح کے لیے نیا پانی لیا جائے۔

فائدہ ❶ :...... مؤلف نے عمرو بن حارث کی روایت کے لیے ''زیادہ صحیح'' کا لفظ اس لیے اختیار کیا ہے کہ ''ابن لہیعہ'' کی روایت بھی صحیح ہے، کیونکہ وہ عبداللہ بن وہب کی روایت سے ہے اور عبادلہ اربعہ کی روایت ابن لہیعہ سے صحیح ہوتی ہے، لیکن اس روایت میں ابن لہیعہ اکیلے ہیں، اس لیے ان کی روایت ''عمرو بن حارث'' کی روایت کے مقابلے میں شاذ ہے اور عمرو بن حارث کی روایت ہی محفوظ ہے۔

28۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الأُذُنَيْنِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا

۲۸۔ باب: دونوں کانوں کے بالائی اور اندرونی حصوں کے مسح کرنے کا بیان ❶

36۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ: ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا. قَالَ

أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الرُّبَيِّعِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَرَوْنَ مَسْحَ الأُذُنَيْنِ: ظُهُورِهِمَا وَبُطُونِهِمَا.

تخريج: خ/الوضوء ٧ (١٤٠)، د/الطهارة ٥٢ (١٣٧)، ن/الطهارة ٨٤ (١٠١، ١٠٢)، (تحفة الأشراف: ٥٩٧٨) (حسن صحيح)

٣٦۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کا اور اپنے دونوں کانوں کے بالائی اور اندرونی حصوں کا مسح کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ربیع رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ (۳) اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، ان لوگوں کی رائے ہے کہ دونوں کانوں کے بالائی اور اندرونی دونوں حصوں کا مسح کیا جائے۔

فائدہ ❶:...... اس باب اور حدیث سے مؤلف کا مقصد اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ کانوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے ساتھ دھونے اور بیرونی حصے کو سر کے ساتھ مسح کرنے کے قائلین کا رد کریں، اس قول کے قائلین کی دلیل والی حدیث ضعیف ہے، اور نص کے مقابلے میں قیاس جائز نہیں۔

29۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الأُذُنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ

۲۹۔ باب: وضو میں دونوں کانوں کے سر میں داخل ہونے کا بیان

37۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا، وَيَدَيْهِ ثَلاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَقَالَ: الأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ: قُتَيْبَةُ قَالَ حَمَّادٌ: لاأَدْرِي، هٰذَا مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ مِنْ قَوْلِ أَبِي أُمَامَةَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ الْقَائِمِ، وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: أَنَّ الأُذُنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مَا أَقْبَلَ مِنَ الأُذُنَيْنِ فَمِنَ الْوَجْهِ، وَمَا أَدْبَرَ فَمِنَ الرَّأْسِ. قَالَ إِسْحَاقُ: وَأَخْتَارُ أَنْ يَمْسَحَ مُقَدَّمَهُمَا مَعَ الْوَجْهِ، وَمُؤَخَّرَهُمَا مَعَ رَأْسِهِ. و قَالَ الشَّافِعِيُّ: هُمَا سُنَّةٌ عَلَى حِيَالِهِمَا: يَمْسَحُهُمَا بِمَاءٍ جَدِيدٍ.

تخريج: د/الطهارة ٥٠ (١٣٤) ق/الطهارة ٥٣ (٤٤٤) (تحفة الأشراف: ٤٨٨٧) حم (٥/٢٥٨، ٢٦٨) (صحيح) (سند میں دو راوی "سنان" اور "شہر" ضعیف ہیں، لیکن دیگر احادیث سے تقویت پا کر یہ حدیث صحیح ہے)

۳۷۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنا چہرہ تین بار دھویا اور اپنے دونوں ہاتھ تین بار دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا اور فرمایا: ''دونوں کان سر میں داخل ہیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) قتیبہ کا کہنا ہے کہ حماد کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا ابوامامہ کا۔ (۲) اس باب میں انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ (۴) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے اور اسی کے قائل سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحاق بن راہویہ ہیں [1] اور بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ کان کے سامنے کا حصہ چہرے میں سے ہے (اس لیے اسے دھویا جائے) اور پیچھے کا حصہ سر میں سے ہے۔ [2] (اس لیے مسح کیا جائے) اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ کان کے سامنے کے حصے کا مسح چہرے کے ساتھ کرے (یعنی چہرے کے ساتھ دھوئے) اور پچھلے حصے کا سر کے ساتھ [3] شافعی کہتے ہیں کہ دونوں الگ الگ سنت ہیں (اس لیے) دونوں کا مسح نئے پانی سے کرے۔

فائدہ ❶ :...... یہی قول راجح ہے۔

فائدہ ❷ :...... یہ شعبی اور حسن بن صالح اور ان کے اتباع کا مذہب ہے۔

فائدہ ❸ :...... امام ترمذی نے یہاں صرف تین مذاہب کا ذکر کیا ہے، ان تینوں کے علاوہ اور بھی مذاہب ہیں، انھیں میں سے ایک مذہب یہ ہے کہ دونوں کان چہرے میں سے ہیں، لہٰذا یہ چہرے کے ساتھ دھوئے جائیں گے، اسی طرف امام زہری اور داود ظاہری گئے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ انھیں چہرے کے ساتھ دھویا جائے اور سر کے ساتھ ان کا مسح کیا جائے۔

30۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ

۳۰۔ باب: انگلیوں کے (درمیان) خلال کا بیان

38۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلِ الاصَابِعَ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْمُسْتَوْرِدِ، وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ الْفِهْرِيُّ، وَأَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهُ يُخَلِّلُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ فِي الْوُضُوءِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. قَالَ إِسْحَاقُ: يُخَلِّلُ أَصَابِعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فِي الْوُضُوءِ. وَأَبُو هَاشِمٍ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ الْمَكِّيُّ.

تخريج: د/الطهارة ٥٥ (١٤٢) ن/الطهارة ٧١ (٨٧) ق/الطهارة ٤٤ (٤٠٧) ويأت عند المؤلف فى الصيام (٧٨٨) (تحفة الأشراف: ١١١٧٢) حم (٤/٣٣) دى/الطهارة ٣٤ (٧٣٢) (صحيح)

۳۸۔ لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم وضو کرو تو انگلیوں کا خلال کرو۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابن عباس، مستورد بن شداد فہری اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۳) اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ وضو میں اپنے پیروں کی انگلیوں کا خلال کرے، اسی کے قائل احمد اور اسحاق بن راہویہ ہیں۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ وضو میں اپنے دونوں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرے۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دونوں پیروں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان خلال کرنا واجب ہے، کیونکہ امر کا صیغہ وجوب پر دلالت کرتا ہے، اس بابت انگلیوں کے درمیان پانی پہنچنے نہ پہنچنے میں کوئی فرق نہیں۔

39۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ ـ وَهُوَ الْجَوْهَرِيُّ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: ق/الطهارة ٥٤ (٤٤٧) (تحفة الأشراف: ٥٦٨٥) (حسن صحيح)
(سند میں صالح مولی التوامہ مختلط راوی ہیں، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے)

۳۹۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کے بیچ خلال کرو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

40۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ الْفِهْرِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ دَلَكَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ؛ لا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ.

تخريج: د/الطهارة ٥٨ (١٤٨) ق/الطهارة ٥٤ (٤٤٦) (تحفة الأشراف: ١١٢٥٦) حم (٤/٢٢٩) (صحيح) (سند میں عبداللہ بن لھیعہ ضعیف ہیں، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔)

۴۰۔ مستورد بن شداد فہری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ وضو کرتے تو اپنے دونوں پیروں کی انگلیوں کو اپنے خنصر (ہاتھ کی چھوٹی انگلی) سے ملتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، اسے ہم صرف ابن لھیعہ کے طریق ہی سے جانتے ہیں۔

31۔ بَابُ مَا جَاءَ: وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

۳۱۔ باب: وضو میں ایڑیاں دھونے میں کوتاہی کرنے والوں کے لیے وارد وعید کا بیان

41۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَائِشَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ - هُوَ ابْنُ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيُّ - وَمُعَيْقِيبٍ، وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَشُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَيَزِيدَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ وَبُطُونِ الأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ)). قَالَ: وَفِقْهُ هٰذَا الْحَدِيثِ: أَنَّهُ لاَيَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمَا خُفَّانِ أَوْ جَوْرَبَانِ.

تخريج: تفرد به المؤلف، (تحفة الأشراف: ١٢٧١٧) وانظر: حم (٢/٢٨٤٢٢٨٢، ٤٠٦، ٤٠٧، ٤٠٩، ٤٢٠، ٤٨٢، ٤٩٨) (صحیح)

۴۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایڑیوں کے دھونے میں کوتاہی برتنے والوں کے لیے خرابی ہے، یعنی جہنم کی آگ ہے'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن عمر، عائشہ، جابر، عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی معیقیب، خالد بن ولید، شرحبیل بن حسنہ، عمرو بن العاص اور یزید بن ابی سفیان سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ ''ان ایڑیوں اور قدم کے تلووں کے لیے جو وضو میں سوکھی رہ جائیں خرابی ہے، یعنی جہنم کی آگ ہے'' اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ پیروں کا مسح جائز نہیں اگر ان پر موزے یا جراب نہ ہوں۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر پیروں میں موزے یا جراب نہ ہو تو ان کا دھونا واجب ہے، مسح کافی نہیں جیسا کہ شیعوں کا مذہب ہے، کیونکہ اگر مسح سے فرض ادا ہو جاتا تو نبی اکرم ﷺ ((وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) نہ فرماتے۔

32۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً

۳۲۔ باب: اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھونے کا بیان

42۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَهَنَّادٌ وَقُتَيْبَةُ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، ح قَالَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَجَابِرٍ، وَبُرَيْدَةَ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَابْنِ الْفَاكِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ. وَرَوَى رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً. قَالَ: وَلَيْسَ هٰذَا بِشَيْءٍ. وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى ابْنُ عَجْلاَنَ، وَهِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ،

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تخريج: خ/الوضوء ٢٢ (١٥٧)، د/الطهارة ٥٣ (١٣٨)، ن/الطهارة ٦٤ (٨٠)، ق ٤٥ (٤١١) (تحفة الأشراف: ٥٩٧٦) حم (١/٣٣٢)، د/الطهارة ٢٩ (٧٢٣) (صحيح)

۴۲۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اعضائے وضو ایک ایک بار دھوئے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عمر، جابر، بریدۃ، ابورافع اور ابن الفاکہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) ابن عباس کی یہ حدیث اس باب میں سب سے عمدہ اور صحیح ہے۔ (۳) رشدین بن سعد وغیرہ بسند ضحاک بن شرحبیل عن زید بن اسلم عن أبیہ سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھویا''، یہ (روایت) کچھ بھی نہیں ہے صحیح وہی روایت ہے جسے ابن عجلان، ہشام بن سعد، سفیان ثوری اور عبدالعزیز بن محمد نے بسند زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابن عباس عن النبی ﷺ روایت کیا ہے۔ ❷

فائدہ ❶:...... یہ فرض تعداد ہے، نبی اکرم ﷺ کبھی کبھی بیانِ جواز کے لیے ایسا کرتے تھے، ورنہ سنت دو مرتبہ اور تین مرتبہ دھونا ہے۔

فائدہ ❷:......یعنی اعضائے وضو کو دھونے کے بارے میں زید بن اسلم کے طریق سے جو روایت آتی ہے، اس کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ وہ مذکورہ سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مسند سے ہے، نہ کہ عمر رضی اللہ عنہ کی مسند سے، رشدین بن سعد ضعیف راوی ہیں۔

33۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

۳۳۔باب: اعضائے وضو کے دو دو بار دھونے کا بیان

43۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ هُوَ الأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ؛ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْفَضْلِ. وَهُوَ إِسْنَادٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى هَمَّامٌ، عَنْ عَامِرٍ الأَحْوَلِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

تخريج: د/الطهارة ٥٢ (١٣٦) (تحفة الأشراف: ١٣٩٤٠) (حسن صحيح)

۴۳۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اعضائے وضو دو دو بار دھوئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) ہم یہ جانتے ہیں کہ اسے صرف ابن ثوبان نے عبداللہ بن فضل سے روایت کیا ہے اور یہ سند حسن صحیح ہے۔ (۴) ہمام نے بسند

عامر الأحول عن عطاء عن ابی ہریرہ روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اعضائے وضو تین تین بار دھوئے۔ [1]

فائدہ [1] :...... ہمام بن یحییٰ اور عامر الاحول دونوں سے وہم ہو جایا کرتا تھا، تو ایسا نہ ہو کہ اس روایت میں ان دونوں میں سے کسی سے وہم ہو گیا ہو اور بجائے دو دو کے تین تین روایت کر دی ہو، ویسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری (ضعیف) سند سے ابن ماجہ (رقم: ۴۱۵) میں ایسی ہی روایت ہے۔

34۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ ثَلاثًا ثَلاثًا

۳۴۔ باب: اعضائے وضو تین تین بار دھونے کا بیان

44۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلاثًا ثَلاثًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَائِشَةَ، وَالرُّبَيِّعِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَمُعَاوِيَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْوُضُوءَ يُجْزِءُ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ أَفْضَلُ. وَأَفْضَلُهُ ثَلاثٌ، وَلَيْسَ بَعْدَهُ شَيْءٌ. و قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: لا آمَنُ إِذَا زَادَ فِي الْوُضُوءِ عَلَى الثَّلاثِ أَنْ يَأْثَمَ. و قَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: لايَزِيدُ عَلَى الثَّلاثِ إِلَّا رَجُلٌ مُبْتَلًى.

تخريج: د/الطهارة ٥٠ (١١٦) ن/الطهارة ٧٩ (٩٦) و ٩٣ (١١٥) و ١٠٣ (١٣٦) (تحفة الأشراف: ١٠٣٢١، و ١٠٣٢٢) حم (١/١٢٢) ويأت برقم: ٤٨، وانظر ما يأت برقم ٤٩ (صحيح)

۴۴۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اعضائے وضو تین تین بار دھوئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عثمان، عائشہ، ربیع، ابن عمر، ابوامامہ، ابورافع، عبداللہ بن عمرو، معاویہ، ابوہریرہ، جابر، عبداللہ بن زید اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں سب سے عمدہ اور صحیح ہے کیوں کہ یہ علی رضی اللہ عنہ سے اور بھی سندوں سے مروی ہے۔ (۳) اہلِ علم کا اس پر عمل ہے کہ اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھونا کافی ہے، دو دو بار افضل ہے اور اس سے بھی زیادہ افضل تین تین بار دھونا ہے، اس سے آگے کی گنجائش نہیں۔ ابن مبارک کہتے ہیں: جب کوئی اعضائے وضو کو تین بار سے زیادہ دھوئے تو مجھے اس کے گناہ میں پڑنے کا خطرہ ہے۔ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: تین سے زائد بار اعضائے وضو کو وہی دھوئے گا جو (دیوانگی اور وسوسے) میں مبتلا ہو گا۔ [1]

فائدہ [1] :...... اگر کسی کو شک ہو جائے کہ تین بار دھویا ہے یا دو ہی بار، تب بھی اسی پر اکتفا کرے، کیونکہ اگر تین بار نہیں دھویا ہو گا تو دو بار تو دھویا ہی ہے، جو کافی ہے۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ وَثَلاثًا

۳۵- باب: اعضائے وضو کو ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار دھونے کا بیان

45- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لأَبِي جَعْفَرٍ: حَدَّثَكَ جَابِرٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً، وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَثَلاثًا ثَلاثًا. قَالَ: نَعَمْ.

تخريج: ق/الطهارة ٤٥ (٤١٠) (تحفة الأشراف: ٢٥٩٢) (ضعيف)

(سند میں ابوحمزہ ثابت بن ابی صفیہ الثمالی اور شریک بن عبداللہ القاضی دونوں ضعیف ہیں، نیز یہ آگے آنے والی حدیث کے مخالف بھی ہے، جس کے بارے میں امام ترمذی کا فیصلہ ہے کہ وہ شریک کی روایت سے زیادہ صحیح ہے)

۴۵- ابوحمزہ ثابت بن ابی صفیہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر سے پوچھا: کیا جابر رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اعضائے وضو ایک بار، دو دو بار، اور تین تین بار دھوئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ہاں (بیان کیا ہے)۔

46- وَرَوَى وَكِيعٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لأَبِي جَعْفَرٍ: حَدَّثَكَ جَابِرٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً؟ قَالَ: نَعَمْ. و حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ وَقُتَيْبَةُ قَالا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هٰذَا عَنْ ثَابِتٍ نَحْوَ رِوَايَةِ وَكِيعٍ. وَشَرِيكٌ كَثِيرُ الْغَلَطِ. وَثَابِتُ بْنُ أَبِي صَفِيَّةَ هُوَ أَبُو حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ.

تخريج: (صحيح) (سابقہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اور اس میں مذکور شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے)

۴۶- یہ حدیث وکیع نے ثابت بن ابی صفیہ سے روایت کی ہے، میں نے ابوجعفر (محمد بن علی بن حسین الباقر) سے پوچھا کہ آپ سے جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اعضائے وضو کو ایک بار دھویا، انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ (۱) اور یہ شریک کی روایت سے زیادہ صحیح ہے، کیوں کہ یہ ثابت سے وکیع کی روایت کی طرح اور بھی کئی سندوں سے مروی ہے۔ (۲) اور شریک کثیر الغلط راوی ہیں۔

36- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَتَوَضَّأُ بَعْضَ وُضُوئِهِ مَرَّتَيْنِ وَبَعْضَهُ ثَلاثًا

۳۶- باب: وضو میں بعض اعضاء دو بار دھونے اور بعض تین بار دھونے کا بیان

47- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ: فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا، وَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذُكِرَ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ بَعْضَ وُضُوئِهِ مَرَّةً وَبَعْضَهُ ثَلاثًا. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ: لَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بَعْضَ وُضُوئِهِ ثَلاثًا، وَبَعْضَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ مَرَّةً.

تخریج: (صحيح الاسناد) (وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ میں "مرتین" کا لفظ شاذ ہے۔ صحيح ابی داود: ۱۰۹)

۴۷۔عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو آپ نے اپنا چہرہ تین بار دھویا اور اپنے دونوں ہاتھ دو دو بار دھوئے، پھر اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے دونوں پیر دو دو بار دھوئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس کے علاوہ اور بھی حدیثوں میں یہ بات مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اعضائے وضو کو ایک ایک بار اور بعض کو تین تین بار دھویا۔ (۳) بعض اہل علم نے اس بات کی اجازت دی ہے، ان کی رائے میں وضو میں بعض اعضاء کو تین بار، بعض کو دو بار اور بعض کو ایک بار دھونے میں کوئی حرج نہیں۔

37۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي وُضُوءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم كَيْفَ كَانَ

۳۷۔باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیسا تھا؟

48۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَقُتَيْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا، ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طَهُورِهِ فَشَرِبَهُ، وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُورُ رَسُولِ اللهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَعَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَالرُّبَيِّعِ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ أُنَيْسٍ، وَعَائِشَةَ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ.

تخریج: انظر رقم: ٤٤ (صحيح)

۴۸۔ابوحیہ کہتے ہیں: میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنے دونوں پہنچے دھوئے، یہاں تک کہ انہیں خوب صاف کیا، پھر تین بار کلی کی، تین بار ناک میں پانی چڑھایا، تین بار اپنا چہرہ دھویا اور ایک بار اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے، پھر کھڑے ہوئے اور وضو سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے کھڑے پی لیا [1]، پھر کہا: میں نے تمہیں دکھانا چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیسے ہوتا تھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عثمان، عبداللہ بن زید، ابن عباس، عبداللہ بن عمرو، ربیع، عبداللہ بن انیس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1]:......صحیح بخاری کی روایت میں یہ بھی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو جائز نہیں سمجھتے، حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ میں نے کیا ہے، اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) کھڑے ہو کر کبھی کبھی پانی پینا جائز ہے۔ (۲) وضو سے بچے ہوئے پانی میں برکت ہوتی ہے اس لیے آپ نے اسے پیا اور کھڑے ہو کر پیا تاکہ لوگ یہ عمل دیکھ لیں، نہ یہ کہ وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر ہی پینا چاہیے۔

49۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ: ذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ

مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي حَيَّةَ، إِلاَّ أَنَّ عَبْدَ خَيْرٍ قَالَ: كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طُهُورِهِ أَخَذَ مِنْ فَضْلِ طَهُورِهِ بِكَفِّهِ فَشَرِبَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ رَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ أَبِي حَيَّةَ وَعَبْدِ خَيْرٍ وَالْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ. وَقَدْ رَوَاهُ زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدِيثَ الْوُضُوءِ بِطُولِهِ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، فَأَخْطَأَ فِي اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ، فَقَالَ: مَالِكُ بْنُ عُرْفُطَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ: وَرُوِيَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ: وَرُوِيَ عَنْهُ: عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ، مِثْلُ رِوَايَةِ شُعْبَةَ. وَالصَّحِيحُ خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ.

تخريج: د/الطهارة ٥٠ (١١١) ن/الطهارة ٧٤ (٩١) و٧٥ (٩٢) و٧٦ (٩٣) (تحفة الأشراف: ١٠٢٠٣) حم (١/١٢٢) دی/الطهارة ٣١ (٧٢٨) وانظر رقم: ٤٤ (صحيح)

۴۹۔عبد خیر نے بھی علی رضی اللہ عنہ سے، ابو حیہ کی حدیث ہی کی طرح روایت کی ہے، مگر عبد خیر کی روایت میں ہے کہ جب وہ اپنے وضو سے فارغ ہوئے تو بچے ہوئے پانی کو انہوں نے اپنے چلّو میں لیا اور اسے پیا۔

امام ترمذی نے اس حدیث کے مختلف طرق ذکر کرنے کے بعد فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

38۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّضْحِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

۳۸۔باب: وضو کے بعد (شرمگاہ پر) پانی چھڑکنے کا بیان

50۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِاللهِ السَّلِيمِيُّ الْبَصْرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، قَالَ: و سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، و قَالَ بَعْضُهُمْ: سُفْيَانُ بْنُ الْحَكَمِ، أَوِ الْحَكَمُ بْنُ سُفْيَانَ. وَاضْطَرَبُوا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

تخريج: ق/ الطهارة ٥٨ (٤٦٣) (تحفة الأشراف: ١٣٦٤٤) (ضعيف) (اس کے راوی حسن بن علی ہاشمی ضعیف ہیں، قولی حدیث ثابت نہیں، فعلِ رسول ﷺ سے یہ عمل ثابت ہے، دیکھئے: الضعيفة: ١٣١٢، والصحيحة: ٨٤١)

۵۰۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبرئیل نے آ کر کہا: اے محمد! جب آپ وضو کریں تو (شرمگاہ پر) پانی چھڑک لیں۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے۔ (۲) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو یہ کہتے سنا ہے کہ حسن بن علی الہاشمی منکر الحدیث راوی ہیں ❷ (۳) اس حدیث کی سند میں لوگ اضطراب کا شکار ہیں۔ (۴) اس باب میں ابوالحکم بن

سفیان، ابن عباس، زید بن حارثہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے یہ وسوسہ ختم ہو جاتا ہے کہ شاید شرمگاہ کے پاس کپڑے میں جونمی ہے وہ ہو نہ ہو پیشاب کے قطروں سے ہو اور ظاہر بات ہے کہ وضو کے بعد اس طرح کی نمی ملنے پر یہ شک ہوگا، لیکن اگر پیشاب کے بعد اور وضو سے پہلے نمی ہوگی تو وہ پیشاب ہی کی ہوگی۔

فائدہ ❷ :......حسن بن علی نوفلی ہاشمی کی وجہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ضعیف ہے، مگر اس باب میں دیگر صحابہ سے فعل رسول ثابت ہے۔

39۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ

۳۹۔ باب: کامل طور سے وضو کرنے کا بیان

51۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا، إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ)).

تخريج: م/ الطهارة ١٤ (٢٥١) ن/الطهارة١٠٧ (١٤٣) (تحفة الأشراف: ١٣٩٨١) ط/السفر١٨(٥٥) حم (٢/٢٧٧، ٣٠٣) (صحيح)

۵۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیزیں نہ بتاؤں جن سے اللہ گناہوں کو مٹاتا اور درجات کو بلند کرتا ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیوں نہیں، آپ ضرور بتائیں، آپ نے فرمایا: ''ناگواری کے باوجود مکمل وضو کرنا ❶ اور مسجدوں کی طرف زیادہ چل کر جانا ❷ اور صلاۃ کے بعد صلاۃ کا انتظار کرنا، یہی سرحد کی حقیقی پاسبانی ہے۔'' ❸

فائدہ ❶ :...... ناگواری کے باوجود مکمل وضو کرنے کا مطلب ہے سخت سردی میں اعضاء کا مکمل طور پر دھونا، یہ طبیعت پر نہایت گراں ہوتا ہے اس کے باوجود مسلمان محض اللہ کی رضا کے لیے ایسا کرتا ہے اس لیے اس کا اجر زیادہ ہوتا ہے۔

فائدہ ❷ :......مسجد کا قرب بعض اعتبار سے مفید ہے، لیکن گھر کا مسجد سے دور ہونا اس لحاظ سے بہتر ہے کہ جتنے قدم مسجد کی طرف اٹھیں گے اتنا ہی اجر وثواب زیادہ ہوگا۔

فائدہ ❸ :......یعنی یہ تینوں اعمال اجر وثواب میں سرحدوں کی پاسبانی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی طرح ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ جس طرح سرحدوں کی نگرانی کے سبب دشمن ملک کے اندر گھس نہیں پاتا اسی طرح ان اعمال پر مواظبت سے شیطان نفس پر غالب نہیں ہو پاتا۔

52۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ نَحْوَهُ ، و قَالَ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ: فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ ، ثَلَاثًا . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ، وَابْنِ عَبَّاسٍ ، وَعَبِيدَةَ - وَيُقَالُ عُبَيْدَةُ بْنُ عَمْرٍو - وَعَائِشَةَ ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيِّ ، وَأَنَسٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ يَعْقُوبَ الْجُهَنِيُّ الْحُرَقِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

تخریج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ۱٤۰۷۱) **(صحیح)**

۵۲۔ اس سند سے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت ہے، لیکن قتیبہ نے اپنی روایت میں ((فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ .)) تین بار کہا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی، عبداللہ بن عمرو، ابن عباس، عَبیدہ۔ یا... عُبیدہ بن عمرو۔ عائشہ، عبدالرحمن بن عائش الحضرمی اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

40۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَنْدُلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

۴۰۔ باب: وضو کے بعد رومال سے بدن پونچھنے کا بیان

53۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ ، عَنْ أَبِي مُعَاذٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوءِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ لَيْسَ بِالْقَائِمِ ، وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ . وَأَبُو مُعَاذٍ يَقُولُونَ: هُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ .

تخریج: تفرد به المولف (تحفة الأشراف: ۱٦٤۵۷) (حسن) (سند میں "ابو معاذ سلیمان بن ارقم" ضعیف ہیں، لیکن حدیث دوسرے طرق کی وجہ سے حسن ہے، ملاحظہ ہو: تراجع الألباني ۵۰۲، والصحیحة: ۲۰۹۹)

۵۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کپڑا تھا جس سے آپ وضو کے بعد اپنا بدن پونچھتے تھے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت درست نہیں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہے۔ ابو معاذ سلیمان بن ارقم محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ (۲) اس باب میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

فائدہ ❶:...... یہ حدیث صحیح نہیں ہے، نیز اس باب میں وارد کوئی بھی صریح حدیث صحیح نہیں ہے جیسا کہ امام ترمذی نے صراحت کی ہے، مگر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو صحیحین کی حدیث سے مروی ہے اس کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے، اس میں ہے کہ غسل سے فراغت کے بعد ام سلمہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تولیہ پیش کیا تو آپ نے نہیں لیا، اس

سے ثابت ہوا کہ غسل کے بعد تولیہ استعمال کرنے کی عادت تھی، تبھی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پیش کیا، مگر اس وقت کسی وجہ سے آپ نے اسے استعمال نہیں کیا اور ایسا بہت ہوتا ہے۔

54ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهُ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ. وَرِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ الأَفْرِيقِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي التَّمَنْدُلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ. وَمَنْ كَرِهَهُ إِنَّمَا كَرِهَهُ مِنْ قِبَلِ: أَنَّهُ قِيلَ إِنَّ الْوُضُوءَ يُوزَنُ. وَرُوِيَ ذَلِكَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَالزُّهْرِيِّ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، قَالَ: حَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ مُجَاهِدٍ عَنِّي، وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ، عَنْ ثَعْلَبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: إِنَّمَا كُرِهَ الْمِنْدِيلُ بَعْدَ الْوُضُوءِ لأَنَّ الْوُضُوءَ يُوزَنُ.

تخريج: تفردبه المؤلف (تحفة الأشراف: ١١٣٣٤) (ضعيف الاسناد)

(سند میں رشدین بن سعد اور عبدالرحمٰن افریقی دونوں ضعیف ہیں)

۵۴ـ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ وضو کرتے تو چہرے کو اپنے کپڑے کے کنارے سے پونچھتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند ضعیف ہے، رشدین بن سعد اور عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم الافریقی دونوں حدیث میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔ (۲) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اہلِ علم کے ایک گروہ نے وضو کے بعد رومال سے پونچھنے کی اجازت دی ہے اور جن لوگوں نے اسے مکروہ کہا ہے تو محض اس وجہ سے کہا ہے کہ کہا جاتا ہے: وضو کو (قیامت کے دن) تولا جائے گا، یہ بات سعید بن مسیّب اور زہری سے روایت کی گئی ہے۔ (۳) زہری کہتے ہیں کہ وضو کے بعد تولیہ کا استعمال اس لیے مکروہ ہے کہ وضو کا پانی (قیامت کے روز) تولا جائے گا۔ [1]

فائدہ [1]:......اس معنی میں بھی کوئی مرفوع صحیح حدیث وارد نہیں ہے اور قیامت کے دن وزن کیے جانے کی بات اجر وثواب کی بات ہے کوئی چاہے تو اپنے طور پر یہ اجر حاصل کرے، لیکن اس سے یہ کہاں سے ثابت ہوگیا کہ تولیہ کا استعمال ہی مکروہ ہے۔

41ـ بَابُ فِيمَا يُقَالُ بَعْدَ الْوُضُوءِ

۴۱ـ باب: وضو کے بعد کیا دعا پڑھی جائے؟

55ـ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِيُّ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيِّ، وَأَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ

الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ، فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ قَدْ خُولِفَ زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ. قَالَ: وَرَوَى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ وَغَيْرُهُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُمَرَ، وَعَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عُمَرَ. وَهَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ، وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَا الْبَابِ كَثِيرُ شَيْءٍ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَبُو إِدْرِيسَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ شَيْئًا.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٠٤٨٠) وأخرجه بدون قوله "اللهم اجعلني ......" كل من: م/الطهارة ٦ (٢٣٤)، والطهارة ٦٥ (١٦٩)، و ن/الطهارة ١٠٩ (١٤٨)، والطهارة ٦٠ (٤٧٠)، وحم (١٤٦/١، ١٥١، ١٥٣) من طريق عقبة بن عامر عن عمر (تحفة الأشراف: ١٠٦٠٩) (صحيح)

(سند میں اضطراب ہے، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث مذکور اضافہ کے ساتھ صحیح ہے، ملاحظہ ہو: صحیح أبي داود رقم:١٦٢)

۵۵۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو وضو کرے اور اچھی طرح کرے، پھر یوں کہے: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ.)) (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنادے) تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے وہ جس سے بھی چاہے جنت میں داخل ہو۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں انس اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) امام ترمذی نے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے طرق ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے۔ (۳) اس باب میں زیادہ تر چیزیں نبی اکرم ﷺ سے صحیح ثابت نہیں ہیں۔ ❷

فائدہ ❶:...... عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی تخریج امام مسلم نے اپنی صحیح میں ایک دوسری سند سے کی ہے (رقم:٢٣٤) اور اس میں ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ.)) کا اضافہ نہیں ہے اور یہ روایت اضطراب سے پاک اور محفوظ ہے، احناف اور شوافع نے اپنی کتابوں میں ہر عضو کے دھونے کے وقت جو الگ الگ دعائیں نقل کی ہیں: مثلاً: چہرہ دھونے کے وقت "اللهم بيض وجهي يوم تبيض وجوه." اور دایاں ہاتھ دھونے کے وقت "اللهم أعطني كتابي في يميني وحاسبني حساباً يسيراً." ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔

فائدہ ❸ :......ترمذی کی سند میں ''ابوادریس کی روایت براہِ راست عمر رضی اللہ عنہ سے ہے، لیکن زید بن حباب ہی سے مسلم کی بھی روایت ہے، مگر اس میں ''ابوادریس'' کے بعد ''جبیر بن نفیر عن عقبه بن عامر، عن عمر'' ہے جیسا کہ ترمذی نے خود تصریح کی ہے، بہر حال ترمذی کی روایت میں ((اللهم اجعلني......)) کا اضافہ بزار اور طبرانی کے یہاں ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں موجود ہے، حافظ ابن حجر نے اس کو تلخیص میں ذکر کر کے سکوت اختیار کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: الارواء رقم: ٩٦، وصحيح أبي داود رقم: ١٦٢)

42- بَابٌ فِي الْوُضُوءِ بِالْمُدِّ

۴۲- باب: ایک مد پانی سے وضو کرنے کا بیان

56- وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ، عَنْ سَفِينَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَفِينَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو رَيْحَانَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَطَرٍ. وَهَكَذَا رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ بِالْمُدِّ، وَالْغُسْلَ بِالصَّاعِ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: لَيْسَ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عَلَى التَّوْقِيتِ أَنَّهُ لا يَجُوزُ أَكْثَرُ مِنْهُ وَلا أَقَلُّ مِنْهُ وَهُوَ قَدْرُ مَا يَكْفِي.

تخريج: م/الحيض ١٠ (٣٢٦) ق/الطهارة ١ (٢٦٧) (تحفة الأشراف: ٤٤٧٩) حم (٢٢٢/٥) دي/الطهارة ٢٣ (٧١٥) (صحيح)

۵۶- سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک مد [1] پانی سے وضو اور ایک صاع پانی سے غسل فرماتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) سفینہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ، جابر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) بعض اہلِ علم کی رائے یہی ہے کہ ایک مد پانی سے وضو کیا جائے اور ایک صاع پانی سے غسل، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مقصود تحدید نہیں ہے کہ اس سے زیادہ یا کم جائز نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ مقدار ایسی ہے جو کافی ہوتی ہے۔ [2]

فائدہ ❶ ...... مد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور صاع چار مد کا ہوتا ہے جو موجودہ زمانہ کے وزن کے حساب سے ڈھائی کلو کے قریب ہوتا ہے۔

فائدہ ❷ ......مسلم میں ایک ''فرق'' پانی سے نبی اکرم ﷺ کے غسل کرنے کی روایت بھی آئی ہے۔ فرق ایک برتن ہوتا تھا جس میں لگ بھگ سات کیلو پانی آتا تھا۔ ایک روایت میں تو یہ بھی مذکور ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور نبی اکرم ﷺ دونوں ایک فرق پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ یہ سب آدمی کے مختلف حالات اور مختلف آدمیوں کے جسموں پر منحصر ہے۔ ایک ہی آدمی جاڑا اور گرمی، یا بدن کی زیادہ یا کم گندگی کے سبب کم و بیش پانی استعمال کرتا ہے۔

نیز بعض آدمیوں کے بدن موٹے اور لمبے چوڑے ہوتے ہیں اور بعض آدمیوں کے ناٹے اور دبلے پتلے ہوتے ہیں، اس حساب سے پانی کی ضرورت پڑتی ہے، بہرحال ضرورت سے زیادہ خواہ مخواہ پانی نہ بہائے۔

43۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الإِسْرَافِ فِي الْوُضُوءِ بِالْمَاءِ

۴۳۔باب: وضو میں پانی کے بے جا استعمال کی کراہت کا بیان

57۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاودَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُتَيِّ بْنِ ضَمْرَةَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلْوُضُوءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ الْوَلَهَانُ فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، لِأَنَّا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ خَارِجَةَ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهُ، وَلَا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ، وَخَارِجَةُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ.

تخريج: ق/الطهارة ٤٨(٤٢١) (تحفة الأشراف: ٦٦)، وحم (٥/١٣٦) (ضعيف جدًا) (**خارجہ بن مصعب متروک ہے**)

۵۷۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وضو کے لیے ایک شیطان ہے، اسے ولہان کہا جاتا ہے، تم اس کے وسوسوں کے سبب پانی زیادہ خرچ کرنے سے بچو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) ابی بن کعب کی حدیث غریب ہے۔ (۳) اس کی سند محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے، اس لیے کہ ہم نہیں جانتے کہ خارجہ کے علاوہ کسی اور نے اسے مسنداً روایت کیا ہو۔ یہ حدیث دوسری اور سندوں سے حسن (بصری) سے موقوفاً مروی ہے (یعنی اسے حسن ہی کا قول قرار دیا گیا ہے) اور اس باب میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز صحیح نہیں اور خارجہ ہمارے اصحاب ❶ کے نزدیک زیادہ قوی نہیں ہیں، ابن مبارک نے ان کی تضعیف کی ہے۔

فائدہ ❶ :......امام ترمذی جب ''اصحابنا'' کہتے ہیں تو اس سے محدثین مراد ہوتے ہیں۔

44۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ

۴۴۔باب: ہر صلاۃ کے لیے وضو کرنے کا بیان

58۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا، أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ. قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ أَنْتُمْ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَوَضَّأُ وُضُوءًا وَاحِدًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَالْمَشْهُورُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَنَسٍ. وَقَدْ كَانَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَى الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلاةٍ اسْتِحْبَابًا، لا عَلَى الْوُجُوبِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٧٤٠) (ضعيف) (محمد بن حمید رازی ضعیف ہیں اور محمد بن اسحاق مدلس اور روایت "عنعنه" سے ہے، لیکن متابعت جو حدیث: ٦٠ پر آ رہی ہے کی وجہ سے اصل حدیث صحیح ہے۔)

۵۸۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر صلاۃ کے لیے وضو کرتے باوضو ہوتے یا بے وضو۔ حمید کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ لوگ کیسے کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایک ہی وضو کرتے تھے۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: حمید کی حدیث بواسطہ انس اس سند سے غریب ہے اور محدثین کے نزدیک مشہور عمرو بن عامر والی حدیث ہے جو بواسطہ انس مروی ہے اور بعض اہلِ علم [2] کی رائے ہے کہ ہر صلاۃ کے لیے وضو مستحب ہے نہ کہ واجب۔

فائدہ 1:...... ایک ہی وضو سے کئی کئی صلاتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ 2:...... بلکہ اکثر اہلِ علم کی یہی رائے ہے۔

59۔ وَقَدْ رُوِيَ فِي حَدِيثٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ)) قَالَ: وَرَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ الأَفْرِيقِيُّ عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الأَفْرِيقِيِّ. وَهُوَ إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: ذَكَرَ لِهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ هٰذَا الْحَدِيثُ فَقَالَ: هٰذَا إِسْنَادٌ مَشْرِقِيٌّ. قَالَ: سَمِعْت أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي مِثْلَ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ.

تخريج: د/الطهارة ٣٢ (٦٢) ق/الطهارة ٧٣ (٥١٢) (تحفة الأشراف: ٨٥٩٠) (ضعيف)
(سند میں عبدالرحمٰن افریقی ضعیف ہیں اور ابوغطیف مجہول ہیں)

۵۹۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو وضو پر وضو کرے گا اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث افریقی نے ابوغطیف سے اور ابوغطیف نے ابن عمر سے اور ابن عمر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، ہم سے اسے حسین بن حریث مروزی نے محمد بن یزید واسطی کے واسطے سے بیان کیا ہے اور محمد بن یزید نے افریقی سے روایت کی ہے اور یہ سند ضعیف ہے۔ (۲) علی بن مدینی کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں: انہوں نے اس حدیث کا ذکر ہشام بن عروہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ سند مشرقی ہے۔ [1] (۳) میں نے احمد بن حسن کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے سنا ہے: میں نے اپنی آنکھ سے یحییٰ بن سعید القطان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

فائدہ ❶ :......اس حدیث کے رواۃ مدینے کے لوگ نہیں ہیں، بلکہ اہلِ مشرق (اہل کوفہ اور بصرہ) ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اتنے معتبر نہیں ہیں جتنے اہلِ مدینہ ہیں۔

60۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، قُلْتُ: فَأَنْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ نُحْدِثْ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَحَدِيثُ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ حَدِيثٌ جَيِّدٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ.

تخريج: خ/الطهارة ٥٤ (٢١٤) ن/الطهارة ١٠١ (١٣١) ق/الطهارة ٧٢ (٥٠٩) (تحفة الأشراف: ١١١٠) حم (١٣٢/٣، ١٩٤، ٢٦٠)، د/ الطهارة ٤٦ (٧٤٧) (صحيح)

۶۰۔عمرو بن عامر انصاری کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا: نبی اکرم ﷺ ہر صلاۃ کے لیے وضو کرتے تھے، میں نے (انس سے) پوچھا: پھر آپ لوگ کیسے کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ جب تک ہم حدث نہ کرتے ساری صلاتیں ایک ہی وضو سے پڑھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور حمید کی حدیث جو انس سے مروی ہے جید غریب حسن ہے۔

45۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ

۴۵۔باب: نبی اکرم ﷺ کے ایک وضو سے کئی صلاۃ پڑھنے کا بیان

61۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّكَ فَعَلْتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ فَعَلْتَهُ؟ قَالَ: عَمْدًا فَعَلْتُهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَزَادَ فِيهِ: ((تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً)).

قَالَ: وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ. وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَارِبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ. قَالَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا، وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ وَكِيعٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ. وَكَانَ بَعْضُهُمْ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ: اسْتِحْبَابًا وَإِرَادَةَ الْفَضْلِ. وَيُرْوَى عَنِ الْأَفْرِيقِيِّ، عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ)). وَهٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

تخريج: م/الطهارة ٢٥ (٢٧٧) د/الطهارة ٦٦ (١٧٢) ق/الطهارة ٧٢ (٥١٠) (تحفة الأشراف: ١٩٢٨) حم (٥/٣٥٠، ٣٥١، ٣٥٨) د/الطهارة ٣ (٦٨٥) (صحيح)

۶۱۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر صلاۃ کے لیے وضو کرتے تھے، اور جب فتح مکہ کا سال ہوا تو آپ نے کئی صلاتیں ایک وضو سے ادا کیں اور اپنے موزوں پر مسح کیا، عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ نے ایک ایسی چیز کی ہے جسے کبھی نہیں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے اسے جان بوجھ کر کیا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور اس حدیث کو علی بن قادم نے بھی سفیان ثوری سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ ''آپ نے اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھویا''۔ (۳) سفیان ثوری نے بسند محارب بن دثار عن سلیمان بن بریدہ (مرسلاً روایت کیا ہے) کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر صلاۃ کے لیے وضو کرتے تھے''۔ (۴) اور اسے وکیع نے بسند سفیان عن محارب عن سلیمان بن بریدہ عن بریدہ سے روایت کیا ہے۔ (۵) نیز اسے عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ نے بسند سفیان عن محارب بن دثار عن سلیمان بن بریدہ مرسلاً روایت کیا ہے اور یہ روایت وکیع کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ❶ (۶) اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ ایک وضو سے کئی صلاتیں ادا کی جاسکتی ہیں، جب تک حدث نہ ہو۔ (۷) بعض اہل علم استحباب اور فضیلت کے ارادہ سے ہر صلاۃ کے لیے وضو کرتے تھے۔ (۸) نیز عبدالرحمٰن افریقی نے بسند ابی غطیف عن ابن عمر روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو وضو پر وضو کرے گا تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا'' اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ (۹) اس باب میں جابر بن عبداللہ سے بھی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وضو سے ظہر اور عصر دونوں پڑھیں۔

فائدہ ❶:...... یعنی عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ کی یہ مرسل روایت، جس میں سلیمان بن بریدہ کے والد کے واسطے کا ذکر نہیں ہے، وکیع کی مسند روایت سے، جس میں سلیمان بن بریدہ کے والد کے واسطے کا ذکر ہے، زیادہ صحیح ہے، کیونکہ اس کے رواۃ زیادہ ہیں، لیکن عبدالرحمٰن بن مہدی کی علقمہ کے طریق سے روایت مرفوع متصل ہے (جو مولف کی پہلی سند ہے) اور اس کے متصل ہونے میں سفیان کے کسی شاگرد کا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ محارب والے طریق میں ہے، فافهم.

46۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي وُضُوءِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

۴۶۔ باب: مرد اور عورت دونوں کے ایک ہی برتن سے وضو کرنے کا بیان

62۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ

الْجَنَابَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ: أَنْ لَّا بَأْسَ أَنْ يَّغْتَسِلَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسٍ، وَأُمِّ هَانِىءٍ، وَأُمِّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةِ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ: جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ.

تخريج: م/الحيض ١٠ (٣٢٢) ن/الطهارة ١٤٦ (٢٣٧) ق/الطهارة ٣٥ (٣٧٧) (تحفة الأشراف: ١٨٠٩٧) حم (٦/٣٢٩) (صحيح)

۶۲۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: مجھ سے میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ دونوں ایک ہی برتن سے غسلِ جنابت کرتے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اکثر فقہا کا یہ قول ہے کہ مرد اور عورت کے ایک ہی برتن سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۳) اس باب میں علی، عائشہ، انس، ام ہانی، ام حبیبہ، ام سلمہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:......اور غسل جائز ہے، تو وضو بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

47۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ

۴۷۔باب: عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کی کراہت کا بیان

63۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي حَاجِبٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي غِفَارٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَكَرِهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ الْوُضُوءَ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ: كَرِهَا فَضْلَ طَهُورِهَا، وَلَمْ يَرَيَا بِفَضْلِ سُؤْرِهَا بَأْسًا.

تخريج: د/الطهارة ٤٠ (٨٢) ن/المياه ١٢ (٣٤٥) ق/الطهارة ٣٤ (٣٧٣) (تحفة الأشراف: ٣٤٢١)، حم (٤/٢١٣، ٦٦٥) (صحيح)

۶۳۔قبیلہ بنی غفار کے ایک آدمی (حکم بن عمرو) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے (وضو کرنے سے) منع فرمایا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۲) بعض فقہاء نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے، ان دونوں نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو مکروہ کہا ہے، لیکن اس کے جھوٹے کے استعمال میں ان دونوں نے کوئی حرج نہیں جانا۔

64۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَاجِبٍ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَّتَوَضَّأَ

الـرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ، أَوْ قَالَ: بِسُؤْرِهَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو حَاجِبٍ اسْـمُهُ سَوَادَةُ بْنُ عَاصِمٍ. وَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ، وَلَمْ يَشُكَّ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ.

تخريج: انظرما قبله (صحيح)

۶۴۔حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کو منع فرمایا ہے، یا فرمایا: عورت کے جھوٹے سے وضو کرے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔(۲) اور محمد بن بشار اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مرد عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے [1] اور محمد بن بشار نے اس روایت میں۔ ''أَوْ بِسُؤْرِهَا'' والا شک بیان نہیں کیا۔ [2]

فائدہ [1] :......اس نہی سے نہی تنزیہی مراد ہے، یعنی نہ استعمال کرنا بہتر ہے، اس پر قرینہ وہ احادیث ہیں جو جواز پر دلالت کرتی ہیں، یا یہ ممانعت محمول ہوگی اس پانی پر جو اعضائے وضو سے گرتا ہے، کیونکہ وہ ماء مستعمل استعمال ہوا پانی ہے۔

فائدہ [2] :......مطلب یہ کہ محمود بن غیلان کی روایت شک کے صیغے کے ساتھ ہے اور محمد بن بشار کی بغیر شک کے صیغے سے۔

48۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ

۴۸۔باب: عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کے جائز ہونے کا بیان

65۔ حَـدَّثَـنَـا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَـالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِـي جَفْنَةٍ، فَأَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَتَـوَضَّـأَ مِنْهُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمَاءَ لا يُجْنِبُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ.

تخريج: د/الطهارة ۳۵ (۶۸) ن/المياه ۱ (۳۲۶) (بلفظ ''لاينجسه شيء'' ۳۳ (۳۷۰، ۳۷۱) (تحفة الأشراف: ۶۱۰۳) حم (۱/۲۴۳) د/الطهارة ۵۷ (۷۶۱) (صحيح)

۶۵۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک بیوی نے ایک لگن (ٹب) سے (پانی لے کر) غسل کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس (بچے ہوئے پانی) سے وضو کرنا چاہا، تو انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں ناپاک تھی، آپ نے فرمایا: پانی جنبی نہیں ہوتا۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) یہی سفیان ثوری، مالک اور شافعی کا قول ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پردلالت کرتی ہے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت (غسل اوروضو) حاصل کرنا جائز ہے۔

49۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَاءَ لا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ

۴۹۔باب: پانی کو کوئی چیز نجس اور ناپاک نہیں کرتی

66۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ؟ وَهِيَ بِئْرٌ يُلْقَى فِيهَا الْحِيَضُ، وَلُحُومُ الْكِلَابِ، وَالنَّتْنُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ جَوَّدَ أَبُو أُسَامَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَلَمْ يَرْوِ أَحَدٌ حَدِيثَ أَبِي سَعِيدٍ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ أَحْسَنَ مِمَّا رَوَى أَبُو أُسَامَةَ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ.

تخريج: د/الطهارة ٣٤ (٦٦) ن/المياه ٢ (٣٢٧،٣٢٨) (تحفة الأشراف: ٤١٤٤) حم (٣/١٥، ١٦، ٣١، ٨٦) (صحيح) (سند میں عبیداللہ بن عبداللہ رافع مجہول الحال ہیں، لیکن متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔)

۶۶۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عرض کی گئی: اللہ کے رسول! کیا ہم بضاعہ نامی کنویں ❶ سے وضوکریں اورحال یہ ہے وہ ایک ایسا کنواں ہے جس میں حیض کے کپڑے، کتوں کے گوشت اور بدبودار چیزیں آ کر گرتی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔'' ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔ (۲) بئر بضاعہ والی ابوسعید خدری کی یہ حدیث جس عمدگی کے ساتھ ابواسامہ نے روایت کی ہے کسی اور نے روایت نہیں کی ہے ❸ (۳) یہ حدیث کئی اور طریق سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (۴) اس باب میں ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......بئر بضاعہ مدینے کے ایک مشہور کنویں کا نام ہے۔

فائدہ ❷ :......((إن الماء طهور)) میں ((الماء)) میں جولام ہے وہ عہد کا لام ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ سائل کے ذہن میں جس کنویں کا پانی ہے وہ نجاست گرنے سے پاک نہیں ہوگا، کیوں کہ اس کنویں کی چوڑائی چھے ہاتھ تھی اوراس میں ناف سے اوپر پانی رہتا تھا اور جب کم ہوتا تو ناف سے نیچے ہوجاتا، جیسا کہ امام ابوداود نے اپنی سنن میں اس کا ذکر کیا ہے، یہ ہے کہ جب پانی کثیر مقدار میں ہو (یعنی دو قلے سے زیادہ ہو) تو محض نجاست کا گر جانا اسے ناپاک نہیں کرتا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ مطلق پانی میں نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہیں ہوگا، چاہے وہ کم ہو، یا چاہے اس کا مزہ اورمہک بدل جائے۔

فائدہ ۞ :...... مولف کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے، ان میں سب سے بہتر طریق یہی ابواسامہ والا ہے، تمام طرق سے مل کر یہ حدیث صحیح (لغیرہ) کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

50۔ بَابٌ مِّنْهُ آخَرُ

۵۰۔باب: پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی سے متعلق ایک اور باب

67۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الْفَلاَةِ مِنَ الأَرْضِ، وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِّ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ)). قَالَ: عَبْدَةُ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: الْقُلَّةُ هِيَ الْجِرَارُ، وَالْقُلَّةُ الَّتِي يُسْتَقَى فِيهَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ رِيحُهُ، أَوْ طَعْمُهُ. وَقَالُوا يَكُونُ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ قِرَبٍ.

تخريج: د/الطهارة ٣٣ (٦٣)، ن/الطهارة ٤٤ (٥٢)، والمياه ٢ (٣٢٩)، ق/الطهارة ٧٥ (٥١٧، ٥١٨) (تحفة الأشراف: ٧٣٠٥)، حم (١٢/١، ٢٦، ٣٨، ١٠٧)، د/الطهارة ٥٥ (٧٥٨) (صحيح)

٦٧۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا جارہا تھا جو میدان میں ہوتا ہے اور جس پر درندے اور چوپائے آتے جاتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''جب پانی دو قلے ❶ ہو تو وہ گندگی کو اثر انداز ہونے نہیں دے گا، اسے دفع کر دے گا'' ❷ محمد بن اسحاق کہتے ہیں: قلے سے مراد گھڑے ہیں اور قلہ وہ (ڈول) بھی ہے جس سے کھیتوں اور باغات کی سینچائی کی جاتی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (ا) یہی قول شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جب پانی دو قلے ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرسکتی، جب تک کہ اس کی بو یا مزہ بدل نہ جائے اور ان لوگوں کا کہنا ہے کہ دو قلے پانچ مشک کے قریب ہوتا ہے۔

فائدہ ❶ :...... قلّے کے معنی مٹکے کے ہیں، یہاں مراد قبیلہ ہجر کے مٹکے ہیں، کیونکہ عرب میں یہی مٹکے مشہور و معروف تھے، اس مٹکے میں ڈھائی سو رطل پانی سمانے کی گنجائش ہوتی تھی، لہٰذا دو قلوں کے پانی کی مقدار پانچ سو رطل ہوئی جو موجودہ زمانے کے پیمانے کے مطابق دو کوئنٹل ستائیس کلوگرام ہوتی ہے۔

فائدہ ❷ :...... کچھ لوگوں نے ((لم يحمل الخبث)) کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ نجاست اٹھانے سے عاجز ہوگا یعنی نجس ہو جائے گا، لیکن یہ ترجمہ دو اسباب کی وجہ سے صحیح نہیں، ایک یہ کہ ابوداود کی ایک صحیح روایت میں ((اذابلغ الماء قلتين فانَّهُ لاَ يَنْجُسُ.)) ہے، یعنی: اگر پانی اس مقدار سے کم ہو تو نجاست گرنے سے ناپاک ہو جائے گا، چاہے رنگ مزہ اور بو نہ بدلے اور اگر اس مقدار سے زیادہ ہو تو نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوگا، الا یہ کہ اس کا رنگ،

مزہ اور بو بدل جائے، لہذا یہ روایت اسی پر محمول ہوگی اور ((لم يحمل الخبث)) کے معنی ((لم ينجس)) کے ہوں گے، دوسری یہ کہ ((قلتين)) (دو قلے) سے نبی اکرم ﷺ نے پانی کی تحدید فرما دی ہے اور یہ معنی لینے کی صورت میں تحدید باطل ہوجائے گی کیونکہ قلتین سے کم اور قلتین دونوں ایک ہی حکم میں آجائیں گے۔

51۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ

۵۱۔باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی کراہت کا بیان

68۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

تخريج: خ/الوضوء ٦٨ (٢٣٩)، م/الطهارة ٢٨ (٢٨٢)، د/الطهارة ٣٦ (٦٩)، ن/الطهارة ٤٧ (٥٨)، و١٣٩ (٢٢١)، و١٤٠ (٢٢٢)، ق/الطهارة ٢٥ (٣٤٣)، (تحفة الأشراف: ١٤٧٢٢)، حم (٢/٣١٦، ٣٦٢، ٣٦٤)، د/ الطهارة ٥٤ (٧٥٧) (صحيح)

۶۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی ٹھہرے ہوئے پانی [1] میں پیشاب نہ کرے، پھر اس سے وضو کرے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

فائدہ ۱:...... ٹھہرے ہوئے پانی سے مراد ایسا پانی ہے جو دریا کی طرح جاری نہ ہو، جیسے: حوض اور تالاب وغیرہ کا پانی، ان میں پیشاب کرنا منع ہے تو پاخانہ کرنا بطریق اولیٰ منع ہوگا، یہ پانی کم ہو یا زیادہ اس میں نجاست ڈالنے سے بچنا چاہیے، تاکہ اس میں مزید بدبو نہ ہو، ٹھہرے ہوئے پانی میں ویسے بھی سرانڈ پیدا ہوجاتی ہے، اگر اس میں نجاست (گندگی) ڈال دی جائے تو اس کی سڑاند بڑھ جائے گی اور اس سے اس کے آس پاس کے لوگوں کو تکلیف پہنچے گی۔

52۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَاءِ الْبَحْرِ أَنَّهُ طَهُورٌ

۵۲۔باب: سمندر کے پانی کے پاک ہونے کا بیان

69۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، ح و حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ، إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ ابْنِ الأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ - وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ - أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَالْفِرَاسِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ

النَّبِيِّ ﷺ، مِنْهُمْ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ يَرَوْا بَأْسًا بِمَاءِ الْبَحْرِ. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ الْوُضُوءَ بِمَاءِ الْبَحْرِ، مِنْهُمْ: ابْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو. وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: هُوَ نَارٌ.

تخريج: د/الطهارة ٤١ (٨٣) ن/الطهارة ٤٧ (٥٩) والمياه ٥ (٣٣٣) والصيد ٣٥ (٤٣٥٥) ق/الطهارة ٣٩ (٣٨٦) (تحفة الأشراف: ١٤٦١٨) ط/الطهارة ٣ (١٢) حم (٢/٢٣٧، ٣٦١، ٣٧٨) د/الطهارة ٥٣ (٧٥٦) (صحيح)

٦٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اللہ کے رسول! ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا پانی لے جاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جائیں گے، تو کیا ایسی صورت میں ہم سمندر کے پانی سے وضو کرسکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر کا پانی پاک ❶ ہے اور اس کا مردار ❷ حلال ہے''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں جابر بن عبداللہ اور فراسی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ (۳) اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر فقہاء کا قول ہے جن میں ابوبکر، عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی ہیں کہ سمندر کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں، بعض صحابہ کرام نے سمندر کے پانی سے وضو کو مکروہ جانا ہے، انہیں میں ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم ہیں عبداللہ بن عمرو کا کہنا ہے کہ سمندر کا پانی آگ ہے۔

فائدہ ❶ :......یعنی طاہر (پاک) اور مطہر (پاک کرنے والا) دونوں ہے۔

فائدہ ❷ :......سمندر کے مردار سے مراد وہ سمندری اور دریائی جانور ہے جو صرف پانی ہی میں زندہ رہتا ہو، نیز مردار کا لفظ عام ہے ہر طرح کے جانور جو پانی میں رہتے ہوں خواہ وہ کتے اور خنزیر کی شکل کے ہی کے کیوں نہ ہوں، بعض علما نے کہا ہے کہ اس سے مراد صرف مچھلی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''دو مردے حلال ہیں: مچھلی اور ٹڈی اور بعض علما کہتے ہیں کہ خشکی میں جس حیوان کے نظیر و مثال جانور کھائے جاتے ہیں وہی سمندری مردار حلال ہے، لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ سمندر کا ہر وہ جانور (زندہ یا مردہ) حلال ہے جو انسانی صحت کے لیے عمومی طور پر نقصان دہ نہ ہو اور نہ ہی خبیث قسم کا ہو، جیسے: کچھوا، اور کیکڑا وغیرہ، یہ دونوں اصول ضابطے سمندری غیر سمندری ہر طرح کے جانور کے لیے ہیں۔

53۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْبَوْلِ

۵۳۔ باب: پیشاب کے بارے میں وارد وعید کا بیان

70۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَقُتَيْبَةُ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَى قَبْرَيْنِ، فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ، وَمَا

يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ: أَمَّا هٰذَا فَكَانَ لا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا هٰذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ.)) قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي مُوسَى، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي بَكْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى مَنْصُورٌ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ، عَنْ طَاوُسٍ وَرِوَايَةُ الأَعْمَشِ أَصَحُّ. قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانَ الْبَلْخِيَّ مُسْتَمْلِي وَكِيعٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: الأَعْمَشُ أَحْفَظُ لإِسْنَادِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ مَنْصُورٍ.

تخريج: خ/الوضوء ٥٥ (٢١٦) و٥٦ (٢١٨) والجنائز ٩١ (١٣٦١) و٨٨ (١٣٧٨) والأدب ٤٦ (٦٠٥٢) و٤٩ (٦٠٥٥) م/الطهارة ٣٤ (٢٩٢) د/الطهارة ١١ (٢٠) ن/الطهارة ٢٧ (٣١) والجنائز ١١٦ (٢٠٧٠) ق/الطهارة ٢٦ (٣٤٧) (تحفة الأشراف: ٥٧٤٧) حم (١/٢٢٥) دي/ الطهارة ٦١ (٧٦٦) (صحيح)

۷۰۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا: ''یہ دونوں قبر والے عذاب دیے جا رہے ہیں اور کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیے جا رہے (کہ جس سے بچنا مشکل ہوتا) رہا یہ تو یہ اپنے پیشاب سے بچتا نہیں تھا ❶ اور رہا یہ تو یہ چغلی کیا کرتا تھا۔'' ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ، ابوموسیٰ، عبدالرحمن بن حسنہ، زید بن ثابت اور ابوبکرۃ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدۃ ❶:......یعنی پیشاب کرتے وقت احتیاط نہیں کرتا تھا، پیشاب کے چھینٹے اس کے بدن یا کپڑوں پر پڑ جایا کرتے تھے، جو قبر میں عذاب کا سبب بنے، اس لیے اس کی احتیاط کرنی چاہیے اور یہ کوئی بہت بڑی اور مشکل بات نہیں۔

فائدۃ ❷:......چغلی خود گرچہ بڑا گناہ ہے مگر اس سے بچنا کوئی مشکل بات نہیں، اس لحاظ سے فرمایا کہ کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیے جا رہے ہیں۔

54۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي نَضْحِ بَوْلِ الْغُلامِ قَبْلَ أَنْ يُطْعَمَ

۵۴۔باب: دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک لینا کافی ہے

71۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ: لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ عَلَيْهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَزَيْنَبَ، وَلُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ۔ وَهِيَ أُمُّ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔ وَأَبِي السَّمْحِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي لَيْلَى، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلِ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ، وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ، وَهَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا، فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا.

تخريج: خ/الوضوء ٥٩ (٢٢٣)، والطب ١٠ (٥٦٩٣)، م/الطهارة ٣٤ (٢٨٧)، د/الطهارة ١٣٧ (٣٧٤)، ن/الطهارة ١٨٩ (٣٠٣)، ق/الطهارة ٧٧ (٥٢٤)، (تحفة الأشراف: ١٨٣٤٢) ط/٣٠ (١١٠)، حم (٦/٣٥٥، ٣٥٦)، د/الطهارة ٦٢ (٧٦٧) (صحيح)

۷۱۔ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اپنے بچے کو لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی، وہ ابھی تک کھانا نہیں کھاتا تھا ❶، اس نے آپ پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوایا اور اسے اس پر چھڑک لیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں علی، عائشہ، زینب، فضل بن عباس کی والدہ لبابہ بنت حارث، ابوالسمح، عبداللہ بن عمرو، ابولیلیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد کے لوگوں کا یہی قول ہے کہ بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور بچی کا پیشاب دھویا جائے اور یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک کہ وہ دونوں کھانا نہ کھانے لگ جائیں اور جب وہ کھانا کھانے لگ جائیں تو بالاتفاق دونوں کا پیشاب دھویا جائے گا۔

فائدہ ❶: ......یعنی اس کی غذا صرف دودھ تھی، ابھی اس نے کھانا شروع نہیں کیا تھا۔

55۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

۵۵۔ باب: جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہو اس کے پیشاب کا حکم

72۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ وَقَتَادَةُ وَثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا، فَبَعَثَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ، وَقَالَ: ((اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا.)) فَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَاسْتَاقُوا الإِبِلَ، وَارْتَدُّوا عَنِ الإِسْلَامِ، فَأُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ، وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ، وَأَلْقَاهُمْ بِالْحَرَّةِ. قَالَ أَنَسٌ: فَكُنْتُ أَرَى أَحَدَهُمْ يَكُدُّ الأَرْضَ بِفِيهِ، حَتَّى مَاتُوا. وَرُبَّمَا قَالَ حَمَّادٌ: يَكْدُمُ الأَرْضَ بِفِيهِ، حَتَّى مَاتُوا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ.

تخريج: خ/الوضوء ٦٦ (٢٣٣)، والزكاة ٦٨ (١٥٠١)، والجهاد ١٥٢ (٣٠١٨)، والمغازي ٣٦ (٤٩٢)، وتفسير المائدة ٥ (٤٦١٠)، والطب ٥ (٥٦٨٥)، و٦ (٥٦٨٦)، و٢٩ (٥٧٢٧)، والحدود ١٥ (٦٨٠٢)، و١٧ (٦٨٠٤)، و١٨ (٦٨٠٥)، والديات ٢٢ (٦٨٩٩)، م/القسامة ١٣ (١٦٧١)، د/الحدود ٣ (٤٣٦٧، وأيضا ٤٣٦٤)، ن/الطهارة ١٩١ (٣٠٥)، والمحاربة ٧ (٤٠٢٩، ٤٠٣٢)، و٨ (٤٠٣٣-٤٠٤٠)، و٩

(٤٠٤٨)، ق/الطب ٣٠ (٣٥٠٣) (تحفة الأشراف: ٣١٧)، حم (١٠٧/٣، ١٦١، ١٦٣، ١٧٠، ١٧٧، ١٩٨، ٢٠٥، ٢٣٣، ٢٨٧، ٢٩٠)، ويأتي عند المؤلف برقم: ١٨٤٥و٢٠٤٢ (صحيح)

٧٢۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے، انھیں مدینہ کی آب وہوا راس نہ آئی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زکاۃ کے اونٹوں میں بھیج دیا اور فرمایا: ''تم ان کے دودھ اور پیشاب پیو'' (وہ وہاں گئے اور کھاپی کرموٹے ہوگئے) توان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مارڈالا، اونٹوں کو ہانک لے گئے، اور اسلام سے مرتد ہوگئے، انہیں (پکڑکر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دیے، ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیردیں اور گرم تپتی ہوئی زمین میں انہیں پھینک دیا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا تھا کہ (وہ پیاس بجھانے کے لیے) اپنے منہ سے زمین چاٹ رہا تھا یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مرگئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے انس سے مروی ہے۔ (۲) اکثر اہلِ علم کا یہی قول ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہواس کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں۔ ❶

فائدہ ❶ :...... یعنی اس کا پیشاب نجس نہیں، ضرورت پر علاج میں اس کا استعمال جائز ہے اور یہی محققین محدثین کا قول ہے، ناپاکی کے قائلین کے دلائل محض قیاسات ہیں۔

73۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلاَنَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْيُنَهُمْ لأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرُّعَاةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لا نَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَهُ غَيْرَ هٰذَا الشَّيْخِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ. وَهُوَ مَعْنَى قَوْلِهِ: وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: إِنَّمَا فَعَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُودُ.

تخريج: م/القسامة ٥ (الحدود) ٢ (١٤/١٦٧١) ن/المحاربة ٩ (٤٠٤٨) (تحفة الأشراف: ٨٧٥) (صحيح)

٧٣۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں سلائیاں اس لیے پھیریں کہ ان لوگوں نے بھی چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیری تھیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (والجروح قصاص) کا یہی مفہوم ہے۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ یہ معاملہ حدود (سزاؤں) کے نازل ہونے سے پہلے کیا تھا۔

56۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الرِّيحِ

۵۶۔ باب: ہوا خارج ہونے سے وضو کے ٹوٹ جانے کا بیان

74۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ، أَوْ رِيحٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: ق/الطهارة ٧٤ (٥١٥) (تحفة الأشراف: ١٢٦٨٣) حم (٢/٤١٠، ٤٣٥، ٤٧١) (صحيح)

۷۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو واجب نہیں جب تک آواز نہ ہو یا بو نہ آئے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شک کی وجہ سے کہ ہوا خارج ہوئی یا نہیں وضو نہیں ٹوٹتا اور اس سے ایک اہم اصول کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ ہر چیز اپنے حکم پر قائم رہتی ہے جب تک اس کے خلاف کوئی بات یقین و وثوق سے ثابت نہ ہو جائے، محض شبہے سے حکم نہیں بدلتا۔

75۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ، فَوَجَدَ رِيحًا بَيْنَ أَلْيَتَيْهِ، فَلَا يَخْرُجْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ، وَعَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ، وَعَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ يَسْمَعُ صَوْتًا أَوْ يَجِدُ رِيحًا. و قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: إِذَا شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ، حَتَّى يَسْتَيْقِنَ اسْتِيقَانًا يَقْدِرُ أَنْ يَحْلِفَ عَلَيْهِ. وَقَالَ: إِذَا خَرَجَ مِنْ قُبُلِ الْمَرْأَةِ الرِّيحُ وَجَبَ عَلَيْهَا الْوُضُوءُ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَإِسْحَاقَ.

تخريج: م/الحيض ٢٦ (٣٦٢)، د/الطهارة ٦٨ (١٧٠)، (تحفة الأشراف: ١٢٧١٨)، حم (٢/٣٠، ٤١٤) د/الطهارة ٤٧ (٧٤٨) (صحيح)

۷۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہو اور وہ اپنی سرین سے ہوا نکلنے کا شبہ پائے تو وہ (مسجد سے) نہ نکلے جب تک کہ وہ ہوا کے خارج ہونے کی آواز نہ سن لے، یا بغیر آواز کے پیٹ سے خارج ہونے والی ہوا کی بو نہ محسوس کر لے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن زید، علی بن طلق، عائشہ، ابن عباس، ابن مسعود اور ابوسعید خدری سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور یہی علما کا قول ہے کہ وضو حدث ہی سے واجب ہوتا ہے کہ

وہ حدث کی آواز سن لے یا بومحسوس کر لے۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ جب حدث میں شک ہو تو وضو واجب نہیں ہوتا، جب تک کہ ایسا یقین نہ ہوجائے کہ اس پر قسم کھاسکے۔ نیز کہتے ہیں کہ جب عورت کی اگلی شرم گاہ سے ہوا خارج ہو تو اس پر وضو واجب ہوجاتا ہے، یہی شافعی اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔

فائدہ ❶ :......مقصود یہ ہے کہ انسان کو ہوا خارج ہونے کا یقین ہوجائے خواہ ان دونوں ذرائع سے یا کسی اور ذریعے سے، ان دونوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر محض اس لیے کیا گیا ہے کہ اس باب میں عام طور سے یہی دو ذریعے ہیں جن سے اس کا یقین ہوتا ہے۔

76- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لا يَقْبَلُ صَلاَةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الوضوء ٢ (١٣٥)، والحيل ٢ (٦٩٥٤)، م/الطهارة ٢ (٢٢٥)، د/الطهارة ٣١ (تحفة الأشراف: ١٤٦٩٤)، حم (٢/٣١٨) (صحيح)

٧٦- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں کسی کو حدث ہوجائے (یعنی اس کا وضوٹوٹ جائے) ❶ تو اللہ اس کی صلاۃ قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ وضو نہ کرلے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :......اسی جملے میں باب سے مطابقت ہے، یعنی: ہوا کے خارج ہونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

57- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ

٥٧- باب: نیند سے وضو کا بیان

77- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى- كُوفِيٌّ- وَهَنَّادٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ- الْمَعْنَى وَاحِدٌ- قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ حَرْبٍ الْمُلاَئِيُّ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالاَنِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ نَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ، حَتَّى غَطَّ أَوْ نَفَخَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ قَدْ نِمْتَ؟ قَالَ: ((إِنَّ الْوُضُوءَ لاَيَجِبُ إِلاَّ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ.))

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو خَالِدٍ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

تخريج: د/الطهارة ٨٠ (٢٠٢)، (تحفة الأشراف: ٥٤٢٥)، حم (١/٢٤٥، ٣٤٣) (ضعيف)

(ابوخالد یزید بن عبدالرحمن دارمی دالانی مدلس ہیں، انہیں بہت زیادہ وہم ہوجایا کرتا تھا۔ شعبہ کہتے ہیں کہ قتادہ نے یہ

حدیث ابوالعالیہ سے نہیں سنی ہے، یعنی اس میں انقطاع بھی ہے)

۷۷۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سجدے کی حالت میں سوگئے یہاں تک کہ آپ خراٹے لینے لگے، پھر کھڑے ہوکر صلاۃ پڑھنے لگے، تو میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ! آپ تو سوگئے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''وضوصرف اس پر واجب ہوتا ہے جو چت لیٹ کر سوئے، اس لیے کہ جب آدمی لیٹ جاتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجاتے ہیں۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں عائشہ، ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1] :...... چت لیٹنے کی صورت میں ہوا کے خارج ہونے کا شک بڑھ جاتا ہے، جب کہ ہلکی نیند میں ایسا نہیں ہوتا۔ یہ حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، مگر اس کے ''لیٹ کر سونے سے وضو ٹوٹ جانے والے'' ٹکڑے کی تایید دیگر روایات سے ہوتی ہے۔

78- حَـدَّثَـنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَنَامُونَ ، ثُمَّ يَقُومُونَ فَيُصَلُّونَ ، وَلاَيَتَوَضَّئُونَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . قَالَ: و سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَمَّنْ نَامَ قَاعِدًا مُعْتَمِدًا ، فَقَالَ: لا وُضُوءَ عَلَيْهِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا الْعَالِيَةِ ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ . وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ: فَرَأَى أَكْثَرُهُمْ أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِذَا نَامَ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا حَتَّى يَنَامَ مُضْطَجِعًا . وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ . قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا نَامَ حَتَّى غُلِبَ عَلَى عَقْلِهِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ ، وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ . و قَالَ الشَّافِعِيُّ: مَنْ نَامَ قَاعِدًا فَرَأَى رُؤْيَا أَوْ زَالَتْ مَقْعَدَتُهُ لِوَسَنِ النَّوْمِ: فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ .

تخريج: م/الحيض ٣٣ (٣٧٦/١٢٣)، د/الطهارة ٨٠ (٢٠٠)، (تحفة الأشراف: ١٢٧١)، حم (٣/٢٧٧) (صحيح)

۷۸۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (بیٹھے بیٹھے) سوجاتے، پھر اٹھ کر صلاۃ پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) میں نے صالح بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو بیٹھے بیٹھے سوجائے تو انہوں نے کہا کہ اس پر وضو نہیں۔(۳) ابن عباس والی حدیث کو سعید بن ابی عروبہ نے بسند قتادہ عن ابن عباس (موقوفاً) روایت کیا ہے اور اس میں ابوالعالیہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔(۴) نیند سے وضو کے سلسلے میں علما کا اختلاف ہے، اکثر اہلِ علم کی رائے یہی ہے کہ کوئی کھڑے کھڑے سوجائے تو

اس پر وضونہیں جب تک کہ وہ لیٹ کر نہ سوئے، یہی سفیان ثوری، ابن المبارک اور احمد کہتے ہیں اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جب نیند اس قدر گہری ہو کہ عقل پر غالب آ جائے تو اس پر وضو واجب ہے اور یہی اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں، شافعی کا کہنا ہے کہ جو شخص بیٹھے بیٹھے سوئے اور خواب دیکھنے لگ جائے، یا نیند کے غلبے سے اس کی سرین اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اس پر وضو واجب ہے۔ ❶

فائدہ ❶:......ان تینوں میں راجح پہلا مذہب ہے۔

58۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

۵۸۔ باب: آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کا بیان

79۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اَلْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَلَوْ مِنْ ثَوْرِ أَقِطٍ)) قَالَ: فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَنَتَوَضَّأُ مِنَ الدُّهْنِ؟ أَنَتَوَضَّأُ مِنَ الْحَمِيمِ؟ قَالَ: فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِذَا سَمِعْتَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَا تَضْرِبْ لَهُ مَثَلًا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي طَلْحَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَبِي مُوسَى. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ، وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: عَلَى تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ.

تخريج: ق/الطهارة ٦٥ (٤٨٥) (تحفة الأشراف: ١٥٠٣٠) حم (٢/٢٦٥، ٢٧١، ٤٥٨، ٤٧٠، ٤٧٩، ٥٠٢) (حسن)

۷۹۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو ہے اگر چہ وہ پنیر کا کوئی ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو''، اس پر ابن عباس نے ان سے کہا: ابوہریرہ (بتایئے) کیا ہم گھی اور گرم پانی (کے استعمال) سے بھی وضو کریں؟ تو ابوہریرہ نے کہا: بھتیجے! تم جب رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنو تو اس پر (عمل کرو) باتیں نہ بناؤ۔ (اور مثالیں بیان کر کے قیاس نہ کرو)۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ام حبیبہ، ام سلمہ، زید بن ثابت، ابوطلحہ، ابوایوب انصاری اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) بعض اہلِ علم کی رائے ہے کہ آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو ہے، لیکن صحابہ، تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہلِ علم کا مذہب ہے کہ اس سے وضو نہیں، (دلیل اگلی حدیث ہے)۔

59۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

۵۹۔ باب: آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو نہ ٹوٹنے کا بیان

80۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ سَمِعَ

جَابِرًا، قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً فَأَكَلَ، وَأَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلظُّهْرِ وَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَتْهُ بِعُلَالَةٍ مِنْ عُلَالَةِ الشَّاةِ، فَأَكَلَ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَأُمِّ الْحَكَمِ، وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، وَأُمِّ عَامِرٍ، وَسُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، وَأُمِّ سَلَمَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا يَصِحُّ حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ فِي هٰذَا الْبَابِ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ، إِنَّمَا رَوَاهُ حُسَامُ بْنُ مِصَكٍّ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَالصَّحِيحُ إِنَّمَا هُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. هٰكَذَا رَوَاهُ الْحُفَّاظُ، وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ، وَعِكْرِمَةُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَهٰذَا أَصَحُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلِ: سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ: رَأَوْا تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. وَهٰذَا آخِرُ الأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَكَأَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ نَاسِخٌ لِلْحَدِيثِ الأَوَّلِ: حَدِيثِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٢٣٦٨) وانظر حم (٣/١٢٥، ٢٦٩) (حسن صحيح)

۸۰۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ (مدینے میں) نکلے، میں آپ کے ساتھ تھا، آپ ایک انصاری عورت کے پاس آئے، اس نے آپ کے لیے ایک بکری ذبح کی آپ نے (اسے) تناول فرمایا، وہ تر کھجوروں کا ایک طبق بھی لے کر آئی تو آپ نے اس میں سے بھی کھایا، پھر ظہر کے لیے وضو کیا اور ظہر کی صلاۃ پڑھی، آپ نے واپس پلٹنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ وہ بکری کے بچے ہوئے گوشت میں سے کچھ گوشت لے کر آئی تو آپ نے (اسے بھی) کھایا، پھر آپ نے عصر کی صلاۃ پڑھی اور (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابوبکر صدیق، ابن عباس، ابوہریرہ، ابن مسعود، ابورافع، ام حکم، عمرو بن امیہ، ام عامر، سوید بن نعمان اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ابوبکر کی وہ حدیث جسے ابن عباس نے ان سے روایت کیا ہے سنداً ضعیف ہے۔ ابن عباس کی مرفوعاً حدیث زیادہ صحیح ہے اور حفاظ نے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ (۲) صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہل علم، مثلاً: سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا اسی پر عمل ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو واجب نہیں اور یہی رسول اللہ ﷺ کا آخری فعل ہے۔ گویا یہ حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہے جس میں ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ❶

فائدہ ❶:...... سوائے اونٹ کے گوشت کے، جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ اونٹ کے گوشت میں ایک خاص قسم کی بو اور چکناہٹ ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اس کو ناقض وضو کہا گیا ہے۔ اس سلسلے میں وارد وضو کو صرف ہاتھ منہ دھو لینے کے معنی میں لینا شرعی الفاظ کو خواہ اپنے حقیقی معنی سے ہٹانا ہے۔

60۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ

٦٠۔ باب: اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنے کا بیان

81- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ الرَّازِيِّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ؟ فَقَالَ: ((تَوَضَّئُوا مِنْهَا)). وَسُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ فَقَالَ: ((لاَتَتَوَضَّئُوا مِنْهَا)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَأُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ. قَالَ أَبُوعِيسَى: وَقَدْ رَوَى الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ. وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. وَرَوَى عُبَيْدَةُ الضَّبِّيُّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ الرَّازِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ ذِي الْغُرَّةِ الْجُهَنِيِّ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، فَأَخْطَأَ فِيهِ، وَقَالَ فِيهِ: عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ. وَالصَّحِيحُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ الرَّازِيِّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. قَالَ إِسْحَاقُ: صَحَّ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثَانِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: حَدِيثُ الْبَرَاءِ، وَحَدِيثُ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ: أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوُا الْوُضُوءَ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

تخريج: د/الطهارة ٧٢ (١٨٤)، ق/الطهارة ٦٧ (٤٩٤)، (تحفة الأشراف: ١٧٨٣)، حم (٤/٢٨٨) (صحيح)

۸۱۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے گوشت کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اس سے وضو کرو اور بکری کے گوشت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس سے وضو نہ کرو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں جابر بن سمرہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) یہی قول احمد، عبداللہ اور اسحاق بن راہویہ کا ہے۔ (۳) اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اس باب میں رسول اللہ ﷺ سے دو حدیثیں صحیح ہیں: ایک براء بن عازب کی (جسے مولف نے ذکر کیا اور اس کے طرق پر بحث کی ہے) اور دوسری جابر بن سمرہ کی۔ (۴) یہی قول احمد اور اسحاق بن راہویہ کا ہے اور تابعین وغیرہم میں سے بعض اہل علم سے مروی ہے کہ ان لوگوں کی

رائے ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہیں ہے اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے۔ ❶

فائدہ ❶ :......لوگ اوپر والی روایت کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہاں وضو سے مراد وضو لغوی ہے، لیکن یہ بات درست نہیں، اس لیے کہ وضو ایک شرعی لفظ ہے جسے بغیر کسی دلیل کے لغوی معنی پر محمول کرنا درست نہیں۔

61۔ بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

٦١۔ باب: شرمگاہ (عضوِ تناسل) چھونے پر وضو کا بیان

82۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّ حَتَّى يَتَوَضَّأَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَرْوَى ابْنَةِ أُنَيْسٍ، وَعَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِثْلَ هٰذَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُسْرَةَ.

تخريج: د/الطهارة ٧٠ (١٨١)، ن/الطهارة ١١٨ (١٦٣)، والغسل ٣٠ (١٤٧)، ق/الطهارة ٦٣ (٦٧٩) (تحفة الأشراف: ١٥٧٨٥)، ط/الطهارة ١٥ (٥٨ حم (٦/٤٠٦)، ٤٠٧)، د/الطهارة ٥٠ (٧٥١) (صحيح)

٨٢۔ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنی شرمگاہ (عضوِ تناسل) چھوئے تو جب تک وضو نہ کر لے صلاۃ نہ پڑھے''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) بسرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ام حبیبہ، ابوایوب، ابوہریرہ، اروی بنت انیس، عائشہ، جابر، زید بن خالد اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) کئی لوگوں نے اسے اسی طرح ہشام بن عروہ سے اور ہشام نے اپنے والد (عروہ) سے اور عروہ نے بسرہ سے روایت کیا ہے۔ ❶

فائدہ ❶ :......ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہشام کے بعض شاگردوں نے عروہ اور بسرۃ کے درمیان کسی اور واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے اور بعض نے عروہ اور بسرۃ کے درمیان مروان کے واسطے کا ذکر کیا ہے، جن لوگوں نے عروۃ اور بسرۃ کے درمیان کسی اور واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے ان کی روایت منقطع نہیں ہے، کیونکہ عروہ کا بُسرۃ سے سماع ثابت ہے، پہلے عروہ نے اسے مروان کے واسطے سے سُنا، پھر بُسرہ سے جا کر انہوں نے اس کی تصدیق کی جیسا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔

83۔ وَرَوَى أَبُو أُسَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَرْوَانَ، عَنْ بُسْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ بِهٰذَا.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

٨٣۔ ابواسامہ اور کئی اور لوگوں نے اس حدیث کو بسند هشام بن عروه عن أبيه عن مروان عن بسرة عن

النبی ﷺ روایت کیا ہے۔

84۔ وَرَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ بُسْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ بُسْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ الأَوْزَاعِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَصَحُّ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثُ بُسْرَةَ. وَ قَالَ أَبُو زُرْعَةَ: حَدِيثُ أُمِّ حَبِيبَةَ فِي هٰذَا الْبَابِ صَحِيحٌ، وَهُوَ حَدِيثُ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ. وَ قَالَ مُحَمَّدٌ: لَمْ يَسْمَعْ مَكْحُولٌ مِنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَرَوَى مَكْحُولٌ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ. وَكَأَنَّهُ لَمْ يَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ صَحِيحًا.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۸۴۔ نیز اسے ابوالزناد نے بسند عروۃ عن النبی ﷺ اسی طرح روایت کیا ہے۔
ا۔ یہی صحابہ اور تابعین میں سے کئی لوگوں کا قول ہے اور اسی کے قائل اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ ہیں۔ (۲) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ بسرہ کی حدیث اس باب میں سب سے صحیح ہے۔ (۳) ابوزرعہ کہتے ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ❶ (بھی) اس باب میں صحیح ہے۔ (۴) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ مکحول کا سماع عنبسہ بن ابی سفیان سے نہیں ہے ❷ اور مکحول نے ایک آدمی سے اور اس آدمی نے عنبسہ سے ان کی حدیث کے علاوہ ایک دوسری حدیث روایت کی ہے، گویا امام بخاری اس حدیث کو صحیح نہیں مانتے۔

فائدہ ❶ :...... ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تخریج ابن ماجہ نے کی ہے (دیکھیے: باب الوضوء من مس الذکر رقم ٤٨١)

فائدہ ❷ :...... یحییٰ بن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم اور نسائی نے بھی یہی بات کہی ہے، لیکن عبدالرحمٰن دحیم نے ان لوگوں کی مخالفت کی ہے اور انہوں نے مکحول کا عنبسہ سے سماع ثابت کیا ہے (دحیم اہلِ شام کی حدیثوں کے زیادہ جانکار ہیں)

62۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

۶۲۔ باب: عضوِ تناسل کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

85۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ هُوَ الْحَنَفِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ؟ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْهُ؟)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَبَعْضِ

التَّابِعِينَ: أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوُا الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَابْنِ الْمُبَارَكِ. وَهَذَا الْحَدِيثُ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ. وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ، وَأَيُّوبَ بْنِ عُتْبَةَ. وَحَدِيثُ مُلاَزِمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ أَصَحُّ وَأَحْسَنُ.

تخريج: د/الطهارة ٧١ (١٨٢)، ن/الطهارة ١١٩ (١٦٥)، ق/الطهارة ٦٤ (٤٨٣) (تحفة الأشراف: ٥٠٢٣) حم (٤/٢٢، ٢٣) (صحیح) (سند میں قیس کے بارے میں قدرے کلام ہے، لیکن اکثر علما نے توثیق کی ہے)

۸۵۔طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے (عضوِ تناسل کے سلسلے میں) فرمایا: ''یہ تو جسم ہی کا ایک لوتھڑا یا ٹکڑا ہے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۲) صحابہ کرام میں سے کئی لوگوں سے نیز بعض تابعین سے بھی مروی ہے کہ عضوِ تناسل کے چھونے سے وضو واجب نہیں اور یہی اہل کوفہ اور ابن مبارک کا قول ہے۔ (۳) اس باب میں مروی احادیث میں سے یہ سب سے اچھی حدیث ہے۔ (۴) ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر نے بھی اس حدیث کو قیس بن طلق نے عن أبیہ سے روایت کیا ہے۔ بعض محدّثین نے محمد بن جابر اور ایوب بن عتبہ کے سلسلے میں کلام کیا ہے۔ (۵) ملازم بن عمرو کی حدیث، جسے انہوں نے عبداللہ بن بدر سے روایت کیا ہے، سب سے صحیح اور اچھی ہے۔ ❷

فائدہ ❶:...... اس حدیث اور پچھلی حدیث میں تعارض ہے، اس تعارض کو محدثین نے ایسے دور کیا ہے کہ طلق بن علی کی یہ روایت بسرہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے پہلے کی ہے، اس لیے طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے۔ رہی ان تابعین کی بات جو عضوِ تناسل چھونے سے وضو ٹوٹنے کے قائل نہیں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو بسرہ کی حدیث نہیں پہنچی ہوگی۔ کچھ علما نے اس تعارض کو ایسے دور کیا ہے کہ بسرہ کی حدیث بغیر کسی حائل (رکاوٹ) کے چھونے کے بارے میں ہے اور طلق کی حدیث کسی حائل (پردہ) کے چھونے کے بارے میں ہے۔

فائدہ ❷:...... طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے تمام طرق میں ملازم والا طریق سب سے بہتر ہے، نہ یہ کہ بسرہ کی حدیث سے طلق کی حدیث بہتر ہے۔

63۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ

۶۳۔ باب: بوسہ لینے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کا بیان

86۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، وَأَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هِيَ

إِلاَّ أَنْتِ؟ قَالَ: فَضَحِكَتْ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ، قَالُوا: لَيْسَ فِي الْقُبْلَةِ وُضُوءٌ. و قَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالأَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: فِي الْقُبْلَةِ وُضُوءٌ، وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ. وَإِنَّمَا تَرَكَ أَصْحَابُنَا حَدِيثَ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَا لِأَنَّهُ لا يَصِحُّ عِنْدَهُمْ لِحَالِ الإِسْنَادِ. قَالَ: و سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الْعَطَّارَ الْبَصْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، قَالَ: ضَعَّفَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ هٰذَا الْحَدِيثَ جِدًّا، وَقَالَ: هُوَ شِبْهُ لا شَيْءَ. قَالَ: و سَمِعْت مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيثَ، و قَالَ: حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. وَهٰذَا لا يَصِحُّ أَيْضًا، وَلا نَعْرِفُ لِإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ سَمَاعًا مِنْ عَائِشَةَ، وَلَيْس يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ.

تخريج: د/الطهارة ٦٩ (١٧٩، ١٨٠)، ن/الطهارة ١٢١ (١٧٠)، ق/الطهارة ٦٩ (٥٠٢)، (تحفة الأشراف: ١٧٣٧١)، حم (٦/٢٠٧) (صحيح) (سند میں حبیب بن ابی ثابت اور عروہ کے درمیان انقطاع ہے جیسا کہ مؤلف نے صراحت کی ہے، لیکن متابعات سے تقویت پا کر یہ روایت بھی صحیح ہے۔)

۸۶۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کا بوسہ لیا، پھر آپ صلاۃ کے لیے نکلے اور وضو نہیں کیا۔ ❶ عروہ کہتے ہیں کہ میں نے (اپنی خالہ ام المومنین عائشہ سے) کہا: وہ آپ ہی رہی ہوں گی؟ تو وہ ہنس پڑیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم سے اسی طرح مروی ہے اور یہی قول سفیان ثوری اور اہلِ کوفہ کا ہے کہ بوسہ لینے سے وضو (واجب) نہیں ہے۔ مالک بن انس، اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ بوسہ لینے سے وضو (واجب) ہے، یہی قول صحابہ اور تابعین میں سے بہت سے اہلِ علم کا ہے۔ (۲) ہمارے اصحاب نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر جو نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے محض اس وجہ سے عمل نہیں کیا کہ یہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ❷ (۳) یحییٰ بن قطان نے اس حدیث کی بہت زیادہ تضعیف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ لا شےء کے مشابہ ہے۔ ❸ (۴) نیز میں نے محمد بن اسماعیل (بخاری) کو بھی اس حدیث کی تضعیف کرتے سنا، انہوں نے کہا کہ حبیب بن ثابت کا سماع عروۃ سے نہیں ہے۔ (۵) نیز ابراہیم تیمی نے بھی عائشہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کا بوسہ لیا اور وضو نہیں کیا، لیکن یہ روایت بھی صحیح نہیں، کیونکہ عائشہ سے ابراہیم تیمی کے سماع کا ہمیں علم نہیں۔ اس باب میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی بھی حدیث صحیح نہیں ہے۔

فائدہ ❶: ......یعنی آپ نے سابق وضو ہی پر صلاۃ پڑھی، بوسہ لینے سے نیا وضو نہیں کیا، اس میں اس بات پر دلیل

ہے کہ عورت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی قول راجح ہے۔

فائدہ ② :...... لیکن امام شوکانی نے نیل الأوطار میں اور علامہ البانی نے صحیح أبی داود (رقم ۱۷۱-۱۷۲) میں متابعات اور شواہد کی بنیاد پر اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، نیز دیگر بہت سے ائمہ نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے (تفصیل کے لیے دیکھئے مذکورہ حوالے)۔

فائدہ ③ :...... ''لاشئی کے مشابہ'' ہے، یعنی ضعیف ہے۔

64۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ

۶۴۔ باب: قئی اور نکسیر سے وضو کا بیان

87۔ حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ، وَهُوَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَاءَ فَأَفْطَرَ فَتَوَضَّأَ، فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: صَدَقَ، أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوءَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَ ابْنُ أَبِي طَلْحَةَ أَصَحُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِينَ: الْوُضُوءَ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ فِي الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ وُضُوءٌ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ. وَقَدْ جَوَّدَ حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ هَذَا الْحَدِيثَ. وَحَدِيثُ حُسَيْنٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ. وَرَوَى مَعْمَرٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فَأَخْطَأَ فِيهِ، فَقَالَ: عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الأَوْزَاعِيَّ وَقَالَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ وَإِنَّمَا هُوَ مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ.

تخريج: د/الصوم ٣٢ (٢٣٩١)، (تحفة الأشراف: ١٠٩٦٤)، حم (٥/١٩٥، و٦/٤٤٣)، د/الصوم ٢٤ (١٧٦٩)، (و لفظ الجميع "قاء فأفطر") (صحيح)

۸۷۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے قئی کی تو صوم توڑ دیا اور وضو کیا (معدان کہتے ہیں کہ) پھر میں نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے دمشق کی مسجد میں ملاقات کی اور میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ابوالدرداء نے سچ کہا، میں نے ہی آپ ﷺ پر پانی ڈالا تھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) صحابہ اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم کی رائے ہے کہ قئی اور نکسیر سے وضو (ٹوٹ

جاتا) ہے اور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد، اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے ❶ اور بعض اہل علم نے کہا ہے کہ قئی اور نکسیر سے وضو نہیں ٹوٹتا یہ مالک اور شافعی کا قول ہے۔ ❷ (۲) حدیث کے طرق کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حسین المعلم کی حدیث اس باب میں سب سے صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... ان لوگوں کی دلیل باب کی یہی حدیث ہے، لیکن اس حدیث سے استدلال دو باتوں پر موقوف ہے: ایک یہ کہ حدیث میں لفظ یوں ہو ((قاء فتوضأ)) (قئی کی تو وضو کیا) جب کہ یہ لفظ محفوظ نہیں ہے، زیادہ تر مصادر حدیث میں زیادہ رواۃ کی روایتوں میں ((قاء فأفطر)) (قئی کی تو روزہ توڑ لیا) ہے ((فأفطر)) کے بعد بھی ((فتوضأ)) کا لفظ نہیں ہے، یا اسی طرح ہے جس طرح اس روایت میں ہے، یعنی ((قاء فأفطر فتوضأ)) (یعنی قیٔ کی تو روزہ توڑ لیا اور اس کے بعد وضو کیا) اور اس لفظ سے وضو کا وجوب ثابت نہیں ہوتا، کیوں کہ ایسا ہوتا ہے کہ قیٔ کے بعد آدمی کمزور ہو جاتا ہے اس لیے روزہ توڑ لیتا ہے اور نظافت کے طور پر وضو کر لیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ تو اور زیادہ نظافت پسند تھے۔ نیز یہ آپ ﷺ کا صرف فعل تھا جس کے ساتھ آپ کا کوئی حکم بھی نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر ((قاء فتوضأ)) کا لفظ ہی محفوظ ہو تو ((فتوضأ)) کی فاء سبب کے لیے ہو، یعنی یہ ہوا کہ "قئی کی اس لیے وضو کیا" اور یہ بات متعین نہیں ہے، بلکہ یہ فاء تعقیب کے لیے بھی ہو سکتی ہے، یعنی یہ ہوا کہ "قئی کی اور اس کے بعد وضو کیا۔"

فائدہ ❷ :...... ان لوگوں کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جسے امام بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ غزوہ ذات الرقاع میں تھے کہ ایک شخص کو ایک تیر آ کر لگا اور خون بہنے لگا، لیکن اس نے اپنی صلاۃ جاری رکھی اور اسی حال میں رکوع اور سجدہ کرتا رہا ظاہر ہے اس کی اس صلاۃ کا علم نبی اکرم ﷺ کو یقیناً رہا ہوگا کیونکہ اس کی یہ صلاۃ بحالت پہرہ داری تھی جس کا حکم نبی اکرم ﷺ نے اسے دیا تھا، اس کے باوجود آپ نے اسے وضو کرنے اور صلاۃ کے لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔

65۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ

۶۵۔ باب: نبیذ سے وضو کرنے کا بیان

88۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي فَزَارَةَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلَنِي النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا فِي إِدَاوَتِكَ؟)) فَقُلْتُ: نَبِيذٌ، فَقَالَ: ((تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ)). قَالَ: فَتَوَضَّأَ مِنْهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَأَبُو زَيْدٍ رَجُلٌ مَجْهُولٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، لَا تُعْرَفُ لَهُ رِوَايَةٌ غَيْرُ هٰذَا الْحَدِيثِ. وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ بِالنَّبِيذِ، مِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يُتَوَضَّأُ بِالنَّبِيذِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِنِ ابْتُلِيَ رَجُلٌ بِهٰذَا

فَتَوَضَّأَ بِالنَّبِيذِ وَتَيَمَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَوْلُ مَنْ يَقُولُ لا يُتَوَضَّأُ بِالنَّبِيذِ: أَقْرَبُ إِلَى الْكِتَابِ وَأَشْبَهُ، لأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ .

تخريج: د/الطهارة ٤٢ (٨٤)، ق/الطهارة ٣٧ (٣٨٤)، (تحفة الأشراف: ٩٦٠٣)، حم (١/٤٠٢)

(ضعیف) (سند میں ابوزید مجہول راوی ہیں۔)

۸۸۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہارے مشکیزے میں کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی: نبیذ ہے ❶، آپ نے فرمایا: ''کھجور بھی پاک ہے اور پانی بھی پاک ہے'' تو آپ نے اسی سے وضو کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوزید محدّثین کے نزدیک مجہول آدمی ہیں، اس حدیث کے علاوہ کوئی اور روایت ان سے جانی نہیں جاتی۔ (۲) بعض اہلِ علم کی رائے ہے نبیذ سے وضو جائز ہے، انہیں میں سے سفیان ثوری وغیرہ ہیں۔ بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ نبیذ سے وضو جائز نہیں ❷ یہ شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کو یہی کرنا پڑ جائے تو وہ نبیذ سے وضو کر کے تیمّم کر لے، یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ (۳) جو لوگ نبیذ سے وضو کو جائز نہیں مانتے ان کا قول قرآن سے زیادہ قریب اور زیادہ قرینِ قیاس ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُواْ مَاءً فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (النساء:43) (جب تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو) پوری آیت یوں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقْرَبُواْ الصَّلاَةَ وَأَنتُمْ سُكَارَى حَتَّىَ تَعْلَمُواْ مَا تَقُولُونَ وَلاَ جُنُبًا إِلاَّ عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىَ تَغْتَسِلُواْ وَإِن كُنتُم مَّرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاء أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَآئِطِ أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاء فَلَمْ تَجِدُواْ مَاءً فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُواْ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا﴾۔

فائدہ ❶ :......نبیذ ایک مشروب ہے جو کھجور، کشمش، شہد گیہوں اور جو وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔

فائدہ ❷ :......یہی جمہور علما کا قول ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ نبیذ پانی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (سورۃ النساء:43) تو جب پانی نہ ہو تو نبیذ سے وضو کرنے کے بجائے تیمّم کرلینا چاہیے اور باب کی اس حدیث کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے جو استدلال کے لیے احتجاج کے لائق نہیں۔

66۔ بَابٌ فِي الْمَضْمَضَةِ مِنَ اللَّبَنِ

٦٦۔باب: دودھ پینے پر کلی کرنے کا بیان

89۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ، وَقَالَ: إِنَّ لَهُ دَسَمًا . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، وَأُمِّ سَلَمَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ رَأَى

بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمَضْمَضَةَ مِنَ اللَّبَنِ، وَهَذَا عِنْدَنَا عَلَى الاسْتِحْبَابِ. وَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمْ الْمَضْمَضَةَ مِنَ اللَّبَنِ.

تخريج: خ/الوضوء ٥٢ (٢١١)، والأشربة ١٢ (٥٦٠٩)، م/الطهارة ٢٤ (٣٥٨)، د/الطهارة ٧٧ (١٩٦)، ن/الطهارة ٢٥ (١٨٧)، ق/الطهارة ٦٨ (٤٩٨)، (تحفة الأشراف: ٥٨٣٣)، حم (١/٢٢٣، ٢٢٧، ٣٢٩، ٣٣٧، ٣٧٣) (صحيح)

۸۹۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دودھ پیا تو پانی منگوا کر کلی کی اور فرمایا: ''اس میں چکنائی ہوتی ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں سہل بن سعد ساعدی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) بعض اہلِ علم کی رائے ہے کہ کلی دودھ پینے سے ہے اور یہ حکم ہمارے نزدیک مستحب [1] ہے۔

فائدہ [1] :......بعض لوگوں نے اسے واجب کہا ہے، ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ ابن ماجہ کی ایک روایت (رقم ۴۹۸) میں ((مَضْمِضُوْا مِنَ اللَّبَنِ)) امر کے صیغے کے ساتھ آیا ہے اور امر میں اصل وجوب ہے۔اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب استحباب پر محمول کرنے کی کوئی دلیل موجود نہ ہو اور یہاں استحباب پر محمول کیے جانے کی دلیل موجود ہے، کیونکہ ابوداود نے (برقم ۱۹۶) انس سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دودھ پیا تو نہ کلی کی اور نہ وضو ہی کیا، اس کی سند حسن ہے۔

67۔ بَابٌ فِي كَرَاهَةِ رَدِّ السَّلَامِ غَيْرَ مُتَوَضِّئٍ

۶۷۔باب: بغیر وضو سلام کا جواب دینے کی کراہت کا بیان

90۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الزُّبَيْرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَإِنَّمَا يُكْرَهُ هَذَا عِنْدَنَا إِذَا كَانَ عَلَى الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ ذَلِكَ. وَهَذَا أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ الْفَغْوَاءِ، وَجَابِرٍ، وَالْبَرَاءِ.

تخريج: م/الحيض ٢٨ (٣٧٠)، د/الطهارة ٨ (١٦)، ن/الطهارة ٣٣ (٣٧)، ق/الطهارة ٢٧ (٣٥٣)، ويأتي عند المؤلف برقم: ٢٧٢٠ (تحفة الأشراف: ٧٦٩٦) (حسن صحيح)

۹۰۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا، آپ پیشاب کر رہے تھے، تو آپ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور ہمارے نزدیک سلام کا جواب دینا اس صورت میں مکروہ قرار دیا جاتا ہے جب آدمی پاخانہ یا پیشاب کر رہا ہو، بعض اہلِ علم نے اس کی یہی تفسیر کی ہے۔ ❶ (۲) یہ سب سے عمدہ حدیث ہے جو اس باب میں روایت کی گئی ہے۔ (۳) اور اس باب میں مہاجر بن قنفذ، عبداللہ بن حنظلہ، علقمہ بن شفواء، جابر اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... اور یہی راجح ہے کہ آپ ﷺ نے پیشاب کی حالت میں ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دیا، نہ کہ وضو کے بغیر سلام کا جواب جائز نہیں اور جن حدیثوں میں ہے کہ "نبی اکرم ﷺ نے فراغت کے بعد وضو کیا اور پھر آپ نے جواب دیا" تو یہ استحباب پر محمول ہے، نیز یہ بات آپ کو خاص طور پر پسند تھی کہ آپ اللہ کا نام بغیر طہارت کے نہیں لیتے تھے۔ اس حدیث سے ایک بات اور ثابت ہوتی ہے کہ پائخانہ پیشاب کرنے والے پر سلام ہی نہیں کرنا چاہیے، یہ حکم وجوبی ہے۔

68- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُؤْرِ الْكَلْبِ

۶۸- باب: کتے کے جھوٹے کا بیان

91- حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يُغْسَلُ الإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أُولَاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ، وَإِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا، وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ: إِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ.

تخريج: د/الطهارة ۳۷ (۷۲)، وانظر أيضا: خ/الوضوء ۳۳ (۱۷۲)، م/الطهارة ۲۷ (۲۷۹)، د/الطهارة ۳۷ (۷۱)، ن/الطهارة ۵۱ (۶۳)، والمياه ۷ (۳۳۶)، و (۳۴۰)، ق/الطهارة ۳۱ (۳۶۳، ۳۶۴)، (تحفة الأشراف: ۱۴۵۰۹)، ط/الطهارة ۶ (۲۵)، حم (۲/۲۴۵، ۲۵۳، ۲۶۵، ۲۷۱، ۳۶۰، ۳۹۸، ۴۲۴، ۴۲۷، ۴۴۰، ۴۸۰، ۵۰۸) (صحيح)

۹۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "برتن میں جب کتا منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھویا جائے، پہلی بار یا آخری بار اسے مٹی سے دھویا جائے ❶ اور جب بلی منہ ڈالے تو اسے ایک بار دھویا جائے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ (۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نبی اکرم ﷺ سے کئی سندوں سے اسی طرح مروی ہے جن میں بلی کے منہ ڈالنے پر ایک بار دھونے کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ (۳) اس باب میں عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھونا اور ایک بار مٹی سے دھونا واجب ہے، یہی جمہور کا مسلک ہے۔ احناف تین بار دھونے سے برتن کے پاک ہونے کے قائل ہیں، ان کی دلیل دار قطنی اور طحاوی میں منقول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے کہ اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے تین مرتبہ دھونا چاہیے، حالانکہ ابوہریرہ سے سات بار دھونے کا بھی فتویٰ منقول ہے اور سند کے اعتبار سے یہ پہلے فتوے سے زیادہ صحیح ہے۔ نیز یہ فتویٰ روایت کے موافق بھی ہے، اس لیے یہ بات درست نہیں ہے کہ صحیح حدیث کے مقابلے میں ان کے مرجوح فتوے اور رائے کو ترجیح دی جائے۔ رہے وہ اعتراضات جو باب کی اس حدیث پر احناف کی طرف سے وارد کیے گئے ہیں تو ان سب کے تشفی بخش جوابات دیے جا چکے ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے (تحفة الأحوذي، ج ١ ص ٩٣)

69- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُؤْرِ الْهِرَّةِ

٦٩- باب: بلی کے جھوٹے کا بیان

92- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا، قَالَتْ: فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ، فَأَصْغَى لَهَا الإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ! فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا بِنْتَ أَخِي؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ)). وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ: وَكَانَتْ عِنْدَ أَبِي قَتَادَةَ، وَالصَّحِيحُ ابْنُ أَبِي قَتَادَةَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: مِثْلِ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ: لَمْ يَرَوْا بِسُؤْرِ الْهِرَّةِ بَأْسًا. وَهٰذَا أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ. وَقَدْ جَوَّدَ مَالِكٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ. وَلَمْ يَأْتِ بِهِ أَحَدٌ أَتَمَّ مِنْ مَالِكٍ.

تخريج: د/الطهارة ٣٨ (٧٥)، ن/الطهارة ٥٤ (٦٨)، والمياه ٩ (٣٤١)، ق/الطهارة ٣٢ (٣٦٧)، (تحفة الأشراف: ١٢١٤١)، حم (٢٩٦/٥، ٣٠٣، ٣٠٩)، د/الطهارة ٥٨ (٧٦٣) (صحيح)

٩٢- کبشہ بنت کعب (جو ابن ابوقتادہ کے نکاح میں تھیں) کہتی ہیں: ابوقتادہ میرے پاس آئے تو میں نے ان کے لیے (ایک برتن میں) وضو کا پانی ڈالا، اتنے میں ایک بلی آ کر پینے لگی تو انہوں نے برتن کو اس کے لیے جھکا دیا تا کہ وہ (آسانی سے) پی لے، کبشہ کہتی ہیں: ابوقتادہ نے مجھے دیکھا کہ میں ان کی طرف تعجب سے دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے کہا: بھتیجی! کیا تم کو تعجب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”یہ (بلی) نجس

نہیں، یہ تو تمھارے پاس برابر آنے جانے والوں یا آنے جانے والیوں میں سے ہے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث مروی ہیں۔ (۲) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۳) صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہل علم، مثلاً: شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے کہ بلی کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں، اور یہ سب سے اچھی حدیث ہے جو اس باب میں روایت کی گئی ہے۔

فائدہ ❶ :......اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بلی کا جھوٹا ناپاک نہیں ہے، بشرطیکہ اس کے منہ پر نجاست نہ لگی ہو۔ اس حدیث میں بلی کو گھر کے خادم سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ خادموں کی طرح اس کا بھی گھروں میں آنا جانا بہت رہتا ہے، اگر اسے نجس وناپاک قرار دے دیا جاتا تو گھر والوں کو بڑی دشواری پیش آتی۔

70- بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۷۰- باب: موزوں پر مسح کرنے کا بیان

93- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: بَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِاللّهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. فَقِيلَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هَذَا؟ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي؟ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ. قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ حَدِيثُ جَرِيرٍ، لِأَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ. هٰذَا قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ، يَعْنِي كَانَ يُعْجِبُهُمْ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَحُذَيْفَةَ، وَالْمُغِيرَةِ، وَبِلَالٍ، وَسَعْدٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَسَلْمَانَ، وَبُرَيْدَةَ، وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، وَأَنَسٍ، وَسَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، وَيَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَأُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَجَابِرٍ، وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عُبَادَةَ. - وَيُقَالُ: ابْنُ عِمَارَةَ، وَأُبَيُّ بْنُ عِمَارَةَ-. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ جَرِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الصلاة ٢٥ (٣٧٨)، م/الطهارة ٢٢ (٢٧٢)، د/الطهارة ٥٩ (١٥٤)، ن/الطهارة ٩٦ (١١٨)، والقبلة ٢٣ (٧٧٥)، ق/الطهارة ٨٤ (٥٤٣)، (تحفة الأشراف: ٣٢٣٣) (صحيح)

۹۳- ہمام بن حارث کہتے ہیں کہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، ان سے کہا گیا: کیا آپ ایسا کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس کام سے کون سی چیز روک سکتی ہے، جبکہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے، ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کو جریر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اچھی لگتی تھی، کیوں کہ ان کا اسلام سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد کا ہے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عمر، علی، حذیفہ، مغیرہ، بلال، ابوایوب، سلمان، بریدۃ، عمرو بن امیہ، انس، سہل بن سعد، یعلی بن مرہ، عبادہ بن صامت، اسامہ بن شریک، ابوامامہ، جابر، اسامہ بن زید، ابن عبادۃ جنھیں ابن عمارہ اور ابی بن عمارہ بھی کہا جاتا ہے رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ① :...... اس حدیث سے موزوں پر مسح کا جواز ثابت ہوتا ہے، موزوں پر مسح کی احادیث تقریباً اسی (۸۰) صحابہ کرام سے آئی ہیں جن میں عشرۂ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ علامہ ابن عبدالبر نے اس کے ثبوت پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام کرخی کی رائے ہے کہ مسح علی خفین (موزوں پر مسح) کی احادیث تو اتر تک پہنچی ہیں اور جولوگ ان کا انکار کرتے ہیں مجھے ان کے کفر کا اندیشہ ہے۔ جولوگ یہ کہتے ہیں کہ مسح خفین کی حدیثیں آیت مائدہ سے منسوخ ہیں ان کا یہ قول درست نہیں، کیونکہ مسح علی خفین کی حدیث کے راوی جریر رضی اللہ عنہ آیتِ مائدہ کے نزول کے بعد اسلام لائے، اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ احادیث منسوخ ہیں، بلکہ یہ آیتِ مائدہ کی مبیّن اور مخصص ہیں، یعنی آیت میں پیروں کے دھونے کا حکم ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جو موزے نہ پہنے ہوں، رہا موزے پر مسح کا طریقہ تو اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کو پانی سے بھگو کر ان کے پوروں کو پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی کے شروع تک کھینچ لیا جائے۔

94- وَيُرْوَى عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِاللهِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ: فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَقَبْلَ الْمَائِدَةِ أَمْ بَعْدَ الْمَائِدَةِ؟ فَقَالَ: مَا أَسْلَمْتُ إِلاَّبَعْدَ الْمَائِدَةِ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ جَرِيرٍ. قَالَ: وَرَوَى بَقِيَّةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ جَرِيرٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ مُفَسَّرٌ، لأَنَّ بَعْضَ مَنْ أَنْكَرَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ تَأَوَّلَ أَنَّ مَسْحَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ كَانَ قَبْلَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ، وَذَكَرَ جَرِيرٌ فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٣٢١٣) (صحيح)

(سند میں شہر بن حوشب میں کلام ہے، لیکن متابعات کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، الارواء ۱/۱۳۷)

۹۴۔ شہر بن حوشب کہتے ہیں: میں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، میں نے جب ان سے اس سلسلے میں بات کی تو انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، میں نے ان سے پوچھا: آپ کا یہ عمل سورۂ مائدہ کے نزول سے پہلے کا ہے، یا بعد کا؟ تو کہا: میں تو سورۂ مائدہ اترنے کے بعد ہی اسلام لایا ہوں۔ یہ حدیث آیتِ وضو کی تفسیر کر رہی ہے، اس لیے کہ جن لوگوں نے موزوں پر مسح کا انکار کیا ہے ان میں سے بعض نے یہ تاویل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے موزوں پر جو مسح کیا تھا وہ آیتِ مائدہ کے نزول سے پہلے کا تھا، جبکہ جریر رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نزول مائدہ کے بعد نبی اکرم ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

71- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ وَالْمُقِيمِ

۷۱- باب: مسافر اور مقیم کے مسح کی مدّت کا بیان

95- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ فَقَالَ: ((لِلْمُسَافِرِ ثَلاثَةٌ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ.)) وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ: أَنَّهُ صَحَّحَ حَدِيثَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ فِي الْمَسْحِ. وَأَبُو عَبْدِاللّٰهِ الْجَدَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ، وَيُقَالُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَجَرِيرٍ.

تخريج: د/الطهارة ٦٠ (١٥٧)، ق/الطهارة ٨٦ (٥٥٣)، (تحفة الأشراف: ٣٥٢٨)، حم (٥/٢١٣) (صحيح)

۹۵- خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''مسافر کے لیے تین دن ہے اور مقیم کے لیے ایک دن۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) یحییٰ بن معین سے منقول ہے کہ انھوں نے مسح کے سلسلے میں خزیمہ بن ثابت کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۳) اس باب میں علی، ابوبکرۃ، ابوہریرہ، صفوان بن عسال، عوف بن مالک، ابن عمر اور جریر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

96- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَانَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلاَّ مِنْ جَنَابَةٍ، وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ، وَبَوْلٍ، وَنَوْمٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ وَحَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ. وَلَا يَصِحُّ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ شُعْبَةُ: لَمْ يَسْمَعْ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ حَدِيثَ الْمَسْحِ. وقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ: كُنَّا فِي حُجْرَةِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، وَمَعَنَا إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، فَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ مِثْلِ: سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: يَمْسَحُ الْمُقِيمُ يَوْمًا

وَلَيْلَةً، وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهُمْ لَمْ يُوَقِّتُوا فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالتَّوْقِيتُ أَصَحُّ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ عَاصِمٍ.

تخريج: ن/الطهارة ٩٨، ١١٣، ١١٤ (١٢٦)، و١١٣ (١٥٨)، و١١٤ (١٥٩)، ق/الطهارة ٦٣ (٤٧٨)، ويأت برقم: ٣٥٣٥ (تحفة الأشراف: ٤٩٥٢)، حم (٤/٢٣٩، ٢٤٠) (حسن)

۹۶۔صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم مسافر ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک، پیشاب، پاخانہ یا نیند کی وجہ سے نہ اتاریں، الا یہ کہ جنابت لاحق ہو جائے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) محمد بن اسماعیل (بخاری) کہتے ہیں کہ اس باب میں صفوان بن عسال مرادی کی حدیث سب سے عمدہ ہے۔ (۳) اکثر صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے فقہا میں سے اکثر اہلِ علم، مثلاً: سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے کہ مقیم ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرے اور مسافر تین دن اور تین رات۔ بعض علما سے مروی ہے کہ موزوں پر مسح کے لیے وقت کی تحدید نہیں کہ (جب تک دل چاہے کر سکتا ہے) یہ مالک بن انس رحمہ اللہ کا قول ہے، لیکن تحدید والا قول زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث موزوں پر مسح کی مدّت کی تحدید پر دلالت کرتی ہے: مسافر کے لیے تین دن تین رات ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات۔ یہ مدت وضو کے ٹوٹنے کے وقت سے شمار ہوگی نہ کہ موزہ پہننے کے وقت سے۔ حدث لاحق ہونے کی صورت میں اگر موزہ اتار لیا جائے تو مسح ٹوٹ جاتا ہے، نیز مدّت ختم ہو جانے کے بعد بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

72۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلَهُ

۷۲۔باب: موزے کے اوپر اور نیچے دونوں طرف مسح کرنے کا بیان

97۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، أَخْبَرَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ، وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ. وَهٰذَا حَدِيثٌ مَعْلُولٌ، لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ غَيْرُ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ وَمُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَا: لَيْسَ بِصَحِيحٍ، لِأَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ رَوَى هٰذَا عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ. قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ مُرْسَلٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ الْمُغِيرَةُ.

تخريج: د/الطهارة ٦٣ (١٦٥)، ق/الطهارة ٨٥ (٥٥٠)، (تحفة الأشراف: ١١٥٣٧) (ضعيف)

(سند میں انقطاع ہے، راوی ثور بن یزید کا رجاء بن حیوہ سے سماع نہیں ہے، اسی طرح ابوزرعہ اور بخاری کہتے ہیں کہ حیوہ کا بھی کاتبِ مغیرہ بن شعبہ وراد سے سماع نہیں ہے، نیز یہ کاتبِ مغیرہ کی مرسل روایت ثابت ہے۔)

نوٹ: ......ابن ماجہ (٥٥٠) ابوداود (١٦٥) میں غلطی سے موطأ، مسند احمد اور دارمی کا حوالہ آ گیا ہے، جب کہ ان کتابوں میں مسح سے متعلق مغیرہ بن شعبہ کی متفق علیہ حدیث آئی ہے جس میں اوپر نیچے کی صراحت نہیں ہے، ہاں آگے آنے والی حدیث (٩٨) میں مغیرہ سے صراحت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو اوپری حصے پر مسح کرتے دیکھا۔

٩٧۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے موزے کے اوپر اور نیچے دونوں جانب مسح کیا۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (١) صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے فقہا میں سے بہت سے لوگوں کا یہی قول ہے اور مالک، شافعی اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔ (٢) یہ حدیث معلول ہے۔ میں نے ابوزرعہ اور محمد بن اسماعیل (بخاری) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو ان دونوں نے کہا کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ ❷

فائدہ ❶: ...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے موزوں کے اوپر اور نیچے دونوں جانب مسح کیا لیکن یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ امام ترمذی نے خود اس کی صراحت کر دی ہے۔

فائدہ ❷: ......مولف نے یہاں حدیث کی علت واضح فرمائی ہے، ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ یہ حدیث مغیرہ کی سند میں سے نہیں، بلکہ کاتب مغیرہ (تابعی) سے مرسلاً مروی ہے، ولید بن مسلم کو اس سلسلے میں وہم ہوا ہے کہ انہوں نے اسے مغیرہ کی مسند میں سے روایت کر دیا ہے۔ ترمذی نے ((لم يسنده عن ثور بن يزيد غير الوليد بن مسلم)) کہہ کر اسی کی وضاحت کی ہے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مسنداً روایت اس کے برخلاف ہے جو آگے آ رہی ہے اور وہ صحیح ہے۔

73۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ظَاهِرِهِمَا

٧٣۔ باب: موزوں کے اوپری حصے پر مسح کرنے کا بیان

98۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَهُوَ حَدِيثُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ. وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا يَذْكُرُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا غَيْرَهُ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَأَحْمَدُ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَكَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يُشِيرُ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ.

تخريج: د/الطهارة ٦٣ (١٦١)، (وراجع أيضا ما عنده برقم: ١٤٩)، (تحفة الأشراف: ١١٥١٢) (حسن صحيح)

۹۸۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو موزوں کے اوپری حصے پر مسح کرتے دیکھا۔ ❶
امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) عبدالرحمن بن ابی الزناد کے علاوہ میں کسی اور کو نہیں جانتا جو بسند عروہ عن مغیرہ دونوں موزوں کے ''اوپری حصہ'' پر مسح کا ذکر کرتا ہو ❷ اور یہی کئی اہلِ علم کا قول ہے اور یہی سفیان ثوری اور احمد بھی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :......اور یہ روایت متصلاً و مسنداً حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❷ :......یعنی ((علی ظاهرهما)) کے الفاظ ذکر کرنے میں عبدالرحمن بن ابی زناد منفرد ہیں۔

74۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

۷۴۔باب: دونوں پاتابوں اور جوتوں پر مسح کرنے کا بیان

99۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، قَالُوا: يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ نَعْلَيْنِ، إِذَا كَانَا ثَخِينَيْنِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ مُحَمَّدٍ التِّرْمِذِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُقَاتِلٍ السَّمَرْقَنْدِيَّ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، وَعَلَيْهِ جَوْرَبَانِ، فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا، ثُمَّ قَالَ: فَعَلْتُ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ أَكُنْ أَفْعَلُهُ: مَسَحْتُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَهُمَا غَيْرُ مُنَعَّلَيْنِ.

تخريج: د/الطهارة ٦١ (١٥٩)، ن/الطهارة ٩٦ (١٢٣)، و ١/٩٧ (١٢٥/م)، ق/الطهارة ٨٨ (٥٥٩)، (تحفة الأشراف: ١١٥٣٤)، حم (٣/٢٥٢) (صحيح)

۹۹۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا اور موزوں اور جوتوں پر مسح کیا۔
امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) کئی اہلِ علم کا یہی قول ہے اور سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں کہ پاتابوں پر مسح کرے گرچہ جوتے نہ ہوں جب کہ پاتابے موٹے ہوں۔ (۳) اس باب میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ (۴) ابومقاتل سمرقندی کہتے ہیں کہ میں ابوحنیفہ کے پاس ان کی اس بیماری میں گیا جس میں ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے پانی منگایا اور وضو کیا، وہ پاتابے پہنے ہوئے تھے، تو انہوں نے ان پر مسح کیا، پھر کہا: آج میں نے ایسا کام کیا ہے جو میں نہیں کرتا تھا۔ میں نے پاتابوں پر مسح کیا ہے، حالانکہ میں نے جوتیاں نہیں پہن رکھیں۔

75۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ

۷۵۔باب: عمامہ پرمسح کرنے کا بیان

100۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْمُزَنِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِمَامَةِ. قَالَ بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ ابْنِ الْمُغِيرَةِ. قَالَ: وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهِ وَعِمَامَتِهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، ذَكَرَ بَعْضُهُمُ الْمَسْحَ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ، وَلَمْ يَذْكُرْ بَعْضُهُمُ النَّاصِيَةَ. و سَمِعْت أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّان. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، وَسَلْمَانَ، وَثَوْبَانَ، وَأَبِي أُمَامَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَأَنَسٌ. وَبِهِ يَقُولُ الأَوْزَاعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، قَالُوا: يَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ. و قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ: لاَيَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ إِلاَّ بِرَأْسِهِ مَعَ الْعِمَامَةِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: و سَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَقُولُ: إِنْ مَسَحَ عَلَى الْعِمَامَةِ يُجْزِئُهُ لِلأَثَرِ.

تخريج: د/الطهارة ٥٩ (١٥٠)، (تحفة الأشراف: ١١٤٩٢)، حم (٤/٢٤٤، ٢٤٨، ٢٥٠، ٢٥٤) (صحيح)

۱۰۰۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا اور دونوں موزوں اور عمامے پر مسح کیا۔

محمد بن بشار نے ایک دوسری جگہ اس حدیث میں یہ ذکر کیا ہے کہ ''آپ نے اپنی پیشانی اور اپنے عمامے پر مسح کیا''، یہ حدیث اور بھی کئی سندوں سے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی گئی ہے، ان میں سے بعض نے پیشانی اور عمامے پر مسح کا ذکر کیا ہے اور بعض نے پیشانی کا ذکر نہیں کیا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عمرو بن امیہ، سلمان، ثوبان اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام میں سے کئی اہلِ علم کا بھی یہی قول ہے۔ ان میں سے ابوبکر، عمر اور انس رضی اللہ عنہم ہیں اور اوزاعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں کہ عمامہ پر مسح کرے، صحابہ کرام اور تابعین میں سے بہت سے اہلِ علم کا کہنا ہے کہ عمامہ پر مسح نہیں سوائے اس صورت کے کہ عمامہ کے ساتھ (کچھ) سر کا بھی مسح کرے۔ سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک اور شافعی اسی کے قائل ہیں۔ (۴) وکیع بن جراح کہتے ہیں کہ اگر کوئی عمامے پر مسح کرلے تو حدیث کی رو سے یہ اسے کافی ہوگا۔

101- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ بِلَالٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ.

تخريج: م/الطهارة ٢٣ (٢٧٥)، ن/الطهارة ٨٦ (١٠٤، ١٠٦)، ق/الطهارة ٨٩ (٥٦١)، (تحفة الأشراف: ٢٠٤٧)، حم (٦/١٢، ١٣، ١٤، ١٥) (صحيح)

۱۰۱- بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دونوں موزوں پر اور عمامے پر مسح کیا۔

102- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ - هُوَ الْقُرَشِيُّ - عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ: السُّنَّةُ يَا ابْنَ أَخِي، قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ؟ فَقَالَ: أَمِسَّ الشَّعَرَ الْمَاءَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٣١٦٥) (صحيح الإسناد)

۱۰۲- ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے دونوں موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: میرے بھتیجے! (یہ) سنت ہے۔ وہ کہتے ہیں اور میں نے عمامہ پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: بالوں کو چھوؤ۔ ❶

فائدہ ❶ :......یعنی: پانی سے بالوں کو مس کرو، یعنی: عمامہ پر مسح نہ کرو۔

76- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

۷۶- باب: غسلِ جنابت کا بیان

103- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا، فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ: فَأَكْفَأَ الإِنَاءَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ فَأَفَاضَ عَلَى فَرْجِهِ، ثُمَّ دَلَكَ بِيَدِهِ الْحَائِطَ، أَوِ الأَرْضَ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

تخريج: خ/الغسل ١ (٢٤٩)، و٥ (٢٥٧)، و٧ (٢٥٩)، و٨ (٢٦٠)، و١٠ (٢٦٥)، و١١ (٢٦٦)، و١٦ (٢٧٤)، و١٨ (٢٧٦)، و٢١ (٢٨١)، م/الحيض ٩ (٣١٧)، د/الطهارة ٩٨ (٢٤٥)، ن/الطهارة ١٦١ (٢٥٤)، والغسل ٧ (٤٠٨)، و١٤ (٤١٨)، و٢٢ (٤٢٨)، ق/الطهارة ٩٤ (٥٧٣)، (تحفة الأشراف: ١٨٠٦٤)، حم (٦/٣٣٠، ٣٣٦)، د/الطهارة ٣٩ (٧٣٨)، و٦٦ (٧٧٤) (صحيح)

۱۰۳۔ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے نہانے کا پانی رکھا، آپ نے غسلِ جنابت کیا، تو برتن کو اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر جھکایا اور اپنے پہونچے دھوئے، پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور شرم گاہ پر پانی بہایا، پھر اپنا ہاتھ دیوار یا زمین پر رگڑا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا چہرہ دھویا اور اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر تین مرتبہ سر پر پانی بہایا، پھر پورے جسم پر پانی بہایا، پھر وہاں سے پرے ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ام سلمہ، جابر، ابوسعید جبیر بن مطعم اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

104۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الإِنَاءَ، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ، وَيَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلاَةِ، ثُمَّ يُشَرِّبُ شَعْرَهُ الْمَاءَ، ثُمَّ يَحْثِي عَلَى رَأْسِهِ ثَلاَثَ حَثَيَاتٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ: أَنَّهُ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلاَةِ، ثُمَّ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالُوا: إِنِ انْغَمَسَ الْجُنُبُ فِي الْمَاءِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ أَجْزَأَهُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

تخريج: خ/الغسل ۱ (۲٤۸)، و۹ (۲٦۲)، و۱۵ (۲۷۲)، م/الحيض ۹ (۳۱٦)، د/الطهارة ۹۸ (۲٤۲)، ن/الطهارة ۱۵٦ (۲٤۸)، و۱۵۷ (۲٤۹، ۲۵۰)، والغسل ۱٦ (٤۲۰)، و۱۹ (٤۲۳)، (تحفة الأشراف: ۱٦۹۳۵)، ط/الطهارة ۱۷ (٦۷)، حم (٦/۵۲، ۱۰۱)، هذا من طريق عروة عنها، وله طرق عنها، انظر: خ/الغسل ٦ (۲۵۸)، م/الحيض ۹ (۳۱۸)، و۱۰ (۳۲۰، ۳۲۱)، د/الطهارة ۹۸ (۲٤۰)، ن/الطهارة ۱۵۲ (۲٤٤)، و۲۵۳، و۱۵٤ (۲٤٦)، و۱۵۵ (۲٤۷)، والغسل ۱۹ (٤۲٤)، حم (٦/۱٤۳، ۱٦۱، ۱۷۳) (صحيح)

۱۰۴۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ کرتے تو ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھوتے، پھر شرم گاہ دھوتے اور اپنی صلاۃ کے وضو کی طرح وضو کرتے، پھر بال پانی سے بھگوتے، پھر اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اسی کو اہلِ علم نے غسلِ جنابت میں اختیار کیا ہے کہ وہ صلاۃ کے وضو کی طرح وضو کرے، پھر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالے، پھر اپنے پورے بدن پر پانی بہائے، پھر اپنے پاؤں دھوئے۔ اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ نیز ان لوگوں نے کہا کہ اگر جنبی پانی میں غوطہ مارے اور وضو نہ کرے تو یہ اسے کافی ہوگا۔ یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔

77۔ بَابٌ هَلْ تَنْقُضُ الْمَرْأَةُ شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ

۷۷۔ باب: کیا عورت غسل کے وقت اپنے بال کھولے؟

105۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: ((لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِي عَلَى سَائِرِ جَسَدِكِ الْمَاءَ، فَتَطْهُرِينَ))، أَوْ قَالَ: ((فَإِذَا أَنْتِ قَدْ تَطَهَّرْتِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَلَمْ تَنْقُضْ شَعْرَهَا أَنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُهَا بَعْدَ أَنْ تُفِيضَ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهَا.

تخريج: م/الحيض ١٢ (٣٣٠)، ن/الطهارة ١٥٠ (٢٤٢)، ق/الطهارة ١٠٨ (٦٠٣)، (تحفة الأشراف: ١٨١٧٢)، حم (٦/٣١٥)، د/الطهارة ١١٤ (١١٩٦) (صحيح)

۱۰۵۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں اپنے سر کی چوٹی مضبوطی سے باندھنے والی عورت ہوں۔ کیا غسلِ جنابت کے لیے اسے کھولا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارا سر پر تین لپ پانی ڈال لینا ہی کافی ہے۔ پھر پورے بدن پر پانی بہادو تو پاک ہوگئی، یا فرمایا: جب تم ایسا کر لے تو پاک ہوگئی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے، اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ عورت جب جنابت کا غسل کرے اور اپنے بال نہ کھولے تو یہ اس کے لیے اس کے بعد کہ وہ اپنے سر پر پانی بہالے کافی ہوجائے گا۔ [1]

فائدہ [1] :...... یہی جمہور کا مذہب ہے کہ عورت خواہ جنابت کا غسل کر رہی ہو یا حیض سے پاکی کا، کسی میں بھی اس کے لیے بال کھولنا ضروری نہیں، لیکن حسن بصری اور طاؤس نے ان دونوں میں تفریق کی ہے، یہ کہتے ہیں کہ جنابت کے غسل میں تو ضروری نہیں، لیکن حیض کے غسل میں ضروری ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ((انقضي رأسك وامتشطي)) فرمایا ہے جمہور نے استحباب پر محمول کیا ہے۔

78۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً

۷۸۔ باب: ہر بال کے نیچے جنابت ہے

106۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ، فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَأَنْقُوا الْبَشَرَ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْحَارِثِ بْنِ وَجِيهٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ. وَهُوَ شَيْخٌ لَيْسَ بِذَاكَ. وَقَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ. وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، وَيُقَالُ: الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ وَيُقَالُ: ابْنُ وَجْبَةَ.

تخریج: د/الطهارة ۹۸ (۲٤۸)، ق/الطهارة ۱۰٦ (۵۹۷)، (تحفة الأشراف: ۱٤۵۰۲) (ضعیف)
(سند میں حارث وجیہ ضعیف راوی ہے)

۱۰٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے، اس لیے بالوں کو اچھی طرح دھویا کرو اور کھال کو اچھی طرح مل کر صاف کرو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں علی اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) حارث بن وجیہ کی حدیث غریب ہے، اسے ہم صرف انھیں کی روایت سے جانتے ہیں اور وہ قوی نہیں ہیں [1] وہ اس حدیث کو مالک بن دینار سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

فائدہ [1]: ...... اس لفظ "قوی نہیں ہیں" کا تعلق جرح کے مراتب کے پہلے مرتبے سے ہے، ایسے راوی کی روایت قابلِ اعتبار، یعنی تقویت کے قابل ہے اور اس کی تقویت کے لیے مزید روایات تلاش کی جاسکتی ہیں، ایسا نہیں کہ اس کی روایت سرے سے درخورِ اعتنا ہی نہ ہو۔

79۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ

۷۹۔ باب: غسل کے بعد وضو نہ کرنے کا بیان

107۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ أَنْ لَّا يَتَوَضَّأَ بَعْدَ الْغُسْلِ.

تخریج: ن/الطهارة ۱٦۰ (۲۵۳)، والغسل ۲٤ (٤۳۰)، ق/الطهارة ۹٦ (۵۷۹)، (تحفة الأشراف: ۱٦۰۲۵)، حم (٦/٦۸، ۱۱۹، ۱۵٤، ۱۹۲، ۲۵۳، ۲۵۸)، وانظر أيضًا: د/الطهارة ۹۹ (۲۵۰) (صحیح)

۱۰۷۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم کا قول ہے کہ غسل کے بعد وضو نہ کرے۔

فائدہ [1]: یعنی: درمیانِ غسل جو وضو کر چکا ہے وہ کافی ہے۔

80۔ بَابُ مَا جَاءَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَجَبَ الْغُسْلُ

۸۰۔ باب: مرد اور عورت کی شرمگاہ مل جانے سے غسل کے واجب ہو جانے کا بیان

108۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاغْتَسَلْنَا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو،

وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ .

تخريج: ق/الطهارة ١١١ (٢٠٨)، (تحفة الأشراف: ١٧٤٩٩)، وراجع أيضا: م/الحيض ٢٢ (٣٤٩)، وط/الطهارة ١٨ (٧٣)، وحم (٦/٤٧، ٩٧، ١١٢، ٢٢٧، ٢٣٩، ٢٦٥) (صحيح)

۱۰۸۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب مرد کے ختنہ کا مقام (عضوِ تناسل) عورت کے ختنے کے مقام (شرمگاہ) سے مل جائے تو غسل واجب ہوگیا، ❶ میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو ہم نے غسل کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶: ......گرچہ انزال نہ ہو تب بھی غسل واجب ہوگیا۔ پہلے یہ مسئلہ تھا کہ جب انزال ہو تب غسل واجب ہو گا، جو بعد میں اس حدیث سے منسوخ ہوگیا، دیکھئے اگلی حدیث۔

109۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ)) .

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . قَالَ: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ . وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْهُمْ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَعَائِشَةُ، وَالْفُقَهَاءِ مِنَ التَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ: سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ . قَالُوا: إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَجَبَ الْغُسْلُ .

تخريج: تفرد به المؤلف، وانظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٦١١٩) (صحيح)

(سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہیں، لیکن پچھلی حدیث سے تقویت پا کر یہ حدیث صحیح ہے)

۱۰۹۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب مرد کے ختنے کا مقام عورت کے ختنے کے مقام (شرمگاہ) سے مل جائے تو غسل واجب ہوگیا۔" امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) کئی سندوں سے عائشہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ "جب ختنے کا مقام ختنے کے مقام سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے" صحابہ کرام میں سے اکثر اہلِ علم کا یہی قول ہے، ان میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور عائشہ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں، تابعین اور ان کے بعد کے فقہا میں سے بھی اکثر اہلِ علم، مثلاً: سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے کہ جب دونوں ختنوں کے مقام آپس میں چھو جائیں تو غسل واجب ہوگیا۔

81۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ

۸۱۔ باب: منی نکلنے پر غسل کے واجب ہونے کا بیان

110۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ، ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا.

تخريج: د/الطهارة ٨٤ (٢١٤)، ق/الطهارة ١١١ (٦٠٩)، (تحفة الأشراف: ٢٧)، حم (٥/١١٥، ١١٦)، د/الطهارة ٧٣ (٧٨٦) (صحيح)

۱۱۰۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صرف منی (نکلنے) پر غسل واجب ہوتا ہے، یہ رخصت ابتدائے اسلام میں تھی، پھر اس سے روک دیا گیا۔ ❶

فائدہ ❶: ......اور حکم دیا گیا کہ منی خواہ نکلے یا نہ نکلے اگر ختنے کا مقام ختنے کے مقام سے مل جائے تو غسل واجب ہو جائے گا۔

111۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَإِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ، ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَ ذَلِكَ. وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَرَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: عَلَى أَنَّهُ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فِي الْفَرْجِ وَجَبَ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ، وَإِنْ لَمْ يُنْزِلَا.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۱۱۱۔ اس سند سے بھی زہری سے اسی جیسی حدیث مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) صرف منی نکلنے ہی کی صورت میں غسل واجب ہوتا ہے، یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا، بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ (۳) اسی طرح صحابہ کرام میں سے کئی لوگوں سے جن میں ابی بن کعب اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں، مروی ہے۔ (۴) اور اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے، کہ جب آدمی اپنی بیوی کی (شرمگاہ) میں جماع کرے تو دونوں (میاں بیوی) پر غسل واجب ہو جائے گا گرچہ ان دونوں کو انزال نہ ہوا ہو۔

112۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الإِحْتِلَامِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ الْجَارُودَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: لَمْ نَجِدْ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا عِنْدَ شَرِيكٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو الْجَحَّافِ اسْمُهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ. وَيُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَحَّافِ وَكَانَ مَرْضِيًّا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَالزُّبَيْرِ، وَطَلْحَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَبِي سَعِيدٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ)).

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٠٨٠) (ضعيف الإسناد) (سند میں شریک بن عبداللہ القاضی ضعیف

ہیں اور یہ موقوف ہے، لیکن اصل حدیث ((إنما الماء من الماء)) مرفوعاً صحیح ہے، جیسا کہ اوپر گزرا اور مؤلف نے باب میں وارد احادیث کا ذکر کیا، لیکن مرفوع میں ((في الاحتلام)) کا لفظ نہیں ہے۔)

۱۱۲۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''منی نکلنے سے ہی غسل واجب ہوتا ہے'' کا تعلق احتلام سے ہے۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، زبیر، طلحہ، ابوایوب اور ابوسعید رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا منی نکلنے ہی پر غسل واجب ہوتا ہے۔

فائدہ ۱: یہ توجیہ حدیث ((إنمــا الماء من الماء .)) (انزال ہونے پر غسل واجب ہے) کی ایک دوسری توجیہ ہے، یعنی خواب میں ہم بستری دیکھے اور کپڑے میں منی دیکھے تب غسل واجب ہے ورنہ نہیں، مگر بقول علامہ البانی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بھی بغیر ((فــي الاحتــلام)) کے ہے، یہ لفظ ان کے قول سے بھی ثابت نہیں ہے، کیونکہ یہ سند ضعیف ہے اور ((إنما الماء من الماء)) شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

82۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَيْقِظُ فَيَرَى بَلَلًا وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا

۸۲۔ باب: جاگنے پر تری دیکھنے اور احتلام کے یاد نہ آنے کا بیان

113۔ حَــدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ۔ هُوَ الْعُمَرِيُّ۔ عَـنْ عُبَيْدِ اللَّـهِ بْـنِ عُـمَرَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ، وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا. قَالَ: ((يَغْتَسِلُ)) وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَجِدْ بَـلَلًا، قَـالَ: ((لَا غُسْـلَ عَـلَيْهِ)) قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرَى ذَلِكَ غُسْلٌ؟ قَـالَ: ((نَـعَمْ، إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُـمَرَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ: حَدِيثَ عَائِشَةَ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا، وَعَبْدُاللهِ بْـنُ عُمَرَ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ فِي الْحَدِيثِ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِـنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّـابِـعِيـنَ إِذَا اسْتَيْـقَظَ الرَّجُلُ فَرَأَى بِلَّةً أَنَّهُ يَغْتَسِلُ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّـوْرِيِّ، وَأَحْـمَـدَ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ: إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ إِذَا كَانَتِ الْبِلَّةُ بِـلَّةَ نُـطْفَةٍ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَإِسْحَاقَ. وَإِذَا رَأَى احْتِلَامًا وَلَمْ يَرَ بِلَّةً فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: د/الطهارة ٩٥ (٢٣٦)، ق/الطهارة ١١٢ (٦١٢)، (تحفة الأشراف: ١٧٥٣٩)، حم (٦/٢٥٦) (صحيح) (ام سلمہ (یا ام سلیم) کا قول صرف عبداللہ العمری کی اس روایت میں ہے اور وہ ضعیف ہیں، بقیہ ٹکڑوں کے صحیح شواہد موجود ہیں، ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابی داود ٢٣٤)

۱۱۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو تری دیکھے، لیکن

اسے احتلام یاد نہ آئے، آپ نے فرمایا: ''وہ غسل کرے'' اور اس شخص کے بارے میں (پوچھا گیا) جسے یہ یاد ہو کہ اسے احتلام ہوا ہے، لیکن وہ تری نہ پائے تو آپ نے فرمایا: ''اس پر غسل نہیں'' ام سلمہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا عورت پر بھی جو ایسا دیکھے غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: عورتیں بھی (شرعی احکام میں) مردوں ہی کی طرح ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ کی حدیث کو جس میں ہے کہ ''آدمی تری دیکھے اور اسے احتلام یاد نہ آئے صرف عبداللہ بن عمر عمری ہی نے عبیداللہ سے روایت کیا ہے اور عبداللہ بن عمر عمری کی یحییٰ بن سعید نے حدیث کے سلسلے میں ان کے حفظ کے تعلق سے تضعیف کی ہے۔ ❶ (۲) صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم کا یہی قول ہے کہ جب آدمی جاگے اور تری دیکھے تو غسل کرے، یہی سفیان ثوری اور احمد کا بھی قول ہے۔ تابعین میں سے بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ اس پر غسل اس وقت واجب ہوگا جب وہ تری نطفے کی تری ہو، یہ شافعی اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے اور جب وہ احتلام دیکھے اور تری نہ پائے تو اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر غسل نہیں۔

فائدہ ❶ :...... فی الواقع عبداللہ العمری حفظ میں کمی کے سبب تمام ائمہ کے نزدیک ضعیف ہیں، لیکن اس حدیث کا آخری ٹکڑا صحیحین میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مروی ہے اور پہلا ٹکڑا خولہ بنت حکیم کی حدیث، جو حسن ہے، سے تقویت پا کر صحیح ہے (خولہ کی حدیث ابن ماجہ میں ہے، دیکھئے رقم: ۶۰۲)

83-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ وَالْمَذْيِ

۸۳۔ باب: منی اور مذی کا بیان

114- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ الْبَلْخِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، ح قَالَ: وحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ؟ فَقَالَ: ((مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوءُ، وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوءُ، وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ. وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخريج: ق/الطهارة ٧٠ (٥٠٤)، حم (١/٨٧، ١١٠، ١١٢، ١٢١)، (تحفة الأشراف: ١٠٢٢٥)، وراجع أيضًا: خ/الغسل ١٣ (٢٦٩)، د/الطهارة ٨٣ (٢٠٦)، ن/الطهارة ١١٢ (١٥٢)، والغسل ٢٨ (٤٣٦)، حم (١/ ٨٢، ١٠٨) (صحيح) (سند میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہیں، لیکن متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔)

۱۱۴۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے مذی ❶ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''مذی سے وضو ہے اور منی سے غسل۔'' ❷ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں مقداد بن اسود اور ابی بن

کعب رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مرفوعاً مروی ہے کہ ''مذی سے وضو ہے اور منی سے غسل''۔ (۴) صحابہ کرام اور تابعین میں سے اکثر اہلِ علم کا یہی قول ہے اور سفیان، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔

فائدہ ۱ :...... حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ مذی کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا، اس سے صرف وضو ٹوٹتا ہے۔ مذی سفید، پتلا، لیس دار پانی ہے جو بیوی سے چھیڑ چھاڑ کے وقت اور جماع کے ارادے کے وقت مرد کی شرم گاہ سے خارج ہوتا ہے۔

فائدہ ۲:...... خواہ یہ منی جماع سے نکلے یا چھیڑ چھاڑ سے، یا خواب (نیند) میں، بہر حال اس سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔

84۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ

۸۴۔باب: کپڑے میں مذی لگ جانے کا بیان

115۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ، هُوَ ابْنُ السَّبَّاقِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَعَنَاءً، فَكُنْتُ أُكْثِرُ مِنْهُ الْغُسْلَ. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَسَأَلْتُهُ عَنْهُ؟ فَقَالَ: ((إِنَّمَا يُجْزِئُكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قَالَ: ((يَكْفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهِ ثَوْبَكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَ مِنْهُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ فِي الْمَذْيِ مِثْلَ هَذَا. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يُجْزِءُ إِلَّا الْغَسْلُ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُجْزِئُهُ النَّضْحُ. و قَالَ أَحْمَدُ: أَرْجُو أَنْ يُجْزِئَهُ النَّضْحُ بِالْمَاءِ.

تخريج: د/الطهارة ٨٣ (٢١٠)، ق/الطهارة ٧٠ (٥٠٦)، (تحفة الأشراف: ٤٦٦٤)، حم (٣/٤٨٥)، د/الطهارة ٤٩ (٧٥٠) (حسن)

۱۱۵۔سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے مذی کی وجہ سے پریشانی اور تکلیف سے دوچار ہونا پڑتا تھا، میں اس کی وجہ سے کثرت سے غسل کیا کرتا تھا، میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے تمھیں وضو کافی ہے''، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اگر وہ کپڑے میں لگ جائے تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: تو ایک چلو پانی لے اور اسے کپڑے پر جہاں جہاں دیکھے کہ وہ لگی ہے چھڑک لے یہ تمھارے لیے کافی ہوگا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) ہم مذی کے سلسلے میں اس طرح کی روایت محمد بن اسحاق کے طریق سے ہی جانتے ہیں۔ (۳) کپڑے میں مذی لگ جانے کے سلسلے میں اہلِ علم میں اختلاف ہے، بعض کا قول ہے

کہ دھونا ضروری ہے، یہی شافعی اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے اور بعض اس بات کے قائل ہیں کہ پانی چھڑک لینا کافی ہوگا۔ امام احمد کہتے ہیں: مجھے امید ہے کہ پانی چھڑک لینا کافی ہوگا۔ ❶

فائدہ ❶ :...... اور یہی راجح ہے، کیونکہ حدیث میں "نضح" (چھڑکنا) ہی آیا ہے، ہاں بطور نظافت کوئی دھولے تو یہ اس کی اپنی پسند ہے، واجب نہیں۔

85۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ

۸۵۔ باب: کپڑے میں منی لگ جانے کا بیان

116۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: ضَافَ عَائِشَةَ ضَيْفٌ، فَأَمَرَتْ لَهُ بِمِلْحَفَةٍ صَفْرَاءَ، فَنَامَ فِيهَا، فَاحْتَلَمَ، فَاسْتَحْيَا أَنْ يُرْسِلَ بِهَا وَبِهَا أَثَرُ الاِحْتِلاَمِ، فَغَمَسَهَا فِي الْمَاءِ، ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ أَفْسَدَ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا؟ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَفْرُكَهُ بِأَصَابِعِهِ، وَرُبَّمَا فَرَكْتُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِأَصَابِعِي. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ مِثْلِ: سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ: يُجْزِئُهُ الْفَرْكُ وَإِنْ لَمْ يُغْسَلْ. وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ الأَعْمَشِ. وَرَوَى أَبُو مَعْشَرٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ. وَحَدِيثُ الأَعْمَشِ أَصَحُّ.

تخريج: ق/الطهارة ٨٢ (٥٣٨)، حم (٦/٤٣)، (تحفة الأشراف: ١٧٦٧٧)، وانظر أيضا: م/الطهارة ٣٢ (٢٨٨)، ق/الطهارة ١٨٨ (٢٩٨)، ق/الطهارة ٨٢ (٥٣٧)، حم (٦/٦٧، ١٢٥، ١٣٥، ٢١٣، ٢٣٩، ٢٦٣، ٢٨٠) (صحيح)

۱۱۶۔ ہمام بن حارث کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ایک مہمان آیا تو انہوں نے اسے (اوڑھنے کے لیے) ایک زرد چادر دینے کا حکم دیا۔ وہ اس میں سویا تو اسے احتلام ہوگیا، ایسے ہی بھیجنے میں کہ اس میں احتلام کا اثر ہے اُسے شرم محسوس ہوئی، چنانچہ اس نے اسے پانی سے دھوکر بھیجا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس نے ہمارا کپڑا کیوں خراب کردیا؟ اسے اپنی انگلیوں سے کھرچ دیتا، بس اتنا کافی تھا، بسا اوقات میں اپنی انگلیوں سے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اسے کھرچ دیتی تھی۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے فقہا میں سے سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے کہ کپڑے پر منی لگ جائے تو اسے کھرچ دینا کافی ہے، گرچہ دھویا نہ جائے۔

فائدہ ❶ :...... یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ منی کو کپڑے سے دھونا واجب نہیں خشک ہو تو اسے کھرچ

دینے اور تر ہو تو کسی چیز سے صاف کر دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ منی پاک ہے یا ناپاک اس مسئلے میں علما میں اختلاف ہے۔ امام شافعی داود ظاہری اور امام احمد کی رائے ہے کہ منی ناک کے پانی اور منہ کے لعاب کی طرح پاک ہے۔ صحابہ کرام میں سے علی، سعد بن ابی وقاص، ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مسلک ہے اور دلائل کی روشنی میں یہی قول راجح ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن القیم کا بھی یہی مسلک ہے۔ شیخ الاسلام کا فتوی "الفتاوی الکبریٰ" میں مفصل موجود ہے، جسے ابن القیم نے بدائع الفوائد میں بعض فقہا کہہ کر ذکر کیا ہے اور جن حدیثوں میں منی دھونے کا تذکرہ ہے وہ بطور نظافت کے ہے، وجوب کے نہیں (دیکھئے اگلی حدیث کے تحت امام ترمذی کی توجیہ)۔

86-بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ

۸۶۔باب: منی کے کپڑے سے دھونے کا بیان

117-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَحَدِيثُ عَائِشَةَ: أَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْسَ بِمُخَالِفٍ لِحَدِيثِ الْفَرْكِ، لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ الْفَرْكُ يُجْزِءُ، فَقَدْ يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ لَا يُرَى عَلَى ثَوْبِهِ أَثَرُهُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْمَنِيُّ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ، فَأَمِطْهُ عَنْكَ وَلَوْ بِإِذْخِرَةٍ.

تخريج: خ/الوضوء ٦٤ (٢٢٩)، و٦٥ (٢٣٢)، م/الطهارة ٣٢ (٢٨٩)، د/الطهارة ١٣٦ (٣٧٣)، ن/الطهارة ١٨٧ (٢٩٦)، ق/الطهارة ٨١ (٥٣٦)، (تحفة الأشراف: ١٦١٣٥)، حم (٢/١٤٢، ٢٣٥) (صحيح)

۱۱۷۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی دھوئی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۳) اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ''کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی دھوئی'' ان کی کھرچنے والی حدیث کے معارض نہیں ہے۔ ❶ اس لیے کہ کھرچنا کافی ہے، لیکن مرد کے لیے یہی پسند کیا جاتا ہے کہ اس کے کپڑے پر اس کا کوئی اثر دکھائی نہ دے۔ (کیونکہ مرد کو آدمیوں کی مجلسوں میں بیٹھنا ہوتا ہے) ابن عباس کہتے ہیں: منی رینٹ ناک کے گاڑھے پانی کی طرح ہے، لہٰذا تم اسے اپنے سے صاف کر لو چاہے اذخر (گھاس) ہی سے ہو۔

فائدہ ❶:...... اس لیے کہ ان دونوں میں مطابقت واضح ہے، جو لوگ منی کی طہارت کے قائل ہیں وہ دھونے والی روایت کو استحباب پر محمول کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ یہ دھونا بطور وجوب نہیں تھا، بلکہ بطور نظافت تھا، کیونکہ اگر دھونا واجب ہوتا تو خشک ہونے کی صورت میں بھی صرف کھرچنا کافی نہ ہوتا، حالانکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف کھرچنے پر اکتفا کیا۔

87۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ
۸۷۔ باب: جنبی غسل کرنے سے پہلے سوئے اس کا بیان

118۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ، وَهُوَ جُنُبٌ وَلَا يَمَسُّ مَاءً.

تخريج: د/الطهارة ۹۰ (۲۲۸)، ق/الطهارة ۹۸ (۵۸۱)، (تحفة الأشراف: ۱٦۰۲٤) (صحيح)

۱۱۸۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوتے اور پانی کو ہاتھ نہ لگاتے اور آپ جنبی ہوتے۔ [1]

فائدہ [1] :...... اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جنبی وضو اور غسل کے بغیر سو سکتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل بیانِ جواز کے لیے ہے، تاکہ امت پریشانی میں نہ پڑے۔ رہا اگلی حدیث میں آپ کا یہ عمل کہ آپ جنابت کے بعد سونے کے لیے وضو فرما لیا کرتے تھے تو یہ افضل ہے، دونوں حدیثوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔

119۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا قَوْلُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَغَيْرِهِ. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ. وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ. وَيَرَوْنَ أَنَّ هَذَا غَلَطٌ مِنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ۱٦۰۲۳) (صحيح)

۱۱۹۔ اس سند سے بھی ابواسحاق سے اسی طرح مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہی سعید بن مسیّب وغیرہ کا قول ہے۔ (۲) کئی سندوں سے عائشہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سونے سے پہلے وضو کرتے تھے۔ (۳) یہ ابواسحاق سبیعی کی حدیث (رقم ۱۱۸) سے، جسے انہوں نے اسود سے روایت کیا ہے، زیادہ صحیح ہے اور ابواسحاق سبیعی سے یہ حدیث شعبہ، ثوری اور دیگر کئی لوگوں نے بھی روایت کی ہے اور ان کے خیال میں اس میں غلطی ابواسحاق سبیعی سے ہوئی ہے۔ [1]

فائدہ [1] :...... ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ اسود کے تلامذہ میں سے صرف ابواسحاق سبیعی نے اس حدیث کو ((كان النبى ﷺ ينام وهو جنب لا يمس ماء.)) کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، اس کے برخلاف ان کے دوسرے تلامذہ نے اسے ((إنه كان يتوضأ قبل أن ينام)) کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، لیکن کسی ثقہ راوی کا کسی لفظ کا اضافہ جو مخالف نہ ہو حدیث کے صحیح ہونے سے مانع نہیں ہے اور ابواسحاق سبیعی ثقہ راوی ہیں، نیز یہ کہ احمد کی ایک روایت (۱۰۲/٦) میں اسود سے سننے کی صراحت موجود ہے، نیز سفیان ثوری نے بھی ابواسحاق سبیعی سے یہ روایت کی ہے اور ابواسحاق سبیعی سے ان کی روایت سب سے معتبر مانی جاتی (دیکھئے: صحیح ابوداود رقم:

۲۳۴،اورسنن ابن ماجه رقم: ٥٨٣)

88- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ

۸۸۔باب: جنبی جب سونا چاہے تو وضو کرلے

120- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ ، إِذَا تَوَضَّأَ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ ، وَعَائِشَةَ ، وَجَابِرٍ ، وَأَبِي سَعِيدٍ ، وَأُمِّ سَلَمَةَ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ . وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ ، وَالشَّافِعِيُّ ، وَأَحْمَدُ ، وَإِسْحَاقُ ، قَالُوا: إِذَا أَرَادَ الْجُنُبُ أَنْ يَنَامَ تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ .

تخريج: م/الحيض ٦ (٣٠٦)، (تحفة الأشراف: ١٠٥٥٢)، حم (١٧/١، ٣٥) (صحيح)

۱۲۰۔عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، جب وہ وضو کرلے'' 1 امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عمار، عائشہ، جابر، ابوسعید اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث اس باب میں سب سے عمدہ اور صحیح ہے۔ (۳) یہی قول نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے بہت سے لوگوں کا ہے اور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں کہ جب جنبی سونے کا ارادہ کرے تو وہ سونے سے پہلے وضو کرلے۔ 2

فائدہ 1 :...... اس سے مراد وضو شرعی ہے لغوی نہیں، یہ وضو واجب ہے یا غیر واجب اس سلسلے میں علما میں اختلاف ہے، جمہور اس بات کی طرف گئے ہیں کہ یہ واجب نہیں ہے اور داود ظاہری اور ایک جماعت کا کہنا ہے کہ واجب ہے۔ جبکہ پہلا قول ہی راجح ہے جس کی دلیل پچھلی حدیث ہے۔

فائدہ 2 :......یعنی مستحب ہے کہ وضو کرلے، یہی جمہور کا مذہب ہے۔

89- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ

۸۹۔باب: جنبی سے مصافحہ کرنے کا بیان

121- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْمُزَنِيِّ ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ ، قَالَ: فَانْبَجَسْتُ أَيْ فَانْخَنَسْتُ فَاغْتَسَلْتُ ، ثُمَّ جِئْتُ ، فَقَالَ: ((أَيْنَ كُنْتَ؟ أَوْ أَيْنَ ذَهَبْتَ؟)) قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا ، قَالَ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ لا يَنْجُسُ .)) قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ ، وَابْنِ عَبَّاسٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَمَعْنَى قَوْلِهِ فَانْخَنَسْتُ يَعْنِي تَنَحَّيْتُ عَنْهُ . وَقَدْ

رَخَّصَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ، وَلَمْ يَرَوْا بِعَرَقِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ بَأْسًا.

تخريج: خ/الغسل ٢٣ (٢٨٣)، م/الحيض ٢٩ (٣٧١)، د/الطهارة ٩٢ (٢٣٠)، ن/الطهارة ١٧٢ (٢٧٠)، ق/الطهارة ٨٠ (٥٣٤)، (تحفة الأشراف: ١٤٦٤٨)، حم (٢/٢٣٥، ٢٨٢، ٤٧١) (صحيح)

۱۲۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملے اور وہ جنبی تھے، وہ کہتے ہیں: تو میں آنکھ بچا کر نکل گیا اور جا کر میں نے غسل کیا، پھر خدمت میں آیا تو آپ نے پوچھا: تم کہاں تھے؟ یا: کہاں چلے گئے تھے (راوی کو شک ہے)۔ میں نے عرض کی: میں جنبی تھا۔ آپ نے فرمایا: مسلمان کبھی نجس نہیں ہوتا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں حذیفہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور ان کے قول فَانْخَنَسْتُ کے معنی "تنحيت عنه" کے ہیں۔ (یعنی میں نظر بچا کر نکل گیا)۔ (۴) بہت سے اہلِ علم نے جنبی سے مصافحہ کی اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ جنبی اور حائضہ کے پسینے میں کوئی حرج نہیں۔ ❶

فائدہ ❶ :...... اور جب پسینے میں کوئی حرج نہیں تو بغیر پسینے کے بدن کی جلد (سے پاک آدمی کے ہاتھ اور جسم کے ملنے) میں بدرجہ اولی کوئی حرج نہیں۔

90۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ

۹۰۔ باب: عورت کے خواب میں وہی چیز دیکھنے کا بیان جو مرد دیکھتا ہے

122۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ - تَعْنِي غُسْلًا - إِذَا هِيَ رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا هِيَ رَأَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ)). قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: قُلْتُ لَهَا: فَضَحْتِ النِّسَاءَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ!. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ: أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ، فَأَنْزَلَتْ: أَنَّ عَلَيْهَا الْغُسْلَ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، وَخَوْلَةَ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسٍ.

تخريج: خ/العلم ٥٠ (١٣٠)، والغسل ٢٢ (٢٨٢)، والأنبياء ١ (٣٣٢٨)، والأدب ٦٨ (٦٠٩١)، و٧٩ (٦١٢١)، م/الحيض ٧ (٣١٣)، ن/الطهارة ١٣١ (١٩٧)، ق/الطهارة ١٠٧ (٦١٠)، (تحفة الأشراف: ١٨٢٦٤)، حم (٦/٢٩٢، ٣٠٢، ٣٠٦) (صحيح)

۱۲۲۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ام سلیم بنت ملحان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اللہ کے رسول! اللہ حق سے نہیں شرماتا ❶ کیا عورت پر بھی غسل ہے، جب وہ خواب میں وہی چیز دیکھے جو مرد دیکھتا ہے ❷ آپ نے فرمایا: "ہاں، جب وہ منی دیکھے تو غسل کرے" ❸ ام سلمہ کہتی ہیں: میں نے ام سلیم سے کہا: ام سلیم! آپ نے تو عورتوں کو رسوا

کر دیا۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) بیشتر فقہا کا قول ہے کہ عورت جب خواب میں وہی چیز دیکھے جو مرد دیکھتا ہے پھر اسے انزال ہو جائے (یعنی منی نکل جائے) تو اس پر غسل واجب ہے، یہی سفیان ثوری اور شافعی بھی کہتے ہیں۔ (۳) اس باب میں ام سلیم، خولہ، عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شرم وحیا کی وجہ سے حق کے بیان کرنے سے نہیں رکتا، تو میں بھی ان مسائل کے پوچھنے سے باز نہیں رہ سکتی جن کی مجھے احتیاج اور ضرورت ہے۔

فائدہ ❷ :......"جو مرد دیکھتا ہے" سے مراد احتلام ہے۔

فائدہ ❸ :......اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ منی کے نکلنے سے عورت پر بھی غسل واجب ہو جاتا ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے۔

91ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَسْتَدْفِءُ بِالْمَرْأَةِ بَعْدَ الْغُسْلِ

۹۱۔باب: غسل کرنے کے بعد مرد عورت سے چمٹ کر گرمی حاصل کرے اس کا بیان

123ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حُرَيْثٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رُبَّمَا اغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ فَاسْتَدْفَأَ بِي فَضَمَمْتُهُ إِلَيَّ وَلَمْ أَغْتَسِلْ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ: أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا اغْتَسَلَ فَلا بَأْسَ بِأَنْ يَسْتَدْفِءَ بِامْرَأَتِهِ، وَيَنَامَ مَعَهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخريج: ق/الطهارة ۹۷ (۵۸۰)، (تحفة الأشراف: ۱۷۶۲۰) (ضعيف) (سند میں حریث ضعیف ہیں)

۱۲۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بسا اوقات نبی اکرم ﷺ جنابت کا غسل فرماتے، پھر آکر مجھ سے گرمی حاصل کرتے تو میں آپ کو چمٹا لیتی اور میں بغیر غسل کے ہوتی تھی۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس حدیث کی سند میں کوئی اشکال نہیں۔ ❶ (۲) صحابہ کرام اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم کا یہی قول ہے کہ مرد جب غسل کر لے تو اپنی بیوی سے چمٹ کر گرمی حاصل کرنے میں اسے کوئی مضائقہ نہیں، وہ عورت کے غسل کرنے سے پہلے اس کے ساتھ (چمٹ کر) سو سکتا ہے، سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :......یعنی یہ حسن کے حکم میں ہے، اس کے راوی "حريث بن أبي المطر" ضعیف ہیں (جیسا کہ تخریج میں گزرا) اس لیے علامہ البانی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، لیکن ابو داود اور ابن ماجہ نے ایک دوسرے طریق سے اس کے ہم معنی حدیث روایت کی ہے، جو عبدالرحمن افریقی کے طریق سے ہے۔ عبدالرحمن حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف ہیں، لیکن دونوں طریقوں کا ضعف ایک دوسرے سے قدرے دور ہو جاتا ہے۔ نیز صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس کے معنی کی تائید ہو جاتی ہے، وہ یہ ہے: "ہم لوگ حائضہ ہوتی تھیں تو آپ ہمیں ازار باندھنے کا

حکم دیتے، پھر ہم سے چمٹتے تھے۔'' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

92- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيَمُّمِ لِلْجُنُبِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ

۹۲- باب: پانی نہ پانے پر جنبی تیمّم کرلے

124- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورُ الْمُسْلِمِ، وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ)). و قَالَ مَحْمُودٌ فِي حَدِيثِهِ: إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ.
قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ.
وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ. وَلَمْ يُسَمِّهِ.
قَالَ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ: أَنَّ الْجُنُبَ وَالْحَائِضَ إِذَا لَمْ يَجِدَا الْمَاءَ تَيَمَّمَا وَصَلَّيَا. وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ كَانَ لاَ يَرَى التَّيَمُّمَ لِلْجُنُبِ، وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ. وَيُرْوَى عَنْهُ: أَنَّهُ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ، فَقَالَ: يَتَيَمَّمُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخريج: ن/الطهارة ۲۰۳ (۳۲۳)، (تحفة الأشراف: ۱۹۷۱)، حم (۵/۱۵۵، ۱۸۰) (صحيح)
(سند میں عمرو بن بجدان، مجہول ہیں، لیکن بزار وغیرہ کی روایت کردہ ابو ہریرہ کی حدیث سے تقویت پاکر یہ حدیث صحیح ہے، ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۳۵۷، والارواء ۱۵۳)

۱۲۴- ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنے والی ہے گرچہ وہ دس سال تک پانی نہ پائے، پھر جب وہ پانی پالے تو اسے اپنی کھال (یعنی جسم) پر بہائے، یہی اس کے لیے بہتر ہے۔''
محمود (بن غیلان) نے اپنی روایت میں یوں کہا ہے: ''پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے۔''
امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اکثر فقہا کا قول یہی ہے کہ جنبی یا حائضہ جب پانی نہ پائیں تو تیمّم کر کے صلاۃ پڑھیں۔ (٦) ابن مسعود رضی اللہ عنہ جنبی کے لیے تیمّم درست نہیں سمجھتے تھے اگرچہ وہ پانی نہ پائے۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع کرلیا تھا اور یہ کہا تھا کہ وہ جب پانی نہیں پائے گا، تیمّم کرے گا، یہی سفیان ثوری، مالک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔

93۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ

۹۳۔ باب: مستحاضہ کا بیان

125۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدَةُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ، فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: ((لَا، إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ، وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ، وَصَلِّي)). قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ فِي حَدِيثِهِ: وَقَالَ: ((تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ، حَتَّى يَجِيءَ ذَلِكَ الْوَقْتُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكٌ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ: أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ إِذَا جَاوَزَتْ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا اغْتَسَلَتْ وَتَوَضَّأَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

تخريج: خ/الوضوء ٦٣ (٢٢٨)، والحيض ٨ (٣٠٦)، و١٩ (٣٢٠)، و٢٤ (٣٢٥)، و٢٨ (٣٣١)، م/الحيض ١٤ (٣٣٣)، د/الطهارة ١٠٩ (٢٨٢)، ن/الطهارة ١٣٥ (٢١٣)، و١٣٨ (٢١٩، ٢٢٠)، والحيض ٤ (٣٥٩)، و٦ (٣٦٥، ٣٦٧)، ق/الطهارة ١١٥ (٦٢٦)، (تحفة الأشراف: ١٧٠٧٠، ١٧١٩٦، ١٧٢٥٩)، حم (٦/٨٣، ١٤١، ١٨٧)، دي/الطهارة ٨٣ (٨٠١) (صحيح)

۱۲۵۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا: اللہ کے رسول! میں ایسی عورت ہوں کہ مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے تو میں پاک ہی نہیں رہ پاتی، کیا میں صلاۃ چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ’’نہیں، یہ تو ایک رگ ہے حیض نہیں ہے، جب حیض آئے تو صلاۃ چھوڑ دو اور جب وہ چلا جائے (یعنی حیض کے دن پورے ہو جائیں) تو خون دھو کر (غسل کر کے) صلاۃ پڑھو‘‘، ابومعاویہ کی روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ہر صلاۃ کے لیے وضو کرو یہاں تک کہ وہ وقت (حیض کا وقت) آ جائے۔‘‘ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ (۳) صحابہ کرام اور تابعین میں بہت سے اہل علم کا قول ہے اور یہی سفیان ثوری، مالک، ابن مبارک اور شافعی بھی یہی کہتے ہیں کہ جب مستحاضہ عورت کے حیض کے دن گزر جائیں تو وہ غسل کرے اور ہر صلاۃ کے لیے (تازہ) وضو کرے۔

فائدہ [1]:......عورت کی شرم گاہ سے تین طرح کا خون خارج ہوتا ہے: ایک حیض کا خون جو عورت کے بالغ ہونے سے بڑھاپے تک ایام حمل کے علاوہ ہر ماہ اس کے رحم سے چند مخصوص ایام میں خارج ہوتا ہے اور اس کا رنگ کالا ہوتا ہے۔ دوسرا نفاس کا خون ہے جو بچے کی پیدائش کے بعد چالیس دن یا اس سے کم وبیش زچگی میں آتا ہے۔ تیسرا استحاضے کا خون ہے، یہ ایک عاذل نامی رگ کے پھٹنے سے جاری ہوتا ہے اور بیماری کی صورت اختیار کر لیتا ہے، اس کے جاری

ہونے کا کوئی مقرر وقت نہیں ہے کسی بھی وقت جاری ہوسکتا ہے۔

94- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

۹۴- باب: مستحاضہ عورت ہر صلاۃ کے لیے وضو کرے

126- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: ((تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ فِيهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ، وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَتَصُومُ وَتُصَلِّي)).

تخريج: د/الطهارة ۱۱۳ (۲۹۷)، ق/الطهارة ۱۱۵ (۶۲۵)، (تحفة الأشراف: ۳۵٤۲)، د/الطهارة ۸۳ (۸۲۰) (صحيح) (اس کی سند میں ابوالیقظان ضعیف اور شریک حافظہ کے کمزور ہیں، مگر دوسری سندوں اور حدیثوں سے تقویت پا کر یہ حدیث صحیح ہے۔)

۱۲۶- عدی کے دادا عبید بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مستحاضہ کے سلسلے میں فرمایا: ''وہ ان دنوں میں جن میں اسے حیض آتا ہو صلاۃ چھوڑے رہے، پھر وہ غسل کرے اور (استحاضہ کا خون آنے پر) ہر صلاۃ کے لیے وضو کرے، صوم رکھے اور صلاۃ پڑھے۔''

127- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ: نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ تَفَرَّدَ بِهِ شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقُلْتُ: عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، جَدُّ عَدِيٍّ مَا اسْمُهُ؟ فَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ اسْمَهُ. وَذَكَرْتُ لِمُحَمَّدٍ قَوْلَ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ: أَنَّ اسْمَهُ دِينَارٌ فَلَمْ يَعْبَأْ بِهِ. و قَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: إِنِ اغْتَسَلَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ هُوَ أَحْوَطُ لَهَا، وَإِنْ تَوَضَّأَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ أَجْزَأَهَا، وَإِنْ جَمَعَتْ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ أَجْزَأَهَا.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۱۲۷- اس سند سے بھی شریک نے اسی مفہوم کے ساتھ اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس حدیث میں شریک ابوالیقظان سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ (۲) احمد اور اسحاق بن راہویہ مستحاضہ عورت کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر وہ ہر صلاۃ کے وقت غسل کرے تو یہ اس کے لیے زیادہ احتیاط کی بات ہے اور اگر وہ ہر صلاۃ کے لیے وضو کرے تو یہ اس کے لیے کافی ہے اور اگر وہ ایک غسل سے دو صلاۃ جمع کرے تو بھی کافی ہے۔

95۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

۹۵۔باب: مستحاضہ ایک غسل سے دوصلاتیں ایک ساتھ جمع کرسکتی ہے

128۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ، قَالَتْ: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ، فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا؟ قَدْ مَنَعَتْنِي الصِّيَامَ وَالصَّلاةَ؟ قَالَ: ((أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ، فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ)). قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: فَتَلَجَّمِي. قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: فَاتَّخِذِي ثَوْبًا، قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ: أَيَّهُمَا صَنَعْتِ أَجْزَأَ عَنْكِ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ، فَقَالَ: إِنَّمَا هِيَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ، أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللهِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، فَإِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّي أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، أَوْ ثَلاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا، وَصُومِي وَصَلِّي، فَإِنَّ ذَلِكِ يُجْزِئُكِ، وَكَذَلِكِ فَافْعَلِي، كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ، لِمِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ، ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ حِينَ تَطْهُرِينَ، وَتُصَلِّينَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ تُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ، وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ، وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ، فَافْعَلِي، وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الصُّبْحِ وَتُصَلِّينَ، وَكَذَلِكِ فَافْعَلِي، وَصُومِي إِنْ قَوِيتِ عَلَى ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَهُوَ أَعْجَبُ الأَمْرَيْنِ إِلَيَّ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، وَابْنُ جُرَيْجٍ، وَشَرِيكٌ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ، عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ، إِلاَّ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ يَقُولُ: عُمَرُ بْنُ طَلْحَةَ، وَالصَّحِيحُ عِمْرَانُ بْنُ طَلْحَةَ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ؟ فَقَالَ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. و قَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: إِذَا كَانَتْ تَعْرِفُ حَيْضَهَا بِإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ، وَإِقْبَالُهُ أَنْ يَكُونَ أَسْوَدَ، وَإِدْبَارُهُ أَنْ يَتَغَيَّرَ إِلَى الصُّفْرَةِ: فَالْحُكْمُ لَهَا عَلَى حَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ، وَإِنْ كَانَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوفَةٌ قَبْلَ أَنْ تُسْتَحَاضَ: فَإِنَّهَا تَدَعُ الصَّلاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلاةٍ وَتُصَلِّي، وَإِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوفَةٌ وَلَمْ تَعْرِفِ الْحَيْضَ بِإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ: فَالْحُكْمُ لَهَا عَلَى حَدِيثِ حَمْنَةَ بِنْتِ

جَحْشٍ . وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ . و قَالَ الشَّافِعِيُّ: اَلْمُسْتَحَاضَةُ إِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ فِي أَوَّلِ مَا رَأَتْ فَدَامَتْ عَلَى ذَلِكَ ، فَإِنَّهَا تَدَعُ الصَّلاَةَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا ، فَإِذَا طَهُرَتْ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا أَوْ قَبْلَ ذَلِكَ: فَإِنَّهَا أَيَّامُ حَيْضٍ ، فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا: فَإِنَّهَا تَقْضِي صَلاَةَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ يَوْمًا ، ثُمَّ تَدَعُ الصَّلاَةَ بَعْدَ ذَلِكَ أَقَلَّ مَا تَحِيضُ النِّسَاءُ ، وَهُوَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَقَلِّ الْحَيْضِ وَأَكْثَرِهِ . فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلاَثَةٌ ، وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ . وَبِهِ يَأْخُذُ ابْنُ الْمُبَارَكِ . وَرُوِيَ عَنْهُ خِلاَفُ هَذَا . و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ ، مِنْهُمْ: عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ: أَقَلُّ الْحَيْضِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ ، وَأَكْثَرُهُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا . وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ ، وَالأَوْزَاعِيِّ ، وَالشَّافِعِيِّ ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ ، وَأَبِي عُبَيْدٍ .

تخريج: د/الطهارة ١١٠ (٢٨٧)، ق/الطهارة ١١٥ (٦٢٢)، (تحفة الأشراف: ١٥٨٢١)، حم (٦/٤٣٩)، د/الطهارة ٨٣ (٨١٢) (حسن)

۱۲۸۔ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں سخت قسم کے استحاضے میں مبتلا رہتی تھی، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے اور آپ کو اس کی خبر دینے کے لیے حاضر ہوئی، میں نے آپ ﷺ کو اپنی بہن زینب بنت جحش کے گھر پایا تو عرض کی: اللہ کے رسول! میں سخت قسم کے استحاضے میں مبتلا رہتی ہوں، اس سلسلے میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، اس نے تو مجھے صوم وصلاۃ دونوں سے روک دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں تجھے روئی رکھنے کا حکم دے رہا ہوں، اس سے خون بند ہوجائے گا''، انہوں نے عرض کی: وہ اس سے زیادہ ہے (روئی رکھنے سے نہیں رکے گا) آپ نے فرمایا: ''تو لنگوٹ باندھ لیا کرو''، کہا: خون اس سے بھی زیادہ آرہا ہے، تو آپ نے فرمایا: ''تم لنگوٹ کے نیچے ایک کپڑا رکھ لیا کرو''، کہا: یہ اس سے بھی زیادہ ہے، مجھے بہت تیزی سے خون بہتا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تو میں تجھے دو باتوں کا حکم دیتا ہوں ان دونوں میں سے تم جو بھی کرلو تمہارے لیے کافی ہوگا اور اگر تم دونوں پر قدرت رکھ سکو تو تم زیادہ بہتر جانتی ہو''، آپ نے فرمایا: ''یہ تو صرف شیطان کی چوٹ (مار) ہے تو چھ یا سات دن، جو اللہ کے علم میں ہیں، انہیں تو حیض کے ایام شمار کر، پھر غسل کرلے اور جب تو سمجھ لے کہ تو پاک وصاف ہوگئی ہو تو چوبیس یا تئیس دن صلاۃ پڑھ اور صیام رکھ، یہ تمہارے لیے کافی ہے اور اسی طرح کرتی رہو، جیسا کہ حیض والی عورتیں کرتی ہیں، حیض کے اوقات میں حائضہ اور پاکی کے وقتوں میں پاک رہتی ہیں، اور اگر تم اس بات پر قادر ہو کہ ظہر کو کچھ دیر سے پڑھو اور عصر کو قدرے جلدی پڑھ لو تو غسل کر کے پاک صاف ہو جا اور ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھ لیا کرو۔ پھر مغرب کو ذرا دیر کر کے اور عشا کو کچھ پہلے کر کے پھر غسل کر کے یہ دونوں صلاتیں ایک ساتھ پڑھ لے تو ایسا کرلیا کرو اور صبح کے لیے الگ غسل کر کے فجر پڑھو، اگر تم قادر ہو تو اس طرح کرو اور صوم رکھو''، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں باتوں [1] میں سے یہ دوسری صورت [2] مجھے زیادہ پسند ہے''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) محمد بن اسماعیل بخاری نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور اسی طرح احمد بن حنبل نے بھی کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۳) احمد اور اسحاق بن راہویہ مستحاضہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ عورت جب اپنے حیض کے آنے اور جانے کو جانتی ہو اور آنا یہ ہے کہ خون کالا ہو اور جانا یہ ہے کہ وہ زردی میں بدل جائے تو اس کا حکم فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق ہوگا۔ (۳) اور اگر مستحاضہ کے لیے استحاضہ سے پہلے (حیض کے) ایام معروف ہیں تو وہ اپنے حیض کے دنوں میں صلاۃ چھوڑ دے گی پھر غسل کرے گی اور ہر صلاۃ کے لیے وضو کرے گی۔ اور جب خون جاری رہے اور (حیض کے) ایام معلوم نہ ہوں اور نہ ہی وہ حیض کے آنے جانے کو جانتی ہو تو اس کا حکم حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق ہوگا۔ (۴) اسی طرح ابو عبید نے کہا ہے۔
شافعی کہتے ہیں: جب مستحاضہ کو پہلی بار، جب اس نے خون دیکھا تبھی سے برابر خون جاری رہے تو وہ خون شروع ہونے سے لے کر پندرہ دن تک صلاۃ چھوڑے رہے گی، پھر اگر وہ پندرہ دن میں یا اس سے پہلے پاک ہو جاتی ہے تو گویا یہی اس کے حیض کے دن ہیں اور اگر وہ پندرہ دن سے زیادہ خون دیکھے، تو وہ چودہ دن کی صلاۃ قضا کرے گی اور اس کے بعد عورتوں کے حیض کی اقل مدت جو ایک دن اور ایک رات ہے، کی صلاۃ چھوڑ دے گی۔ (۴) حیض کی کم سے کم مدت اور سب سے زیادہ مدت میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے، بعض اہلِ علم کہتے ہیں: حیض کی سب سے کم مدت تین دن اور سب سے زیادہ مدت دس دن ہے، یہی سفیان ثوری، اور اہلِ کوفہ کا قول ہے اور اسی کو ابن مبارک بھی اختیار کرتے ہیں۔ ان سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔ بعض اہلِ علم، جن میں عطا بن ابی رباح بھی ہیں، کہتے ہیں کہ حیض کی کم سے کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے، اور یہی مالک، اوزاعی، شافعی، احمد، اسحاق بن راہویہ اور ابو عبید کا قول ہے۔

فائدہ ❶:...... ان دونوں باتوں سے مراد: یا تو ہر صلاۃ کے لیے الگ الگ وضو کرنا یا ہر صلاۃ کے لیے الگ ایک غسل کرنا اور دوسری بات روزانہ صرف تین بار نہانا۔

فائدہ ❷:...... یعنی روزانہ تین بار نہانا ایک بار ظہر اور عصر کے لیے، دوسری مغرب اور عشا کے لیے اور تیسرے فجر کے لیے۔

فائدہ ❸:...... یعنی حیض کے اختتام پر مستحاضہ عورت غسل کرے گی پھر ہر صلاۃ کے لیے وضو کرتی رہے گی۔

فائدہ ❹:...... یعنی ہر روز تین مرتبہ غسل کرے گی، پہلے غسل سے ظہر اور عصر کی صلاۃ ایک ساتھ پڑھے گی اور دوسرے غسل سے مغرب اور عشا کی اور تیسرے غسل سے فجر کی۔

96۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

۹۶۔ باب: مستحاضہ عورت ہر صلاۃ کے وقت غسل کرے

129۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: اِسْتَفْتَتْ أُمُّ

حَبِيبَةَ ابْنَةُ جَحْشٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلاةَ؟ فَقَالَ: ((لا، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، فَاغْتَسِلِي، ثُمَّ صَلِّي، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلاةٍ)).

قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ اللَّيْثُ: لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلاةٍ، وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ، فَعَلَتْهُ هِيَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيُرْوَى هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: اَلْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلاةٍ. وَرَوَى الأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

تخريج: م/الحيض ١٤ (٣٣٤)، د/الطهارة ١٠٨ (٢٧٩)، و ١١١ (٢٨٨)، ن/الطهارة ١٣٤ (٢٠٧)، والحيض ٣ (٣٥٣)، ق/الطهارة ١١٦ (٦٢٦)، (تحفة الأشراف: ١٦٥٨٣)، حم (٦/٨٣، ١٤١، ١٨٧)، د/الطهارة ٨٣ (٨٠٥) (صحيح)

۱۲۹۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا اور کہا کہ مجھے استحاضے کا خون آتا ہے اور میں پاک نہیں رہ پاتی ہوں۔ تو کیا میں صلاۃ چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، یہ تو محض ایک رگ ہے، لہٰذا تم غسل کرو پھر صلاۃ پڑھو''، تو وہ ہر صلاۃ کے لیے غسل کرتی تھیں۔

ابن شہاب زہری نے اس کا ذکر نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ہر صلاۃ کے وقت غسل کرنے کا حکم دیا، بلکہ یہ ایسا عمل تھا جسے وہ اپنے طور پر کیا کرتی تھیں۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) نیز یہ حدیث زہری سے عن عمرۃ عن عائشہ کے طریق سے بھی روایت کی جاتی ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا۔ (۲) بعض اہل علم نے کہا ہے کہ مستحاضہ ہر صلاۃ کے وقت غسل کرے گی۔

فائدہ ❶ :...... کسی بھی صحیح روایت میں نہیں آتا کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ہر صلاۃ کے لیے غسل کا حکم دیا تھا، جو روایتیں اس بارے میں ہیں سب ضعیف ہیں، صحیح بات یہی ہے کہ وہ بطور خود (استحبابی طور سے) ہر صلاۃ کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

97۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ أَنَّهَا لا تَقْضِي الصَّلاةَ

۹۷۔ باب: حائضہ کے صلاۃ قضا نہ کرنے کا بیان

130۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلابَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَتَقْضِي إِحْدَانَا صَلاتَهَا أَيَّامَ مَحِيضِهَا؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ فَلا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ

غَيْرِ وَجْهٍ: أَنَّ الْحَائِضَ لاَ تَقْضِي الصَّلاَةَ. وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ، لاَ اخْتِلاَفَ بَيْنَهُمْ فِي أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلاَ تَقْضِي الصَّلاَةَ.

تخريج: خ/الحيض ٢٠ (٣٢١)، م/الحيض ١٥ (٣٣٥)، د/الطهارة ١٠٥ (٢٦٢)، ن/الحيض ١٧ (٣٨٢)، والصوم ٣٦ (٢٣٢٠)، ق/الطهارة ١١٩ (٦٣١)، (تحفة الأشراف: ١٧٩٦٤)، حم (٦/٣٢، ٩٧، ١٢٠، ١٨٥، ٢٣١)، د/الطهارة ١٠٢ (١٠٢٠) (صحيح)

۱۳۰۔ معاذہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا ہم حیض کے دنوں والی صلاۃ کی قضا کیا کریں؟ توانہوں نے کہا: کیا تو حروریہ ❶ ہے؟ ہم میں سے ایک کو حیض آتا تھا تو اُسے قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور عائشہ سے اور کئی سندوں سے بھی مروی ہے کہ حائضہ صلاۃ قضا نہیں کرے گی۔ (۳) اکثر فقہا کا یہی قول ہے۔ ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ حائضہ صوم قضا کرے گی اور صلاۃ قضا نہیں کرے گی۔

فائدہ ❶:...... حروریہ منسوب ہے حروراء کی طرف جو کوفہ سے دو میل کی دوری پر ایک بستی کا نام تھا، خوارج کو اسی گاؤں کی نسبت سے حروری کہا جاتا ہے، اس لیے کہ ان کا ظہور اسی بستی سے ہوا تھا۔ ان میں کا ایک گروہ حیض کے دنوں کی چھوٹی ہوئی صلاتوں کی قضا کو ضروری قرار دیتا ہے، اسی لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو حروریہ کہا۔ مطلب یہ تھا کہ کیا تو خارجی عورت تو نہیں ہے جو ایسا کہہ رہی ہے۔

98۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَنَّهُمَا لاَ يَقْرَأَانِ الْقُرْآنَ

۹۸۔ باب: جنبی اور حائضہ کے قرآن نہ پڑھنے کا بیان

131۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَقْرَأُ الْحَائِضُ، وَلاَ الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ)). قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَقْرَأُ الْجُنُبُ وَلاَ الْحَائِضُ)). وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلِ: سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: لاَ تَقْرَأُ الْحَائِضُ، وَلاَ الْجُنُبُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا، إِلاَّ طَرَفَ الآيَةِ وَالْحَرْفَ وَنَحْوَ ذَلِكَ، وَرَخَّصُوا لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: إِنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَيَّاشٍ يَرْوِي عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَهْلِ الْعِرَاقِ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ. كَأَنَّهُ ضَعَّفَ رِوَايَتَهُ عَنْهُمْ فِيمَا يَنْفَرِدُ بِهِ. وَقَالَ: إِنَّمَا حَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَهْلِ الشَّأْمِ. و قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ أَصْلَحُ مِنْ بَقِيَّةَ ، وَلِبَقِيَّةَ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنِ الثِّقَاتِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ ذَلِكَ .

تخريج: ق/الطهارة ١٠٥ (٥٩٥)، (تحفة الأشراف: ٨٤٧٤) (منكر)

(سند میں راوی اسماعیل بن عیاش کی روایت اہلِ حجاز سے ضعیف ہوتی ہے اور موسیٰ بن عقبہ مدنی ہیں)۔

۱۳۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ہم صرف اسماعیل بن عیاش ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔ جس میں ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جنبی اور حائضہ (قرآن) نہ پڑھیں۔'' (۳) صحابہ کرام اور تابعین میں سے اکثر اہلِ علم اور ان کے بعد کے لوگ، مثلاً: سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے کہ حائضہ اور جنبی آیت کے کسی ٹکڑے یا ایک آدھ حرف کے سوا قرآن سے کچھ نہ پڑھیں، ہاں ان لوگوں نے جنبی اور حائضہ کو تسبیح و تہلیل کی اجازت دی ہے۔

99۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ

۹۹۔ باب: حائضہ کے ساتھ بوس وکنار کرنے کا بیان

132۔ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا حِضْتُ يَأْمُرُنِي أَنْ أَتَّزِرَ، ثُمَّ يُبَاشِرُنِي. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَمَيْمُونَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخريج: خ/الحيض ٥ (٣٠٠)، م/الحيض ١ (٢٩٣)، د/الطهارة ١٠٧ (٢٦٧)، ن/الطهارة ١٨٠ (٢٨٦)، والحيض ١٢ (٣٧٣)، ق/الطهارة ١٢١ (٦٣٦)، (تحفة الأشراف: ١٥٩٨٢) (صحيح)

۱۳۲۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے جب حیض آتا تو رسول اللہ ﷺ مجھے تہ بند باندھنے کا حکم دیتے پھر مجھ سے چمٹتے اور بوس وکنار کرتے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ صحابہ کرام و تابعین میں سے بہت سے اہلِ علم کا یہی قول ہے اور یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ (۲) اس باب میں ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔

100۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَسُؤْرِهَا

۱۰۰۔ باب: حائضہ کے ساتھ کھانے اور اس کے جھوٹے کا بیان

133۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا

مُـعَـاوِيَةُ بْـنُ صَـالِحٍ ، عَنِ الْعَلاءِ بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَـالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَـنْ مُـوَاكَـلَةِ الْحَائِضِ؟ فَقَالَ: ((وَاكِلْهَا)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ ، وَأَنَـسٍ . قَـالَ أَبُـو عِيسَـى: حَـدِيثُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ . وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَمْ يَرَوْا بِمُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ بَأْسًا . وَاخْتَلَفُوا فِي فَضْلِ وَضُوئِهَا: فَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُهُمْ ، وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ فَضْلَ طَهُورِهَا .

تـخـريـج: د/الـطـهـارة ٨٣ (٢١١)، ق/الـطـهـارة ١٣٠ (٦٥١)، (تـحـفـة الأشراف: ٥٣٢٦)، حم (٥/٢٩٣) (صحيح)

۱۳۳۔عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے حائضہ کے ساتھ کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ کھاؤ''۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اکثر اہلِ علم کا یہی قول ہے: یہ لوگ حائضہ کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج نہیں جانتے، البتہ اس کے وضو کے بچے ہوئے پانی کے سلسلے میں ان میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اس کی اجازت دی ہے اور بعض نے اس کی طہارت سے بچے ہوئے پانی کو مکروہ کہا ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث آیتِ کریمہ: ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ [البقرة:222] کے معارض نہیں کیونکہ آیت میں جدا رہنے سے مراد وطی سے جدا رہنا ہے۔

101۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ تَتَنَاوَلُ الشَّيْءَ مِنَ الْمَسْجِدِ

۱۰۱۔باب: حائضہ ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کوئی چیز لے سکتی ہے

134۔ حَـدَّثَـنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُـحَـمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَـاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) قَالَتْ: قُـلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ ، قَالَ: ((إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ . قَـالَ أَبُـو عِيسَـى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ ، لا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلافًا فِي ذَلِكَ ، بِأَنْ لا بَأْسَ أَنْ تَتَنَاوَلَ الْحَائِضُ شَيْئًا مِنَ الْمَسْجِدِ .

تـخـريـج: م/الحيض ٢ (٢٩٨)، د/الطهارة ١٠٤ (٢٦١)، ن/الطهارة ١٧٣ (٢٧٢)، والحيض ١٨ (٣٨٣)، ق/الـطـهـارة ١٢٠ (٦٣٢)، (تـحـفـة الأشـراف: ١٧٤٤٦)، حم (٦/٤٥، ١٠١، ١١٢، ١٤١، ١٧٣، ٢١٤، ٢٢٩، ٢٤٥)، د/الطهارة ٨١ (٧٩٨) (صحيح)

۱۳۴۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''مسجد سے مجھے بوریا اٹھا کر دو''، تو میں نے عرض کی: میں حائضہ ہوں، آپ نے فرمایا: ''تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اکثر اہلِ علم کا یہی قول ہے۔ ہم اس مسئلے میں کہ ''حائضہ کے مسجد سے کوئی چیز اٹھانے میں کوئی حرج نہیں'' ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں جانتے۔

102۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِتْيَانِ الْحَائِضِ

۱۰۲۔ باب: حائضہ سے جماع کے جائز نہ ہونے کا بیان

135۔ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَبَهْزُ بْنُ أَسَدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَكِيمٍ الْأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا: فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَكِيمٍ الْأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَإِنَّمَا مَعْنَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى التَّغْلِيظِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَتَى حَائِضًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ)). فَلَوْ كَانَ إِتْيَانُ الْحَائِضِ كُفْرًا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِالْكَفَّارَةِ. وَضَعَّفَ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ. وَأَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ.

تخريج: د/الطب ۲۱ (۳۹۰٤)، ق/الطهارة ۱۲۲ (٦۳۹)، (تحفة الأشراف: ۱۳۵۳٦)، حم (۲/٤۲۹) (صحيح) (سند میں حکیم الأثرم میں کچھ ضعف ہے، تعدد طرق کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے، الإرواء: ۲۰۰٦)

۱۳۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی حائضہ کے پاس آیا، یعنی اس سے جماع کیا یا کسی عورت کے پاس پیچھے کے راستے سے آیا، یا کسی کاہن نجومی کے پاس (غیب کا حال جاننے کے لیے) آیا تو اس نے ان چیزوں کا انکار کیا جو محمد (ﷺ) پر نازل کی گئی ہیں''[1] امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اہلِ علم کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب تغلیظ ہے، نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے کسی حائضہ سے صحبت کی تو وہ ایک دینار صدقہ کرے، اگر حائضہ سے صحبت کا ارتکاب کفر ہوتا تو اس میں کفارے کا حکم نہ دیا جاتا۔'' (۲) محمد بن اسماعیل بخاری نے اس حدیث کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔

فائدہ [1]:...... آپ کا یہ فرمانا تغلیظاً ہے جیسا کہ خود امام ترمذی نے اس کی وضاحت کردی ہے۔

103۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَفَّارَةِ فِي ذٰلِكَ

۱۰۳۔ باب: حائضہ سے جماع کے کفارے کا بیان

136۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى امْرَأَتِهِ، وَهِيَ حَائِضٌ، قَالَ: ((يَتَصَدَّقُ بِنِصْفِ دِينَارٍ)).

تخريج: د/الطهارة ۱۰٦ (۲٦٤)، ن/الطهارة ۱۸۲ (۲۹۰)، والحيض ۹ (۳۷۰)، ق/الطهارة ۱۲۳ (٦٤٠)،

و۱۲۹ (۲۵۰)، (تحفة الأشراف: ٦٤٨٦)، حم (۱/۲۳۷، ۲۷۲، ۲۸٦، ۳۱۲، ۳۲۵، ۳٦۳، ۳٦۷)، د/الطهارة ۱۱۱ (۱۱٤٥) (ضعیف) (اس لفظ سے ضعیف ہے، سند میں شریک بن عبداللہ القاضی ضعیف ہیں اور خصیف بن عبدالرحمن الجزری بھی سیٔ الحفظ اور اختلاط کا شکار راوی ہیں، لیکن حدیث... دینار أو نصف دینار کے لفظ سے صحیح ہے، تراجع الألباني ۳۳٤، صحیح سنن أبي داود ۲۵٦، ضعیف أبي داود ٤۲)

۱۳٦۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کے بارے میں جو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں جماع کرتا ہے فرمایا: ''وہ آدھا دینار صدقہ کرے۔''

137۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ السُّكَّرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فَدِينَارٌ، وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فَنِصْفُ دِينَارٍ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْكَفَّارَةِ فِي إِتْيَانِ الْحَائِضِ، قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا وَمَرْفُوعًا. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: يَسْتَغْفِرُ رَبَّهُ، وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ. وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ قَوْلِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ بَعْضِ التَّابِعِينَ، مِنْهُمْ: سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ عُلَمَاءِ الأَمْصَارِ.

تخریج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٤٩١) (ضعیف) (سند میں عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہیں، یہ مفصل مرفوع روایت ضعیف ہے، لیکن موقوف، یعنی ابن عباس کے قول سے صحیح ہے، دیکھئے: صحیح أبي داود رقم: ۲۵۸)

۱۳۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب خون سرخ ہو (اور جماع کرلے تو) ایک دینار اور جب زرد ہو تو آدھا دینار (صدقہ کرے)۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) حائضہ سے جماع کے کفارے کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح سے مروی ہے۔ (۲) اور بعض اہل علم کا یہی قول ہے، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن مبارک کہتے ہیں: یہ اپنے رب سے استغفار کرے گا، اس پر کوئی کفارہ نہیں، ابن مبارک کے قول کی طرح بعض تابعین سے بھی مروی ہے جن میں سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی بھی شامل ہیں اور اکثر علمائے امصار کا یہی قول ہے۔

104۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ مِنَ الثَّوْبِ

۱۰۴۔ باب: کپڑے سے حیض کا خون دھونے کا بیان

138۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الثَّوْبِ يُصِيبُهُ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((حُتِّيهِ، ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ، ثُمَّ رُشِّيهِ، وَصَلِّي فِيهِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَسْمَاءَ فِي غَسْلِ الدَّمِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الدَّمِ يَكُونُ عَلَى الثَّوْبِ، فَيُصَلِّي فِيهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهُ، قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ: إِذَا كَانَ الدَّمُ مِقْدَارَ الدِّرْهَمِ، فَلَمْ يَغْسِلْهُ، وَصَلَّى فِيهِ، أَعَادَ الصَّلَاةَ. وقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا كَانَ الدَّمُ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ، أَعَادَ الصَّلَاةَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ. وَلَمْ يُوجِبْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ عَلَيْهِ الإِعَادَةَ، وَإِنْ كَانَ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. و قَالَ الشَّافِعِيُّ: يَجِبُ عَلَيْهِ الْغَسْلُ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ. وَشَدَّدَ فِي ذَلِكَ.

تخريج: خ/الوضوء ٦٣ (٢٢٧)، والحيض ٩ (٣٠٧)، م/الطهارة ٣٣ (٢٩١)، و١٣٢ (٢٩١)، د/الطهارة ١٣٢ (٣٦٠)، ن/الطهارة ١٨٥ (٢٩٤)، والحيض ٢٦ (٣٩٤)، ق/الطهارة ١١٨ (٦٢٩)، (تحفة الأشراف: ١٥٧٤٤)، ط/الطهارة ٢٨ (١٠٣)، د/الطهارة ٨٢ (٧٩٩) (صحيح)

۱۳۸۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کپڑے کے بارے میں پوچھا جس میں حیض کا خون لگ جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے کھرچ دو، پھر اُسے پانی سے مل دو، پھر اس پر پانی بہا دو اور اس میں صلاۃ پڑھو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) خون کے دھونے کے سلسلے میں اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابو ہریرہ اور ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) کپڑے میں جو خون لگ جائے اور اسے دھونے سے پہلے اس میں صلاۃ پڑھ لے...... اس کے بارے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے؛ تابعین میں سے بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ جب خون درہم کی مقدار میں ہو اور دھوئے بغیر صلاۃ پڑھ لے تو صلاۃ دہرائے، ❶ اور بعض کہتے ہیں کہ جب خون درہم کی مقدار سے زیادہ ہو تو صلاۃ دہرائے ورنہ نہیں، یہی سفیان ثوری اور ابن مبارک کا قول ہے ❷ اور تابعین وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم نے صلاۃ کے دہرانے کو واجب نہیں کہا ہے گرچہ خون درہم کی مقدار سے زیادہ ہو، احمد اور اسحاق بن راہویہ یہی کہتے ہیں ❸ جب کہ شافعی کہتے ہیں کہ اس پر دھونا واجب ہے گو درہم کی مقدار سے کم ہو، اس سلسلے میں انہوں نے سختی برتی ہے۔ ❹

فائدہ ❶: سنن دارقطنی میں اس سلسلے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بھی آئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ((إذا كان في الثوب قدر الدرهم من الدم غسل الثوب وأعيدت الصلاة.)) امام بخاری نے اس حدیث کو باطل کہا ہے، کیونکہ اس میں ایک راوی روح بن غطیف منکر الحدیث ہے۔

فائدہ ❷: ...... اور یہی قول امام ابوحنیفہ کا بھی ہے، وہ کہتے ہیں کہ قلیل نجاست سے بچ پانا ممکن نہیں، اس لیے ان لوگوں نے اسے معفوعنہ کے درجے میں قرار دیا ہے اور اس کی تحدید درہم کی مقدار سے کی ہے اور یہ تحدید انہوں نے مقامِ

استنجا سے اخذ کی ہے۔

فائدہ ❸ :......ان لوگوں کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ((إن النبي ﷺ كان في غزوة ذات الرقاع فرمى رجل بسهم فنزفه الدم فركع وسجد ومضى فى صلاته)) لیکن جسم سے نکلنے والے عام خون اور حیض کے خون میں فرق بالکل ظاہر ہے۔

فائدہ ❹ :......کیونکہ امام شافعی نجاست میں تفریق کے قائل نہیں ہیں، نجاست کم ہو یا زیادہ دونوں صورتوں میں ان کے نزدیک دھونا ضروری ہے، ان کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں جو نص ہے (وہ یہی حدیث ہے) وہ مطلق ہے اس میں کم وزیادہ کی کوئی تفصیل نہیں اور یہی راجح قول ہے۔

105۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تَمْكُثُ النُّفَسَاءُ؟

۱۰۵۔باب: نفاس والی عورتیں (صوم وصلاۃ سے) کب تک رُکی رہیں؟

139۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو بَدْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ أَبِي سَهْلٍ، عَنْ مُسَّةَ الأَزْدِيَّةِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَكُنَّا نَطْلِي وُجُوهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلَفِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الأَزْدِيَّةِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. وَاسْمُ أَبِي سَهْلٍ ((كَثِيرُ بْنُ زِيَادٍ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى ثِقَةٌ، وَأَبُو سَهْلٍ ثِقَةٌ. وَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ. وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَى أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلاةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، إِلاَّ أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي. فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ الأَرْبَعِينَ: فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: لَا تَدَعُ الصَّلاةَ بَعْدَ الأَرْبَعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّهَا تَدَعُ الصَّلاةَ خَمْسِينَ يَوْمًا إِذَا لَمْ تَرَ الطُّهْرَ. وَيُرْوَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَالشَّعْبِيِّ: سِتِّينَ يَوْمًا.

تخريج: د/الطهارة ۱۲۱ (۳۱۱)، ق/الطهارة ۱۲۸ (٦٤٨)، (تحفة الأشراف: ۱۸۲۸۷)، حم (٦/۳۰۰، ۳۰۲، ۳۰٤، ۳۱۰) (حسن صحیح) (سند میں مُسّہ ازدیہ لین الحدیث، یعنی ضعیف ہیں، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۱۳۹۔ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاس والی عورتیں چالیس دن تک بیٹھی رہتی تھیں اور جھائیوں کے سبب ہم اپنے چہروں پر ورس (نامی گھاس) ملتی تھیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے، اسے ہم صرف ابوسہل ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔ (۲) صحابہ کرام،

تابعین اوران کے بعد کے لوگوں میں سے تمام اہلِ علم کا اس امر پر اجماع ہے کہ نفاس والی عورتیں چالیس دن تک صلاۃ نہیں پڑھیں گی، البتہ اگر وہ اس سے پہلے پاک ہولیں تو غسل کر کے صلاۃ پڑھنے لگ جائیں۔ اگر چالیس دن کے بعد بھی وہ خون دیکھیں تو اکثر اہلِ علم کا کہنا ہے کہ چالیس دن کے بعد وہ صلاۃ نہ چھوڑیں، یہی اکثر فقہا کا قول ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ پچاس دن تک صلاۃ چھوڑے رہے جب وہ پاکی نہ دیکھے، عطاء بن ابی رباح اور شعبی سے ساٹھ دن تک مروی ہے۔

106۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

۱۰۶۔ باب: کئی بیویوں سے صحبت کرنے کے بعد آخر میں غسل کرنے کا بیان

140۔ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْهُمْ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: أَنْ لَا بَأْسَ أَنْ يَعُودَ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ. وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ هَذَا عَنْ سُفْيَانَ فَقَالَ: عَنْ أَبِي عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ أَنَسٍ. وَأَبُو عُرْوَةَ: هُوَ مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ، وَأَبُو الْخَطَّابِ: قَتَادَةُ بْنُ دِعَامَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ. وَهُوَ خَطَأٌ، وَالصَّحِيحُ: عَنْ أَبِي عُرْوَةَ.

تخريج: م/الحيض ٦ (٣٠٩)، ن/الطهارة ١٧٠ (٢٦٤)، ق/الطهارة ١٠١ (٥٨٨)، (تحفة الأشراف: ١٣٣٦)، حم (٣/٢٢٥)، وراجع أيضا: خ/الغسل ١٢ (٢٦٨)، و٢٤ (٢٨٤)، والنكاح ٤ (٥٠٦٨)، و١٠٢ (٥٢١٥)، د/الطهارة ٨٥ (٢١٨) (صحيح)

۱۴۰۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک ہی غسل میں سبھی بیویوں کا چکر لگا لیتے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابورافع رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) بہت سے اہلِ علم کا جن میں حسن بصری بھی شامل ہیں یہی قول ہے کہ وضو کرنے سے پہلے دوبارہ جماع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ ❶: ......یعنی سب سے صحبت کر کے اخیر میں ایک غسل کرتے تھے۔

107۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ تَوَضَّأَ

۱۰۷۔ باب: بیوی سے دوبارہ صحبت کرنے کا ارادہ کرنے پر جنبی وضو کر لے

141۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي

سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوءًا)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. و قَالَ بِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ قَبْلَ أَنْ يَعُودَ. وَأَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهُ عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ.

تخريج: م/الحيض ٦ (٣٠٨)، د/الطهارة ٨٦ (٢٢٠)، ن/الطهارة ١٦٩ (٢٦٣)، ق/الطهارة ١٠٠ (٥٨٧)، (تحفة الأشراف: ٤٢٥٠)، حم (٣/٧، ٢١، ٢٨) (صحيح)

۱۴۱- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے پھر وہ دوبارہ صحبت کرنا چاہے تو ان دونوں کے درمیان وضو کر لے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ (۲) ابوسعید کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۳) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اہل علم میں سے بہت سے لوگوں نے یہی کہا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے جماع کرے پھر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو جماع سے پہلے دوبارہ وضو کرے۔

فائدہ ❶:...... بعض اہل علم نے اسے وضو لغوی پر محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے مراد شرم گاہ دھونا ہے، لیکن ابن خزیمہ کی روایت سے جس میں ((فليتوضأ وضوءه للصلاة)) آیا ہے اس کی نفی ہوتی ہے، صحیح یہی ہے کہ اس سے وضو لغوی نہیں، بلکہ وضو شرعی مراد ہے، جمہور نے ((فليتوضأ)) میں امر کے صیغے کو استحباب کے لیے مانا ہے، لیکن ظاہریہ کے نزدیک وجوب کا صیغہ ہے، جمہور کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جس میں ہے ((كان النبي ﷺ يجامع ثم يعود و لا يتوضأ)) نیز صحیح ابن خزیمہ میں اس حدیث میں ((فإنه أنشط للعود)) کا ٹکڑا وارد ہے اس سے بھی اس بات پر دلالت ہوتی ہے کہ امر کا صیغہ یہاں استحباب کے لیے ہے نہ کہ وجوب کے لیے۔

108- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ

۱۰۸- باب: جب صلاۃ کھڑی ہو جائے اور آدمی کو پاخانے کی حاجت ہو تو پہلے پاخانہ جائے

142- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَرْقَمِ، قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَأَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَدَّمَهُ، وَكَانَ إِمَامَ قَوْمِهِ، وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَثَوْبَانَ، وَأَبِي أُمَامَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَرْقَمِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. هَكَذَا رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللهِ

بْنِ الأَرْقَمِ. وَرَوَى وُهَيْبٌ وَغَيْرُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الأَرْقَمِ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ. وَبِهِ يَقُولُ: أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، قَالاَ: لاَ يَقُومُ إِلَى الصَّلاَةِ، وَهُوَ يَجِدُ شَيْئًا مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَقَالاَ: إِنْ دَخَلَ فِي الصَّلاَةِ فَوَجَدَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَلاَ يَنْصَرِفْ مَا لَمْ يَشْغَلْهُ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لاَ بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ وَبِهِ غَائِطٌ أَوْ بَوْلٌ، مَا لَمْ يَشْغَلْهُ ذَلِكَ عَنِ الصَّلاَةِ.

تخريج: د/الطهارة ٤٣ (٨٨)، ن/الامامة ٥١ (٨٥٣)، ق/الطهارة ١١٤ (٦١٦)، (تحفة الأشراف: ٥١٤١)، ط/صلاة السفر ١٧ (٤٩)، حم (٤/٣٥)، د/الصلاة ١٣٧ (١٤٦٧) (صحيح)

۱۴۲- عروہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے امام تھے، صلاۃ کھڑی ہوئی تو انھوں نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے (امامت کے لیے) آگے بڑھا دیا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جب صلاۃ کے لیے اقامت ہو چکی ہو اور تم میں سے کوئی قضائے حاجت کی ضرورت محسوس کرے تو وہ پہلے قضائے حاجت کے لیے جائے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ، ابو ہریرہ، ثوبان اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور یہی قول نبی اکرم ﷺ کے صحابہ اور تابعین میں کئی لوگوں کا ہے۔ احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں کہ جب آدمی کو پیشاب پاخانہ کی حاجت محسوس ہو تو وہ صلاۃ کے لیے نہ کھڑا ہو۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر وہ صلاۃ میں شامل ہو گیا، پھر صلاۃ کے دوران اس کو اس میں سے کچھ محسوس ہو تو وہ اس وقت تک صلاۃ نہ توڑے جب تک یہ حاجت (صلاۃ سے) اس کی توجہ نہ ہٹا دے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ پاخانے یا پیشاب کی حاجت کے ساتھ صلاۃ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ یہ چیزیں صلاۃ سے اس کی توجہ نہ ہٹا دیں۔

109- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْمَوْطَإِ

۱۰۹- باب: گندی جگہوں پر سے ننگے پاؤں گزرنے سے پاؤں دھونے کا بیان

143- حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَتْ: قُلْتُ لأُمِّ سَلَمَةَ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي، وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ، فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لاَ نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطَإِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: إِذَا وَطِئَ الرَّجُلُ عَلَى الْمَكَانِ الْقَذِرِ، أَنَّهُ لاَ يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ الْقَدَمِ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ رَطْبًا. فَيَغْسِلَ مَا أَصَابَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِهُودِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. وَهُوَ وَهَمٌ، وَلَيْسَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ابْنٌ

يُقَالُ لَهُ: هُودٌ. وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. وَهَذَا الصَّحِيحُ.

تخريج: د/الطهارة ٤٠ (٣٨٣)، ق/الطهارة ٧٩ (٥٣١)، (تحفة الأشراف: ١٨٢٩٦)، ط/الطهارة ٤ (١٦)، حم (٦/٢٩٠، ٣١٦)، د/الطهارة ٦٣ (٧٦٩) (صحيح)

(سند میں ام ولد عبدالرحمن یا ام ولد ابراہیم بن عبدالرحمن مبہم ہیں، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے)

۱۴۳۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ایک ام ولد سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں لمبا دامن رکھنے والی عورت ہوں اور میرا گندی جگہوں پر بھی چلنا ہوتا ہے، (تو میں کیا کروں؟) انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اس کے بعد کی (پاک) زمین اُسے پاک کر دیتی ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گندی جگہوں پر سے گزرنے کے بعد پاؤں نہیں دھوتے تھے۔ (۲) اہلِ علم میں سے بہت سے لوگوں کا یہی قول ہے کہ جب آدمی کسی گندے راستے سے ہو کر آئے تو اسے پاؤں دھونے ضروری نہیں سوائے اس کے کہ گندگی گیلی ہو تو ایسی صورت میں جو کچھ لگا ہے اسے دھو لے۔

110- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيَمُّمِ

۱۱۰۔ باب: تیمّم کا بیان

144- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلاَّسُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ بِالتَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَمَّارٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: عَلِيٌّ، وَعَمَّارٌ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْهُمْ: الشَّعْبِيُّ، وَعَطَاءٌ، وَمَكْحُولٌ، قَالُوا: التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ: ابْنُ عُمَرَ، وَجَابِرٌ، وَإِبْرَاهِيمُ، وَالْحَسَنُ، قَالُوا: التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ، وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكٌ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَمَّارٍ فِي التَّيَمُّمِ أَنَّهُ قَالَ: لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ أَنَّهُ قَالَ: تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالآبَاطِ. فَضَعَّفَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيثَ عَمَّارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ، وَالْكَفَّيْنِ لَمَّا رُوِيَ عَنْهُ حَدِيثُ الْمَنَاكِبِ وَالآبَاطِ.

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَخْلَدٍ الْحَنْظَلِيُّ، حَدِيثُ عَمَّارٍ فِي التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ: هُوَ

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ، وَحَدِيثُ عَمَّارٍ تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالآبَاطِ ، لَيْسَ هُوَ بِمُخَالِفٍ لِحَدِيثِ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ ، لِأَنَّ عَمَّارًا لَمْ يَذْكُرْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُمْ بِذَلِكَ ، وَإِنَّمَا قَالَ: فَعَلْنَا كَذَا وَكَذَا ، فَلَمَّا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ بِالْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ ، فَانْتَهَى إِلَى مَا عَلَّمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ ، وَالدَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ: مَا أَفْتَى بِهِ عَمَّارٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي التَّيَمُّمِ أَنَّهُ قَالَ: الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ ، فَفِي هٰذَا دَلَالَةٌ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى مَا عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَعَلَّمَهُ إِلَى الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ . قَالَ: و سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِالْكَرِيمِ يَقُولُ: لَمْ أَرَ بِالْبَصْرَةِ أَحْفَظَ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ: عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ ، وَابْنِ الشَّاذَكُونِيِّ ، وَعَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ الْفَلَّاسِ . قَالَ أَبُو زُرْعَةَ: وَرَوَى عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثًا .

تخريج: خ/التيمم ٤ (٣٣٨)، و٦ (٣٣٩، ٣٤٠، ٣٤١، ٣٤٢)، م/الحيض ٢٨ (٣٦٨/١١٢)، د/الطهارة ١٢٣ (٣٢٢)، ن/الطهارة ١٩٦ (٣١٣)، و٢٠٠ (٣١٨)، و٢٠٢ (٣٢٠)، ق/الطهارة ١٩ (٥٦٩)، (تحفة الأشراف: ١٠٣٦٢)، حم (٤/٢٦٣، ٢٦٥، ٣١٩، ٣٢٠) (صحيح)

۱۴۴۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انھیں چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے تیمم کا حکم دیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) یہی صحابہ کرام میں سے کئی اہلِ علم کا قول ہے جن میں علی، عمار، ابن عباس رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور تابعین میں سے بھی کئی لوگوں کا ہے جن میں شعبی، عطاء اور مکحول بھی ہیں، ان سب کا کہنا ہے کہ تیمم چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے لیے ایک ہی بار مارنا ہے، اسی کے قائل احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی ہیں۔ (۴) بعض اہلِ علم جن میں ابن عمر، جابر رضی اللہ عنہم، ابراہیم نخعی اور حسن بصری شامل ہیں۔ کہتے ہیں کہ تیمم چہرے کے لیے ایک ضربہ اور دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک ایک ضربہ ہے، اس کے قائل سفیان ثوری، مالک، ابن مبارک اور شافعی ہیں۔ (۵) تیمم کے سلسلے میں عمار سے یہ حدیث جس میں چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے لیے ایک ضربہ کا ذکر ہے اور بھی کئی سندوں سے مروی ہے۔ (٦) عمار رضی اللہ عنہ سے تیمم کی حدیث میں نقل کیا گیا ہے کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شانوں اور بغلوں تک تیمم کیا۔ ۷۔ بعض اہلِ علم نے تیمم کے سلسلے میں عمار کے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں والی حدیث کی تضعیف کی ہے، کیونکہ ان سے شانوں اور بغلوں والی حدیث بھی مروی ہے۔ (۸) اسحاق بن ابراہم مخلد حنظلی (ابن راہویہ) کہتے ہیں کہ چہرہ اور دونوں کہنیوں کے لیے ایک ہی ضربہ والی تیمم کے سلسلے کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۹) عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شانوں اور بغلوں تک تیمم کیا چہرے اور دونوں ہتھیلیوں والی حدیث کے مخالف نہیں، کیونکہ عمار رضی اللہ عنہ نے یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس کا حکم دیا تھا، بلکہ انہوں نے صرف اتنا کہا ہے کہ ہم نے ایسا ایسا کیا، پھر جب انھوں نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے انہیں صرف چہرے اور دونوں

ہتھیلیوں کا حکم دیا، تو وہ چہرے اور دونوں ہتھیلیوں ہی پر رک گئے۔ جس کی نبی اکرم ﷺ نے انھیں تعلیم دی۔ اس کی دلیل تیمّم کے سلسلے کا عمار رضی اللہ عنہ کا وہ فتویٰ ہے جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے بعد دیا ہے کہ تیمّم صرف چہرے اور دونوں ہتھیلیوں ہی کا ہے، اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ وہ اسی جگہ رک گئے جس کی نبی اکرم ﷺ نے انھیں تعلیم دی ❶ اور آپ نے انھیں جو تعلیم دی تھی وہ چہرے اور دونوں ہتھیلیوں تک ہی محدود تھی۔

فائدہ ❶:......بعض نسخوں میں یہاں سے اخیر تک کا ٹکڑا نہیں ہے۔

145- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ دَاودَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ التَّيَمُّمِ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَالَ فِي كِتَابِهِ حِينَ ذَكَرَ الْوُضُوءَ: ﴿فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾، وَقَالَ فِي التَّيَمُّمِ: ﴿فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ﴾، وَقَالَ: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ فَكَانَتِ السُّنَّةُ فِي الْقَطْعِ الْكَفَّيْنِ، إِنَّمَا هُوَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّانِ، يَعْنِي التَّيَمُّمَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٠٧٧) (ضعيف الإسناد)

(سند میں محمد بن خالد قرشی مجہول ہیں، لیکن یہ مسئلہ دیگر احادیث سے ثابت ہے)۔

۱۴۵- عکرمہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تیمّم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس وقت وضو کا ذکر کیا تو فرمایا ''اپنے چہرے کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ'' اور تیمّم کے بارے میں فرمایا: ''اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرو'' اور فرمایا: ''چوری کرنے والے مرد وعورت کی سزا یہ ہے کہ ان کے ہاتھ کاٹ دو'' تو ہاتھ کاٹنے کے سلسلے میں سنت یہ تھی کہ (پہنچے تک) ہتھیلی کاٹی جاتی، لہٰذا تیمّم صرف چہرے اور ہتھیلیوں ہی تک ہوگا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

111- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا

۱۱۱- باب: آدمی ہر حال میں قرآن پڑھ سکتا ہے جب تک کہ وہ جنبی نہ ہو

146- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُاللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ الأَشَجُّ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ سَلِمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ. قَالُوا: يَقْرَأُ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، وَلَا يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ، إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخریج: د/الطهارة ۹۱ (۲۲۹)، ن/الطهارة ۱۷۱ (۲۶۶، ۲۶۷)، ق/الطهارة ۱۰۵ (۵۹۴)، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۸۶) (ضعیف) (سند میں عبداللہ بن سلمہ کا حافظہ آخری دور میں کمزور ہو گیا تھا اور یہ روایت اسی دور کی ہے۔)

۱۴۶۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن پڑھاتے تھے۔خواہ کوئی بھی حالت ہو جب تک کہ آپ جنبی نہ ہوتے۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ❶ (۲) صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہل علم کا یہی قول ہے کہ آدمی وضو کے بغیر قرآن پڑھ سکتا ہے، لیکن مصحف میں دیکھ کر اسی وقت پڑھے جب وہ باوضو ہو۔سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی قول ہے۔

فائدہ ❶:......بلکہ ضعیف ہے جیسا کہ تخریج میں گزرا۔

112۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ يُصِيبُ الأَرْضَ

۱۱۲۔باب: جس زمین پر پیشاب لگ جائے

147۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ، وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ، فَصَلَّى، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلاَ تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا))، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَسْرَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَهْرِيقُوا عَلَيْهِ سَجْلاً مِنْ مَاءٍ - أَوْ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ -، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ)).

تخریج: د/الطهارة ۱۳۸ (۳۸۰)، ن/السهو ۲۰ (۱۳۱۷)، (تحفة الأشراف: ۱۳۱۳۹)، حم (۲/۲۳۹) (صحیح) وراجع أیضا: خ/الوضوء ۵۸ (۲۲۰)، والأدب ۲۷ (۶۰۱۰)، و ۸۰ (۶۱۲۸)، ن/الطهارة ۴۴ (۵۶)، والمیاه ۲ (۳۳۱)، ق/الطهارة ۷۸ (۵۲۹)، حم (۲/۲۸۳، ۵۰۳)، (تحفة الأشراف: ۱۴۱۱۱، ۱۵۰۷۳)

۱۴۷۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، اس نے صلاۃ پڑھی، جب صلاۃ پڑھ چکا تو کہا: اے اللہ تو مجھ پر اور محمد پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم مت فرما۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "تم نے ایک کشادہ چیز (یعنی رحمت الٰہی) کو تنگ کردیا"، پھر ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ وہ مسجد میں جاکر پیشاب کرنے لگا، لوگ تیزی سے اس کی طرف بڑھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس پر ایک ڈول پانی بہا دو، پھر آپ نے فرمایا: "تم تو آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو نہ کہ سختی کرنے والے۔" ❶

فائدہ ❶:......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات صحابہ سے ان کے اس اعرابی کو پھٹکارنے پر فرمائی، یعنی نرمی سے اس کے ساتھ معاملہ کرو، سختی نہ برتو۔

148۔ قَالَ سَعِيدٌ: قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ هَذَا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَوَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ.

قَالَ أَبُوعِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ رَوَى يُونُسُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

تخريج: خ/الوضوء ٥٦ (٢١٩)، و٥٧ (٢٢١)، والأدب ٣٥ (٦٠٢٥)، م/الطهارة ٣٠ (٢٨٤)، ن/الطهارة ٤٥ (٥٣، ٥٤، ٥٥)، والمياه ٣ (٣٣٠)، ق/الطهارة ٧٨ (٥٢٨)، (تحفة الأشراف: ١٦٥٧، ولم يذكر الترمذي)، حم (١١٠/٣، ١١٤، ١٦٧)، د/الطهارة ٦٢ (٧٦٧) (صحيح)

۱۴۸۔اس سند سے انس بن مالک سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن مسعود، ابن عباس اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔

2- أَبْوَابُ الصَّلاَةِ
کتاب: صلاۃ کے احکام ومسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلاَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
۱- باب: نبی اکرم ﷺ سے منقول اوقاتِ صلاۃ کا بیان

149- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ- وَهُوَ ابْنُ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ- أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الأُولَى مِنْهُمَا حِينَ كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ، وَأَفْطَرَ الصَّائِمُ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ بَرَقَ الْفَجْرُ، وَحَرُمَ الطَّعَامُ عَلَى الصَّائِمِ، وَصَلَّى الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالأَمْسِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لِوَقْتِهِ الأَوَّلِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الآخِرَةَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ أَسْفَرَتِ الأَرْضُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا وَقْتُ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَالْبَرَاءِ وَأَنَسٍ.

تخریج: د/الصلاۃ ۲ (۳۹۳)، (تحفۃ الأشراف: ۶۵۱۹)، حم (۱/۳۳۳، ۳۵۴) (حسن صحیح)

۱۴۹- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جبرئیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے پاس میری دو بار امامت کی، پہلی بار انہوں نے ظہر اس وقت پڑھی (جب سورج ڈھل گیا اور) سایہ جوتے کے تسمہ کے برابر ہوگیا، پھر عصر اس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہوگیا، ❶ پھر مغرب اس وقت پڑھی جب سورج ڈوب گیا اور صائم نے افطار کرلیا، پھر عشا اس وقت پڑھی جب شفق ❷ غائب ہوگئی، پھر صلاۃِ فجر اس وقت پڑھی جب

فجر روشن ہوگئی اور صائم پر کھانا پینا حرام ہو گیا۔ دوسری بار ظہر کل کی عصر کے وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو گیا، پھر عصر اس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے دومثل ہو گیا، پھر مغرب اس کے اوّل وقت ہی میں پڑھی (جیسے پہلی بار میں پڑھی تھی) پھر عشا اس وقت پڑھی جب ایک تہائی رات گزر گئی، پھر فجر اس وقت پڑھی جب اجالا ہو گیا، پھر جبرئیل نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اے محمد! یہی آپ سے پہلے کے انبیا کے اوقاتِ صلاۃ تھے، آپ کی صلاتوں کے اوقات بھی انہی دونوں وقتوں کے درمیان ہیں۔ [3]

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں ابوہریرہ، بریدہ، ابوموسیٰ، ابومسعود انصاری، ابوسعید، جابر، عمرو بن حزم، براء اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1]:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے جمہور کا یہی مسلک ہے اور عصر کے وقت سے متعلق امام ابوحنیفہ کا مشہور قول دومثل کا ہے، لیکن یہ کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں، بلکہ بعض علمائے احناف نے صحیح احادیث میں اُن کے اس قول کو رد کر دیا ہے (تفصیل کے لیے دیکھئے: التعليق الممجد على موطا الامام محمد، ص: ٤١، ط/قديمي كتب خانه كراجى)

فائدہ [2]:...... اس سے مراد وہ سرخی ہے جو سورج ڈوب جانے کے بعد مغرب (پچھم) میں باقی رہتی ہے۔

فائدہ [3]:...... پہلے دن جبرئیل علیہ السلام نے ساری صلاتیں اوّل وقت میں پڑھائیں اور دوسرے دن آخری وقت میں تاکہ ہر صلاۃ کا اوّل اور آخر وقت معلوم ہو جائے۔

150- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: ((أَمَّنِي جِبْرِيلُ)) فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالأَمْسِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. و قَالَ مُحَمَّدٌ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي الْمَوَاقِيتِ حَدِيثُ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: وَحَدِيثُ جَابِرٍ فِي الْمَوَاقِيتِ قَدْ رَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، وَأَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تخريج: ن/مواقيت الصلاة ١٧ (٥٢٧)، (تحفة الأشراف: ٣١٢٨)، حم (٣/٣٣٠، ٣٣١) (وذكره أبوداود تحت حديث رقم: ٣٩٤ تعليقاً ومقتصرا على وقت المغرب فقط) (صحيح)

۱۵۰- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل نے میری امامت کی، پھر انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرح اسی مفہوم کی حدیث ذکر کی۔ البتہ انہوں نے اس میں ((لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالأَمْسِ)) کا ٹکڑا ذکر نہیں کیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے [1] ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث

حسن صحیح ہے۔ (۲) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: اوقاتِ صلاۃ کے سلسلے میں سب سے صحیح جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

فائدہ ❶ :...... امام ترمذی یہ اصطلاح (حسن صحیح غریب) اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کوئی حدیث کسی صحابی کی روایت سے معروف ہو اور اس کے مختلف طرق ہوں، یا ایک ہی طریق ہو پھر اسی صحابی سے کسی اور طریق سے روایت آئے اور اسے غریب جانا جائے، مطلب یہ ہے کہ لفظی طور پر غریب ہے اسنادی طور پر حسن صحیح ہے۔

2۔ بَابٌ مِّنْهُ

۲۔ باب: اوقاتِ صلاۃ سے متعلق ایک اور باب

151۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلصَّلاَةِ أَوَّلاً وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلاَةِ الظُّهْرِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَآخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلاَةِ الْعَصْرِ، حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُهَا، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَصْفَرُّ الشَّمْسُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الأُفُقُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ حِينَ يَغِيبُ الأُفُقُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَدِيثُ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي الْمَوَاقِيتِ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الأَعْمَشِ، وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ خَطَأٌ، أَخْطَأَ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ. حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كَانَ يُقَالُ إِنَّ لِلصَّلاَةِ أَوَّلاً وَآخِرًا؛ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَهُ، بِمَعْنَاهُ.

تخریج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ۱۲۴٦۱) وانظر: حم (۲/۲۳۲) (صحیح)

۱۵۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ کا ایک اوّل وقت ہے اور ایک آخری وقت، ظہر کا اوّل وقت وہ ہے جب سورج ڈھل جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب عصر کا وقت شروع ہو جائے اور عصر کا اوّل وقت وہ ہے جب عصر کا وقت (ایک مثل سے) شروع ہو جائے اور آخری وقت وہ ہے جب سورج پیلا ہو جائے اور مغرب کا اوّل وقت وہ ہے جب سورج ڈوب جائے اور آخری وقت وہ ہے جب شفق ❶ غائب ہو جائے اور عشا کا اوّل وقت وہ ہے جب شفق غائب ہو جائے اور اس کا آخر وقت وہ ہے جب آدھی رات ہو جائے ❷ فجر کا اوّل وقت وہ ہے جب فجر (صادق) طلوع ہو جائے اور آخری وقت وہ ہے جب سورج نکل جائے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت آئی ہے۔ (۲) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ اوقات کے سلسلے میں اعمش کی مجاہد سے روایت محمد بن فضیل کی اعمش سے روایت سے زیادہ صحیح ہے، محمد بن فضیل کی حدیث غلط ہے اس میں محمد بن فضیل سے چوک ہوئی ہے ❸ اس روایت کو ابواسحاق فزاری نے اعمش سے اوراعمش نے مجاہد سے روایت کیا ہے، مجاہد کہتے ہیں کہ کہا جاتا تھا کہ صلاۃ کا ایک اوّل وقت ہے اور ایک آخر وقت ہے، پھر محمد بن فضیل والی سابقہ حدیث کی طرح اسی کے ہم معنی حدیث بیان کی۔

فائدہ ❶ :...... حدیث میں لفظ افق ہے، جس سے مراد شفق ہے، یعنی سورج کی سرخی اندھیرے میں گم ہوجائے۔

فائدہ ❷ :...... یہ وقت اختیاری ہے رہا وقتِ جواز تو یہ صبح صادق کے طلوع ہونے تک ہے، کیونکہ ابوقتادہ کی حدیث میں ہے ((ليس في النوم تفريط إنما التفريط على من لم يصل الصلاة حتى يجيء وقت الصلاة الأخرى .))

فائدہ ❸ :...... کیونکہ محمد بن فضیل نے یوں روایت کی ہے ((عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة)) جبکہ صحیح یوں ہے: "عن الأعمش عن مجاهد قوله" یعنی: اس روایت کا مجاہد کا قول ہونا زیادہ صحیح ہے نبی اکرم ﷺ کے مرفوع قول ہونے سے۔

3۔ بَابٌ مِّنْهُ

۳۔ باب: اوقاتِ صلاۃ سے متعلق ایک اور باب

152۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَالْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلاَةِ، فَقَالَ: ((أَقِمْ مَعَنَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ))، فَأَمَرَ بِلاَلاً فَأَقَامَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَقَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ، فَأَقَامَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ مِنَ الْغَدِ، فَنَوَّرَ بِالْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالظُّهْرِ، فَأَبْرَدَ وَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرِدَ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعَصْرِ، فَأَقَامَ وَالشَّمْسُ آخِرَ وَقْتِهَا فَوْقَ مَا كَانَتْ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ إِلَى قُبَيْلٍ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ فَأَقَامَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلاَةِ)) فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا، فَقَالَ: ((مَوَاقِيتُ الصَّلاَةِ كَمَا بَيْنَ هَذَيْنِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ أَيْضًا.

تخريج: م/المساجد ۳۱ (۶۱۳)، ن/المواقيت ۱۲ (۵۲۰)، ق/الصلاة ۱ (۶۶۷)، (تحفة الأشراف:

۱۹۳۱)، حم (۵/۳۴۹) (صحیح)

۱۵۲۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، اس نے آپ سے اوقاتِ صلاۃ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم ہمارے ساتھ قیام کرو (تمہیں صلاۃ کے اوقات معلوم ہو جائیں گے) ان شاء اللہ، پھر آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی جب فجر (صادق) طلوع ہوگئی، پھر آپ نے حکم دیا تو انہوں نے سورج ڈھلنے کے بعد اقامت کہی تو آپ نے ظہر پڑھی، پھر آپ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے عصر پڑھی اس وقت سورج روشن اور بلند تھا، پھر جب سورج ڈوب گیا تو آپ نے انھیں مغرب کا حکم دیا، پھر جب شفق غائب ہوگئی تو آپ نے انہیں عشا کا حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی، پھر دوسرے دن انہیں حکم دیا تو انہوں نے فجر کو خوب اجالا کر کے پڑھا، پھر آپ نے انھیں ظہر کا حکم دیا تو انہوں نے ٹھنڈا کیا اور خوب ٹھنڈا کیا، پھر آپ نے انھیں عصر کا حکم دیا اور انہوں نے اقامت کہی تو اس وقت سورج اس کے آخر وقت میں اس سے زیادہ تھا جتنا پہلے دن تھا (یعنی دوسرے دن عصر میں تاخیر ہوئی)، پھر آپ نے انھیں مغرب میں دیر کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے مغرب کو شفق کے ڈوبنے سے کچھ پہلے تک مؤخر کیا، پھر آپ نے انھیں عشا کا حکم دیا تو انہوں نے جب تہائی رات ختم ہوگئی تو اقامت کہی، پھر آپ نے فرمایا: ''صلاۃ کے اوقات کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟'' تو اس آدمی نے عرض کی: میں ہوں، آپ نے فرمایا: ''صلاۃ کے اوقات انہیں دونوں کے درمیان میں ہیں۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن، غریب صحیح ہے۔

4۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيسِ بِالْفَجْرِ

۴۔باب: فجر غلس (اندھیرے) میں پڑھنے کا بیان

153۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: و حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ، قَالَ الأَنْصَارِيُّ: فَيَمُرُّ النِّسَاءُ مُتَلَفِّفَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ. و قَالَ قُتَيْبَةُ: مُتَلَفِّعَاتٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَنَسٍ، وَقَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْهُمْ: أَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: يَسْتَحِبُّونَ التَّغْلِيسَ بِصَلاةِ الْفَجْرِ.

تخریج: خ/الصلاة ۱۳ (۳۷۲)، والمواقیت ۲۷ (۵۷۸)، والأذان ۱۶۳ (۸۶۷)، و۱۶۵ (۸۷۲)، م/المساجد ۴۰ (۶۴۵)، د/الصلاۃ ۸ (۴۲۳)، ن/المواقیت ۲۵ (۵۴۷، ۵۴۶)، والسھو ۱۰۱ (۱۳۶۳)، ق/الصلاۃ ۲ (۶۶۹)، (تحفۃ الأشراف: ۳۵۸۲)، ط/وقوت الصلاۃ ۱ (۴)، حم (۶/۳۳، ۳۶، ۱۷۹، ۲۴۸، ۲۵۹) (صحیح)

۱۵۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر پڑھا لیتے تو پھر عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتیں وہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عمر، انس اور قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور اسی کو صحابہ کرام جن میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں اور ان کے بعد کے تابعین میں سے بہت سے اہلِ علم نے پسند کیا ہے اور یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں کہ فجر غلس (اندھیرے) میں پڑھنا مستحب ہے۔

5۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْفَارِ بِالْفَجْرِ

۵۔ باب: فجر اجالا ہو جانے پر پڑھنے کا بیان

154۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلأَجْرِ)). قَالَ: وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ. قَالَ: وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلاَنَ أَيْضًا عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ وَجَابِرٍ وَبِلاَلٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ الإِسْفَارَ بِصَلاَةِ الْفَجْرِ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ. و قَالَ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: مَعْنَى الإِسْفَارِ: أَنْ يَّضِحَ الْفَجْرُ فَلاَ يُشَكَّ فِيهِ، وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ مَعْنَى الإِسْفَارِ تَأْخِيرُ الصَّلاَةِ.

تخريج: د/الصلاة ٨ (٤٢٤)، ن/المواقيت ٢٧ (٥٤٩)، ق/الصلاة ٢ (٦٧٢)، (تحفة الأشراف: ٣٥٨٢)، حم (٣/٤٦٠) و(٤/١٤٠)، د/الصلاة ٢١ (١٢٥٣) (صحيح)

۱۵۴۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''فجر خوب اجالا کر کے پڑھو، کیونکہ اس میں زیادہ ثواب ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) رافع بن خدیج کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابو برزہ اسلمی، جابر اور بلال رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم کی رائے صلاۃِ فجر اجالا ہونے پر پڑھنے کی ہے۔ یہی سفیان ثوری بھی کہتے ہیں اور شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اسفار (اجالا ہونے) کا مطلب یہ ہے کہ فجر واضح ہو جائے اور اس کے طلوع میں کوئی شک نہ رہے، اسفار کا یہ مطلب نہیں کہ صلاۃ تاخیر (دیر) سے ادا کی جائے۔ ❶

فائدہ ❶:...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیز صحابہ وتابعین وسلف صالحین کے تعامل کو دیکھتے ہوئے اس حدیث کا یہی صحیح مطلب ہے۔ باب ہذا اور گزشتہ باب کی احادیث میں علمائے حدیث نے جو بہترین تطبیق دی وہ یوں ہے کہ فجر کی صلاۃ

منہ اندھیرے اوّل وقت میں شروع کرو اور تطویل قراءت کے ساتھ اُجالا کرلو، دونوں طرح کی احادیث پر عمل ہوجائے گا۔(مزید تفصیل کے لیے "تحفة الأحوذي جلداوّل ص ۱٤٥،طبع المكتبة الفاروقية /ملتان، پاکستان)

6۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْجِيلِ بِالظُّهْرِ

۶۔ باب: ظہر جلدی پڑھنے کا بیان

155۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا مِنْ أَبِي بَكْرٍ، وَلَا مِنْ عُمَرَ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَخَبَّابٍ، وَأَبِي بَرْزَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِهِ الَّذِي رَوَى عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ.)) قَالَ يَحْيَى: وَرَوَى لَهُ سُفْيَانُ وَزَائِدَةُ، وَلَمْ يَرَ يَحْيَى بِحَدِيثِهِ بَأْسًا. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَعْجِيلِ الظُّهْرِ.

تخريج: تفرد به المؤلف، وانظر: حم (٦/١٣٥، ٢١٦)، (تحفة الأشراف: ١٥٩٣٤) (ضعيف الإسناد)

(سند کے ضعف کی وجہ یہ ہے کہ اس کے راوی "حکیم بن جبیر "ضعیف ہیں، لیکن دوسری احادیث، جیسا کہ مولف نے ذکر کیا ہے، سے یہ حدیث ثابت ہے۔)

۱۵۵۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ظہر کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر جلدی کرنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر جلدی کرنے والا کسی کو دیکھا۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں جابر بن عبداللہ، خباب، ابوبرزہ، ابن مسعود، زید بن ثابت، انس اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن ہے۔(۲) اور اسی کو صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اہل علم نے اختیار کیا ہے۔

156۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ أَحْسَنُ حَدِيثٍ فِي هَذَا الْبَابِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

تخريج: تفرد به المؤلف، (تحفة الأشراف: ١٥٤٨) وانظر: حم (٣/١٢٩، ١٦٩) (صحيح)

۱۵۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ ظہر اس وقت پڑھی جس وقت سورج ڈھل گیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث صحیح ہے اور یہ اس باب میں سب سے اچھی حدیث ہے۔ (۲) اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔

7-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ

۷- باب: سخت گرمی میں ظہر دیر سے پڑھنے کا بیان

157- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: ((إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَابْنِ عُمَرَ، وَالْمُغِيرَةِ، وَالْقَاسِمِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ، وَأَبِي مُوسَى، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَنَسٍ. قَالَ: وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا، وَلَا يَصِحُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ تَأْخِيرَ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا الإِبْرَادُ بِصَلَاةِ الظُّهْرِ إِذَا كَانَ مَسْجِدًا، يَنْتَابُ أَهْلُهُ مِنَ الْبُعْدِ، فَأَمَّا الْمُصَلِّي وَحْدَهُ وَالَّذِي يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ: فَالَّذِي أُحِبُّ لَهُ أَنْ لَا يُؤَخِّرَ الصَّلَاةَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَعْنَى مَنْ ذَهَبَ إِلَى تَأْخِيرِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ هُوَ أَوْلَى وَأَشْبَهُ بِالِاتِّبَاعِ. وَأَمَّا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ أَنَّ الرُّخْصَةَ لِمَنْ يَنْتَابُ مِنَ الْبُعْدِ وَالْمَشَقَّةِ عَلَى النَّاسِ؛ فَإِنَّ فِي حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ مَا يَدُلُّ عَلَى خِلَافِ مَا قَالَ الشَّافِعِيُّ.

قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِصَلَاةِ الظُّهْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا بِلَالُ! أَبْرِدْ ثُمَّ أَبْرِدْ)). فَلَوْ كَانَ الأَمْرُ عَلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ: لَمْ يَكُنْ لِلإِبْرَادِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ مَعْنًى، لِاجْتِمَاعِهِمْ فِي السَّفَرِ، وَكَانُوا لَا يَحْتَاجُونَ أَنْ يَنْتَابُوا مِنَ الْبُعْدِ.

تخريج: خ/المواقيت ٩ (٥٣٨)، م/المساجد ٣٢ (٦١٥)، د/الصلاة ٤ (٤٠٢)، ن/المواقيت ٥ (٥٠١)، ق/الصلاة ٤ (٦٧٧)، (تحفة الأشراف: ١٣٢٢٦، ١٢٣٧)، ط/وقوت الصلاة ٧ (٩٨)، حم (٢/٢٢٩، ٢٣٨، ٢٥٦، ٢٦٦، ٣٤٨، ٣٧٧، ٣٩٣، ٤٠٠، ٤١١، ٤٦٢)، د/الصلاة ١٤ (١٢٤٣)، والرقاق ١١٩ (٢٨٨٧) (صحيح)

۱۵۷- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی سخت ہو تو صلاۃ ٹھنڈا ہونے پر پڑھو [1] کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی بھاپ سے ہے۔'' [2]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوسعید، ابوذر، ابن عمر، مغیرہ، اور قاسم بن

صفوان کے باپ ابوموسیٰ، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اس سلسلے میں عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جسے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، لیکن یہ صحیح نہیں۔ (۴) اہلِ علم میں کچھ لوگوں نے سخت گرمی میں ظہر تاخیر سے پڑھنے کو پسند کیا ہے۔ یہی ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ شافعی کہتے ہیں: ظہر ٹھنڈا کر کے پڑھنے کی بات اس وقت کی ہے جب مسجد والے دور سے آتے ہوں، رہا اکیلے صلاۃ پڑھنے والا اور وہ شخص جو اپنے ہی لوگوں کی مسجد میں صلاۃ پڑھتا ہو تو میں اس کے لیے یہی پسند کرتا ہوں کہ وہ سخت گرمی میں بھی صلاۃ کو دیر سے نہ پڑھے۔ (۵) جو لوگ گرمی کی شدت میں ظہر کو دیر سے پڑھنے کی طرف گئے ہیں ان کا مذہب زیادہ بہتر اور اتباع کے زیادہ لائق ہے، رہی وہ بات جس کی طرف شافعی کا رجحان ہے کہ یہ رخصت اس کے لیے ہے جو دور سے آتا ہو تاکہ لوگوں کو پریشانی نہ ہو تو ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو اس چیز پر دلالت کرتی ہیں جو امام شافعی کے قول کے خلاف ہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، بلال نے صلاۃِ ظہر کے لیے اذان دی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلال! ٹھنڈا ہو جانے دو، ٹھنڈا ہو جانے دو" (یہ حدیث آگے آرہی ہے)، اب اگر بات ایسی ہوتی جس کی طرف شافعی گئے ہیں تو اس وقت ٹھنڈا کرنے کا کوئی مطلب نہ ہوتا، اس لیے کہ سفر میں سب لوگ اکٹھا تھے، انھیں دور سے آنے کی ضرورت نہ تھی۔

فائدہ ❶:...... یعنی کچھ انتظار کرلو ٹھنڈا ہو جائے تب پڑھو، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موسم گرما میں ظہر قدرے تاخیر کر کے پڑھنی چاہیے، اس تاخیر کی حد کے بارے میں ابوداود اور نسائی میں ایک روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم گرما میں ظہر میں اتنی تاخیر کرتے کہ سایہ تین قدم سے لے کر پانچ قدم تک ہو جاتا، مگر علامہ خطابی نے کہا ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے، بلکہ طول البلد اور عرض البلد کے اعتبار سے اس کا حساب بھی مختلف ہوگا، بہر حال موسم گرما میں صلاۃِ ظہر قدرے تاخیر سے پڑھنی مستحب ہے، یہی جمہور کی رائے ہے۔

فائدہ ❷:...... اسے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول کرنا زیادہ صحیح ہے، کیونکہ صحیحین کی روایت میں ہے کہ جہنم کی آگ نے رب عزوجل سے شکایت کی کہ میرے بعض اجزاء گرمی کی شدّت اور گھٹن سے بعض کو کھا گئے ہیں تو رب عزوجل نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی ایک جاڑے میں اور ایک گرمی میں، جاڑے میں سانس اندر کی طرف لیتی ہے اور گرمی میں باہر نکالتی ہے۔

158۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَرَادَ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ: ((أَبْرِدْ)) ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبْرِدْ فِي الظُّهْرِ)). قَالَ: حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/المواقيت ٩ (٥٣٥)، م/المساجد ٣٢ (٦١٦)، د/الصلاة ٤ (٤٠١)، (تحفة الأشراف: ١١٩١٤)، حم (١٥٥/٥، ١٦٢، ١٧٦) (صحيح)

۱۵۸۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، ساتھ میں بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''ٹھنڈا ہو جانے دو۔'' انہوں نے پھر اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔'' وہ کہتے ہیں (ظہر تاخیر سے پڑھی گئی) یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا، تب انہوں نے اقامت کہی، پھر آپ نے صلاۃ پڑھی، پھر فرمایا: ''گرمی کی تیزی جہنم کی بھاپ سے ہے۔ لہٰذا صلاۃ ٹھنڈے میں پڑھا کرو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

8۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْعَصْرِ

۸۔ باب: عصر جلدی پڑھنے کا بیان

159۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا، وَلَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَأَبِي أَرْوَى، وَجَابِرٍ، وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. قَالَ: وَيُرْوَى عَنْ رَافِعٍ أَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ، وَلَا يَصِحُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْهُمْ: عُمَرُ وَعَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَعَائِشَةُ، وَأَنَسٌ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ تَعْجِيلَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، وَكَرِهُوا تَأْخِيرَهَا. وَبِهِ يَقُولُ عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخريج: خ/المواقيت ١ (٥٢٢)، و١٣ (٥٤٥)، والخمس ٤ (٣١٠٣)، م/المساجد ٣١ (٦١١)، د/الصلاة ٥ (٤٠٧)، ن/المواقيت ٨ (٥٠٦)، ق/الصلاة ٥ (٦٨٣)، (تحفة الأشراف: ١٦٥٨٥)، ط/وقوت الصلاة ١ (٢) (صحيح)

۱۵۹۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر پڑھی اس حال میں کہ دھوپ ان کے کمرے میں تھی، ان کے کمرے کے اندر کا سایہ پورب والی دیوار پر نہیں چڑھا تھا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں انس، ابو اُرویٰ، جابر اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں، (اور رافع رضی اللہ عنہ سے عصر کو مؤخر کرنے کی بھی روایت کی جاتی ہے جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ (۳) صحابہ کرام میں سے بعض اہل علم نے جن میں عمر، عبداللہ بن مسعود، عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں اور تابعین میں سے کئی لوگوں نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ عصر جلدی پڑھی جائے اور اس میں تاخیر کرنے کو ان لوگوں نے مکروہ سمجھا ہے، اسی کے قائل عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی ہیں۔

160ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ ، وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ ، فَقَالَ: قُومُوا فَصَلُّوا الْعَصْرَ ، قَالَ: فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((تِلْكَ صَلاَةُ الْمُنَافِقِ ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ ، حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لاَ يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلاَّ قَلِيلًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: م/المساجد ٣٤ (٦٢٢)، د/الصلاة ٥ (٤١٣)، ن/المواقيت ٩ (٥١٢)، (تحفة الأشراف: ١١٢٢) ط/القرآن ١٠ (٤٦)، حم (١٠٢/٣، ١٠٣، ١٤٩، ١٨٥، ٢٤٧) (صحيح)

۱۶۰۔ علاء بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ وہ بصرہ میں جس وقت ظہر پڑھ کر لوٹے تو وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر آئے، ان کا گھر مسجد کے بغل ہی میں تھا۔ انس بن مالک نے کہا: اٹھو چلو عصر پڑھو، تو ہم نے اٹھ کر صلاۃ پڑھی، جب پڑھ چکے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''یہ منافق کی صلاۃ ہے کہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہے، یہاں تک کہ جب وہ شیطان کی دونوں سینگوں کے درمیان آجائے تو اٹھے اور چار ٹھونگیں مار لے اور ان میں اللہ کو تھوڑا ہی یاد کرے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

9ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ صَلاَةِ الْعَصْرِ

۹۔ باب: صلاۃِ عصر دیر سے پڑھنے کا بیان

161ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ ، وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ .

تخريج: تفرد به (تحفة الأشراف: ١٨١٨٤)، وانظر حم (٢٨٩/٦، ٣١٠) (صحيح) (تراجع الألباني ٦٠٦)

۱۶۱۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر میں تم لوگوں سے زیادہ جلدی کرتے تھے اور تم لوگ عصر میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ جلدی کرتے ہو۔ ❶

فائدہ ❶:...... بعض لوگوں نے اس روایت سے عصر دیر سے پڑھنے کے استحباب پر استدلال کیا ہے، جب کہ اس میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے عصر کی تاخیر کے استحباب پر استدلال کیا جائے، اس میں صرف اتنی بات ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے جو لوگ مخاطب تھے وہ عصر میں رسول اللہ ﷺ سے بھی زیادہ جلدی کرتے تھے، تو ان سے ام سلمہ نے یہ حدیث بیان فرمائی، اس میں اس بات پر قطعاً دلالت نہیں کہ نبی اکرم ﷺ عصر دیر سے پڑھتے تھے کہ عصر کی تاخیر پر اس سے استدلال کیا جائے۔ علامہ عبدالحی لکھنوی ''التعلیق الممجد'' میں لکھتے ہیں: ((هذا الحديث إنما يدل على أن التعجيل في الظهر أشد من التعجيل في العصر لا على استحباب التأخير)) بلا شبہ یہ

حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صلاۃِ ظہر میں (اُس کا وقت ہوتے ہی) جلدی کرنا، صلاۃِ عصر میں جلدی کرنے سے بھی زیادہ سخت حکم رکھتا ہے، نہ کہ تاخیر سے صلاۃ ادا کرنے کے مستحب ہونے پر۔

162۔ قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ نَحْوَهُ. وَوَجَدْتُ فِي كِتَابِي أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۱۶۲۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اسماعیل بن علیہ سے بطریق ((ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ)) اسی طرح روایت کی گئی ہے اور مجھے اپنی کتاب میں اس کی سند یوں ملی کہ مجھے علی بن حجر نے خبر دی انہوں نے اسماعیل بن ابراہیم سے اور اسماعیل نے ابن جریج سے روایت کی ہے۔

163۔ وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ، نَحْوَهُ، وَهٰذَا أَصَحُّ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۱۶۳۔ اسماعیل بن علیہ کی ابن جریج سے روایت زیادہ صحیح ہے۔ [1]

فائدہ [1]: ...... یعنی: اس حدیث کا ابن جریج کے طریق سے مروی ہونا زیادہ صحیح ہے بہ نسبت ایوب سختیانی کے طریق کے، کیونکہ ابن جریج سے علی بن حجر کے علاوہ بشر بن معاذ نے بھی روایت کی ہے، واللہ اعلم۔

10۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ

۱۰۔ باب: مغرب کے وقت کا بیان

164۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَالصُّنَابِحِيِّ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَأَنَسٍ، وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ، وَعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. وَحَدِيثُ الْعَبَّاسِ قَدْ رُوِيَ مَوْقُوفًا عَنْهُ، وَهُوَ أَصَحُّ. وَالصُّنَابِحِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ صَاحِبُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ: اخْتَارُوا تَعْجِيلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، وَكَرِهُوا تَأْخِيرَهَا، حَتَّى قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ إِلَّا وَقْتٌ وَاحِدٌ، وَذَهَبُوا إِلَى حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ حَيْثُ صَلَّى بِهِ جِبْرِيلُ. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ.

تخریج: خ/المواقیت ١٨ (٥٦١)، م/المساجد ٣٨ (٦٣٦)، د/الصلاۃ ٦ (٤١٧)، ق/الصلاۃ ٧ (٦٨٨)، (تحفۃ الأشراف: ٤٥٣٥) (صحیح)

١٦٤۔ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اس وقت پڑھتے جب سورج ڈوب جاتا اور پردے میں چھپ جاتا۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (١) سلمہ بن الاکوع والی حدیث حسن صحیح ہے۔ (٢) اس باب میں جابر، صنابحی، زید بن خالد، انس، رافع بن خدیج، ابوایوب، ام حبیبہ، عباس بن عبدالمطلب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (٣) عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ان سے موقوفاً روایت کی گئی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ (٤) اور صنابحی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے، وہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور کے ہیں۔ (٥) اور یہی قول صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہلِ علم کا ہے، ان لوگوں نے صلاۃِ مغرب جلدی پڑھنے کو پسند کیا ہے اور اسے مؤخر کرنے کو مکروہ سمجھا ہے، یہاں تک کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مغرب کا ایک ہی وقت ہے، ❷ یہ تمام حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی طرف گئے ہیں جس میں ہے کہ جبرئیل نے آپ کو صلاۃ پڑھائی اور یہی ابن مبارک اور شافعی کا قول ہے۔

فائدہ ❶:...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مغرب کا وقت سورج ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مغرب میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ اسے اوّل وقت ہی میں ادا کرنا چاہیے۔

فائدہ ❷:...... سلف کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ مغرب کا وقت ممتد (پھیلا ہوا) ہے یا غیر ممتد، جمہور کے نزدیک سورج ڈوبنے سے لے کر شفق ڈوبنے تک پھیلا ہوا ہے اور شافعی اور ابن مبارک کی رائے ہے کہ مغرب کا صرف ایک ہی وقت ہے اور وہ اوّل وقت ہے، ان لوگوں کی دلیل جبریل علیہ السلام والی روایت ہے جس میں ہے کہ دونوں دنوں میں آپ نے مغرب سورج ڈوبنے کے فوراً بعد پڑھائی اور جمہور کی دلیل صحیح مسلم میں موجود ابوموسیٰ کی روایت ہے، اس میں ہے ((ثم أخر المغرب حتى كان عند سقوط الشفق)) جمہور کی رائے ہی زیادہ صحیح ہے، جمہور نے جبرئیل والی روایت کا جواب تین طریقے سے دیا ہے: (١) اس میں صرف افضل وقت کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے، وقت جواز کو بیان نہیں گیا۔ (٢) جبرئیل کی روایت متقدم ہے مکّی دور کی اور مغرب کا وقت شفق ڈوبنے تک ممتد ہونے کی روایت متاخر ہے مدنی دور کی۔ (٣) یہ روایت جبرئیل والی روایت سے سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ

١١- باب: صلاۃِ عشاء کے وقت کا بیان

165- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ.

تخريج: د/الصلاة ٧ (٤١٩)، ن/المواقيت ١٩ (٥٢٩)، (تحفة الأشراف: ١١٦١٤)، حم (٤/٢٧٠، ٢٧٤) (صحيح)

۱۶۵۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس صلاۃِ عشا کے وقت کو لوگوں میں سب سے زیادہ میں جانتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تیسری تاریخ کا چاند ڈوبنے کے وقت پڑھتے تھے۔ ❶

فائدہ ❶: ......حدیث جبرئیل میں یہ بات آ چکی ہے کہ عشا کا وقت شفق غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، یہ اجماعی مسئلہ ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، رہی یہ بات کہ اس کا آخری وقت کیا ہے تو صحیح اور صریح احادیث سے جو بات ثابت ہے وہ یہی ہے کہ اس کا آخری وقت طلوع فجر تک ہے۔ جن روایتوں میں آدھی رات تک کا ذکر ہے اس سے مراد اس کا افضل وقت ہے جو تیسری رات کے چاند ڈوبنے کے وقت سے شروع ہوتا ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اسی وقت صلاۃِ عشا پڑھتے تھے، لیکن مشقت کے پیش نظر امت کو اس سے پہلے پڑھ لینے کی اجازت دے دی۔ (دیکھئے: اگلی حدیث رقم ۱۶۷)

166۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ هُشَيْمٌ عَنْ بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ. وَحَدِيثُ أَبِي عَوَانَةَ أَصَحُّ عِنْدَنَا، لأَنَّ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ رَوَى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، نَحْوَ رِوَايَةِ أَبِي عَوَانَةَ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۱۶۶۔ اس طریق سے بھی ابوعوانہ سے اسی سند سے اسی طرح مروی ہے۔ امام ترمذی نے پہلے ابوعوانہ کا طریق ذکر کیا پھر ہشیم کے طریق کا اور فرمایا: ابوعوانہ والی حدیث ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

12۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ صَلاَةِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ

۱۲۔ صلاۃِ عشا دیر سے پڑھنے کا بیان

167۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْلا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَأَبِي بَرْزَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ: رَأَوْا تَأْخِيرَ صَلاَةِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخریج: ق/الصلاة ٨ (٦٩٠)، (تحفة الأشراف: ١٢٩٨٨)، حم (٢/٢٤٥) (صحیح)

١٦٧۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو میں عشا کو تہائی رات یا آدھی رات تک دیر کر کے پڑھنے کا حکم دیتا۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (١) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (٢) اس باب میں جابر بن سمرہ، جابر بن عبداللہ، ابوبرزہ، ابن عباس، ابوسعید خدری، زید بن خالد اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (٣) اور اسی کو صحابہ کرام اور تابعین وغیرہم میں سے اکثر اہل علم نے پسند کیا ہے، ان کی رائے ہے کہ عشا تاخیر سے پڑھی جائے اور یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشا مذکور وقت تک مؤخر کر کے پڑھنا افضل ہے، صرف اسی صلاۃ کے ساتھ خاص ہے، باقی اور صلاتیں اوّل وقت ہی پر پڑھنا افضل ہے۔

13۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالسَّمَرِ بَعْدَهَا

۱۳۔ باب: عشا سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات کرنے کی کراہت کا بیان

168۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَوْفٌ، قَالَ أَحْمَدُ: وَحَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، هُوَ الْمُهَلَّبِيُّ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، جَمِيعًا عَنْ عَوْفٍ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ۔ هُوَ أَبُو الْمِنْهَالِ الرِّيَاحِيُّ۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ، وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأَنَسٍ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي بَرْزَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ كَرِهَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ النَّوْمَ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُهُمْ . و قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَكْثَرُ الأَحَادِيثِ عَلَى الْكَرَاهِيَةِ . وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِي النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي رَمَضَانَ . وَسَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ: هُوَ أَبُو الْمِنْهَالِ الرِّيَاحِيُّ .

تخريج: خ/المواقيت ١١ (٥٤١)، و١٣ (٥٤٧)، و٢٣ (٥٦٨)، و٣٨ (٥٩٨)، م/المساجد ٤٠ (٦٤٧)، د/الصلاة ٣ (٣٩٨)، والأدب ٢٧ (٤٨٤٩)، ن/المواقيت ٢ (٤٩٦)، و١٦ (٥٢٦)، و٢٠ (٥٣١)، والافتتاح ٤٢ (٩٤٩)، ق/الصلاة ٣ (٦٧٤)، (تحفة الأشراف: ١١٦٠٦)، حم (٤/٤٢٠، ٤٢١، ٤٢٣، ٤٢٤، ٤٢٥)، د/الصلاة ٦٦ (١٣٣٨) (صحیح)

١٦٨۔ ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عشا سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (١) ابوبرزہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (٢) اس باب میں عائشہ، عبداللہ بن مسعود اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (٣) اور اکثر اہل علم نے صلاۃ عشا سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات کرنے

کومکروہ کہاہے اور بعض نے اس کی اجازت دی ہے۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں: اکثر حدیثیں کراہت پر دلالت کرنے والی ہیں اور بعض لوگوں نے رمضان میں عشا سے پہلے سونے کی اجازت دی ہے۔

فائدہ ❶ :......عشا سے پہلے سونے کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے عشاء فوت ہو جانے کا خدشہ رہتا ہے اور عشا کے بعد بات کرنا اس لیے ناپسندیدہ ہے کہ اس سے سونے میں تاخیر ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان کے لیے تہجد یا فجر کے لیے اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ امام نووی نے علمی مذاکرہ وغیرہ کو جو جائز اور مستحب بتایا ہے تو یہ اس بات کے ساتھ مشروط ہے کہ صلاۃ فجر وقت پر ادا کی جائے، اگر رات کو تعلیم و تعلم یا وعظ و تذکیر میں اتنا وقت صرف کر دیا جائے کہ فجر کے وقت اٹھا نہ جا سکے تو یہ جواز و استحباب بھی محل نظر ہوگا۔ (دیکھئے اگلی حدیث اور اس کا حاشیہ)

14- بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

۱۴- باب: عشا کے بعد بات چیت کرنے کی رخصت کا بیان

169- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْمُرُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فِي الأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، وَأَنَا مَعَهُمَا. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَوْسِ بْنِ حُذَيْفَةَ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُعْفِيٍّ، يُقَالُ لَهُ: قَيْسٌ، أَوِ ابْنُ قَيْسٍ، عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي قِصَّةٍ طَوِيلَةٍ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي السَّمَرِ بَعْدَ صَلاَةِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ، فَكَرِهَ قَوْمٌ مِنْهُمْ السَّمَرَ بَعْدَ صَلاَةِ الْعِشَاءِ، وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ فِي مَعْنَى الْعِلْمِ، وَمَا لاَ بُدَّ مِنْهُ مِنَ الْحَوَائِجِ. وَأَكْثَرُ الْحَدِيثِ عَلَى الرُّخْصَةِ. قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ سَمَرَ إِلاَّ لِمُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ)).

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ۱۰٦۱۱) وانظر: (حم (۱/۲٦، ۳٤) (صحيح)

۱۶۹- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے بعض معاملات میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات میں گفتگو کرتے اور میں ان دونوں کے ساتھ ہوتا تھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن عمرو، اوس بن حذیفہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اہل علم نے عشا کے بعد بات کرنے کے سلسلے میں اختلاف کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے عشا کے بعد بات کرنے کو مکروہ جانا ہے اور کچھ لوگوں نے اس کی رخصت دی ہے، بشرطیکہ یہ کوئی علمی گفتگو ہو یا کوئی ایسی ضرورت ہو جس کے بغیر چارہ نہ ہو ❶ اور اکثر احادیث رخصت کے بیان میں ہیں، نیز نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''بات صرف وہ کرسکتا ہے جو صلاۃ عشا

کا منتظر ہو یا مسافر ہو۔''

فائدہ ❶ : ...... رہے ایسے کام جن میں کوئی دینی اور علمی فائدہ یا کوئی شرعی غرض نہ ہو مثلاً: کھیل کود، تاش بازی، شطرنج کھیلنا، ٹیلی ویژن اور ریڈیو وغیرہ دیکھنا، سننا تو یہ ویسے بھی حرام، لغو اور مکروہ کام ہیں، عشا کے بعد ان میں مصروف رہنے سے ان کی حرمت یا کراہت اور بڑھ جاتی ہے۔

15۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَقْتِ الأَوَّلِ مِنَ الْفَضْلِ

۱۵۔ باب: اوّل وقت میں صلاۃ پڑھنے کی فضیلت کا بیان

170۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَنَّامٍ، عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ فَرْوَةَ، وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الصَّلاَةُ لأَوَّلِ وَقْتِهَا)).

تخريج: د/الصلاة ۹ (٤٢٦)، (تحفة الأشراف : ١٨٤١) (صحيح) (سند میں قاسم مضطرب الحدیث ہیں اور عبداللہ العمری ضعیف ہیں، لیکن شواہد سے تقویت پا کر یہ حدیث صحیح ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس معنی کی روایت صحیحین میں موجود ہے جو مؤلف کے یہاں رقم ۱۷۳ پر آرہی ہے۔)

۱۷۰۔ قاسم بن غنام کی پھوپھی ام فروہ رضی اللہ عنہا (جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی) کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''اول وقت میں صلاۃ پڑھنا۔''

171۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا عَلِيُّ! ثَلاَثٌ لاَ تُؤَخِّرْهَا: الصَّلاَةُ إِذَا آنَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ.

تخريج: ق/الجنائز ۱۸ (١٤٨٦)، (تحفة الأشراف : ١٠٢٥١)، وانظرحم (١/١٠٥)، (ويأتي عند المؤلف في الجنائز برقم: ١٠٧٥) (ضعيف) (سند میں سعید بن عبداللہ جہنی لین الحدیث ہیں اور ان کی عمر بن علی سے ملاقات نہیں ہے، جیسا کہ مؤلف نے خود کتاب الجنائز میں تصریح کی ہے، مگر حدیث کا معنی صحیح ہے)

۱۷۱۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''علی! تین چیزوں میں دیر نہ کرو: صلاۃ کو جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ کو جب آجائے اور بیوہ عورت (کے نکاح کو) جب تمہیں اس کا کوئی کفو (ہمسر) مل جائے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

172۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَدَنِيُّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْوَقْتُ الأَوَّلُ مِنَ الصَّلاَةِ رِضْوَانُ اللهِ، وَالْوَقْتُ الآخِرُ

عَفوُ اللهِ)) . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ . وَقَدْ رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ ، وَابْنِ عُمَرَ ، وَعَائِشَةَ ، وَابْنِ مَسْعُودٍ .
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ فَرْوَةَ لا يُرْوَى إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ . وَاضْطَرَبُوا عَنْهُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ صَدُوقٌ ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ۷۷۳۱) (موضوع)

(سند میں عبداللہ بن عمر العمری ضعیف ہیں اور یعقوب بن ولید مدنی کو ائمہ نے کذاب کہا ہے)

۱۷۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ اول وقت میں اللہ کی رضامندی کا موجب ہے اور آخری وقت میں اللہ کی معافی کا موجب ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے۔ (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ (۳) اور اس باب میں علی، ابن عمر، عائشہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) ام فروہ کی (اوپر والی) حدیث (نمبر: ۱۷۰) عبداللہ بن عمر عمری ہی سے روایت کی جاتی ہے اور یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہیں، اس حدیث میں لوگ ان سے روایت کرنے میں اضطراب کا شکار ہیں اور وہ صدوق ہیں، یحییٰ بن سعید نے ان کے حفظ کے تعلق سے ان پر کلام کیا ہے۔

173- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ، فَقَالَ: ((الصَّلَاةُ عَلَى مَوَاقِيتِهَا)) قُلْتُ: وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: ((وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ: وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: ((وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ)) .
قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ رَوَى الْمَسْعُودِيُّ ، وَشُعْبَةُ ، وَسُلَيْمَانُ ، هُوَ أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ الْعَيْزَارِ: هٰذَا الْحَدِيثَ .

تخريج: خ/المواقيت ٥ (٥٢٧)، والجهاد ١ (٢٧٨٢)، والأدب ١ (٥٩٧٠)، والتوحيد ٤٨ (٧٥٣٤)، م/الايمان ٣٦ (٨٥)، ن/المواقيت ٥١ (٦١١)، (تحفة الأشراف : ٩٢٣٢)، حم (١/٤٠٩، ٤١٠، ٤١٨، ٤٢١، ٤٤٤، ٤٤٨، ٤٥١) ويأتي عند المؤلف برقم: ١٨٩٨ (صحيح)

۱۷۳۔ ابوعمرو شیبانی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کون سا عمل سب سے اچھا ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''صلاۃ کو اس کے وقت پر پڑھنا''، میں نے عرض کی: اور کیا ہے؟ اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا''، میں نے عرض کی: (اس کے بعد) اور کیا ہے؟ اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

174- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاةً لِوَقْتِهَا الآخِرِ مَرَّتَيْنِ ، حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ . قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَالْوَقْتُ الأَوَّلُ مِنَ الصَّلاةِ أَفْضَلُ ، وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى فَضْلِ أَوَّلِ الْوَقْتِ عَلَى آخِرِهِ: اخْتِيَارُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ، فَلَمْ يَكُونُوا يَخْتَارُونَ إِلاَّ مَا هُوَ أَفْضَلُ ، وَلَمْ يَكُونُوا يَدَعُونَ الْفَضْلَ ، وَكَانُوا يُصَلُّونَ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ . قَالَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ ، عَنِ الشَّافِعِيِّ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٥٩٢٢) (حسن)

(سند میں اسحاق بن عمر ضعیف ہیں، مگر شواہد سے تقویت پا کر یہ حدیث حسن لغیرہ ہے)

۱۷۴- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی صلاۃ اس کے آخری وقت میں دو بار نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند متصل نہیں ہے۔ (۲) شافعی کہتے ہیں: صلاۃ کا اول وقت افضل ہے اور جو چیزیں اوّل وقت کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں منجملہ انہیں میں سے نبی اکرم ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اسے پسند فرمانا ہے۔ یہ لوگ اسی چیز کو معمول بناتے تھے جو افضل ہو اور افضل چیز کو نہیں چھوڑتے تھے اور یہ لوگ صلاۃ کو اوّل وقت میں پڑھتے تھے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ عَنْ وَقْتِ صَلاةِ الْعَصْرِ

۱۶- باب: عصر کے وقت کو بھول جانے کا بیان

175- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الَّذِي تَفُوتُهُ صَلاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ)) . وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ ، وَنَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ أَيْضًا عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

تخريج: خ/المواقيت ١٤ (٥٥٢)، والمناقب ٢٥ (٣٦٠٢)، م/المساجد ٣٥ (٦٢٦)، د/الصلاة ٥ (٤١٤)، ن/الصلاة ١٧ (٤٧٩)، ق/الصلاة ٦ (٦٨٥)، (تحفة الأشراف: ٨٣٠١)، ط/وقوت الصلاة ٥ (٢١)، حم (٢/١٣، ٢٧، ٤٨، ٦٤، ٧٥، ٧٦، ١٠٢، ١٣٤، ١٤٥، ١٤٧)، د/الصلاة ٢٧ (١٢٦٧) (صحيح)

۱۷۵- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس سے عصر فوت ہوگئی گویا اس کا گھر اور مال لٹ گیا''۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں بریدہ اور نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔

17۔بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الصَّلاَةِ إِذَا أَخَّرَهَا الإِمَامُ

۱۷۔ باب: جب امام صلاۃ دیر سے پڑھے تو اُسے جلد پڑھ لینے کا بیان

176۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي يُمِيتُونَ الصَّلاَةَ، فَصَلِّ الصَّلاَةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ صُلِّيَتْ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً، وَإِلاَّ كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلاَتَكَ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ الصَّلاَةَ لِمِيقَاتِهَا إِذَا أَخَّرَهَا الإِمَامُ، ثُمَّ يُصَلِّي مَعَ الإِمَامِ، وَالصَّلاَةُ الأُولَى هِيَ الْمَكْتُوبَةُ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَأَبُوعِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ.

تخريج: م/المساجد ٤١ (٦٤٨)، د/الصلاة ١٠ (٤٣١)، ن/الامامة ٢ (٧٧٩)، و٥٥ (٨٦٠)، ق/الإقامة ١٥٠ (١٢٥٦)، (تحفة الأشراف: ١١٩٥٠)، حم (١٦٨/٥، ١٦٩)، د/الصلاة ٢٦ (١٢٦٤) (صحيح)

۱۷۶۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! میرے بعد کچھ ایسے امرا (حکام) ہوں گے جو صلاۃ کو مار ڈالیں گے ❶ تو تم صلاۃ کو اس کے وقت پر پڑھ لینا ❷ صلاۃ اپنے وقت پر پڑھ لی گئی تو امامت والی صلاۃ تمہارے لیے نفل ہوگی، ورنہ تم نے اپنی صلاۃ محفوظ کر ہی لی ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عبداللہ بن مسعود اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۳) یہی اہلِ علم میں سے کئی لوگوں کا قول ہے، یہ لوگ مستحب سمجھتے ہیں کہ آدمی صلاۃ اپنے وقت پر پڑھ لے جب امام اسے مؤخر کرے، پھر وہ امام کے ساتھ بھی پڑھے اور پہلی صلاۃ ہی اکثر اہلِ علم کے نزدیک فرض ہوگی۔ ❸

فائدہ ❶:...... یعنی اسے دیر کر کے پڑھیں گے۔

فائدہ ❷:...... یہی صحیح ہے اور باب کی حدیث اس بارے میں نص صریح ہے اور جو لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

فائدہ ❸:...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام جب صلاۃ کو اس کے اوّل وقت سے دیر کر کے پڑھے تو مقتدی کے لیے مستحب ہے کہ اسے اوّل وقت میں اکیلے پڑھ لے، ابوداود کی روایت میں ((صل الصلاة لوقتها فإن أدركتها معهم فصلها فإنها لك نافلة)) (تم صلاۃ وقت پر پڑھ لو پھر اگر تم ان کے ساتھ یہی صلاۃ پاؤ تو دوبارہ پڑھ لیا کرو، یہ تمھارے لیے نفل ہوگی۔ ظاہر حدیث عام ہے ساری صلاتیں اس حکم میں داخل ہیں خواہ وہ فجر کی ہو یا عصر کی یا مغرب کی، بعضوں نے اسے ظہر اور عشا کے ساتھ خاص کیا ہے، وہ کہتے ہیں فجر اور عصر کے بعد نفل

پڑھنا درست نہیں اور مغرب دوبارہ پڑھنے سے وہ جفت ہوجائے گی۔

18۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ عَنِ الصَّلاةِ

۱۸۔ باب: صلاۃ سے سوجانے کا بیان

177۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلاةِ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا)).

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي مَرْيَمَ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَأَبِي جُحَيْفَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ، وَذِي مِخْبَرٍ، وَيُقَالُ: ذِي مِخْمَرٍ، وَهُوَ ابْنُ أَخِي النَّجَاشِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلاةِ أَوْ يَنْسَاهَا، فَيَسْتَيْقِظُ أَوْ يَذْكُرُ وَهُوَ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلاةٍ، عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَوْ عِنْدَ غُرُوبِهَا: فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُصَلِّيهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ، أَوْ ذَكَرَ وَإِنْ كَانَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَوْ عِنْدَ غُرُوبِهَا، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، وَالشَّافِعِيِّ، وَمَالِكٍ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يُصَلِّي حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبَ.

تخريج: م/المساجد ٥٥ (٦٨١)، (في سياق طويل)، د/الصلاة ١١ (٤٣٧)، ن/المواقيت ٥٣ (٦١٦)، ق/الصلاة ١٠ (٦٩٨)، (تحفة الأشراف: ١٢٠٨٥)، حم (٥/٣٠٥) (صحيح)

۱۷۷۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے صلاۃ سے اپنے سوجانے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''سوجانے میں قصور اور کمی نہیں۔ قصور اور کمی تو جاگنے میں ہے، (کہ جاگتا رہے اور نہ پڑھے) لہٰذا تم میں سے کوئی جب صلاۃ بھول جائے، یا صلاۃ سے سوجائے، تو جب اسے یاد آئے پڑھ لے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوقتادہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن مسعود، ابومریم، عمران بن حصین، جبیر بن مطعم، ابوجحیفہ، ابوسعید، عمرو بن امیہ ضمری اور ذومخمر (جنھیں ذومخبر بھی کہا جاتا ہے اور یہ نجاشی کے بھتیجے ہیں) رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہل علم کے درمیان اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے کہ جو صلاۃ سے سوجائے یا اسے بھول جائے اور ایسے وقت میں جاگے یا اسے یاد آئے جو صلاۃ کا وقت نہیں، مثلاً: سورج نکل رہا ہو یا ڈوب رہا ہو تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسے پڑھ لے جب جاگے یا یاد آئے گو سورج نکلنے کا یا ڈوبنے کا وقت ہو، یہی احمد، اسحاق بن راہویہ، شافعی اور مالک کا قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جب تک سورج نکل نہ جائے یا ڈوب نہ جائے نہ پڑھے۔ پہلا قول ہی راجح ہے، کیونکہ یہ صلاۃ سبب والی (قضا) ہے اور سبب والی میں وقت کی پابندی نہیں ہے۔

19-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلاَةَ

۱۹-باب: آدمی صلاۃ بھول جائے تو کیا کرے؟

178- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ نَسِيَ صَلاَةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا)). وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمُرَةَ، وَأَبِي قَتَادَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلاَةَ: قَالَ: يُصَلِّيهَا مَتَى مَا ذَكَرَهَا فِي وَقْتٍ، أَوْ فِي غَيْرِ وَقْتٍ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقَ. وَيُرْوَى عَنْ أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّهُ نَامَ عَنْ صَلاَةِ الْعَصْرِ، فَاسْتَيْقَظَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، فَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ. وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى هَذَا. وَأَمَّا أَصْحَابُنَا فَذَهَبُوا إِلَى قَوْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

تخريج: خ/المواقيت ٣٧ (٥٩٧)، م/المساجد ٥٥ (٦٨٤)، د/الصلاة ١١ (٤٤٢)، ن/المواقيت ٥٢ (٦١٤) ق/الصلاة ١٠ (٦٩٦)، (تحفة الأشراف: ١٤٣٠، وكذا: ١٢٩٩) (صحيح)

۱۷۸-انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صلاۃ بھول جائے تو چاہیے کہ جب یاد آئے پڑھ لے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں سمرہ اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں، جو صلاۃ بھول جائے، کہا کہ وہ پڑھ لے جب بھی اسے یاد آئے خواہ وقت ہو یا نہ ہو۔ یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عصر میں سو گئے اور سورج ڈوبنے کے وقت اٹھے، تو انہوں نے صلاۃ نہیں پڑھی جب تک کہ سورج ڈوب نہیں گیا۔ اہلِ کوفہ کے کچھ لوگ اسی طرف گئے ہیں۔ رہے ہمارے اصحاب، یعنی محدثین تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہی کے قول کی طرف گئے ہیں۔

20-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ تَفُوتُهُ الصَّلَوَاتُ بِأَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ

۲۰-باب: کئی وقت کی صلاۃ چھوٹ جائے تو آدمی پہلے کون سی پڑھے؟

179- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ. فَأَمَرَ بِلاَلاً فَأَذَّنَ، ثُمَّ أَقَامَ، فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقَامَ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَقَامَ، فَصَلَّى الْعِشَاءَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَجَابِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسٌ إِلاَّ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللهِ. وَهُوَ

الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْفَوَائِتِ: أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ لِكُلِّ صَلاةٍ إِذَا قَضَاهَا . وَإِنْ لَمْ يُقِمْ أَجْزَأَهُ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

تخريج: ن/المواقيت ٥٥ (٦٢٣)، والأذان ٢٢ (٦٦٣)، و٢٣ (٦٦٤)، (تحفة الأشراف: ٩٦٣٣) (حسن)
(سند میں ابوعبیدہ اور ان کے باپ ابن مسعود کے درمیان انقطاع ہے، نیز ابوالزبیر مدلس ہیں اور "عنعنہ" سے روایت کیے ہوئے ہیں، مگر شواہد سے تقویت پا کر یہ حدیث حسن صحیح ہے/ دیکھئے: نسائي حديث رقم ٤٨٣، ٥٣٦ اور ٦٢٢)

۱۷۹۔ ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کے دن چار صلاتوں سے روک دیا۔ یہاں تک کہ رات جتنی اللہ نے چاہی گزر گئی، پھر آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی، پھر اقامت کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر پڑھی، پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی تو آپ نے عصر پڑھی، پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی تو آپ نے مغرب پڑھی، پھر انہوں نے اقامت کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا پڑھی۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابوسعید اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں کوئی برائی نہیں ہے سوائے اس کے کہ ابوعبیدہ نے اپنے باپ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔ (۳) اور چھوٹی ہوئی صلاتوں کے سلسلے میں بعض اہلِ علم نے اسی کو پسند کیا ہے کہ آدمی جب ان کی قضا کرے تو ہر صلاۃ کے لیے الگ الگ اقامت کہے [1] اور اگر وہ الگ الگ اقامت نہ کہے تو بھی وہ اُسے کافی ہوگا اور یہی شافعی کا قول ہے۔

فائدہ [1]:...... ہر صلاۃ کے لیے الگ الگ اقامت ہی راجح ہے، کیونکہ ابن مسعود اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے، سب کے لیے ایک ہی اقامت محض قیاس ہے۔

180- وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَاللهِ! إِنْ صَلَّيْتُهَا)) قَالَ: فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ، فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَوَضَّأْنَا، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/المواقيت ٣٦ (٥٩٦)، و٣٨ (٥٩٨)، والأذان ٢٦ (٦٤١)، والخوف ٤ (٩٤٥)، والمغازي ٢٩ (٤١١٢)، م/المساجد (٦٣٦)، ن/السهو ١٠٥ (١٣٦٧)، (تحفة الأشراف: ٣١٥) (صحيح)

۱۸۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خندق کے روز کفارِ قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے کہا کہ اللہ کے رسول! میں عصر نہیں پڑھ سکا یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہوگیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں نے اُسے (اب بھی) نہیں پڑھی ہے"، وہ کہتے ہیں: پھر ہم وادی بطحان میں اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے وضو کیا اور ہم نے بھی وضو کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے سورج ڈوب جانے کے بعد پہلے عصر پڑھی پھر اس کے بعد مغرب پڑھی۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ❶

فائدہ ❶ :...... عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں مذکور واقعہ ابن مسعود والے واقعے کے علاوہ دوسرا واقعہ ہے، یہاں صرف عصر کی قضا کا واقعہ ہے اور وہاں ظہر سے لے کر مغرب تک کی قضا پھر عشا کے وقت میں سب کی قضا کا واقعہ ہے جو دوسرے دن کا ہے، غزوۂ خندق کئی دن تک ہوئی تھی۔

21۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْوُسْطَى أَنَّهَا الْعَصْرُ وَقَدْ قِيلَ إِنَّهَا الظُّهْرُ

۲۱۔ باب: صلاۃِ وسطیٰ ہی صلاۃِ عصر ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ صلاۃِ ظہر ہے

181۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، وَأَبُو النَّضْرِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/المساجد ٣٦ (٦٢٨)، ق/الصلاة ٦ (٦٨٦)، (تحفة الأشراف: ٩٥٤٨)، حم (١/٤٠٤، ٤٥٦)، (ويأتي عند المؤلف في تفسير البقرة(٢٩٨٥) (صحيح)

۱۸۱۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ وسطیٰ عصر کی صلاۃ ہے''۔ ❶
امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... وسطیٰ یہ اس لیے ہے کہ یہ دن اور رات کی صلاتوں کے درمیان میں واقع ہے۔

182۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَائِشَةَ، وَحَفْصَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ مُحَمَّدٌ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: حَدِيثُ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ فِي صَلَاةِ الْوُسْطَى حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. وَ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَعَائِشَةُ: صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الظُّهْرِ. وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ عُمَرَ: صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الصُّبْحِ. حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، قَالَ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: سَلِ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ، عَنْ قُرَيْشِ بْنِ أَنَسٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ مُحَمَّدٌ: قَالَ عَلِيٌّ: وَسَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ سَمُرَةَ صَحِيحٌ، وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

تخریج: تفرد به المؤلف، ویأتي عنده في تفسیر البقرة (۲۹۸۳)، (تحفة الأشراف: ٤٦٠٢) (صحیح)

(سابقہ حدیث سے تقویت پاکر یہ صحیح لغیرہ ہے، حسن بصری کے سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع میں اختلاف ہے، نیز قتادہ اور حسن بصری مدلس ہیں اور روایت عنعنہ سے ہے)

۱۸۲۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلاۃ وسطیٰ عصر کی صلاۃ ہے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) صلاۃ وسطیٰ کے سلسلے میں سمرہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں علی، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عائشہ، حفصہ، ابوہریرہ اور ابوہاشم بن عقبہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ علی بن عبداللہ (ابن المدینی) کا کہنا ہے: حسن بصری کی حدیث جسے انہوں نے سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے، صحیح حدیث ہے، جسے انہوں نے سمرۃ سے سنا ہے۔ (۴) صحابہ کرام اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں میں سے اکثر اہل علم کا یہی قول ہے، زید بن ثابت اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ صلاۃ وسطیٰ ظہر کی صلاۃ ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ صلاۃ وسطیٰ صبح کی صلاۃ (یعنی فجر) ہے ❷ (۵) وہ حبیب بن شہید کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن سیرین نے کہا کہ تم حسن بصری سے پوچھو کہ انہوں نے عقیقے کی حدیث کس سے سنی ہے؟ تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسے سمرہ بن جندب سے سنا ہے۔ (۶) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ علی ابن المدینی نے کہا ہے کہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے حسن کا سماع صحیح ہے اور انہوں نے اسی حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔

فائدہ ❶: ......صلاۃ وسطیٰ سے کون سی صلاۃ مراد ہے اس بارے میں مختلف حدیثیں وارد ہیں صحیح قول یہی ہے کہ اس سے مراد صلاۃ عصر ہے یہی اکثر صحابہ اور تابعین کا مذہب ہے، امام ابوحنیفہ، امام احمد بھی اسی طرف گئے ہیں۔

فائدہ ❷: ......امام مالک اور امام شافعی کا مشہور مذہب یہی ہے۔

22۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلاَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ

۲۲۔ باب: عصر اور فجر کے بعد صلاۃ پڑھنے کی کراہت کا بیان

183۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ - وَهُوَ ابْنُ زَاذَانَ - عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَكَانَ مِنْ أَحَبِّهِمْ إِلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلاَةِ بَعْدَ الْفَجْرِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلاَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَسَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَمُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ، وَالصُّنَابِحِيِّ - وَلَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ - وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَائِشَةَ، وَكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، وَيَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، وَمُعَاوِيَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: أَنَّهُمْ كَرِهُوا الصَّلاَةَ بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ صَلاَةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَأَمَّا الصَّلَوَاتُ الْفَوَائِتُ فَلاَ بَأْسَ أَنْ تُقْضَى بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قَالَ شُعْبَةُ: لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةُ مِنْ أَبِي الْعَالِيَةِ إِلاَّ ثَلاَثَةَ أَشْيَاءَ: حَدِيثَ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلاَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَحَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَيَنْبَغِي لأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى))، وَحَدِيثَ عَلِيٍّ ((الْقُضَاةُ ثَلاَثَةٌ)).

تخریج: خ/المواقیت ۳۰ (۵۸۱)، م/المسافرین ۵۱ (۸۲۶)، د/الصلاۃ ۲۹۹ (۱۲۷۶)، ن/المواقیت ۳۲ (۵۶۳)، ق/الإقامۃ ۱۴۷ (۱۲۵۰)، (تحفۃ الأشراف: ۱۰۴۹۲)، حم (۱/۲۱، ۳۹)، د/الصلاۃ ۱۴۲ (۱۴۷۳) (صحیح)

۱۸۳۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کئی لوگوں سے (جن میں عمر بن خطاب بھی ہیں اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں) سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کے بعد جب تک کہ سورج نکل نہ آئے ❶ اور عصر کے بعد جب تک کہ ڈوب نہ جائے صلاۃ ❷ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث جسے انہوں نے عمر سے روایت کی ہے، حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی، ابن مسعود، عقبہ بن عامر، ابوہریرہ، ابن عمر، سمرہ بن جندب، عبداللہ بن عمرو، معاذ بن عفراء، صنابحی (نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے نہیں سنا ہے) سلمہ بن اکوع، زید بن ثابت، عائشہ، کعب بن مرہ، ابوامامہ، عمرو بن عبسہ، یعلی بن امیہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر فقہا کا یہی قول ہے کہ انھوں نے فجر کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک صلاۃ پڑھنے کو مکروہ جانا ہے۔ رہیں فوت شدہ صلاتیں تو انھیں عصر کے بعد یا فجر کے بعد قضا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۴) شعبہ کہتے ہیں کہ قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف تین چیزیں سنی ہیں: ایک عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد صلاۃ پڑھنے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ سورج نہ ڈوب جائے اور فجر کے بعد بھی جب تک کہ سورج نکل نہ آئے اور (دوسری) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اور (تیسری) علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔''

فائدہ ❶:...... بخاری کی روایت میں ((حتی ترتفع الشمس)) ہے، دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح دی جاتی ہے کہ اس حدیث میں طلوع سے مراد مخصوص قسم کا طلوع ہے اور وہ سورج کا نیزے کے برابر اوپر چڑھ آنا ہے۔

فائدہ ❷:...... مذکورہ دونوں اوقات میں صرف سبب والی نفلی صلاتوں سے منع کیا گیا ہے، فرض صلاتوں کی قضا، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء، طواف کی دور کعتیں اور صلاۃ جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ

۲۳- باب: عصر کے بعد صلاۃ پڑھنے کا بیان

184- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، لِأَنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ فَشَغَلَهُ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَصَلاَّهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ، ثُمَّ لَمْ يَعُدْ لَهُمَا. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَمَيْمُونَةَ، وَأَبِي مُوسَى. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ. وَهَذَا خِلاَفُ مَا رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الصَّلاَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ. وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَصَحُّ حَيْثُ قَالَ ((لَمْ يَعُدْ لَهُمَا)). وَقَدْ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَحْوُ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ فِي هَذَا الْبَابِ رِوَايَاتٌ: رُوِيَ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَا دَخَلَ عَلَيْهَا بَعْدَ الْعَصْرِ إِلاَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. وَرُوِيَ عَنْهَا عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الصَّلاَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. وَالَّذِي اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ: عَلَى كَرَاهِيَةِ الصَّلاَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، إِلاَّ مَا اسْتُثْنِيَ مِنْ ذَلِكَ، مِثْلُ الصَّلاَةِ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ بَعْدَ الطَّوَافِ، فَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ رُخْصَةٌ فِي ذَلِكَ. وَقَدْ قَالَ بِهِ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَنْ بَعْدَهُمُ الصَّلاَةَ بِمَكَّةَ أَيْضًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَبَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٥٧٣) (ضعيف الاسناد) (سند میں عطاء بن السائب اخیر عمر میں مختلط ہوگئے تھے، جریر بن عبدالحمید کی ان سے روایت اختلاط کے زمانے کی ہے، لیکن صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ پھر نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد ان دو رکعتوں کو ہمیشہ پڑھا اسی لیے ''ان کو پھر کبھی نہیں پڑھا'' کا ٹکڑا منکر ہے)

۱۸۴- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، اس لیے کہ آپ کے پاس کچھ مال آیا تھا، جس کی وجہ سے آپ کو ظہر کے بعد کی دونوں رکعتیں پڑھنے کا موقع نہیں مل سکا تھا تو آپ نے انھیں عصر کے بعد پڑھا پھر آپ نے انھیں دوبارہ نہیں پڑھا۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ، ام سلمہ، میمونہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) دیگر کئی لوگوں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے عصر بعد دو رکعتیں پڑھیں یہ اس چیز کے خلاف ہے جو آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے عصر کے بعد جب تک سورج ڈوب نہ جائے صلاۃ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث جس میں ہے کہ آپ نے دوبارہ ایسا نہیں کیا، سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (۵) زید بن ثابت سے بھی ابن عباس ہی کی حدیث کی طرح مروی ہے۔ (۶) اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی کئی حدیثیں مروی ہیں، نیز ان سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ان کے یہاں عصر کے بعد آتے دو رکعتیں پڑھتے۔ (۷) نیز انہوں نے ام سلمہ کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ عصر کے بعد جب تک سورج ڈوب نہ جائے اور فجر کے بعد جب تک نکل نہ آئے صلاۃ پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔ (۸) اکثر اہلِ علم کا اتفاق بھی اسی پر ہے کہ عصر کے بعد جب تک سورج ڈوب نہ جائے اور فجر کے بعد جب تک نکل نہ آئے صلاۃ پڑھنا مکروہ ہے سوائے ان صلاتوں کے جو اس سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً: مکے میں عصر کے بعد طواف کی دونوں رکعتیں پڑھنا یہاں تک سورج ڈوب جائے اور فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج نکل آئے، اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت مروی ہے، صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اہلِ علم میں سے کچھ لوگوں نے یہی کہا ہے اور یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے بعض اہلِ علم نے عصر اور فجر کے بعد مکے میں بھی صلاۃ پڑھنے کو مکروہ جانا ہے، سفیان ثوری، مالک بن انس اور بعض اہلِ کوفہ اسی کے قائل ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایات "ما ترك النبي صلی اللہ علیہ وسلم السجدتين بعد العصر عندي قط" "ما تركهما حتي لقي الله" "وما كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم يأتيني في يوم بعد العصر إلا صلي ركعتين" کے معارض ہے ان میں تطبیق اس طرح دی جاتی ہے۔ اولاً یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے، یا کم از کم عائشہ کی حدیث سے کم تر ہے۔ دوسرے یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ نفی اپنے علم کی بنیاد پر کی ہے، کیونکہ آپ اسے گھر میں پڑھتے تھے، اس لیے انھیں اس کا علم نہیں ہو سکا تھا۔

24۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

۲۴۔ باب: مغرب سے پہلے نفل صلاۃ پڑھنے کا بیان

185۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ، لِمَنْ شَاءَ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِاللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الصَّلاَةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ: فَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمُ الصَّلاَةَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ

وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ صَلاَةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ. و قَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: إِنْ صَلاَّهُمَا فَحَسَنٌ، وَهَذَا عِنْدَهُمَا عَلَى الاسْتِحْبَابِ.

تخريج: خ/الأذان ١٤ (٦٢٤)، و١٦ (٦٢٧)، م/المسافرين ٥٦ (٨٣٨)، د/الصلاة ٣٠٠ (١٢٨٣)، ن/الأذان ٣٩ (٦٨٢)، ق/الإقامة ١١٠ (١١٦٢)، (تحفة الأشراف: ٩٦٥٨)، حم (٤/٨٦)، و(٥/٥٤، ٥٦)، د/الصلاة ١٤٥ (١٤٨٠) (صحيح)

۱۸۵۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو نفلی صلاۃ پڑھنا چاہے اس کے لیے ہر دو اذان ❶ کے درمیان صلاۃ ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۳) صحابہ کرام کے درمیان مغرب سے پہلے کی صلاۃ کے سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے، ان میں سے بعض کے نزدیک مغرب سے پہلے صلاۃ نہیں، اور صحابہ میں سے کئی لوگوں سے مروی ہے کہ وہ لوگ مغرب سے پہلے اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (۴) احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی انھیں پڑھے تو بہتر ہے اور یہ ان دونوں کے نزدیک مستحب ہے۔

فائدہ ❶:...... ہر دو اذان سے مراد اذان اور اقامت ہے، یہ حدیث مغرب کی اذان کے بعد دو رکعت پڑھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، اور یہ کہنا کہ یہ منسوخ ہے قابل التفات نہیں، کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں، اسی طرح یہ کہنا کہ اس سے مغرب میں تاخیر ہو جائے گی صحیح نہیں، کیونکہ یہ صلاۃ بہت ہلکی پڑھی جاتی ہے، مشکل سے دو تین منٹ لگتے ہیں جس سے مغرب کے اوّل وقت پر پڑھنے میں کوئی فرق نہیں آتا اس سے صلاۃ مؤخر نہیں ہوتی۔ (صحیح بخاری کی ایک روایت میں تو امر کا صیغہ ہے ''مغرب سے پہلے صلاۃ پڑھو'')

25۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ

۲۵۔ باب: جسے سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت مل جائے اُسے عصر مل گئی

186۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنِ الأَعْرَجِ، يُحَدِّثُونَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ أَصْحَابُنَا وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَهُمْ لِصَاحِبِ الْعُذْرِ، مِثْلُ الرَّجُلِ الَّذِي يَنَامُ عَنِ الصَّلاَةِ أَوْ يَنْسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ وَيَذْكُرُ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا.

تخريج: خ/المواقيت ٢٨ (٥٧٩)، و٢٩ (٥٨٠)، م/المساجد ٣٠ (٦٠٧)، د/الصلاة ٥ (٤١٢)، ن/المواقيت

۱۱ (۵۱٦، ۵۱۸)، و۲۸ (۵۵۱)، ق/الصلاة ۱۱ (۱۱۲۲)، (تحفة الأشراف: ۱۲۲۰٦، و۱۳٦٤٦، و۱٤۲۱٦)، ط/وقوت الصلاة ۱ (۵)، حم (۲/۲۳٦، ۳٤۸، ۲۵٤، ۲٦۰، ۲۸۲، ۳۹۹، ٤٦۲، ٤۷٤، ٤۸۹، ٤۹۰، ۵۲۱)، د/الصلاة ۲۲ (۱۲۵۸) (صحيح)

۱۸٦۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سورج نکلنے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی تو اس نے فجر پالی اور جس نے سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے عصر پالی'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) ہمارے اصحاب، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں، یہ حدیث ان کے نزدیک صاحب عذر کے لیے ہے، مثلاً: ایسے شخص کے لیے جو صلاۃ سے سوگیا اور سورج نکلنے یا ڈوبنے کے وقت بیدار ہوا ہو یا اُسے بھول گیا ہو اور وہ سورج نکلنے یا ڈوبنے کے وقت اسے صلاۃ یاد آئی ہو۔

فائدہ ❶:...... یعنی اس کی وجہ سے وہ اس قابل ہوگیا کہ اس کے ساتھ باقی اور رکعتیں ملا لے اس کی یہ صلاۃ ادا سمجھی جائے گی قضا نہیں، یہ مطلب نہیں کہ یہ رکعت پوری صلاۃ کے لیے کافی ہوگی، اور جولوگ یہ کہتے ہیں کہ صلاۃ کے دوران سورج نکلنے سے اس کی صلاۃ فاسد ہوجائے گی وہ اس روایت کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ اگر اسے اتنا وقت مل گیا جس میں وہ ایک رکعت پڑھ سکتا ہوتو وہ صلاۃ کا اہل ہوگیا اور وہ صلاۃ اس پر واجب ہوگئی، مثلاً: بچہ ایسے وقت میں بالغ ہوا ہو یا حائضہ حیض سے پاک ہوئی ہو یا کافر اسلام لایا ہو کہ وہ وقت کے اندر ایک رکعت پڑھ سکتا ہوتو وہ صلاۃ اس پر واجب ہوگی، لیکن نسائی کی روایت جس میں ''فليتم صلاته'' کے الفاظ وارد ہیں اس تاویل کی نفی کرتی ہے۔

26۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلاَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ

۲٦۔ باب: حضر (اقامت کی حالت) میں دوصلاتوں کوایک ساتھ جمع کرنے کا بیان

187۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ، مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلاَ مَطَرٍ. قَالَ: فَقِيلَ لاِبْنِ عَبَّاسٍ: مَا أَرَادَ بِذَلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لاَ يُحْرِجَ أُمَّتَهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ: رَوَاهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيُّ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ هَذَا.

تخريج: خ/المواقيت ۱۲ (۵٤۳)، (بدون قوله ''في غير خوف ولا مطر'')، م/المسافرين ٦ (۷۰۵، ۷۰٦)، (وعنده في رواية ''ولاسفر'')، د/الصلاة ۲۷٤ (۱۲۱۰، ۱۲۱۱)، ن/المواقيت ٤٤ (۵۹۰)، (تحفة

الأشراف: ٥٤٧٤)، ط/قصر الصلاة ١ (٤)، حم (١/٢٢١، ٢٢٣، ٢٨٣) (صحيح)

۱۸۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر خوف اور بارش ❶ کے مدینے میں ظہر اور عصر کو ایک ساتھ اور مغرب اور عشا کو ایک ساتھ جمع کیا۔'' ❷

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کا اس سے کیا منشا تھی؟ کہا: آپ ﷺ کی منشا یہ تھی کہ آپ اپنی امت کو کسی پریشانی میں نہ ڈالیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کئی سندوں سے مروی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف بھی مرفوعاً مروی ہے۔'' ❸

فائدہ ❶:...... ابوداود کی روایت میں ''فی غیر خوف ولا سفر'' ہے، نیز مسلم کی ایک روایت میں بھی ایسا ہی ہے، خوف، سفر اور مطر (بارش) تینوں کا ذکر ایک ساتھ کسی روایت میں نہیں ہے مشہور ''من غیر خوف ولا سفر'' ہے۔

فائدہ ❷:...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دوصلاۃ کو ایک ساتھ پڑھنا بوقت ضرورت حالت قیام میں بھی جائز ہے، لیکن اسے عادت نہیں بنا لینی چاہیے۔

فائدہ ❸:...... جسے امام ترمذی آگے نقل کر رہے ہیں، لیکن یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس لیے دونوں حدیثوں میں تعارض ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ اس حدیث سے استدلال جائز ہے۔

188۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ أَتَى بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْكَبَائِرِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَنَشٌ هٰذَا هُوَ: أَبُو عَلِيٍّ الرَّحَبِيُّ وَهُوَ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنْ لَا يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ إِلَّا فِي السَّفَرِ أَوْ بِعَرَفَةَ. وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ لِلْمَرِيضِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْمَطَرِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَلَمْ يَرَ الشَّافِعِيُّ لِلْمَرِيضِ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٠٢٥) (ضعيف جداً)

(سند میں حسین بن قیس المعروف بہ حنش ضعیف، بلکہ متروک ہے)

۱۸۸۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بغیر عذر کے دوصلاتیں ایک ساتھ پڑھیں وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں سے میں ایک دروازے میں داخل ہوا'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) حنش ہی ابوعلی رحبی ہیں اور وہی حسین بن قیس بھی ہے۔ یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، احمد

وغیرہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ (۲) اور اسی پر اہلِ علم کا عمل ہے کہ سفر یا عرفہ کے سوا دو صلاتیں ایک ساتھ نہ پڑھی جائیں۔ (۳) تابعین میں سے بعض اہلِ علم نے مریض کو دو صلاتیں ایک ساتھ جمع کرنے کی رخصت دی ہے۔ یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ (۴) بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ بارش کے سبب بھی دو صلاتیں جمع کی جاسکتی ہیں۔ شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے۔ البتہ شافعی مریض کے لیے دو صلاتیں ایک ساتھ جمع کرنے کو درست قرار نہیں دیتے۔

فائدہ ❶ :...... سفر میں دو صلاۃ کے درمیان جمع کرنے کو ناجائز ہونے پر احناف نے اسی روایت سے استدلال کیا ہے، لیکن یہ روایت حد درجہ ضعیف ہے قطعاً استدلال کے قابل نہیں۔ اس کے برعکس سفر میں جمع بین الصلاتین کی جو احادیث دلالت کرتی ہیں، وہ صحیح ہیں ان کی تخریج مسلم وغیرہ نے کی ہے اور اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو ''عذر'' سے مراد سفر ہی تو ہے، نیز دوسرے عذر بھی ہوسکتے ہیں۔

27۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ الأَذَانِ

۲۷۔ باب: اذان کی ابتدا کا بیان

189۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ بِالرُّؤْيَا، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ لَرُؤْيَا حَقٌّ، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ، فَإِنَّهُ أَنْدَى وَأَمَدُّ صَوْتًا مِنْكَ، فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا قِيلَ لَكَ، وَلْيُنَادِ بِذَلِكَ)). قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِدَاءَ بِلَالٍ بِالصَّلَاةِ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ يَجُرُّ إِزَارَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، فَذَلِكَ أَثْبَتُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ أَتَمَّ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ وَأَطْوَلَ، وَذَكَرَ فِيهِ قِصَّةَ الأَذَانِ مَثْنَى مَثْنَى، وَالإِقَامَةِ مَرَّةً مَرَّةً. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ رَبِّهِ، - وَيُقَالُ ابْنُ عَبْدِ رَبٍّ -. وَلَا نَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا يَصِحُّ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثَ الْوَاحِدَ فِي الأَذَانِ. وَعَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ لَهُ أَحَادِيثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ عَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ.

تخريج: د/الصلاة ٢٨ (٤٩٩)، ق/الأذان ١ (٧٠٦)، (تحفة الأشراف: ٥٣٠٩)، حم (٤/٤٢)، د/الصلاة ٣ (١٢٢٤) (حسن)

۱۸۹۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے (مدینہ منورہ میں ایک رات) صبح کی تو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس

آئے اور میں نے آپ کو اپنا خواب بتایا ❶ تو آپ نے فرمایا: ''یہ ایک سچا خواب ہے، تم اٹھو بلال کے ساتھ جاؤ وہ تم سے اونچی اور لمبی آواز والے ہیں اور جو تمھیں بتایا گیا ہے، وہ ان پر پیش کرو، وہ اسے زور سے پکار کر کہیں''، جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سنی تو اپنا تہ بند کھینچتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: اللہ کے رسول! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے، میں نے (بھی) اسی طرح دیکھا ہے جو انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے، یہ بات اور پکی ہوگئی۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۳) اور ابراہیم بن سعد نے یہ حدیث محمد بن اسحاق سے اس سے بھی زیادہ کامل اور زیادہ لمبی روایت کی ہے اور اس میں انہوں نے اذان کے کلمات کو دو دو بار اور اقامت کے کلمات کو ایک ایک بار کہنے کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ (۴) عبداللہ بن زید ہی ابن عبدربہ ہیں اور انھیں ابن عبدرب بھی کہا جاتا ہے، سوائے اذان کے سلسلے کی اس ایک حدیث کے ہمیں نہیں معلوم کہ ان کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اور بھی حدیث صحیح ہے، البتہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی کی کئی حدیثیں ہیں جنھیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور یہ عباد بن تمیم کے چچا ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے درمیان ایک رات صلاۃ کے لیے لوگوں کو بلانے کی تدابیر پر گفتگو ہوئی، اسی رات عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا اور آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا (دیکھئے اگلی حدیث)۔

190- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَوَاتِ، وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَابِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

تخريج: خ/الأذان ١ (٦٠٤)، م/الصلاة ١ (٣٧٧)، ن/الأذان ١ (٦٢٧)، (تحفة الأشراف: ٧٧٧٥)، حم (٢/١٤٨) (صحيح)

۱۹۰- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جس وقت مسلمان مدینہ آئے تو وہ اکٹھے ہو کر اوقاتِ صلاۃ کا اندازہ لگاتے تھے، کوئی صلاۃ کے لیے پکار نہ لگاتا تھا، ایک دن ان لوگوں نے اس سلسلے میں گفتگو کی ❶ چنانچہ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا: نصاریٰ کے ناقوس کی طرح کوئی ناقوس بنالو، بعض نے کہا: کہ تم یہودیوں کے قرن کی طرح کوئی قرن (یعنی کسی جانور کا سینگ) بنالو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم کوئی آدمی نہیں بھیج سکتے جو صلاۃ کے لیے

پکارے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال اٹھو جاؤ صلاۃ کے لیے پکارو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی (اُس) روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔(جسے بخاری ومسلم اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے) ❷

فائدہ ❶:...... یہ گفتگو مدینہ میں صحابہ کرام سے ہجرت کے پہلے سال ہوئی تھی، اس میں بعض لوگوں نے صلاۃ کے لیے ناقوس بجانے کا اور بعض نے اونچائی پر آگ روشن کرنے کا اور بعض نے بوق (بگل) استعمال کرنے کا مشورہ دیا تھا، اسی دوران عمر کی یہ تجویز آئی کہ کسی کو صلاۃ کے لیے پکارنے پر مامور کر دیا جائے؛ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کو یہ رائے پسند آئی اور آپ نے بلال کو باآواز بلند "الصلاة جامعة" کہنے کا حکم دیا۔اس کے بعد عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان کے کلمات کسی سے سیکھے اور جا کر خواب بیان کیا، اس کے بعد موجودہ اذان رائج ہوئی۔

فائدہ ❷:...... دیکھئے صحیح البخاری حدیث ۶۰۴ وصحیح مسلم حدیث ۸۳۷

28۔بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْجِيعِ فِي الأَذَانِ

۲۸۔باب: اذان میں ترجیع کا بیان

191۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَجَدِّي، جَمِيعًا عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقْعَدَهُ وَأَلْقَى عَلَيْهِ الأَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: مِثْلَ أَذَانِنَا، قَالَ بِشْرٌ: فَقُلْتُ لَهُ: أَعِدْ عَلَيَّ، فَوَصَفَ الأَذَانَ بِالتَّرْجِيعِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي مَحْذُورَةَ فِي الأَذَانِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ بِمَكَّةَ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

تخریج: ن/الأذان ۳ (۶۳۰)، (تحفة الأشراف: ۱۲۱۶۹) (منکر)

(ابو محذورہ سے مروی دیگر روایات کے برخلاف یہ روایت منکر ہے، سنن نسائی میں اس اذان کی تفصیل مذکور ہے جس میں صرف سترہ الفاظ ہیں، جب کہ صحیح انیس الفاظ ہیں، دیکھیں مؤلف کی اگلی روایت اور نسائی کی روایت رقم ۶۳۲، ۶۳۳)

۱۹۱۔ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بٹھا کر اذان کا ایک ایک لفظ سکھایا۔

ابراہیم بن عبدالعزیز بن عبدالملک بن ابی محذورہ کہتے ہیں: اس طرح جیسے ہماری اذان ہے۔بشر کہتے ہیں تو میں نے ان سے یعنی ابراہیم سے کہا: اسے مجھ پر دہرایئے تو انہوں نے ترجیع ❶ کے ساتھ اذان کا ذکر کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اذان کے سلسلے میں ابو محذورہ والی حدیث صحیح ہے، کئی سندوں سے مروی ہے۔(۲) اور اسی پر مکہ میں عمل ہے اور یہی شافعی کا قول ہے۔'' ❷

فائدہ ❶:...... ترجیع کے معنی اذان میں شہادتین کے کلمات کو پہلے دو مرتبہ دھیمی آواز سے کہنے کے، پھر دوبارہ دو مرتبہ بلند آواز سے کہنے کے ہیں۔

فائدہ ❷:...... اذان میں ترجیع مسنون ہے یا نہیں اس بارے میں ائمہ میں اختلاف ہے، صحیح قول یہ ہے کہ اذان

ترجیع کے ساتھ اور بغیر ترجیع کے دونوں طرح سے جائز ہے اور ترجیع والی روایات صحیحین کی ہیں اس لیے راجح ہیں اور یہ کہنا کہ ''جس صحابی سے ترجیع کی روایات آئی ہیں انہیں تعلیم دینا مقصود تھا، اس لیے کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے، جنھیں آپ نے یہ تعلیم دی'' پہلی مرتبہ اسے دھیمی آواز میں ادا کیا تھا پھر دوبارہ اسے بلند آواز سے ادا کیا تھا، درست نہیں، کیونکہ ابومحذورہ مکے میں برابر ترجیع کے ساتھ اذان دیتے رہے اور ان کے بعد بھی برابر ترجیع سے اذان ہوتی رہی۔

192۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِالْوَاحِدِ الأَحْوَلِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَهُ الأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، وَالإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو مَحْذُورَةَ اسْمُهُ سَمُرَةُ بْنُ مِعْيَرٍ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هٰذَا فِي الأَذَانِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ: أَنَّهُ كَانَ يُفْرِدُ الإِقَامَةَ.

تخريج: م/الصلاة ٣ (٣٧٩)، د/الصلاة ٢٨ (٥٠٢)، ن/الأذان ٤ (٦٣١)، ق/الأذان ٢ (٧٠٩)، (تحفة الأشراف: ١٢١٦٩) (حسن صحيح)

۱۹۲۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انھیں اذان کے انیس کلمات [1] اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) بعض اہل علم اذان کے سلسلے میں اسی طرف گئے ہیں۔ (۳) ابومحذورہ سے یہ بھی روایت ہے کہ وہ اقامت اکہری کہتے تھے۔

فائدہ [1]:...... یہ انیس کلمات ترجیع کے ساتھ ہوتے ہیں، یہ حدیث اذان میں ترجیع کے مسنون ہونے پر نص صریح ہے۔

29۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْرَادِ الإِقَامَةِ

۲۹۔ باب: اقامت اکہری کہنے کا بیان

193۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أُمِرَ بِلاَلٌ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ، وَيُوتِرَ الإِقَامَةَ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخريج: خ/الأذان ١ (٦٠٣)، و٢ (٦٠٥)، و٣ (٦٠٦)، م/الصلاة ٢ (٣٧٨)، ن/الصلاة ٢٩ (٥٠٨)، ن/الأذان ٢ (٦٢٨)، ق/الأذان ٦ (٧٣٠)، (تحفة الأشراف: ٩٤٣)، حم (٣/١٠٣، ١٨٩)، د/الصلاة ٦ (١٢٣٠، ١٢٣١) (صحيح)

۱۹۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اذان دہری اور اقامت اکہری کہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث آئی ہے۔ (۳) صحابہ کرام اور تابعین میں سے بعض اہلِ علم کا یہی قول ہے اور مالک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہو یہ بھی یہی کہتے ہیں۔

30۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الإِقَامَةَ مَثْنَى مَثْنَى

۳۰۔ باب: اقامت دہری کہنے کا بیان

194۔حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: كَانَ أَذَانُ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَفْعًا شَفْعًا فِي الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ رَوَاهُ وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ زَيْدٍ رَأَى الأَذَانَ فِي الْمَنَامِ. و قَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ زَيْدٍ رَأَى الأَذَانَ فِي الْمَنَامِ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى. وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الأَذَانُ مَثْنَى مَثْنَى، وَالإِقَامَةُ مَثْنَى مَثْنَى. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَهْلُ الْكُوفَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: ابْنُ أَبِي لَيْلَى هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى كَانَ قَاضِيَ الْكُوفَةِ، وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا، إِلاَّ أَنَّهُ يَرْوِي عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِيهِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٣١١) (ضعيف الاسناد)

(عبدالرحمن بن اَبی لیلیٰ کا سماع عبداللہ بن زید سے نہیں ہے)

۱۹۴۔عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان اور اقامت دونوں دہری ہوتی تھیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن زید کی حدیث کو وکیع نے بطریق "الأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى" روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان (کا واقعہ) دیکھا اور شعبہ نے بطریق "عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى" یہ روایت کی ہے کہ محمد رسول ﷺ کے اصحاب نے ہم سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان (کا واقعہ) دیکھا۔ (۲) یہ ابن ابی لیلیٰ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے ❶ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے عبداللہ بن زید سے نہیں سنا ہے۔ (۳) بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ اذان اور اقامت دونوں دہری ہیں یہی سفیان ثوری، ابن مبارک اور اہلِ کوفہ کا قول ہے۔ (۴) ابن ابی لیلیٰ سے مراد محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ہیں۔ وہ کوفہ کے قاضی تھے، انہوں نے اپنے والد سے نہیں سنا ہے، البتہ وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے والد سے۔

فائدہ ۱ :...... مولف کا مقصد یہ ہے کہ: عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث تین طرق سے آئی ہے: ایک یہی بطریق "ابن ابی لیلیٰ، عن عمرو بن مرة، عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن عبدالله" دوسرے بطریق "الاعمش عن عمرو بن مرة، عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، عن عبدالله" تیسرے بطریق: شعبة عن عمرو بن مرة عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن اصحاب محمد ﷺ اور بقول مؤلف آخرالذکر تیسرا طریق زیادہ صحیح ہے، (کیونکہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا عبداللہ بن زید سے سماع نہیں ہے) اور اس کا مضمون (نیز دوسرے کا مضمون بھی) پہلے سے الگ ہے، یعنی صرف خواب دیکھنے کا بیان ہے اور بس۔

31۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرَسُّلِ فِي الْأَذَانِ

۳۱۔ باب: اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کے کہنے کا بیان

195۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُنْعِمِ، هُوَ صَاحِبُ السِّقَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ وَعَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ: ((يَا بِلَالُ! إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فِي أَذَانِكَ، وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ، وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ أَكْلِهِ، وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ، وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ، وَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي)).

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٢٢٢٢ و٢٤٩٣) (ضعيف جداً) (سند میں عبدالمنعم متروک ہے)

۱۹۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "بلال! جب تم اذان دو تو ٹھہر ٹھہر کر دو اور جب اقامت کہو تو جلدی جلدی کہو اور اپنی اذان و اقامت کے درمیان اس قدر وقفہ رکھو کہ کھانے پینے والا اپنے کھانے پینے سے اور پاخانہ پیشاب کی حاجت محسوس کرنے والا اپنی حاجت سے فارغ ہو جائے اور اس وقت تک (اقامت کہنے کے لیے) کھڑے نہ ہو جب تک کہ مجھے نہ دیکھ لو۔

196۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُنْعِمِ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيثِ عَبْدِالْمُنْعِمِ، وَهُوَ إِسْنَادٌ مَجْهُولٌ. وَعَبْدُ الْمُنْعِمِ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ.

تخريج: انظر ما قبله (ضعيف جداً)

۱۹۶۔ اس سند سے بھی عبدالمنعم سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ہم صرف اسی سند سے یعنی عبدالمنعم ہی کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ مجہول سند ہے، عبدالمنعم بصرہ کے شیخ ہیں۔ (یعنی ضعیف راوی ہیں)

32ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِدْخَالِ الإِصْبَعِ فِي الأُذُنِ عِنْدَ الأَذَانِ

۳۲۔ باب: اذان کے وقت شہادت کی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں داخل کرنے کا بیان

197ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ بِلاَلاً يُؤَذِّنُ وَيَدُورُ، وَيُتْبِعُ فَاهُ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، وَإِصْبَعَاهُ فِي أُذُنَيْهِ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَاءَ، أُرَاهُ قَالَ: مِنْ أَدَمٍ، فَخَرَجَ بِلاَلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَرَكَزَهَا بِالْبَطْحَاءِ، فَصَلَّى إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَرِيقِ سَاقَيْهِ، قَالَ سُفْيَانُ: نُرَاهُ حِبَرَةً. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي جُحَيْفَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُدْخِلَ الْمُؤَذِّنُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ فِي الأَذَانِ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: وَفِي الإِقَامَةِ أَيْضًا يُدْخِلُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ. وَهُوَ قَوْلُ الأَوْزَاعِيِّ. وَأَبُو جُحَيْفَةَ ـ اسْمُهُ وَهْبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ السُّوَائِيُّ ـ.

تخريج: م/الصلاة ٤٧ (٥٠٣)، د/الصلاة ٣٤ (٥٢٠)، ن/الأذان ١٣ (٦٤٤)، والزينة ٢٣ (٥٣٨٠)، ق/الأذان ٣ (٧١١)، (تحفة الأشراف: ١١٨٦)، حم (٣٠٨/٤)، د/الصلاة ٨ (١٢٣٤)، (وراجع أيضا ماعند خ/الأذان ١٥ (٦٣٤) (صحيح)

۱۹۷۔ ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بلال کو اذان دیتے دیکھا، وہ گھوم رہے تھے [1] اپنا چہرہ ادھر اور ادھر پھیر رہے تھے اور ان کی انگلیاں ان کے دونوں کانوں میں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سرخ خیمے میں تھے، وہ چمڑے کا تھا، بلال آپ کے سامنے سے نیزہ لے کر نکلے اور اسے بطحا (میدان) میں گاڑ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف منہ کر کے صلاۃ پڑھائی۔ اس نیزے کے آگے سے [2] کتے اور گدھے گزر رہے تھے۔ آپ ایک سرخ چادر پہنے ہوئے تھے، میں گویا آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ سفیان کہتے ہیں: ہمارا خیال ہے وہ چادر یمنی تھی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوجحیفہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، وہ اس چیز کو مستحب سمجھتے ہیں کہ موذن اذان میں اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں داخل کرے۔ (۳) بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ وہ اقامت میں بھی اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں داخل کرے گا، یہی اوزاعی کا قول ہے۔ [3]

فائدہ [1]: ......قیس بن ربیع کی روایت میں جو عون ہی سے مروی ہے یوں ہے "فلما بلغ حي على الصلاة حي على الفلاح لوّي عنقه يمينا وشمالا ولم يستدر" (یعنی: بلال جب "حي الصلاة حي علي الفلاح" پر پہنچے تو اپنی گردن دائیں بائیں گھمائی اور خود نہیں گھومے) دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح دی جاتی ہے کہ جنھوں نے گھومنے کا اثبات کیا ہے انھوں نے اس سے مراد سر کا گھومنا لیا ہے اور جنھوں نے اس کی نفی کی ہے انہوں نے پورے جسم کے گھومنے کی نفی کی ہے۔

فائدہ ❷ :......یعنی نیزے اور قبلے کے درمیان سے نہ کہ آپ کے اور نیزے کے درمیان سے، کیونکہ عمر بن ابی زائدہ کی روایت میں "ورأيت الناس والدواب يمرون بين يدي العنزة" ہے، (میں نے دیکھا کہ لوگ اور جانور نیزہ کے آگے سے گزر رہے تھے)۔

فائدہ ❸ :......اس پر سنت سے کوئی دلیل نہیں، رہا اسے اذان پر قیاس کرنا تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔

33۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّثْوِيبِ فِي الْفَجْرِ

۳۳۔ باب: فجر میں تثویب کا بیان

198۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ بِلَالٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُثَوِّبَنَّ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بِلَالٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْرَائِيلَ الْمُلَائِيِّ. وَأَبُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنَ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ: إِنَّمَا رَوَاهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ. وَأَبُو إِسْرَائِيلَ اسْمُهُ - إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ - وَلَيْسَ هُوَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ التَّثْوِيبِ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: التَّثْوِيبُ أَنْ يَقُولَ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ. وَ قَالَ إِسْحَاقُ فِي التَّثْوِيبِ غَيْرَ هٰذَا، قَالَ: التَّثْوِيبُ الْمَكْرُوهُ، هُوَ شَيْءٌ أَحْدَثَهُ النَّاسُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ، إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَاسْتَبْطَأَ الْقَوْمَ قَالَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. قَالَ: وَهٰذَا الَّذِي قَالَ إِسْحَاقُ: هُوَ التَّثْوِيبُ الَّذِي قَدْ كَرِهَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ، وَالَّذِي أَحْدَثُوهُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ. وَالَّذِي فَسَّرَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ: أَنَّ التَّثْوِيبَ أَنْ يَقُولَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. وَهُوَ قَوْلٌ صَحِيحٌ، وَيُقَالُ لَهُ التَّثْوِيبُ أَيْضًا. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَرَأَوْهُ. وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. وَرُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَسْجِدًا، وَقَدْ أُذِّنَ فِيهِ، وَنَحْنُ نُرِيدُ أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِ، فَثَوَّبَ الْمُؤَذِّنُ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَقَالَ: اخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ هٰذَا الْمُبْتَدِعِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ. قَالَ: وَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُاللّٰهِ التَّثْوِيبَ الَّذِي أَحْدَثَهُ النَّاسُ بَعْدُ.

تخريج: ق/الأذان ٣ (٧١٥)، (تحفة الأشراف: ٢٠٤٢)، حم (١٤/٦، ١٥) (ضعيف)

(عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا سماع بلال رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے، نیز ابواسرائیل ملائی کو وہم ہو جایا کرتا تھا، اس لیے کبھی کہتے ہیں کہ حدیث میں نے حکم بن عتیبہ سے سنی ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ حسن بن عمارۃ کے واسطے سے حکم سے سنی ہے)

۱۹۸۔ بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کے سوا کسی بھی صلاۃ میں تثویب [1] نہ کرو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۲) بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ہم صرف ابو اسرائیل ملائی کی سند سے جانتے ہیں اور ابو اسرائیل نے یہ حدیث حکم بن عتیبہ سے نہیں سنی۔ بلکہ انہوں نے اسے حسن بن عمارہ سے اور حسن نے حکم بن عتیبہ سے روایت کیا ہے۔ (۳) ابو اسرائیل کا نام اسماعیل بن ابی اسحاق ہے اور وہ اہل الحدیث کے نزدیک زیادہ قوی نہیں ہیں۔ (۴) اہل علم کا تثویب کی تفسیر کے سلسلے میں اختلاف ہے؛ بعض کہتے ہیں: تثویب فجر کی اذان میں ''الصلاة خير من النوم'' (صلاۃ نیند سے بہتر ہے) کہنے کا نام ہے، ابن مبارک اور احمد کا یہی قول ہے۔ اسحاق کہتے ہیں: تثویب اس کے علاوہ ہے، تثویب مکروہ ہے، یہ ایسی چیز ہے جسے لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے بعد ایجاد کی ہے، جب موذن اذان دیتا اور لوگ تاخیر کرتے تو وہ اذان اور اقامت کے درمیان: ''قد قامت الصلاة، حي على الصلاة، حي على الفلاح'' کہتا۔ (۴) اور جو اسحاق بن راہویہ نے کہا ہے دراصل یہی وہ تثویب ہے جسے اہل علم نے ناپسند کیا ہے اور اسی کو لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے بعد ایجاد کیا ہے، ابن مبارک اور احمد کی جو تفسیر ہے کہ تثویب یہ ہے کہ مؤذن فجر کی اذان میں: ''الصلاة خير من النوم'' کہے تو یہ کہنا صحیح ہے، اسے بھی تثویب کہا جاتا ہے اور یہ وہ تثویب ہے جسے اہل علم نے پسند کیا اور درست جانا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فجر میں ''الصلاة خير من النوم'' کہتے تھے اور مجاہد سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہوا جس میں اذان دی جاچکی تھی۔ ہم اس میں صلاۃ پڑھنا چاہ رہے تھے۔ اتنے میں موذن نے تثویب کی، تو عبداللہ بن عمر مسجد سے باہر نکلے اور کہا: اس بدعتی کے پاس سے ہمارے ساتھ نکل چلو اور اس مسجد میں انہوں نے صلاۃ نہیں پڑھی، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس تثویب کو جسے لوگوں نے بعد میں ایجاد کرلیا تھا ناپسند کیا۔

فائدہ [1] :...... یہاں تثویب سے مراد فجر کی اذان میں ''الصلاة خير من النوم'' کہنا ہے۔

34۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ

۳۴۔ باب: جو اذان دے وہی اقامت کہے

199۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمِ الأَفْرِيقِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُؤَذِّنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَأَذَّنْتُ، فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ قَدْ أَذَّنَ، وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ زِيَادٍ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الأَفْرِيقِيِّ. وَالأَفْرِيقِيُّ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ، قَالَ أَحْمَدُ: لَا أَكْتُبُ حَدِيثَ الأَفْرِيقِيِّ. قَالَ: وَرَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُقَوِّي أَمْرَهُ، وَيَقُولُ: هُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ

أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ.

تخريج: د/الصلاة ٣٠ (٥١٤) ق/الأذان ٣ (٧١٧) (تحفة الأشراف: ٣٦٥٣) حم (٤/١٦٩) (ضعيف)

(سند میں عبدالرحمٰن بن انعم افریقی ضعیف ہیں)

۱۹۹۔ زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فجر کی اذان دینے کا حکم دیا تو میں نے اذان دی، پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنی چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبیلہ صداء کے ایک شخص نے اذان دی ہے اور جس نے اذان دی ہے وہی اقامت کہے گا۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۲) زیاد رضی اللہ عنہ کی روایت کو ہم صرف افریقی کی سند سے جانتے ہیں اور افریقی محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ نے ان کی تضعیف کی ہے۔ احمد کہتے ہیں: میں افریقی کی حدیث نہیں لکھتا، لیکن میں نے محمد بن اسماعیل کو دیکھا وہ ان کے معاملے کو قوی قرار دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ مقارب الحدیث ہیں۔ (۳) اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ جو اذان دے وہی اقامت کہے۔

فائدہ ❶:...... یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے اس کی بنا پر مساجد میں جھگڑے مناسب نہیں، اگر صحیح بھی ہو تو زیادہ سے زیادہ مستحب کہہ سکتے ہیں اور مستحب کے لیے مسلمانوں میں جھگڑے زیبا نہیں۔

35۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَذَانِ بِغَيْرِ وُضُوءٍ

۳۵۔ باب: بغیر وضو کے اذان دینے کی کراہت کا بیان

200۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيَى الصَّدَفِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُؤَذِّنُ إِلَّا مُتَوَضِّئٌ)).

تخريج: تفرد المؤلف (تحفة الأشراف: ١٤٦٠٣) (ضعيف)

(سند میں معاویہ بن یحییٰ صدفی ضعیف ہیں، نیز سند میں زہری اور ابوہریرہ کے درمیان انقطاع ہے)

۲۰۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اذان وہی دے جو باوضو ہو'' ❶

فائدہ ❶:...... بہتر یہی ہے کہ اذان باوضو ہی دی جائے اور باب کی حدیث اگرچہ ضعیف ہے، لیکن وائل اور ابن عباس کی احادیث اس کی شاہد ہیں۔

201۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ إِلَّا مُتَوَضِّئٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَرْفَعْهُ ابْنُ وَهْبٍ، وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ. وَالزُّهْرِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْأَذَانِ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ: فَكَرِهَهُ

بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ. وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ.

تخريج: انظر ما قبله (ضعيف)

۲۰۱۔ ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے کہا: صلاۃ کے لیے وہی اذان دے جو باوضو ہو۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ (۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ابن وہب نے مرفوع روایت نہیں کیا، یہ [1] ولید بن مسلم کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ (۳) زہری نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا ہے۔ (۴) بغیر وضو کے اذان دینے میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض نے اسے مکروہ کہا ہے اور یہی شافعی اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے اور بعض اہل علم نے اس سلسلے میں رخصت دی ہے اور اسی کے قائل سفیان ثوری، ابن مبارک اور احمد ہیں۔

فائدہ [1]: ...... یعنی عبداللہ بن وہب کی موقوف روایت جسے انہوں نے بطریق "یونس عن الزہری، عن أبی ہریرۃ موقوفاً" روایت کی ہے، پہلی روایت (جو مرفوع ہے) کے مقابلے میں ارجح ہے اور اس کا ضعف کم ہے۔

36۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الإِمَامَ أَحَقُّ بِالإِقَامَةِ

۳۶۔ باب: امام کا اقامت (تکبیر) کا حق زیادہ ہے

202۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، أَخْبَرَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ: كَانَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُمْهِلُ فَلا يُقِيمُ، حَتَّى إِذَا رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلاةَ حِينَ يَرَاهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَدِيثُ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَهَكَذَا قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنَّ الْمُؤَذِّنَ أَمْلَكُ بِالأَذَانِ، وَالإِمَامُ أَمْلَكُ بِالإِقَامَةِ.

تخريج: م/المساجد ۲۹ (۶۰۶)، د/الصلاة ٤٤ (۵۳۷)، (تحفة الأشراف: ۲۱۳۷)، حم (۵/۷۶، ۸۷، ۹۱، ۹۵، ۱۰٤، ۱۰۵) (صحيح)

۲۰۲۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مؤذن دیر کرتا اور اقامت نہیں کہتا تھا یہاں تک کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتا کہ آپ نکل چکے ہیں تب وہ اقامت کہتا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور ہم اسرائیل کی حدیث کو جسے انھوں نے سماک سے روایت کی ہے، صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ (۳) اسی طرح بعض اہل علم نے کہا ہے کہ موذن کو اذان کا زیادہ اختیار ہے [1] اور امام کو اقامت کا زیادہ اختیار ہے۔'' [2]

فائدہ [1]: ...... کیونکہ موذن کو اذان کے وقت کا محافظ بنایا گیا ہے اس لیے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اذان کو مؤخر کرنے یا اسے مقدم کرنے پر اسے مجبور کرے۔

فائدہ ❷ :......اس لیے اس کے اشارہ یا اجازت کے بغیر تکبیر نہیں کہنی چاہیے۔

37۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَذَانِ بِاللَّيْلِ

۳۷۔ باب: رات ہی میں اذان دے دینے کا بیان

203۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ بِلاَلاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا، حَتَّى تَسْمَعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَائِشَةَ، وَأُنَيْسَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَسَمُرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الأَذَانِ بِاللَّيْلِ: فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِاللَّيْلِ أَجْزَأَهُ وَلاَ يُعِيدُ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَذَّنَ بِلَيْلٍ أَعَادَ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ بِلاَلاً أَذَّنَ بِلَيْلٍ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَادِيَ: إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ بِلاَلاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ)). وَرَوَى عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ مُؤَذِّنًا لِعُمَرَ أَذَّنَ بِلَيْلٍ، فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يُعِيدَ الأَذَانَ. وَهٰذَا لاَ يَصِحُّ أَيْضًا، لِأَنَّهُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عُمَرَ: مُنْقَطِعٌ. وَلَعَلَّ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ أَرَادَ هٰذَا الْحَدِيثَ. وَالصَّحِيحُ رِوَايَةُ عُبَيْدِ اللهِ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَالزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ بِلاَلاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَوْ كَانَ حَدِيثُ حَمَّادٍ صَحِيحًا لَمْ يَكُنْ لِهٰذَا الْحَدِيثِ مَعْنًى، إِذْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ بِلاَلاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ)) فَإِنَّمَا أَمَرَهُمْ فِيمَا يُسْتَقْبَلُ، و قَالَ: ((إِنَّ بِلاَلاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ)) وَلَوْ أَنَّهُ أَمَرَهُ بِإِعَادَةِ الأَذَانِ حِينَ أَذَّنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ: لَمْ يَقُلْ: ((إِنَّ بِلاَلاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ)). قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: حَدِيثُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ مَحْفُوظٍ، وَأَخْطَأَ فِيهِ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ.

تخريج: خ/الأذان ١٢ (٦٢٠)، والصوم ١٧ (١٩١٨)، والشهادات ١١ (٢٦٥٦)، وأخبار الآحاد ١ (٧٢٤٨)، م/الصوم ٨ (١٠٩٢)، ن/الأذان ٩ (٨٣٨)، (تحفة الأشراف: ٦٠٩٠٩)، ط/الصلاة ٣ (١٤)، حم (٢/٩، ٥٧، ١٢٣)، د/الصلاة ٤ (١٢٢٦) (صحيح)

۲۰۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بلال رات ہی میں اذان دے دیتے ہیں، لہٰذا تم کھاتے پیتے رہو، جب تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان نہ سن لو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابن مسعود، عائشہ، انیسہ، انس، ابوذر اور سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۳) رات ہی میں اذان کہہ دینے میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اگر رات باقی ہو تبھی مؤذن اذان کہہ دے تو کافی ہے، اسے دہرانے کی ضرورت نہیں، مالک، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ جب وہ رات میں اذان دے دے تو اسے دہرائے ❶، یہی سفیان ثوری کہتے ہیں۔ (۴) حماد بن سلمہ نے بطریق ایوب عن نافع عن ابن عمر روایت کی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے رات ہی میں اذان دے دی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ پکار کر کہہ دیں کہ بندہ سو گیا تھا۔ یہ حدیث غیر محفوظ ہے، صحیح وہ روایت ہے جسے عبیداللہ بن عمر وغیرہ نے بطریق نافع عن ابن عمر روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلال رات ہی میں اذان دے دیتے ہیں، لہٰذا تم کھاتے پیتے رہو، جب تک کہ ابن ام مکتوم اذان نہ دے دیں، اور عبدالعزیز بن ابی روّاد نے نافع سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن نے رات ہی میں اذان دے دی تو عمر نے اسے حکم دیا کہ وہ اذان دہرائے، یہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ نافع اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے اور شاید حماد بن سلمہ، کی مراد یہی حدیث ❷ ہو، صحیح عبیداللہ بن عمر اور دوسرے رواۃ کی روایت ہے جسے ان لوگوں نے نافع سے اور نافع نے ابن عمر سے اور زہری نے سالم سے اور سالم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال رات ہی میں اذان دے دیتے ہیں۔ (۵) اگر حماد کی حدیث صحیح ہوتی تو اس حدیث کا کوئی معنی نہ ہوتا، جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلال رات ہی میں اذان دیتے ہیں، آپ نے لوگوں کو آنے والے زمانے کے بارے میں حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بلال رات ہی میں اذان دے دیتے ہیں'' اور اگر آپ طلوع فجر سے پہلے اذان دے دینے پر انہیں اذان لوٹانے کا حکم دیتے تو آپ یہ نہ فرماتے کہ ''بلال رات ہی میں اذان دے دیتے ہیں''، علی بن مدینی کہتے ہیں: حماد بن سلمہ والی حدیث جسے انہوں نے ایوب سے اور ایوب نے نافع سے اور نافع نے ابن عمر سے اور ابن عمر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے غیر محفوظ ہے، حماد بن سلمہ سے اس میں چوک ہوئی ہے۔

فائدہ ❶ :...... اور یہی راجح ہے، کیونکہ عبداللہ ابن ام مکتوم کی اذان سحری کے غرض سے تھی، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اکتفا بھی نہیں کیا، بلکہ صلاۃِ فجر کے لیے بلال اذان دیا کرتے۔

فائدہ ❷ :...... شاید حماد بن سلمہ کے پیشِ نظر عمر والا یہی اثر رہا ہو یعنی انھیں اس کے مرفوع ہونے کا وہم ہو گیا ہو، گویا انھیں یوں کہنا چاہیے کہ عمر کے مؤذن نے رات ہی میں اذان دے دی تو عمر نے انھیں اذان لوٹانے کا حکم دیا، لیکن وہ وہم کے شکار ہو گئے اور اس کے بجائے انھوں نے یوں کہہ دیا کہ بلال نے رات میں اذان دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ پکار کر کہہ دیں کہ بندہ سو گیا تھا۔

38۔بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الأَذَانِ

۳۸۔ باب: اذان کے بعد مسجد سے باہر نکلنے کی کراہت کا بیان

204۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أُذِّنَ فِيهِ بِالْعَصْرِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: أَنْ لَا يَخْرُجَ أَحَدٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الأَذَانِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ؛ أَنْ يَكُونَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، أَوْ أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ. وَيُرْوَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: يَخْرُجُ مَا لَمْ يَأْخُذِ الْمُؤَذِّنُ فِي الإِقَامَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰذَا عِنْدَنَا لِمَنْ لَهُ عُذْرٌ فِي الْخُرُوجِ مِنْهُ. وَأَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمُ بْنُ أَسْوَدَ، وَهُوَ وَالِدُ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ. وَقَدْ رَوَى أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِيهِ.

تخريج: م/المساجد ٣٥ (٦٥٥)، د/الصلاة ٤٣ (٥٣٦)، ن/الأذان ٤٠ (٦٨٥)، ق/الأذان ٧ (٧٣٣)، (تحفة الأشراف: ١٣٤٧٧)، حم (٢/٤١٠، ٤١٦، ٤١٧، ٥٠٦، ٥٣٧)، د/الصلاة ١٢ (١٢٤١) (حسن صحيح)

۲۰۴۔ ابوالشعثاء سُلیم بن اسود کہتے ہیں کہ ایک شخص عصر کی اذان ہو چکنے کے بعد مسجد سے نکلا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رہا یہ تو اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔ (۳) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ اذان ہو جانے کے بعد بغیر کسی عذر کے مثلاً بے وضو ہو یا کوئی ناگزیر ضرورت آ پڑی ہو جس کے بغیر چارہ نہ ہو کوئی مسجد سے نہ نکلے ❶ (۴) ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ جب تک مؤذن اقامت شروع نہیں کرتا وہ باہر نکل سکتا ہے۔ (۵) ہمارے نزدیک یہ اس شخص کے لیے ہے جس کے پاس نکلنے کے لیے کوئی عذر موجود ہو۔

فائدہ ❶:...... ایک عذر یہ بھی ہے کہ آدمی کسی دوسری مسجد کا امام ہو۔

39۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَذَانِ فِي السَّفَرِ

۳۹۔ باب: سفر میں اذان کا بیان

205۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي، فَقَالَ لَنَا: إِذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا، وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: اخْتَارُوا الأَذَانَ فِي السَّفَرِ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: تُجْزِءُ الإِقَامَةُ، إِنَّمَا الأَذَانُ عَلَى مَنْ يُرِيدُ أَنْ يَجْمَعَ النَّاسَ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ

أَصَحُّ، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخريج: خ/الأذان ١٧ (٦٢٨)، و٣٥ (٦٥٨)، و٤٩ (٦٨٥)، و١٤٠ (٨١٩)، والجهاد ٤٢ (٢٨٤٨)، وألادب ٢٧ (٢٠٠٨)، وأخبار الآحاد ١ (٧٢٤٦)، م/المساجد ٥٣ (٦٧٢)، د/الصلاة ٦١ (٥٨٩)، ن/الأذان ٧ (٦٣٥)، و٨ (٦٣٦)، و٢٩ (٦٧٠)، والامامة ٤ (٧٨٢)، ق/الإقامة ٤٦ (تحفة الأشراف: ١١١٨٢)، حم (٣/٤٣٦)، و(٥/٥٣)، د/الصلاة ٤٢ (١٢٨٨) (صحيح)

۲۰۵۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور میرے چچا زاد بھائی دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ہم سے فرمایا: جب تم دونوں سفر میں ہو تو اذان دو اور اقامت کہو اور امامت وہ کرے جو تم دونوں میں بڑا ہو۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اکثر اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے، ان لوگوں نے سفر میں اذان کو پسند کیا ہے اور بعض کہتے ہیں: اقامت کافی ہے، اذان تو اس کے لیے ہے جس کا ارادہ لوگوں کو اکٹھا کرنا ہو۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔

40۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْأَذَانِ

۴۰۔ باب: اذان کی فضیلت کا بیان

206۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَثَوْبَانَ، وَمُعَاوِيَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو تُمَيْلَةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ. وَأَبُو حَمْزَةَ السُّكَّرِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ. وَجَابِرُ بْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ ضَعَّفُوهُ، تَرَكَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: لَوْلَا جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ لَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِغَيْرِ حَدِيثٍ، وَلَوْلَا حَمَّادٌ لَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِغَيْرِ فِقْهٍ.

تخريج: ق/الأذان ٥ (٧٢٧)، (تحفة الأشراف: ٦٣٨١) (ضعيف)

(سند میں ''جابر جعفی'' ضعیف متروک الحدیث راوی ہے)

۲۰۶۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سات سال تک ثواب کی نیت سے اذان دی اس کے لیے جہنم کی آگ سے نجات لکھ دی جائے گی۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث غریب ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن مسعود، ثوبان، معاویہ، انس، ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور جابر بن یزید جعفی کی لوگوں نے تضعیف کی ہے،

یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے انھیں متروک قرار دیا ہے۔ (۴) اگر جابر جعفی نہ ہوتے ❶ تو اہلِ کوفہ بغیر حدیث کے ہوتے اور اگر حماد نہ ہوتے تو اہلِ کوفہ بغیر فقہ کے ہوتے۔

فائدہ ❶: ...... اس کے باوجود باعتراف امام ابوحنیفہ جابر جعفی جھوٹا راوی ہے، امام ابوحنیفہ کی ہر رائے پر ایک حدیث گھڑ لیا کرتا تھا۔

41۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الإِمَامَ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنَ مُؤْتَمَنٌ

۴۱۔ باب: امام ضامن اور مؤذن امین ہے

207۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الإِمَامُ ضَامِنٌ، وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ، اَللّٰهُمَّ أَرْشِدِ الأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.
وَرَوَى أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى نَافِعُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: و سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ: حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: و سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَائِشَةَ أَصَحُّ. وَذَكَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ أَنَّهُ لَمْ يُثْبِتْ حَدِيثَ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَا حَدِيثَ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي هَذَا.

تخريج: د/الصلاة ۳۲ (۵۱۷)، (تحفة الأشراف: ۱۲۴۸۳)، حم (۲/۲۳۲، ۲۸۴، ۳۷۸، ۳۸۴، ۴۱۹، ۴۲۴، ۴۶۱، ۴۷۲، ۵۱۴) (صحيح)

۲۰۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام ضامن ہے ❶ اور مؤذن امین ❷ ہے، اے اللہ! تو اماموں کو راہ راست پر رکھ ❸ اور مؤذنوں کی مغفرت فرما'' ❹ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عائشہ، سہل بن سعد اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) مولف نے حدیث کے طرق اور پہلی سند کی متابعت ذکر کرنے اور ابوصالح کی عائشہ سے روایت کے بعد فرمایا: میں نے ابوزرعہ کو کہتے سنا کہ ابوصالح کی ابوہریرہ سے مروی حدیث ابوصالح کی عائشہ سے مروی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ نیز میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ ابوصالح کی عائشہ سے مروی حدیث زیادہ صحیح ہے اور بخاری، علی بن مدینی کہتے ہیں کہ ابوصالح کی حدیث ابوہریرہ سے مروی حدیث ثابت نہیں ہے اور نہ ہی ابوصالح کی عائشہ سے مروی حدیث صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :......یعنی امام مقتدیوں کی صلاۃ کا نگران اور محافظ ہے، کیونکہ مقتدیوں کی صلاۃ کی صحت امام کی صلاۃ کی صحت پر موقوف ہے، اس لیے اسے آدابِ طہارت اور آدابِ صلاۃ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

فائدہ ❷ :......یعنی لوگ اس کی اذان پر اعتماد کر کے صلاۃ پڑھتے اور صوم رکھتے ہیں، اس لیے اسے وقت کا خیال رکھنا چاہیے، نہ پہلے اذان دے اور نہ دیر کرے۔

فائدہ ❸ :......یعنی جو ذمہ داری انھوں نے اٹھا رکھی ہے اس کا شعور رکھنے اور اس سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے۔

فائدہ ❹ :......یعنی اس امانت کی ادائیگی میں ان سے جو کوتاہی ہوا سے بخش دے۔

42۔ بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

۴۲۔ باب: مؤذن کی اذان کے جواب میں آدمی کیا کہے؟

208۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح قَالَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ)). ❶

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيعَةَ، وَعَائِشَةَ، وَمُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، وَمُعَاوِيَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا رَوَى مَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ مَالِكٍ. وَرَوَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرِوَايَةُ مَالِكٍ أَصَحُّ.

تخريج: خ/الأذان ٧ (٦١١)، م/الصلاة ٧ (٣٨٣)، د/الصلاة ٣٦ (٥٢٢)، ن/الأذان ٣٣ (٦٧٤)، ق/الأذان ٤ (٧٢٠)، (تحفة الأشراف: ٤١٥٠)، ط/الصلاة ١ (٢)، حم (٣/٦، ٥٣، ٧٨)، د/الصلاة ١٠ (١٢٣٤) (صحيح)

۲۰۸۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو ویسے ہی کہو جیسے مؤذن کہتا ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابوسعید رضی اللہ عنہ والی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابورافع، ابوہریرہ، ام حبیبہ، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن ربیعہ، عائشہ، معاذ بن انس اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) معمر اور کئی رواۃ نے زہری سے مالک کی حدیث کے مثل روایت کی ہے، عبدالرحمن بن اسحاق نے اس حدیث کو بطریق: ''الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ'' روایت کیا ہے، مالک والی روایت سب سے صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں جس کی تخریج مسلم نے کی ہے "سوى الحيعلتين فيقول لا حول ولا قوة إلا بالله" (یعنی: "حي على الصلاة اور حي على الفلاح" کے علاوہ، ان پر "لا حول ولا قوة إلا بالله" کہے) کے الفاظ وارد ہیں جس سے معلوم ہوا کہ "حي على الصلاة اور حي على الفلاح" کے کلمات اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، ان دونوں کلموں کے جواب میں سننے والا لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے گا۔

43۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَأْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلَى الْأَذَانِ أَجْرًا

۴۳۔ باب: اذان کی اجرت لینے کی کراہت کا بیان

209۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو زُبَيْدٍ۔ وَهُوَ عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ ۔ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: إِنَّ مِنْ آخِرِ مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ اتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، كَرِهُوا أَنْ يَأْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلَى الأَذَانِ أَجْرًا، وَاسْتَحَبُّوا لِلْمُؤَذِّنِ أَنْ يَحْتَسِبَ فِي أَذَانِهِ.

تخريج: م/الصلاة ٣٧ (٤٦٨)، د/الصلاة ٤٠ (٥٣١)، ن/الأذان ٣٢ (٦٧٣)، ق/الأذان ٣ (٧١٤)، (تحفة الأشراف: ٩٧٦٣، وكذا ٩٧٧٠)، حم (٤/٢١٧) (صحيح)

۲۰۹۔ عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے آخری وصیت رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ کی کہ "مؤذن ایسا رکھنا جو اذان کی اجرت نہ لے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور اہلِ علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے، انھوں نے مکروہ جانا ہے کہ موذن اذان پر اجرت لے اور مستحب قرار دیا ہے کہ مؤذن اجر وثواب کی نیت سے اذان دے۔" ❶

فائدہ ❶ :...... یہ جب ہے جب محلے میں ایسے افراد ہوں جو یہ کام اجر وثواب کی نیت سے کر سکیں، مگر جہاں ایسے حالات نہ ہوں وہاں اجرت پر مؤذن رکھنے کی مجبوری ہے اور اس زمانے میں زیادہ تر محلوں میں حالات ایسے ہی ہیں، نیز آج کل مساجد میں مؤذن صرف اذان کے لیے ہی نہیں رکھے جاتے، بلکہ مسجد کی دیگر خدمات بھی انجام دیتے ہیں، چونکہ وقت وہ پورا وقت دیتے ہیں، اس لیے آج کل جو مؤذنین کو اجرت دی جاتی ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

44۔ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الدُّعَاءِ

۴۴۔ باب: مؤذن اذان دے چکے تو آدمی کون سی دعا پڑھے؟

210۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ، وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ،

لا نَعرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ حُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ .

تخريج : م/الصلاة ٧ (٣٨٦)، د/الصلاة ٣٦ (٥٢٥)، ن/الأذان ٣٨ (٦٨٠)، ق/الأذان ٤ (٧٢١)، (تحفة الأشراف : ٣٨٧٧)، حم (١/١٨١) (صحيح)

۲۱۰۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مؤذن کی اذان سن کر کہا: "وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولاً وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا" (اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں) تو اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جائیں گے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ (۲) اسے ہم صرف لیث بن سعد کی سند سے جانتے ہیں جسے وہ حکیم بن عبداللہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔

45۔ بَابٌ مِّنْهُ آخَرُ

۴۵۔ باب: اذان کے بعد آدمی کیا دعا پڑھے اس سے متعلق ایک اور باب

211۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ، إِلاَّ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، لاَنَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ . وَأَبُو حَمْزَةَ اسْمُهُ دِينَارٌ .

تخريج : خ/الأذان ٨ (٦١٤)، وتفسير الاسراء ١ (٤٧١٩)، د/الصلاة ٣٨ (٥٢٩)، ن/الأذان ٣٨ (٦٨١)، ق/الأذان ٤ (٧٢٢)، (تحفة الأشراف : ٣٠٤٦)، حم (٣/٣٥٤) (صحيح)

۲۱۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اذان سن کر "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ" (اے اللہ! اس کامل دعوت [1] اور قائم ہونے والی صلاۃ کے رب! (ہمارے نبی) محمد (ﷺ) کو وسیلہ [2] اور فضیلت [3] عطا کر اور انھیں مقام محمود [4] میں پہنچا جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے) کہا تو اس کے لیے قیامت کے روز شفاعت حلال ہو جائے گی۔ امام ترمذی کہتے ہیں: جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث محمد بن منکدر کے طریق سے حسن غریب ہے، ہم نہیں جانتے کہ

شعیب بن ابی حمزہ کے علاوہ کسی اور نے بھی محمد بن منکدر سے روایت کی ہے۔

فائدہ ❶:......اس کامل دعوت سے مراد توحید کی دعوت ہے اس کے مکمل ہونے کی وجہ سے اسے تامّہ کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔

فائدہ ❷:......وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے۔

فائدہ ❸:......فضیلہ اس مرتبے کو کہتے ہیں جو ساری مخلوق سے برتر ہو۔

فائدہ ❹:...... یہ وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی ان کلمات کے ساتھ حمد وستائش کریں گے جو اس موقع پر آپ کو الہام کیے جائیں گے۔

46۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الدُّعَاءَ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالإِقَامَةِ

۴۶۔ باب: اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا ردّ نہیں ہوتی

212۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو أَحْمَدَ وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي إِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ هَذَا.

تخريج: د/الصلاة ٣٥ (٥٢١)، (تحفة الأشراف: ١٥٩٤)، حم (٣/١١٩) (صحيح)

۲۱۲۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں کی جاتی۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: انس کی حدیث حسن صحیح ہے۔

47۔بَابٌ كَمْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَى عِبَادِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ؟

۴۷۔ باب: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی صلاتیں فرض کی ہیں؟

213۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: فُرِضَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ، ثُمَّ نُقِصَتْ حَتَّى جُعِلَتْ خَمْسًا، ثُمَّ نُودِيَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، وَإِنَّ لَكَ بِهَذِهِ الْخَمْسِ خَمْسِينَ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَمَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٣٩٨٠)، وانظر حم (٣/١٦١) (صحيح)

۲۱۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر معراج کی رات پچاس صلاتیں فرض کی گئیں، پھر کم کی گئیں

یہاں تک کہ (کم کرتے کرتے) پانچ کر دی گئیں۔ پھر پکار کر کہا گیا: اے محمد! میری بات اٹل ہے، تمہیں ان پانچ صلاتوں کا ثواب پچاس کے برابر ملے گا۔" ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ۲۔ اس باب میں عبادہ بن صامت، طلحہ بن عبیداللہ، ابوذر، ابوقتادہ، مالک بن صعصعہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......یعنی: پہلے جو پچاس وقت کی صلاتیں فرض کی گئی تھیں، کم کر کے ان کو اگرچہ پانچ وقت کی کر دیا گیا ہے مگر ثواب وہی پچاس وقت کا رکھا گیا ہے، ویسے بھی اللہ کے یہاں ہر نیکی کا ثواب شروع دس گنا سے ہوتا ہے۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

۴۸- باب: پنجوقتہ صلاۃ کی فضیلت کا بیان

214- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ، مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَأَنَسٍ، وَحَنْظَلَةَ الأُسَيِّدِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الطهارة ٥ (٢٣٣)، (تحفة الأشراف: ١٣٩٨٠)، حم (٢/٤١٤، ٤٨٤) (صحيح)

۲۱۴- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روزانہ پانچ وقت کی صلاۃ اور ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ بیچ کے گناہوں کا کفارہ ہیں، جب تک کہ کبیرہ گناہ سرزد نہ ہوں۔" امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں جابر، انس اور حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

49- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْجَمَاعَةِ

۴۹- باب: باجماعت صلاۃ کی فضیلت کا بیان

215- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا رَوَى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَامَّةُ مَنْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّمَا قَالُوا: خَمْسٍ وَعِشْرِينَ، إِلَّا ابْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ قَالَ: ((بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ)).

تخريج: خ/الأذان ٣٠ (٦٤٥)، و٣١ (٦٤٩)، م/المساجد ٤٢ (٦٥٠)، ن/الإمامة ٤٢ (٨٣٨)،

ق/المساجد ١٦ (٧٨٩)، (تحفة الأشراف: ٨٠٥٥)، ط/صلاة الجماعة ١ (١)، حم (٢/١٧، ٦٥، ١٠٢، ١١٢)، د/الصلاة (٥٦) (صحيح)

۲۱۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باجماعت صلاۃ تنہا صلاۃ پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابوسعید، ابوہریرہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نافع نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ باجماعت آدمی کی تنہا صلاۃ پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔ (۴) عام رواۃ (صحابہ) نے نبی اکرم ﷺ سے ''پچیس درجے'' نقل کیا ہے، صرف ابن عمر نے ''ستائیس درجے'' کی روایت کی ہے۔

216۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الأذان ٣٠ (٦٤٧)، و٣١ (٦٤٨)، م/المساجد ٤٢ (٦٤٩)، ن/الصلاة ٢١، والإمامة ٤٢ (٨٣٩)، ق/المساجد ١٦ (٧٨٧)، ط/صلاة الجماعة ١ (٢)، (تحفة الأشراف: ١٣٢٣٩)، حم (٢/٢٥٢، ٢٣٣، ٢٦٤، ٢٦٦، ٣٢٨، ٤٥١، ٤٧٣، ٤٧٥، ٤٨٦، ٥٢٠، ٥٢٥، ٥٢٩) (صحيح)

۲۱۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی باجماعت صلاۃ اس کی تنہا صلاۃ سے پچیس گنا بڑھ کر ہے'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... پچیس اور ستائیس کے مابین کوئی منافات نہیں ہے، پچیس کی گنتی ستائیس میں داخل ہے، یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے نبی اکرم ﷺ نے پچیس گنا ثواب کا ذکر کیا ہو بعد میں ستائیس گنا کا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ فرق مسجد کے نزدیک اور دور ہونے کے اعتبار سے ہے، اگر مسجد دور ہوگی تو اجر زیادہ ہوگا اور نزدیک ہوگی تو کم اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کمی وزیادتی خشوع وخضوع میں کمی وزیادتی کے اعتبار سے ہوگی، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ فرق جماعت کی تعداد کی کمی وزیادتی کے اعتبار سے ہوگا۔

50۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْمَعُ النِّدَاءَ فَلَا يُجِيبُ

۵۰۔ باب: جو اذان سنے اور صلاۃ میں حاضر نہ ہو اس کی شناعت کا بیان

217۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَتِي أَنْ يَجْمَعُوا حُزَمَ الْحَطَبِ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ،

ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى أَقْوَامٍ لا يَشْهَدُونَ الصَّلاةَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَمُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، وَجَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا: مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ فَلا صَلاةَ لَهُ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: هٰذَا عَلَى التَّغْلِيظِ وَالتَّشْدِيدِ، وَلا رُخْصَةَ لِأَحَدٍ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ.

تخريج: خ/ الأذان ٢٩ (٦٤٤)، و٣٤ (٦٥٧)، والخصومات ٥ (٢٤٢٢)، والأحكام ٥٢ (٧٢٢٤)، م/المساجد ٤٢ (٦٥١)، د/الصلاة ٤٧ (٥٤٨، ٥٤٩)، ن/الامامة ٤٩ (٨٤٩)، ق/المساجد ١٧ (٧٩١)، (تحفة الأشراف: ١٤٨١٩)، ط/صلاة الجماعة ١ (٣)، حم (٢/٢٤٤، ٣٧٦، ٤٨٩، ٥٣١)، د/الصلاة ٥٤ (١٣١٠) (صحيح)

۲۱۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا کہ اپنے کچھ نوجوانوں کو میں لکڑی کے گٹھے اکٹھا کرنے کا حکم دوں، پھر صلاۃ کا حکم دوں تو کھڑی کی جائے، پھر میں ان لوگوں (کے گھروں) کو آگ لگادوں جو صلاۃ میں حاضر نہیں ہوتے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن مسعود، ابوالدرداء، ابن عباس، معاذ بن انس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ میں سے کئی لوگوں سے مروی ہے کہ جو اذان سنے اور صلاۃ میں نہ آئے تو اس کی صلاۃ نہیں ہوتی۔ (۴) بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ برسبیل تغلیظ ہے (لیکن)، کسی کو بغیر عذر کے جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

218۔ قَالَ مُجَاهِدٌ: وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ يَصُومُ النَّهَارَ، وَيَقُومُ اللَّيْلَ، لَا يَشْهَدُ جُمْعَةً، وَلَا جَمَاعَةً، قَالَ: هُوَ فِي النَّارِ.

قَالَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: وَمَعْنَى الْحَدِيثِ أَنْ لَا يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ وَالْجُمُعَةَ رَغْبَةً عَنْهَا، وَاسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا، وَتَهَاوُنًا بِهَا.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٤٢١) (ضعيف الإسناد)

(سند میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہیں)

۲۱۸۔ مجاہد کہتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دن کو صوم رکھتا ہو اور رات کو قیام کرتا ہو اور جمعہ میں حاضر نہ ہوتا ہو؛ تو انھوں نے کہا: وہ جہنم میں ہوگا۔

مجاہد کہتے ہیں: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جماعت اور جمعہ میں ان سے بے رغبتی کرتے ہوئے، انھیں حقیر جانتے ہوئے اور ان میں سستی کرتے ہوئے حاضر نہ ہوتا ہو۔

51-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحْدَهُ ثُمَّ يُدْرِكُ الْجَمَاعَةَ

۵۱- باب: آدمی تنہا صلاۃ پڑھ لے پھر جماعت پالے تو کیا کرے؟

219- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ الأَسْوَدِ الْعَامِرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّتَهُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلاَةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ، قَالَ: فَلَمَّا قَضَى صَلاَتَهُ وَانْحَرَفَ إِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي أُخْرَى الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ، فَقَالَ: ((عَلَيَّ بِهِمَا))، فَجِيءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا، فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا؟)) فَقَالاَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا، قَالَ: ((فَلاَ تَفْعَلاَ، إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا، ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ، فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مِحْجَنٍ الدِّيلِيِّ، وَيَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ الأَسْوَدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. قَالُوا: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ وَحْدَهُ، ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّهُ يُعِيدُ الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا فِي الْجَمَاعَةِ، وَإِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الْمَغْرِبَ وَحْدَهُ، ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ، قَالُوا: فَإِنَّهُ يُصَلِّيهَا مَعَهُمْ، وَيَشْفَعُ بِرَكْعَةٍ، وَالَّتِي صَلَّى وَحْدَهُ هِيَ الْمَكْتُوبَةُ عِنْدَهُمْ.

تخريج: د/الصلاة ٥٧ (٥٧٥)، ن/الامامة ٥٤ (تحفة الأشراف: ١١٨٢٢)، حم (٤/١٦٠، ١٦١)، د/الصلاة ٩٧ (١٤٠٧) (صحيح)

۲۱۹- یزید بن اسود عامری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک رہا۔ میں نے آپ کے ساتھ مسجد خیف میں فجر پڑھی، جب آپ نے صلاۃ پوری کرلی اور ہماری طرف مڑے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے آخر میں (سب سے پیچھے) دو آدمی ہیں جنہوں نے آپ کے ساتھ صلاۃ نہیں پڑھی۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں میرے پاس لاؤ''، وہ لائے گئے، ان کے مونڈھے ڈر سے پھڑک رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''تم دونوں نے ہمارے ساتھ صلاۃ کیوں نہیں پڑھی؟'' انھوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہم نے اپنے ڈیروں میں صلاۃ پڑھ لی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا نہ کیا کرو، جب تم اپنے ڈیروں میں صلاۃ پڑھ لو پھر مسجد آؤ جس میں جماعت ہو رہی ہو تو لوگوں کے ساتھ بھی پڑھ لو[1] یہ تمھارے لیے نفل ہو جائے گی''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں محجن دیلی اور یزید بن عامر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہل علم میں سے کئی لوگوں کا یہی قول ہے۔ اور یہی سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں کہ جب آدمی تنہا صلاۃ پڑھ چکا ہو، پھر اسے جماعت مل جائے تو وہ جماعت کے ساتھ دوبارہ صلاۃ پڑھ لے اور جب آدمی تنہا مغرب پڑھ چکا ہو پھر جماعت پائے تو وہ ان کے ساتھ صلاۃ پڑھے اور ایک رکعت اور پڑھ کر

اسے جفت بنا دے، اور جو صلاۃ اس نے تنہا پڑھی ہے وہی ان کے نزدیک فرض ہوگی۔

فائدہ ❶ :......بعض لوگوں نے اسے ظہر اور عشا کے ساتھ خاص کیا ہے وہ کہتے ہیں فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنا درست نہیں اور مغرب دوبارہ پڑھنے سے وہ جفت ہوجائے گی، لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ یہ حکم عام ہے ساری صلاتیں اس میں داخل ہیں۔

52۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ مَرَّةً

۵۲۔ باب: جس مسجد میں ایک بار جماعت ہوچکی ہو اس میں دوبارہ جماعت کرانے کا بیان

220۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ النَّاجِيِّ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ، وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَيُّكُمْ يَتَّجِرُ عَلَى هَذَا؟)) فَقَامَ رَجُلٌ، فَصَلَّى مَعَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَاب، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي مُوسَى، وَالْحَكَمِ بْنِ عُمَيْرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِينَ. قَالُوا: لا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ الْقَوْمُ جَمَاعَةً فِي مَسْجِدٍ قَدْ صَلَّى فِيهِ جَمَاعَةٌ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. و قَالَ آخَرُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُصَلُّونَ فُرَادَى. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَمَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، يَخْتَارُونَ الصَّلاَةَ فُرَادَى. وَسُلَيْمَانُ النَّاجِيُّ بَصْرِيٌّ، وَيُقَالُ: سُلَيْمَانُ بْنُ الأَسْوَدِ، وَأَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهُ عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ.

تخريج: د/الصلاة ٥٦ (٥٧٤)، (تحفة الأشراف: ٤٢٥٦)، حم (٣/٦٤، ٨٥)، د/الصلاة ٩٨ (١٤٠٨) (صحيح)

۲۲۰۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص (مسجد) آیا رسول اللہ ﷺ صلاۃ پڑھ چکے تھے تو آپ نے فرمایا: "تم میں سے کون اس کے ساتھ تجارت کرے گا؟ ❶ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اس کے ساتھ صلاۃ پڑھی۔" ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں ابو امامہ، ابوموسیٰ اور حکم بن عمیر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ اور تابعین میں سے کئی اہلِ علم کا یہی قول ہے کہ جس مسجد میں لوگ جماعت سے صلاۃ پڑھ چکے ہوں اس میں (دوسری) جماعت سے صلاۃ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ (۴) اور بعض دوسرے اہلِ علم کہتے ہیں کہ وہ تنہا تنہا صلاۃ پڑھیں، یہی سفیان، ابن مبارک، مالک، شافعی کا قول ہے، یہ لوگ تنہا تنہا صلاۃ پڑھنے کو پسند کرتے ہیں۔

فائدہ ❶ :......ایک روایت میں ہے "ألا رجل يتصدق على هذا فيصلى معه" (کیا کوئی نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے یعنی اس کے ساتھ صلاۃ پڑھے) کے الفاظ آئے ہیں۔

فائدہ ❷ :......لیکن اس حدیث میں صراحۃً یہ بات موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جماعت سے صلاۃ

پسند فرمائی، اس کے لیے جماعت سے صلاۃ پڑھ چکے آدمی کو ترغیب دی کہ جاکر ساتھ پڑھ لے تاکہ پیچھے آنے والے کی صلاۃ جماعت سے ہو جائے، تو جب پیچھے رہ جانے والے ہی کئی ہوں تو کیوں نہ جماعت کر کے پڑھیں؛ ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الأَبْصَارِ﴾ (سورۃ الحشر: ٢) فرض صلاۃ کی طبیعت ہی اصلاً جماعت ہے۔

53- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِي الْجَمَاعَةِ

٥٣- باب: عشا اور فجر جماعت سے پڑھنے کی فضیلت کا بیان

221- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ، وَعُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ، وَجُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَأَبِي مُوسَى، وَبُرَيْدَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عُثْمَانَ مَوْقُوفًا، وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ مَرْفُوعًا.

تخريج: م/المساجد ٤٦ (٦٥٦)، د/الصلاة ٤٨ (٥٥٥)، (تحفة الأشراف: ٩٨٢٣)، ط/صلاة الجماعة ٢ (٧)، حم (١/٥٨، ٦٨) (صحيح)

٢٢١- عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عشا کی جماعت میں حاضر رہے گا تو اسے آدھی رات کے قیام کا ثواب ملے گا اور جو عشا اور فجر دونوں صلاتیں جماعت سے ادا کرے گا، اسے پوری رات کے قیام کا ثواب ملے گا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (١) عثمان کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (٢) اس باب میں ابن عمر، ابوہریرہ، انس، عمارہ بن رویبہ، جندب بن عبداللہ بن سفیان بجلی، ابی بن کعب، ابوموسیٰ اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (٣) یہ حدیث عبدالرحمن بن ابی عمرہ کے طریق سے عثمان رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی گئی ہے اور کئی دوسری سندوں سے بھی یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔

222- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ، فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ، فَلاَ تُخْفِرُوا اللَّهَ فِي ذِمَّتِهِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/المساجد ٤٦ (٦٥٧)، (تحفة الأشراف: ٣٢٥٥)، حم (٤/٣١٢، ٣١٣) (صحيح)

٢٢٢- جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے فجر پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں ہے تو تم اللہ کی پناہ ہاتھ سے جانے نہ دو" [1] امام ترمذی کہتے ہیں: حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :......یعنی: بھرپور کوشش کرو کہ اللہ کی یہ پناہ حاصل کرلو، یعنی فجر جماعت سے پڑھنے کی کوشش کرو تو اللہ کی یہ پناہ ہاتھ سے نہیں جائے گی، ان شاء اللہ۔

223ـ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ الْكَحَّالِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَوْسٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ بُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

تخريج: د/الصلاة ٥٠ (٥٦١)، (تحفة الأشراف: ١٩٤٦) (صحيح)

۲۲۳۔ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اندھیرے میں چل کر مسجد آنے والوں کو قیامت کے دن کامل نور (بھرپور اجالے) کی بشارت دے دو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

54ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّفِّ الأَوَّلِ

۵۴۔ باب: پہلی صف کی فضیلت کا بیان

224ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأُبَيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الأَوَّلِ ثَلاثًا، وَلِلثَّانِي مَرَّةً.

تخريج: م/الصلاة ٢٨ (٤٤٠)، د/الصلاة ٩٨ (٦٧٨)، ن/الامامة ٣٢ (٨٢١)، ق/الإقامة ٥٢ (١٠٠٠)، (تحفة الأشراف: ١٢٧٠١)، حم (٢/٢٤٧، ٣٣٦، ٣٤٠، ٣٦٦، ٤٨٥)، د/الصلاة ٥٢ (١٣٠٤) (صحيح)

۲۲۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی صف ہے ❶ اور سب سے بری آخری صف اور عورتوں کی سب سے بہتر صف آخری صف ❷ ہے اور سب سے بری پہلی صف''۔ ❸

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں جابر، ابن عباس، ابوسعید، ابی بن کعب، عائشہ، عرباض بن ساریہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ پہلی صف والوں کے لیے تین بار استغفار کرتے تھے اور دوسری کے لیے ایک بار۔

فائدہ ❶ :...... پہلی صف سے مراد وہ صف ہے جو امام سے متصل ہو ''سب سے بہتر صف پہلی صف ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ دوسری صفوں کی بہ نسبت اس میں خیر و بھلائی زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ جو صف امام سے قریب ہوتی ہے اس میں جو لوگ ہوتے ہیں وہ امام سے براہِ راست فائدہ اٹھاتے ہیں، تلاوت قرآن اور تکبیرات سنتے ہیں اور عورتوں

سے دور رہنے کی وجہ سے صلاۃ میں خلل انداز ہونے والے وسوسوں اور بُرے خیالات سے محفوظ رہتے ہیں اور ''آخری صف سب سے بُری صف ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ اس میں خیر و بھلائی دوسری صفوں کی بہ نسبت کم ہے، یہ مطلب نہیں کہ اس میں جو لوگ ہوں گے وہ برے ہوں گے۔

فائدہ ❷ :...... عورتوں کی سب سے آخری صف اس لیے بہتر ہے کہ یہ مردوں سے دور ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس صف میں شریک عورتیں شیطان کے وسوسوں اور فتنوں سے محفوظ رہتی ہیں۔

فائدہ ❸ :...... یہ حکم اس صورت میں ہے جب مردوں، عورتوں کی صفیں آگے پیچھے ہوں، اگر عورتیں مردوں سے الگ صلاۃ پڑھ رہی ہوں تو ان کی پہلی صف ہی بہتر ہوگی۔

225۔ و قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ مَا فِي النِّدَاءِ، وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلاَّ أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لاسْتَهَمُوا عَلَيْهِ)). قَالَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

تخريج: خ/الأذان ٩ (٦١٥)، و٣٢ (٦٥٤)، و٧٢ (٧٢١)، والشهادات ٣٠ (٢٦٨٩)، م/الصلاة ٢٨ (٤٣٧)، ن/المراقبة ٢٢ (٥٤١)، و٣١ (٦٧٢)، ق/الإقامة ٥١ (٩٩٨)، (تحفة الأشراف: ١٢٥٧٠)، ط/الصلاة ١ (٢)، وصلاة الجماعة ٢ (٦)، حم (٢/٢٣٦، ٢٧٨، ٣٠٣، ٣٧٥، ٣٧٦، ٤٢٤، ٤٦٦، ٤٧٢، ٤٧٩، ٥٣١، ٥٣٣) (صحيح)

۲۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ثواب ہے اور وہ اسے قرعہ اندازی کے بغیر نہ پا سکتے تو اس کے لیے قرعہ اندازی کرتے۔''

226۔ و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ نَحْوَهُ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۲۲۶۔ نیز قتیبہ نے مالک سے اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے۔

55۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الصُّفُوفِ

۵۵۔ باب: صفوں کو سیدھی کرنے کا بیان

227۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَوِّي صُفُوفَنَا، فَخَرَجَ يَوْمًا، فَرَأَى رَجُلًا خَارِجًا صَدْرُهُ عَنِ الْقَوْمِ، فَقَالَ: ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَالْبَرَاءِ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: ((مِنْ تَمَامِ الصَّلاةِ إِقَامَةُ

الصَّفِّ)) . وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يُوَكِّلُ رِجَالًا بِإِقَامَةِ الصُّفُوفِ فَلَا يُكَبِّرُ، حَتَّى يُخْبَرَ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدِ اسْتَوَتْ . وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانَ: أَنَّهُمَا كَانَا يَتَعَاهَدَانِ ذَلِكَ، وَيَقُولَانِ: اسْتَوُوا . وَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ: تَقَدَّمْ يَا فُلَانُ، تَأَخَّرْ يَا فُلَانُ .

تخريج: خ/الأذان ٧١ (٧١٧)، م/الصلاة ٢٨ (٤٣٦)، د/الصلاة ٩٤ (٦٦٢، ٦٦٥)، ن/الإقامة ٢٥ (٨١١)، ق/الإقامة ٥٠ (٩٩٢)، (تحفة الأشراف: ١١٦٢٠)، حم (٢٧٠/٤، ٢٧١، ٢٧٢، ٢٧٦، ٢٧٧) (صحيح)

۲۲۷۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں سیدھی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن آپ نکلے تو دیکھا کہ ایک شخص کا سینہ لوگوں سے آگے نکلا ہوا ہے، آپ نے فرمایا: ''تم اپنی صفیں سیدھی رکھو ❶ ورنہ اللہ تمھارے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا۔'' ❷ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں جابر بن سمرہ، براء، جابر بن عبداللہ، انس، ابوہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: صفیں سیدھی کرنا صلاۃ کی تکمیل ہے۔ (۴) عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ صفیں سیدھی کرنے کا کام کچھ لوگوں کے سپرد کر دیتے تھے تو وہ اس وقت تک تکبیر نہیں کہتے تھے جب تک انہیں یہ نہ بتا دیا جاتا کہ صفیں سیدھی ہو چکی ہیں۔ (۵) علی اور عثمان رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ یہ دونوں بھی اس کی پابندی کرتے تھے اور کہتے تھے: ''استووا'' (صف میں سیدھے ہو جاؤ) اور علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے: فلاں! آگے بڑھو، فلاں! پیچھے ہٹو۔

فائدہ ❶ :...... ''صفیں سیدھی رکھو'' کا مطلب یہ ہے صف میں ایک مصلی کا کندھا دوسرے مصلی کے کندھے سے اور اس کا پیر دوسرے کے پیر سے ملا ہونا چاہیے۔

فائدہ ❷ :...... لفظی ترجمہ ''تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا'' ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمھارے درمیان پھوٹ ڈال دے گا، تمہاری وحدت پارہ پارہ ہو جائے گی اور تمہاری شان وشوکت ختم ہو جائے گی، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تمھارے چہروں کو گدی کی طرف پھیر کر انہیں بگاڑ دے گا۔

56۔بَابُ مَا جَاءَ لِيَلِيَنِّي مِنْكُمْ أُولُو الأَحْلَامِ وَالنُّهَى

۵۶۔ باب: ارشاد نبوی ''مجھ سے قریب وہ لوگ رہیں جو صاحب فہم وذکا اور سمجھدار ہوں'' کا بیان

228۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِيَلِيَنِّي مِنْكُمْ أُولُو الأَحْلَامِ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الأَسْوَاقِ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَأَبِي مَسْعُودٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَالْبَرَاءِ، وَأَنَسٍ .
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ . وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ، لِيَحْفَظُوا عَنْهُ . قَالَ: وَخَالِدٌ الْحَذَّاءُ هُوَ ـ خَالِدُ بْنُ

مِهْرَانَ ۔ يُكْنَى ((أَبَا الْمُنَازِلِ)) . قَالَ: وسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: يُقَالُ: إِنَّ خَالِدًا الْحَذَّاءَ مَا حَذَا نَعْلاً قَطُّ، إِنَّمَا كَانَ يَجْلِسُ إِلَى حَذَّاءٍ فَنُسِبَ إِلَيْهِ. قَالَ: وَأَبُو مَعْشَرٍ اسْمُهُ ۔ زِيَادُ بْنُ كُلَيْبٍ۔

تخريج: م/الصلاة ٢٨ (٤٣٢)، د/الصلاة ٩٦ (٦٧٥)، (تحفة الأشراف: ٩٤١٥)، حم (١/٤٥٧)، د/الصلاة ٥١ (١٣٠٣) (صحيح)

۲۲۸۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو صاحب فہم و ذکا اور سمجھدار ہوں ان کو مجھ سے قریب رہنا چاہیے، پھر وہ جو (عقل و دانش میں) ان کے قریب ہوں، پھر وہ جو ان کے قریب ہوں، تم آگے پیچھے نہ ہونا کہ تمھارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی، اور اپنے آپ کو بازار کے شور وغوغا سے بچائے رکھنا۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ (۲) اس باب میں ابی بن کعب، ابومسعود، ابوسعید، براء اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ اس بات سے خوش ہوتے کہ مہاجرین اور انصار آپس میں قریب قریب رہیں، تا کہ وہ آپ سے (سیکھے ہوئے مسائل) محفوظ رکھ سکیں۔

57۔بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّفِّ بَيْنَ السَّوَارِي

۵۷۔ باب: ستونوں کے درمیان صف لگانے کی کراہت

229۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِءِ بْنِ عُرْوَةَ الْمُرَادِيِّ، عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ بْنِ مَحْمُودٍ، قَالَ: صَلَّيْنَا خَلْفَ أَمِيرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ، فَاضْطَرَّنَا النَّاسُ، فَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَلَمَّا صَلَّيْنَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: كُنَّا نَتَّقِي هٰذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. وَفِي الْبَابِ عَنْ قُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَفَّ بَيْنَ السَّوَارِي. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ.

تخريج: د/الصلاة ٩٥ (٦٧٣)، ن/الإمامة ٣٣ (٨٢٢)، (تحفة الأشراف: ٩٨٠)، حم (٣/١٣١) (صحيح)

۲۲۹۔عبدالحمید بن محمود کہتے ہیں کہ ہم نے امرا میں سے ایک امیر کے پیچھے صلاۃ پڑھی، لوگوں نے ہمیں دوستونوں کے درمیان صلاۃ پڑھنے پر مجبور کر دیا [1] جب ہم صلاۃ پڑھ چکے تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس سے بچتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں قرۃ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) علما میں سے کچھ لوگوں نے ستونوں کے درمیان صف لگانے کو مکروہ جانا ہے۔ احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں اور کچھ علما نے اس کی اجازت دی ہے۔'' [2]

فائدہ ❶ :......یعنی اتنی بھیڑ ہوگئی کہ مسجد میں جگہ نہیں رہ گئی، مجبوراً ہمیں دونوں ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا پڑا۔

فائدہ ❷ :...... اگر مجبوری ہو تب ستونوں کے درمیان صف لگائی جائے، ورنہ عام حالات میں اس سے پرہیز کیا جائے۔

58ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ

۵۸ـ باب: صف کے پیچھے تنہا صلاۃ پڑھنے کا بیان

230ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، قَالَ: أَخَذَ زِيَادُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ بِيَدِي وَنَحْنُ بِالرَّقَّةِ، فَقَامَ بِي عَلَى شَيْخٍ يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ فَقَالَ زِيَادٌ: حَدَّثَنِي هٰذَا الشَّيْخُ: أَنَّ رَجُلًا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ ـ وَالشَّيْخُ يَسْمَعُ ـ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ وَابِصَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، وَقَالُوا: يُعِيدُ إِذَا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُجْزِئُهُ إِذَا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ. وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى حَدِيثِ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَيْضًا، قَالُوا: مَنْ صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ يُعِيدُ. مِنْهُمْ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، وَابْنُ أَبِي لَيْلَى، وَوَكِيعٌ. وَرَوَى حَدِيثَ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ غَيْرُ وَاحِدٍ مِثْلَ رِوَايَةِ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ. وَفِي حَدِيثِ حُصَيْنٍ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هِلَالًا قَدْ أَدْرَكَ وَابِصَةَ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي هٰذَا: فَقَالَ بَعْضُهُمْ: حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ وَابِصَةَ ابْنِ مَعْبَدٍ: أَصَحُّ. وَقَالَ: بَعْضُهُمْ حَدِيثُ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ: أَصَحُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ.

تخريج: د/الصلاة ١٠٠ (٦٨٢)، ق/الإقامة ٥٤ (١٠٠٤)، (تحفة الأشراف: ١١٧٣٨)، حم (٤/٢٢٨)، د/الصلاة ٦١ (صحيح)

۲۳۰ـ ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ زیاد بن ابی الجعد نے میرا ہاتھ پکڑا، (ہم لوگ رقہ میں تھے) پھر انہوں نے مجھے لے جا کر بنی اسد کے وابصہ بن معبد نامی ایک شیخ کے پاس کھڑا کیا اور کہا: مجھ سے اس شیخ نے بیان کیا اور شیخ ان کی بات سن رہے تھے کہ ایک شخص نے صف کے پیچھے تنہا صلاۃ پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے صلاۃ دہرانے کا حکم دیا۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں علی بن شیبان اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہلِ علم میں سے کچھ لوگوں نے مکروہ سمجھا ہے کہ آدمی صف کے پیچھے تنہا صلاۃ پڑھے اور کہا ہے کہ اگر اس نے صف کے پیچھے تنہا صلاۃ پڑھی ہے تو وہ صلاۃ دہرائے، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں۔ (۴) اہلِ علم میں سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اسے کافی ہوگا جب وہ صف کے پیچھے تنہا صلاۃ پڑھے، سفیان ثوری، ابن مبارک اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ (۵) اہلِ کوفہ میں سے کچھ لوگ وابصہ بن معبد کی حدیث کی طرف گئے ہیں، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جو صف کے پیچھے تنہا صلاۃ پڑھے وہ اسے دہرائے۔ انھیں میں سے حماد بن ابی سلیمان، ابن ابی لیلیٰ اور وکیع ہیں۔ (۶) مولف نے اس حدیث کے طرق ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ عمرو بن مرّہ کی حدیث جسے انہوں نے بطریق ''ہلال بن یساف، عن عمرو بن راشد، عن وابصۃ'' روایت کی ہے، زیادہ صحیح ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حصین کی حدیث جسے انہوں نے بطریق ''ہلال بن یساف، عن زیاد بن أبي الجعد عن وابصۃ'' روایت کی ہے زیادہ صحیح ہے۔ میرے نزدیک یہ عمرو بن مرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے، اس لیے کہ یہ ہلال بن یساف کے علاوہ طریق سے بھی زیاد بن ابی الجعد کے واسطے سے وابصہ سے مروی ہے۔

فائدہ ❶ :......صف کے پیچھے اگر کوئی تنہا صلاۃ پڑھ رہا ہو تو اس کی صلاۃ درست ہے یا نہیں، اس مسئلے میں علما میں اختلاف ہے: امام احمد اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی صلاۃ درست نہیں، ان کی دلیل یہی روایت ہے۔ نیز علی بن شیبان اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی احادیث بھی ہیں جو اس معنی میں بالکل واضح ہیں، اس لیے ان کی خواہ مخواہ تاویل کی ضرورت نہیں، (جیسا کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ کا یہ فرمان بطور تنبیہ تھا) بنابریں جماعت کی مصلحت کی خاطر بعد میں آنے والے کے لیے بالکل جائز ہے کہ اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لے۔ اس معنی میں کچھ روایات بھی وارد ہیں گرچہ وہ ضعیف ہیں، لیکن ان تینوں صحیح احادیث سے ان کے معنی کی تایید ہو جاتی ہے۔ ہاں! بعض علما کا یہ کہنا ہے کہ اگر صف میں جگہ نہ ہو تب اکیلے پڑھنے سے کوئی حرج نہیں، اس حدیث میں وعید اس اکیلے مصلی کے لیے ہے جس نے صف میں جگہ ہوتے ہوئے بھی پیچھے اکیلے پڑھی ہو، واللہ اعلم

231۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَنَّ رَجُلًا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: و سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَإِنَّهُ يُعِيدُ.

تخريج : انظر ما قبله (صحيح)

۲۳۱۔ اس سند سے بھی وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے صف کے پیچھے اکیلے صلاۃ پڑھی تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے صلاۃ دہرانے کا حکم دیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: وکیع کہتے ہیں کہ جب آدمی صف کے پیچھے اکیلے

صلاۃ پڑھے تو وہ صلاۃ کو دہرائے (اس کی صلاۃ نہیں ہوئی)۔

59۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَمَعَهُ رَجُلٌ

۵۹۔ باب: آدمی اکیلا صلاۃ پڑھ رہا ہو اور اس کے ساتھ صرف ایک آدمی ہو تو مقتدی کہاں کھڑا ہو؟

232۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَأْسِي مِنْ وَرَائِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، قَالُوا: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ مَعَ الإِمَامِ يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الإِمَامِ.

تخريج: خ/العلم ٤١ (١١٧)، والوضوء ٥ (١٣٨)، والأذان ٥٧ (٦٩٧)، و(٦٩٨)، ٥٩ (٦٩٩)، و٧٧ (٧٢٦)، و٧٩ (٧٢٨)، و١٦١ (٨٥٩)، والوتر ١ (٩٩٢)، والعمل في الصلاة ١ (١١٩٨)، وتفسير آل عمران ١٩ (٤٥٧١)، و٢٠ (٤٥٧٢)، واللباس ٧١ (٥٩١٩)، والدعوات ١٠ (٦٣١٩)، م/المسافرين ٢٦ (٧٦٣)، د/الصلاة ٧٠ (٦١٠)، و٣١٦ (١٣٦٤)، ن/الغسل ٢٩ (٤٤٣)، الامامة ٢٢ (٨٠٧)، وقيام الليل ٩ (١٦٢١)، (تحفة الأشراف: ٦٣٥٦)، حم (١/٢١٥، ٢٥٢، ٢٨٥، ٢٨٧، ٣٤١، ٣٤٧، ٣٥٤، ٣٥٧، ٣٦٠، ٣٦٥)، د/الصلاة ٤٣ (١٢٩٠) (صحيح)

۲۳۲۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صلاۃ پڑھی، میں جاکر آپ کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے پیچھے سے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنے دائیں طرف کرلیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ (۳) صحابہ کرام اور ان کے بعد والے اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ جب ایک آدمی امام کے ساتھ ہو تو وہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہو۔

60۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي مَعَ الرَّجُلَيْنِ

۶۰۔ باب: کوئی دو آدمیوں کے ساتھ (بطورِ امام) صلاۃ پڑھ رہا ہو تو کہاں کھڑا ہو؟

233۔ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كُنَّا ثَلاثَةً أَنْ يَتَقَدَّمَنَا أَحَدُنَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: إِذَا كَانُوا ثَلاثَةً قَامَ رَجُلانِ

خَلْفَ الإِمَامِ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ صَلَّى بِعَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ فَأَقَامَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالآخَرَ عَنْ يَسَارِهِ، وَرَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٤٥٧٥) (ضعيف الإسناد)

(سند میں اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہیں، مگر اصل حدیث شواہد سے ثابت ہے)

۲۳۳۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم تین ہوں تو ہم میں سے ایک آگے بڑھ جائے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں ابن مسعود، جابر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے کہ جب تین آدمی ہوں تو دو آدمی امام کے پیچھے کھڑے ہوں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ اور اسود کو صلاۃ پڑھائی تو ان دونوں میں سے ایک کو اپنے دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا۔ (۴) بعض لوگوں نے اسماعیل بن مسلم مکی پر ان کے حفظ کے تعلق سے کلام کیا ہے۔''[1]

فائدہ [1]:...... سند کے لحاظ سے اگرچہ یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے مگر سارے علما کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر دو آدمی ہوں اور جگہ میں گنجائش ہو تو دونوں مقتدی پیچھے کھڑے ہوں گے اور ایک جو امام ہوگا وہ آگے کھڑا ہوگا۔ رہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا دونوں کو اپنے دائیں بائیں ساتھ میں کھڑا کر لینے کا معاملہ تو ہو سکتا ہے کہ وہاں جگہ ایسی نہ ہو۔ ویسے اسی واقعہ میں ہے کہ انھوں نے رکوع میں تطبیق کی اور دونوں سے کرائی۔ تطبیق کا مطلب ہوتا ہے: رکوع یا تشہد میں مصلی کا اپنے دونوں ہاتھوں یا ہتھیلیوں کو رانوں یا گھٹنوں کے درمیان رکھنا اور یہ منسوخ و ممنوع ہے۔

61- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَمَعَهُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ

۶۱۔ باب: آدمی صلاۃ پڑھا رہا ہو اور اس کے ساتھ مرد اور عورتیں دونوں ہوں تو کیا حکم ہے؟

234- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: قُومُوا فَلْنُصَلِّ بِكُمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِالْمَاءِ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَصَفَفْتُ عَلَيْهِ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ، وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: إِذَا كَانَ مَعَ الإِمَامِ رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِ الإِمَامِ وَالْمَرْأَةُ خَلْفَهُمَا.

وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ النَّاسِ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي إِجَازَةِ الصَّلاَةِ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ،

وَقَالُوا: إِنَّ الصَّبِيَّ لَمْ تَكُنْ لَهُ صَلاةٌ وَكَأَنَّ أَنَسًا كَانَ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَحْدَهُ فِي الصَّفِّ. وَلَيْسَ الأَمْرُ عَلَى مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقَامَهُ مَعَ الْيَتِيمِ خَلْفَهُ، فَلَوْلا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جعَلَ لِلْيَتِيمِ صَلاةً لَمَا أَقَامَ الْيَتِيمَ مَعَهُ، وَلأَقَامَهُ عَنْ يَمِينِهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَقَامَهُ عَنْ يَمِينِهِ. وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلالَةٌ أَنَّهُ إِنَّمَا صَلَّى تَطَوُّعًا، أَرَادَ إِدْخَالَ الْبَرَكَةِ عَلَيْهِمْ.

تخريج: خ/الصلاة ٢٠ (٣٨٠)، والأذان ٧٨ (٧٢٧)، و ١٦١ (٨٦٠)، و ١٦٤ (٨٧١)، و ١٦٧ (٨٧٤)، م/المساجد (٦٥٨)، د/الصلاة ٧١ (٦١٢)، ن/المساجد ٤٣ (٧٣٨)، والإمامة ١٩ (٨٠٢)، و ٦٢ (٨٧٠)، (تحفة الأشراف: ١٩٧)، ط/قصر الصلاة ٩ (٣١)، حم (٣/١٣١، ١٤٥، ١٤٩، ١٦٤)، د/الصلاة ٦١ (١٣٢٤) (صحيح)

۲۳۴۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دادی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے کھانا پکایا اور اس کو کھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو مدعو کیا، آپ نے اس میں سے کھایا پھر فرمایا: ''اٹھو چلو ہم تمھیں صلاۃ پڑھائیں''، انس کہتے ہیں: تو میں اُٹھ کر اپنی ایک چٹائی کے پاس آیا جو زیادہ استعمال کی وجہ سے کالی ہوگئی تھی، میں نے اسے پانی سے دھویا، پھر رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے، میں نے اور یتیم نے آپ کے پیچھے اس پر صف لگائی اور دادی ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں، تو آپ نے ہمیں دو رکعات پڑھائیں، پھر آپ ﷺ ہماری طرف پلٹے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب امام کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت ہو تو مرد امام کے دائیں طرف کھڑا ہو اور عورت ان دونوں کے پیچھے۔ (۳) بعض لوگوں نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ جب آدمی صف کے پیچھے تنہا ہو تو اس کی صلاۃ جائز ہے، وہ کہتے ہیں کہ بچے پر صلاۃ تو تھی ہی نہیں گویا عملاً انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تنہا ہی تھے، لیکن ان کی یہ دلیل صحیح نہیں ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے انس کو اپنے پیچھے یتیم کے ساتھ کھڑا کیا تھا اور اگر نبی اکرم ﷺ یتیم کی صلاۃ کو صلاۃ نہ مانتے تو یتیم کو ان کے ساتھ کھڑا نہ کرتے، بلکہ انس کو اپنے دائیں طرف کھڑا کرتے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صلاۃ پڑھی تو آپ نے انہیں اپنی دائیں طرف کھڑا کیا، اس حدیث میں دلیل ہے کہ آپ نے نفل صلاۃ پڑھی تھی اور انھیں برکت پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔

62۔ بَابُ مَا جَاءَ مَنْ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ

۶۲۔ باب: امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

235۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، قَالَ: و حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ

ضَمْعَجٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا ، وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ ، وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ)) . قَالَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ: ((أَقْدَمُهُمْ سِنًّا)) .

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ ، وَعَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . قَالُوا: أَحَقُّ النَّاسِ بِالإِمَامَةِ . أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ . وَقَالُوا: صَاحِبُ الْمَنْزِلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ . و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَذِنَ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ لِغَيْرِهِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِ . وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ ، وَقَالُوا: السُّنَّةُ أَنْ يُصَلِّيَ صَاحِبُ الْبَيْتِ . قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ: فَإِذَا أَذِنَ فَأَرْجُو أَنَّ الإِذْنَ فِي الْكُلِّ ، وَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا إِذَا أَذِنَ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِ .

تخريج: م/المساجد ٥٣ (٦٧٣)، د/الصلاة ٦١ (٥٨٢)، ن/الامامة ٣ (٧٨١)، و٦ (٧٨٤)، ق/الإقامة ٤٦ (٩٨٠)، (تحفة الأشراف: ٩٩٧٦)، حم (١١٨/٤، ١٢١، ١٢٢)، ويأت ف الأدب ٢٤ (برقم: ٢٧٧٢) (صحيح)

۲۳۵۔ ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں کی امامت وہ کرے جو اللہ کی کتاب (قرآن) کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہو، اگرلوگ قرآن کے علم میں برابر ہوں تو جو سب سے زیادہ سنت کا جاننے والا ہو وہ امامت کرے اور اگر وہ سنت کے علم میں بھی برابر ہوں تو جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو وہ امامت کرے، اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے، آدمی کے دائرہ اقتدار میں اُس کی امامت نہ کی جائے اور نہ کسی آدمی کے گھر میں اس کی مخصوص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھا جائے۔“

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابومسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوسعید، انس بن مالک، مالک بن حویرث اور عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، ان کا کہنا ہے کہ لوگوں میں امامت کا حق دار وہ ہے جو اللہ کی کتاب (قرآن) اور سنت کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ گھر کا مالک خود امامت کا زیادہ مستحق ہے، اور بعض نے کہا ہے: جب گھر کا مالک کسی دوسرے کو اجازت دے دے تو اس کے صلاۃ پڑھانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن بعض لوگوں نے اسے بھی مکروہ جانا ہے، وہ کہتے ہیں کہ سنت یہی ہے کہ گھر کا مالک خود پڑھائے۔ ❶ (۴) احمد بن حنبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ”آدمی کے دائرہ اقتدار میں اس کی امامت نہ کی جائے اور نہ اس کے گھر میں اس کی مخصوص نشست پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھا جائے“ کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب وہ

اجازت دے دے تو میں امید رکھتا ہوں کہ یہ اجازت مسند پر بیٹھنے اور امامت کرنے دونوں سے متعلق ہوگی، انھوں نے اس کے صلاۃ پڑھانے میں کوئی حرج نہیں جانا کہ جب وہ اجازت دے دے۔

فائدہ ❶:...... ان لوگوں کی دلیل مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت "من زار قوما فلا یؤمهم ولیؤمهم رجل منهم" ہے "إلا بإذنه" کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ اس کا تعلق صرف "لا یجلس علی تکرمته" سے ہے "لا یؤم الرجل فی سلطانه" سے نہیں ہے۔

63۔ بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ

۶۳۔ باب: جب تم میں سے کوئی امامت کرے تو صلاۃ ہلکی پڑھائے

236۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَالْمَرِيضَ، فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَمَالِكِ بْنِ عَبْدِاللهِ، وَأَبِي وَاقِدٍ، وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، وَأَبِي مَسْعُودٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ، وَابْنِ عَبَّاس. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: اخْتَارُوا أَنْ لاَ يُطِيلَ الإِمَامُ الصَّلاَةَ مَخَافَةَ الْمَشَقَّةِ عَلَى الضَّعِيفِ وَالْكَبِيرِ وَالْمَرِيضِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو الزِّنَادِ اسْمُهُ عَبْدُاللهِ بْنُ ذَكْوَانَ. وَالأَعْرَجُ هُوَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمُزَ الْمَدِينِيُّ، وَيُكْنَى أَبَا دَاوُدَ.

تخريج: خ/الأذان ٦٢ (٧٠٣)، م/الصلاة ٣٧ (٤٦٧)، د/الصلاة ١٢٧ (٧٩٤)، ن/الإمامة ٣٥ (٨٢٤)، (تحفة الأشراف: ١٣٨٨٤)، حم (٢/٢٥٦، ٢٧١، ٣١٧، ٣٩٣، ٤٨٦، ٥٠٢، ٥٣٧) (صحيح)

۲۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرے تو چاہیے کہ ہلکی صلاۃ پڑھائے، کیونکہ ان میں چھوٹے، بڑے، کمزور اور بیمار بھی ہوتے ہیں اور جب وہ تنہا صلاۃ پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عدی بن حاتم، انس، جابر بن سمرہ، مالک بن عبداللہ، ابو واقد، عثمان، ابو مسعود، جابر بن عبداللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) یہی اکثر اہلِ علم کا قول ہے، ان لوگوں نے اسی کو پسند کیا کہ امام صلاۃ لمبی نہ پڑھائے تا کہ کمزور، بوڑھے اور بیمار لوگوں کو پریشانی نہ ہو۔

فائدہ ❶:...... ہلکی صلاۃ پڑھانے کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ارکان کی ادائیگی میں اطمینان وسکون اور خشوع وخضوع اور اعتدال نہ ہو، تعدیلِ ارکان فرض ہے۔ نیز اگلی حدیث سے واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہلکی صلاۃ پڑھاتے تھے تب بھی کامل صلاۃ پڑھاتے حتی کہ مغرب میں بھی سورۂ طور یا سورۃ المرسلات پڑھتے تھے۔

237۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ أَخَفِّ النَّاسِ صَلاَةً فِي تَمَامٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاسْمُ أَبِي عَوَانَةَ وَضَّاحٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَأَلْتُ قُتَيْبَةَ، قُلْتُ: أَبُو عَوَانَةَ مَا اسْمُهُ؟ قَالَ: وَضَّاحٌ، قُلْتُ: ابْنُ مَنْ؟ قَالَ: لاَ أَدْرِي، كَانَ عَبْدًا لاِمْرَأَةٍ بِالْبَصْرَةِ.

تخريج: م/الصلاة ٣٧ (٤٦٩)، ن/الإمامة ٣٥ (٨٢٥)، (تحفة الأشراف: ١٤٣٢)، حم (٣/١٧٠، ١٧٣، ١٧٩، ٢٣١، ٢٣٤، ٢٧٦)، د/الصلاة ٤٦ (١٢٩٥) (صحيح)

۲۳۷۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ ہلکی اور سب زیادہ مکمل صلاۃ پڑھنے والے تھے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... ''سب سے ہلکی صلاۃ ہوتی تھی" سے مراد یہ ہے کہ آپ لمبی قراءت نہیں کرتے تھے، اسی طرح لمبی دعاؤں سے بھی بچتے تھے اور سب سے زیادہ مکمل صلاۃ کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلاۃ کے جملہ ارکان وسنن اور مستحبات کو حسن وخوبی اطمینان سے ادا کرتے تھے۔

64۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الصَّلاَةِ وَتَحْلِيلِهَا

۶۴۔ باب: صلاۃ کی تحریم وتحلیل کیا ہے اس کا بیان

238۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ طَرِيفٍ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مِفْتَاحُ الصَّلاَةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ، وَلاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِالْحَمْدُ وَسُورَةٍ فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ. قَالَ: وَحَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي هَذَا أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ، وَقَدْ كَتَبْنَاهُ فِي أَوَّلِ كِتَابِ الْوُضُوءِ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: إِنَّ تَحْرِيمَ الصَّلاَةِ التَّكْبِيرُ، وَلاَ يَكُونُ الرَّجُلُ دَاخِلاً فِي الصَّلاَةِ إِلاَّ بِالتَّكْبِيرِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: و سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانَ مُسْتَمْلِي وَكِيعٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ: لَوِ افْتَتَحَ الرَّجُلُ الصَّلاَةَ بِسَبْعِينَ اسْمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ وَلَمْ يُكَبِّرْ لَمْ يُجْزِهِ، وَإِنْ أَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ أَمَرْتُهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، ثُمَّ يَرْجِعَ إِلَى مَكَانِهِ فَيُسَلِّمَ، إِنَّمَا الأَمْرُ عَلَى وَجْهِهِ. قَالَ: وَأَبُو نَضْرَةَ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ.

تخريج: ق/الطهارة ٣ (٢٧٦)، (تحفة الأشراف: ٤٣٥٧)، حم (٣/٣٤٠) (صحيح) (سند میں سفیان بن وکیع ساقط الحدیث ہیں اور طریف بن شہاب ابوسفیان سعدی'' ضعیف، لیکن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث (رقم:۳) سے تقویت پا کر یہ

حدیث صحیح ہے)۔

۲۳۸۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلاۃ کی کنجی وضو (طہارت) ہے، اس کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے اور اس آدمی کی صلاۃ ہی نہیں جو الحمد للہ (سورہ فاتحہ) اور اس کے ساتھ کوئی اور سورۃ نہ پڑھے خواہ فرض صلاۃ ہو یا کوئی اور صلاۃ ہو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں علی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے اعتبار سے سب سے عمدہ اور ابوسعید خدری کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے، ہم اسے کتاب الوضوء کے شروع میں ذکر کر چکے ہیں (حدیث نمبر: ۳)۔ (۴) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے، یہی سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں کہ صلاۃ کی تحریم تکبیر ہے، آدمی صلاۃ میں تکبیر کے (یعنی اللہ اکبر کہے) بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔ (۵) عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں: اگر آدمی اللہ کے ناموں میں سے ستر نام لے کر صلاۃ شروع کرے اور ''اللہ اکبر'' نہ کہے تو بھی یہ اسے کافی نہ ہوگا اور اگر سلام پھیرنے سے پہلے اسے حدث لاحق ہو جائے تو میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وضو کرے پھر اپنی (صلاۃ کی) جگہ آ کر بیٹھے اور سلام پھیرے اور حکم (رسول) اپنے حال (ظاہر) پر (باقی) رہے گا۔ ❶

فائدہ ❶:...... یعنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو '' تحلیها التسلیم '' فرمایا ہے۔ اس کی تاویل کسی اور معنی میں نہیں کی جائیگی۔

65۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي نَشْرِ الأَصَابِعِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ

۶۵۔ باب: اللہ اکبر کہتے وقت انگلیاں کھلی رکھنے کا بیان

239۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِمْعَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلاَةِ نَشَرَ أَصَابِعَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِمْعَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلاَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا، وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ وَأَخْطَأَ يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ۱۳۰۸۲) (ضعيف)

(سند میں ''یحییٰ بن الیمان'' اخیر عمر میں مختلط ہو گئے تھے، اس لیے انھیں وہم زیادہ ہوتا تھا، اس لیے انہوں نے ''رفع يديه مدا'' (اگلی روایت کے الفاظ) کی بجائے ''نشر أصابعه'' کہہ دیا)

۲۳۹۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صلاۃ کے لیے اللہ اکبر کہتے تو اپنی انگلیاں کھلی رکھتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) دیگر کئی لوگوں نے یہ حدیث بطریق ''ابْنِ أَبِي

ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِمْعَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ" روایت کی ہے (ان کے الفاظ ہیں) کہ نبی اکرم ﷺ جب صلاۃ میں داخل ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ خوب اچھی طرح اٹھاتے تھے۔ یہ روایت یحییٰ بن یمان کی روایت سے زیادہ صحیح ہے، یحییٰ بن یمان کی روایت غلط ہے ان سے اس حدیث میں غلطی ہوئی ہے، (اس کی وضاحت آگے آرہی ہے)۔

240- قَالَ وَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِمْعَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا. قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ، وَحَدِيثُ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ خَطَأٌ.

تخريج: د/الصلاة ١١٩ (٧٥٣)، ن/الافتتاح ٦ (٨٨٤)، (تحفة الأشراف: ١٣٠٨١)، حم (٢/٣٧٥، ٤٣٤، ٥٠٠)، د/الصلاة ٣٢ (١٢٧٣) (صحيح)

۲۴۰- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب صلاۃ کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ خوب اچھی طرح اٹھاتے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: عبداللہ بن عبدالرحمن (دارمی) کا کہنا ہے کہ یہ یحییٰ بن یمان کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور یحییٰ بن یمان کی حدیث غلط ہے۔'' ❶

فائدہ ❶ :...... ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میرے والد (ابوحاتم رازی) کہتے ہیں کہ یحییٰ کو اس میں وہم ہوا ہے، وہ "إذا قام إلى الصلاة رفع يديه مداً" کہنا چاہ رہے تھے، لیکن ان سے چوک ہوگئی، انہوں نے غلطی سے "إذا كبّر للصلاة نشر أصابعه" کی روایت کردی، ابن ابی ذئب کے تلامذہ میں سے ثقات نے "إذا قام إلى الصلاة رفع يديه مداً" ہی کے الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔

66- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى
٦٦- باب: تکبیر اولیٰ کی فضیلت کا بیان

241- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسٍ مَوْقُوفًا، وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ إِلَّا مَا رَوَى سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ. وَإِنَّمَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ الْبَجَلِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَوْلَهُ.

241- حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ خَالِدِ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ

الْبَجَلِيِّ، عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَرَوَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا. وَهٰذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ، وَهُوَ حَدِيثٌ مُرْسَلٌ، وَعُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ لَمْ يُدْرِكْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ يُكْنَى أَبَا الْكَشُوثَى، وَيُقَالُ أَبُو عُمَيْرَةَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٢١) (حسن) (الصحيحة ٢٥٦٢، و١٩٧٩، وتراجع الألباني ٤٥٠)

۲۴۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی رضا کے لیے چالیس دن تک تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعت صلاۃ پڑھی تو اس کے لیے دو قسم کی براءت لکھی جائے گی: ایک آگ سے براءت، دوسری نفاق سے براءت۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: انس سے یہ حدیث موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے اور ہم نہیں جانتے کہ ابوقتیبہ سلمہ بن قتیبہ کے سوا کسی نے اسے مرفوع روایت کیا ہو۔ یہ حدیث حبیب بن ابی حبیب بجلی سے بھی روایت کی جاتی ہے، انہوں نے اسے انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور اسے انس ہی کا قول قرار دیا ہے، اسے مرفوع نہیں کیا۔ نیز اسماعیل بن عیاش نے یہ حدیث بطریق " عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ " اسی طرح روایت کی ہے اور یہ حدیث غیر محفوظ اور مرسل [1] ہے، عمارہ بن غزیہ نے انس بن مالک کا زمانہ نہیں پایا۔

فائدہ [1]: ......مرسل یہاں منقطع کے معنی میں ہے۔

67- بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ

٦٧۔ باب: صلاۃ شروع کرتے وقت کون سی دعا پڑھے؟

242- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ، ثُمَّ يَقُولُ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ، ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، ثُمَّ يَقُولُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَجَابِرٍ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَابْنِ عُمَرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ أَشْهَرُ حَدِيثٍ فِي هٰذَا الْبَابِ. وَقَدْ أَخَذَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. وَأَمَّا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ فَقَالُوا بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ)). وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ

الْـخَطَّابِ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ. وَقَدْ تُكُلِّمَ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ، كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ يَتَكَلَّمُ فِي عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ، وَقَالَ أَحْمَدُ: لاَ يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ.

تخريج: د/الصلاة ١٢٢ (٧٧٥)، ن/الافتتاح ١٨ (٩٠٠)، ق/الإقامة ١ (٨٠٤)، (تحفة الأشراف: ٤٢٥٢)، د/الصلاة ٣٣ (١٢٧٥) (صحيح) (یہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی اگلی حدیث دونوں کی سندوں میں کچھ کلام ہے اس لیے یہ دونوں حدیثیں متابعات وشواہد کی بنا پر صحیح لغیرہ ہیں)

۲۴۲۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جب صلاۃ کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ'' (اے اللہ! پاک ہے تو ہرعیب اور ہر نقص سے، سب تعریفیں تیرے لیے ہیں، بابرکت ہے تیرا نام اور بلند ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں) پڑھتے پھر ''اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا'' (اللہ بہت بڑا ہے) کہتے، پھر ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ'' (میں اللہ سمیع وعلیم کی شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں، اس کے وسوسوں سے، اس کے کبر ونخوت سے اور اس کے اشعار اور جادو سے) کہتے۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں علی، عائشہ، عبداللہ بن مسعود، جابر، جبیر بن مطعم اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) اس باب میں ابوسعید کی حدیث سب سے زیادہ مشہور ہے۔ (۳) اہلِ علم میں سے کچھ لوگوں نے اسی حدیث کو اختیار کیا ہے، رہے اکثر اہلِ علم تو ان لوگوں نے وہی کہا ہے جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ''سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ'' کہتے تھے [2] اور اسی طرح عمر بن خطاب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ تابعین وغیرہم میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ (۴) ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں کلام کیا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید راوی حدیث علی بن علی رفاعی کے بارے میں کلام کرتے تھے اور احمد کہتے تھے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

فائدہ [1]:...... دعائے استفتاح کے سلسلے میں سب سے زیادہ صحیح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ''اللهم باعد بيني وبين خطاي'' الخ ہے، کیونکہ اس کی تخریج بخاری اور مسلم دونوں نے کی ہے، پھر اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کی روایت ''إني وجهت وجهي للذي فطر السموات والأرض'' الخ ہے، اس لیے کہ اس کی تخریج مسلم نے کی ہے۔ بعض لوگوں نے اس روایت کے سلسلے میں یہ کہا ہے کہ امام مسلم نے اس کی تخریج صلاۃ اللیل میں کی جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ دعا صلاۃِ تہجد کے لیے مخصوص ہے اور فرض صلاۃ میں یہ مشروع نہیں، لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ یہ روایت مسلم میں صلاۃ اللیل میں دو طریق سے منقول ہے، لیکن کسی میں بھی یہ منقول نہیں ہے کہ یہ دعا آپ صرف تہجد میں پڑھتے تھے اور امام ترمذی نے ابواب الدعوات میں تین طرق سے اس روایت کو نقل کیا ہے، لیکن کسی میں بھی نہیں ہے کہ آپ تہجد میں اسے

پڑھتے تھے۔ اس کے برعکس ایک روایت میں ہے کہ جب آپ فرض صلاۃ کے لیے کھڑے ہوتے تب یہ دعا پڑھتے تھے۔ ابوداود نے بھی اپنی سنن میں کتاب الصلاۃ میں اسے دو طریق سے نقل کیا ہے، ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں ہے کہ یہ دعا آپ تہجد میں پڑھتے تھے، بلکہ اس کے برعکس ایک میں یہ ہے کہ آپ جب فرض صلاۃ کے لیے کھڑے ہوتے تو اس وقت یہ دعا پڑھتے۔ اسی طرح دارقطنی کی ایک روایت میں ہے کہ جب فرض صلاۃ شروع کرتے تو "إني وجهت وجهي...... الخ" پڑھتے، ان احادیث کی روشنی میں یہ قول کہ "یہ نفلی صلاۃ کے ساتھ مخصوص ہے" صحیح نہیں ہے۔

فائدہ ❷ :...... اس حدیث میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی مذکور دعا اور عمر بن الخطاب وابن مسعود رضی اللہ عنہم والی دعا میں فرق یہ ہے کہ ابوسعید والی میں ذرا اضافہ ہے جیسے "الله أكبر كبيراً" اور "أعوذ بالله ...... من همزه و نفخه" جبکہ عمر رضی اللہ عنہ والی میں یہ اضافہ نہیں ہے اور سند اور تعامل کے لحاظ سے یہی زیادہ صحیح ہے۔

243۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ.))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَحَارِثَةُ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وَأَبُو الرِّجَالِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَدِينِيُّ.

تخريج: د/الصلاة ١٢٢ (٧٧٦)، ق/الإقامة ١ (٨٠٦)، (تحفة الأشراف: ١٧٨٨٥)، وكذا: ١٦٠٤١)

(صحیح) (حارثہ بن ابی الرجال ضعیف ہیں، جیسا کہ خود مؤلف نے کلام کیا ہے، لیکن سابقہ حدیث سے تقویت پا کر یہ صحیح ہے)

۲۴۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب صلاۃ شروع کرتے تو "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ" کہتے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ (۲) حارثہ کے حفظ کے تعلق سے کلام کیا گیا ہے۔

68۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْجَهْرِ بِـ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۶۸۔ باب: بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے نہ پڑھنے کا بیان

244۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَايَةَ، عَنِ ابْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: سَمِعَنِي أَبِي، وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ أَقُولُ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ لِي: أَيْ بُنَيَّ! مُحْدَثٌ! إِيَّاكَ وَالْحَدَثَ، قَالَ: وَلَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَبْغَضَ إِلَيْهِ الْحَدَثُ فِي الْإِسْلَامِ، يَعْنِي مِنْهُ، قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقُولُهَا، فَلَا تَقُلْهَا إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلْ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ . وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ، مِنْهُمْ: أَبُو بَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَعُثْمَانُ ، وَعَلِيٌّ ، وَغَيْرُهُمْ ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ . وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ ، وَأَحْمَدُ ، وَإِسْحَاقُ: لَا يَرَوْنَ أَنْ يَجْهَرَ بِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، قَالُوا: وَيَقُولُهَا فِي نَفْسِهِ .

تخريج: ن/الافتتاح ٢٢ (٩٠٩)، ق/الإقامة ٤ (٨١٥)، (تحفة الأشراف: ٩٩٦٧)، حم (٤/٥٨)، و(٥/٥٤، ٥٥) (ضعيف) (بعض ائمہ نے ''ابن عبداللہ بن مغفل'' کو مجہول قرار دے کر اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ حافظ مزی نے ان کا نام ''یزید'' بتایا ہے اور حافظ ابن حجر نے ان کو ''صدوق'' قرار دیا ہے)

۲۴۴۔عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بیٹے کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے صلاۃ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے سنا تو انھوں نے مجھ سے کہا: بیٹے! یہ بدعت ہے اور بدعت سے بچو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو ان سے زیادہ اسلام میں بدعت کا مخالف ہو، میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ، ابوبکر کے ساتھ، عمر کے ساتھ اور عثمان (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ صلاۃ پڑھی ہے لیکن میں نے ان میں سے کسی کو اسے (اُونچی آواز سے) کہتے نہیں سنا، تو تم بھی اسے نہ کہو، ❶ جب تم صلاۃ پڑھو تو قراءت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرو۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) صحابہ جن میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی وغیرہ شامل ہیں اور ان کے بعد کے تابعین میں سے اکثر اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے، اور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں، یہ لوگ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" زور سے کہنے کو درست نہیں سمجھتے (بلکہ) ان کا کہنا ہے کہ آدمی اسے اپنے دل میں کہے۔ ❷

فائدہ ❶:...... ''تم بھی اسے نہ کہو'' سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے سرے سے ''بسم اللہ'' پڑھنے ہی سے منع کیا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اسے جہر (بلند آواز) سے پڑھنے سے روکنے پر محمول کیا جائے، اس لیے کہ اس سے پہلے جو یہ جملہ ہے کہ ''ان میں سے کسی کو میں نے اسے کہتے نہیں سنا''، اس جملے کا تعلق بلند آواز سے ہے کیونکہ وہی چیز سنی جاتی ہے جو جہر (زور) سے کہی جائے، مصنف کا ترجمۃ الباب میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

فائدہ ❷:......بسم اللہ کے زور سے پڑھنے کے متعلق جو احادیث آئی ہیں ان میں سے اکثر ضعیف ہیں، ان میں سب سے عمدہ روایت نعیم المجمر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "صليت وراء أبي هريرة فقرأ بسم الله الرحمن الرحيم ، ثم قرأ بأم القرآن ، حتى إذا بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقال آمين ، وقال الناس آمين" الحدیث، اس روایت پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس روایت کو نعیم المجمر کے علاوہ اور بھی لوگوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، لیکن اس میں "بسم الله" کا ذکر نہیں ہے، اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ نعیم المجمر ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے، اس لیے اس سے جہر پر دلیل پکڑی جاسکتی ہے، خلاصہ کلام یہ ہے کہ سرّاً

اور جہراً دونوں طرح سے جائز ہے، لیکن اکثر اور زیادہ ترصحیح احادیث آہستہ ہی پڑھنے کی آئی ہیں۔ (دیکھئے حدیث رقم:۲۴۶)

69۔ بَابُ مَنْ رَأَى الْجَهْرَ بـ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴾

۶۹۔ باب: جن کی رائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ زور سے پڑھنے کی ہے

245۔حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ بـ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ. وَقَدْ قَالَ بِهٰذَا عِدَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْهُمْ: أَبُو هُرَيْرَةَ، وَابْنُ عُمَرَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ: رَأَوُا الْجَهْرَ بـ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ. وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادٍ، هُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ. وَأَبُو خَالِدٍ يُقَالُ: هُوَ أَبُو خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ، وَاسْمُهُ هُرْمُزُ وَهُوَ كُوفِيٌّ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٥٣٧) (ضعيف الإسناد)

(سند میں ابوخالد الوالبی لین الحدیث، یعنی ضعیف ہیں)

۲۴۵۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی صلاۃ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے شروع کرتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس کی سند قوی نہیں ہے۔ (۲) صحابہ کرام میں سے جن میں ابوہریرہ، ابن عمر، ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم شامل ہیں اوران کے بعد تابعین میں سے کئی اہل علم "بسم الله الرحمن الرحيم" زور سے کہنے کے قائل ہیں اور یہی شافعی بھی کہتے ہیں۔

70۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ بـ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

۷۰۔ باب: "الحمد لله رب العالمين" سے قراءت شروع کرنے کا بیان

246۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ: بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ: بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، مَعْنَاهُ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْدَءُونَ بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَبْلَ السُّورَةِ، وَلَيْسَ مَعْنَاهُ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَقْرَءُونَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. وَكَانَ الشَّافِعِيُّ يَرَى أَنْ يُبْدَأَ بـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، وَأَنْ يُجْهَرَ بِهَا إِذَا

جُهِرَ بِالْقِرَاءَةِ.

تخريج: خ/الأذان ٨٩ (٧٤٣)، م/الصلاة ١٣ (٣٩٩)، د/الصلاة ١٢٤ (٧٨٢)، ن/الافتتاح ٢٠ (٩٠٣)، ق/الإقامة ٤ (٨١٣)، (تحفة الأشراف: ١٤٣٥)، ط/الصلاة ٦ (٣٠)، حم (١٠١/٣، ١١١، ١١٤، ١٨٣)، د/الصلاة ٣٤ (١٢٧٦) (صحيح)

۲۴۶۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم الحمد لله رب العالمين سے قراءت شروع کرتے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ یہ لوگ "الحمد لله رب العالمين" سے قراءت شروع کرتے تھے۔ شافعی کہتے ہیں کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم "الحمد للہ رب العالمین" سے قراءت شروع کرتے تھے" کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ سورت سے پہلے سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ "بسم الله الرحمن الرحيم" نہیں پڑھتے تھے، شافعی کی رائے ہے کہ قراءت "بسم الله الرحمن الرحيم" سے شروع کی جائے اور اسے بلند آواز سے پڑھا جائے جب قراءت جہر سے کی جائے۔" ❶

فائدہ ❶:...... جو لوگ "بسم الله الرحمن الرحيم" کے جہر کے قائل نہیں ہیں وہ اسی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سبھی قراءت "الحمد لله رب العالمين" سے شروع کرتے تھے اور جہر کے قائلین اس روایت کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہاں "الحمد لله رب العالمين" سے مراد سورۂ فاتحہ ہے نہ کہ خاص یہ الفاظ، حدیث کا مطلب ہے کہ یہ لوگ قراءت کی ابتدا سورۂ فاتحہ سے کرتے تھے۔

71۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۷۱۔ باب: سورۂ فاتحہ کے بغیر صلاۃ نہیں ہوتی

247۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ أَبُو عَبْدِاللهِ الْعَدَنِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْهُمْ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ، وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وَغَيْرُهُمْ، قَالُوا: لَا تُجْزِءُ صَلَاةٌ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ. وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: كُلُّ صَلَاةٍ لَمْ يُقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ. وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ: اخْتَلَفْتُ إِلَى ابْنِ عُيَيْنَةَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَنَةً، وَكَانَ الْحُمَيْدِيُّ أَكْبَرَ مِنِّي بِسَنَةٍ، وَسَمِعْتُ ابْنَ

أَبِي عُمَرَ، يَقُولُ: حَجَجْتُ سَبْعِينَ حَجَّةً مَاشِيًا عَلَى قَدَمَيَّ.

تخريج: خ/الأذان ٩٥ (٧٥٦)، م/الصلاة ١١ (٣٩٤)، د/الصلاة ١٣٦ (٨٢٢)، (بزيادة "فصاعدا")، ن/الافتتاح ٢٤ (٩١١)، ق/الإقامة ١١ (٨٣٧)، (تحفة الأشراف: ٥١١٠)، حم (٣١٤/٥، ٣٢٢)، د/الصلاة ٣٦ (١٢٧٨) (صحيح)

۲۴۷۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی صلاۃ نہیں جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبادہ بن صامت کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ، عائشہ، انس، ابوقتادہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام میں سے اکثر اہلِ علم، جن میں عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، جابر بن عبداللہ اور عمران بن حصین وغیرہم رضی اللہ عنہم شامل ہیں کا اسی پر عمل ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر صلاۃ کفایت نہیں کرتی۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس صلاۃ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ ناقص اور ناتمام ہے۔ یہی ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر صلاۃ نہیں ہوتی ہے، فرض ہو یا نفل ہو، خواہ پڑھنے والا اکیلے پڑھ رہا ہو یا جماعت سے ہو، امام ہو یا مقتدی، ہر شخص کے لیے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اس کے بغیر صلاۃ نہیں ہوگی، اس لیے کہ لانفی جس پر آتا ہے اس سے ذات کی نفی مراد ہوتی ہے اور یہی اس کا حقیقی معنی ہے۔ یہ صفات کی نفی کے معنی میں اس وقت آتا ہے جب ذات کی نفی مشکل اور دشوار ہو اور اس حدیث میں ذات کی نفی کوئی مشکل نہیں، کیونکہ از روئے شرع صلاۃ مخصوص اقوال اور افعال کو مخصوص طریقے سے ادا کرنے کا نام ہے، لہٰذا بعض یا کل کی نفی سے اس کی نفی ہو جائے گی اور اگر بالفرض ذات کی نفی نہ ہو سکتی تو وہ معنی مراد لیا جائے گا جو ذات سے قریب تر ہو اور وہ صحت ہے نہ کہ کمال اس لیے کہ صحت اور کمال دونوں مجاز میں سے ہیں۔ صحت ذات سے اقرب اور کمال ذات سے ابعد ہے، اس لیے یہاں صحت کی نفی مراد ہوگی جو ذات سے اقرب ہے، نہ کہ کمال کی نفی، کیونکہ وہ صحت کے مقابلے میں ذات سے ابعد ہے۔

72۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّأْمِينِ

۷۲۔ باب: آمین کہنے کا بیان

248۔ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ﴾ فَقَالَ: آمِينَ، وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ

مِـنْ أَهْـلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّـابِـعِيـنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَرَوْنَ أَنَّ الرَّجُلَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّأْمِينِ، وَلَا يُخْفِيهَا. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَرَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَـلَـمَةَ بْـنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْـمَـغْـضُـوبِ عَـلَيْهِـمْ وَلَا الـضَّالِّينَ﴾ فَقَالَ: ((آمِينَ))، وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: و سَـمِـعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَدِيثُ سُفْيَانَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ فِي هَذَا، وَأَخْطَأَ شُعْبَةُ فِي مَوَاضِعَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ. فَقَالَ: عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ، وَإِنَّمَا هُوَ حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ، وَيُكْنَى أَبَا السَّكَنِ، وَزَادَ فِيـهِ عَـنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، وَلَيْسَ فِيهِ: عَنْ عَلْقَمَةَ، وَإِنَّمَا هُوَ: عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْـنِ حُـجْـرٍ، وَقَـالَ: وَخَـفَضَ بِهَا صَوْتَهُ، وَإِنَّمَا هُوَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَـنْ هٰـذَا الْـحَـدِيـثِ؟ فَـقَالَ: حَدِيثُ سُفْيَانَ فِي هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ، قَالَ: وَرَوَى الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ الأَسَدِيُّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ نَحْوَ رِوَايَةِ سُفْيَانَ.

تخريج: د/الصلاة ١٧٢ (٩٣٢)، ن/الافتتاح ٤ (٨٨٠)، ق/الإقامة ١٤ (٨٥٥)، (تحفة الأشراف: ١١٧٥٨)، حم (٤/٣١٥)، د/الصلاة ٣٩ (١٢٨٣) (صحيح)

۲۴۸۔ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو "غير المغضوب عليهم ولا الضالين" پڑھ کر، آمین کہتے سنا اور اس کے ساتھ آپ نے اپنی آواز کھینچی۔ (یعنی بلند کی)

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ، تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے کئی اہلِ علم کا یہی قول ہے کہ آدمی آمین کہنے میں اپنی آواز بلند کرے، اسے پست نہ رکھے۔ شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔

☆(شاذ) ۴۔ شعبہ نے یہ حدیث بطریق "سلمة بن كهيل، عن حُجر أبي العنبس، عن علقمة بن وائل، عن أبيه وائل" روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے "غير المغضوب عليهم ولا الضالين" پڑھا تو آپ نے آمین کہی اور اپنی آواز پست کی۔ (۵) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ شعبہ نے اس حدیث میں کئی مقامات پر غلطیاں کی ہیں، ❶ انھوں نے حجر ابی عنبس کہا ہے، جب کہ وہ حجر بن عنبس ہیں اور ان کی کنیت ابوالسکن ہے اور اس میں انہوں نے "عن علقمة بن وائل" کا واسطہ بڑھا دیا ہے، جب کہ اس میں علقمہ کا واسطہ نہیں ہے، حجر بن عنبس براہ راست حجر سے روایت کر رہے ہیں اور "و خفض بها صوته" (آواز پست کی) کہا ہے، جب کہ یہ "ومدّ بها صوته" (اپنی آواز کھینچی) ہے۔ (۶) میں نے ابوزرعہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور علاء بن صالح اسدی نے بھی سلمہ بن کہیل سے سفیان ہی کی حدیث کی طرح روایت کی ہے۔ ❷

فائدہ ❶ :...... شعبہ نے اس حدیث میں تین غلطیاں کی ہیں: ایک تو انہوں نے حجر ابی عنبس کہا ہے جب کہ یہ حجر بن عنبس ہے۔ دوسری یہ کہ انہوں نے حجر بن عنبس اور وائل بن حجر کے درمیان علقمہ بن وائل کے واسطے کا اضافہ کر دیا ہے، جب کہ اس میں علقمہ کا واسطہ نہیں ہے اور تیسری یہ کہ انھوں نے " خفض بها صوته " کہا ہے جب کہ "مدّ بها صوته" ہے۔

فائدہ ❷ :...... گویا سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس حدیث کی روایت میں علاء بن صالح اسدی نے سفیان کی متابعت کی ہے۔ (جو آگے آ رہی ہے)

249۔ قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْعَلاءُ بْنُ صَالِحٍ الأَسَدِيُّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ.

تخريج: حم (٤/٣١٧)، وكذا الدارمي انظر ما قبله (صحيح)

۲۴۹۔ اس سند سے بھی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے سفیان کی (پچھلی) روایت جیسی روایت ہے۔

73۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّأْمِينِ

۷۳۔ باب: آمین کہنے کی فضیلت کا بیان

250۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الأذان ١١١ (٧٨٠)، و١١٣ (٧٨٢)، وتفسير (٤٤٧٥)، م/الصلاة ١٨ (٤١٠)، د/الصلاة ١٧٢ (٩٣٤)، ن/الافتتاح ٣٣ (٩٢٦)، ق/الإقامة ١٤ (٨٥١)، (تحفة الأشراف: ١٣٢٣٠، ١٥٢٤٠)، ط/الصلاة ١١ (٤٦)، حم (٢/٢٣٨، ٤٦٩)، د/الصلاة ٣٨ (١٢٨١) (صحيح)

۲۵۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو۔ اس لیے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: ابوہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

74۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّكْتَتَيْنِ فِي الصَّلاةِ

۷۴۔ باب: صلاۃ کے دونوں سکتوں کا بیان

251۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ

الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وَقَالَ: حَفِظْنَا سَكْتَةً. فَكَتَبْنَا إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ بِالْمَدِينَةِ، فَكَتَبَ أُبَيٌّ: أَنْ حَفِظَ سَمُرَةُ. قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكْتَتَانِ؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ، وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ: وَإِذَا قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ أَنْ يَسْكُتَ حَتَّى يَتَرَادَّ إِلَيْهِ نَفَسُهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحِبُّونَ لِلإِمَامِ أَنْ يَسْكُتَ بَعْدَمَا يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ، وَبَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِرَاءَةِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، وَأَصْحَابُنَا.

تخريج: د/الصلاة ١٢٣ (٧٧٧، ٧٧٨، ٧٧٩، ٧٨٠)، ق/الإقامة ١٢ (٨٤٤، ٨٤٥)، (تحفة الأشراف: ٤٥٨٩)، وكذا (٤٥٧٦، و٤٦٠٩)، حم (٥/٢١) (ضعيف)

(حسن بصری کے سمرہ سے حدیث عقیقہ کے سوا سماع میں اختلاف ہے، نیز ''حسن'' ''مدلس'' ہیں اور یہاں پر نہ تو ''سماع'' کی صراحت ہے، نہ ہی تحدیث کی، اس پر مستزاد یہ کہ ''قتادہ'' بھی مدلس ہیں اور ''عنعنہ'' سے روایت ہے)

۲۵۱۔ سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (صلاۃ میں) دو سکتے ہیں جنھیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کیا ہے، اس پر عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا اور کہا: ہمیں تو ایک ہی سکتہ یاد ہے۔ چنانچہ (سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہم نے مدینے میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو لکھا، تو انھوں نے لکھا کہ سمرہ نے (ٹھیک) یاد رکھا ہے۔

سعید بن أبی عروبہ کہتے ہیں: تو ہم نے قتادہ سے پوچھا: یہ دو سکتے کون کون سے ہیں؟ انھوں نے کہا: جب صلاۃ میں داخل ہوتے (پہلا اس وقت) اور جب آپ قراءت سے فارغ ہوتے، پھر اس کے بعد کہا اور جب ''ولا الضالین'' کہتے [1] اور آپ کو یہ بات اچھی لگتی تھی کہ جب آپ قراءت سے فارغ ہوں تو تھوڑی دیر چپ رہیں یہاں تک کہ سانس ٹھہر جائے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ (۳) اہلِ علم میں سے بہت سے لوگوں کا یہی قول ہے کہ وہ امام کے لیے صلاۃ شروع کرنے کے بعد اور قراءت سے فارغ ہونے کے بعد (تھوڑی دیر) چپ رہنے کو مستحب جانتے ہیں اور یہی احمد، اسحاق بن راہویہ اور ہمارے اصحاب بھی کہتے ہیں۔

فائدہ [1]:...... یعنی: پہلے تو قتادہ نے دوسرے سکتے کے بارے میں یہ کہا کہ وہ پوری قراءت سے فراغت کے بعد ہے، اور بعد میں کہا کہ وہ ''ولا الضالین'' کے بعد اور سورۃ کی قراءت سے پہلے ہے، یہ قتادہ کا اضطراب ہے، اس کی وجہ سے بھی یہ روایت ضعیف مانی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دوسرا سکتہ پوری قراءت سے فراغت کے بعد اور رکوع سے پہلے اس روایت کی تائید کئی طرق سے ہوتی ہے، (دیکھئے ضعیف ابی داود رقم: ۱۳۵۔۱۳۸) امام شوکانی نے: ''حصل من مجموع الروايات ثلاث سكتات.'' کہہ کر تین سکتے بیان کیے ہیں اور تیسرے کے متعلق کہ جو سورۃ

الفاتحہ، اس کے بعد والی قراءت اور رکوع سے پہلے ہوگا۔ "وهي أخف من الأولى والثانية". یہ تیسرا سکتہ۔ افتتاح صلاۃ کے فوراً بعد سورۃ الفاتحہ سے قبل والے پہلے سکتے اور "ولا الضالين" کے بعد اگلی قراءت سے قبل والے دوسرے سکتے سے بہت ہلکا ہوگا، یعنی امام کی سانس درست ہونے کے لیے بس۔ (دیکھئے: تحفة الأحوذي ۱/۲۱۳ طبع المکتبۃ الفاروقی، ملتان، پاکستان)۔

75۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلاةِ

۷۵۔ باب: صلاۃ میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان

252۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَغُطَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ هُلْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: يَرَوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلاَةِ. وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ، وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ، وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ. وَاسْمُ هُلْبٍ: يَزِيدُ بْنُ قُنَافَةَ الطَّائِيُّ.

تخريج: ق/الإقامة (۸۰۹)، (تحفة الأشراف: ۱۱۷۳۵)، حم (۵/۲۲۶، ۲۲۷) (حسن صحيح)

۲۵۲۔ ہلب طائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری امامت کرتے تو بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑتے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ہلب رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں وائل بن حجر، غطیف بن حارث، ابن عباس، ابن مسعود اور سہیل بن سعد رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ آدمی صلاۃ میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے [1] اور بعض کی رائے ہے کہ انھیں ناف کے اوپر رکھے اور بعض کی رائے ہے کہ ناف کے نیچے رکھے، ان کے نزدیک ان سب کی گنجائش ہے۔

فائدہ [1] :...... اس کے برعکس امام الک سے جو ہاتھ چھوڑنے کا ذکر ہے وہ شاذ ہے صحیح نہیں۔ مؤطا امام مالک میں بھی ہاتھ باندھنے کی روایت موجود ہے شوافع، احناف اور حنابلہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ صلاۃ میں ہاتھ باندھنا ہی سنت ہے۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ ہاتھ باندھے کہا جائیں سینے پر یا زیر ناف؟ تو بعض حضرات زیر ناف باندھنے کے قائل ہیں مگر زیر ناف والی حدیث ضعیف ہے، بعض لوگ سینے پر باندھنے کے قائل ہیں ان کی دلیل وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت "صليت مع النبي ﷺ فوضع يده اليمنى على يده اليسرىٰ على صدره" ہے۔ اس روایت کی تخریج ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں کی ہے اور یہ ابن خزیمہ کی شرط کے مطابق ہے اور اس کی تائید ہلب الطائی کی روایت سے بھی ہوتی ہے جس کی تخریج امام احمد نے اپنی مسند میں ان الفاظ کے ساتھ کی ہے "رأيت رسول الله ينصرف

عـن يمينه وعن يساره ورأيته يضع هذه على صدره ووصف يحيىٰ اليمنىٰ على اليسرىٰ فوق الـمـفـصـل" (یزید بن قُنافہ ہُلب الطائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (سلام پھیرتے وقت) دیکھا کہ آپ (پہلے) دائیں جانب مڑتے اور پھر بائیں جانب اور میں نے آپ ﷺ کو یوں بھی دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھوں کو سینے پر رکھتے تھے۔ امام احمد بن حنبل کے استاذ یحییٰ بن سعید نے ہلب رضی اللہ عنہ کے اس بیان کی عملی وضاحت اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر جوڑ کے اوپر باندھ کر کی)۔ اس کے سارے رواۃ ثقہ ہیں اور اس کی سند متصل ہے (مسند احمد ۵/۲۲۶) اور وائل بن حجر کی روایت پر جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس میں اضطراب ہے، ابن خزیمہ کی روایت میں "علی صدرہ" ہے، بزار کی روایت میں "عـند صدرہ" ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں "تـحـت السرۃ" ہے تو یہ اعتراض صحیح نہیں ہے، کیونکہ مجرد اختلاف سے اضطراب لازم نہیں آتا، بلکہ اضطراب کے لیے شرط ہے کہ تمام وجوہ اختلاف برابر ہوں اور یہاں ایسا نہیں ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں "تـحـت الـسـرّہ" کا جو لفظ ہے وہ مدرج ہے، اسے جان بوجھ کر بعض مطبع جات کی طرف سے اس روایت میں داخل کر دیا گیا ہے اور ابن خزیمہ کی روایت میں "عـلـی صدرہ" اور بزار کی روایت "عـند صدرہ" جو آیا ہے تو ان دونوں میں ابن خزیمہ والی روایت راجح ہے، کیونکہ ہلب طائی رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے لیے شاہد ہے اور طاؤس کی ایک مرسل روایت بھی اس کی تائید میں ہے اس کے برعکس بزار کی حدیث کی کوئی شاہد روایت نہیں۔

76- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

۷۶۔ باب: رکوع اور سجدہ جاتے وقت اللہ اکبر کہنے کا بیان

253- حَـدَّثَـنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَـلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ، وَقِيَـامٍ وَقُـعُـودٍ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي مَـالِكٍ الأَشْـعَرِيِّ، وَأَبِي مُوسَى، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَـى: حَـدِيـثُ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْـنِ مَسْـعُـودٍ حَـدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، مِـنْهُـمْ: أَبُـو بَـكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَغَيْرُهُمْ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ، وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ.

تـخـريـج: ن/التطبيق ٣٤ (١٠٨٤)، و٨٣ (١١٤٣)، و٩٠ (١١٥٠)، وفـي السهـو ٧٠ (١٣٢٠)، (تحفة الأشراف: ٩١٧٤) وكذا (٩٤٧٠)، حم (١/٣٨٦، ٤٤٢، ٤٤٣)، د/الصلاة ٤٠ (١٢٨٣م) (صحيح)

۲۵۳۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر جھکنے، اٹھنے، کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے وقت اللہ اکبر کہتے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں

ابوہریرہ، انس، ابن عمر، ابو مالک اشعری، ابوموسیٰ، عمران بن حصین، وائل بن حجر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام کا جن میں ابوبکر، عمر، عثمان علی رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں اوران کے بعد کے تابعین کا عمل اسی پر ہے اوراسی پر اکثر فقہا وعلما کا عمل بھی ہے۔

فائدہ ❶ :......اس طرح دو رکعت والی صلاۃ میں کل گیارہ تکبیریں اور چار رکعت والی صلاۃ میں ۲۲ تکبیریں ہوئیں اور پانچوں فرض صلاتوں میں کل ۹۴ تکبیریں ہوئیں، واضح رہے کہ رکوع سے اٹھتے وقت آپ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے تھے، اس لیے اس حدیث کے عموم سے یہ مستثنیٰ ہے، ان تکبیرات میں سے صرف تکبیر تحریمہ فرض ہے باقی سب سنت ہیں۔ اگر وہ کسی سے چھوٹ جائیں تو صلاۃ ہو جائے گی، البتہ فضیلت اور سنت کی موافقت اس سے فوت ہو جائے گی۔

77۔ بَابٌ مِّنْهُ آخَرُ

۷۷۔ باب: رکوع اور سجود کے وقت ''اللہ اکبر'' کہنے سے متعلق ایک اور باب

254۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُنِيرٍ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَهْوِي.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ، قَالُوا: يُكَبِّرُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَهْوِي لِلرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٤٨٦٨) (صحيح)

۲۵۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جھکتے وقت ''اللہ اکبر'' کہتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) صحابہ کرام اوران کے بعد کے تابعین میں سے اہل علم کا قول یہی ہے کہ رکوع اور سجدے کے لیے جھکتے ہوئے آدمی ''اللہ اکبر'' کہے۔

78۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ

۷۸۔ باب: رکوع کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے کا بیان

255۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَزَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَ لَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

تخريج: خ/الأذان ٨٣ (٧٣٥)، و٨٤ (٧٣٦)، و٨٥ (٧٣٨)، و٨٦ (٧٣٩)، م/الصلاة ٩ (٣٩٠)، د/الصلاة ١١٦ (٧٧١)، ن/الافتتاح ١ (٨٧٧، ٨٧٨، ٨٧٩)، و٨٦ (١٠٢٦)، والتطبيق ١٩ (١٠٥٨)، و٢١ (١٠٦٠)، و٣٧ (١٠٨٩)، و٨٥ (١١٥٥)، ق/الإقامة ١٥ (٨٥٨)، (تحفة الأشراف: ٦٨١٦)، ط/الصلاة

٤ (١٦)، حم (٢/٨، ١٨، ٤٤، ٤٥، ٤٧، ٦٣، ١٠٠، ١٤٧)، د/الصلاة ٤١ (١٤٨٥)، و ٧١ (١٣٤٧) (صحیح)

۲۵۵۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلاۃ شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کندھوں کے بالمقابل کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے اپنا سر اٹھاتے (تو بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے) ❶

ابن ابی عمر (ترمذی کے دوسرے استاذ) نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے، دونوں سجدوں کے درمیان نہیں اٹھاتے تھے۔

فائدہ ❶:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تکبیرِ تحریمہ کے وقت، رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مسنون ہے اور بعض حدیثوں سے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت بھی رفع یدین کرنا ثابت ہے، صحابہ کرام اور تابعین عظام میں زیادہ تر لوگوں کا اسی پر عمل ہے، خلفاے راشدین اور عشرۂ مبشرہ سے بھی رفع یدین ثابت ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع یدین کی حدیثیں منسوخ ہیں وہ صحیح نہیں، کیونکہ رفع یدین کی حدیثیں ایسے صحابہ سے بھی مروی ہیں جو آخر میں اسلام لائے تھے۔ مثلاً: وائل بن حجر ہیں جو غزوہ تبوک کے بعد ۹ھ میں داخلِ اسلام ہوئے ہیں اور وہ اپنے اسلام لانے کے دوسرے سال جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو وہ سخت سردی کا زمانہ تھا، انہوں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ کپڑوں کے نیچے سے رفع یدین کرتے تھے۔

256۔ قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عُمَرَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي حُمَيْدٍ، وَأَبِي أُسَيْدٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَأَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، وَجَابِرٍ، وَعُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهَذَا يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: ابْنُ عُمَرَ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٌ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُاللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَغَيْرُهُمْ، وَمِنَ التَّابِعِينَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَعَطَاءٌ، وَطَاوُسٌ، وَمُجَاهِدٌ، وَنَافِعٌ، وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِاللهِ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَغَيْرُهُمْ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ، وَمَعْمَرٌ، وَالأَوْزَاعِيُّ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَعَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. و قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: قَدْ ثَبَتَ حَدِيثُ مَنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَذَكَرَ حَدِيثَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ، وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلاَّ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الآمُلِيُّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ. قَالَ: و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يَرَى رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلاَةِ. و قَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: كَانَ مَعْمَرٌ يَرَى رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلاَةِ. و

سَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ يَقُولُ: كَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَعُمَرُ بْنُ هَارُونَ، وَالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِذَا افْتَتَحُوا الصَّلاَةَ، وَإِذَا رَكَعُوا، وَإِذَا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۲۵۶۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) اس باب میں عمر، علی، وائل بن حجر، مالک بن حویرث، انس، ابو ہریرہ، ابوحمید، ابواسید، سہل بن سعد، محمد بن مسلمہ، ابوقتادۃ، ابوموسیٰ اشعری، جابر اور عمیر لیثی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔(۳) یہی صحابہ کرام میں سے بعض اہلِ علم جن میں ابن عمر، جابر بن عبداللہ، ابوہریرہ، انس، ابن عباس، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں اور تابعین میں سے حسن بصری، عطاء، طاؤس، مجاہد، نافع، سالم بن عبداللہ، سعید بن جبیر وغیرہ کہتے ہیں اور یہی مالک، معمر، اوزاعی، ابن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔(۴) عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں: جو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہیں ان کی حدیث (دلیل) صحیح ہے، پھر انہوں نے بطریق زہری روایت کی ہے۔(۵) اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ''نبی اکرم ﷺ نے صرف پہلی مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے'' والی ثابت نہیں ہے۔ (۶) مالک بن انس صلاۃ میں رفع یدین کو صحیح سمجھتے تھے۔ (۷) عبدالرزاق کا بیان ہے کہ معمر بھی صلاۃ میں رفع الیدین کو صحیح سمجھتے تھے۔(۸) اور میں نے جارود بن معاذ کو کہتے سنا کہ ''سفیان بن عیینہ، عمر بن ہارون اور نضر بن شمیل اپنے ہاتھ اٹھاتے جب صلاۃ شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے۔''

79۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْفَعْ إِلاَّ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ
۷۹۔باب: نبی اکرم ﷺ صرف پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھاتے تھے

257۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلاَ أُصَلِّي بِكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلاَّ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

تخريج: د/الصلاة ۱۱۹ (۷۴۸)، ن/الافتتاح ۸۷ (۱۰۲۷)، والتطبيق ۲۰ (۱۰۵۹)، (تحفة الأشراف: ۹۴۶۸)، حم (۱/۳۸۸، ۴۴۲) (صحيح)

۲۵۷۔علقمہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طرح صلاۃ نہ پڑھاؤں؟ تو انہوں نے صلاۃ پڑھائی اور صرف پہلی مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔(۲) اس باب میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث

آئی ہے۔ (۳) صحابہ کرام اور تابعین میں سے بہت سے اہلِ علم یہی کہتے ہیں اور یہی سفیان ثوری اور اہلِ کوفہ کا بھی قول ہے۔

فائدہ ❶ : ...... جو لوگ رفع الیدین کی مشروعیت کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں، انہوں نے اسی روایت سے استدلال کیا ہے، لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، امام احمد اور امام بخاری نے عاصم بن کلیب کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور اگر اسے صحیح مان بھی لیا جائے تو یہ ان روایتوں کے معارض نہیں جن سے رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کا اثبات ہوتا ہے، اس لیے کہ رفع یدین مستحب ہے فرض یا واجب نہیں، دوسرے یہ کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسے نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اوروں کی روایت غلط ہو، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بہت سے مسائل مخفی رہ گئے تھے، ہوسکتا ہے یہ بھی انہیں میں سے ہو، جیسے: جنبی کے تیمّم کا مسئلہ ہے یا (رکوع کے درمیان دونوں ہاتھوں کی) تطبیق کی منسوخی کا معاملہ ہے۔

80ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوعِ

۸۰۔ باب: رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کا بیان

258ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ الرُّكَبَ سُنَّتْ لَكُمْ ، فَخُذُوا بِالرُّكَبِ .
قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ ، وَأَنَسٍ ، وَأَبِيْ حُمَيْدٍ ، وَأَبِيْ أُسَيْدٍ ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ، وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ ، وَأَبِيْ مَسْعُودٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ ، لَااخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ ، إِلَّا مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، وَبَعْضِ أَصْحَابِهِ: أَنَّهُمْ كَانُوا يُطَبِّقُونَ . وَالتَّطْبِيقُ مَنْسُوخٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ .

تخريج : ن/التطبيق ٢ (١٠٣٥)، (تحفة الأشراف : ١٠٤٨٢) (صحيح الاسناد)

۲۵۸۔ ابوعبدالرحمن سلمی کہتے ہیں کہ ہم سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: گھٹنوں کو پکڑنا تمھارے لیے مسنون کیا گیا ہے، لہٰذا تم (رکوع میں) گھٹنے پکڑے رکھو۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں سعد، انس، ابو حمید، ابو اسید، سہل بن سعد، محمد بن مسلمہ اور ابومسعود رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ اس سلسلے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ سوائے اس کے جو ابن مسعود اور ان کے بعض شاگردوں سے مروی ہے کہ وہ لوگ تطبیق ❶ کرتے تھے اور تطبیق اہلِ علم کے نزدیک منسوخ ہے۔

فائدہ ❶ : ...... ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر انہیں دونوں رانوں کے درمیان کر لینے کو تطبیق کہتے ہیں، یہ حکم شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا اور عبداللہ بن مسعود کو اس کی منسوخی کا علم نہیں ہو سکا تھا، اس لیے وہ تاحیات تطبیق کرتے کراتے رہے۔

259۔ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: كُنَّا نَفْعَلُ ذَلِكَ فَنُهِينَا عَنْهُ، وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ الأَكُفَّ عَلَى الرُّكَبِ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ بِهَذَا. وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اسْمُهُ: عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْمُنْذِرِ. وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اسْمُهُ: مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ. وَأَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ: عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الأَسَدِيُّ. وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ اسْمُهُ: عَبْدُاللَّهِ بْنُ حَبِيبٍ. وَأَبُو يَعْفُورٍ: عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ. وَأَبُو يَعْفُورٍ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ: وَاقِدٌ، وَيُقَالُ: وَقْدَانُ، وَهُوَ الَّذِي رَوَى عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى. وَكِلاَهُمَا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

تخريج: خ/الأذان ۱۱۸ (۷۹۰)، م/المساجد ٥ (٥٣٥)، د/الصلاة ١٥٠ (٨٦٧)، ن/التطبيق ١ (١٠٣٣)، ق/الإقامة ١٧ (٨٧٣)، (تحفة الأشراف: ٣٩٢٩)، حم (١٨١/١، ٨٢)، د/الصلاة ٦٨ (١٣٤١) (صحيح)

۲۵۹۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ ایسا کرتے تھے (یعنی تطبیق کرتے تھے) پھر ہمیں اس سے روک دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ ہم ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں۔

81۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ فِي الرُّكُوعِ

۸۱۔ باب: رکوع میں اپنے ہاتھوں کو دونوں پہلوؤں سے الگ رکھنے کا بیان

260۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرُوا صَلاَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلاَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي حُمَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ: أَنْ يُجَافِيَ الرَّجُلُ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

تخريج: خ/الأذان ١٤٥ (٨٢٨)، د/الصلاة ١١٧ (٧٣٠)، ن/التطبيق ٦ (١٠٤٠)، والسهو ٢ (١١٨٢)، و٢٩ (١٠٦١)، (تحفة الأشراف: ١١٨٩٢)، وكذا (١١٨٩٧)، د/الصلاة ٧٠ (١٣٤٦)، (كلهم مختصرا، وليس عند ذكر خ ذكر رفع اليدين إلا عند التحريمة)، ويأت عند المؤلف بأرقام: ٢٧٠، و٢٩٣، و٣٠٤) (صحيح)

۲۶۰۔ عباس بن سہل بن سعد کا بیان ہے کہ ابوحمید، ابواسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہم) چاروں اکٹھا ہوئے تو ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی صلاۃ کا ذکر کیا، ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی صلاۃ کو تم میں سب سے زیادہ جانتا ہوں: آپ ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے گویا آپ انہیں پکڑے ہوئے ہیں اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کمان کی تانت کی طرح (ٹائٹ) بنایا اور انہیں اپنے دونوں پہلوؤں سے

جدا رکھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوحمید کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) اسی کو اہلِ علم نے اختیار کیا ہے کہ آدمی رکوع اور سجدے میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے جدا رکھے۔

82۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

۸۲۔ باب: رکوع اور سجدے میں تسبیح کا بیان

261۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهُذَلِيِّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ، وَإِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ عَوْنُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ لَمْ يَلْقَ ابْنَ مَسْعُودٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحِبُّونَ أَنْ لَا يَنْقُصَ الرَّجُلُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ مِنْ ثَلَاثِ تَسْبِيحَاتٍ. وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: أَسْتَحِبُّ لِلإِمَامِ أَنْ يُسَبِّحَ خَمْسَ تَسْبِيحَاتٍ، لِكَيْ يُدْرِكَ مَنْ خَلْفَهُ ثَلَاثَ تَسْبِيحَاتٍ. وَهٰكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ.

تخريج: د/الصلاة ١٥٤ (٨٨٦)، ق/الإقامة ٢٠ (٨٨٨)، (تحفة الأشراف: ٩٥٣٠) (ضعيف)

(عون کا سماع ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے، جیسا کہ مولف نے خود بیان کر دیا ہے)

۲۶۱۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ'' تین مرتبہ کہے تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ سب سے کم تعداد ہے اور جب سجدہ کرے تو اپنے سجدے میں تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى'' کہے تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ سب سے کم تعداد ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن مسعود کی حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔ عون بن عبداللہ بن عتبہ کی ملاقات ابن مسعود سے نہیں ہے۔ ❶ (۲) اس باب میں حذیفہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے، وہ اس بات کو مستحب سمجھتے ہیں کہ آدمی رکوع اور سجدے میں تین تسبیحات سے کم نہ پڑھے۔ (۴) عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ میں امام کے لیے مستحب سمجھتا ہوں کہ وہ پانچ تسبیحات پڑھے، تاکہ پیچھے والے لوگوں کو تین تسبیحات مل جائیں اور اسی طرح اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ نے بھی کہا ہے۔

فائدہ ❶: ......لیکن ابوبکرہ، جبیر بن مطعم اور ابومالک اشعری رضی اللہ عنہم کی حدیثوں سے اس حدیث کو تقویت مل جاتی ہے، ان سب میں اگرچہ قدرے کلام ہے، لیکن مجموعہ طرق سے یہ بات درجہ احتجاج کو پہنچ جاتی ہے۔

262- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَفِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى، وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ رَحْمَةٍ إِلاَّ وَقَفَ وَسَأَلَ، وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ عَذَابٍ إِلاَّ وَقَفَ وَتَعَوَّذَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/المسافرين ٢٧ (٧٧٢)، د/الصلاة ١٥١ (٨٧١)، ن/الافتتاح ٧٧ (١٠٠٩)، والتطبيق ٩ (١٠٤٧)، و٧٤ (١١٣٤)، ق/الإقامة ٢٠ (٨٩٧)، و١٧٩ (١٣٥١)، (تحفة الأشراف: ٣٣٥١)، حم (٥/٣٨٢، ٣٨٤، ٣٩٤)، د/الصلاة ٦٩ (١٣٤٥) (صحيح)

۲۶۲- حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلاۃ پڑھی تو آپ اپنے رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ" اور سجدے میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى" پڑھ رہے تھے اور جب بھی رحمت کی کسی آیت پر پہنچتے تو ٹھہرتے اور سوال کرتے اور جب عذاب کی کسی آیت پر آتے تو ٹھہرتے اور (عذاب سے) پناہ مانگتے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶: ...... یہ نفل صلاتوں کے ساتھ خاص ہے، شیخ عبدالحق "لمعات التنقیح شرح مشكاة المصابیح" میں فرماتے ہیں "الظاهر أنه كان فى الصلاة محمول عندنا على النوافل" یعنی ظاہر یہی ہے کہ آپ صلاۃ میں تھے اور یہ ہمارے نزدیک نوافل پر محمول ہوگا۔ (اگلی حدیث میں اس کے تہجد میں ہونے کی صراحت آ گئی ہے۔)

263- قَالَ: و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ: نَحْوَهُ.
وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَنَّهُ صَلَّى بِاللَّيْلِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۲۶۳- اس سند سے بھی شعبہ سے اسی طرح مروی ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث دوسری سندوں سے بھی مروی ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلاۃ تہجد پڑھی، پھر راوی نے پوری حدیث ذکر کی۔

83- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

۸۳- باب: رکوع اور سجدے میں قراءت کی ممانعت

264- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

فِي الرُّكُوعِ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: كَرِهُوا الْقِرَاءَةَ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ .

تخريج: م/الصلاة ٤١ (٤٨٠)، واللباس ٤ (٢٠٧٨)، د/اللباس ١١ (٤٠٤٤)، ن/التطبيق ٧ (١٠٤١)، و ٦١ (١١١٩، ١١٢٠)، الزينة ٤٣.(٥١٧٢، ٥١٧٦، ٥١٧٨، ٥١٨٣)، و٧٧ (٥٢٦٦-٥٢٧٢)، ق/اللباس ٢١ (٣٦٠٢)، و ٤٠ (٣٦٤٢)، (تحفة الأشراف: ١٠٠٧٩)، ط/الصلاة ٦ (٢٨)، حم (١/٨٠، ٨١، ٩٢، ١٠٤، ١١٤، ١١٩، ١٢١، ١٢٣، ١٢٦، ١٣٢، ١٣٣، ١٣٤، ١٣٧، ١٣٨، ١٤٦)، ويأت عند المؤلف في اللباس ٥ (١٧٢٥)، و١٣ (١٧٣٧) والأدب ٤٥ (٢٨٠٨) (صحيح)

۲۶۴۔علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ریشمی اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے، سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) علی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۳) صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اہل علم کا یہی قول ہے، ان لوگوں نے رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔

84۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

۸۴۔ باب: جو رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ رکھے اس کے حکم کا بیان

265ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاتُجْزِءُ صَلاَةٌ لا يُقِيمُ فِيهَا الرَّجُلُ - يَعْنِي - صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ ، وَأَنَسٍ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ ، وَرِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: يَرَوْنَ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ . وَ قَالَ الشَّافِعِيُّ ، وَأَحْمَدُ ، وَإِسْحَاقُ: مَنْ لَمْ يُقِمْ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَصَلاَتُهُ فَاسِدَةٌ ، لِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ لا تُجْزِءُ صَلاَةٌ لا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ . وَأَبُو مَعْمَرٍ: اسْمُهُ عَبْدُاللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ . وَأَبُو مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيُّ الْبَدْرِيُّ: اسْمُهُ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو .

تخريج: د/الصلاة ١٤٨ (٨٥٥)، ن/الافتتاح ٨٨ (١٠٢٨)، والتطبيق ٥٤ (١١١٠)، ق/الإقامة ١٦ (٨٧٠)، (تحفة الأشراف: ٩٩٩٥)، حم (٤/١١٩، ١٢٢)، د/الصلاة ٧٨ (١٣٦٠) (صحيح)

۲۶۵۔ ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کی صلاۃ کافی نہ ہوگی جو رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ رکھے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابومسعود انصاری کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی بن شیبان، انس، ابوہریرہ اور رفاعہ زرقی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ آدمی رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی رکھے۔ (۴) شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ جس نے رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں رکھی تو اس کی صلاۃ فاسد ہے، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: ''اس شخص کی صلاۃ کافی نہ ہوگی جو رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ رکھے۔''

فائدہ ❶ :...... اس سے معلوم ہوا کہ صلاۃ میں طمانینت اور تعدیلِ ارکان واجب ہے اور جو لوگ اس کے وجوب کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں اس سے نص پر زیادتی لازم آئے گی، اس لیے کہ قرآن مجید میں مطلق سجدہ کا حکم ہے اس میں طمانینت داخل نہیں، لہٰذا یہ زیادتی جائز نہیں، اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ زیادتی نہیں، بلکہ سجدہ کے معنی کی وضاحت ہے کہ اس سے مراد سجدۂ لغوی نہیں، بلکہ سجدۂ شرعی ہے جس کے مفہوم میں طمانینت بھی داخل ہے۔

85۔ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

۸۵۔ باب: رکوع سے سر اٹھاتے وقت آدمی کیا کہے؟

266۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ، حَدَّثَنِي عَمِّي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ أَبِي أَوْفَى، وَأَبِي جُحَيْفَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، قَالَ: يَقُولُ هٰذَا فِي الْمَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ: يَقُولُ هٰذَا فِي صَلاَةِ التَّطَوُّعِ، وَلاَ يَقُولُهَا فِي صَلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا يُقَالُ الْمَاجِشُونِيُّ: لِأَنَّهُ مِنْ وَلَدِ الْمَاجِشُونِ.

تخريج: م/المسافرين ٢٦ (٧٧١)، د/الصلاة ١٢١ (٧٦٠)، (تحفة الأشراف: ١٠٢٢٨)، حم (١/٩٥، ١٠٢)، ويأتي عند المؤلف ف الدعوات (٣٤٢١، ٣٤٢٢، ٣٤٢٣) (صحيح)

۲۶۶۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ

بَـعْـدُ" (اللہ نے اس شخص کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی، اے ہمارے رب! تعریف تیرے ہی لیے ہے آسمان بھر، زمین بھر، زمین وآسمان کی تمام چیزوں بھر اور اس کے بعد ہر اس چیز بھر جو تو چاہے) کہتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) علی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عمر، ابن عباس، ابن ابی اوفی، ابوجحیفہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، اور یہی شافعی بھی کہتے ہیں کہ فرض ہو یا نفل دونوں میں یہ کلمات کہے گا ❶ اور بعض اہلِ کوفہ کہتے ہیں: یہ صرف نفل صلاۃ میں کہے گا۔ فرض صلاۃ میں اسے نہیں کہے گا۔

فائدہ ❶: ...... اس روایت کے بعض طرق میں "فرض صلاۃ" کے الفاظ بھی آئے ہیں جو اس بارے میں نص صریح ہے کہ نفل یا فرض سب میں اس دعا کے یہ الفاظ پڑھے جاسکتے ہیں، ویسے صرف "ربنا ولك الحمد" پر بھی اکتفا جائز ہے۔

86۔ بَابٌ مِنْهُ آخَرُ

۸۶۔ باب: رکوع سے سر اٹھاتے وقت جو کہنا ہے اُس سے متعلق ایک اور باب

267۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الإِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: أَنْ يَقُولَ الإِمَامُ ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)). وَيَقُولَ مَنْ خَلْفَ الإِمَامِ ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)). وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ. و قَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَغَيْرُهُ: يَقُولُ مَنْ خَلْفَ الإِمَامِ ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) مِثْلَ مَا يَقُولُ الإِمَامُ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ.

تخريج: خ/الأذان ١٢٤ (٧٩٥)، و١٢٥ (٧٩٦)، وبدء الخلق ٧ (٣٢٢٨)، م/الصلاة ١٨ (٤٠٩)، د/الصلاة ١٤٤ (٨٤٨)، ن/التطبيق ٢٣ (١٠٦٤)، ق/الإقامة ١٨ (٨٧٦)، (تحفة الأشراف : ١٢٥٦٨)، ط/الصلاة ١١ (٤٧)، حم (٢/٢٣٦، ٢٧٠، ٣٠٠، ٣١٩، ٤٥٢، ٤٩٧، ٥٠٢، ٥٢٧، ٥٣٣) (صحيح)

۲٦۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" (اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی) کہے تو تم "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" (ہمارے رب! تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں) کہو، کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے بعض اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے کہ امام "سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد" کہے ❶ اور مقتدی "ربنا ولك الحمد" کہیں، یہی احمد کہتے ہیں۔ (۳) اور ابن سیرین وغیرہ کا کہنا ہے جو امام کے پیچھے (یعنی مقتدی) ہو وہ بھی "سمع الله لمن

حمده ربنا ولك الحمد" اسی طرح کہے گا ❷ جس طرح امام کہے گا اور یہی شافعی اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... متعدد احادیث سے (جن میں بخاری کی بھی ایک روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ہے) یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ امامت کی حالت میں "سمع الله لمن حمده" کے بعد "ربنا لك الحمد" کہا کرتے تھے، اس لیے یہ کہنا غلط ہے کہ امام "ربنالك الحمد" نہ کہے۔

فائدہ ❷ :...... لیکن حافظ ابن حجر کہتے ہیں (اور صاحب تحفہ ان کی موافقت کرتے ہیں) کہ "مقتدی کے لیے دونوں کو جمع کرنے کے بارے میں کوئی واضح حدیث وارد نہیں ہے" اور جو لوگ اس کے قائل ہیں وہ "صلوا كما رأيتموني أصلي" (جیسے تم مجھے صلاۃ پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو ویسے تم بھی صلاۃ پڑھو) سے استدلال کرتے ہیں۔

87۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ

۸۷۔ باب: سجدے میں دونوں ہاتھ سے پہلے دونوں گھٹنے رکھنے کا بیان

268۔ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. قَالَ: زَادَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حَدِيثِهِ، قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: وَلَمْ يَرْوِ شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ إِلاَّ هٰذَا الْحَدِيثَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ مِثْلَ هٰذَا عَنْ شَرِيكٍ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَرَوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. وَرَوَى هَمَّامٌ عَنْ عَاصِمٍ هٰذَا مُرْسَلاً، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ.

تخريج: د/الصلاة ١٤١ (٨٣٨)، ن/التطبيق ٣٨ (١٠٩٠)، ق/الإقامة ١٩ (٨٨٢)، و٩٣ (١١٥٥)، (تحفة الأشراف: ١١٧٨) (ضعيف) (شریک جب متفرد ہوں تو ان کی روایت مقبول نہیں ہوتی)۔

۲۶۸۔ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا: جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے دونوں گھٹنے اپنے دونوں ہاتھ سے پہلے رکھتے اور جب اٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے تھے۔" ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم کسی کو نہیں جانتے جس نے اسے شریک سے اس طرح روایت کیا ہو۔ (۲) اکثر اہلِ علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے، ان کی رائے ہے کہ آدمی اپنے دونوں گھٹنے اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھے اور جب اٹھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے اٹھائے۔ (۳) ہمام نے عاصم ❷ سے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اس میں انہوں نے وائل بن حجر کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ ❶ :...... جو لوگ دونوں ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنوں کے رکھنے کے قائل ہیں انہوں نے اسی حدیث سے

استدلال کیا ہے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے، شریک عاصم بن کلیب سے روایت کرنے میں منفرد ہیں جب کہ شریک خود ضعیف ہیں، اگر چہ اس روایت کو ہمام بن یحییٰ نے بھی دو طریق سے: ایک محمد بن حجادہ کے طریق سے اور دوسرے شقیق کے طریق سے روایت کی ہے، لیکن محمد بن حجادہ والی سند منقطع ہے، کیونکہ عبدالجبار کا سماع اپنے باپ سے نہیں ہے اور شقیق کی سند بھی ضعیف ہے، کیونکہ وہ خود مجہول ہیں۔

فائدہ ❷ :...... ہمام نے اسے عاصم سے نہیں بلکہ شقیق سے روایت کیا ہے اور شقیق نے عاصم سے مرسلاً روایت کیا ہے، گویا شقیق والی سند میں دو عیب ہیں: ایک شقیق خود مجہول ہیں اور دوسرا عیب یہ ہے کہ یہ مرسل ہے اس میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں۔

88۔ بَابُ آخَرُ مِنْهُ

۸۸۔ باب: سجدے میں ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنے سے متعلق ایک اور باب

269۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَبْرُكُ فِي صَلَاتِهِ بَرْكَ الْجَمَلِ!)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ.

تخريج: د/الصلاة ١٤١ (٨٤٠)، ن/التطبيق ٣٨ (١٠٩١)، (تحفة الأشراف: ١٣٨٦٦)، حم (٢/٣٩١)، د/الصلاة ٧٤ (١٣٦٠) (صحيح)

۲۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی یہ قصد کرتا ہے کہ وہ اپنی صلاۃ میں اونٹ کے بیٹھنے کی طرح بیٹھے۔''❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی حدیث غریب ہے، ہم اسے ابوالزناد کی حدیث سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ (۲) یہ حدیث عبداللہ بن سعید مقبری سے بھی روایت کی گئی ہے، انہوں نے اپنے والد سے اور ان کے والد نے ابوہریرہ سے اور ابوہریرہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ عبداللہ بن سعید مقبری کو یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

فائدہ ❶ :...... یعنی جس طرح اونٹ بیٹھنے میں پہلے اپنے دونوں گھٹنے رکھتا ہے، اسی طرح یہ بھی چاہتا ہے کہ رکوع سے اٹھ کر جب سجدہ میں جانے لگے تو پہلے اپنے دونوں گھٹنے زمین پر رکھے۔ یہ استفہام انکاری ہے، مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ کرے، بلکہ اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔ مسند احمد، سنن ابی داود اور سنن نسائی میں یہ حدیث اس طرح ہے "إذا سجد أحدكم فلايبرك كما يبرك البعير وليضع يديه قبل ركبتيه" یعنی جب تم میں

سے کوئی سجدے میں جائے تو وہ اس طرح نہ بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے، بلکہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے رکھے، یہ اونٹ کی بیٹھک کے مخالف بیٹھک ہے، کیونکہ اونٹ جب بیٹھتا ہے تو اپنے گھٹنے زمین پر پہلے رکھتا ہے اور اس کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں جیسا کہ لسان العرب اور دیگر کتب لغات میں مرقوم ہے۔ حافظ ابن حجر نے سند کے اعتبار سے اس روایت کو وائل بن حجر کی روایت جو اس سے پہلے گزری صحیح تر بتایا ہے، کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت جسے ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے اور بخاری نے اسے معلقاً موقوفاً ذکر کیا ہے اس کی شاہد ہے، اکثر فقہا اور عموماً محدثین اسی کے قائل ہیں کہ دونوں گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھے جائیں، ان لوگوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ شوافع اور احناف نے، جو پہلے گھٹنوں کے رکھنے کے قائل ہیں، اس حدیث کے کئی جوابات دیے ہیں، لیکن سب مخدوش ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے: تحفة الاحوذی۔

89۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالأَنْفِ

۸۹۔ باب: پیشانی اور ناک پر سجدہ کرنے کا بیان

270۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ مِنَ الأَرْضِ، وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي حُمَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنْ يَسْجُدَ الرَّجُلُ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ. فَإِنْ سَجَدَ عَلَى جَبْهَتِهِ دُونَ أَنْفِهِ: فَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُجْزِئُهُ، وَقَالَ غَيْرُهُمْ: لا يُجْزِئُهُ حَتَّى يَسْجُدَ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالأَنْفِ.

تخريج: انظر حديث رقم: ٢٦٠ (صحيح)

۲۷۰۔ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنی ناک اور پیشانی خوب اچھی طرح زمین پر جماتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے دور رکھتے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دونوں شانوں کے بالمقابل رکھتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوحمید کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس، وائل بن حجر اور ابوسعید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ آدمی اپنی پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرے اور اگر صرف پیشانی پر سجدہ کرے ناک پر نہ کرے تو اہلِ علم میں سے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ اسے کافی ہوگا اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ کافی نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ نہ کرے۔ [1]

فائدہ [1]:...... سجدے میں پیشانی اور ناک کے زمین پر رکھنے کے سلسلے میں تین اقوال ہیں: (۱) دونوں کو

رکھنا واجب ہے۔ (۲) صرف پیشانی رکھنا واجب ہے، ناک رکھنا مستحب ہے۔ (۳) دونوں میں سے کوئی بھی ایک رکھ دے تو کافی ہے، دونوں رکھنا مستحب ہے۔ دلائل کی روشنی میں احتیاط پہلے قول میں ہے، ایک متبع سنت کو خواہ مخواہ نیخ نکالنے کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

90۔ بَابُ مَا جَاءَ أَيْنَ يَضَعُ الرَّجُلُ وَجْهَهُ إِذَا سَجَدَ

۹۰۔ باب: آدمی جب سجدہ کرے تو اپنی پیشانی کہاں رکھے؟

271۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَيْنَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ وَجْهَهُ إِذَا سَجَدَ؟ فَقَالَ: بَيْنَ كَفَّيْهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَأَبِي حُمَيْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنْ تَكُونَ يَدَاهُ قَرِيبًا مِنْ أُذُنَيْهِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ۱۸۲۸) (صحيح)

۲۷۱۔ ابواسحاق سبیعی سے روایت ہے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنا چہرہ کہاں رکھتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) براء رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ (۲) اس باب میں وائل بن حجر اور ابوحمید رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور اسی کو بعض اہلِ علم نے اختیار کیا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں کانوں کے قریب ہوں۔ [1]

فائدہ [1]:...... ابوحمید رضی اللہ عنہ کی پچھلی حدیث میں گزرا کہ نبی اکرم ﷺ نے سجدے میں اپنی ہتھیلیاں اپنے دونوں مونڈھوں کے مقابل رکھیں یعنی دونوں صورتیں جائز ہیں۔

91۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ

۹۱۔ باب: سجدہ سات اعضا پر کرنے کا بیان

272۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْعَبَّاسِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: م/الصلاة ٤٤ (٤٩١) د/الصلاة ١٥٥ (٨٩١) ن/التطبيق ٤١ (١٠٩٥) و٤٦ (١٠٩٨) ق/الإقامة ١٩ (٨٨٥) (تحفة الأشراف: ٥١٢٦)، حم (٢٠٦/١، ٢٠٨) (صحيح)

۲۷۲۔عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات جوڑ بھی سجدہ کرتے ہیں: اس کا چہرہ ❶ اس کی دونوں ہتھیلیاں، اس کے دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں قدم۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس، ابوہریرہ، جابر اور ابوسعید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

فائدہ ❶ :......اور چہرے میں پیشانی اور ناک دونوں داخل ہیں۔

273۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ طَاوُسٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ ، وَلَا يَكُفَّ شَعْرَهُ وَلَا ثِيَابَهُ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: خ/الأذان ١٣٣ (٨٠٩)، و٣٤ (٨١٠)، و١٣٧ (٨١٥)، و١٣٨ (٨١٦)، م/الصلاة ٤٤ (٤٩٠)، د/الصلاة ١٥٥ (٨٨٩)، ن/التطبيق ٤٠ (١٠٩٤)، و٤٣ (١٠٩٧)، و٤٥ (١٠٩٩)، و٥٦ (١١١٢)، و٥٨ (١١١٤)، ق/الإقامة ١٩ (٨٨٣)، (تحفة الأشراف: ٥٧٣٤)، حم (١/٢٢١، ٢٢٢، ٢٥٥، ٢٧٠، ٢٧٩، ٢٨٠، ٢٨٥، ٢٨٦، ٢٩٠، ٣٠٥، ٣٢٤)، د/الصلاة ٧٣ (١٣٥٧) (صحيح)

۲۷۳۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ سات اعضا پر سجدہ کریں اور اپنے بال اور کپڑے نہ سمیٹیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

92۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّجَافِي فِي السُّجُودِ

۹۲۔ باب: سجدے میں دونوں ہاتھوں کو دونوں پہلوؤں سے جدا رکھنے کا بیان

274۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْأَقْرَمِ الْخُزَاعِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ ، فَمَرَّتْ رَكَبَةٌ ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّي ، قَالَ: فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ إِذَا سَجَدَ ، أَيْ بَيَاضِهِ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، وَابْنِ بُحَيْنَةَ ، وَجَابِرٍ ، وَأَحْمَرَ بْنِ جَزْءٍ ، وَمَيْمُونَةَ ، وَأَبِي حُمَيْدٍ ، وَأَبِي مَسْعُودٍ ، وَأَبِي أُسَيْدٍ ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ، وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، وَعَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ ، وَعَائِشَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَحْمَرُ بْنُ جَزْءٍ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ حَدِيثٌ وَاحِدٌ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَقْرَمَ حَدِيثٌ حَسَنٌ ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ . وَلَا نَعْرِفُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَقْرَمَ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ . وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ . وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَرْقَمَ الزُّهْرِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ ، وَهُوَ كَاتِبُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ .

تخریج: ن/التطبيق ٥١ (١١٠٩)، ق/الإقامة ١٩ (٨٨١)، (تحفة الأشراف: ٥١٤٢)، حم (٤/٣٥) (صحيح)

۲۷۴۔ عبداللہ بن اقرم خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مقام نمرہ کے قاع (مسطح زمین) میں اپنے والد کے ساتھ تھا، تو (وہاں سے) ایک قافلہ گزرا، کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے صلاۃ پڑھ رہے ہیں، میں آپ ﷺ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھ رہا تھا جب آپ سجدہ کرتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن اقرم رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے، اسے ہم صرف داود بن قیس کی سند سے جانتے ہیں۔ عبداللہ بن اقرم خزاعی کی اس کے علاوہ کوئی اور حدیث جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہو ہم نہیں جانتے۔ (۲) صحابہ کرام میں سے اکثر اہل علم کا عمل اسی پر ہے اور عبداللہ بن ارقم زہری نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں اور وہ ابوبکر صدیق کے منشی تھے۔ (۳) اس باب میں ابن عباس، ابن بحینہ، جابر، احمر بن جزء، میمونہ، ابوحمید، ابو مسعود، ابواسید، سہل بن سعد، محمد بن مسلمہ، براء بن عازب، عدی بن عمیرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) احمر بن جزء نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی ہیں اور ان کی صرف ایک حدیث ہے۔

93۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ

۹۳۔ باب: سجدے میں اعتدال کا بیان

275۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ وَلا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ شِبْلٍ، وَأَنَسٍ، وَالْبَرَاءِ، وَأَبِي حُمَيْدٍ، وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُونَ الاعْتِدَالَ فِي السُّجُودِ وَيَكْرَهُونَ الْإِفْتِرَاشَ كَافْتِرَاشِ السَّبُعِ.

تخريج: ق/الإقامة ٢١ (٨٩١)، (تحفة الأشراف: ٢٣١١)، حم (٣/٣٠٥، ٣١٥، ٣٨٩) (صحيح)

۲۷۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اعتدال کرے [1] اور اپنے ہاتھ کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔" [2]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) جابر کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبدالرحمٰن بن شبل، انس، براء، ابوحمید اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہل علم کا عمل اسی پر ہے، وہ سجدے میں اعتدال کو پسند کرتے ہیں اور ہاتھ کو درندے کی طرح بچھانے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

فائدہ [1]:...... یعنی ہیئت درمیانی رکھے اس طرح کہ پیٹ ہموار ہو دونوں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی اور پہلوؤں سے جدا ہوں اور پیٹ بھی رانوں سے جدا ہو۔ گویا زمین اور بدن کے اوپر والے آدھے حصے کے درمیان فاصلہ نظر

آئے۔

فائدہ ❷:......"کتے کی طرح" سے مراد ہے کہ وہ دونوں کہنیاں زمین پر بچھا کر بیٹھتا ہے، اس طرح تم سجدہ میں نہ کرو۔

276- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلاَ يَبْسُطَنَّ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ فِي الصَّلاَةِ بَسْطَ الْكَلْبِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/المواقيت ٨ (٥٣٢)، والأذان ١٤١ (٨٢٢)، م/الصلاة ٤٥ (٤٩٣)، د/الصلاة ١٥٨ (٨٩٧)، ن/الافتتاح ٨٩ (١٠٢٩)، والتطبيق ٥٠ (١١٠٤)، و٥٣ (١١١١)، ق/الإقامة ٢١ (٨٩٢)، (تحفة الأشراف: ١٢٣٧)، حم (١٠٩/٣، ١١٥، ١٧٧، ١٧٩، ١٩١، ٢٠٢، ٢١٤، ٢٣١، ٢٧٤، ٢٧٩، ٢٩١)، د/الصلاة ٧٥ (١٣٦١) (صحيح)

۲۷۶- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سجدے میں اپنی ہیئت درمیانی رکھو، تم میں سے کوئی صلاۃ میں اپنے دونوں ہاتھ کتے کی طرح نہ بچھائے۔" امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

94- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ

۹۴- باب: سجدے میں دونوں ہاتھ زمین پر رکھنے اور دونوں پاؤں کھڑے رکھنے کا بیان

277- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، أَخْبَرَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٣٨٨٧) (حسن)

۲۷۷- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو (زمین پر) رکھنے اور دونوں پاؤں کو کھڑے رکھنے کا حکم دیا ہے۔

278- قَالَ عَبْدُاللَّهِ، وَقَالَ: مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ؛ مُرْسَلٌ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ وُهَيْبٍ. وَهُوَ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ وَاخْتَارُوهُ.

تخريج: تفرد به المؤلف وانظر ما قبله (حسن) (اوپر کی حدیث سے تقویت پا کر یہ حدیث حسن لغیرہ ہے)

۲۷۸۔ عامر بن سعد سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو (زمین پر) رکھنے کا حکم دیا ہے، آگے راوی نے اسی طرح کی حدیث ذکر کی، البتہ انہوں نے اس میں "عن أبيه" کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عامر بن سعد سے مرسلاً روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو (زمین پر) رکھنے اور دونوں قدموں کو کھڑے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ❶ (۲) یہ مرسل روایت وہیب کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے ❷ اور اسی پر اہلِ علم کا اجماع ہے اور لوگوں نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

فائدہ ❶:...... یعنی یہ روایت عامر کی اپنی ہے، ان کے باپ سعد رضی اللہ عنہ کی نہیں، اس لیے یہ مرسل روایت ہوئی۔

فائدہ ❷:...... دونوں ہاتھوں سے مراد دونوں ہتھیلیاں ہیں اور انہیں زمین پر رکھنے سے مراد انہیں دونوں کندھوں یا چہرے کے بالمقابل رکھنا ہے اور دونوں قدموں کے کھڑے رکھنے سے مراد انہیں ان کی انگلیوں کے پیٹوں پر کھڑا رکھنا اور انگلیوں کے سروں سے قبلے کا استقبال کرنا ہے۔

فائدہ ❸:...... ان دونوں روایتوں کا ماحصل یہ ہے کہ معلیٰ بن اسد نے یہ حدیث وہیب اور حماد بن مسعدہ دونوں سے روایت کی ہے اور ان دونوں نے محمد بن عجلان سے اور محمد بن عجلان نے محمد بن ابراہیم سے اور محمد بن ابراہیم نے عامر بن سعد سے روایت کی ہے، لیکن وہیب نے اسے مسند کر دیا ہے اور عامر بن سعد کے بعد ان کے باپ سعد بن ابی وقاص کے واسطے کا اضافہ کیا ہے، جب کہ حماد بن مسعدۃ نے بغیر سعد بن ابی وقاص کے واسطے کے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔ حماد بن مسعدہ کی مرسل روایت وہیب کی مسند روایت سے زیادہ صحیح ہے، اس لیے کہ اور بھی کئی لوگوں نے اسے حماد بن مسعدہ کی طرح مرسلاً ہی روایت کیا ہے۔

95۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الصُّلْبِ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

۹۵۔ باب: رکوع اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت پیٹھ سیدھی کرنے کا بیان

279۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْمَرْوَزِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا سَجَدَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

تخريج: خ/الأذان ۱۲۱ (۷۹۲)، و۱۲۷ (۸۰۱)، و۱٤۰ (۸۲۰)، م/الصلاة ۳۸ (٤۷۱)، د/الصلاة ۱٤۷ (۸۵۲)، ن/التطبيق ۲٤ (۱۰٦٦)، و۸۹ (۱۱٤۷)، والسهو ۷۷ (۱۳۳۱)، (تحفة الأشراف: ۱۷۸۱)، حم (٤/۲۸۰، ۲۸۵، ۲۸۸)، د/الصلاة ۸۰ (۱۳۷۳) (صحيح)

۲۷۹۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے، جب رکوع سے سر اٹھاتے، جب سجدہ کرتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو آپ کی صلاۃ تقریباً برابر برابر ہوتی تھی۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

فائدہ ①: ...... یہ حدیث اس بات پر صریحاً دلالت کرتی ہے کہ رکوع کے بعد سیدھے کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا ایک ایسا رکن ہے جسے کسی بھی حال میں چھوڑنا صحیح نہیں، بعض لوگ سیدھے کھڑے ہوئے بغیر سجدے کے لیے جھک جاتے ہیں، اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بغیر سیدھے بیٹھے دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ رکوع اور سجدے کی طرح ان میں تسبیحات کا اعادہ اور ان کا تکرار مسنون نہیں ہے تو یہ دلیل انتہائی کمزور ہے، کیونکہ نص کے مقابلے میں قیاس ہے جو درست نہیں، نیز رکوع کے بعد جو ذکر مشروع ہے وہ رکوع اور سجدے میں مشروع ذکر سے لمبا ہے۔

280۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۲۸۰۔ اس سند سے بھی حکم سے اسی طرح مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) براء رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے۔

96۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُبَادَرَ الإِمَامُ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

۹۶۔ باب: امام سے پہلے رکوع اور سجدہ کرنے کی کراہت کا بیان

281۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ - وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ - قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، لَمْ يَحْنِ رَجُلٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَسْجُدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنَسْجُدَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَمُعَاوِيَةَ، وَابْنِ مَسْعَدَةَ صَاحِبِ الْجُيُوشِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ أَهْلُ الْعِلْمِ: إِنَّ مَنْ خَلْفَ الإِمَامِ إِنَّمَا يَتْبَعُونَ الإِمَامَ فِيمَا يَصْنَعُ: لاَيَرْكَعُونَ إِلاَّ بَعْدَ رُكُوعِهِ، وَلاَيَرْفَعُونَ إِلاَّ بَعْدَ رَفْعِهِ، لا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ اخْتِلاَفًا.

تخريج: خ/الأذان ٥٢ (٦٩٠)، و٩١ (٧٤٧)، و١٣٣ (٨١١)، م/الصلاة ٣٩ (٤٧٤)، د/الصلاة ٧٥ (٦٢٠)، ن/الامامة ٣٨ (٨٣٠)، (تحفة الأشراف: ١٧٧٢)، حم (٢٩٢/٤، ٣٠٠، ٣٠٤) (صحيح)

۲۸۱۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صلاۃ پڑھتے اور جب آپ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو ہم میں سے کوئی بھی شخص اپنی پیٹھ (سجدے کے لیے) اس وقت تک نہیں جھکاتا تھا جب تک کہ آپ ﷺ سجدے میں نہ چلے جاتے، آپ سجدے میں چلے جاتے تو ہم سجدہ کرتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) براء رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں انس، معاویہ، ابن مسعدہ صاحب جیوش اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور یہی اہلِ علم کہتے ہیں، یعنی جو امام کے پیچھے ہو وہ ان تمام امور میں جنھیں امام کر رہا ہو امام کی پیروی کرے، یعنی اسے امام کے بعد کرے، امام کے رکوع میں جانے کے بعد ہی رکوع میں جائے اور اس کے سر اٹھانے کے بعد ہی اپنا سر اٹھائے، ہمیں اس مسئلے میں ان کے درمیان کسی اختلاف کا علم نہیں ہے۔

97۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

۹۷۔ باب: سجدوں کے درمیان اقعاء کی کراہت کا بیان

282۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَلِيُّ! أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِي، لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ. وَقَدْ ضَعَّفَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْحَارِثَ الأَعْوَرَ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَكْرَهُونَ الإِقْعَاءَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

تخريج: ق/ اقامة الصلاة ٢٢ (٨٩٤)، (تحفة الأشراف: ١٠٠٤١) (ضعيف)

(سند میں حارث اعور سخت ضعیف ہے)

۲۸۲۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے علی! میں تمہارے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے کرتا ہوں اور وہی چیز ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں۔ تم دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء [1] نہ کرو۔" امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ہم اسے علی کی حدیث سے صرف ابواسحاق سبیعی ہی کی روایت سے جانتے ہیں، انہوں نے حارث سے اور حارث نے علی سے روایت کی ہے۔ (۲) بعض اہلِ علم نے حارث الاعور کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [2] (۳) اس باب میں عائشہ، انس اور ابو ہریرہ سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) اکثر اہلِ علم کا عمل اسی حدیث پر ہے کہ وہ اقعاء کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

فائدہ [1]:...... اقعاء کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم یہ ہے کہ دونوں سرین زمین سے چپکے ہوں اور دونوں رانیں کھڑی ہوں اور دونوں ہاتھ زمین پر ہوں یہی اقعاءِ کلب ہے اور یہی وہ اقعاء ہے جس کی ممانعت آئی ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان قدموں کو کھڑا کر کے سرین کو دونوں ایڑیوں پر رکھ کر بیٹھے، اس صورت کا ذکر ابن عباس کی حدیث میں ہے جس کی تخریج مسلم اور ابو داود نے بھی کی ہے اور یہ صورت جائز ہے، بعض نے اسے بھی منسوخ شمار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ابن عباس کو اس نسخ کا علم نہ ہو سکا ہو، لیکن یہ قول درست نہیں، کیونکہ دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق ممکن ہے، صحیح قول یہ ہے کہ اقعاء کی یہ صورت جائز ہے اور افضل سرین پر بیٹھنا ہے، اس لیے کہ زیادہ تر

آپ کا عمل اسی پر رہا ہے اور کبھی کبھی آپ نے جو اقعاء کیا وہ یا تو کسی عذر کی وجہ سے کیا ہوگا یا بیانِ جواز کے لیے کیا ہوگا۔

فائدہ ②:...... حارث اعور کی وجہ سے یہ روایت تو ضعیف ہے، مگر اس باب کی دیگر احادیث صحیح ہیں جن کا ذکر مولف نے "وفي الباب" کر کے کیا ہے۔

98۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الإِقْعَاءِ

۹۸۔ باب: اقعاء کی رخصت کا بیان

283۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: قُلْنَا لابْنِ عَبَّاسٍ فِي الإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، قَالَ: هِيَ السُّنَّةُ، فَقُلْنَا: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ؟ قَالَ: بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هٰذَا الْحَدِيثِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: لا يَرَوْنَ بِالإِقْعَاءِ بَأْسًا. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ مَكَّةَ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ. قَالَ: وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ الإِقْعَاءَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

تخريج: م/المساجد ٦ (٥٣٦)، د/الصلاة ١٤٣ (٨٤٥)، (تحفة الأشراف: ٥٧٥٣)، حم (١/٣١٣) (صحيح)

۲۸۳۔ طاؤس کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں قدموں پر اقعاء کرنے کے سلسلے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: یہ سنت ہے، تو ہم نے کہا کہ ہم تو اسے آدمی کا پھوہڑ پن سمجھتے ہیں، انھوں نے کہا: نہیں یہ پھوہڑ پن نہیں ہے، بلکہ یہ تمھارے نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) صحابہ کرام میں بعض اہلِ علم اسی حدیث کی طرف گئے ہیں، وہ اقعاء میں کوئی حرج نہیں جانتے، مکے کے بعض اہلِ علم کا یہی قول ہے، لیکن اکثر اہلِ علم دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کو ناپسند کرتے ہیں۔'' ①

فائدہ ①:...... دیکھئے پچھلی حدیث کا حاشیہ۔

99۔ بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

۹۹۔ باب: دونوں سجدوں کے درمیان کی دعا

284۔ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلاَءِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاجْبُرْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي)).

تخريج: د/الصلاة ١٤٥ (٨٥٠)، ق/الإقامة ٢٤ (٨٩٨)، (تحفة الأشراف: ٥٤٧٥)، حم (١/٣١٥، ٣٧١)

(صحيح)

۲۸۴۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي" (اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میرے نقصان کی تلافی فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما) کہتے تھے۔ ❶

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھنا مسنون ہے، بعض روایات میں "وارفعنی" کا اضافہ ہے اور بعض میں مختصراً "رب اغفرلی" کے الفاظ آئے ہیں۔ دوسری روایات میں الفاظ کی کچھ کمی بیشی ہے، اس لیے حسب حال جو بھی دعا پڑھ لی جائے درست ہے۔

285۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ، عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ، نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: يَرَوْنَ هٰذَا جَائِزًا فِي الْمَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ مُرْسَلًا.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۲۸۵۔اس سند سے بھی کامل ابوالعلاء سے اسی طرح مروی ہے۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے۔ (۲) اسی طرح علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور بعض لوگوں نے کامل ابوالعلاء سے یہ حدیث مرسلاً روایت کی ہے۔ (۳) شافعی، احمد، اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں، ان کی رائے ہے کہ یہ فرض اور نفل دونوں میں جائز ہے۔

100۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِعْتِمَادِ فِي السُّجُودِ

۱۰۰۔ باب: سجدے میں ٹیک لگانے کا بیان

286۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اشْتَكَى بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَشَقَّةَ السُّجُودِ عَلَيْهِمْ إِذَا تَفَرَّجُوا، فَقَالَ: ((اسْتَعِينُوا بِالرُّكَبِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ. وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: نَحْوَ هٰذَا. وَكَأَنَّ رِوَايَةَ هٰؤُلَاءِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ اللَّيْثِ.

تخريج: د/الصلاة ۱۵۹ (۹۰۲)، (تحفة الأشراف: ۱۲۵۸۰)، حم (۲/۳۴۰) (ضعيف)

(محمد بن عجلان کی اس روایت کو ان سے زیادہ ثقہ اور معتبر رواۃ نے مرسلاً ذکر کیا ہے اور ابوہریرہ کا تذکرہ نہیں کیا، اس لیے ان

کی یہ روایت ضعیف ہے، دیکھیے: ضعيف سنن أبي داود: ج٩/رقم: ٨٣٢)

٢٨٦۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدے میں دونوں ہاتھوں کو دونوں پہلوؤں سے اور پیٹ کو ران سے جدا رکھنے کی صورت میں (تکلیف کی) شکایت کی، تو آپ نے فرمایا: گھٹنوں سے (ان پر ٹیک لگا کر) مدد لے لیا کرو۔" ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (١) یہ حدیث غریب ہے، ہم ابوصالح کی حدیث، جسے انہوں نے ابوہریرہ سے اور ابوہریرہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، صرف اسی طریق سے (یعنی لیث عن ابن عجلان کے طریق سے) جانتے ہیں اور سفیان بن عیینہ اور دیگر کئی لوگوں نے یہ حدیث بطریق: "سُمَيٌّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ" (اسی طرح) روایت کی ہے، ان لوگوں کی روایت لیث کی روایت کے مقابلے میں شاید زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶:...... یعنی کہنیاں گھٹنوں پر رکھ لیا کرو، تاکہ تکلیف کم ہو۔

101۔ بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ النُّهُوضُ مِنَ السُّجُودِ

١٠١۔ باب: سجدے سے کیسے اٹھا جائے؟

287۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، فَكَانَ إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ، وَبَعْضُ أَصْحَابِنَا. وَمَالِكٌ يُكْنَى أَبَا سُلَيْمَانَ.

تخريج: خ/الأذان ٤٥ (٦٧٧)، و١٢٧ (٨٠٣)، و١٤٢ (٨٢٣)، و١٤٣ (٨٢٤)، د/الصلاة ١٨٢ (٨٤٢، ٨٤٣، ٨٤٤)، (تحفة الأشراف: ١١١٨٣) (صحيح)

٢٨٧۔ ابواسحاق مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صلاۃ پڑھتے دیکھا، آپ کی صلاۃ اس طرح سے تھی کہ جب آپ طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک نہیں اٹھتے جب تک کہ آپ اچھی طرح بیٹھ نہ جاتے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (١) مالک بن حویرث کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (٢) بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے اور یہی اسحاق بن راہویہ اور ہمارے بعض اصحاب بھی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶:...... اس بیٹھک کا نام جلسۂ استراحت ہے، یہ حدیث جلسۂ استراحت کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے، جو لوگ جلسۂ استراحت کی سنت کے قائل نہیں ہیں انہوں نے اس حدیث کی مختلف تاویلیں کی ہیں، لیکن یہ ایسی تاویلات ہیں جو قطعاً لائق التفات نہیں، نیز قدموں کے سہارے بغیر بیٹھے اٹھنے کی حدیث ضعیف ہے جو آگے آ رہی ہے۔

102۔ بَابٌ مِّنْهُ أَيْضًا

۱۰۲۔ باب: سجدے سے اٹھنے سے متعلق ایک اور باب

288۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، يَخْتَارُونَ أَنْ يَنْهَضَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ. وَخَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، قَالَ: وَيُقَالُ خَالِدُ بْنُ إِيَاسٍ أَيْضًا. وَصَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ هُوَ صَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ. وَأَبُو صَالِحٍ اسْمُهُ نَبْهَانُ وَهُوَ مَدَنِيٌّ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٣٥٠٤) (ضعيف)

(سند میں دوراوی خالد اور صالح مولی التوامہ ضعیف ہیں)

۲۸۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ صلاۃ میں اپنے دونوں قدموں کے سروں، یعنی دونوں پیروں کی انگلیوں پر زور دے کر اٹھتے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: اہلِ علم کے نزدیک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی حدیث پر عمل ہے۔ خالد بن الیاس محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ انھیں خالد بن ایاس بھی کہا جاتا ہے، لوگ اسی کو پسند کرتے ہیں کہ آدمی صلاۃ میں اپنے دونوں قدموں کے سروں پر زور دے کر (بغیر بیٹھے) کھڑا ہو۔

فائدہ ❶ :...... جو لوگ جلسۂ استراحت کے قائل نہیں ہیں اور دونوں قدموں کے سروں پر زور دے کر بغیر بیٹھے کھڑے ہو جانے کو پسند کرتے ہیں، انہوں نے اسی روایت سے استدلال کیا ہے، لیکن یہ حدیث ضعیف ہے استدلال کے قابل نہیں۔

103۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُّدِ

۱۰۳۔ باب: تشہد کا بیان

289۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ الأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَعَدْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَنْ نَقُولَ: ((التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ، أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي مُوسَى، وَعَائِشَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَهُوَ أَصَحُّ حَدِيثٍ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي التَّشَهُّدِ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ

التَّابِعِينَ . وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ .

289/ م- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ خُصَيْفٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي التَّشَهُّدِ، فَقَالَ: ((عَلَيْكَ بِتَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُودٍ)) .

تخريج: خ/الأذان ١٤٨ (٨٣١)، و١٥٠ (٨٣٥)، والعمل في الصلاة ٤ (١٢٠٢)، والاستئذان ٣ (٦٢٣٠)، و٢٨ (٦٣٦٥)، والدعوات ١٧ (٦٣٢٨)، والتوحيد ٥ (٧٣٨١)، م/الصلاة ١٦ (٤٠٢)، د/الصلاة ١٨٢ (٩٦٨)، ن/التطبيق ١٠٠ (١١٦٣- ١١٧٢)، ق/الإقامة ٢٤ (٨٩٩)، (تحفة الأشراف: ٩١٨١)، حم (١/٣٧٦، ٣٨٢، ٤٠٨، ٤١٣، ٤١٤، ٤٢٢، ٤٢٣، ٤٢٨، ٤٣١، ٤٣٧، ٤٣٩، ٤٤٠، ٤٥٠، ٤٥٩، ٤٦٤)، وراجع ما عند النسائي في السهو ٤١، ٤٣، ٥٦ (الأرقام: ١٢٧٨، ١٢٨٠، ١٢٩٩)، وابن ماجه في النكاح ١٩ (١٨٩٢)، والمؤلف في النكاح١٧ (١١٠٥) (صحيح)

۲۸۹۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا کہ جب ہم دو رکعتوں کے بعد بیٹھیں تو یہ دعا پڑھیں: ((التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ، أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) (تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ان سے کئی سندوں سے مروی ہے اور یہ سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے جو تشہد میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں۔ (۲) اس باب میں ابن عمر، جابر، ابوموسیٰ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے اور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔ (۴) ہم سے احمد بن محمد بن موسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبردی اور وہ معمر سے اور وہ خصیف سے روایت کرتے ہیں، خصیف کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ! لوگوں میں تشہد کے سلسلے میں اختلاف ہوگیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''تم پر ابن مسعود کا تشہد لازم ہے۔'' ❶

فائدہ ❶:......لیکن خصیف حافظہ کے کمزور اور مرجئی ہیں۔

104۔ بَابٌ مِنْهُ أَيْضًا

۱۰۴۔ باب: تشہد سے متعلق ایک اور باب

290۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَطَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ، فَكَانَ يَقُولُ: ((التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ. وَرَوَى أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ الْمَكِّيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. وَذَهَبَ الشَّافِعِيُّ إِلَى حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي التَّشَهُّدِ.

تخريج: م/الصلاة ١٦ (٤٠٣)، د/الصلاة ١٨٢ (٩٧٤)، ن/التطبيق ١٠٣ (١١٧٥)، ق/الإقامة ٢٤ (٩٠٠)، (تحفة الأشراف: ٥٧٥٠)، حم (١/٢٩٢) (صحيح)

۲۹۰۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد سکھاتے جیسے آپ ہمیں قرآن سکھاتے تھے اور فرماتے: ((التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ)). امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ (۲) اور عبدالرحمن بن حمید رواسی نے بھی یہ حدیث ابوالزبیر سے لیث بن سعد کی حدیث کی طرح روایت کی ہے۔ (۳) اور ایمن بن نابل مکی نے یہ حدیث ابوالزبیر سے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے اور یہ غیر محفوظ ہے۔ (۴) امام شافعی تشہد کے سلسلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف گئے ہیں۔ ❶

فائدہ ❶:...... دونوں طرح کا تشہد ثابت ہے، دونوں میں سے چاہے جو بھی پڑھے۔

105۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُخْفِي التَّشَهُّدَ

۱۰۵۔ باب: تشہد آہستہ پڑھنے کا بیان

291۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفِيَ التَّشَهُّدَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: د/الصلاة ١٨٢ (٩٨٦)، (تحفة الأشراف: ٩١٧٢) (صحيح)

۲۹۱۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سنت سے یہ ہے ❶ کہ تشہد آہستہ پڑھا جائے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن مسعود کی حدیث حسن غریب ہے۔(۲) اوراہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔

فائدہ ❶:...... جب صحابی "من السنة كذا أو السنة كذا" کہے تو یہ جمہور کے نزدیک مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔

106۔ بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ الْجُلُوسُ فِي التَّشَهُّدِ

۱۰۶۔ باب: تشہد میں کیسے بیٹھیں؟

292۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، قُلْتُ: لأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلاَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا جَلَسَ -يَعْنِي لِلتَّشَهُّدِ- افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى -يَعْنِي عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى- وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ.

تخريج: ن/الافتتاح ١١ (٨٩٠)، والتطبيق ٩٧ (١١٦٠)، والسهو ٢٩ (١٢٦٣، ١٢٦٤)، ق/الإقامة ١٥ (٨٦٨)، (تحفة الأشراف: ١١٧٨٤)، حم (٣١٦/٤، ٣١٨) (صحيح)

۲۹۲۔وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مدینے آیا تو میں نے (اپنے جی میں) کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی صلاۃ ضرور دیکھوں گا۔(چنانچہ میں نے دیکھا) جب آپ ﷺ تشہد کے لیے بیٹھے تو آپ نے اپنا بایاں پیر بچھایا اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور اپنا دایاں پیر کھڑا رکھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے،اور یہی سفیان ثوری، اہلِ کوفہ اور ابن مبارک کا بھی قول ہے۔

107۔ بَابٌ مِّنْهُ أَيْضًا

۱۰۷۔ باب: تشہد میں بیٹھنے سے متعلق ایک اور باب

293۔ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَدَنِيُّ، حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرُوا صَلاَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلاَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَلَسَ - يَعْنِي لِلتَّشَهُّدِ - فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى، وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ - يَعْنِي السَّبَّابَةَ -.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. قَالُوا: يَقْعُدُ فِي التَّشَهُّدِ الآخِرِ عَلَى وَرِكِهِ، وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ أَبِي حُمَيْدٍ. قَالُوا: يَقْعُدُ فِي التَّشَهُّدِ الأَوَّلِ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى، وَيَنْصِبُ الْيُمْنَى.

تخريج: انظر حديث رقم: ١٦٠ (صحيح)

۲۹۳۔ عباس بن سہل ساعدی کہتے ہیں کہ ابوحمید، ابواسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے، تو ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی صلاۃ کا ذکر کیا۔ اس پر ابوحمید کہنے لگے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی صلاۃ کو تم میں سب سے زیادہ جانتا ہوں، رسول اللہ ﷺ تشہد کے لیے بیٹھتے تو آپ اپنا بایاں پیر بچھاتے [1] اور اپنے دائیں پیر کی انگلیوں کے سروں کو قبلے کی طرف متوجہ کرتے اور اپنی داہنی ہتھیلی داہنے گھٹنے پر اور بائیں ہتھیلی بائیں گھٹنے پر رکھتے اور اپنی انگلی (انگشتِ شہادت) سے اشارہ کرتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) یہی بعض اہلِ علم کہتے ہیں اور یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ اخیر تشہد میں اپنے سرین پر بیٹھے، ان لوگوں نے ابوحمید کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پہلے تشہد میں بائیں پیر پر بیٹھے اور دایاں پیر کھڑا رکھے۔

فائدہ [1]:...... افتراش والی یہ روایت مطلق ہے اس میں یہ وضاحت نہیں کہ یہ دونوں تشہد کے لیے ہے یا پہلے تشہد کے لیے ابوحمید ساعدی کی دوسری روایت میں اس اطلاق کی تبیین موجود ہے، اس میں اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے کہ افتراش پہلے تشہد میں ہے اور تورک آخری تشہد میں ہے۔

108ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ

۱۰۸۔ باب: تشہد میں اشارہ کرنے کا بیان

294ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلاَةِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ الْيُمْنَى، يَدْعُو بِهَا، وَيَدُهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَنُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي حُمَيْدٍ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لاَ نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ يَخْتَارُونَ الإِشَارَةَ فِي التَّشَهُّدِ. وَهُوَ قَوْلُ أَصْحَابِنَا.

تخريج: م/المساجد ٢١ (٥٨٠)، ن/السهو ٣٥ (١٢٧٠)، ق/الإقامة ٢٧ (٩١٣)، (تحفة الأشراف: ١٨٢٨)، حم (٢/١٤٧) (صحيح)

۲۹۴۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب صلاۃ میں بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے (دائیں) گھٹنے پر رکھتے اور اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے قریب والی انگلی اٹھاتے اور اس سے دعا کرتے، یعنی اشارہ کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ اپنے (بائیں) گھٹنے پر پھیلائے رکھتے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عبداللہ بن زبیر، نمیر خزاعی، ابوہریرہ، ابوحمید اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) ابن عمر کی حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے عبیداللہ بن عمر کی حدیث سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ (۳) صحابہ کرام اور تابعین میں سے اہلِ علم کا اسی پر عمل تھا، یہ لوگ تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنے کو پسند کرتے اور یہی ہمارے اصحاب کا بھی قول ہے۔

فائدہ ❶:...... احادیث میں تشہد کی حالت میں داہنے ہاتھ کے ران پر رکھنے کی مختلف ہیئتوں کا ذکر ہے، انہی ہیئتوں میں سے ایک ہیئت یہ بھی ہے۔ اس میں انگلیوں کے بند رکھنے کا ذکر نہیں ہے۔ دوسری یہ ہے کہ خنصر بنصر اور وسطیٰ (یعنی سب سے چھوٹی انگلی چھنگلیا اور اس کے بعد والی اور درمیانی تینوں) کو بند رکھے اور شہادت کی انگلی (انگوٹھے سے ملی ہوئی) کو کھلی چھوڑ دے اور انگوٹھے کو شہادت کی انگلی کی جڑ سے ملا لے، یہی ترپن کی گرہ ہے۔ تیسری ہیئت یہ ہے کہ خنصر، بنصر (سب سے چھوٹی یعنی چھنگلیا اور اس کے بعد والی انگلی) کو بند کر لے اور شہادت کی انگلی کو چھوڑ دے اور انگوٹھے اور بیچ والی انگلی سے حلقہ بنا لے۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ ساری انگلیاں بند رکھے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے، ان ساری صورتوں سے متعلق احادیث وارد ہیں، جس طرح چاہے کرے، سب جائز ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ یہ ساری صورتیں شروع تشہد ہی سے ہیں نہ کہ "أشهد أن لا إله إلا الله" کہنے پر، یا یہ کلمہ کہنے سے لے کر بعد تک، کسی بھی حدیث میں یہ تحدید ثابت نہیں ہے، یہ بعد کے لوگوں کا گھڑا ہوا عمل ہے۔

109۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ فِي الصَّلاةِ

۱۰۹۔ باب: صلاۃ میں سلام پھیرنے کا بیان

295۔حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ: السَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، السَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَالْبَرَاءِ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَعَمَّارٍ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَعَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

تخريج: د/الصلاة ۱۸۹ (۹۹۶)، ن/السهو ۷۱ (۱۳۲۳)، ق/الإقامة ۲۸ (۹۱۴)، (تحفة الأشراف:

٩٥٠٤)، حم (٣٩٠/١، ٤٠٦، ٤٠٩، ٤١٤، ٤٤٤، ٤٤٨)، د/الصلاة ٨٧ (١٣٨٥) (صحیح)

٢٩٥۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں اور بائیں "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہہ کر سلام پھیرتے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (١) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (٢) اس باب میں سعد بن ابی وقاص، ابن عمر، جابر بن سمرہ، براء، ابوسعید، عمار، وائل بن حجر، عدی بن عمیرہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (٣) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، اور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔

فائدہ ❶:...... اس سے دونوں طرف دائیں اور بائیں سلام پھیرنے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، ابوداود کی روایت میں "حتی یری بیاض خده" کا اضافہ ہے۔

110۔ بَابٌ مِّنْهُ أَيْضًا

١١٠۔ باب: سلام پھیرنے سے متعلق ایک اور باب

296۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَبُو حَفْصٍ التِّنِّيسِيُّ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً، تِلْقَاءَ وَجْهِهِ يَمِيلُ إِلَى الشِّقِّ الأَيْمَنِ شَيْئًا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَهْلُ الشَّأْمِ يَرْوُونَ عَنْهُ مَنَاكِيرَ، وَرِوَايَةُ أَهْلِ الْعِرَاقِ عَنْهُ أَشْبَهُ، وَأَصَحُّ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: كَأَنَّ زُهَيْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الَّذِي كَانَ وَقَعَ عِنْدَهُمْ لَيْسَ هُوَ هٰذَا الَّذِي يُرْوَى عَنْهُ بِالْعِرَاقِ، كَأَنَّهُ رَجُلٌ آخَرُ، قَلَبُوا اسْمَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ قَالَ بِهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ. وَأَصَحُّ الرِّوَايَاتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ تَسْلِيمَتَانِ. وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. وَرَأَى قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً فِي الْمَكْتُوبَةِ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً، وَإِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ.

تخریج: ق/الإقامة ٢٩ (٩١٩)، (تحفة الأشراف: ١٦٨٩٥) حم (٢٣٦/٦) (صحیح)

٢٩٦۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ میں اپنے چہرے کے سامنے داہنی طرف تھوڑا سا مائل ہو کر ایک سلام پھیرتے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (١) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہم صرف اسی سند سے مرفوع جانتے ہیں۔ (٢) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: زہیر بن محمد سے اہل شام منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ البتہ ان سے

مروی اہلِ عراق کی روایتیں زیادہ قرین صواب اور زیادہ صحیح ہیں۔ (۳) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ شاید زہیر بن محمد جو اہلِ شام کے یہاں گئے تھے، وہ نہیں جن سے عراق میں روایت کی جاتی ہے، کوئی دوسرے آدمی ہیں جن کا نام ان لوگوں نے بدل دیا ہے۔ (۴) اس باب میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۵) صلاۃ میں سلام پھیرنے کے سلسلے میں بعض اہلِ علم نے یہی کہا ہے، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی سب سے صحیح روایت دو سلاموں والی ہے۔ ❶ صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہلِ علم اسی کے قائل ہیں۔ البتہ صحابہ کرام اور ان کے علاوہ میں سے کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ فرض صلاۃ میں صرف ایک سلام ہے، شافعی کہتے ہیں: چاہے تو صرف ایک سلام پھیرے اور چاہے تو دو سلام پھیرے۔

فائدہ ❶: ......اور اسی پر امت کی اکثریت کا تعامل ہے۔

111۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ حَذْفَ السَّلَامِ سُنَّةٌ

۱۱۱۔ باب: سلام زیادہ نہ کھینچ کر کہنا سنت ہے

297۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَهِقْلُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: يَعْنِي أَنْ لَا يَمُدَّهُ مَدًّا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ الْعِلْمِ. وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: التَّكْبِيرُ جَزْمٌ، وَالسَّلَامُ جَزْمٌ. وَهِقْلٌ: يُقَالُ: كَانَ كَاتِبَ الأَوْزَاعِيِّ.

تخريج: د/الصلاة ۱۹۲ (۱۰۰۴)، (تحفة الأشراف: ۱۵۲۳۳)، حم (۲/۵۳۲) (ضعيف)

(سند میں قرۃ کی ثقاہت میں کلام ہے)

۲۹۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حذف سلام سنت ہے۔ علی بن حجر بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں: حذف سلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے، یعنی سلام کو زیادہ نہ کھینچے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) یہی ہے جسے اہلِ علم مستحب جانتے ہیں۔ (۳) ابراہیم نخعی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں تکبیر جزم ہے اور سلام جزم ہے (یعنی ان دونوں میں مد نہ کھینچے بلکہ وقف کرے)۔

112۔ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ

۱۱۲۔ باب: سلام پھیرنے کے بعد کیا پڑھے؟

298۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَا يَقْعُدُ، إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ.

تخریج: م/المساجد ٢٦ (٥٩٢)، د/الصلاۃ ٣٦٠ (١٥١٢)، ن/السھو ٨٢ (١٣٣٩)، ق/الإقامۃ ٣٢ (٩٢٤)، (تحفۃ الأشراف: ١٦١٨٧)، حم (٦/٦٢، ١٨٤، ٢٣٥)، د/الصلاۃ ٨٨ (١٣٨٧) (صحیح)

٢٩٨۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلاَمُ وَمِنْكَ السَّلاَمُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ" (اے اللہ تو سلام ہے، تجھ سے سلامتی ہے، بزرگی اور عزت والے! تو بڑی برکت والا ہے) کہنے کے بقدر ہی بیٹھتے۔

299۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ بِهَذَا الإِسْنَادِ: نَحْوَهُ، وَقَالَ: تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ثَوْبَانَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى خَالِدٌ الْحَذَّاءُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ: نَحْوَ حَدِيثِ عَاصِمٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ، وَسَلاَمٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)).

تخریج: انظر ما قبلہ (صحیح)

٢٩٩۔اس سند سے بھی عاصم الاحول سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے اور اس میں "تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ" (یا کے ساتھ) ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (١) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے، خالد الحذاء نے یہ حدیث بروایت عائشہ عبداللہ بن حارث سے عاصم کی حدیث کی طرح روایت کی ہے۔ (٢) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ سلام پھیرنے کے بعد "لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لیے ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں، وہی زندگی اور موت دیتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیرے آگے کسی نصیب والے کا کوئی نصیب کام نہیں آتا) کہتے تھے، یہ بھی مروی ہے کہ آپ ((سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ، وَسَلاَمٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)) (پاک ہے تیرا رب جو عزت والا ہے ہر اس برائی سے جو یہ بیان کرتے ہیں اور

سلامتی ہو رسولوں پر اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے) بھی کہتے تھے۔ ❶ (۳) اس باب میں ثوبان، ابن عمر، ابن عباس، ابوسعید، ابوہریرہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... نبی اکرم ﷺ سے سلام کے بعد مختلف حالات میں مختلف اذکار مروی ہیں اور سب صحیح ہیں، ان میں کوئی تعارض نہیں، آپ کبھی کوئی ذکر کرتے اور کبھی کوئی ذکر، اس طرح آپ سے سلام کے بعد قولاً بھی کئی اذکار کا ثبوت ہے۔

300۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ، اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَمَّارٍ اسْمُهُ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ.

تخريج: م/المساجد ٢٦ (٥٩١)، د/الصلاة ٣٦٠ (١٥١٣)، ن/السهو ٨١ (١٣٣٨)، ق/الإقامة ٣٢ (٩٢٨)، (تحفة الأشراف: ٢٠٩٩)، حم (٥/٢٧٥، ٢٧٩) (صحيح)

۳۰۰۔ ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صلاۃ سے (مقتدیوں کی طرف) پلٹنے کا ارادہ کرتے تو تین بار استغفر اللہ (میں اللہ کی مغفرت چاہتا ہوں) کہتے، پھر ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ)) کہتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

113۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِنْصِرَافِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ

۱۱۳۔ باب: (کبھی) اپنے دائیں سے اور (کبھی) اپنے بائیں سے پلٹنے کا بیان

301۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّنَا، فَيَنْصَرِفُ عَلَى جَانِبَيْهِ جَمِيعًا عَلَى يَمِينِهِ وَعَلَى شِمَالِهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ هُلْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يَنْصَرِفُ عَلَى أَيِّ جَانِبَيْهِ شَاءَ، إِنْ شَاءَ عَنْ يَمِينِهِ وَإِنْ شَاءَ عَنْ يَسَارِهِ. وَقَدْ صَحَّ الأَمْرَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَيُرْوَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنْ كَانَتْ حَاجَتُهُ عَنْ يَمِينِهِ أَخَذَ عَنْ يَمِينِهِ، وَإِنْ كَانَتْ حَاجَتُهُ عَنْ يَسَارِهِ أَخَذَ عَنْ يَسَارِهِ.

تخريج: د/الصلاة ٢٠٤ (١٠٤١)، ق/الإقامة ٣٣ (٩٢٩)، (تحفة الأشراف: ١١٧٣٣)، حم (٥/٢٢٦)

(حسن صحیح) (سند میں قبیصۃ بن ہلب لین الحدیث یعنی ضعیف ہیں اس باب میں مروی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث (د/الصلاۃ ٢٠٤ حدیث رقم: ١٠٤٢) سے تقویت پا کر یہ حدیث حسن صحیح ہے

۳۰۱۔ ہلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری امامت فرماتے (تو سلام پھیرنے کے بعد) اپنے دونوں طرف پلٹتے تھے (کبھی) دائیں اور (کبھی) بائیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ہلب رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن مسعود، انس، عبداللہ بن عمرو اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ امام اپنے جس جانب چاہے پلٹ کر بیٹھے، چاہے تو دائیں طرف اور چاہے تو بائیں طرف۔ نبی اکرم ﷺ سے دونوں ہی باتیں ثابت ہیں [1] اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر آپ کی ضرورت دائیں طرف ہوتی تو دائیں طرف پلٹتے اور بائیں طرف ہوتی تو بائیں طرف پلٹتے۔

فائدہ [1]:...... عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے "لقد رأيت رسول الله ﷺ كثيراً ينصرف عن يساره" اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے "أكثر ما رأيت رسول الله ﷺ ينصرف عن يمينه" بظاہر ان دونوں روایتوں میں تعارض ہے، تطبیق اس طرح سے دی جاتی ہے کہ دونوں نے اپنے اپنے علم اور مشاہدات کے مطابق یہ بات کہی ہے۔

114۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ الصَّلَاةِ

۱۱۴۔ باب: صلاۃ کے طریقے کا بیان

302۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ ابْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، قَالَ رِفَاعَةُ: ـ وَنَحْنُ مَعَهُ ـ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ كَالْبَدَوِيِّ، فَصَلَّى، فَأَخَفَّ صَلَاتَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ، فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَرَجَعَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ، فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَفَعَلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كُلُّ ذَلِكَ يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ، فَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَيَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ، فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَخَافَ النَّاسُ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَ مَنْ أَخَفَّ صَلَاتَهُ لَمْ يُصَلِّ، فَقَالَ الرَّجُلُ فِي آخِرِ ذَلِكَ: فَأَرِنِي وَعَلِّمْنِي، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُصِيبُ وَأُخْطِيءُ، فَقَالَ: ((أَجَلْ، إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ، ثُمَّ تَشَهَّدْ، وَأَقِمْ، فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ، وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللَّهَ، وَكَبِّرْهُ، وَهَلِّلْهُ، ثُمَّ ارْكَعْ، فَاطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ اعْتَدِلْ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ فَاعْتَدِلْ سَاجِدًا، ثُمَّ اجْلِسْ فَاطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ قُمْ فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ، وَإِنِ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا، انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ)) قَالَ: وَكَانَ هَذَا أَهْوَنَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْأَوَّلِ أَنَّهُ مَنِ انْتَقَصَ

مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا انْتَقَصَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَلَمْ تَذْهَبْ كُلُّهَا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رِفَاعَةَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

تخريج: د/الصلاة ١٤٨ (٨٥٧- ٨٦١)، ن/الأذان ٢٨ (٦٦٨)، والتطبيق ٧٧ (١١٣٧)، ق/الطهارة ٥٧ (٤٦٠)، (تحفة الأشراف: ٣٦٠٤)، حم (٤/٣٤٠)، د/الصلاة ٧٨ (١٣٦٨) (صحيح)

۳۰۲۔ رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، اسی دوران ایک شخص آپ کے پاس آیا جو بدوی لگ رہا تھا، اس نے آ کر صلاۃ پڑھی اور بہت جلدی جلدی پڑھی، پھر پلٹ کر آیا اور نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اور تم پر بھی سلام ہو، واپس جاؤ پھر سے صلاۃ پڑھو کیونکہ تم نے صلاۃ نہیں پڑھی، تو اس شخص نے واپس جا کر پھر سے صلاۃ پڑھی، پھر واپس آیا اور آ کر اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے پھر فرمایا: اور تمہیں بھی سلام ہو، واپس جاؤ اور پھر سے صلاۃ پڑھو، کیونکہ تم نے صلاۃ نہیں پڑھی، اس طرح اس نے دو بار یا تین بار کیا ہر بار وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر آپ کو سلام کرتا اور آپ فرماتے: تم پر بھی سلام ہو، واپس جاؤ پھر سے صلاۃ پڑھو، کیونکہ تم نے صلاۃ نہیں پڑھی، تو لوگ ڈرے اور ان پر یہ بات گراں گزری کہ جس نے ہلکی صلاۃ پڑھی اس کی صلاۃ ہی نہیں ہوئی، آخر اس آدمی نے عرض کی: آپ ہمیں (پڑھ کر) دکھا دیجیے اور مجھے سکھا دیجیے، میں انسان ہی تو ہوں، میں صحیح بھی کرتا ہوں اور مجھ سے غلطی بھی ہو جاتی ہے، تو آپ نے فرمایا: جب تم صلاۃ کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرو، جیسے اللہ نے تمہیں وضو کرنے کا حکم دیا ہے، پھر اذان دو اور تکبیر کہو اور اگر تمہیں کچھ قرآن یاد ہو تو اسے پڑھو ورنہ الحمد لله، الله أكبر اور لا إله إلا الله کہو، پھر رکوع میں جاؤ اور خوب اطمینان سے رکوع کرو، اس کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو اور خوب اعتدال سے سجدہ کرو، پھر بیٹھو اور خوب اطمینان سے بیٹھو، پھر اٹھو، جب تم نے ایسا کر لیا تو تمہاری صلاۃ پوری ہو گئی اور اگر تم نے اس میں کچھ کمی کی تو تم نے اتنی ہی اپنی صلاۃ میں سے کمی کی، راوی (رفاعہ) کہتے ہیں: تو یہ بات انہیں پہلے سے آسان لگی کہ جس نے اس میں سے کچھ کمی کی تو اس نے اتنی ہی اپنی صلاۃ سے کمی کی، پوری صلاۃ نہیں گئی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) رفاعہ بن رافع کی حدیث حسن ہے، رفاعہ سے یہ حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

303۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ، فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَرَجَعَ الرَّجُلُ، فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ

السَّلَامَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ارْجِعْ، فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، حَتَّى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا، فَعَلِّمْنِي، فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَقَدْ رَوَى ابْنُ نُمَيْرٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَرِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَصَحُّ. وَسَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَرَوَى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَأَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ اسْمُهُ: كَيْسَانُ. وَسَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ يُكْنَى: أَبَا سَعْدٍ. وَكَيْسَانُ: عَبْدٌ كَانَ مُكَاتَبًا لِبَعْضِهِمْ.

تخريج: خ/الأذان ٩٥ (٧٥٧)، و١٢٢ (٧٩٣)، والأيمان والنذور ١٥ (٦٢٥١)، م/الصلاة ١١ (٣٩٧)، د/الصلاة ١٤٨ (٨٥٦)، ن/الافتتاح ٧ (٨٨٥)، والتطبيق ١٥ (١٠٥٢)، والسهو ٦٧ (١٣١٢)، ق/الإقامة ٧٢ (١٠٦٠)، (تحفة الأشراف: ١٤٣٠٤)، حم (٢/٤٣٧) (صحيح)

۳۰۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اتنے میں ایک اور شخص بھی داخل ہوا، اس نے صلاۃ پڑھی پھر آ کر نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''تم واپس جاؤ اور پھر سے صلاۃ پڑھو، کیونکہ تم نے صلاۃ نہیں پڑھی''، چنانچہ آدمی نے واپس جا کر صلاۃ پڑھی، جیسے پہلے پڑھی تھی، پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر آپ کو سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''واپس جاؤ اور پھر سے صلاۃ پڑھو، کیونکہ تم نے صلاۃ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ اس نے تین بار ایسا کیا''، پھر اس آدمی نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اس سے بہتر نہیں پڑھ سکتا۔ لہٰذا آپ مجھے صلاۃ پڑھنا سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جب صلاۃ کا ارادہ کرو تو اللہ اکبر کہو پھر جو تمہیں قرآن میں سے یاد ہو پڑھو، پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع کی حالت میں تمہیں خوب اطمینان ہوجائے، پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اچھی طرح کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ خوب اطمینان سے سجدہ کرلو، پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اسی طرح سے اپنی پوری صلاۃ میں کرو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) ابن نمیر نے عبیداللہ بن عمر سے اسی سند سے روایت کی ہے لیکن ''عن أبيه'' نہیں ذکر کیا ہے۔ (۳) یحییٰ القطان کی روایت میں عبداللہ بن عمر عن سعید بن أبی المقبری عن أبيه عن أبی هريرة ہے اور یہ زیادہ صحیح۔

115۔ بَابٌ مِّنْهُ

۱۱۵۔ باب: طریقہ صلاۃ سے متعلق ایک اور باب

304۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، أَحَدُهُمْ أَبُوقَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ، يَقُولُ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا: مَا كُنْتَ أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً، وَلَا أَكْثَرَنَا لَهُ إِتْيَانًا؟ قَالَ: بَلَى، قَالُوا: فَاعْرِضْ؟ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَرَكَعَ، ثُمَّ اعْتَدَلَ، فَلَمْ يُصَوِّبْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْ، وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ أَهْوَى إِلَى الأَرْضِ سَاجِدًا، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ جَافَى عَضُدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ، وَفَتَخَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَقَعَدَ عَلَيْهَا، ثُمَّ اعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ أَهْوَى سَاجِدًا، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ، وَقَعَدَ وَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ، ثُمَّ نَهَضَ، ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ، كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ صَنَعَ كَذَلِكَ حَتَّى كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي تَنْقَضِي فِيهَا صَلَاتُهُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَقَعَدَ عَلَى شِقِّهِ مُتَوَرِّكًا، ثُمَّ سَلَّمَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَمَعْنَى قَوْلِهِ: وَرَفَعَ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ، يَعْنِي قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ.

تخریج: انظر حدیث رقم: ۲۶۰ (صحیح)

۳۰۴۔ محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ انہوں نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا (جب) صحابہ کرام میں سے دس لوگوں کے ساتھ تھے، ان میں سے ایک ابوقتادہ بن ربعی تھے، ابوحمید رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ میں تم میں رسول اللہ ﷺ کی صلاۃ کا سب سے زیادہ جانکار ہوں، تو لوگوں نے کہا کہ تمھیں نہ تو ہم سے پہلے صحبت رسول میسر ہوئی اور نہ ہی تم ہم سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آتے جاتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں یہ ٹھیک ہے (لیکن مجھے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ صلاۃ زیادہ یاد ہے) اس پر لوگوں نے کہا (اگر تم زیادہ جانتے ہو) تو پیش کرو، تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب صلاۃ کے لیے کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوجاتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انھیں اپنے دونوں مونڈھوں کے مقابل میں لے جاتے، پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انھیں اپنے دونوں مونڈھوں کے مقابل میں لے جاتے، پھر اللہ اکبر کہتے اور رکوع کرتے اور بالکل سیدھے ہوجاتے، نہ اپنا

سر بالکل نیچے جھکاتے اور نہ اوپر ہی اٹھائے رکھتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے، پھر "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے (یعنی رفع الیدین کرتے) اور سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ جسم کی ہر ایک ہڈی سیدھی ہو کر اپنی جگہ پر لوٹ آتی، پھر سجدہ کرنے کے لیے زمین کی طرف جھکتے، پھر "اللہ اکبر" کہتے اور اپنے بازوؤں کو اپنی دونوں بغل سے جُدا رکھتے اور اپنے پیروں کی انگلیاں کھلی رکھتے، پھر اپنا بایاں پیر موڑتے اور اس پر بیٹھتے اور سیدھے ہو جاتے، یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی اور آپ اٹھتے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے یہاں تک کہ دوسری رکعت سے جب (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے تو "اللہ اکبر" کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انھیں اپنے دونوں مونڈھوں کے مقابل میں کرتے جیسے اس وقت کیا تھا جب آپ نے صلاۃ شروع کی تھی، پھر اسی طرح کرتے یہاں تک کہ جب وہ رکعت ہوتی جس میں صلاۃ ختم ہو رہی ہو تو اپنا بایاں پیر مؤخر کرتے یعنی اسے داہنی طرف دائیں پیر کے نیچے سے نکال لیتے اور سرین پر بیٹھتے، پھر سلام پھیرتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور ان کے قول "رَفَعَ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ" (دونوں سجدوں سے کھڑے ہوتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے) کا مطلب ہے کہ جب دو رکعتوں کے بعد (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے۔

305- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْحُلْوَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْهُمْ: أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِمَعْنَاهُ، وَزَادَ فِيهِ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ هٰذَا الْحَرْفَ، قَالُوا: صَدَقْتَ، هَكَذَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: زَادَ أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ هٰذَا الْحَرْفَ، قَالُوا: صَدَقْتَ، هَكَذَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ.

تخريج: انظر حديث رقم: ۲٦٠ (صحيح)

۳۰۵- محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ کرام کی موجودگی میں جن میں ابوقتادہ بن ربعی بھی تھے، کہتے سنا، پھر انھوں نے یحییٰ بن سعید کی حدیث کی طرح اسی مفہوم کی حدیث ذکر کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: اس حدیث میں ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے عبدالحمید بن جعفر کے واسطے سے اس لفظ کا اضافہ کیا ہے کہ (نبی اکرم ﷺ کی صلاۃ والی اس صفت و کیفیت کو سننے والے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا کہ آپ نے صحیح کہا، نبی اکرم ﷺ اسی طرح صلاۃ پڑھتے تھے۔

116۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ

۱۱۶۔ باب: صلاۃِ فجر میں پڑھی جانے والی سورتوں کا بیان

306۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ، عَنْ عَمِّهِ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ﴾ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ، وَأَبِي بَرْزَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الصُّبْحِ بِالْوَاقِعَةِ. وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مِنْ سِتِّينَ آيَةً إِلَى مِائَةٍ. وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾. وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى: أَنِ اقْرَأْ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَلَى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ.

تخريج: م/الصلاة ٣٥ (٤٥٧)، ن/الافتتاح ٤٣ (١٥١)، ق/الإقامة (٨١٦)، (تحفة الأشراف: ١١٠٨٧)، د/الصلاة ٦٦ (١٣٣٤) (صحيح)

۳۰۶۔قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر میں پہلی رکعت میں "والنخل باسقات" ❶ پڑھتے سنا ۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) قطبہ بن مالک کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عمرو بن حریث، جابر بن سمرہ، عبداللہ بن سائب، ابوبرزہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فجر میں سورۂ واقعہ پڑھی۔ (۴) یہ بھی مروی ہے کہ آپ فجر میں ساٹھ سے لے کر سو آیتیں پڑھا کرتے تھے۔ (۵) اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے "إذا الشمس کورت" پڑھی۔ (۶) اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ فجر میں طوال مفصل پڑھا کرو۔ ❷ (۷) اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے اور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک اور شافعی کا قول ہے۔

فائدہ ❶:...... اس سے مراد سورۂ ق ہے۔

فائدہ ❷:...... مفصل: قرآن کا آخری ساتواں حصہ ہے جو صحیح قول کے مطابق سورۂ ق سے شروع ہوتا ہے اور سورۂ بروج پر ختم ہوتا ہے۔

117۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

۱۱۷۔ باب: ظہر اور عصر میں پڑھی جانے والی سورتوں کا بیان

307۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَشِبْهِهِمَا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ خَبَّابٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الظُّهْرِ قَدْرَ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ. وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلاثِينَ آيَةً، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً. وَرُوِي عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى: أَنَ اقْرَأْ فِي الظُّهْرِ بِأَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ. وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْقِرَاءَةَ فِي صَلاةِ الْعَصْرِ كَنَحْوِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلاةِ الْمَغْرِبِ: يَقْرَأُ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ. وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: تَعْدِلُ صَلاةُ الْعَصْرِ بِصَلاةِ الْمَغْرِبِ فِي الْقِرَاءَةِ. وقَالَ إِبْرَاهِيمُ تُضَاعَفُ صَلاةُ الظُّهْرِ عَلَى صَلاةِ الْعَصْرِ فِي الْقِرَاءَةِ أَرْبَعَ مِرَارٍ.

تخريج: د/الصلاة ۱۳۱ (۸۰۵)، ن/الافتتاح ٦٠ (۹۸۰، ۹۸۱)، (تحفة الأشراف: ۲۱٤۷)، حم (٥/۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰٦، ۱۰۸) (صحيح)

۳۰۷- جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں "وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ"، "وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ" اوران جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں خباب، ابوسعید، ابوقتادہ، زید بن ثابت اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے ظہر میں "الم تنزیل" یعنی سورۂ سجدہ کے بقدر قراءت کی۔ (۴) یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر کی پہلی رکعت میں تیس آیتوں کے بقدر اور دوسری رکعت میں پندرہ آیتوں کے بقدر قراءت کرتے تھے، عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم ظہر میں اوساط مفصل پڑھا کرو۔ ❶ (۵) بعض اہلِ علم کی رائے ہے کہ عصر کی قراءت مغرب کی قراءت کی طرح ہوگی، ان میں (امام) قصارِ مفصل پڑھے گا۔ ❷ (٦) اورابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ ظہر کی قراءت عصر کی قراءت سے چار گنا ہوگی۔

فائدہ ❶:......سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک اوساط مفصل ہے۔

فائدہ ❷:......اورلم یکن سے اخیر تک قصارِ مفصل ہے۔

118- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ

۱۱۸- باب: مغرب کی قراءت کا بیان

308- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَاصِبٌ رَأْسَهُ فِي مَرَضِهِ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، فَقَرَأَ بِالْمُرْسَلاتِ، قَالَتْ: فَمَا صَلاَّهَا بَعْدُ حَتَّى لَقِيَ

اللّٰهَ .

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ الْفَضْلِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالأَعْرَافِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا . وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ. وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنِ اقْرَأْ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ. وَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ . قَالَ: وَعَلَى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. و قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَذُكِرَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُقْرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِالسُّوَرِ الطِّوَالِ، نَحْوَ الطُّورِ وَالْمُرْسَلَاتِ، قَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا أَكْرَهُ ذٰلِكَ، بَلْ أَسْتَحِبُّ أَنْ يُقْرَأَ بِهٰذِهِ السُّوَرِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ .

تخريج: خ/الأذان ٩٨ (٧٦٣)، والمغازى ٨٣ (٤٤٢٩)، م/الصلاة ٣٥ (٤٦٢)، د/الصلاة ١٣٢ (٨١٠)، ن/الافتتاح ٦٤ (٩٨٦)، ق/الإقامة ٩ (٨٣١)، (تحفة الأشراف: ١٨٠٥٢)، حم (٦/٣٣٨، ٣٤٠)، د/الصلاة ٦٤ (١٣٣١) (صحيح)

۳۰۸۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ان کی ماں ام الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اس حال میں نکلے کہ آپ بیماری میں اپنے سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے، مغرب پڑھائی تو سورۂ ''مرسلات'' پڑھی، پھر اس کے بعد آپ نے یہ سورت نہیں پڑھی یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ام الفضل کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں جبیر بن مطعم، ابن عمر، ابوایوب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے مغرب میں دونوں رکعتوں میں سورۂ اعراف پڑھی اور آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے مغرب میں سورۂ طور پڑھی۔ (۵) عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم مغرب میں قصار مفصل پڑھا کرو۔ (۶) اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تھے۔ (۷) اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے۔ ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔ (۸) امام شافعی کہتے ہیں کہ امام مالک کے سلسلے میں ذکر کیا گیا ہے کہ انھوں نے مغرب میں طور اور مرسلات جیسی لمبی سورتیں پڑھنے کو مکروہ جانا ہے۔ شافعی کہتے ہیں: لیکن میں مکروہ نہیں سمجھتا، بلکہ مغرب میں ان سورتوں کے پڑھے جانے کو مستحب سمجھتا ہوں۔

فائدہ ❶: ......صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ''إن آخر صلاة صلاّها النبی ﷺ فی مرض موته الظهر'' بظاہر ان دونوں روایتوں میں تعارض ہے، تطبیق اس طرح سے دی جاتی ہے کہ جو صلاۃ آپ نے مسجد میں پڑھی اس میں سب سے آخری صلاۃ ظہر کی تھی، اور آپ نے جو صلاتیں گھر میں پڑھیں ان میں آخری

صلاۃ مغرب تھی، لیکن اس توجیہ پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ام الفضل کی روایت میں ہے "خرج إلينا رسول الله وهو عاصب رأسه" (رسول اللہ ﷺ ہماری طرف نکلے آپ سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے) جس سے لگتا ہے کہ یہ صلاۃ بھی آپ نے مسجد میں پڑھی تھی، اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہاں نکلنے سے مراد مسجد میں جانا نہیں ہے، بلکہ جس جگہ آپ سوئے ہوئے تھے وہاں سے اٹھ کر گھر والوں کے پاس آنا مراد ہے۔

119- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلاَةِ الْعِشَاءِ

۱۱۹- باب: عشا میں پڑھی جانے والی سورتوں کا بیان

309- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ الآخِرَةِ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ الآخِرَةِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ. وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِسُوَرٍ مِنْ أَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ، نَحْوِ سُورَةِ الْمُنَافِقِينَ وَأَشْبَاهِهَا. وَرُوِيَ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ أَنَّهُمْ قَرَءُوا بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا وَأَقَلَّ، فَكَأَنَّ الأَمْرَ عِنْدَهُمْ وَاسِعٌ فِي هَذَا. وَأَحْسَنُ شَيْءٍ فِي ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ بِـ ﴿الشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾، ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾.

تخريج: ن/الافتتاح ٧١ (١٠٠٠)، (تحفة الأشراف: ١٩٦٢)، حم (٣٥٤/٥، ٣٥٥) (صحيح)

۳۰۹- بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشا میں ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ اور اس جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں براء بن عازب اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے عشا میں سورہ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھی۔ ۴- عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ وہ عشا میں اوساطِ مفصل کی سورتیں جیسے "سورۂ منافقون" اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (۵) صحابہ کرام اور تابعین سے یہ بھی مروی ہے کہ ان لوگوں نے اس سے زیادہ اور اس سے کم بھی پڑھی ہے۔ گویا ان کے نزدیک معاملے میں وسعت ہے، لیکن اس سلسلے میں سب سے بہتر چیز جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے وہ یہ کہ آپ نے "سورة والشمس وضحاها" اور "سورة والتين والزيتون" پڑھی۔

310- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ الآخِرَةِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الأذان ١٠٠ (٧٦٦)، و١٠٢ (٧٦٩)، وتفسير التين ١ (٤٩٥٢)، والتوحيد ٥٢ (٧٥٤٦)، م/الصلاة ٣٦ (٤٦٤)، د/الصلاة ٢٧٥ (١٢٢١)، ن/الافتتاح ٧٢ (١٠٠١)، و٧٣ (١٠٠٢)، ق/الإقامة ١٠ (٨٣٤)، (تحفة الأشراف: ١٧٩١)، ط/الصلاة ١٥ (٢٧)، حم (٤/٢٨٦، ٣٠٢) (صحيح)

۳۱۰۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عشا میں سورۂ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

120۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ

۱۲۰۔ باب: امام کے پیچھے قراءت کرنے کا بیان

311۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ مَحْمُودِ ابْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّبْحَ، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّي أَرَاكُمْ تَقْرَءُونَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ؟ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِي وَاللهِ! قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوا إِلاَّ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ لا صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ الزُّهْرِيُّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لا صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. قَالَ: وَهٰذَا أَصَحُّ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ - فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ - عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ: يَرَوْنَ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ.

تخريج: د/الصلاة ١٣٦ (٨٢٣)، (تحفة الأشراف: ٥١١١)، حم (٥/٣١٣، ٣١٦، ٣٢٢) (حسن)

(البانی نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے، لیکن ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے (۳/۳۶۔۳۷) ترمذی، دارقطنی اور بیہقی نے حسن کہا ہے، ابن حجر نے بھی اس کو نتائج الافکار میں حسن کہا ہے، ملاحظہ ہو: امام الکلام مولفہ مولانا عبدالحی لکھنوی ص ۲۷۷۔۲۷۸، تراجع الالبانی ۳۴۸)

۳۱۱۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فجر پڑھی، آپ پر قراءت دشوار ہوگئی، صلاۃ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: ''مجھے لگ رہا ہے کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟'' ہم نے عرض کی: جی ہاں، اللہ کی قسم ہم قراءت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''تم ایسا نہ کیا کرو سوائے سورۂ فاتحہ کے، اس لیے کہ جو اسے نہیں پڑھتا اس کی صلاۃ نہیں ہوتی ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) یہ حدیث زہری نے بھی محمود بن ربیع سے اور محمود نے

عبادہ بن صامت سے اور عبادہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس شخص کی صلاۃ نہیں جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی، یہ سب سے صحیح روایت ہے،۳- اس باب میں ابو ہریرہ، عائشہ، انس، ابوقتادہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) صحابہ اور تابعین میں سے اکثر اہلِ علم کا امام کے پیچھے قراءت کے سلسلے میں عمل اسی حدیث پر ہے۔ ائمہ کرام میں سے مالک بن انس، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول بھی یہی ہے، یہ سبھی لوگ امام کے پیچھے قراءت کے قائل ہیں۔ ❶

فائدہ ❶:...... امام ترمذی کے اس قول میں اجمال ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سبھی لوگ امام کے پیچھے قراءت کے قائل ہیں، ان میں سے کچھ لوگ سری اور جہری سبھی صلاتوں میں قراءت کے قائل ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ قراءت کے وجوب کے قائل ہیں اور کچھ لوگ اس کو مستحب کہتے ہیں۔

121- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ إِذَا جَهَرَ الإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ

۱۲۱- باب: امام جہر سے قراءت کرے تو اس کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا بیان

312- حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنْ صَلاَةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ، فَقَالَ: ((هَلْ قَرَأَ مَعِي أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ!، قَالَ: ((إِنِّي أَقُولُ مَالِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ؟)) قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الصَّلَوَاتِ بِالْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ. قَالَ أَبُوعِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَابْنُ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيُّ: اسْمُهُ عُمَارَةُ، وَيُقَالُ: عَمْرُو بْنُ أُكَيْمَةَ.

تخريج: د/الصلاة ۱۳۷ (۸۲٦)، ن/الافتتاح ۲۸ (۹۰)، ق/الإقامة ۱۳ (۸٤۸، ۸٤۹)، (تحفة الأشراف: ۱٤۲٦٤)، ط/الصلاة ۱۰ (٤٤)، حم (۲/۲٤۰، ۲۸٤، ۲۸۵، ٤۸۷) (صحيح)

وَرَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيثَ وَذَكَرُوا هٰذَا الْحَرْفَ: قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مَا يَدْخُلُ عَلَى مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ، لِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ هُوَ الَّذِي رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثَ.

(صحيح) وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى صَلاَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ، غَيْرُ تَمَامٍ))، فَقَالَ لَهُ حَامِلُ الْحَدِيثِ: إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الإِمَامِ؟ قَالَ: اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ. وَرَوَى أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أُنَادِيَ: أَنْ لاَ صَلاَةَ إِلاَّ بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ. وَاخْتَارَ أَكْثَرُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ أَنْ لاَ يَقْرَأَ الرَّجُلُ إِذَا جَهَرَ الإِمَامُ

بِـالْقِرَاءَةِ، وَقَالُوا: يَتَتَبَّعُ سَكَتَاتِ الإِمَامِ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ: فَرَأَى أَكْثَـرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّـابِـعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمُ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا أَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ، وَالنَّاسُ يَقْرَءُونَ، إِلَّا قَوْمًا مِنَ الْكُوفِيِّينَ، وَأَرَى أَنَّ مَنْ لَّمْ يَـقْـرَأْ صَلاتُـهُ جَـائِزَةٌ. وَشَدَّدَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْكِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَإِنْ كَانَ خَلْفَ الإِمَـامِ، فَـقَالُوا: لا تُجْزِءُ صَلاةٌ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَحْدَهُ كَانَ أَوْ خَلْفَ الإِمَامِ. وَذَهَبُوا إِلَـى مَـا رَوَى عُبَـادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَـرَأَ عُبَـادَةُ بْنُ الصَّامِتِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ خَلْفَ الإِمَـامِ، وَتَأَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ: ((لاصَلاةَ إِلَّا بِـقِـرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ)). وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَإِسْـحَـاقُ، وَغَيْرُهُمَا. وَأَمَّا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَقَالَ: مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لا صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِـفَـاتِحَةِ الْكِتَابِ)) إِذَا كَانَ وَحْدَهُ. وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ حَيْثُ قَالَ: مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَـمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ، إِلَّا أَنْ يَّكُونَ وَرَاءَ الإِمَامِ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: فَهٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تَأَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ: ((لاصَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) أَنَّ هٰذَا إِذَا كَانَ وَحْـدَهُ. وَاخْتَـارَ أَحْـمَدُ مَعَ هٰذَا الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ، وَأَنْ لا يَتْرُكَ الرَّجُلُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، وَإِنْ كَانَ خَلْفَ الإِمَامِ.

۳۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس صلاۃ سے فارغ ہونے کے بعد جس میں آپ نے بلند آواز سے قراءت کی تھی تو فرمایا: ''کیا تم میں سے ابھی کسی نے میرے ساتھ قراءت کی ہے؟'' ایک شخص نے عرض کی: ہاں اللہ کے رسول! (میں نے کی ہے) آپ نے فرمایا: ''تبھی تو میں یہ کہہ رہا تھا: آخر کیا بات ہے کہ قرآن کی قراءت میں میری آواز سے آواز ٹکرائی جا رہی ہے اور مجھ پر غالب ہونے کی کوشش کی جا رہی ہے''، وہ (زہری) کہتے ہیں: تو جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ان صلاتوں میں قراءت کرنے سے رک گئے جن میں آپ بلند آواز سے قراءت کرتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔ (۲) ابن اکیمہ لیثی کا نام عمارہ ہے، انہیں عمرو بن اکیمہ بھی کہا جاتا ہے، زہری کے دیگر تلامذہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے، لیکن ان لوگوں نے اسے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے ''قَـالَ الـزُّهْـرِيُّ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ'' (زہری نے کہا کہ لوگ قراءت سے رک گئے جس وقت ان لوگوں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا)۔ (۳) اس باب میں ابن مسعود، عمران بن حصین اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) اس حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو ان لوگوں کے لیے رکاوٹ کا سبب بنے جن کی رائے امام کے پیچھے بھی قراءت کی ہے، اس لیے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں جنہوں نے

یہ حدیث روایت کی ہے اور انہوں نے ہی نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث بھی روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ''جس نے کوئی صلاۃ پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ ناقص ہے، ناقص ہے، ناتمام ہے'' تو ان سے ایک شخص نے جس نے ان سے یہ حدیث اخذ کی تھی پوچھا کہ میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو کیا کروں؟) تو انھوں نے کہا: تم اِسے اپنے دل میں پڑھ لیا کر۔ ابوعثمان نہدی سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے یہ حکم دیا کہ میں اعلان کر دوں کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر صلاۃ نہیں ہوتی۔ (۵) اکثر محدثین نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ جب امام بلند آواز سے قراءت کرے تو مقتدی قراءت نہ کرے اور کہا ہے کہ وہ امام کے سکتوں کا تتبع کرتا رہے، (یعنی وہ امام کے سکتوں کے درمیان پڑھ لیا کرے)۔ (٦) امام کے پیچھے قراءت کے سلسلے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہلِ علم امام کے پیچھے قراءت کے قائل ہیں، مالک بن انس، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں، عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں اور لوگ بھی کرتے ہیں سوائے کوفیوں میں سے چند لوگوں کے اور میرا خیال ہے کہ جو نہ پڑھے اس کی بھی صلاۃ درست ہے، ۷۔ اور اہلِ علم میں سے کچھ لوگوں نے اس سلسلے میں سختی برتی ہے، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ سورۂ فاتحہ کا چھوڑنا جائز نہیں، اگرچہ وہ امام کے پیچھے ہو، یہ لوگ کہتے ہیں کہ بغیر سورۂ فاتحہ کے صلاۃ کفایت نہیں کرتی، یہ لوگ اس حدیث کی طرف گئے ہیں جسے عبادہ بن صامت نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ اور خود عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بھی نبی اکرم ﷺ کے بعد امام کے پیچھے قراءت کی ہے، ان کا عمل نبی اکرم ﷺ کے اسی قول پر رہا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر صلاۃ نہیں، یہی شافعی اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ کا بھی قول ہے۔ (۸) رہے احمد بن حنبل تو وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے قول ''سورۂ فاتحہ کے بغیر صلاۃ نہیں ہوتی'' کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اکیلے صلاۃ پڑھ رہا ہو تب سورۂ فاتحہ کے بغیر صلاۃ نہیں ہوگی۔ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہ استدلال کیا ہے جس میں ہے کہ ''جس نے کوئی رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی صلاۃ نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔'' [1] احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں ایک شخص ہیں اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے قول ''سورۂ فاتحہ کے بغیر صلاۃ نہیں ہوتی'' کی تفسیر یہ کی ہے کہ یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو اکیلے پڑھ رہا ہو۔ ان سب کے باوجود احمد بن حنبل نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے ہی کو پسند کیا ہے اور کہا ہے کہ آدمی سورۂ فاتحہ کو نہ چھوڑے اگرچہ امام کے پیچھے ہو۔

فائدہ [1]:...... یہ جابر رضی اللہ عنہ کا اپنا خیال ہے، اعتبار مرفوع روایت کا ہے نہ کہ کسی صحابی کی ایسی رائے کا جس کے مقابلے میں دوسرے صحابہ کی آرا موجود ہیں وہ آرا حدیث کے ظاہر معنی کے مطابق بھی ہیں۔

313- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ، يَقُولُ: مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الإِمَامِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف، وانظر ط/الصلاة ٨ (٣٨)، (لم يذكره المزي في مظانه ج٢/ص٢٨٥-٢٨٨ من رقم ٣١٢٥ الى ٣١٣٢) (صحيح) (واضح رہے یہ جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اس کو اصطلاح میں موقوف کہتے ہیں)

۳۱۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جس نے کوئی رکعت ایسی پڑھی جس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس نے صلاۃ ہی نہیں پڑھی، سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے ہوا۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶:......اس اثر کا پہلی والی صحیح احادیث کے ساتھ کوئی معارضہ نہیں، امام بیہقی نے ''کتاب القراءۃ'' (ص: ۱۱۲) میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ اثر نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: اس اثر میں صلاۃ میں سورۃ الفاتحہ کی تعیین قراءت کے لیے دلیل بھی ہے اور یہ کہ ان حضرات کے خلاف جو سورۂ فاتحہ کی نہ تعیین کے قائل ہیں اور نہ ہی وہ آخری دو رکعات میں اس سورت کی قراءت کے وُجوب کے قائل ہیں۔ صلاۃ کی تمام رکعتوں کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے واجب ہونے کی بھی دلیل ہے اور جہاں تک جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی: "إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ وَرَاءَ الْإِمَامِ" والی بات کا تعلق ہے تو:

(۱) احتمال ہے کہ یہ آپ رضی اللہ عنہ کا امام کے پیچھے اُس صلاۃ میں سورۂ فاتحہ کے ترک کر دینے کے جواز کا مسلک ہو کہ جس میں امام سورۂ فاتحہ جہراً پڑھتا ہے۔

(۲) یہ بھی احتمال ہے کہ: اس سے مراد وہ رکعت ہو کہ جس میں مقتدی امام کو رکوع کی حالت میں پائے اور اس کے ساتھ مل جائے تو اُس کی یہ رکعت ہو جائے گی، اس تاویل کو اسحاق بن ابراہیم الحنظلی جیسے علما نے اختیار کیا ہے۔

(۳) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں یزید الفقیر کی روایت سے ایک اثر درج کیا ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما چار رکعات والی صلاۃ پہلی دو رکعات میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت جب کہ آخری دو رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کہ ہم یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ قراءت سے کچھ اور پڑھے بغیر صلاۃ نہیں ہوتی، (تو جابر رضی اللہ عنہ کے عمل سے لوگوں کے لیے وضاحت ہوگئی) اور یہ کہ یہ لفظ عام ہے: اکیلے صلاۃ پڑھنے والے کے لیے بھی مقتدی کے بھی اور امام کے لیے بھی۔

(۴) عبیداللہ بن مُقسم کی روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: صلاۃ میں قراءت کا سنت عمل یہ ہے کہ مصلی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت بھی پڑھے جب کہ آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھ لے......اور اصول یہ ہے کہ صحابی جب سنت کا کلمہ استعمال کرے اور کہے: "كـنـا نتحدث" تو محدثین کرام اسے مرفوع احادیث میں شمار کرتے ہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: تحفۃ الأحوذی ۱/۲۶۱)

122- بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ

۱۲۲۔ باب: مسجد میں داخل ہوتے وقت کون سی دعا پڑھے؟

314- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرَى قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ

الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ))، وَإِذَا خَرَجَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ)).

تخريج: ق/المساجد ١٣ (٧٧١)، (تحفة الأشراف: ١٨٠٤١) (صحيح)

(فاطمہ بنت حسین نے فاطمہ کبری کو نہیں پایا ہے، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے،، شیخ البانی کہتے ہیں: مغفرت کے جملے کو چھوڑ کر بقیہ حدیث صحیح ہے، تراجع الألبانی ٥١٠)

٣١٤۔ فاطمہ بنت حسین اپنی دادی فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد (ﷺ) پر درود وسلام بھیجتے اور یہ دعا پڑھتے: "رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے) اور جب نکلتے تو محمد (ﷺ) پر صلاۃ (درود) وسلام بھیجتے اور یہ کہتے: "رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ" (اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور اپنے فضل کے دروازے میرے لیے کھول دے)

315۔ و قَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، فَلَقِيتُ عَبْدَاللهِ بْنَ الْحَسَنِ بِمَكَّةَ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي بِهِ قَالَ: كَانَ إِذَا دَخَلَ قَالَ: ((رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ رَحْمَتِكَ))، وَإِذَا خَرَجَ قَالَ: ((رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ فَضْلِكَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، وَأَبِي أُسَيْدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ فَاطِمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ لَمْ تُدْرِكْ فَاطِمَةَ الْكُبْرَى، إِنَّمَا عَاشَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَشْهُرًا.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

٣١٥۔ اسماعیل بن ابراہیم بن راہویہ کا بیان ہے کہ میں عبداللہ بن حسن سے مکے میں ملا تو میں نے ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھ سے اسے بیان کیا اور کہا کہ جب آپ ﷺ داخل ہوتے تو یہ کہتے "رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ رَحْمَتِكَ" (اے میرے رب! اپنی رحمت کا دروازہ میرے لیے کھول دے) اور جب نکلتے تو کہتے: رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ فَضْلِكَ. "اے میرے رب! اپنے فضل کا دروازہ میرے لیے کھول دے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: (١) فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث (شواہد کی بنا پر) حسن ہے، ورنہ اس کی سند متصل نہیں ہے۔ (٢) فاطمہ بنت حسین نے فاطمہ کبریٰ کو نہیں پایا ہے، وہ تو نبی اکرم ﷺ کے بعد چند ماہ ہی تک زندہ رہیں۔ (٣) اس باب میں ابوحمید، ابواسید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

123۔ بَابُ مَا جَاءَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ

١٢٣۔ باب: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو دو رکعتیں پڑھے

316۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو

ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، نَحْوَ رِوَايَةِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ. وَرَوَى سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهٰذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ، وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا: اسْتَحَبُّوا إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ الْمَسْجِدَ أَنْ لَا يَجْلِسَ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ عُذْرٌ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: وَحَدِيثُ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ خَطَأٌ، أَخْبَرَنِي بِذٰلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ.

تخريج: خ/الصلاة ٦٠ (٤٤٤)، والتهجد ٢٥ (١١٦٣)، م/المسافرين ١١ (٧١٤)، د/الصلاة ١٩ (٤٦٧)، ن/المساجد ٣٧ (٧٣١)، ق/الإقامة ٥٧ (١٠١٣)، (تحفة الأشراف: ١٢١٢٣)، ط/السفر ١٨ (٥٧)، حم (٥/٢٩٥، ٢٩٦، ٣٠٣) (صحيح)

۳۱۶۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوقتادہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) محمد بن عجلان اور دیگر کئی لوگوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے بھی یہ حدیث روایت کی ہے جیسے مالک بن انس کی روایت ہے۔ (۳) سہیل بن ابی صالح ❷ نے یہ حدیث بطریق: ''عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ'' سے روایت کی ہے۔ (۴) یہ حدیث غیر محفوظ ہے اور صحیح ابوقتادہ کی حدیث ہے، اس باب میں جابر، ابوامامہ، ابوہریرہ، ابوذر اور کعب بن مالک سے بھی احادیث آئی ہیں، ہمارے اصحاب کا عمل اسی حدیث پر ہے: انھوں نے مستحب قرار دیا ہے کہ جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو جب تک دو رکعتیں نہ پڑھ لے، نہ بیٹھے الا یہ کہ اس کے پاس کوئی عذر ہو، ۵۔ علی بن مدینی کہتے ہیں: سُہیل بن ابی صالح کی حدیث میں غلطی ہوئی ہے۔

فائدہ ❶ :...... اسے تحیۃ المسجد کہتے ہیں، جمہور کے نزدیک یہ مستحب ہے اور شوافع کے نزدیک واجب۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس کی بہت تاکید ہے، لیکن فرض نہیں ہے۔

فائدہ ❷ :...... سُہیل بن ابی صالح کی روایت میں ''عن أبي قتادة'' کے بجائے ''عن جابر بن عبداللہ'' ہے اور یہ غلط ہے، کیونکہ عامر بن عبداللہ کے دیگر تلامذہ نے سُہیل کی مخالفت کی ہے۔

124ـ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الأَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ

۱۲۴ـ باب: قبرستان اور حمام (غسل خانہ) کے علاوہ پوری زمین سجدہ گاہ ہے

317ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَحُذَيْفَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي ذَرٍّ، قَالُوا: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((جُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ رِوَايَتَيْنِ: مِنْهُمْ مَنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَذْكُرْهُ. وَهٰذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ: رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: وَكَانَ عَامَّةُ رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَأَنَّ رِوَايَةَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَثْبَتُ وَأَصَحُّ مُرْسَلًا.

تخريج: د/الصلاة ٢٤ (٤٩٢)، ق/المساجد ٤ (٧٤٥)، (تحفة الأشراف: ٤٤٠٦)، حم (٨٣/٣، ٩٦) (صحيح)

۳۱۷ـ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوائے قبرستان اور حمام (غسل خانہ) کے ساری زمین مسجد ہے''۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں علی، عبداللہ بن عمرو، ابوہریرہ، جابر، ابن عباس، حذیفہ، انس، ابوامامہ اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں، ان لوگوں نے کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے پوری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور طہارت وپاکیزگی کا ذریعہ بنائی گئی ہے۔ (۲) ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث عبدالعزیز بن محمد سے دو طریق سے مروی ہے، بعض لوگوں نے ابوسعید کے واسطے کا ذکر کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا ہے، اس حدیث میں اضطراب ہے، سفیان ثوری نے بطریق: ''عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ'' مرسلاً روایت کی ہے اور حماد بن سلمہ نے یہ حدیث بطریق: ''عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ'' مرفوعاً روایت کی ہے اور محمد بن اسحاق نے بھی یہ حدیث بطریق: ''عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ'' اور ان کا کہنا ہے کہ یحییٰ کی اکثر احادیث نبی اکرم ﷺ سے ابوسعید ہی کے واسطے سے مروی ہیں، لیکن اس میں انہوں نے ابوسعید کے واسطے کا ذکر نہیں

کیا ہے، گویا ثوری کی روایت "عَمْرِو بْنِ يَحْيَى ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ " زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... یعنی جہاں چاہو صلاۃ پڑھو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان اور حمام میں صلاۃ پڑھنی درست نہیں، حمام میں اس لیے کہ یہاں نجاست ناپاکی کا شک رہتا ہے اور قبرستان میں ممانعت کا سبب شرک سے بچنے کے لیے سد باب کے طور پر ہے۔ بعض احادیث میں کچھ دیگر مقامات پر صلاۃ ادا کرنے سے متعلق بھی ممانعت آئی ہے، ان کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

125۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

۱۲۵۔ باب: مسجد بنانے کی فضیلت کا بیان

318۔ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ ، وَعُمَرَ ، وَعَلِيٍّ ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، وَأَنَسٍ ، وَابْنِ عَبَّاسٍ ، وَعَائِشَةَ ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ ، وَأَبِي ذَرٍّ ، وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ ، وَوَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَمَحْمُودُ بْنُ لَبِيدٍ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَمَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ ، قَدْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ ، وَهُمَا غُلَامَانِ صَغِيرَانِ مَدَنِيَّانِ .

تخريج : م/المساجد ٤ (٥٣٣)، والزهد ٣ (٥٣٣/٤٤)، ق/المساجد ١ (٧٣٦)، (تحفة الأشراف : ٩٨٣٧)، حم (١/٦٠، ٧٠) (صحيح)

۳۱۸۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے اللہ کی رضا کے لیے مسجد بنائی، تو اللہ اس کے لیے اسی جیسا گھر بنائے گا" ❶۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوبکر، عمر، علی، عبداللہ بن عمرو، انس، ابن عباس، عائشہ، ام حبیبہ، ابوذر، عمرو بن عبسہ، واثلہ بن اسقع، ابوہریرہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ مثلیت کمیت کے اعتبار سے ہوگی، کیفیت کے اعتبار سے یہ گھر اس سے بہت بڑھا ہوا ہوگا۔

319۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا صَغِيرًا كَانَ أَوْ كَبِيرًا: بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ مَوْلَى قَيْسٍ ، عَنْ زِيَادٍ النُّمَيْرِيِّ ، عَنْ أَنَسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٨٣٩) (ضعيف)

(سند میں عبدالرحمٰن مولیٰ قیس مجہول اور زیاد النمیری "ضعیف" ہیں)

۳۱۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اللہ کے لیے کوئی مسجد بنائی، چھوٹی ہو یا

بڑی، اللہ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔"

126۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَتَّخِذَ عَلَى الْقَبْرِ مَسْجِدًا

۱۲۶۔ باب: قبروں پر مسجد بنانے کی حرمت کا بیان

320۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو صَالِحٍ هَذَا: هُوَ مَوْلَى أُمِّ هَانِءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، وَاسْمُهُ بَاذَانُ، وَيُقَالُ: بَاذَامُ أَيْضًا.

تخريج: د/الجنائز ۸۲ (۳۲۳۶)، ن/الجنائز ۱۰٤ (۲۰٤٥)، ق/الجنائز ٤۹ (۱۵۷۵)، (تحفة الأشراف: ۵۳۷)، حم (۱/۲۲۹، ۲۸۷، ۳۲٤، ۳۳۷) (ضعيف) (سند میں "ابوصالح باذام مولیٰ ام ہانی ضعیف ہیں، مسجد میں صرف چراغ جلانے والی بات ضعیف ہے، بقیہ دو باتوں کے صحیح شواہد موجود ہیں)

۳۲۰۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں پر مساجد بنانے والے اور چراغ جلانے والے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔

127۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ

۱۲۷۔ باب: مسجد میں سونے کا بیان

321۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَنَامُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، وَنَحْنُ شَبَابٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لاَ يَتَّخِذُهُ مَبِيتًا وَلاَ مَقِيلًا. وَقَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ ذَهَبُوا إِلَى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

تخريج: تفرد به المؤلف، وانظر ق/المساجد ٦ (۷۵۱)، (تحفة الأشراف: ٦۹٦)، وحم (۱/۱۲) (صحيح)

۳۲۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسجد میں سوتے تھے اور ہم نوجوان تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اہل علم میں کی ایک جماعت نے مسجد میں سونے کی اجازت دی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کوئی اسے سونے اور قیلولے کی جگہ نہ بنائے [1] اور بعض اہل علم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی طرف گئے ہیں۔

فائدہ [1]:......صحابہ کرام اور سلف صالحین مسجد میں سویا کرتے تھے، اس لیے جواز میں کوئی شبہ نہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا ٹھیک ہی ہے کہ جس کا گھر اسی محلے میں ہو وہ مسجد میں رات نہ گزارے، اسی کے قائل امام مالک بھی ہیں۔

128۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَإِنْشَادِ الضَّالَّةِ وَالشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

۱۲۸۔ باب: مسجد میں خرید وفروخت کرنے، کھوئی ہوئی چیز کا اعلان کرنے اور شعر پڑھنے کی کراہت کا بیان

322۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَّهُ نَهَى عَنْ تَنَاشُدِ الأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ، وَعَنِ الْبَيْعِ وَالاِشْتِرَاءِ فِيهِ، وَأَنْ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلاَةِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَعَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ: رَأَيْتُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ، وَذَكَرَ غَيْرَهُمَا: يَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ سَمِعَ شُعَيْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَنْ تَكَلَّمَ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ إِنَّمَا ضَعَّفَهُ لأَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنْ صَحِيفَةِ جَدِّهِ، كَأَنَّهُمْ رَأَوْا أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ هَذِهِ الأَحَادِيثَ مِنْ جَدِّهِ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ: وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ: حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عِنْدَنَا وَاهٍ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْبَيْعَ وَالشِّرَاءَ فِي الْمَسْجِدِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ رُخْصَةٌ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ رُخْصَةٌ فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ.

تخريج: د/الصلاة ٢٢٠ (١٠٧٩)، ن/المساجد ٢٣ (٧١٤)، ق/المساجد ٥ (٧٤٩)، (تحفة الأشراف: ٨٧٩٦)، حم (٢/١٧٩) (حسن) (یہ سند حسن ہے، لیکن شواہد سے یہ حدیث صحیح ہے)

۳۲۲۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اشعار پڑھنے، خرید وفروخت کرنے اور جمعے کے دن صلاۃ (جمعہ) سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن ہے۔ (۲) عمرو کے باپ شعیب: محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص کے بیٹے ہیں [1] محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ میں نے احمد اور اسحاق بن راہویہ کو (اور ان دونوں کے علاوہ انہوں نے کچھ اور لوگوں کا ذکر کیا ہے) دیکھا کہ یہ لوگ عمرو بن شعیب کی حدیث سے استدلال کرتے تھے، محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ شعیب بن محمد نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔ (۳) عمرو بن شعیب کی حدیث میں کلام کرنے والوں نے انہیں صرف اس لیے ضعیف قرار دیا ہے کہ وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) کے صحیفے (الصادقہ) سے روایت کرتے ہیں، گویا ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہ احادیث انھوں نے اپنے دادا سے نہیں سنی ہیں [2]

علی بن عبداللہ (ابن المدینی) کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید (قطان) سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: عمرو بن شعیب کی حدیث ہمارے نزدیک ضعیف ہے۔ (۴) اس باب میں بریدہ، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۵) اہلِ علم میں سے کچھ لوگوں نے مسجد میں خرید وفروخت کو مکروہ قرار دیا ہے، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں۔ [3] (۶) اور تابعین میں سے بعض اہلِ علم سے مسجد میں خرید وفروخت کرنے کی رخصت مروی ہے۔ (۷) نیز نبی اکرم ﷺ سے حدیثوں میں مسجد میں شعر پڑھنے کی رخصت مروی ہے۔'' [4]

فائدہ ❶ :...... اس طرح شعیب کے والد محمد بن عبداللہ ہوئے جو عمرو کے دادا ہیں، اور شعیب کے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص ہوئے۔

فائدہ ❷ :...... صحیح قول یہ ہے کہ شعیب بن محمد کا سماع اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ثابت ہے اور ''عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده'' کے طریق سے جو احادیث آئی ہیں وہ صحیح اور مطلقاً حجت ہیں، بشرطیکہ ان تک جو سند پہنچتی ہو وہ صحیح ہو۔

فائدہ ❸ :...... یہی جمہور کا قول ہے اور یہی حق ہے اور جن لوگوں نے اس کی رخصت دی ہے ان کا قول کسی صحیح دلیل پر مبنی نہیں بلکہ صحیح احادیث اس کی تردید کرتی ہیں۔

فائدہ ❹ :...... مسجد میں شعر پڑھنے کی رخصت سے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں، ان دونوں قسم کی روایتوں میں دو طرح سے تطبیق دی جاتی ہے: ایک تو یہ کہ ممانعت والی روایت کو نہی تنزیہی، پر یعنی مسجد میں نہ پڑھنا بہتر ہے اور رخصت والی روایتوں کو بیانِ جواز پر محمول کیا جائے، دوسرے یہ کہ مسجد میں فحش اور مخرب اخلاق اشعار پڑھنا ممنوع ہے، رہے ایسے اشعار جو توحید، اتباعِ سنت اور اصلاحِ معاشرہ وغیرہ اصلاحی مضامین پر مشتمل ہوں تو ان کے پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے خود رسول اللہ ﷺ پڑھوایا کرتے تھے۔

129۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى

۱۲۹۔ باب: اس مسجد کا بیان جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے

323۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أُنَيْسِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: امْتَرَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي خُدْرَةَ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى، فَقَالَ الْخُدْرِيُّ: هُوَ مَسْجِدُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ الآخَرُ: هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((هُوَ هٰذَا - يَعْنِي مَسْجِدَهُ - وَفِي ذٰلِكَ خَيْرٌ كَثِيرٌ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى الأَسْلَمِيِّ؟ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ بِهِ بَأْسٌ، وَأَخُوهُ أُنَيْسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى أَثْبَتُ مِنْهُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ٤٤٤٠) (صحيح)

۳۲۳۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنی خدرہ کے ایک شخص اور بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے درمیان بحث ہوگئی کہ کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ❶ تو خدری نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد (یعنی مسجد نبوی) ہے، دوسرے نے کہا: وہ مسجد قبا ہے؛ چنانچہ وہ دونوں اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ''وہ یہ مسجد ہے، یعنی مسجد نبوی اور اُس میں (یعنی مسجد قبا میں) بھی بہت خیر و برکت ہے۔'' ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) علی بن عبداللہ بن المدینی نے یحییٰ بن سعید القطان سے (سند میں موجود راوی) محمد بن ابی یحییٰ اسلمی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اُن میں کوئی قابلِ گرفت بات نہیں ہے اور اُن کے بھائی انیس بن ابی یحییٰ ان سے زیادہ ثقہ ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یعنی سورۂ توبہ میں ارشادِ الٰہی ''لمسجد أسس على التقوى من أول يوم'' سے کون سی مسجد مراد ہے؟۔

فائدہ ❷ :...... یہ حدیث صرف اس بات پر دلالت نہیں کرتی ہے کہ ''لمسجد أسس على التقوى'' سے مراد مسجد نبوی ہی ہے، بلکہ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اس مسجدِ نبوی کی بھی تقوے پر ہی بنیاد ہے، یہ مطلب لوگوں نے اس لیے لیا ہے کہ قرآن میں سیاق وسباق سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ ارشادِ ربانی مسجدِ قباء کے بارے میں ہے۔

130۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ

۱۳۰۔ باب: مسجد قبا میں صلاۃ کی فضیلت کا بیان

324۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ ابْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَبْرَدِ مَوْلَى بَنِي خَطْمَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أُسَيْدَ بْنَ ظُهَيْرٍ الأَنْصَارِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُسَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَلَا نَعْرِفُ لأُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ شَيْئًا يَصِحُّ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ. وَأَبُو الأَبْرَدِ اسْمُهُ: زِيَادٌ مَدِينِيٌّ.

تخريج: ق/الإقامة ١٩٧ (١٤١١) (تحفة الأشراف : ١٥٥) (صحيح)

۳۲۴۔ اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسجد قبا میں صلاۃ پڑھنے کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے۔'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اسید کی حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) ہم اسید بن ظہیر کی کوئی ایسی چیز نہیں جانتے جو صحیح ہو سوائے اس حدیث کے۔

فائدہ ❶ :...... یعنی مسجدِ قباء میں ایک صلاۃ پڑھنے کا ثواب ایک عمرے کے ثواب کے برابر ہے۔

131۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ الْمَسَاجِدِ أَفْضَلُ

۱۳۱۔ باب: کون سی مسجد سب سے افضل ہے؟

325۔ حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي عَبْدِاللهِ الأَغَرِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ الأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلاَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عُبَيْدِاللهِ إِنَّمَا ذَكَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَبْدِاللهِ الأَغَرُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَمَيْمُونَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَأَبِي ذَرٍّ.

تخريج: خ/الصلاة في مسجد مكة والمدينة ۱ (۱۱۹۰)، م/الحج ۹٤ (۱۳۹٤)، ن/المساجد ۷ (٦۹٥)، والحج ۱۲٤ (۲۹۰۲)، ق/الإقامة ۱۹٥ (تحفة الأشراف: ۱۳٤٦٤)، وكذا (۱۳٥٥۱ و ٤۹٦۰)، ط/القبلة ٥ (۹)، حـم (۲/۲۳۹، ۲٤۱، ۲٥٦، ۲۷۷، ۲۷۸، ۳۸٦، ٤٦٦، ٤٦۸، ٤۷۳، ٤۸٤، ٤۸٥، ٤۹۹)، د/ الصلاة ۱۳۱ (۱٤٥۸) (صحيح)

۳۲۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد کی ایک صلاۃ دوسری مساجد کی ہزار صلاتوں سے زیادہ بہتر ہے، سوائے مسجد حرام کے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) کئی سندوں سے مروی ہے۔ (۳) اس باب میں علی، میمونہ، ابوسعید، جبیر بن مطعم، ابن عمر، عبداللہ بن زبیر اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

326۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلاَّ إِلَى ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الصلاة في مسجد مكة والمدينة ۱ (۱۱۸۸)، و٦ (۱۱۹۷)، وجزاء الصيد ۲٦ (۱۸٦٤)، والصوم ۸۷ (۱۹۹٥)، م/المناسك ۷٤ (۸۲۷/٤۱٥)، ق/الإقامة ۱۹٦ (۱٤۱۰)، (تحفة الأشراف: ٤۲۷۹) (صحيح)

۳۲۶۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' تین مساجد کے سوا کسی اور جگہ کے لیے سفر نہ کیا جائے: (۱) مسجد حرام کے لیے۔ (۲) میری اس مسجد (مسجد نبوی) کے لیے۔ (۳) مسجد اقصیٰ کے لیے۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶:......یعنی ثواب کی نیت سے سفر نہ کیا جائے، مگر صرف انہی تین مساجد کی طرف، اس سے کوئی بھی چوتھی مسجد اور تمام مساجد ومقابر خارج ہوگئے، حتی کہ قبر نبوی کی زیارت کی نیت سے بھی سفر جائز نہیں، ہاں مسجدِ نبوی کی نیت سے مدینہ جانے پر قبر نبوی کی مشروع زیارت جائز ہے۔

132۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ إِلَى الْمَسْجِدِ

۱۳۲۔ باب: مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت

327۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَلَكِنْ ائْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُونَ، وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا)). وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الْمَسْجِدِ: فَمِنْهُمْ مَنْ رَأَى الإِسْرَاعَ إِذَا خَافَ فَوْتَ التَّكْبِيرَةِ الأُولَى، حَتَّى ذُكِرَ عَنْ بَعْضِهِمْ: أَنَّهُ كَانَ يُهَرْوِلُ إِلَى الصَّلَاةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ الإِسْرَاعَ، وَاخْتَارَ أَنْ يَمْشِيَ عَلَى تُؤَدَةٍ وَوَقَارٍ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ، وَقَالَا: الْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، و قَالَ إِسْحَاقُ إِنْ خَافَ فَوْتَ التَّكْبِيرَةِ الأُولَى، فَلَا بَأْسَ أَنْ يُسْرِعَ فِي الْمَشْيِ.

تخريج: خ/الجمعة ۱۸ (۹۰۸)، م/المساجد ۲۸ (۶۰۲)، د/الصلاة ۵۷ (۵۷۲)، ن/الإمامة ۵۷ (۸۶۲)، ق/المساجد ۱۴ (۷۷۵)، (تحفة الأشراف: ۱۵۲۸۹)، ط/الصلاة ۱ (۴)، حم (۲/۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۷۰، ۲۷۲، ۲۸۲، ۳۱۸، ۳۸۲، ۳۸۷، ۴۲۷، ۴۵۲، ۴۶۰، ۴۷۳، ۴۸۹، ۵۲۹، ۵۳۲، ۵۳۳)، د/الصلاة ۵۹ (۱۳۱۹) (صحيح)

۳۲۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب صلاۃ کی تکبیر (اقامت) کہہ دی جائے تو (صلاۃ میں سے) اس کی طرف دوڑ کر مت آؤ، بلکہ چلتے ہوئے اس حال میں آؤ کہ تم پر سکینت طاری ہو، تو جو پاؤ اسے پڑھو اور جو چھوٹ جائے، اُسے پوری کرو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابوقتادہ، ابی بن کعب، ابوسعید، زید بن ثابت، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) اہلِ علم کا مسجد کی طرف چل کر جانے میں اختلاف ہے: ان میں سے بعض کی رائے ہے کہ جب تکبیر تحریمہ کے فوت ہونے کا ڈر ہو، وہ دوڑے یہاں تک کہ بعض لوگوں کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ صلاۃ کے لیے قدرے دوڑ کر جاتے تھے اور بعض لوگوں نے دوڑ کر جانے کو مکروہ قرار دیا ہے اور آہستگی و وقار سے جانے کو پسند کیا

ہے۔یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں، ان دونوں کا کہنا ہے کہ عمل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ہے اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اگر تکبیر تحریمہ کے چھوٹ جانے کا ڈر ہو تو دوڑ کر جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

328۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ. هَكَذَا قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ.

تخریج: انظر ما قبلہ (تحفة الأشراف: ١٣٣٠٥)، وأخرجه: حم (٢/٢٧٠) (صحيح)

٣٢٨۔اس سند سے بھی ابوہریرہ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی مفہوم کے ساتھ مروی ہے جیسے ابوسلمہ کی حدیث ہے جسے انہوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔

اسی طرح کہاہے عبدالرزاق نے وہ روایت کرتے ہیں سعید بن المسیب سے اور سعید بن مسیب نے بواسطہ ابوہریرہ سے اور ابوہریرہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے اور یہ یزید بن زریع کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔'' ❶

فائدہ ❶:......یعنی عبدالرزاق کا اپنی روایت میں ''عن سعیدبن المسیب عن ابی ھریرہ'' کہنا یزید بن زریع کی روایت میں ''عن ابی سلمہ عن ابی ھریرہ'' کہنے سے زیادہ صحیح ہے، کیونکہ سفیان نے عبدالرزاق کی متابعت کی ہے، ان کی روایت میں بھی ''عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرہ'' ہی ہے، جیسا کہ اگلی روایت میں ہے۔

329۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

تخریج: انظر حدیث رقم: ٣٢٧ (صحيح)

٣٢٩۔اس سند سے بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح مروی ہے۔

133۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلاَةِ مِنَ الْفَضْلِ

١٣٣۔ باب: مسجد میں بیٹھنے اور صلاۃ کے انتظار کی فضیلت کا بیان

330۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لاَ يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلاَةٍ مَا دَامَ يَنْتَظِرُهَا، وَلاَ تَزَالُ الْمَلاَئِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي الْمَسْجِدِ: اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللَّهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ)). فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ: وَمَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟! قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي

هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: خ/الوضوء ٣٤ (١٧٦)، والصلاة ٦١ (٤٤٥)، و٨٧ (٤٧٧)، والأذان ٣٠ (٦٤٧)، و٣٦ والبيوع ٤٩ (٢٠١٣)، وبدء الخلق ٧ (٣٢٢٩)، م/المساجد ٤٩ (٦٤٩)، د/الصلاة ٢٠ (٤٦٩)، ن/المساجد ٤٠ (٧٣٤)، ق/المساجد ١٩ (٧٩٩)، (تحفة الأشراف: ١٤٧٢٣)، حم (٢/٢٦٦، ٢٨٩، ٣١٢، ٣١٩، ٣٩٤، ٤١٥، ٤٢١، ٤٨٦، ٥٠٢)، ط/الصلاة ٢٧ (٥١) (صحيح)

۳۳۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی برابر صلاۃ ہی میں رہتا ہے جب تک وہ اس کا انتظار کرتا ہے اور فرشتے اس کے لیے برابر دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ مسجد میں رہتا ہے، کہتے ہیں ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ'' (اللہ! اسے بخش دے) ''اَللّٰھُمَّ ارْحَمْهُ'' (اے اللہ! اس پر رحم فرما) جب تک وہ حدث نہیں کرتا''، تو حضر موت کے ایک شخص نے پوچھا: حدث کیا ہے ابوہریرہ؟ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آہستہ سے یا زور سے ہوا خارج کرنا۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی، ابوسعید، انس، عبداللہ بن مسعود اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... اس حدیث سے مسجد میں بیٹھ کر صلاۃ کے انتظار کرنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں حدث کرنا فرشتوں کے استغفار سے محرومی کا باعث ہے۔

134۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ

۱۳۴۔ باب: چھوٹی چٹائی پر صلاۃ پڑھنے کا بیان

331۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأُمِّ سُلَيْمٍ، وَعَائِشَةَ، وَمَيْمُونَةَ، وَأُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الأَسَدِ، وَلَمْ تَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَأُمِّ سَلَمَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ. و قَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الصَّلَاةُ عَلَى الْخُمْرَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْخُمْرَةُ هُوَ حَصِيرٌ قَصِيرٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦١١٥)، وانظر: حم (١/٢٦٩، ٣٠٩، ٣٢٠، ٣٥٨) (حسن صحيح)

۳۳۱۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خمرہ (چھوٹی چٹائی) پر صلاۃ پڑھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ام حبیبہ، ابن عمر، ام سلیم، عائشہ، میمونہ، ام کلثوم بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد (ام کلثوم بنت ابی سلمہ نے نبی اکرم ﷺ سے نہیں سنا ہے) اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم

سے احادیث آئی ہیں۔ (۳) بعض اہلِ علم کا یہی خیال ہے، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے خمرہ پر صلاۃ ثابت ہے۔ (۴) خمرہ چھوٹی چٹائی کو کہتے ہیں۔

135۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْحَصِيرِ

۱۳۵۔ باب: چٹائی پر صلاۃ پڑھنے کا بیان

332۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى حَصِيرٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، إِلاَّ أَنَّ قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا الصَّلاَةَ عَلَى الأَرْضِ اسْتِحْبَابًا. وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ: طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ.

تخريج: م/الصلاة ٥٢ (٥١٩)، والصلاة ٤٨ (٦٦١)، ق/الإقامة ٦٣ (١٠٢٩)، (تحفة الأشراف: ٣٩٨٢)، حم (١٠/٣، ٥٢، ٥٩) (صحيح)

۳۳۲۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چٹائی پر صلاۃ پڑھی۔[1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں انس اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اکثر اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے، البتہ اہلِ علم کی ایک جماعت نے زمین پر صلاۃ پڑھنے کو استحباباً پسند کیا ہے۔

فائدہ [1]:...... اس حدیث میں ''حصیر'' اور اوپر والی میں ''خمرہ'' کا لفظ آیا ہے، فرق یہ ہے کہ ''خمرۃ'' چھوٹی ہوتی ہے اس پر ایک آدمی ہی صلاۃ پڑھ سکتا ہے اور حصیر بڑی اور لمبی ہوتی ہے جس پر ایک سے زیادہ آدمی صلاۃ پڑھ سکتے ہیں، دونوں ہی کھجور کے پتوں سے بنی جاتی تھیں اور اس زمانے میں ٹاٹ، پلاسٹک، اون اور کاٹن سے مختلف سائز کے مصلے تیار ہوتے ہیں، عمدہ اور نفیس قالین بھی بنائے جاتے ہیں، جو مساجد اور گھروں میں استعمال ہوتے ہیں۔ مذکور بالا حدیث میں ان کے جواز کی دلیل پائی جاتی ہے۔

136۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْبُسُطِ

۱۳۶۔ باب: بچھونے پر صلاۃ پڑھنے کا بیان

333۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُخَالِطُنَا، حَتَّى إِنْ كَانَ يَقُولُ لأَخٍ لِي صَغِيرٍ: ((يَاأَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟)) قَالَ: وَنُضِحَ بِسَاطٌ لَنَا فَصَلَّى عَلَيْهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: لَمْ يَرَوْا بِالصَّلاَةِ عَلَى الْبِسَاطِ وَالطُّنْفُسَةِ بَأْسًا. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ

وَإِسْحَاقُ . وَاسْمُ أَبِي التَّيَّاحِ: يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ .

تخريج: خ/الأدب ٨١ (٦١٢٩)، و١١٢ (٦٢٠٣)، م/المساجد ٤٨ (٦٥٩)، ق/الأدب ٢٤ (٣٧٢٠)، (تحفة الأشراف: ١٦٩٢)، حم (٣/٢١٢)، ويأت عند المؤلف ف البر والصلة برقم: (١٩٨٩) (صحيح)

۳۳۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے گھل مل جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ میرے چھوٹے بھائی سے کہتے: ابوعمیر! نغیر (بلبل) کا کیا ہوا؟ ہماری چٹائی ❶ پر چھڑکاؤ کیا گیا، پھر آپ نے اس پر صلاۃ پڑھی۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۳) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے۔ وہ چادر اور قالین پر صلاۃ پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... بساط، یعنی بچھاون سے مراد چٹائی ہے، کیونکہ یہ زمین پر بچھائی جاتی ہے۔

137- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ فِي الْحِيطَانِ

۱۳۷۔ باب: باغات میں صلاۃ پڑھنے کا بیان

334- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَحِبُّ الصَّلاَةَ فِي الْحِيطَانِ . قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي الْبَسَاتِينَ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مُعَاذٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ ، لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ . وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ قَدْ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ . وَأَبُو الزُّبَيْرِ اسْمُهُ: مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ تَدْرُسَ . وَأَبُو الطُّفَيْلِ اسْمُهُ: عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١١٣٢٣) (ضعيف) (سند میں حسن بن ابی جعفر ضعیف ہیں)

۳۳۴۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باغات میں صلاۃ پڑھنا پسند فرماتے تھے۔

ابوداود کہتے ہیں: حیطان سے مراد بساتین ہیں (باغات)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: معاذ کی حدیث غریب ہے، اسے ہم حسن بن ابی جعفر ہی کی روایت سے جانتے ہیں اور حسن بن ابی جعفر کو یحییٰ بن سعید وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

138- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُتْرَةِ الْمُصَلِّي

۱۳۸۔ باب: مصلی کے سترے کا بیان ❶

فائدہ ❶ :...... سترہ ایسی چیز ہے جسے مصلی اپنے آگے نصب کرے یا کھڑا کرے، خواہ وہ دیوار ہو یا ستون، نیزہ ہو یا لکڑی وغیرہ تا کہ یہ گزرنے والے اور مصلی کے درمیان آڑ رہے، اس کی سخت تاکید ہے، نیز میدان یا مسجد میں اس

سلسلے میں کوئی فرق نہیں ہے اور خانہ کعبہ میں سترے کے آگے سے گزرنے والی حدیثیں ضعیف ہیں۔

335- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ، وَلَا يُبَالِي مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، وَابْنِ عُمَرَ وَسَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ، وَأَبِي جُحَيْفَةَ، وَعَائِشَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ طَلْحَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَالُوا: سُتْرَةُ الإِمَامِ سُتْرَةٌ لِمَنْ خَلْفَهُ.

تخريج: م/الصلاة ٤٧ (٤٩٩)، د/الصلاة ١٠٢ (٦٨٥)، ق/الإقامة ٣٦ (٩٤٠)، (تحفة الأشراف: ٥٠١١)، حم (١/١٦١، ١٦٢) (حسن صحيح)

۳۳۵- طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی اپنے آگے کجاوے کی پچھلی لکڑی کی مانند کوئی چیز رکھ لے تو صلاۃ پڑھے اور اس کی پرواہ نہ کرے کہ اس کے آگے سے کون گزرا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) طلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ، سہل بن ابی حثمہ، ابن عمر، سبرہ بن معبد جہنی، ابوجحیفہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

139- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

۱۳۹- باب: مصلی کے آگے سے گزرنے کی کراہت کا بیان

336- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي؟ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)). قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا أَدْرِي قَالَ: ((أَرْبَعِينَ يَوْمًا))، أَوْ: ((شَهْرًا))، أَوْ: ((سَنَةً.))

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي جُهَيْمٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَأَنْ يَقِفَ أَحَدُكُمْ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ وَهُوَ يُصَلِّي)). وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: كَرِهُوا الْمُرُورَ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي، وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ ذَلِكَ يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ. وَاسْمُ أَبِي النَّضْرِ سَالِمٌ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ الْمَدِينِيِّ.

تخريج: خ/الصلاة ١٠١ (٥١٠)، م/الصلاة ٤٨ (٥٠٧)، د/الصلاة ١٠٩ (٧٠١)، ن/القبلة ٨ (٧٥٧)،

ق/الإقامة ٣٧ (٩٤٥)، (تحفة الأشراف: ١١٨٨٤)، ط/قصر الصلاة ١٠ (٣٤)، حم (٤/١٦٩)، د/الصلاة ١٣٠ (١٤٥٦) (صحيح)

۳۳۶۔ بسر بن سعید سے روایت ہے کہ زید بن خالد جہنی نے انھیں ابوجہیم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان سے یہ پوچھیں کہ انھوں نے مصلی کے آگے سے گزرنے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ تو ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اگر مصلی کے آگے سے گزرنے والا جان لے کہ اس پر کیا (گناہ) ہے تو اس کے لیے مصلی کے آگے سے گزرنے سے چالیس...... تک کھڑا رہنا بہتر ہوگا۔

ابونضر سالم کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ انھوں نے چالیس دن کہا، یا چالیس مہینے کہا یا چالیس سال۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوجہیم رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوسعید خدری، ابوہریرہ، ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کا سوسال کھڑے رہنا اس بات سے بہتر ہے کہ وہ اپنے بھائی کے سامنے سے گزرے اور وہ صلاۃ پڑھ رہا ہو۔'' (۴) اہل علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے، ان لوگوں نے مصلی کے آگے سے گزرنے کو مکروہ جانا ہے، لیکن ان کی یہ رائے نہیں کہ آدمی کی صلاۃ کو باطل کردے گا۔

140۔ بَابُ مَا جَاءَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ
۱۴۰۔ باب: کوئی بھی چیز صلاۃ کو باطل نہیں کرتی

337۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ رَدِيفَ الْفَضْلِ عَلَى أَتَانٍ فَجِئْنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ بِمِنًى، قَالَ: فَنَزَلْنَا عَنْهَا فَوَصَلْنَا الصَّفَّ، فَمَرَّتْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَلَمْ تَقْطَعْ صَلَاتَهُمْ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ، قَالُوا: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ.

تخريج: خ/العلم ١٨ (٧٦) والصلاة ٩٠ (٤٩٣)، والأذان ١٦١ (٨٦١)، وجزاء الصيد ٢٥ (١٨٥٧)، والمغازي ٧٧ (٤٤١١)، م/الصلاة ٤٧ (٥٠٤)، د/الصلاة ١١٣ (٧١٥)، ن/القبلة ٧ (٧٥٣)، ق/الإقامة ٣٨ (٩٤٧) (تحفة الأشراف: ٥٨٣٤)، حم (١/٢١٩، ٢٦٤، ٢٦٥، ٣٣٧، ٣٤٢، ٣٦٥)، د/الصلاة ٢٩ (١٤٥٥) (صحيح)

۳۳۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک گدھی پر (اپنے بھائی) فضل رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا، ہم آئے اور نبی

اکرم ﷺ منیٰ میں صحابہ کو صلاۃ پڑھا رہے تھے، ہم گدھی سے اترے اور صف میں مل گئے۔ اور وہ (گدھی) ان لوگوں کے سامنے پھرنے لگی، تو اس نے ان کی صلاۃ باطل نہیں کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ، فضل بن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ صلاۃ کو کوئی چیز باطل نہیں کرتی، سفیان ثوری اور شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ ❶

فائدہ ❶:...... اس حدیث میں ہے کہ کوئی بھی چیز صلاۃ کو باطل نہیں کرتی، جبکہ اگلی حدیث میں ہے کہ کتا، گدھا اور عورت کے مصلی کے آگے سے گزرنے سے صلاۃ باطل ہوجاتی ہے، ان دونوں حدیثوں میں اس طرح جمع کیا گیا ہے۔ (۱) صحیح بخاری میں ''وہ گدھی ان لوگوں کے سامنے سے گزری تو اس سے ان کی صلاۃ باطل نہیں ہوئی۔'' کا جملہ نہیں ہے، اصل واقعہ صرف یہ ہے کہ گدھی یا وہ دونوں صرف صف کے بعض حصوں سے گزرے تھے، جبکہ امام (آپ ﷺ) کا سترہ صف کے ان حصوں کا سترہ بھی ہوگیا تھا (آپ خصوصاً میدان میں بغیر سترے کے صلاۃ پڑھتے ہی نہیں تھے) ۲۔ پہلی حدیث یا اس معنی کی دوسری حدیثوں سے اس بات پر استدلال کسی طرح واضح نہیں ہے۔ (۳) جبکہ اگلی حدیث قولی میں امت کے لیے خاص حکم ہے اور زیادہ صحیح حدیث ہے، اس لیے مذکورہ تینوں چیزوں کے مصلی کے آگے سے گزرنے سے صلاۃ باطل ہوجاتی ہے (باطل کا معنی اگلی حدیث کے حاشیے میں ملاحظہ کریں)۔

141- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ لا يَقْطَعُ الصَّلاةَ إِلَّا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ

۱۴۱- باب: صلاۃ کو کتے، گدھے اور عورت کے سوا کوئی اور چیز باطل نہیں کرتی

338- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَمَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ وَلَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَآخِرَةِ الرَّحْلِ، أَوْ كَوَاسِطَةِ الرَّحْلِ: قَطَعَ صَلَاتَهُ الْكَلْبُ الأَسْوَدُ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ)). فَقُلْتُ لأَبِي ذَرٍّ: مَا بَالُ الأَسْوَدِ مِنَ الأَحْمَرِ مِنَ الأَبْيَضِ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! سَأَلْتَنِي كَمَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: ((الْكَلْبُ الأَسْوَدُ شَيْطَانٌ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَالْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَيْهِ، قَالُوا: يَقْطَعُ الصَّلاةَ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الأَسْوَدُ. قَالَ أَحْمَدُ: الَّذِي لا أَشُكُّ فِيهِ أَنَّ الْكَلْبَ الأَسْوَدَ يَقْطَعُ الصَّلاةَ، وَفِي نَفْسِي مِنَ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ شَيْءٌ. قَالَ إِسْحَاقُ: لا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ إِلَّا الْكَلْبُ الأَسْوَدُ.

تخريج: م/الصلاة ٥٠ (٥١٠)، د/الصلاة ١١٠ (٧٠٢)، ن/القبلة ٧ (٧٥١)، ق/الإقامة ٣٨ (٩٥٢)، (تحفة الأشراف: ١١٩٣٩)، حم (٥/١٤٩، ١٥١، ١٦٠، ١٦١)، د/الصلاة ١٢٨ (١٤٥٤) (صحيح)

۳۳۸۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی صلاۃ پڑھے اور اس کے سامنے کجاوے کی آخری (لکڑی یا کہا: کجاوے کی بیچ کی لکڑی کی طرح) کوئی چیز نہ ہو تو: کالے کتے، عورت اور گدھے کے گزرنے سے اس کی صلاۃ باطل ہو جائے گی۔" ❶ میں نے ابوذر سے کہا: لال اور سفید کے مقابلے میں کالے کی کیا خصوصیت ہے؟ انھوں نے کہا: میرے بھتیجے! تم نے مجھ سے ایسے ہی پوچھا ہے جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا: "کالا کتا شیطان ہے۔" امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوسعید خدری، حکم بن عمرو بن غفاری، ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) بعض اہل علم اسی طرف گئے ہیں؛ وہ کہتے ہیں کہ گدھا، عورت اور کالا کتا صلاۃ کو باطل کر دیتا ہے۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں: مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ کالا کتا صلاۃ باطل کر دیتا ہے لیکن گدھے اور عورت کے سلسلے میں مجھے کچھ تذبذب ہے۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: کالے کتے کے سوا کوئی اور چیز صلاۃ باطل نہیں کرتی۔

فائدہ ❶ :...... یہاں باطل ہونے سے مراد صلاۃ کے ثواب اور اس کی برکت میں کمی واقع ہونا ہے، سرے سے صلاۃ کا باطل ہونا مراد نہیں، بعض علما بالکل باطل ہو جانے کے بھی قائل ہیں، کیونکہ ظاہری الفاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے، اس لیے مصلّی کو سترے کی طرف صلاۃ پڑھنے کی ازحد خیال کرنا چاہیے۔

142۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

۱۴۲۔ باب: ایک کپڑے میں صلاۃ پڑھنے کا بیان

339۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ مُشْتَمِلًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، وَأَنَسٍ، وَعَمْرِو بْنِ أَبِي أَسِيدٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَكَيْسَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ، وَأُمِّ هَانِئٍ، وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، وَطَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ الأَنْصَارِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ، قَالُوا: لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُصَلِّي الرَّجُلُ فِي ثَوْبَيْنِ.

تخريج: خ/الصلاة ٤ (٣٥٦)، م/الصلاة ٥٢ (٥١٧)، د/الصلاة ٧٨ (٦٢٨)، ن/القبلة ١٤ (٧٦٥)، ق/الإقامة ٦٩ (١٠٤٩)، (تحفة الأشراف: ١٠٦٨٤)، وكذا (١٠٦٨٢)، ط/الجماعة٩(٢٩)، حم (٤/٢٦، ٢٧) (صحيح)

۳۳۹۔ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اس

حال میں صلاۃ پڑھتے دیکھا، کہ آپ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عمر بن ابی سلمہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ، جابر، سلمہ بن الاکوع، انس، عمرو بن ابی اسید، عبادہ بن صامت، ابوسعید خدری، کیسان، ابن عباس، عائشہ، ام ہانی، عمار بن یاسر، طلق بن علی اور عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین وغیرہم سے اکثر اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک کپڑے میں صلاۃ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ آدمی دو کپڑوں میں صلاۃ پڑھے۔

فائدہ ❶ :...... شیخین کی روایت میں ''واضعًا طرفيه على عاتقيه'' کا اضافہ ہے، یعنی آپ اس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے، اس سے ثابت ہوا کہ اگر ایک کپڑے میں بھی صلاۃ پڑھے تو دونوں کندھوں کو ضرور ڈھانکے رہے، ورنہ صلاۃ نہیں ہوگی۔ اس بابت بعض واضح روایات مروی ہیں، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ نے اس وقت سر کو نہیں ڈھانکا تھا، ایک کپڑے میں سر کو ڈھانکا ہی نہیں جاسکتا۔

143۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي ابْتِدَاءِ الْقِبْلَةِ

۱۴۳۔ باب: قبلے کی ابتدا کا بیان

340۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا، فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ فَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ، وَكَانَ يُحِبُّ ذَلِكَ، فَصَلَّى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ مَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنَّهُ قَدْ وَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعُمَارَةَ بْنِ أَوْسٍ، وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ، وَأَنَسٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

تخريج: خ/الايمان ٣٠ (٤٠)، والصلاة ٣١ (٣٩٩)، وتفسير البقرة ١٢ (٤٤٨٦)، و١٨ (٤٤٩٢)، وأخبار الآحاد ١ (٧٢٥٢)، م/المساجد ٢ (٥٢٥)، ن/الصلاة ٢٢ (٤٨٩، ٤٩٠)، والقبلة ١ (٧٤٣)، ق/الإقامة ٥٦ (١٠١٠)، (تحفة الأشراف: ١٨٠٤)، وكذا (١٨٤٩)، حم (٢٨٣/٤، ٣٠٤)، ويأت عند المؤلف فِ تفسير البقرة (٢٩٦٢) (صحيح)

۳۴۰۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو سولہ یا سترہ ماہ تک آپ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے صلاۃ پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کی طرف رخ کرنا پسند فرماتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب ہم آپ کو اس قبلے کی جانب متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں، اب آپ اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے) نازل فرمائی، تو آپ نے اپنا چہرہ کعبے کی طرف پھیر لیا اور آپ یہی چاہتے بھی تھے، ایک شخص نے آپ کے ساتھ عصر پڑھی، پھر وہ انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا اور وہ لوگ عصر میں بیت المقدس کی طرف چہرہ کیے رکوع کی حالت میں تھے، اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں صلاۃ پڑھی ہے کہ آپ اپنا رخ کعبے کی طرف کیے ہوئے تھے، تو وہ لوگ بھی رکوع کی حالت ہی میں (خانہ کعبہ کی طرف) پھر گئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) براء کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عمر، ابن عباس، عمارہ بن اوس، عمرو بن عوف مزنی اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

341۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانُوا رُكُوعًا فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الصلاة ۳۲ (۴۰۳)، وتفسير البقرة ۱۴ (۴۴۸۸)، و۱۶ (۴۴۹۰)، و۱۷ (۴۴۹۱)، و۱۸ (۴۴۹۲)، و۱۹ (۴۴۹۳)، و۲۰ (۴۴۹۴)، م/المساجد ۲ (۵۲۶)، ن/الصلاة ۲۴ (۴۹۴)، والقبلة ۳ (۷۴۶)، (تحفة الأشراف: ۷۱۵۴)، وكذا (۷۲۲۸)، ط/القبلة ۴ (۶)، حم (۲/۱۱۳) (صحيح)

۳۴۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وہ لوگ صلاۃِ فجر میں رکوع میں تھے۔" [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1]:...... یہ قبا کا واقعہ ہے اس میں اور اس سے پہلے والی روایت میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ جو لوگ مدینے میں تھے، انہیں یہ خبر عصر کے وقت ہی پہنچ گئی تھی (جیسے بنو حارثہ کے لوگ) اور قبا کے لوگوں کو یہ خبر دیر سے دوسرے دن صلاۃِ فجر میں پہنچی۔

144۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

۱۴۴۔ باب: مشرق اور مغرب کے درمیان میں جو ہے سب قبلہ ہے

342۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مَعْشَرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ)).

تخريج: ق/الإقامة ۵۶ (۱۰۱۱)، (تحفة الأشراف: ۱۵۱۲۴) (صحيح)

۳۴۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مشرق (پورب) اور مغرب (پچھم) کے درمیان جو ہے سب قبلہ ہے۔'' ❶

فائدہ ❶ :...... یہ ان ملکوں کے لیے ہے جو قبلے کے شمال (اُتر) یا جنوب (دکھن) میں واقع ہیں، جیسے: مدینہ (شمال میں) اور یمن (جنوب میں) اور برصغیر ہندو پاک یا مصر وغیرہ کے لوگوں کے لیے اسی کو یوں کہا جائے گا ''شمال اور جنوب کے درمیان جو فضا کا حصہ ہے وہ سب قبلہ ہے'' یعنی اپنے ملک کے قبلے کی سمت میں ذرا سا ٹیڑھا کھڑا ہونے میں (جو جان بوجھ کر نہ ہو) کوئی حرج نہیں۔

343۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مَعْشَرٍ: مِثْلَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَبِي مَعْشَرٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ، وَاسْمُهُ نَجِيحٌ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ. قَالَ مُحَمَّدٌ: لا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ النَّاسُ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدِيثُ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الأَخْنَسِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَقْوَى مِنْ حَدِيثِ أَبِي مَعْشَرٍ وَأَصَحُّ.

تخريج: انظر ماقبله (صحيح)

۳۴۳۔ یحییٰ بن موسیٰ کا بیان ہے کہ ہم سے محمد بن ابی معشر نے بھی اسی کے مثل بیان کیا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی حدیث ان سے اور بھی کئی سندوں سے مروی ہے۔ (۲) بعض اہلِ علم نے ابومعشر کے حفظ کے تعلق سے کلام کیا ہے۔ ان کا نام نجیح ہے، وہ بنی ہاشم کے مولیٰ ہیں۔ (۳) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: میں ان سے کوئی روایت نہیں کرتا، حالاں کہ لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ نیز بخاری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر مخرمی کی حدیث جسے انہوں نے بسند عثمان بن محمد اخنسی عن سعید المقبری عن أبی ہریرہ روایت کی ہے، ابومعشر کی حدیث سے زیادہ قوی اور زیادہ صحیح ہے۔ (یہ حدیث آگے آرہی ہے جو اسی معنی کی ہے)

344۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَكْرٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الأَخْنَسِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ، وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَإِنَّمَا قِيلَ عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ لأَنَّهُ مِنْ وَلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ)) مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَابْنُ عَبَّاسٍ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِذَا جَعَلْتَ الْمَغْرِبَ عَنْ يَمِينِكَ، وَالْمَشْرِقَ عَنْ يَسَارِكَ فَمَا بَيْنَهُمَا قِبْلَةٌ، إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ. هٰذَا لأَهْلِ الْمَشْرِقِ، وَاخْتَارَ عَبْدُاللهِ بْنُ

الْمُبَارَكِ التَّيَاسُرَ لأَهْلِ مَرْوٍ.

تخريج: انظر حديث رقم: ٣٤٢ (تحفة الأشراف: ٢٩٩٦) (صحيح)

۳۴۴۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''مشرق (پورب) اور مغرب (پچھم) کے درمیان جو ہے وہ سب قبلہ ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) کئی صحابہ سے مروی ہے کہ مشرق ومغرب کے درمیان جو ہے سب قبلہ ہے۔ان میں عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب آپ مغرب کو دائیں طرف اور مشرق کو بائیں طرف رکھ کر قبلہ رخ کھڑے ہوں گے تو ان دونوں سمتوں کے درمیان جو ہوگا وہ قبلہ ہوگا، ابن مبارک کہتے ہیں: مشرق ومغرب کے درمیان جو ہے سب قبلہ ہے، یہ اہل مشرق ❶ کے لیے ہے اور عبداللہ بن مبارک نے اہل مرو ❷ کے لیے بائیں طرف جھکنے کو پسند کیا ہے۔

فائدہ ❶:...... یہاں مشرق سے مراد وہ ممالک ہیں جن پر مشرق کا اطلاق ہوتا ہے جیسے عراق۔

فائدہ ❷:...... قاموس میں ہے کہ مرو ایران کا ایک شہر ہے اور علامہ محمد طاہر مغنی میں کہتے ہیں کہ یہ خراسان کا ایک شہر ہے۔

145۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فِي الْغَيْمِ
۱۴۵۔ باب: جو شخص بدلی میں غیر قبلے کی طرف منہ کر کے صلاۃ پڑھ لے اس کا کیا حکم ہے؟

345۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ السَّمَّانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، فَلَمْ نَدْرِ أَيْنَ الْقِبْلَةُ، فَصَلَّى كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا عَلَى حِيَالِهِ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَ ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ، لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثَ السَّمَّانِ، وَأَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو الرَّبِيعِ السَّمَّانُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ. وَقَدْ ذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا. قَالُوا: إِذَا صَلَّى فِي الْغَيْمِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ، ثُمَّ اسْتَبَانَ لَهُ بَعْدَ مَا صَلَّى أَنَّهُ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَإِنَّ صَلاَتَهُ جَائِزَةٌ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخريج: ق/الإقامة ٦٠ (١٠٢٠)، ويأت عند المؤلف في تفسير البقرة (٢٩٥٧)، (تحفة الأشراف: ٥٠٣٥) (حسن صحیح) (سند میں اشعث بن سعید السمان متکلم فیہ راوی ہیں، حتی کہ بعض علما نے بڑی شدید جرح کی ہے اور انھیں غیر ثقہ اور منکر الحدیث بلکہ متروک الحدیث قرار دیا ہے، لیکن امام بخاری کہتے ہیں کہ یہ نہ تو متروک ہے اور نہ محدثین کے یہاں حافظ حدیث ہے، ابواحمد الحاکم کہتے ہیں: لیس بالقوی عندہم یعنی محدثین کے یہاں اشعث زیادہ قوی راوی نہیں ہے۔ابن عدی

کہتے ہیں: اس کی احادیث میں سے بعض غیر محفوظ ہیں اور ضعف کے باوجود ان کی حدیثیں لکھی جائیں گی (تہذیب الکمال ۵۲۳) خلاصہ یہ کہ ان کی احادیث کو شواہد ومتابعات کے باب میں جانچا اور پرکھا جائے گا اسی کو اعتبار کہتے ہیں اور ترمذی نے سند پر کلام کرکے اشعث کے بارے لکھا ہے کہ حدیث میں ان کی تضعیف کی گئی ہے اور اکثر علما کا فتویٰ بھی اسی حدیث کے مطابق ہے، اس شواہد کی بنا پر یہ حدیث حسن ہے)۔

۳۴۵۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک تاریک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ تو ہم نہیں جان سکے کہ قبلہ کس طرف ہے، ہم میں سے ہر شخص نے اسی طرف رخ کر کے صلاۃ پڑھ لی جس طرف پہلے سے اس کا رخ تھا۔ جب ہم نے صبح کی اور نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا چنانچہ اس وقت آیت کریمہ (فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ) (تم جس طرف رخ کرلو اللہ کا منہ اسی طرف ہے) نازل ہوئی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس حدیث کی سند کچھ زیادہ اچھی نہیں ہے۔ ہم اسے صرف اشعث بن سمان ہی کی روایت سے جانتے ہیں اور اشعث بن سعید ابوالربیع سمان حدیث کے معاملے میں ضعیف گردانے جاتے ہیں۔ (۲) اکثر اہلِ علم اسی کی طرف گئے ہیں کہ جب کوئی بدلی میں غیر قبلے کی طرف صلاۃ پڑھ لے، پھر صلاۃ پڑھ لینے کے بعد پتہ چلے اس نے غیر قبلے کی طرف رخ کر کے صلاۃ پڑھی ہے تو اس کی صلاۃ درست ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔

146۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَا يُصَلَّى إِلَيْهِ وَفِيهِ

۱۴۶۔ باب: جن چیزوں کی طرف یا جن جگہوں میں صلاۃ پڑھنا مکروہ ہے

346۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا الْمُقْرِءُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَفِي الْحَمَّامِ، وَفِي مَعَاطِنِ الإِبِلِ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللهِ.

تخريج: ق/المساجد ٤ (٧٤٦)، (تحفة الأشراف: ٧٦٦٠) (ضعيف)

(سند میں زید بن جبیرہ متروک الحدیث ہے)

۳۴۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سات مقامات میں صلاۃ پڑھنے سے منع فرمایا ہے: کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ میں، مذبح میں، قبرستان میں، عام راستوں پر، حمام (غسل خانہ) میں، اونٹ باندھنے کی جگہ میں اور بیت اللہ کی چھت پر۔

347۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ،

وَجَابِرٍ، وَأَنَسٍ. أَبُو مَرْثَدٍ اسْمُهُ: كَنَّازُ بْنُ حُصَيْنٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ، وَقَدْ تُكُلِّمَ فِي زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَزَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ الْكُوفِيُّ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا وَأَقْدَمُ، وَقَدْ سَمِعَ مِنَ ابْنِ عُمَرَ. وَقَدْ رَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مِثْلَهُ. وَحَدِيثُ دَاوُدَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَشْبَهُ وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ، مِنْهُمْ: يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ.

تخریج: انظر ما قبله (ضعیف)

۳۴۷۔اس سند سے بھی اس مفہوم کی حدیث مروی ہے۔
امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی سند کوئی زیادہ قوی نہیں ہے۔ زید بن جبیرۃ کے سلسلے میں ان کے حفظ کے تعلق سے کلام کیا گیا ہے۔ (۲) زید بن جبیر کوفی ان سے زیادہ قوی اور ان سے پہلے کے ہیں، انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔ (۳) اس باب میں ابو مرثد کناز بن حصین، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) لیث بن سعد نے یہ حدیث بطریق: "عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ" اسی طرح روایت کی ہے۔ داود کی حدیث جسے انہوں نے بطریق: "عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ" سے روایت کی ہے۔ لیث بن سعد کی حدیث سے زیادہ قرینِ صواب اور زیادہ صحیح ہے، عبداللہ بن عمر عمری کو بعض اہلِ حدیث نے ان کے حفظ کے تعلق سے ضعیف گردانا ہے، انہیں میں سے یحیٰ بن سعید القطان بھی ہیں۔

147۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَأَعْطَانِ الإِبِلِ

۱۴۷۔ باب: بکریوں کے باڑوں اور اونٹ باندھنے کی جگہوں میں صلاۃ پڑھنے کا بیان

348۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَلاَ تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الإِبِلِ)).

تخریج: تفرد به المؤلف، (تحفة الأشراف: ۱٤٥٦۷)، وانظر حم (۲/٤٥۱، ٤۹۱، ٥۰۸) (صحیح)

۳۴۸۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بکریوں کے باڑے میں صلاۃ پڑھو اور اونٹ باندھنے کی جگہ میں نہ پڑھو۔''

فائدہ ❶:...... "صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ" میں امر اباحت کے لیے ہے یعنی بکریوں کے باڑوں میں صلاۃ پڑھنا جائز اور مباح ہے تم اس میں صلاۃ پڑھ سکتے ہو اور "وَلاَ تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الإِبِلِ" میں نہی تحریمی ہے،

یعنی حرام ہے۔

349۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ أَوْ بِنَحْوِهِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَالْبَرَاءِ، وَسَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَحَدِيثُ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَاسْمُ أَبِي حَصِينٍ: عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الأَسَدِيُّ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٢٨٤٩) (صحيح)

۳۴۹۔ اس سند سے بھی اسی کے مثل یا اسی جیسی حدیث مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، ہمارے اصحاب کے نزدیک عمل اسی پر ہے، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی قول ہے۔ (۲) ابوحصین کی حدیث جسے انہوں نے بطریق: "أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ" روایت کی ہے غریب ہے۔ (۳) اسے اسرائیل نے بطریق: "أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ" موقوفاً روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع نہیں کیا ہے۔ (۴) اس باب میں جابر بن سمرہ، براء، سبرہ بن معبد جہنی، عبداللہ بن مغفل، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

350۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ اسْمُهُ: يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ.

تخريج: خ/الوضوء ٦٦ (٢٣٤)، والصلاة ٤٩ (٤٢٩)، م/المساجد ١ (٥٢٤)، (تحفة الأشراف: ١٦٩٣)، حم (١٢٣/٣، ١٣١، ١٩٤، ٢١٢، ٢٤٤) (صحيح)

۳۵۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ بکریوں کے باڑے میں صلاۃ پڑھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

148۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الدَّابَّةِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهَتْ بِهِ

۱۴۸۔ باب: سواری کے اوپر صلاۃ پڑھنے کا بیان جس طرف بھی وہ متوجہ ہو جائے

351۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي حَاجَةٍ، فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ

الْـمَشْرِقِ، وَالسُّجُودُ أَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوعِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَعَـامِـرِ بْنِ رَبِيعَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ، لا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلافًا، لا يَرَوْنَ بَأْسًا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا، حَيْثُ مَا كَانَ وَجْهُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرِهَا.

تخريج: د/الصلاة ٢٧٧ (١٢٢٧)، وراجع أيضا: م/المساجد ٧ (٥٤٠)، ن/السهو ٦ (١١٩٠)، ق/الإقامة ٥٩ (١٠١٨)، (تحفة الأشراف: ٢٧٥٠)، حم (٣/٣٣٤) (صحيح)

۳۵۱۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت سے بھیجا تو میں ضرورت پوری کر کے آیا تو (دیکھا کہ) آپ اپنی سواری پر مشرق (پورب) کی طرف رخ کر کے صلاۃ پڑھ رہے تھے اور سجدہ رکوع سے زیادہ پست تھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، یہ حدیث دیگر اور سندوں سے بھی جابر سے مروی ہے۔ (۲) اس باب میں انس، ابن عمر، ابوسعید، عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم سے بھی ❶ احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور اسی پر بیشتر اہلِ علم کے نزدیک عمل ہے، ہم ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں جانتے، یہ لوگ آدمی کے اپنی سواری پر نفل صلاۃ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، خواہ اس کا رخ قبلے کی طرف ہو یا کسی اور طرف ہو۔

فائدہ ❶: ...... واضح رہے کہ یہ جواز صرف سنن ونوافل کے لیے ہے، نہ کہ فرائض کے لیے۔

149۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ

۱۴۹۔ باب: سواری کی طرف منہ کر کے صلاۃ پڑھنے کا بیان

352۔ حَـدَّثَـنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَـلَّـى إِلَى بَعِيرِهِ، أَوْ رَاحِلَتِهِ، وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهَتْ بِـهِ. قَـالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، لا يَرَوْنَ بِالصَّلاَةِ إِلَى الْبَعِيرِ بَأْسًا أَنْ يَسْتَتِرَ بِهِ.

تخريج: م/الصلاة ٤٧ (٥٠٢)، د/الصلاة ١٠٤ (٦٩٢)، (تحفة الأشراف: ٧٩٠٨)، د/الصلاة ١٢٦ (١٤٥٢)، وراجع ايضا: خ/الصلاة ٥٠ (٤٣٠) (صحيح)

۳۵۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ یا اپنی سواری کی طرف منہ کر کے صلاۃ پڑھی، نیز اپنی سواری پر صلاۃ پڑھتے رہتے چاہے وہ جس طرف متوجہ ہوتی۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) یہی بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ اونٹ کو سترہ بنا کر اس کی طرف منہ کر کے صلاۃ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔'' ❷

فائدہ ❶ :......پچھلی حدیث کے حاشیے میں امام ترمذی نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے، اس میں شرط صرف یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے وقت منہ قبلے کی طرف کر کے اس کے بعد سواری چاہے جدھر جائے، لیکن یہ صرف نفل صلاتوں میں تھا، فرض صلاۃ میں سواری سے اتر کر قبلہ رخ ہو کر ہی پڑھتے تھے۔

فائدہ ❷ :......اور وہ جو گزرا کہ آپ اونٹوں کے باڑے میں صلاۃ نہیں پڑھتے تھے اور اس سے منع فرمایا، تو باڑے کے اندر معاملہ دوسرا ہے اور کہیں راستے میں صرف اونٹ کو بیٹھا کر اس کے سامنے پڑھنے کا معاملہ دوسرا ہے۔

150۔ بَابُ مَا جَاءَ إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَابْدَءُ وا بِالْعَشَاءِ

۱۵۰۔ باب: شام کا کھانا حاضر ہو اور صلاۃ کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھالو

353۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَابْدَءُ وا بِالْعَشَاءِ)). قَالَ: وَفِي الْبَاب، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ وَأُمِّ سَلَمَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَابْنُ عُمَرَ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، يَقُولاَنِ: يَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ وَإِنْ فَاتَتْهُ الصَّلاَةُ فِي الْجَمَاعَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: يَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ إِذَا كَانَ طَعَامًا يَخَافُ فَسَادَهُ. وَالَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَشْبَهُ بِالاتِّبَاعِ. وَإِنَّمَا أَرَادُوا أَنْ لاَ يَقُومَ الرَّجُلُ إِلَى الصَّلاَةِ وَقَلْبُهُ مَشْغُولٌ بِسَبَبِ شَيْءٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: لاَ نَقُومُ إِلَى الصَّلاَةِ وَفِي أَنْفُسِنَا شَيْءٌ.

تخريج: خ/الأذان ٤٢ (٦٧٢)، الأطعمة ٥٨ (٥٤٦٣)، م/المساجد ٦ (٥٥٧)، ن/الامامة ٥١ (٨٥٤)، ق/الإقامة ٣٤ (٩٣٣)، (تحفة الأشراف: ١٤٨٦)، حم (٣/١٠٠، ١١٠، ١٦١، ٢٣١، ٢٣٨، ٢٤٩)، د/الصلاة ٥٨ (صحيح)

۳۵۳۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب شام کا کھانا حاضر ہو اور صلاۃ کھڑی کر دی جائے ❶ تو پہلے کھا لو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ، ابن عمر، سلمہ بن اکوع اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام میں سے اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ انھیں میں سے ابوبکر، عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم بھی ہیں اور یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں کہ پہلے کھانا کھائے اگرچہ جماعت چھوٹ جائے۔ (۴) اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ پہلے کھانا کھائے گا جب اسے کھانا خراب ہونے کا اندیشہ ہو، لیکن جس کی طرف صحابہ کرام وغیرہ میں سے بعض اہلِ علم گئے ہیں، وہ اتباع کے زیادہ لائق ہے، ان لوگوں کا مقصود یہ ہے کہ آدمی ایسی حالت میں صلاۃ میں نہ کھڑا ہو کہ اس کا دل کسی چیز کے سبب مشغول ہو اور ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم صلاۃ کے لیے کھڑے نہیں ہوتے جب تک ہمارا دل کسی اور چیز میں لگا ہوتا ہے۔

فائدہ ❶ :...... بعض لوگوں نے صلاۃ سے مغرب کی صلاۃ مراد لی ہے اور اس میں وارد حکم کو صائم کے لیے خاص مانا ہے، لیکن مناسب یہی ہے کہ اس حکم کی علّت کے پیش نظر اسے عموم پر محمول کیا جائے، خواہ دوپہر کا کھانا ہو یا شام کا۔

354- وَرُوِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ)). قَالَ: وَتَعَشَّى ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الإِمَامِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

تخريج: خ/الأذان ٤٢ (٦٧٣، ٦٧٤)، م/المساجد ٦ (٥٥٩)، ق/الإقامة ٣٤ (٩٣٥)، (تحفة الأشراف: ٧٨٢٥)، كذا (٨٢١٢)، حم (٢/١٠٣) (صحيح)

۳۵۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب شام کا کھانا (تمہارے سامنے) رکھ دیا جائے اور صلاۃ کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ'' ابن عمر رضی اللہ عنہما شام کا کھانا کھا رہے تھے اور امام کی قراءت سن رہے تھے۔

151- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ عِنْدَ النُّعَاسِ

۱۵۱- باب: اونگھتے وقت صلاۃ پڑھنے کا بیان

355- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْكِلاَبِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ يَنْعَسُ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبُّ نَفْسَهُ)).
قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الوضوء ٥٣ (٢١٢)، م/المسافرين ٣١ (٧٨٦)، د/الصلاة ٣٠٨ (١٣١٠)، ن/الطهارة ١١٧ (١٦٢)، ق/الإقامة ١٨٤ (١٣٨٠)، (تحفة الأشراف: ١٧٠٨٧)، حم (٦/٥٦، ٢٠٢، ٢٠٥، ٢٥٩)، د/الصلاة ١٠٧ (١٤٢٣) (صحيح)

۳۵۵۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اونگھے اور وہ صلاۃ پڑھ رہا ہو تو سو جائے یہاں تک کہ اس سے نیند چلی جائے، اس لیے کہ تم میں سے کوئی جب صلاۃ پڑھے اور اونگھ رہا ہو تو شاید وہ استغفار کرنا چاہتا ہو، لیکن اپنے آپ کو گالیاں دے بیٹھے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔

152- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ زَارَ قَوْمًا لاَ يُصَلِّي بِهِمْ

۱۵۲- باب: جو کسی قوم کی زیارت کرے تو وہ ان کی امامت نہ کرے

356- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ وَهَنَّادٌ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبَانَ بْنِ يَزِيدَ الْعَطَّارِ، عَنْ بُدَيْلِ

بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يَأْتِينَا فِي مُصَلاَّنَا يَتَحَدَّثُ، فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ يَوْمًا، فَقُلْنَا لَهُ: تَقَدَّمْ، فَقَالَ: لِيَتَقَدَّمْ بَعْضُكُمْ حَتَّى أُحَدِّثَكُمْ لِمَ لاَ أَتَقَدَّمُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلاَ يَؤُمَّهُمْ، وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ، قَالُوا: صَاحِبُ الْمَنْزِلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ مِنَ الزَّائِرِ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَذِنَ لَهُ فَلاَ بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِ. و قَالَ إِسْحَاقُ بِحَدِيثِ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، وَشَدَّدَ فِي أَنْ لاَ يُصَلِّيَ أَحَدٌ بِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ، وَإِنْ أَذِنَ لَهُ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ. قَالَ: وَكَذَلِكَ فِي الْمَسْجِدِ، لاَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا زَارَهُمْ، يَقُولُ: لِيُصَلِّ بِهِمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ.

تخريج: د/الصلاة ٦٦ (٥٩٦)، ن/الامامة ٩ (٧٨٨)، حم (٣/٤٣٦)، (تحفة الأشراف: ١١١٨٦) (صحيح) (مالک بن حویرث کا مذکورہ قصہ صحیح نہیں ہے، صرف متنِ حدیث صحیح ہے، نیز ملاحظہ ہو: تراجع الألباني ٤٨١)

۳۵۶۔ ابوعطیہ عقیلی کہتے ہیں: مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری صلاۃ پڑھنے کی جگہ میں آتے اور حدیث بیان کرتے تھے تو ایک دن صلاۃ کا وقت ہوا تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ آگے بڑھئے (اور صلاۃ پڑھایئے)۔ انھوں نے کہا: تمہیں میں سے کوئی آگے بڑھ کر صلاۃ پڑھائے یہاں تک کہ میں تمھیں بتاؤں کہ میں کیوں نہیں آگے بڑھتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جو کسی قوم کی زیارت کو جائے تو ان کی امامت نہ کرے، بلکہ ان کی امامت ان ہی میں سے کسی آدمی کو کرنی چاہیے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) صحابہ کرام وغیرہم میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ صاحبِ خانہ زیارت کرنے والے سے زیادہ امامت کا حق دار ہے، بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ جب اسے اجازت دے دی جائے تو اس کے صلاۃ پڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسحاق بن راہویہ نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق کہا ہے اور انہوں نے اس مسئلے میں سختی برتی ہے کہ صاحبِ خانہ کو کوئی اور صلاۃ نہ پڑھائے اگرچہ صاحبِ خانہ اسے اجازت دیدے۔ نیز وہ کہتے ہیں: اسی طرح کا حکم مسجد کے بارے میں بھی ہے کہ وہ جب ان کی زیارت کے لیے آیا ہوا نہیں میں سے کسی آدمی کو ان کی صلاۃ پڑھانی چاہیے۔

153۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَخُصَّ الإِمَامُ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ

۱۵۳۔ باب: امام کا دعا کو اپنے لیے خاص کرنے کی کراہت کا بیان

357۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ الْحِمْصِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَحِلُّ لاِمْرِءٍ أَنْ يَنْظُرَ فِي جَوْفِ بَيْتِ امْرِءٍ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ، فَإِنْ نَظَرَ فَقَدْ دَخَلَ، وَلاَ يَؤُمَّ قَوْمًا فَيَخُصَّ نَفْسَهُ

بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ ، وَلَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ حَقِنٌ)) .
قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، وَأَبِي أُمَامَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ثَوْبَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ . وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ ، عَنِ السَّفْرِ بْنِ نُسَيْرٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . وَرُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . وَكَأَنَّ حَدِيثَ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ ، عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ ، عَنْ ثَوْبَانَ فِي هٰذَا ، أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَأَشْهَرُ .

تخریج: الطهارة ٤٣ (٩٠)، ق/الامامة ٣١ (٩٢٣)، (تحفة الأشراف: ٢٠٨٩)، حم (٥/٢٨٠) (ضعیف) (سند میں "یزید بن شریح" ضعیف ہیں، مگر اس کے " ولا یقوم إلی الصلاة و هو حقن" پیشاب......" والے ٹکڑے کے صحیح شواہد موجود ہیں)

۳۵۷۔ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کے گھر کے اندر جھانک کر دیکھے جب تک کہ گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ لے لے۔ اگر اس نے (جھانک کر) دیکھا تو گویا وہ اندر داخل ہو گیا۔ اور کوئی لوگوں کی امامت اس طرح نہ کرے کہ ان کو چھوڑ کر دعا کو صرف اپنے لیے خاص کرے، اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے ان سے خیانت کی اور نہ کوئی صلاۃ کے لیے کھڑا ہو اور حال یہ ہو کہ وہ پاخانہ اور پیشاب کو روکے ہوئے ہو۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) یہ حدیث معاویہ بن صالح سے بھی مروی ہے، معاویہ نے اس کو بطریق: " سَفْرِ بْنِ نُسَيْرٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ " روایت کی ہے، نیز یہ حدیث یزید بن شریح ہی کے واسطے سے بطریق: " أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ " روایت کی گئی ہے۔ یزید بن شریح کی حدیث بطریق: " أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ ، عَنْ ثَوْبَانَ " سند کے اعتبار سے سب سے عمدہ اور مشہور ہے۔ (۳) اس باب میں ابوہریرہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔

154۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ

۱۵۴۔ باب: جو کسی قوم کی امامت کرے اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں

358۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِالْأَعْلَى الْكُوفِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَسَدِيُّ ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ دَلْهَمٍ ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةً: رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ ، وَرَجُلٌ سَمِعَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، ثُمَّ لَمْ يُجِبْ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، وَطَلْحَةَ ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، وَأَبِي أُمَامَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ لَا يَصِحُّ ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ تَكَلَّمَ فِيهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَضَعَّفَهُ ، وَلَيْسَ

بِـالْحَافِظِ . وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَؤُمَّ الرَّجُلُ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ ، فَإِذَا كَانَ الإِمَامُ غَيْر ظَـالِـمٍ فَإِنَّمَا الإِثْمُ عَلَى مَنْ كَرِهَهُ . و قَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ فِي هَذَا: إِذَا كَرِهَ وَاحِدٌ، أَوْ اثْنَانِ، أَوْ ثَلاثَةٌ فَلا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ، حَتَّى يَكْرَهَهُ أَكْثَرُ الْقَوْمِ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ٥٢٨) (ضعیف جداً) (سند میں محمد بن القاسم کی علما نے تکذیب کی ہے، اس لیے اس کی سند سخت ضعیف ہے، لیکن اس کے پہلے ٹکڑے کے صحیح شواہد موجود ہیں، دیکھیے اگلی دونوں حدیثیں)

۳۵۸۔انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین لوگوں پر لعنت فرمائی ہے: ایک وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرے اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ دوسری وہ عورت جو رات گزارے اور اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ تیسرا وہ جو ”حی علی الفلاح“ سُنے اور اس کا جواب نہ دے (یعنی جماعت میں حاضر نہ ہو)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح نہیں ہے، کیوں کہ حقیقت میں یہ حدیث حسن (بصری) سے بغیر کسی واسطے کے نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً مروی ہے۔ (۲) محمد بن قاسم کے سلسلے میں احمد بن حنبل نے کلام کیا ہے، انہوں نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے اور یہ کہ وہ حافظ نہیں ہیں [1]، (۳) اس باب میں ابن عباس، طلحہ، عبداللہ بن عمرو اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) بعض اہلِ علم کے یہاں یہ مکروہ ہے کہ آدمی لوگوں کی امامت کرے اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں اور جب امام ظالم (قصوروار) نہ ہو تو گناہ اسی پر ہوگا جو ناپسند کرے۔ احمد اور اسحاق بن راہویہ کا اس سلسلے میں یہ کہنا ہے کہ جب ایک یا دو یا تین لوگ ناپسند کریں تو اس کے انھیں صلاۃ پڑھانے میں کوئی حرج نہیں، الا یہ کہ لوگوں کی اکثریت اُسے ناپسند کرتی ہو۔

فائدہ [1] :...... اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ اس کا موصول ہونا صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ محمد بن قاسم اسے موصول روایت کرنے میں منفرد ہیں اور وہ ضعیف ہیں، اس لیے صحیح یہی ہے کہ یہ مرسل ہے اور مرسل ضعیف ہے۔

359۔ حَـدَّثَـنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَـنْ عَـمْـرِو بْـنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ قَالَ: كَانَ يُقَالُ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اثْنَانِ: امْرَأَةٌ عَـصَـتْ زَوْجَهَـا، وَإِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ . قَالَ هَنَّادٌ: قَالَ جَرِيرٌ: قَالَ مَنْصُورٌ: فَسَأَلْنَا عَنْ أَمْرِ الإِمَامِ؟ فَقِيلَ لَنَا: إِنَّمَا عَنَى بِهَذَا أَئِمَّةً ظَلَمَةً ، فَأَمَّا مَنْ أَقَامَ السُّنَّةَ فَإِنَّمَا الإِثْمُ عَلَى مَنْ كَرِهَهُ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ١٠٧١٤) (صحيح الاسناد)

۳۵۹۔عمرو بن حارث بن مصطلق کہتے ہیں: کہا جاتا تھا کہ قیامت کے روز سب سے سخت عذاب دو طرح کے لوگوں کو ہوگا: ایک اس عورت کو جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے، دوسرے اس امام کو جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں۔

منصور کہتے ہیں کہ ہم نے امام کے معاملے میں پوچھا تو ہمیں بتایا گیا کہ اس سے مراد ظالم ائمہ ہیں، لیکن جو امام سنت قائم کرے تو گناہ اس پر ہوگا جو اسے ناپسند کرے۔

360ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو غَالِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلاثَةٌ لاتُجَاوِزُ صَلاتُهُمْ آذَانَهُمْ: اَلْعَبْدُ الآبِقُ حَتَّى يَرْجِعَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَإِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو غَالِبٍ اسْمُهُ: حَزَوَّرٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٤٩٣٧) (حسن)

۳۶۰۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: ''تین لوگوں کی صلاۃ ان کے کانوں سے اوپر نہیں جاتی: ایک بھگوڑے غلام کی جب تک کہ وہ (اپنے مالک کے پاس) لوٹ نہ آئے، دوسرے عورت کی جو رات گزارے اور اس کا شوہر اس سے ناراض ہو، تیسرے اس امام کی جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

155ـ بَابُ مَا جَاءَ إِذَا صَلَّى الإِمَامُ قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا

۱۵۵۔ باب: جب امام بیٹھ کر صلاۃ پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں

361ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: خَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ، فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا، فَصَلَّيْنَا مَعَهُ قُعُودًا، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا الإِمَامُ، أَوْ إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ، لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ.)) قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَمُعَاوِيَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَّ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى هٰذَا الْحَدِيثِ، مِنْهُمْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَغَيْرُهُمْ. وَبِهٰذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا صَلَّى الإِمَامُ جَالِسًا لَمْ يُصَلِّ مَنْ خَلْفَهُ إِلاَّ قِيَامًا، فَإِنْ صَلَّوْا قُعُودًا لَمْ تُجْزِهِمْ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ.

تخريج: خ/الصلاة ١٨ (٣٧٨)، والأذان ٥١ (٦٨٩)، و ٨٢ (٨٣٢)، و ١٢٨ (٨٠٥)، وتقصير الصلاة ١٧ (١١١٤)، م/الصلاة ١٩ (٤١١)، د/الصلاة ٦٩ (٦٠١)، ن/الامامة ١٦ (٧٩٥)، و ٤٠ (٨٣٣)، والتطبيق ٢٢ (١٠٦٢)، ق/الإقامة ١٤٤ (١٢٣٨)، (تحفة الأشراف: ٥١٢٣)، وكذا (١٥٢٩)، ط/الجماعة ٥ (١٦)، حم (١١٠/٣، ١٦٢) (صحيح)

۳۶۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے، آپ کو خراش آ گئی ❶ تو آپ نے ہمیں

بیٹھ کر صلاۃ پڑھائی، ہم نے بھی آپ کے ساتھ بیٹھ کر صلاۃ پڑھی۔ پھر آپ نے ہماری طرف پلٹ کر فرمایا: ''امام ہوتا ہی اس لیے ہے یا امام بنایا ہی اس لیے گیا ہے تاکہ اس کی اقتدا کی جائے، جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، اور جب وہ رکوع کرے، تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہے تو تم ''ربنا لك الحمد'' کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر صلاۃ پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر صلاۃ پڑھو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ، ابوہریرہ، جابر، ابن عمر اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) بعض صحابہ کرام جن میں جابر بن عبداللہ، اسید بن حضیر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں اسی حدیث کی طرف گئے ہیں اور یہی قول احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی ہے۔ (۴) بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ جب امام بیٹھ کر پڑھے تو مقتدی کھڑے ہو کر ہی پڑھیں، اگر انھوں نے بیٹھ کر پڑھی تو یہ صلاۃ انہیں کافی نہ ہوگی، یہ سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک اور شافعی کا قول ہے ❷

فائدہ ❶ :......یعنی دائیں پہلو کی جلد چھل گئی جس کی وجہ سے کھڑے ہو کر صلاۃ پڑھنا مشکل اور دشوار ہو گیا۔

فائدہ ❷ :...... اور یہی راجح قول ہے، اس حدیث میں مذکور واقعہ پہلے کا ہے، اس کے بعد مرض الموت میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر امامت کی تو ابوبکر اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھڑے ہو کر ہی صلاۃ پڑھی، اس لیے بیٹھ کر اقتدا کرنے کی بات منسوخ ہے۔

156۔ بَابٌ مِّنْهُ

۱۵۶۔ باب: امام کی پیروی سے متعلق ایک اور باب

362۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَاعِدًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى الإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا)). وَرُوِيَ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي مَرَضِهِ، وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَصَلَّى إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِأَبِي بَكْرٍ، وَأَبُو بَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا. وَرُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ قَاعِدٌ.

تخريج: ن/الإمامة ٨ (٧٨٧)، وليس عنده "قاعداً" (تحفة الأشراف: ١٧٦١٢)، حم (٦/١٥٩) (صحيح)

۳۶۲۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی ابوبکر

کے پیچھے بیٹھ کر صلاۃ پڑھی۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح غریب ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب امام بیٹھ کر صلاۃ پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر صلاۃ پڑھو۔'' اور ان سے یہ بھی مروی ہے کہ ''نبی اکرم ﷺ اپنی بیماری میں نکلے اور ابوبکر لوگوں کو صلاۃ پڑھا رہے تھے تو آپ نے ابوبکر کے پہلو میں صلاۃ پڑھی، لوگ ابوبکر کی اقتدا کر رہے تھے اور ابوبکر نبی اکرم ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ابوبکر کے پیچھے بیٹھ کر صلاۃ پڑھی اور انس بن مالک سے بھی مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ابوبکر کے پیچھے بیٹھ کر صلاۃ پڑھی۔

363- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا فِي ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَهٰكَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ، عَنْ ثَابِتٍ. وَمَنْ ذَكَرَ فِيهِ عَنْ ثَابِتٍ، فَهُوَ أَصَحُّ.

تخريج: تفرد المؤلف (تحفة الأشراف: ٣٩٧)، وانظر حم (١٥٩/٣، ٢١٦، ٢٤٣) (صحيح)

۳۶۳- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں ابوبکر کے پیچھے بیٹھ کر صلاۃ پڑھی اور آپ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اسی طرح اسے یحییٰ بن ایوب نے بھی حمید سے اور حمید نے ثابت سے اور ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (۳) نیز اسے اور بھی کئی لوگوں نے حمید سے اور حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ان لوگوں نے اس میں ثابت کے واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے، لیکن جس نے ثابت کے واسطے کا ذکر کیا ہے، وہ زیادہ صحیح ہے۔

157- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِمَامِ يَنْهَضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ نَاسِيًا

۱۵۷- باب: امام دو رکعت کے بعد بیٹھنے کے بجائے بھول کر کھڑا ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

364- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ وَسَبَّحَ بِهِمْ، فَلَمَّا صَلَّى بَقِيَّةَ صَلاَتِهِ سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ بِهِمْ مِثْلَ الَّذِي فَعَلَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَسَعْدٍ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ بُحَيْنَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ابْنِ أَبِي لَيْلَى مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. قَالَ أَحْمَدُ: لاَ يُحْتَجُّ بِحَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى. و قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ابْنُ أَبِي لَيْلَى هُوَ صَدُوقٌ، وَلاَ أَرْوِي عَنْهُ، لِأَنَّهُ لاَ يَدْرِي صَحِيحَ حَدِيثِهِ مِنْ

سَقِيمِهِ، وَكُلُّ مَنْ كَانَ مِثْلَ هٰذَا فَلا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. وَجَابِرٌ الْجُعْفِيُّ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، تَرَكَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُمَا. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مَضَى فِي صَلاتِهِ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ: مِنْهُمْ مَنْ رَأَى قَبْلَ التَّسْلِيمِ، وَمِنْهُمْ مَنْ رَأَى بَعْدَ التَّسْلِيمِ. وَمَنْ رَأَى قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَحَدِيثُهُ أَصَحُّ، لِمَا رَوَى الزُّهْرِيُّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُحَيْنَةَ.

تخريج: د/الصلاة (١٠٣٧)، (تحفة الأشراف: ١١٥٠٤)، حم (٤/٢٤٧، ٢٥٣، ٢٥٤)، د/الصلاة ١٧٦ (١٠٤٢) (صحيح)

٣٦٤- عامر بن شراخیل شعبی کہتے ہیں: ہمیں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے صلاۃ پڑھائی، دو رکعت کے بعد (بیٹھنے کے بجائے) وہ کھڑے ہوگئے، تو لوگوں نے انھیں سبحان اللہ کہہ کر یاد دلایا کہ وہ بیٹھ جائیں تو انھوں نے "سبحان اللہ" کہہ کر انہیں اشارہ کیا کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں، پھر جب انہوں نے اپنی بقیہ صلاۃ پڑھ لی تو سلام پھیرا پھر بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کیے۔ پھر لوگوں سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا جیسے انھوں نے (مغیرہ نے) کیا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ان سے کئی اور بھی سندوں سے مروی ہے۔ (۲) بعض اہلِ علم نے ابن ابی لیلیٰ کے سلسلے میں ان کے حفظ کے تعلق سے کلام کیا ہے۔ (۳) احمد کہتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ کی حدیث لائقِ استدلال نہیں۔ محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ صدوق (سچے) ہیں لیکن میں ان سے روایت نہیں کرتا اس لیے کہ یہ نہیں معلوم کہ ان کی حدیثیں کون سی صحیح ہیں اور کون سی ضعیف ہیں اور جو بھی ایسا ہو میں اس سے روایت نہیں کرتا۔ (۴) یہ حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اور بھی سندوں سے مروی ہے۔ اسے سفیان نے بطریق: "جَابِرٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ" روایت کیا ہے اور جابر جعفی کو بعض اہلِ علم نے ضعیف قرار دیا ہے، یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ نے ان سے حدیثیں نہیں لی ہیں۔ (۵) اس باب میں عقبہ بن عامر، سعد اور عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۶) اسی پر اہلِ علم کا عمل ہے کہ آدمی جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو جائے تو اپنی صلاۃ جاری رکھے اور (اخیر میں) دو سجدے کرلے (۷) ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ سجدے سلام پھیرنے سے پہلے کرے اور بعض کا خیال ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد کرے۔ (۸) جس کا خیال ہے کہ سلام پھیرنے سے پہلے کرے اس کی حدیث زیادہ صحیح ہے، اس لیے کہ اُسے زہری اور یحییٰ بن سعید انصاری نے عبدالرحمٰن بن اعرج سے اور عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

365ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمنِ ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلاقَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ ، فَلَمَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَامَ وَلَمْ يَجْلِسْ ، فَسَبَّحَ بِهِ مَنْ خَلْفَهُ ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ قُومُوا ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلاتِهِ سَلَّمَ وَسَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ وَسَلَّمَ ، وَقَالَ: هَكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ۱۱۵۰۰) (صحيح)

۳۶۵ـ زیاد بن علاقہ کہتے ہیں کہ ہمیں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے صلاۃ پڑھائی، جب دورکعتیں پڑھ چکے تو (تشہد میں) بغیر بیٹھے کھڑے ہو گئے۔ تو جولوگ ان کے پیچھے تھے انہوں نے سبحان اللہ کہا، تو انہوں نے انھیں اشارہ کیا کہ تم بھی کھڑے ہو جاؤ پھر جب وہ اپنی صلاۃ سے فارغ ہوئے تو انہوں نے سلام پھیرا اور سہو کے دو سجدے کیے اور سلام پھیرا اور کہا: ایسے ہی رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) یہ حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اور بھی سندوں سے نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔

158ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي مِقْدَارِ الْقُعُودِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ

۱۵۸ـ باب: پہلی دونوں رکعتوں میں قعدہ (تشہد کے لیے بیٹھنے) کی مقدار کا بیان

366ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ ، قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ حَرَّكَ سَعْدٌ شَفَتَيْهِ بِشَيْءٍ ، فَأَقُولُ: حَتَّى يَقُومَ ؟ فَيَقُولُ حَتَّى يَقُومَ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ، إِلاَّ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَخْتَارُونَ أَنْ لا يُطِيلَ الرَّجُلُ الْقُعُودَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ ، وَلا يَزِيدَ عَلَى التَّشَهُّدِ شَيْئًا . وَقَالُوا: إِنْ زَادَ عَلَى التَّشَهُّدِ فَعَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ ، هَكَذَا رُوِيَ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَغَيْرِهِ .

تخريج: د/الصلاة ۱۸۸ (۹۹۵)، ن/التطبيق ۱۰۵ (۱۱۷۷)، (تحفة الأشراف: ۹۶۰۹)، حم (۱/۳۸۶، ۴۱۰، ۴۲۸، ۴۶۰) (ضعيف) (ابوعبیدہ کا اپنے والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے)

۳۶۶ـ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلی دونوں رکعتوں میں بیٹھتے تو ایسا لگتا گویا آپ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں ❶ شعبہ (راوی) کہتے ہیں: پھر سعد نے اپنے دونوں ہونٹوں کو کسی چیز کے ساتھ حرکت دی ❷ تو میں نے کہا: یہاں تک کہ آپ کھڑے ہو جاتے؟ تو انہوں نے کہا: یہاں تک کہ آپ کھڑے ہو جاتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے، مگر ابوعبیدہ کا اپنے باپ سے سماع نہیں ہے۔ (۲) اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے، وہ اسی کو پسند کرتے ہیں کہ آدمی پہلی دونوں رکعتوں میں قعدہ کو لمبا نہ کرے اور تشہد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر اس نے تشہد سے زیادہ کوئی چیز پڑھی تو اس پر سہو کے دو سجدے لازم ہو جائیں گے، شعبی وغیرہ سے اسی طرح مروی ہے۔" ❸

فائدہ ❶:...... یعنی بہت جلد اٹھ جاتے۔

فائدہ ❷:...... یعنی چپکے سے کوئی بات کہی جسے میں سن نہیں سکا۔

فائدہ ❸:...... ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ اثر تو سنداً ضعیف ہے، مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی اثر جو اسی معنی میں ہے صحیح ہے اور اسی پر امت کا تعامل ہے۔

159ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِشَارَةِ فِي الصَّلاَةِ

۱۵۹ـ باب: صلاۃ میں اشارہ کرنے کا بیان

367ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الأَشَجِّ، عَنْ نَابِلٍ صَاحِبِ الْعَبَاءِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ إِلَيَّ إِشَارَةً. وَقَالَ: لاَ أَعْلَمُ إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ: إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بِلاَلٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ، وَعَائِشَةَ.

تخريج: د/الصلاة ۱۷۰ (۹۲۵)، ن/السهو ٦ (۱۱۷۸)، (تحفة الأشراف: ٤٩٦٦)، حم (٤/٣٣٢)، د/الصلاة ٩٤ (١٤٠١) (صحيح)

۳۶۷ـ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ صلاۃ پڑھ رہے تھے، میں نے سلام کیا تو آپ نے مجھے اشارے سے جواب دیا، راوی (ابن عمر) کہتے ہیں کہ میرا یہی خیال ہے کہ صہیب نے کہا: آپ نے اپنی انگلی کے اشارے سے جواب دیا۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: صہیب کی حدیث حسن ہے۔ ❷ (۲) اس باب میں بلال، ابوہریرہ، انس، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صلاۃ میں سلام کا جواب اشارہ سے دینا مشروع ہے، یہی جمہور کی رائے ہے۔ بعض لوگ اسے ممنوع کہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ پہلے جائز تھا بعد میں منسوخ ہو گیا، لیکن یہ صحیح نہیں، بلکہ صحیح یہ ہے کہ پہلے صلاۃ میں کلام کرنا جائز تھا تو لوگ سلام کا جواب بھی "وعلیکم السلام" کہہ کر دیتے تھے، پھر جب صلاۃ میں کلام کرنا ناجائز قرار دے دیا گیا تو " وعلیکم السلام " کہہ کر سلام کا جواب دینا بھی ناجائز ہو گیا اور اس کے بدلے اشارے سے سلام کا جواب دینا مشروع ہوا۔ اس اشارے کی نوعیت کے سلسلے میں احادیث مختلف ہیں: بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہاتھ

سے اشارہ کیا اس طرح کہ ہاتھ کی پشت اوپر تھی اور ہتھیلی نیچے تھی اور بعض احادیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے سر سے اشارہ کیا ان سب سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔

فائدہ ❷ :......اگلی حدیث نمبر ۳۶۸ کے تحت مولف نے اس حدیث پر حکم لگایا ہے۔

368۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِبِلاَلٍ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ، وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَدِيثُ صُهَيْبٍ حَسَنٌ، لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ عَنْ بُكَيْرٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِبِلاَلٍ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ حَيْثُ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ فِي مَسْجِدِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ؟ قَالَ: كَانَ يَرُدُّ إِشَارَةً. وَكِلاَ الْحَدِيثَيْنِ عِنْدِي صَحِيحٌ، لِأَنَّ قِصَّةَ حَدِيثِ صُهَيْبٍ غَيْرُ قِصَّةِ حَدِيثِ بِلاَلٍ. وَإِنْ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَوَى عَنْهُمَا فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ سَمِعَ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

تخريج: د/الصلاة ۱۷۰ (۹۲۵)، (تحفة الأشراف: ۲۰۳۸)، حم (۶/۱۲) (صحيح)

۳۶۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کو جب وہ سلام کرتے اور آپ صلاۃ میں ہوتے تو کیسے جواب دیتے تھے؟ تو بلال نے کہا: آپ اپنے ہاتھ کے اشارے سے جواب دیتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور صہیب کی حدیث حسن ہے، ہم اسے صرف لیث ہی کی روایت سے جانتے ہیں، انھوں نے بکیر سے روایت کی ہے اور یہ زید بن اسلم سے بھی مروی ہے، وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بلال سے پوچھا: نبی اکرم ﷺ کس طرح جواب دیتے تھے جب لوگ مسجد بنی عمرو بن عوف میں آپ کو سلام کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ اشارے سے جواب دیتے تھے۔ میرے نزدیک دونوں حدیثیں صحیح ہیں، اس لیے کہ صہیب رضی اللہ عنہ کا قصہ بلال رضی اللہ عنہ کے قصے کے علاوہ ہے، اگر چہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں سے روایت کی ہے، تو اس بات کا احتمال ہے کہ انھوں نے دونوں سے سُنا ہو۔

160۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ التَّسْبِيحَ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقَ لِلنِّسَاءِ

۱۶۰۔ باب: صلاۃ میں امام کے سہو پر مردوں کے ''سبحان اللہ'' کہنے اور عورتوں کے دستک دینے کا بیان

369۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَابْنِ عُمَرَ. و قَالَ عَلِيٌّ:

كُنْتُ إِذَا اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي سَبَّحَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

تخريج: خ/العمل في الصلاة ٥ (١٢٠٣)، م/الصلاة ٢٣ (٤٢٢)، والصلاة ١٧٣ (٩٣٩)، ن/السهو ١٥ (١٢٠٨)، ق/الإقامة ٦٥ (١٠٣٤)، (تحفة الأشراف : ١٢٥١٧)، حم (٢/٢٦١، ٣١٧، ٣٧٦، ٤٣٢، ٤٤٠، ٤٧٣، ٤٧٩، ٤٩٢، ٥٠٧)، د/الصلاة ٩٥ (١٤٠٣) (صحيح)

۳۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ میں مردوں کے لیے ''سبحان اللہ'' کہہ کر امام کو اس کے سہو پر متنبہ کرنا اور عورتوں کے لیے دستک دینا ہے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی، سہل بن سعد، جابر، ابوسعید، ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگتا اور آپ صلاۃ پڑھ رہے ہوتے تو آپ سبحان اللہ کہتے۔ (۴) اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب امام صلاۃ میں بھول جائے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر اسے متنبہ کریں اور عورتیں زبان سے کچھ کہنے کے بجائے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پُشت پر مار کر اسے متنبہ کریں، کچھ لوگ ''سبحان اللہ'' کہنے کے بجائے ''اللہ اکبر'' کہہ کر امام کو متنبہ کرتے ہیں یہ سنت سے ثابت نہیں ہے۔

161- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّثَاؤُبِ فِي الصَّلاَةِ

۱۶۱۔ باب: صلاۃ میں جمائی لینے کی کراہت کا بیان

370- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((التَّثَاؤُبُ فِي الصَّلاَةِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَجَدِّ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ التَّثَاؤُبَ فِي الصَّلاَةِ. قَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِنِّي لأَرُدُّ التَّثَاؤُبَ بِالتَّنَحْنُحِ.

تخريج: خ/بدء الخلق ١١ (٣٢٨٩)، والأدب ١٢٥ (٦٢٢٣)، و١٢٨ (٦٢٢٦)، م/الزهد ٩ (٢٩٩٤)، (تحفة الأشراف : ١٣٩٦٢)، وكذا (١٣٠١٩)، حم (٢/٢٦٥، ٣٩٧، ٤٢٨، ٥١٧)، ويأت عند المؤلف ف الأدب برقم: ٢٧٤٦) (صحيح)

۳۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ میں جمائی آنا شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوسعید خدری اور عدی بن ثابت کے دادا (عبید بن عازب) سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہلِ علم میں سے کچھ لوگوں نے صلاۃ میں جمائی لینے کو مکروہ کہا ہے، ابراہیم کہتے ہیں کہ میں جمائی کو کھنکھار سے لوٹا دیتا ہوں۔

فائدہ ❶ :...... اور اگر روکنا ممکن نہ ہو تو منہ پر ہاتھ رکھے۔ کہتے ہیں: ہاتھ رکھنا بھی اسے روکنے کی کوشش ہے، جس کا حکم حدیث میں ہے۔

162۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلاةِ الْقَائِمِ

۱۶۲۔ باب: بیٹھ کر صلاۃ پڑھنے کا ثواب کھڑے ہوکر پڑھنے سے آدھا ہے

371۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلاةِ الرَّجُلِ، وَهُوَ قَاعِدٌ؟ فَقَالَ: ((مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ، وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَنَسٍ، وَالسَّائِبِ، وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/تقصير الصلاة ۱۷ (۱۱۱۵)، و۱۸ (۱۱۱٦)، د/الصلاة ۱۷۹ (۹۵۱)، ن/قيام الليل ۲۱ (۱٦٦۱)، ق/الإقامة ۱٤۱ (۱۲۳۱)، (تحفة الأشراف: ۱۰۸۳۱)، حم (٤/٤۳۳، ٤۳٥، ٤٤۲، ٤٤۳) (صحيح)

۳۷۱۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آدمی کی صلاۃ کے بارے میں پوچھا جسے وہ بیٹھ کر پڑھ رہا ہو؟ تو آپ نے فرمایا: ''جو کھڑے ہوکر صلاۃ پڑھے وہ بیٹھ کر پڑھنے والے کے بالمقابل افضل ہے، کیوں کہ اُسے کھڑے ہوکر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے اسے بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا ملے گا۔'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن عمرو، انس، سائب اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... اور یہ فرمان نفل صلاۃ کے بارے میں ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

372۔ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ بِهَذَا الإِسْنَادِ، إِلاَّ أَنَّهُ يَقُولُ: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلاةِ الْمَرِيضِ؟ فَقَالَ: ((صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ)).

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ نَحْوَ رِوَايَةِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ. وَقَدْ

رَوَى أَبُو أُسَامَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ نَحْوَ رِوَايَةِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ. وَمَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: فِي صَلاَةِ التَّطَوُّعِ.

تخريج: خ/تقصير الصلاة ١٩ (١١١٧)، د/الصلاة ١٧٩ (٩٥٢)، وانظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٠٨٣١) (صحيح)

372/ م- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: إِنْ شَاءَ الرَّجُلُ صَلَّى صَلاَةَ التَّطَوُّعِ قَائِمًا وَجَالِسًا وَمُضْطَجِعًا. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي صَلاَةِ الْمَرِيضِ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ جَالِسًا. فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُصَلِّي عَلَى جَنْبِهِ الأَيْمَنِ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: يُصَلِّي مُسْتَلْقِيًا عَلَى قَفَاهُ، وَرِجْلاَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ. قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: ((مَنْ صَلَّى جَالِسًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ))، قَالَ: هٰذَا لِلصَّحِيحِ وَلِمَنْ لَيْسَ لَهُ عُذْرٌ، يَعْنِي فِي النَّوَافِلِ، فَأَمَّا مَنْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ أَوْ غَيْرِهِ فَصَلَّى جَالِسًا: فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ الْقَائِمِ. وَقَدْ رُوِيَ فِي بَعْضِ هٰذَا الْحَدِيثِ مِثْلُ قَوْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٨٤٩٨) (صحيح الاسناد)

۳۷۲۔ یہ حدیث ابراہیم بن طہمان کے طریق سے بھی اسی سند سے مروی ہے، مگر اس میں یوں ہے: عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مریض کی صلاۃ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''کھڑے ہوکر پڑھو، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پہلو کے بل پڑھو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث میں جس صلاۃ کا ذکر ہے اس سے مراد نفلی صلاۃ ہے۔ (۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابن عدی نے بیان کیا اور ابن عدی نے اشعث بن عبدالملک سے اور اشعث نے حسن سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ نفل صلاۃ اگر چاہے تو آدمی کھڑے ہوکر پڑھے اور چاہے تو بیٹھ کر پڑھے اور چاہے تو لیٹ کر۔ (۳) اور مریض کی صلاۃ کے سلسلے میں، جب وہ بیٹھ کر صلاۃ نہ پڑھ سکے، اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے: بعض اہلِ علم یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے داہنے پہلو پر لیٹ کر پڑھے اور بعض کہتے ہیں اپنی گدی کے بل چت لیٹ کر پڑھے اور اس کے دونوں پاؤں قبلے کی طرف ہوں۔ (۴) سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اس حدیث میں جو یہ ہے کہ جو بیٹھ کر صلاۃ پڑھے گا اُسے کھڑے ہوکر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا تو یہ (نوافل) میں تندرست کے لیے ہے اور اس شخص کے لیے ہے جسے کوئی عذر (شرعی) نہ ہو، رہا وہ شخص جس کے پاس بیماری یا کسی اور چیز کا عذر ہو اور وہ بیٹھ کر (فرض) صلاۃ پڑھے تو اسے کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی طرح پورا پورا ثواب ملے گا۔

اس حدیث کے بعض طرق میں سفیان ثوری کے قول کی طرح کا مضمون (مرفوعاً بھی) مروی ہے۔

163۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ جَالِسًا

۱۶۳۔ باب: بیٹھ کر نفل صلاۃ پڑھنے کا بیان

373۔ حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا، حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا، وَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ وَيُرَتِّلُهَا، حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا . وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ حَفْصَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ جَالِسًا، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ ثَلاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ . وَرُوِيَ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا، فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَاعِدٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ . قَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: وَالْعَمَلُ عَلَى كِلا الْحَدِيثَيْنِ . كَأَنَّهُمَا رَأَيَا كِلا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحًا مَعْمُولاً بِهِمَا .

تخريج: م/المسافرين ١٦ (٧٣٣)، ن/قيام الليل ١٩ (١٦٥٩)، (تحفة الأشراف: ١٥٨١٢)، ط/الجماعة ٧ (٢١)، حم (٦/٢٨٥) (صحيح)

۳۷۳۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بیٹھ کر نفل صلاۃ پڑھتے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ جب وفات میں ایک سال رہ گیا تو آپ بیٹھ کر نفلی صلاۃ پڑھنے لگے اور سورت پڑھتے تو اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ لمبی سے لمبی ہو جاتی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ام سلمہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہے۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ رات کو بیٹھ کر صلاۃ پڑھتے اور جب تیس یا چالیس آیتوں کے بقدر قراءت باقی رہ جاتی تو آپ کھڑے ہو جاتے اور قراءت کرتے پھر رکوع میں جاتے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے اور آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ بیٹھ کر صلاۃ پڑھتے اور جب کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ قراءت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھ ہی کر کرتے۔ ۴۔ احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ دونوں حدیثیں صحیح اور معمول بہ ہیں۔'' [1]

فائدہ [1]: ......لیکن نفل صلاۃ بیٹھ کر پڑھنے سے آپ ﷺ کا اجر امتیوں کی طرح آدھا نہیں ہے، یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔

374۔ حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا، فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَايَكُونُ

ثَلاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/تقصير الصلاة ٢٠ (١١١٨، ١١١٩)، والتهجد ١٦ (١١٤٨)، م/المسافرين ١٦ (٧٣١)، د/الصلاة ١٧٩ (٩٥٣، ٩٥٤)، ن/قيام الليل ١٨ (١٦٤٩)، ق/الإقامة ١٤٠ (١٢٢٧)، (تحفة الأشراف: ١٧٧٠٩)، ط/الجماعة ٧ (٢٣)، حم (٦/١٧٨٤٦، ٢٣١) (صحيح)

۳۷۴- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ بیٹھ کر صلاۃ پڑھتے تو قراءت بھی بیٹھ ہی کر کرتے، پھر جب تیس یا چالیس آیتوں کے بقدر قراءت باقی رہ جاتی تو آپ کھڑے ہو جاتے اور انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے، پھر رکوع اور سجدہ کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔
امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

375- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، وَهُوَ الْحَذَّاءُ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: سَأَلْتُهَا عَنْ صَلاَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهِ، قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا، وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ جَالِسٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ جَالِسٌ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/المسافرين ١٦ (٧٣٠)، د/الصلاة ٢٩٠ (١٢٥١)، ن/قيام الليل ١٨ (١٦٤٧، ١٦٤٨)، (تحفة الأشراف: ١٦٢٠٧)، حم (٦/٣٠) (صحيح)

۳۷۵- عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفل صلاۃ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: آپ رات تک کھڑے ہو کر صلاۃ پڑھتے اور دیر تک بیٹھ کر پڑھتے جب آپ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی کھڑے کھڑے کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھ کر ہی کرتے۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

164- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنِّي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فِي الصَّلاَةِ فَأُخَفِّفُ

۱۶۴- باب: نبی اکرم ﷺ کے صلاۃ میں بچے کے رونے کی آواز سن کر صلاۃ ہلکی کر دینے کا بیان

376- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((وَاللهِ! إِنِّي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، وَأَنَا فِي الصَّلاَةِ، فَأُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَتَنَ أُمُّهُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخریج: تفرد بہ المؤلف، وراجع: خ/الأذان ٦٥ (٧٠٩، ٧١٠)، م/الصلاة ٣٧ (٤٧٠)، ق/الإقامة ٤٩ (٩٨٩)، (تحفۃ الأشراف : ٧٧٢) (صحیح)

۳۷۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اللہ کی! جب صلاۃ میں ہوتا ہوں اور اُس وقت بچّے کا رونا سنتا ہوں تو اس ڈر سے صلاۃ کو ہلکی کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کہیں فتنے میں نہ مبتلا ہو جائے۔'' ❶
امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوقتادہ ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو ایسی صورت میں یا اسی طرح کی صورتوں میں بروقت صلاۃ ہلکی کر دینی چاہیے، تاکہ بچوں کی مائیں ان کے رونے اور چلانے سے گھبرا نہ جائیں۔

165۔ بَابُ مَا جَاءَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ إِلَّا بِخِمَارٍ

۱۶۵۔ باب: اوڑھنی کے بغیر عورت کی صلاۃ کے قبول نہ ہونے کا بیان

377۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَقَوْلُهُ: الْحَائِضِ يَعْنِي الْمَرْأَةَ الْبَالِغَ، يَعْنِي إِذَا حَاضَتْ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا أَدْرَكَتْ فَصَلَّتْ وَشَيْءٌ مِنْ شَعْرِهَا مَكْشُوفٌ لَا تَجُوزُ صَلَاتُهَا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، قَالَ: لَا تَجُوزُ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ وَشَيْءٌ مِنْ جَسَدِهَا مَكْشُوفٌ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَقَدْ قِيلَ: إِنْ كَانَ ظَهْرُ قَدَمَيْهَا مَكْشُوفًا فَصَلَاتُهَا جَائِزَةٌ.

تخریج: د/الصلاة ٨٥ (٦٤١)، ق/الطهارة ١٣٢ (٦٥٥)، (تحفۃ الأشراف : ١٧٨٤٦)، حم (٦/١٥٠، ٢١٨، ٢٥٩) (صحیح)

۳۷۷۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بالغ عورت کی صلاۃ بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کی جاتی۔'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں ا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۳) اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ جب عورت بالغ ہو جائے اور صلاۃ پڑھے اور اس کے بال کا کچھ حصہ کھُلا ہو تو اس کی صلاۃ جائز نہیں، یہی شافعی کا بھی قول ہے، وہ کہتے ہیں کہ عورت اس حال میں صلاۃ پڑھے کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ کھلا ہو جائز نہیں، نیز شافعی یہ بھی کہتے ہیں کہ کہا گیا ہے: اگر اس کے دونوں پاؤں کی پُشت کھلی ہو تو صلاۃ درست ہے ❷

فائدہ ❶ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے سر کے بال ستر میں داخل ہیں اور ستر کو ڈھکے بغیر صلاۃ نہیں

ہوتی۔

فائدہ ❷ :......اس مسئلے میں اگر چہ علما کا اختلاف ہے مگر تحقیقی بات یہی ہے کہ عورت کے قدم ستر میں داخل نہیں ہیں، اس لیے کھلے قدم صلاۃ ہو جائیگی جیسے ہتھیلیوں کے کھلے ہونے کی صورت میں عورت کی صلاۃ جائز ہے، عورتوں کے پاؤں ڈھکنے کی حدیث جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، جو موقوفاً و مرفوعاً دونوں حالتوں میں ضعیف ہے۔

166۔بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ السَّدْلِ فِي الصَّلاَةِ

۱۶۶۔ باب: صلاۃ میں سدل کی کراہت کا بیان

378۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عِسْلِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلاَةِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لاَ نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ عِسْلِ بْنِ سُفْيَانَ. وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي السَّدْلِ فِي الصَّلاَةِ فَكَرِهَ بَعْضُهُمُ السَّدْلَ فِي الصَّلاَةِ، وَقَالُوا: هَكَذَا تَصْنَعُ الْيَهُودُ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا كُرِهَ السَّدْلُ فِي الصَّلاَةِ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ إِلاَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ، فَأَمَّا إِذَا سَدَلَ عَلَى الْقَمِيصِ فَلاَ بَأْسَ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَكَرِهَ ابْنُ الْمُبَارَكِ السَّدْلَ فِي الصَّلاَةِ.

تخريج: د/الصلاة ٨٦ (٦٤٣)، (تعليقا من طريق عسل عن عطاء، ومتصلا من طريق سليمان الأحول عن عطاء) (تحفة الأشراف: ١٤١٩٥)، د/الصلاة ١٠٤ (١٤١٩) (حسن)

(عسل بن سفیان بصری ضعیف راوی ہے، اس لیے یہ سند ضعیف ہے، لیکن ابو جحیفہ کے شاہد سے تقویت پا کر یہ حدیث حسن ہے)

۳۷۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ میں سدل کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو عطا کی روایت سے جسے انھوں نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کی ہے عسل بن سفیان ہی کے طریق سے جانتے ہیں۔ (۲) اس باب میں ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) سدل کے سلسلے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے: بعض لوگ کہتے ہیں کہ صلاۃ میں سدل کرنا مکروہ ہے، ان کا کہنا ہے کہ اس طرح یہود کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ صلاۃ میں سدل اس وقت مکروہ ہوگا جب جسم پر ایک ہی کپڑا ہو، رہی یہ بات کہ جب کوئی کُرتے کے اوپر سدل کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ❷ یہی احمد کا قول ہے، لیکن ابن المبارک نے صلاۃ میں سدل کو (مطلقاً) مکروہ قرار دیا ہے۔

فائدہ ❶ :......سدل کی صورت یہ ہے کہ چادر یا رومال وغیرہ کو اپنے سر یا دونوں کندھوں پر ڈال کر اس کے دونوں کناروں کو لٹکتا چھوڑ دیا جائے اور سدل کی ایک تفسیر یہ بھی کی جاتی ہے کہ کُرتا یا جبہ اس طرح پہنا جائے کہ دونوں

ہاتھ آستین میں ڈالنے کے بجائے اندر ہی رکھے جائیں اور اسی حالت میں رکوع اور سجدہ کیا جائے۔

فائدہ ❷ :...... اس تقیید پر کوئی دلیل نہیں ہے، حدیث مطلق ہے اس لیے کہ سدل مطلقاً جائز نہیں۔ کرتے کے اوپر سے سدل میں اگر چہ ستر کھلنے کا خطرہ نہیں ہے، لیکن اس سے صلاۃ میں خلل تو پڑتا ہی ہے، چاہے سدل کی جو بھی تفسیر کی جائے۔

167۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ

۱۶۷۔ باب: صلاۃ میں کنکری ہٹانے کی کراہت کا بیان

379۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَى فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَيْقِيبٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَحُذَيْفَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَرِهَ الْمَسْحَ فِي الصَّلَاةِ، وَقَالَ: إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً، كَأَنَّهُ رُوِيَ عَنْهُ رُخْصَةٌ فِي الْمَرَّةِ الْوَاحِدَةِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: د/الصلاة ۱۷۵ (۹۴۵)، ن/السهو ۷ (۱۱۹۲)، ق/الإقامة ۶۳ (۱۰۲۸)، (تحفة الأشراف: ۱۱۹۹۷)، د/الصلاة ۱۱۰ (۱۴۲۸) (ضعيف) (ابوالأحوص لین الحدیث ہیں۔)

۳۷۹۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی صلاۃ کے لیے کھڑا ہو تو اپنے سامنے سے کنکریاں نہ ہٹائے، ❶ کیونکہ اللہ کی رحمت اس کا سامنا کر رہی ہوتی ہے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوذر کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں معیقیب، علی بن ابی طالب، حذیفہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے صلاۃ میں کنکری ہٹانے کو ناپسند کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر ہٹانا ضروری ہو تو ایک بار ہٹا دے، گویا آپ سے ایک بار کی رخصت مروی ہے۔ (۴) اور اسی پر اہلِ علم کا عمل ہے۔

فائدہ ❶ :...... اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ مصلی صلاۃ میں صلاۃ کے علاوہ دوسری چیزوں کی طرف متوجہ نہ ہو، اس لیے کہ اللہ کی رحمت اس کی جانب متوجہ ہوتی ہے، اگر وہ دوسری چیزوں کی طرف توجہ کرتا ہے تو اندیشہ ہے کہ اللہ کی رحمت اس سے روٹھ جائے اور وہ اس سے محروم رہ جائے اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔

380۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ مُعَيْقِيبٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: ((إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: خ/العمل في الصلاة ٨ (١٢٠٧)، م/المساجد ١٢ (٥٤٦)، د/الصلاة ١٧٥ (٦٤٦)، ن/السهو ٨ (١١٩٣)، ق/الإقامة ٦٢ (١٠٢٦)، (تحفة الأشراف: ١١٤٨٥)، حم (٣/٤٢٦)، و (٥/٤٢٥، ٤٢٦) د/الصلاة ١١٠ (١٤٢٧) (صحيح)

۳۸۰۔ معیقیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے صلاۃ میں کنکری ہٹانے کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اگر ہٹانا ضروری ہی ہو تو ایک بار ہٹالو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

168- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّفْخِ فِي الصَّلاةِ

۱۶۸۔ باب: صلاۃ میں پھونک مارنے کی کراہت کا بیان

381- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ ، أَخْبَرَنَا مَيْمُونٌ أَبُو حَمْزَةَ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى طَلْحَةَ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: رَأَي النَّبِيُّ ﷺ غُلامًا لَنَا يُقَالُ لَهُ: أَفْلَحُ إِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ: يَا أَفْلَحُ! تَرِّبْ وَجْهَكَ . قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: وَكَرِهَ عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ النَّفْخَ فِي الصَّلاةِ . وَقَالَ: إِنْ نَفَخَ لَمْ يَقْطَعْ صَلاتَهُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: وَبِهِ نَأْخُذُ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ ، وَقَالَ: مَوْلًى لَنَا يُقَالُ لَهُ رَبَاحٌ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٨٢٤٤) (ضعيف)

(سند میں میمون ابوحمزہ القصاب ضعیف ہیں)

۳۸۱۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمارے (گھر کے) ایک لڑکے کو دیکھا جسے افلح کہا جاتا تھا کہ جب وہ سجدہ کرتا تو پھونک مارتا ہے تو آپ نے فرمایا: ''افلح! اپنے چہرے کو گرد آلودہ کر۔''[1]

احمد بن منیع کہتے ہیں کہ عباد بن العوام نے صلاۃ میں پھونک مارنے کو مکروہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر کسی نے پھونک مار ہی دی تو اس کی صلاۃ باطل نہ ہوگی۔ احمد بن منیع کہتے ہیں کہ اسی کو ہم بھی اختیار کرتے ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: اس حدیث کو بعض دیگر لوگوں نے ابوحمزہ کے واسطے سے روایت کی ہے اور ''غُلامًا لَنَا يُقَالُ لَهُ أَفْلَحُ'' کے بجائے ''مَوْلًى لَنَا يُقَالُ لَهُ رَبَاحٌ'' (ہمارے مولیٰ کو جسے رباح کہا جاتا تھا) کہا ہے۔

فائدہ [1]:...... کیونکہ تواضع سے یہی زیادہ قریب تر ہے۔

382- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ مَيْمُونٍ أَبِي حَمْزَةَ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ ، وَقَالَ: غُلامٌ لَنَا يُقَالُ لَهُ رَبَاحٌ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ ، وَمَيْمُونٌ أَبُو حَمْزَةَ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ ، وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي النَّفْخِ فِي الصَّلاةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ نَفَخَ فِي الصَّلاةِ اسْتَقْبَلَ

الصَّلاةَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ، و قَالَ بَعْضُهُمْ: يُكْرَهُ النَّفْخُ فِي الصَّلاةِ وَإِنْ نَفَخَ فِي صَلاتِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلاتُهُ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

تخريج: انظر ما قبله (ضعيف)

۳۸۲۔اس سند سے حماد بن زید نے میمون ابی حمزہ سے اسی جیسی حدیث روایت کی ہے اور اس میں "غُلَامٌ لَنَا يُقَالُ لَهُ رَبَاحٌ" ہے۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی سند کچھ زیادہ قوی نہیں، میمون ابوحمزہ کو بعض اہلِ علم نے ضعیف قرار دیا ہے۔(۲) اور صلاۃ میں پھونک مارنے کے سلسلے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص صلاۃ میں پھونک مارے تو وہ صلاۃ دوبارہ پڑھے، یہی قول سفیان ثوری اور اہلِ کوفہ کا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ صلاۃ میں پھونک مارنا مکروہ ہے اور اگر کسی نے اپنی صلاۃ میں پھونک مار ہی دی تو اس کی صلاۃ فاسد نہ ہوگی، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ کا قول ہے۔

169۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الاِخْتِصَارِ فِي الصَّلاةِ

۱۶۹۔باب: صلاۃ میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت کا بیان

383۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الاِخْتِصَارَ فِي الصَّلاةِ، وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ أَنْ يَمْشِيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا، وَالاِخْتِصَارُ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى خَاصِرَتِهِ فِي الصَّلاةِ أَوْ يَضَعَ يَدَيْهِ جَمِيعًا عَلَى خَاصِرَتَيْهِ، وَيُرْوَى أَنَّ إِبْلِيسَ إِذَا مَشَى مَشَى مُخْتَصِرًا.

تخريج: خ/العمل في الصلاة ۱۷ (۱۲۲۰)، م/المساجد ۱۱ (۵۴۵)، د/الصلاة ۱۷۶ (۹۴۷)، ن/الافتتاح ۱۲ (۸۹۱)، (تحفة الأشراف: ۱۴۵۶۰)، حم (۲/۲۳۲، ۲۹۰، ۲۹۵، ۳۳۱، ۳۹۹)، د/الصلاة ۱۳۸ (۱۴۶۸) (صحيح)

۳۸۳۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر صلاۃ پڑھنے سے منع فرمایا۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث آئی ہے۔(۳) بعض اہلِ علم نے صلاۃ میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے اور بعض نے آدمی کے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر چلنے کو مکروہ کہا ہے اور اختصار یہ ہے کہ آدمی صلاۃ میں اپنا ہاتھ اپنی کوکھ پر رکھے، یا اپنے دونوں ہاتھ اپنی کوکھوں پر رکھے اور روایت کی جاتی ہے کہ شیطان جب چلتا ہے تو کوکھ پر ہاتھ رکھ کر چلتا ہے۔

فائدہ ❶:...... یہ ممانعت اس لیے ہے کہ یہ تکبر کی علامت ہے، جب کہ صلاۃ اللہ کے حضور عجز و نیازمندی کے

اظہار کا نام ہے۔

170۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَفِّ الشَّعْرِ فِي الصَّلاَةِ

۱۷۰۔ باب: جوڑا باندھے ہوئے صلاۃ پڑھنے کی کراہت کا بیان

384۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّهُ مَرَّ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي، وَقَدْ عَقَصَ ضَفِرَتَهُ فِي قَفَاهُ، فَحَلَّهَا، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ مُغْضَبًا فَقَالَ: أَقْبِلْ عَلَى صَلاَتِكَ وَلاَ تَغْضَبْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ذَلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي رَافِعٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: كَرِهُوا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ مَعْقُوصٌ شَعْرُهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعِمْرَانُ بْنُ مُوسَى هُوَ الْقُرَشِيُّ الْمَكِّيُّ وَهُوَ أَخُو أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى.

تخريج: د/الصلاة ۸۸ (۶۴۶)، ق/الإقامة ۱۶۷ (۱۰۴۲)، (۸/۶، ۳۹۱)، (تحفة الأشراف: ۱۲۰۳۰)، د/الصلاة ۱۰۵ (۱۴۲۰) (حسن)

۳۸۴۔ ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے، وہ صلاۃ پڑھ رہے تھے اور اپنی گدی پر جوڑا باندھ رکھا تھا، ابورافع رضی اللہ عنہ نے اسے کھول دیا، حسن رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف غصے سے دیکھا تو انہوں نے کہا: اپنی صلاۃ پر توجہ دو اور غصہ نہ کرو، کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''یہ شیطان کا حصہ ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابورافع رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں ام سلمہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اسی پر اہل علم کا عمل ہے۔ ان لوگوں نے اس بات کو مکروہ کہا کہ صلاۃ پڑھے اور وہ اپنے بالوں کا جوڑا باندھے ہو۔ [1]

فائدہ [1] :...... لیکن یہ مردوں کے لیے ہے، عورتوں کو جوڑا باندھے ہوئے صلاۃ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ عورتوں کو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت تک میں جوڑا کھولنے سے معاف کر دیا ہے۔ صلاۃ میں عورت کے جوڑا کھولنے سے اس کے بال اوڑھنی سے باہر نکل سکتے ہیں، جب کہ عورت کے بال صلاۃ کی حالت میں اوڑھنی سے باہر نکلنے سے صلاۃ باطل ہو جائے گی۔ نیز ہر صلاۃ کے وقت جوڑا کھول دینے اور صلاۃ کے بعد باندھ لینے میں پریشانی بھی ہے۔

171۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّخَشُّعِ فِي الصَّلاَةِ

۱۷۱۔ باب: صلاۃ میں خشوع خضوع کرنے کا بیان

385۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ رَبِّهِ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ الْعَمْيَاءِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ،

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصَّلاَةُ مَثْنَى مَثْنَى، تَشَهَّدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَخَشَّعُ، وَتَضَرَّعُ، وَتَمَسْكَنُ، وَتَذَرَّعُ، وَتُقْنِعُ يَدَيْكَ، يَقُولُ: تَرْفَعُهُمَا إِلَى رَبِّكَ، مُسْتَقْبِلاً بِبُطُونِهِمَا وَجْهَكَ، وَتَقُولُ: يَارَبِّ يَا رَبِّ! وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَالَ غَيْرُ ابْنِ الْمُبَارَكِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: مَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: رَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، فَأَخْطَأَ فِي مَوَاضِعَ، فَقَالَ: عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، وَهُوَ عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ، وَقَالَ: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، وَإِنَّمَا هُوَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نَافِعِ بْنِ الْعَمْيَاءِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ، وَقَالَ شُعْبَةُ: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدِيثُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، يَعْنِي أَصَحَّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ.

تخريج: تفرد به المؤلف ورواه النسائي في الكبرى في الصلاة (۱۱۹) (تحفة الأشراف: ۱۱۰۴۳) (ضعيف) (سند میں عبداللہ بن نافع ضعیف ہیں)

۳۸۵۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ دو دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے، صلاۃ خشوع وخضوع، مسکنت اورگریہ وزاری کا اظہار ہے، اورتم اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ، یعنی تم اپنے دونوں ہاتھ اپنے رب کے سامنے اٹھاؤ اس حال میں کہ ہتھیلیاں تمھارے منہ کی طرف ہوں اور کہو: اے رب! اے رب! اور جس نے ایسا نہیں کیا وہ ایسا ایسا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن مبارک کے علاوہ اورلوگوں نے اس حدیث میں ''مَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ'' (جس نے ایسا نہیں کیا اس کی صلاۃ ناقص ہے) کہا ہے۔ (۲) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ شعبہ نے یہ حدیث عبد ربہ بن سعید سے روایت کی ہے اور ان سے کئی مقامات پر غلطیاں ہوئی ہیں: ایک تو یہ کہ انھوں نے انس بن ابی انس سے روایت کی، حالاں کہ وہ عمران بن ابی انس ہیں دوسرے یہ کہ انھوں نے ''عن عبدالله بن حارث'' کہا ہے، حالانکہ وہ ''عبدالله بن نافع بن العمياء عن ربيعة بن الحارث'' ہے۔ تیسرے یہ کہ شعبہ نے ''عن عبدالله بن الحارث عن المطلب عن النبى ﷺ'' کہا ہے حالانکہ صحیح ''عن ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب عن الفضل بن عباس عن النبى ﷺ'' ہے۔ محمد بن اسماعیل (بخاری) کہتے ہیں: لیث بن سعد کی حدیث صحیح ہے یعنی شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے، (ورنہ اصلاً تو ضعیف ہی ہے)۔

172۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّشْبِيكِ بَيْنَ الأَصَابِعِ فِي الصَّلاَةِ

۱۷۲۔ باب: صلاۃ میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنے کی کراہت کا بیان

386۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلاَ يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فَإِنَّهُ فِي صَلاَةٍ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ. وَرَوَى شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَحَدِيثُ شَرِيكٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

تخريج: (تحفة الأشراف: ۱۱۱۲۱)، وأخرجه حم (۴/۲۴۲)، ق/الإقامة ۴۲ (۹۶۷) (صحیح) (پہلی سند میں ایک راوی مبہم ہے، نیز اس سند میں سخت اضطراب بھی ہے، اس لیے یہ سند ضعیف ہے اور دوسری سند میں شریک القاضی ضعیف ہیں، جن کی حدیث کے بارے میں ترمذی کہتے ہیں کہ یہ غیر محفوظ ہے، مگر اصل حدیث بسند اسماعیل بن امیہ عن سعید المقبری عن ابی ہریرہ مرفوعاً صحیح ہے (سنن الدارمی، والحاکم) مزید طرق اور ان پر کلام کے لیے، دیکھئے: الارواء رقم: ۳۷۹)

۳۸۶۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اچھی طرح سے وضو کرے اور پھر مسجد کے ارادے سے نکلے تو وہ تشبیک نہ کرے (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست نہ کرے) کیونکہ وہ صلاۃ میں ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) کعب بن عجرہ کی حدیث کو ابن عجلان سے کئی لوگوں نے لیث والی حدیث کی طرح روایت کی ہے۔ (۲) اور شریک نے بطریق: ''مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ'' اسی حدیث کی طرح روایت کی ہے اور شریک کی روایت غیر محفوظ ہے۔'' [1]

فائدہ [1] :...... کیونکہ شریک نے لیث اور دیگر کئی لوگوں کی مخالفت کی ہے، نیز شریک کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا اور وہ روایت میں بہت غلطیاں کرتے تھے، اس کے برخلاف لیث بن سعد حد درجہ ثقہ ہیں۔

173۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلاَةِ

۱۷۳۔ باب: صلاۃ میں دیر تک قیام کرنے کا بیان

387۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَيُّ الصَّلاَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُولُ الْقُنُوتِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ حُبْشِيٍّ، وَأَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ.

تخریج: م/المسافرین ۲۲ (۷۵۶)، ق/الإقامة ۲۰۰ (۱۴۲۱)، (تحفة الأشراف: ۲۷۶۷)، حم (۳/۳۰۲، ۳۹۱، ۴۱۲) (صحیح)

۳۸۷۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سی صلاۃ افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''جس میں قیام لمبا ہو۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے اور یہ دیگر سندوں سے بھی جابر بن عبداللہ سے مروی ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن حبشی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ طول قیام کثرت رکوع وسجود سے افضل ہے، علما کی ایک جماعت جس میں امام شافعی بھی شامل ہیں اسی طرف گئی ہے اور یہی حق ہے۔ رکوع اور سجود کی فضیلت میں جو حدیثیں وارد ہیں وہ اس کے منافی نہیں ہیں، کیونکہ ان دونوں کی فضیلت سے طول قیام پر ان کی افضلیت لازم نہیں آتی۔ واضح رہے کہ یہ نفل صلاۃ سے متعلق ہے، کیونکہ ایک تو فرض کی رکعتیں متعین ہیں، دوسرے امام کو حکم ہے کہ ہلکی صلاۃ پڑھائے۔

174۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَفَضْلِهِ

۱۷۴۔ باب: رکوع اور سجدہ کثرت سے کرنے کی فضیلت

388۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: و حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ رَجَاءٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ، قَالَ: لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهِ، وَيُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، فَسَكَتَ عَنِّي مَلِيًّا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلاَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً)). قَالَ مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ: فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ ثَوْبَانَ؟ فَقَالَ: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلاَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً)). قَالَ: مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ، وَيُقَالُ ابْنُ أَبِي طَلْحَةَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي فَاطِمَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ثَوْبَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فِي كَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هٰذَا الْبَابِ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: طُولُ الْقِيَامِ فِي الصَّلاَةِ أَفْضَلُ مِنْ كَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: كَثْرَةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ أَفْضَلُ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ. و قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَا حَدِيثَانِ، وَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ. و قَالَ إِسْحَاقُ: أَمَّا فِي النَّهَارِ فَكَثْرَةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَأَمَّا بِاللَّيْلِ فَطُولُ الْقِيَامِ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَهُ جُزْءٌ بِاللَّيْلِ يَأْتِي عَلَيْهِ، فَكَثْرَةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فِي هٰذَا أَحَبُّ إِلَيَّ،

لِأَنَّهُ يَأْتِي عَلَى جُزْئِهِ وَقَدْ رَبِحَ كَثْرَةَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا قَالَ إِسْحَاقُ هٰذَا لِأَنَّهُ كَذَا وُصِفَ صَلاَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ، وَوُصِفَ طُولُ الْقِيَامِ وَأَمَّا بِالنَّهَارِ فَلَمْ يُوصَفْ مِنْ صَلاَتِهِ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ مَا وُصِفَ بِاللَّيْلِ.

تخريج: م/الصلاة ٤٣ (٤٨٨)، ن/التطبيق ٨٠ (١١٤٠)، ق/الإقامة ٢٠١ (١٤٢٣)، (تحفة الأشراف: ٢١١٢)، حم (٥/٢٧٦، ٢٨٠، ٢٨٣) (صحيح)

۳۸۸۔ معدان بن طلحہ یعمری کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائے اور مجھے جنت میں داخل کرے، تو وہ کافی دیر تک خاموش رہے پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ تم کثرت سے سجدے کیا کرو ❶ کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو بھی بندہ اللہ کے واسطے کوئی سجدہ کرے گا اللہ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کردے گا اور اس کا ایک گناہ مٹا دے گا'' معدان کہتے ہیں کہ پھر میری ملاقات ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے بھی اسی چیز کا سوال کیا جو میں نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کیا تھا تو انہوں نے بھی کہا کہ تم سجدے کو لازم پکڑو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ'' جو بندہ اللہ کے واسطے کوئی سجدہ کرے گا تو اللہ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور ایک گناہ مٹا دے گا''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) رکوع اور سجدے کثرت سے کرنے کے سلسلے کی ثوبان اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ، ابوامامہ اور ابو فاطمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اس باب میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ صلاۃ میں دیر تک قیام کرنا کثرت سے رکوع اور سجدہ کرنے سے افضل ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ کثرت سے رکوع اور سجدے کرنا دیر تک قیام کرنے سے افضل ہے۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے اس سلسلے میں دونوں طرح کی حدیثیں مروی ہیں، لیکن اس میں (کون راجح ہے اس سلسلے میں) انہوں نے کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی ہے۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ دن میں کثرت سے رکوع اور سجدے کرنا افضل ہے اور رات میں دیر تک قیام کرنا، الا یہ کہ کوئی شخص ایسا ہو جس کا رات کے حصے میں قرآن پڑھنے کا کوئی حصہ متعین ہو تو اس کے حق میں رات میں بھی رکوع اور سجدے کثرت سے کرنا بہتر ہے۔ کیوں کہ وہ قرآن کا اتنا حصہ تو پڑھے گا ہی جسے اس نے خاص کر رکھا ہے اور کثرت سے رکوع اور سجدے کا نفع اسے الگ سے حاصل ہوگا۔ (۴) اسحاق بن راہویہ نے یہ بات اس لیے کہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے قیام اللیل (تہجد) کا حال بیان کیا گیا ہے کہ آپ اس میں دیر تک قیام کیا کرتے تھے، رہی دن کی صلاۃ تو اس کے سلسلے میں یہ بیان نہیں کیا گیا ہے کہ آپ ان میں رات کی صلاتوں کی طرح دیر تک قیام کرتے تھے۔

فائدہ ❶ :...... یعنی: زیادہ سے زیادہ نفل صلاتیں پڑھا کرو اور ظاہر بات ہے کہ زیادہ سے زیادہ صلاتیں پڑھے گا تو ان میں زیادہ سے زیادہ رکوع اور سجدے ہوں گے۔

175۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ

۱۷۵۔ باب: صلاۃ میں سانپ اور بچھو مارنے کا بیان

390۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي رَافِعٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَكَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَتْلَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ. و قَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

تخريج: د/الصلاة ۱۶۹ (۹۲۱)، ن/السهو ۱۲ (۱۲۰۳)، ق/الإقامة ۱۴۶ (۱۲۴۵)، (تحفة الأشراف: ۱۳۵۱۳)، د/الصلاة ۱۷۸ (۱۰۴۵) (صحیح)

۳۹۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کالوں کو یعنی سانپ اور بچھو کو صلاۃ میں مارنے کا حکم دیا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس اور ابورافع رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے اور یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ (۴) اور بعض اہلِ علم نے صلاۃ میں سانپ اور بچھو کے مارنے کو مکروہ کہا ہے، ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ صلاۃ خود ایک شغل ہے (اور یہ چیز اس میں مخل ہوگی) پہلا قول (ہی) راجح ہے۔

176۔بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ

۱۷۶۔باب: سلام سے پہلے سجدۂ سہو کرنے کا بیان

391۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُحَيْنَةَ الأَسَدِيِّ حَلِيفِ بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فِي صَلاَةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ، فَلَمَّا أَتَمَّ صَلاَتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ، قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ، مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ.

تخريج: خ/الأذان ١٤٦ (٨٢٩)، و١٤٧ (٨٣٠)، والسهو ١ (١٢٢٥)، و٥ (١٢٣٠)، والأيمان والنذور ١٥ (٦٦٧٠)، م/المساجد ١٩ (٥٧٠)، د/الصلاة ٢٠٠ (١٠٣٤)، ن/التطبيق ١٠٦ (١١٧٨)، والسهو ٢٨ (١٢٦٢)، ق/الإقامة ١٣١ (١٢٠٦، ١٢٠٧)، (تحفة الأشراف: ٩١٥٤)، ط/الصلاة ١٧ (٦٥)، حم (٣٤٥٥، ٣٤٦) د/الصلاة ١٧٦ (١٥٤٠) (صحيح)

391/ م۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى وَأَبُو دَاوُدَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَاللهِ بْنَ السَّائِبِ الْقَارِءَ كَانَا يَسْجُدَانِ سَجْدَتَيْ السَّهْوِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ بُحَيْنَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، يَرَى سَجْدَتَيْ السَّهْوِ كُلِّهِ قَبْلَ السَّلاَمِ، وَيَقُولُ: هٰذَا النَّاسِخُ لِغَيْرِهِ مِنَ الأَحَادِيثِ، وَيَذْكُرُ أَنَّ آخِرَ فِعْلِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ عَلَى هٰذَا. وقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: إِذَا قَامَ الرَّجُلُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَإِنَّهُ يَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلاَمِ عَلَى حَدِيثِ ابْنِ بُحَيْنَةَ.

وَعَبْدُاللهِ بْنُ بُحَيْنَةَ هُوَ عَبْدُاللهِ بْنُ مَالِكٍ، وَهُوَ ابْنُ بُحَيْنَةَ، مَالِكٌ أَبُوهُ، وَبُحَيْنَةُ أُمُّهُ. هٰكَذَا أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ

الْعِلْمِ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، مَتَى يَسْجُدُهُمَا الرَّجُلُ: قَبْلَ السَّلامِ أَوْ بَعْدَهُ. فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَسْجُدَهُمَا بَعْدَ السَّلامِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. و قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلامِ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، مِثْلِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَرَبِيعَةَ، وَغَيْرِهِمَا، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا كَانَتْ زِيَادَةً فِي الصَّلاةِ فَبَعْدَ السَّلامِ، وَإِذَا كَانَ نُقْصَانًا فَقَبْلَ السَّلامِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ. و قَالَ أَحْمَدُ: مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ فَيُسْتَعْمَلُ كُلٌّ عَلَى جِهَتِهِ: يَرَى إِذَا قَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ عَلَى حَدِيثِ ابْنِ بُحَيْنَةَ: فَإِنَّهُ يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلامِ، وَإِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَإِنَّهُ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلامِ، وَإِذَا سَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَإِنَّهُ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلامِ، وَكُلٌّ يُسْتَعْمَلُ عَلَى جِهَتِهِ، وَكُلُّ سَهْوٍ لَيْسَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ذِكْرٌ فَإِنَّ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلامِ. و قَالَ إِسْحَاقُ: نَحْوَ قَوْلِ أَحْمَدَ فِي هٰذَا كُلِّهِ، إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ سَهْوٍ لَيْسَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ذِكْرٌ، فَإِنْ كَانَتْ زِيَادَةً فِي الصَّلاةِ يَسْجُدُهُمَا بَعْدَ السَّلامِ، وَإِنْ كَانَ نُقْصَانًا يَسْجُدُهُمَا قَبْلَ السَّلامِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٤٣٥٤) (صحيح الاسناد)
(اگر محمد بن ابراہیم التیمی کی ملاقات ابو ہریرہ سے ثابت ہو تو یہ سند صحیح ہے)

۳۹۱۔عبداللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ صلاۃ ظہر میں کھڑے ہو گئے جب کہ آپ کو بیٹھنا تھا؛ چنانچہ جب صلاۃ پوری کر چکے تو سلام پھیرنے سے پہلے آپ نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے، آپ نے ہر سجدے میں اللہ اکبر کہا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدۂ سہو کیے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن بحینہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ (۳) محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ ابو ہریرہ اور عبداللہ بن سائب قاری رضی اللہ عنہما دونوں سہو کے دونوں سجدے سلام سے پہلے کرتے تھے۔ (۴) اور اسی پر بعض اہلِ علم کا عمل ہے اور شافعی کا بھی یہی قول ہے؛ ان کی رائے ہے کہ سجدۂ سہو ہر صورت میں سلام سے پہلے ہے اور یہ حدیث دوسری حدیثوں کی ناسخ ہے کیوں کہ نبی اکرم ﷺ کا عمل آخر میں اسی پر رہا ہے۔ (۵) احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ جب آدمی دو رکعت کے بعد کھڑا ہو جائے تو وہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے سجدۂ سہو سلام سے پہلے کرے۔ (۶) علی بن مدینی کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن بحینہ ہی عبداللہ بن مالک ہیں، ابن بحینہ کے باپ مالک ہیں اور بحینہ ان کی ماں ہیں۔ (۷) سجدہ سہو کے بارے میں اہلِ علم کے مابین اختلاف ہے کہ اسے آدمی سلام سے پہلے کرے یا سلام کے بعد۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اسے سلام کے بعد کرے، یہ قول سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا ہے۔ (۸) اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اسے سلام سے پہلے کرے یہی قول اکثر فقہائے مدینہ کا ہے، مثلاً یحییٰ بن سعید، ربیعہ وغیرہ کا اور یہی قول شافعی کا بھی ہے۔ (۹) اور بعض

لوگ کہتے ہیں کہ جب صلاۃ میں زیادتی ہوئی ہوتو سلام کے بعد کرے اور جب کمی رہ گئی ہوتو سلام سے پہلے کرے، یہی قول مالک بن انس کا ہے۔ (۱۰) اور احمد کہتے ہیں کہ جس صورت میں جس طرح پر سجدۂ سہو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے اس صورت میں اسی طرح سجدہ سہو کرنا چاہیے، وہ کہتے ہیں کہ جب دو رکعت کے بعد کھڑا ہو جائے تو ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق سلام سے پہلے سجدہ کرے اور جب ظہر پانچ رکعت پڑھ لے تو وہ سجدۂ سہو سلام کے بعد کرے اور اگر ظہر اور عصر میں دو ہی رکعت میں سلام پھیر دے تو ایسی صورت میں سلام کے بعد سجدہ سہو کرے، اسی طرح جس جس صورت میں جیسے جیسے رسول اکرم ﷺ کا فعل موجود ہے، اس پر اسی طرح عمل کرے اور سہو کی جس صورت میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی فعل مروی نہ ہوتو اس میں سجدۂ سہو سلام سے پہلے کرے۔

۱۱۔ اسحاق بن راہویہ بھی احمد کے موافق کہتے ہیں۔ مگر فرق اتنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ سہو کی جس صورت میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی فعل موجود نہ ہوتو اس میں اگر صلاۃ میں زیادتی ہوئی ہوتو سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے اور اگر کمی ہوئی ہوتو سلام سے پہلے کرے۔

177۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ

۱۷۷۔ باب: سلام اور کلام کے بعد سجدہ سہو کرنے کا بیان

392۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الصلاة ٣١ (٤٠١)، و٣٢ (٤٠٤)، والسهو ٢ (١٢٢٦)، والأيمان ١٥ (٦٦٧١)، وأخبار الآحاد ١ (٧٢٤٩)، م/المساجد ١٩ (٥٧٢)، د/الصلاة ١٩٦ (١٠١٩)، ن/السهو ٢٥ (١٢٤٢)، و٢٦ (١٢٥٥)، ق/الإقامة ١٢٩ (١٢٠٣)، و٣٠ (١٢٠٥)، و١٣٣ (١٢١١)، و١٣٦ (١٢١٨)، (تحفة الأشراف: ٩٤١١)، حم (١/٣٧٩، ٤٢٩، ٤٣٨، ٤٥٥)، د/الصلاة ١٧٥ (١٥٣٩) (صحيح)

۳۹۲۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر پانچ رکعت پڑھی تو آپ سے پوچھا گیا: کیا صلاۃ بڑھا دی گئی ہے؟ (یعنی چار کے بجائے پانچ رکعت کردی گئی ہے) تو آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

393۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ الْكَلَامِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ٩٤٢٤) (صحيح)

۳۹۳۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے دونوں سجدے بات کرنے کے بعد کیے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ❶ (۲) اس باب میں معاویہ، عبداللہ بن جعفر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ حکم نیچے والی حدیث میں موجود ہے۔

394۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ أَيُّوبُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ. وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَصَلَاتُهُ جَائِزَةٌ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، وَإِنْ لَمْ يَجْلِسْ فِي الرَّابِعَةِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَلَمْ يَقْعُدْ فِي الرَّابِعَةِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَبَعْضِ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

تخريج: تفرد به المؤلف، وانظر حديث رقم: ٣٩٩ (تحفة الأشراف: ١٥٤٨) (صحيح)

۳۹۴۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے دونوں سجدے سلام کے بعد کیے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اسے ایوب اور دیگر کئی لوگوں نے بھی ابن سیرین سے روایت کیا ہے۔ (۳) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۴) اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب آدمی ظہر بھول کر پانچ رکعت پڑھ لے تو اس کی صلاۃ درست ہے وہ سہو کے دو سجدے کر لے اگرچہ وہ چوتھی (رکعت) میں نہ بیٹھا ہو، یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔ (۵) اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ظہر پانچ رکعت پڑھ لے اور چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا ہو تو اس کی صلاۃ فاسد ہو جائے گی۔ یہ قول سفیان ثوری اور بعض کوفیوں کا ہے۔'' ❶

فائدہ ❶ :......سفیان ثوری، اہلِ کوفہ اور ابوحنیفہ کا قول محض رائے پر مبنی ہے، جب کہ ائمہ کرام مالک بن انس، شافعی، احمد بن حنبل اور بقول امام نووی سلف وخلف کے تمام جمہور علما مذکور بالا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی صحیح حدیث کی بنیاد پر یہی فتویٰ دیتے اور اسی پر عمل کرتے ہیں، کہ اگر کوئی بھول کر اپنی صلاۃ میں ایک رکعت اضافہ کر بیٹھے تو اُس کی صلاۃ نہ باطل ہوگی اور نہ ہی فاسد، بلکہ سلام سے پہلے اگر یاد آ جائے تو سلام سے قبل سہو کے دو سجدے کر لے اور اگر سلام کے بعد یاد آئے تو بھی سہو کے دو سجدے کر لے، یہی اُس کے لیے کافی ہے، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا اور آپ نے کوئی اور رکعت پڑھ کر اس صلاۃ کو جُفت نہیں بنایا تھا۔ (دیکھیے: تحفة الأحوذي: ١/٣٠٤ طبع ملتان)

178۔بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُّدِ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

۱۷۸۔باب: سجدۂ سہو میں تشہد پڑھنے کا بیان

395۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ سَلَّمَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ - وَهُوَ عَمُّ أَبِي قِلاَبَةَ- غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ. وَرَوَى مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ. وَأَبُو الْمُهَلَّبِ اسْمُهُ: عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو، وَيُقَالُ أَيْضًا: مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو. وَقَدْ رَوَى عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، وَهُشَيْمٌ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ بِطُولِهِ، وَهُوَ حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَلَّمَ فِي ثَلاَثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ، فَقَامَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي التَّشَهُّدِ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ: فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَتَشَهَّدُ فِيهِمَا وَيُسَلِّمُ. وقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ فِيهِمَا تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيمٌ، وَإِذَا سَجَدَهُمَا قَبْلَ السَّلاَمِ لَمْ يَتَشَهَّدْ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالاَ: إِذَا سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلاَمِ لَمْ يَتَشَهَّدْ.

تخريج: د/الصلاة ٢٠٢ (١٠٣٩)، ن/السهو ٢٣ (١٢٣٧)، (تحفة الأشراف: ١٠٨٨٥) (شاذ)

(حدیث میں تشہد کا تذکرہ شاذ ہے)

۳۹۵۔عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں صلاۃ پڑھائی، آپ سے سہو ہو گیا؛ تو آپ نے دو سجدے کیے پھر تشہد پڑھا، پھر سلام پھیرا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) عبدالوھاب ثقفی، ھشیم اور ان کے علاوہ کئی اورلوگوں نے بطریق: "خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ" یہ حدیث ذرا لمبے سیاق کے ساتھ روایت کی ہے اور وہ یہی عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عصر میں صرف تین ہی رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا تو ایک آدمی اٹھا جسے ''خرباق'' کہا جاتا تھا (اور اس نے پوچھا: کیا صلاۃ میں کمی کر دی گئی ہے، یا آپ بھول گئے ہیں)۔ (۳) سجدۂ سہو کے تشہد کے سلسلے میں اہلِ علم کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھے گا اور سلام پھیرے گا اور بعض کہتے کہ سجدہ سہو میں تشہد اور سلام نہیں ہے اور جب سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے تو تشہد نہ پڑھے، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے کہ جب سلام سے پہلے سجدۂ سہو کرے تو تشہد نہ پڑھے (اختلاف تو سلام کے بعد میں ہے)۔

179۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي فَيَشُكُّ فِي الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَان

۱۷۹۔باب: آدمی کو صلاۃ پڑھتے وقت کمی یا زیادتی میں شک وشبہ ہو جائے تو کیا کرے؟

396۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِيَاضٍ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ: أَحَدُنَا يُصَلِّي فَلَا يَدْرِي كَيْفَ صَلَّى؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَيْفَ صَلَّى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الْوَاحِدَةِ وَالثِّنْتَيْنِ فَلْيَجْعَلْهُمَا وَاحِدَةً، وَإِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهُمَا ثِنْتَيْنِ، وَيَسْجُدْ فِي ذٰلِكَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ)). وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى فَلْيُعِدْ.

تخريج: د/الصلاة ۱۹۸ (۱۰۲۹)، ق/الإقامة ۱۲۹ (۱۲۰٤)، (تحفة الأشراف: ٤۳۹٦)، حم (۱۲/۳، ۳۷، ۵۰، ۵۱، ۵٤) (صحيح) (ہلال بن عیاض یا عیاض بن ہلال مجہول راوی ہیں، لیکن شواہد سے تقویت پا کر یہ حدیث صحیح ہے)

۳۹۶۔عیاض، یعنی ابن ہلال کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم میں سے کوئی صلاۃ پڑھتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھی ہیں (تو وہ کیا کرے؟) تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تم میں سے کوئی شخص صلاۃ پڑھے اور یہ نہ جان سکے کہ کتنی پڑھی ہے تو وہ بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کر لے۔'' (یقینی بات پر بنا کرنے کے بعد)

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔(۲) اس باب میں عثمان، ابن مسعود، عائشہ، ابوہریرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) یہ حدیث ابوسعید سے دیگر کئی سندوں سے بھی مروی ہے۔(۴) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم سے کسی کو ایک اور دو میں شک ہو جائے تو اسے ایک ہی مانے اور جب دو اور تین میں شک ہو تو اسے دو مانے اور سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے کرے۔'' اسی پر ہمارے اصحاب (محدثین) کا عمل ہے ❶ اور بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ جب کسی کو اپنی صلاۃ میں شبہ ہو جائے اور وہ نہ جان سکے کہ اس نے کتنی رکعت پڑھی ہیں؟ تو وہ پھر سے لوٹائے۔'' ❷

فائدہ ❶:......اور یہی راجح مسئلہ ہے۔

فائدہ ❷:...... یہ مرجوح قول ہے۔

397۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلاتِهِ فَيَلْبِسُ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الأذان ٤ (٦٠٨)، والعمل في الصلاة ١٨ (١٢٢٢)، والسهو ٦ (١٢٣١)، وبدء الخلق ١١ (٣٢٨٥)، م/الصلاة ٨ (٣٩)، والمساجد ١٩ (٥٧٠)، د/الصلاة ١٩٨ (١٠٣٠)، ن/الأذان ٣٠ (٦٧١)، والسهو ٢٥ (١٢٥٣)، ق/الإقامة ١٣٥ (١٢١٦)، (تحفة الأشراف: ١٥٢٣٩)، حم (٢/٣١٣، ٣٥٨، ٤١١، ٤٦٠، ٥٠٣، ٥٢٢، ٥٣١) (صحيح)

۳۹۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کے پاس شیطان اس کی صلاۃ میں آتا ہے اور اُسے شبہے میں ڈال دیتا ہے، یہاں تک آدمی نہیں جان پاتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھی ہیں، چنانچہ تم میں سے کسی کو اگر اس قسم کا شبہ محسوس ہو تو اسے چاہیے کہ وہ بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کرلے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶:...... یقینی بات پر بنا کرنے کے بعد۔

398۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنُ عَثْمَةَ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلَّى أَوْ ثِنْتَيْنِ فَلْيَبْنِ عَلَى وَاحِدَةٍ، فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلَّى أَوْ ثَلاثًا فَلْيَبْنِ عَلَى ثِنْتَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثَلاثًا صَلَّى أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلَى ثَلاثٍ، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تخريج: ق/الإقامة ٣٢ (١٢٠٩)، (تحفة الأشراف: ٩٧٢٢)، حم (١/١٩٠، ١٩٣) (صحيح)

۳۹۸۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب کوئی شخص صلاۃ بھول جائے اور یہ نہ جان سکے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ تو ایسی صورت میں اسے ایک ماننے اور اگر وہ یہ نہ جان سکے کہ اس نے دو پڑھی ہے یا تین تو ایسی صورت میں دو پر بنا کرے اور اگر وہ یہ نہ جان سکے کہ اس نے تین پڑھی ہے یا چار تو تین پر بنا کرے اور سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے کرلے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) یہ حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اور بھی سندوں سے مروی ہے۔

180۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

۱۸۰۔ باب: غلطی سے ظہر یا عصر کی دو ہی رکعت میں سلام پھیر دینے والے کا حکم

399۔ حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ، وَهُوَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقُصِرَتِ الصَّلاَةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟)) فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ، ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَذِي الْيَدَيْنِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ: إِذَا تَكَلَّمَ فِي الصَّلاَةِ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا أَوْ مَا كَانَ، فَإِنَّهُ يُعِيدُ الصَّلاَةَ، وَاعْتَلُّوا بِأَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ كَانَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْكَلاَمِ فِي الصَّلاَةِ. قَالَ: وَأَمَّا الشَّافِعِيُّ فَرَأَى هٰذَا حَدِيثًا صَحِيحًا فَقَالَ بِهِ. و قَالَ: هٰذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ نَاسِيًا فَإِنَّهُ لاَيَقْضِي، وَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَفَرَّقَ هٰؤُلاَءِ بَيْنَ الْعَمْدِ وَالنِّسْيَانِ فِي أَكْلِ الصَّائِمِ بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ. و قَالَ أَحْمَدُ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ: إِنْ تَكَلَّمَ الإِمَامُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلاَتِهِ وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ قَدْ أَكْمَلَهَا، ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ لَمْ يُكْمِلْهَا: يُتِمُّ صَلاَتَهُ، وَمَنْ تَكَلَّمَ خَلْفَ الإِمَامِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِنَ الصَّلاَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْتَقْبِلَهَا. وَاحْتَجَّ بِأَنَّ الْفَرَائِضَ كَانَتْ تُزَادُ وَتُنْقَصُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِنَّمَا تَكَلَّمَ ذُو الْيَدَيْنِ وَهُوَ عَلَى يَقِينٍ مِنْ صَلاَتِهِ أَنَّهَا تَمَّتْ، وَلَيْسَ هٰكَذَا الْيَوْمَ، لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتَكَلَّمَ عَلَى مَعْنَى مَا تَكَلَّمَ ذُوالْيَدَيْنِ، لِأَنَّ الْفَرَائِضَ الْيَوْمَ لاَ يُزَادُ فِيهَا وَلاَيُنْقَصُ، قَالَ أَحْمَدُ نَحْوًا مِنْ هٰذَا الْكَلاَمِ. و قَالَ إِسْحَاقُ نَحْوَ قَوْلِ أَحْمَدَ فِي هٰذَا الْبَابِ.

تخريج: خ/الأذان ٨٨ (٤٨٢)، والأذان ٦٩ (٧١٤)، والسهو ٣ (١٢٢٧)، و٤ (١٢٢٨)، و٨٥ (١٣٦٧)، والأدب ٤٥ (٦٠٥١)، وأخبار الآحاد ١ (٧٢٥٠)، م/المساجد ١٩ (٥٧٣)، د/الصلاة ١٩٥ (١٠٠٨)، ن/السهو ٢٢ (١٢٢٥)، ق/الإقامة ١٣٤ (١٢١٤)، (تحفة الأشراف: ١٤٤٤٩)، حم (٢/٢٣٥، ٤٣٣، ٤٦٠)، د/الصلاة ١٧٥ (١٥٣٨) (صحيح)

۳۹۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ (ظہر یا عصر کی) دو رکعت پڑھ کر (مقتدیوں کی طرف) پلٹے تو ذوالیدین نے آپ سے پوچھا: اللہ کے رسول! کیا صلاۃ کم کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا ذوالیدین سچ کہہ رہے ہیں؟'' لوگوں نے عرض کی: ہاں (آپ نے دو ہی رکعت پڑھی ہیں) تو رسول اللہ ﷺ کھڑے

ہوئے اور آخری دونوں رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا، پھر اللہ اکبر کہا، پھر اپنے پہلے سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہا اور سر اٹھایا، پھر اپنے اسی سجدہ کی طرح یا اس سے کچھ لمبا سجدہ کیا۔ (یعنی سجدہ سہو کیا)

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عمران بن حصین، ابن عمر، ذوالیدین رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اس حدیث کے بارے میں اہلِ علم کے مابین اختلاف ہے۔ بعض اہلِ کوفہ کہتے ہیں کہ جب کوئی صلاۃ میں بھول کر یا لاعلمی میں یا کسی بھی وجہ سے بات کر بیٹھے تو اُسے نئے سرے سے صلاۃ دہرانی ہوگی۔ وہ اس حدیث میں مذکور واقعہ کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہ واقعہ صلاۃ میں بات چیت کرنے کی حرمت سے پہلے کا ہے۔ ❶ (۴) رہے امام شافعی تو انہوں نے اس حدیث کو صحیح جانا ہے اور اسی کے مطابق انہوں نے فتویٰ دیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ یہ حدیث اُس حدیث سے زیادہ صحیح ہے جو صائم کے سلسلے میں مروی ہے کہ جب وہ بھول کر کھالے تو اس پر صوم کی قضا نہیں، کیوں کہ وہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے۔ شافعی کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے صائم کے قصداً اور بھول کر کھانے میں جو تفریق کی ہے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے ہے۔ (۵) امام احمد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر امام یہ سمجھ کر کہ اس کی صلاۃ پوری ہو چکی ہے کوئی بات کر لے پھر اسے معلوم ہو کہ اس کی صلاۃ پوری نہیں ہوئی ہے تو وہ اپنی صلاۃ پوری کر لے اور جو امام کے پیچھے مقتدی ہو اور بات کر لے اور یہ جانتا ہو کہ ابھی کچھ صلاۃ اس کے ذمہ باقی ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے دوبارہ پڑھے، انہوں نے اس بات سے دلیل پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فرائض کم یا زیادہ کیے جاسکتے تھے اور ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے جو بات کی تھی تو وہ محض اس وجہ سے کہ انہیں یقین تھا کہ صلاۃ کامل ہو چکی ہے اور اب کسی کے لیے اس طرح بات کرنا جائز نہیں جو ذوالیدین کے لیے جائز ہو گیا تھا، کیوں کہ اب فرائض میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی، ❷ (۶) احمد کا قول بھی کچھ اسی سے ملتا جلتا ہے، اسحاق بن راہویہ نے بھی اس باب میں احمد جیسی بات کہی ہے۔

فائدہ ❶:...... اس پر ان کے پاس کوئی ٹھوس دلیل نہیں، صرف یہ کمزور دعویٰ ہے کہ یہ واقعہ صلاۃ میں بات چیت ممنوع ہونے سے پہلے کا ہے، کیونکہ ذوالیدین رضی اللہ عنہ کا انتقال غزوۂ بدر میں ہو گیا تھا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ کسی صحابی سے سن کر بیان کیا، حالانکہ بدر میں ذوالشمالین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تھی نہ کہ ذوالیدین کی۔ نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے صاف صاف بیان کیا ہے کہ میں اس واقعے میں تھا (جیسا کہ مسلم اور احمد کی روایت میں ہے) پس یہ واقعہ صلاۃ میں بات چیت ممنوع ہونے کے بعد کا ہے۔

فائدہ ❷:...... یہ بات مبنی بر دلیل نہیں ہے، اگر بات ایسی ہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اس کی وضاحت کیوں نہیں فرمادی، اصولیین کے یہاں یہ مسلمہ اصول ہے کہ شارع علیہ السلام (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے یہ جائز نہیں تھا کہ کسی بات کو بتانے کی ضرورت ہو اور آپ نہ بتائیں۔

181- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ فِي النِّعَالِ

۱۸۱۔باب: جوتے پہن کر صلاۃ پڑھنے کا بیان

400- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، وَشَدَّادِ ابْنِ أَوْسٍ، وَأَوْسٍ الثَّقَفِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَطَاءٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي شَيْبَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: خ/الصلاة ٢٤ (٣٨٦)، واللباس ٣٧ (٥٨٥٠)، م/المساجد ١٤ (٥٥٥)، ن/القبلة ٢٤ (٧٧٦)، (تحفة الأشراف: ٨٦٦)، حم (٣/١٠٠، ١٦٦، ١٨٩)، د/الصلاة ١٠٣ (١٤١٧) (صحيح)

۴۰۰۔سعید بن یزید (ابومسلمہ) کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ اپنے جوتوں میں صلاۃ پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں پڑھتے تھے۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن ابی حبیبہ، عبداللہ بن عمرو، عمرو بن حریث، شداد بن اوس ثقفی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور عطا سے بھی، جو بنی شیبہ کے ایک فرد تھے، احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے۔

فائدہ [1]:...... ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودیوں کی مخالفت کرو وہ جوتوں میں صلاۃ نہیں پڑھتے۔ علما کہتے ہیں کہ اگر جوتوں میں نجاست نہ لگی ہو تو ان میں صلاۃ یہودیوں کی مخالفت کے پیش نظر مستحب ہوگی ورنہ اسے رخصت پر محمول کیا جائے گا۔ مساجد کی تحسین وطہارت کے پیش نظر جہاں دریاں، قالین وغیرہ بچھے ہوں وہاں جوتے اُتار کر صلاۃ پڑھنی چاہیے۔

182- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ

۱۸۲۔باب: صلاۃِ فجر میں قنوت پڑھنے کا بیان

401- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالاَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَخُفَافِ بْنِ أَيْمَاءَ بْنِ رَحْضَةَ الْغِفَارِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ: فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ الْقُنُوتَ فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ. و قَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: لاَ يُقْنَتُ فِي الْفَجْرِ

إِلَّا عِنْدَ نَازِلَةٍ تَنْزِلُ بِالْمُسْلِمِينَ ، فَإِذَا نَزَلَتْ نَازِلَةٌ فَلِلإِمَامِ أَنْ يَدْعُوَ لِجُيُوشِ الْمُسْلِمِينَ .

تخريج: م/المساجد ٥٤ (٦٧٨)، د/الصلاة ٣٤٥ (١٤٤١)، ن/التطبيق ٢٩ (١٠٧٧)، (تحفة الأشراف: ١٧٨٢)، حم (٢٩٩/٤)، د/الصلاة ٢١٦ (١٦٣٨) (صحيح)

۴۰۱۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور مغرب میں قنوت پڑھتے تھے۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) براء کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی، انس، ابو ہریرہ، ابن عباس، اور خفاف بن أیماء بن رحضہ غفاری رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) فجر میں قنوت پڑھنے کے سلسلے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے۔ صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کی رائے فجر میں قنوت پڑھنے کی ہے، یہی مالک اور شافعی کا قول ہے۔ (۴) احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ فجر میں قنوت نہ پڑھے، الا یہ کہ مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہو تو ایسی صورت میں امام کو چاہیے کہ مسلمانوں کے لشکر کے لیے دعا کرے۔

فائدہ [1] :...... اس حدیث سے شوافع نے فجر میں قنوت پڑھنا ثابت کیا ہے اور برابر پڑھتے ہیں، لیکن اس میں تو ''مغرب'' کا تذکرہ بھی ہے، اس میں کیوں نہیں پڑھتے ؟ دراصل یہاں قنوت سے مراد قنوتِ نازلہ ہے جو بوقت مصیبت پڑھی جاتی ہے (اس سے مراد وتر والی قنوت نہیں ہے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوقتِ مصیبت خاص طور پر فجر میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھتے تھے، بلکہ بقیہ صلاتوں میں بھی پڑھتے تھے اور جب ضرورت ختم ہو جاتی تھی تو چھوڑ دیتے تھے۔

183۔بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْقُنُوتِ

۱۸۳۔باب: قنوت نہ پڑھنے کا بیان

402۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قَالَ: قُلْتُ لأَبِي: يَا أَبَةِ! إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، وَأَبِي بَكْرٍ ، وَعُمَرَ ، وَعُثْمَانَ ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ هَا هُنَا بِالْكُوفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِينَ ، أَكَانُوا يَقْنُتُونَ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! مُحْدَثٌ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ . و قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: إِنْ قَنَتَ فِي الْفَجْرِ فَحَسَنٌ ، وَإِنْ لَمْ يَقْنُتْ فَحَسَنٌ ، وَاخْتَارَ أَنْ لاَيَقْنُتَ . وَلَمْ يَرَ ابْنُ الْمُبَارَكِ الْقُنُوتَ فِي الْفَجْرِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو مَالِكٍ الأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ: سَعْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ .

تخريج: ن/التطبيق ٣٢ (١٠٨١)، ق/الإقامة ١٤ (١٢٤١)، (تحفة الأشراف: ٤٩٧٦)، حم (٤٧٢/٣) (صحيح)

۴۰۲۔ ابو مالک سعد بن طارق اشجعی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ (طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ) سے عرض کی: ابا جان! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے صلاۃ پڑھی ہے اور علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی یہاں کوفہ میں تقریباً پانچ برس تک پڑھی ہے، کیا یہ لوگ (برابر) قنوت (نازلہ) پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: میرے بیٹے! یہ بدعت ہے۔ [1] امام

ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے اورسفیان ثوری کہتے ہیں کہ اگر فجر میں قنوت پڑھے تو بھی اچھا ہے اور اگر نہ پڑھے تو بھی اچھا ہے، ویسے انہوں نے پسند اسی بات کو کیا ہے کہ نہ پڑھے اور ابن مبارک فجر میں قنوت پڑھنے کو درست نہیں سمجھتے۔

فائدہ ❶ :......یعنی: اس میں برابر پڑھنا مراد ہے نہ کہ مطلق پڑھنا بدعت مقصود ہے، کیونکہ بوقت ضرورت قنوت نازلہ پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ گزرا۔

403- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِاللهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۴۰۳۔ ابوعوانہ نے ابو مالک اشجعی سے اسی سند سے اسی مفہوم کی اسی طرح کی حدیث روایت کی۔

184۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَعْطِسُ فِي الصَّلاَةِ

۱۸۴۔ باب: صلاۃ میں چھینکنے کا بیان

404- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيُّ، عَنْ عَمِّ أَبِيهِ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَعَطَسْتُ، فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ فَقَالَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلاَةِ؟ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلاَةِ؟ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلاَةِ؟ فَقَالَ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ ابْنُ عَفْرَاءَ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدِ ابْتَدَرَهَا بِضْعَةٌ وَثَلاَثُونَ مَلَكًا، أَيُّهُمْ يَصْعَدُ بِهَا)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رِفَاعَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَكَأَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ فِي التَّطَوُّعِ. لأَنَّ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ قَالُوا: إِذَا عَطَسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ، إِنَّمَا يَحْمَدُ اللهَ فِي نَفْسِهِ، وَلَمْ يُوَسِّعُوا فِي أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ.

تخريج: د/الصلاة ۱۲۱ (۷۷۳)، ن/الافتتاح ۳۶ (۹۳۲)، (تحفة الأشراف: ۳۶۰۶)، وراجع أيضا: خ/الأذان ۱۲۶ (۷۹۹)، و د/الصلاة ۱۲۱ (۷۷۰)، ون/التطبيق ۲۲ (۱۰۶۳)، وما/القرآن ۷ (۲۵)، وحم (۴/۳۴۰) (صحيح) (سند حسن ہے، لیکن شواہد کی بنا پر حدیث صحیح ہے)

۴۰۴۔ رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صلاۃ پڑھی، مجھے چھینک آئی تو میں نے "الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى" کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ پڑھ کر پلٹے تو آپ نے پوچھا: صلاۃ میں کون بول رہا تھا؟ تو کسی نے جواب نہیں دیا، پھر آپ نے یہی بات دوبارہ پوچھی کہ صلاۃ میں کون بول رہا تھا؟ اس بار بھی کسی نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر آپ نے یہی بات تیسری بار پوچھی کہ صلاۃ میں کون بول رہا تھا؟ رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں تھا اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا: تم نے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا: یوں کہا تھا "اَلْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى" تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تیس سے زائد فرشتے اس پر جھپٹے کہ اسے کون لے کر آسمان پر چڑھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) رفاعہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں انس، وائل بن حجر اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) بعض اہلِ علم کے نزدیک یہ واقعہ نفل کا ہے۔ [1] اس لیے کہ تابعین میں سے کئی لوگوں کا کہنا ہے کہ جب آدمی فرض صلاۃ میں چھینکے تو الحمدللہ اپنے جی میں کہے اس سے زیادہ کی ان لوگوں نے اجازت نہیں دی۔

فائدہ [1] :...... حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں: " و أفاد بشر بن عمر الزهراني في روايته عن رفاعة بن يحيىٰ أن تلك الصلاة كانت المغرب" (یہ مغرب تھی) یہ روایت ان لوگوں کی تردید کرتی ہے جنہوں نے اسے نفل پر محمول کیا ہے۔ مگر دوسری روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صحابی نے یہ الفاظ رکوع سے اٹھتے وقت کہے تھے اور اسی دوران میں اُنھیں چھینک بھی آئی تھی، تمام روایاتِ صحیحہ اور اس ضمن میں علما کے اقوال کی جمع وتطبیق یہ ہے کہ اگر صلاۃ میں چھینک آئے تو اونچی آواز سے "الحمد للہ" کہنے کی بجائے جی میں کہے۔

185- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

۱۸۵۔ باب: صلاۃ میں بات چیت کے منسوخ ہونے کا بیان

405- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ مِنَّا صَاحِبَهُ إِلَى جَنْبِهِ، حَتَّى نَزَلَتْ: ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ [البقرة: 238] فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ، وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَمُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا: إِذَا تَكَلَّمَ الرَّجُلُ عَامِدًا فِي الصَّلَاةِ أَوْ نَاسِيًا أَعَادَ الصَّلَاةَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا تَكَلَّمَ عَامِدًا فِي الصَّلَاةِ أَعَادَ الصَّلَاةَ، وَإِنْ كَانَ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا أَجْزَأَهُ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.

تخريج: خ/العمل فی الصلاة ٢ (١٢٠٠)، وتفسير البقرة ٤٢ (٤٥٣٤)، م/المساجد ٧ (٥٣٩)، د/الصلاة ١٧٨ (٩٤٩)، ن/السهو ٢٠ (١٢٢٠)، (تحفة الأشراف: ٣٦٦١)، حم (٤/٣٦٨)، ويأت عند المؤلف في تفسير البقرة برقم: ٢٩٨٦) (صحيح)

۴۰۵۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صلاۃ میں بات چیت کر لیا کرتے تھے، آدمی اپنے ساتھ والے سے بات کر لیا کرتا تھا، یہاں تک کہ آیت کریمہ: ''وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ'' (اللہ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو) نازل ہوئی تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور بات کرنے سے روک دیا گیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن مسعود اور معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اکثر اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ آدمی صلاۃ میں قصداً یا بھول کر گفتگو کر لے تو صلاۃ دہرائے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ جب صلاۃ میں قصداً گفتگو کرے تو صلاۃ دہرائے اور اگر بھول سے یا لاعلمی میں گفتگو ہو جائے تو صلاۃ کافی ہوگی۔ (۴) شافعی اسی کے قائل ہیں۔'' ❶

فائدہ ❶ :...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مومن سے بھول چوک معاف ہے، بعض لوگوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ ''بشرطیکہ تھوڑی ہو'' ہم کہتے ہیں ایسی حالت میں آدمی تھوڑی بات ہی کر پاتا ہے کہ اسے یاد آ جاتا ہے۔

186۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ

۱۸۶۔ باب: توبہ کی صلاۃ کا بیان

406۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ ابْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَال: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: إِنِّي كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ، وَإِذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ، ثُمَّ يُصَلِّي، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ)). ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ. [آل عمران: 135]. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَمُعَاذٍ، وَوَاثِلَةَ، وَأَبِي الْيَسَرِ وَاسْمُهُ: كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ. وَرَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ فَرَفَعُوهُ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ. وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمِسْعَرٌ فَأَوْقَفَاهُ، وَلَمْ يَرْفَعَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مِسْعَرٍ هَذَا الْحَدِيثُ مَرْفُوعًا أَيْضًا. وَلَا نَعْرِفُ لِأَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ حَدِيثًا مَرْفُوعًا إِلَّا هَذَا.

تخریج: د/الصلاة ٣٦١ (١٥٢١)، ق/الإقامة ١٩٣ (١٣٩٥)، (تحفة الأشراف: ٦٦١٠)، حم (٢/١) ويأت عند المؤلف في تفسير آل عمران برقم: ٣٠٠٦) (حسن)

۴۰۶۔ اسماء بن حکم فزاری کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ اس سے مجھے نفع پہنچاتا، جتنا وہ پہنچانا چاہتا اور جب آپ کے اصحاب میں سے کوئی آدمی مجھ سے بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا۔ (کیا واقعی تم نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے؟) جب وہ میرے سامنے قسم کھالیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا، مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ابوبکر نے سچ بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''جو شخص گناہ کرتا ہے، پھر جا کر وضو کرتا ہے پھر صلاۃ پڑھتا ہے، پھر اللہ سے استغفار کرتا ہے تو اللہ اسے معاف کردیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: (وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَ مَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَ لَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَافَعَلُوا وَ هُمْ يَعْلَمُونَ) (اور جب ان سے کوئی ناشائستہ حرکت یا کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے تو وہ اللہ کو یاد کرکے فوراً استغفار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہ بخش سکتا ہے اور وہ جان بوجھ کر کسی گناہ پر اڑے نہیں رہتے۔)

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) علی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے یعنی عثمان بن مغیرہ ہی کی سند سے جانتے ہیں۔ (۲) اور ان سے شعبہ اور دوسرے اور لوگوں نے بھی روایت کی ہے، ان لوگوں نے اسے ابوعوانہ کی حدیث کی طرح مرفوعاً روایت کیا ہے اور اِسے سفیان ثوری اور مسعر نے بھی روایت کیا ہے، لیکن ان دونوں کی روایت موقوف ہے مرفوع نہیں اور مسعر سے یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے اور سوائے اس حدیث کے اسما بن حکم کی کسی اور مرفوع حدیث کا ہمیں علم نہیں۔ (۳) اس باب میں ابن مسعود، ابوالدرداء، انس، ابوامامہ، معاذ، واثلہ، اور ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

187۔بَابُ مَا جَاءَ مَتَى يُؤْمَرُ الصَّبِيُّ بِالصَّلاَةِ

۱۸۷۔ باب: بچے کو صلاۃ کا حکم کب دیا جائے گا؟

407۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلاَةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالاَ: مَا تَرَكَ الْغُلاَمُ بَعْدَ الْعَشْرِ مِنَ الصَّلاَةِ فَإِنَّهُ يُعِيدُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَبْرَةُ هُوَ ابْنُ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيُّ، وَيُقَالُ: هُوَ ابْنُ عَوْسَجَةَ.

تخريج: د/الصلاة ٢٦ (٤٩٤)، (تحفة الأشراف: ٣٨١٠)، د/الصلاة ١٤١ (١٤٧١) (حسن صحيح)

۴۰۷۔ سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سات برس کے بچے کو صلاۃ سکھاؤ اور دس برس کے بچے کو صلاۃ نہ پڑھنے پر مارو۔" امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۳) بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، یہی احمد اور اسحاق بن راہو یہ بھی کہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ "جو لڑکا دس برس کے ہو جانے کے بعد صلاۃ چھوڑے وہ اس کی قضا کرے۔"

188۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحْدِثُ فِي التَّشَهُّدِ

۱۸۸۔ باب: آدمی کو تشہد میں حدث لاحق ہو جائے تو کیا کرے؟

408۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْمُلَقَّبُ مَرْدُوَيْهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، أَنَّ عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ رَافِعٍ وَبَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا أَحْدَثَ - يَعْنِي الرَّجُلَ - وَقَدْ جَلَسَ فِي آخِرِ صَلاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلاتُهُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ، وَقَدِ اضْطَرَبُوا فِي إِسْنَادِهِ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا. قَالُوا: إِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَأَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلاتُهُ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يَتَشَهَّدَ وَقَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ أَعَادَ الصَّلاةَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. و قَالَ أَحْمَدُ: إِذَا لَمْ يَتَشَهَّدْ وَسَلَّمَ أَجْزَأَهُ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ وَالتَّشَهُّدُ أَهْوَنُ، قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي اثْنَتَيْنِ فَمَضَى فِي صَلاتِهِ وَلَمْ يَتَشَهَّدْ. وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: إِذَا تَشَهَّدَ وَلَمْ يُسَلِّمْ أَجْزَأَهُ. وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ حِينَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ التَّشَهُّدَ فَقَالَ: ((إِذَا فَرَغْتَ مِنْ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ هُوَ الأَفْرِيقِيُّ، وَقَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ، مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ.

تخريج: د/الصلاة ٧٤ (٦١٧)، (تحفة الأشراف: ٨٦١٠، و ٨٨٧٥) (ضعيف) (سند میں "عبدالرحمن بن انعم افریقی" ضعیف ہیں، نیز یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث "تحريمها التكبير و تحليلها التسليم" کے خلاف ہے)

۴۰۸۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدمی کو سلام پھیرنے سے پہلے حدث لاحق ہو جائے اور وہ اپنی صلاۃ کے بالکل آخر میں، یعنی قعدہ اخیرہ میں بیٹھ چکا ہو تو اس کی صلاۃ درست ہے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس حدیث کی سند کوئی خاص قوی نہیں، اس کی سند میں اضطراب ہے۔ (۲) عبدالرحمن بن زیاد بن انعم، جو افریقی ہیں، کو بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ان میں یحییٰ بن سعید قطان اور احمد بن حنبل بھی شامل ہیں۔ (۳) بعض اہلِ علم اسی طرف گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی تشہد کی مقدار کے برابر بیٹھ چکا ہو اور سلام پھیر

نے سے پہلے اسے حدث لاحق ہوجائے تو پھر اس کی صلاۃ پوری ہوگئی۔ (۴) اور بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ جب حدث تشہد پڑھنے سے یا سلام پھیرنے سے پہلے لاحق ہوجائے تو صلاۃ دہرائے۔ شافعی کا یہی قول ہے۔ (۵) اور احمد کہتے ہیں: جب وہ تشہد نہ پڑھے اور سلام پھیر دے تو اس کی صلاۃ اُسے کافی ہوجائے گی، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "تَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ" یعنی صلاۃ میں جو چیزیں حرام ہوئی تھیں سلام پھیرنے ہی سے حلال ہوتی ہیں، بغیر سلام کے صلاۃ سے نہیں نکلا جاسکتا اور تشہد اتنا اہم نہیں جتنا سلام ہے کہ اس کے ترک سے صلاۃ درست نہ ہوگی، ایک بار نبی اکرم ﷺ دو رکعت کے بعد کھڑے ہوگئے اپنی صلاۃ جاری رکھی اور تشہد نہیں کیا۔ (۶) اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ کہتے ہیں: جب تشہد کرلے اور سلام نہ پھیرا ہو تو صلاۃ ہوگئی، انھوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جس وقت نبی اکرم ﷺ نے انھیں تشہد سکھایا تو فرمایا: جب تم اس سے فارغ ہوگئے تو تم نے اپنا فریضہ پورا کرلیا۔ [1]

فائدہ [1] :...... امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے اسی روایت سے استدلال کیا ہے کہ آدمی جب تشہد کے بعد بیٹھ چکا ہو اور اسے صلاۃ کے آخر میں حدث ہوگیا، یعنی اس کا وضوٹوٹ گیا تو اس کی صلاۃ ہوجائے گی، لیکن یہ روایت ضعیف ہے استدلال کے قابل نہیں اور اگر صحیح ہو تو اسے سلام کی فرضیت سے پہلے پر محمول کیا جائے گا۔

189- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا كَانَ الْمَطَرُ فَالصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ

۱۸۹۔ باب: جب بارش ہو رہی ہو تو گھر میں صلاۃ پڑھ لینے کا بیان

409- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَصَابَنَا مَطَرٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ فِي رَحْلِهِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَسَمُرَةَ، وَأَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ، وَعَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَخَّصَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُعُودِ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَطَرِ وَالطِّينِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ: رَوَى عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثًا. و قَالَ أَبُو زُرْعَةَ: لَمْ نَرَ بِالْبَصْرَةِ أَحْفَظَ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ: عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، وَابْنِ الشَّاذَكُونِيِّ، وَعَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ. وَأَبُو الْمَلِيحِ اسْمُهُ: عَامِرٌ وَيُقَالُ: زَيْدُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيُّ.

تخريج: م/المسافرين ٣ (٦٩٨)، د/الصلاة ٢١٤ (١٠٦٥)، (تحفة الأشراف: ٢٧١٦)، حم (٣/٣١٢، ٣٢٧) (صحيح)

۴۰۹۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ بارش ہونے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو چاہے اپنے ڈیرے میں ہی صلاۃ پڑھ لے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عمر، سمرہ، ابوالملیح عامر (جنھوں نے

اپنے باپ اسامہ بن عمیر ہذلی سے روایت کی ہے) اور عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) بعض اہل علم نے بارش اور کیچڑ میں جماعت میں حاضر نہ ہونے کی رخصت دی ہے، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں۔

190۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ فِي أَدْبَارِ الصَّلاةِ

۱۹۰۔باب: صلاۃ کے بعد کی تسبیح (اذکار) کا بیان

410۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالا: حَدَّثَنَا عَتَّابُ ابْنُ بَشِيرٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ وَعِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الأَغْنِيَاءَ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ أَمْوَالٌ يُعْتِقُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ، قَالَ: ((فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَقُولُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ مَرَّةً، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ مَرَّةً، وَاللَّهُ أَكْبَرُ أَرْبَعًا وَثَلاثِينَ مَرَّةً، وَلا إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ عَشْرَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّكُمْ تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلا يَسْبِقُكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِاللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي ذَرٍّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَفِي الْبَابِ أَيْضًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَالْمُغِيرَةِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((خَصْلَتَانِ لاَيُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلاَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ: يُسَبِّحُ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ عَشْرًا، وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا، وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا، وَيُسَبِّحُ اللَّهَ عِنْدَ مَنَامِهِ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَيَحْمَدُهُ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَيُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلاثِينَ)).

تخريج: ن/السهو ۹۵ (۱۳۵٤)، (تحفة الأشراف: ٦٠٦٨ و ٦٣٩٣) (ضعيف منكر)

(دس بار "لا إله إلا الله" کا ذکر منکر ہے، منکر ہونے کا سبب خصیف ہیں جو حافظے کے کمزور اور مختلط راوی ہیں، آخر میں ایک بار "لا إله إلا الله" کے ذکر کے ساتھ یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے صحیح بخاری میں مروی ہے)

۴۱۰۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ فقیر ومحتاج لوگ آئے اور کہا: اللہ کے رسول! مالدار صلاۃ پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں وہ صوم رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں۔ ان کے پاس مال بھی ہے، اس سے وہ غلام آزاد کرتے اور صدقہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تم صلاۃ پڑھ چکو تو تینتیس مرتبہ "سبحان الله"، تینتیس مرتبہ "الحمد لله" اور تینتیس مرتبہ "الله أكبر" اور دس مرتبہ "لا إله إلا الله" کہہ لیا کرو، تو تم ان لوگوں کو پالو گے جو تم پر سبقت لے گئے ہیں اور جو تم سے پیچھے ہیں وہ تم پر سبقت نہ لے جاسکیں گے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں کعب بن عجرہ، انس، عبداللہ بن عمرو، زید بن ثابت، ابوالدرداء، ابن عمر اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں، نیز اس باب میں ابو ہریرہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''دو عادتیں ہیں جنھیں جو بھی

مسلمان آدمی بجالائے گا جنت میں داخل ہوگا۔ ایک یہ کہ وہ ہر صلاۃ کے بعد دس بار "سبحان الله"، دس بار "الحمد لله"، دس بار "الله أكبر" کہے، دوسرے یہ کہ وہ اپنے سوتے وقت تینتیس مرتبہ "سبحان الله"، تینتیس مرتبہ "الحمد لله" اور چونتیس مرتبہ "الله أكبر" کہے۔

191- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي الطِّينِ وَالْمَطَرِ

۱۹۱- باب: کیچڑ اور بارش میں سواری پر صلاۃ پڑھ لینے کا بیان

411- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الرَّمَّاحِ الْبَلْخِيُّ، عَنْ كَثِيرِ ابْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسِيرٍ، فَانْتَهَوْا إِلَى مَضِيقٍ، وَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ، فَمُطِرُوا، السَّمَاءُ مِنْ فَوْقِهِمْ، وَالْبِلَّةُ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَأَذَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَأَقَامَ، أَوْ أَقَامَ، فَتَقَدَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَصَلَّى بِهِمْ، يُومِءُ إِيمَاءً: يَجْعَلُ السُّجُودَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوعِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، تَفَرَّدَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الرَّمَّاحِ الْبَلْخِيُّ، لاَ يُعْرَفُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِهِ. وَقَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَكَذَلِكَ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ صَلَّى فِي مَاءٍ وَطِينٍ عَلَى دَابَّتِهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١١٨٥١) (ضعيف الاسناد)

(سند میں "عمرو بن عثمان" مجہول الحال اور عثمان بن یعلی "مجہول العین" ہیں)

۴۱۱- یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، وہ ایک تنگ جگہ پہنچے تھے کہ صلاۃ کا وقت آ گیا، اوپر سے بارش ہونے لگی اور نیچے کیچڑ ہوگئی، رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری ہی پر اذان دی اور اقامت کہی اور سواری ہی پر آگے بڑھے اور انہیں صلاۃ پڑھائی، آپ اشارے سے صلاۃ پڑھتے تھے، سجدے میں رکوع سے قدرے زیادہ جھکتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے، عمر بن رماح بلخی اس کے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ یہ صرف انھیں کی سند سے جانی جاتی ہے اور ان سے یہ حدیث اہلِ علم میں سے کئی لوگوں نے روایت کی ہے۔ (۲) انس بن مالک سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ انھوں نے پانی اور کیچڑ میں اپنی سواری پر صلاۃ پڑھی۔ (۳) اور اسی پر اہلِ علم کا عمل ہے۔ احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔"[1]

فائدہ [1]: ...... جب ایسی صورت حال پیش آ جائے اور دوسری جگہ وقت کے اندر ملنے کا امکان نہ ہو تو صلاۃ کا قضا کرنے سے بہتر اس طرح سے صلاۃ ادا کر لینا ہے۔

192۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِجْتِهَادِ فِي الصَّلَاةِ

۱۹۲۔باب: صلاۃ میں خوب محنت اور کوشش کرنے کا بیان ❶

412۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ: أَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخریج: خ/التھجد ٦، وتفسير الفتح ٢ (٤٨٣٦)، والرقاق ٢٠ (٦٤٧١)، م/المنافقين ١٨ (٢٨٢٠)، ن/قيام الليل ١٧ (١٦٤٥)، ق/الإقامة ٢٠٠ (١٤١٩، ١٤٢٠)، (تحفة الأشراف: ١١٤٩٨)، حم (٤/٢٥١، ٢٥٥) (صحيح)

۴۱۲۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ پڑھی یہاں تک کہ آپ کے پیر سوج گئے تو آپ سے عرض کی گئی: کیا آپ ایسی زحمت کرتے ہیں، حالاں کہ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیے گئے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟''❷ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......یعنی زیادہ دیر تک نفل صلاۃ پڑھنے کا بیان۔

فائدہ ❷ :......توجب بخشے بخشائے نبی اکرم ﷺ بطور شکرانے کے زیادہ دیر تک نفل صلاۃ پڑھا کرتے تھے یعنی عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت لگاتے تھے تو ہم گنہگار اُمتیوں کو تو اپنے کو بخشوانے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی طرف مسنون اعمال کے ذریعے اور زیادہ دھیان دینا چاہیے۔البتہ بدعات سے اجتناب کرتے ہوئے۔

193۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ

۱۹۳۔باب: قیامت کے دن سب سے پہلے صلاۃ کے محاسبے کا بیان

413۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، قَالَ: فَجَلَسْتُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ: إِنِّي سَأَلْتُ اللهَ أَنْ يَرْزُقَنِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَحَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى

ذَلِكَ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ . وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ . وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الْحَسَنِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ . وَالْمَشْهُورُ هُوَ قَبِيصَةُ بْنُ حُرَيْثٍ وَرُوِي عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا .

تخريج: ن/الصلاة ٩ (٤٦٦)، ق/الإقامة ٢٠٢ (١٤٢٥)، (تحفة الأشراف: ١٧٣٩٣)، حم (٢/٤٢٥) (صحيح)

۴۱۳۔حریث بن قبیصہ کہتے ہیں کہ میں مدینے آیا، میں نے کہا:اے اللہ! مجھے نیک اور صالح ساتھی نصیب فرما۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھنا میسر ہوگیا، میں نے ان سے کہا: میں نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ مجھے نیک ساتھی عطا فرما،تو آپ مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے، جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، شاید اللہ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے ، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا ہے:''قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے اس کی صلاۃ کا محاسبہ ہوگا، اگر وہ ٹھیک رہی تو کامیاب ہوگیا اور اگر وہ خراب نکلی تو وہ ناکام اور نامراد رہا اور اگر اس کی فرض صلاتوں میں کوئی کمی ❶ ہوگی تو رب تعالیٰ (فرشتوں سے) فرمائے گا: دیکھو، میرے اس بندے کے پاس کوئی نفل صلاۃ ہے؟ چنانچہ فرض صلاۃ کی کمی کی تلافی اس نفل سے کردی جائے گی، پھراسی انداز سے سارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے ۲۔ یہ حدیث دیگراور سندوں سے بھی ابو ہریرہ سے روایت کی گئی ہے۔(۳) حسن کے بعض تلامذہ نے حسن سے اور انہوں نے قبیصہ بن حریث سے اس حدیث کے علاوہ دوسری اورحدیثیں بھی روایت کی ہیں اورمشہور قبیصہ بن حریث ہی ہے ❷ یہ حدیث بطریق:'' أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ''بھی روایت کی گئی ہے۔(۴) اس باب میں تمیم داری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ کمی خشوع خضوع اور اعتدال کی کمی بھی ہوسکتی ہے اورتعداد کی کمی بھی ہوسکتی ہے، کیونکہ آپ نے فرمایاہے''دیگر سارے اعمال کا معاملہ بھی یہی ہوگا'' تو زکاۃ میں کہاں خشوع خضوع کا معاملہ ہے؟ وہاں تعداد ہی میں کمی ہوسکتی ہے،اللہ کا فضل بڑا وسیع ہے، عام طور پر صلاۃ پڑھتے رہنے والے سے اگرکوئی صلاۃ رہ گئی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ معاملہ فرمادے گا۔ان شاءاللہ

فائدہ ❷ :......یعنی:ان کے نام میں اختلاف ہے،''قبیصہ بن حریث'' بھی کہا گیا ہے اور''حریث بن قبیصہ'' بھی کہا گیاہے،تو زیادہ مشہور''قبیصہ بن حریث'' ہی ہے۔

194۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ وَمَا لَهُ فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ

۱۹۴۔باب: دن ورات میں بارہ رکعتیں سنت پڑھنے کے ثواب کا بیان

414۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي مُوسَى، وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَمُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

تخريج: ن/قيام الليل ٦٦ (١٧٩٥، ١٧٩٦)، ق/الإقامة ١٠٠ (١١٤٠)، (تحفة الأشراف: ١٧٣٩٣)

(صحيح) (تراجع الألباني ٦٢١)

۴۱۴۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بارہ رکعت سنت ❶ پر مداومت کرے گا اللہ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا: چار رکعتیں ظہر سے پہلے، ❷ دو رکعتیں اس کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشا کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔“ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس سند سے غریب ہے۔ (۲) سند میں مغیرہ بن زیاد پر بعض اہل علم نے ان کے حفظ کے تعلق سے کلام کیا ہے۔ (۳) اس باب میں ام حبیبہ، ابوہریرہ، ابوموسیٰ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... فرض صلاتوں کے علاوہ ہر صلاۃ کے ساتھ اس سے پہلے یا بعد میں جو سنت پڑھی جاتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم وہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے مداومت فرمائی ہے، انہیں سنت موکدہ یا سننِ رواتب کہا جاتا ہے، دوسری قسم وہ ہے جس پر آپ نے مداومت نہیں فرمائی ہے انہیں سنن غیر موکدہ کہا جاتا ہے، سنن موکدہ کل ۱۲ رکعتیں ہیں، جس کی تفصیل اس روایت میں ہے، ان سنتوں کو گھر میں پڑھنا افضل ہے، لیکن اگر گھر میں پڑھنا مشکل ہو جائے، جیسے گھر کے لیے اٹھا رکھنے میں سرے سے بھول جانے کا خطرہ ہو تو مسجد میں ہی ادا کر لینی چاہیے۔

فائدہ ❷:...... اس حدیث میں ظہر کے فرض سے پہلے چار رکعت کا ذکر ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں دو رکعت کا ذکر ہے، تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ دونوں طرح سے جائز ہے، رسول اللہ ﷺ کا عمل دونوں طرح سے تھا، کبھی ایسا کرتے اور کبھی ویسا، یا یہ بھی ممکن ہے کہ گھر میں دو رکعتیں پڑھ کر نکلتے اور مسجد میں پھر دو پڑھتے، یا یہ بھی ہوتا ہوگا کہ گھر میں چار پڑھتے اور مسجد جا کر تحیۃ المسجد کے طور پر دو پڑھتے تو ابن عمر نے اس کو سنت مؤکدہ والی دو سمجھا، ایک تطبیق یہ بھی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان کردہ واقعہ آپ ﷺ کا اپنا فعل ہے (جو کبھی چار کا بھی ہوتا تھا) مگر عائشہ اور

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث قولی ہے جوامت کے لیے ہے اور بہر حال چار میں ثواب زیادہ ہی ہے۔

415- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ الْفَجْرِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ عَنْبَسَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَنْبَسَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

تخريج: م/المسافرين ١٤ (٧٢٩)، د/الصلاة ٢٩٠ (١٢٥٠)، ن/قيام الليل ٦٦ (١٧٩٧، ١٧٩٨)، ق/الإقامة ١٠٠ (١١٤١)، (تحفة الأشراف: ١٥٨٦٢)، حم (٦/٣٢٦، ٣٢٧، ٤٢٦)، د/الصلاة ١٤٤ (١٤٧٨) (صحيح)

۴۱۵- ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات اور دن میں بارہ رکعت سنت پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا: چار رکعتیں ظہر سے پہلے، دو رکعتیں اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشا کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: عنبسہ کی حدیث جو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس باب میں حسن صحیح ہے اور وہ عنبسہ سے دیگر اور سندوں سے بھی مروی ہے۔

195- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مِنَ الْفَضْلِ

۱۹۵- باب: فجر کی دونوں سنتوں کی فضیلت کا بیان

416- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التِّرْمِذِيِّ حَدِيثًا.

تخريج: م/المسافرين ١٤ (٧٢٥)، ن/قيام الليل ٥٦ (١٧٦٠، ٢٦٥)، (تحفة الأشراف: ١٦١٠٦)، حم (٦/١٤٩) (صحيح)

۴۱۶- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دونوں رکعتیں دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے ان سب سے بہتر ہیں۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

196- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْفِيفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِيهِمَا

۱۹۶- باب: فجر کی دونوں رکعتیں ہلکی پڑھنے اور ان سورتوں کا بیان جنھیں رسول اللہ ﷺ ان میں پڑھتے تھے

417- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا، فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ بِـ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَحَفْصَةَ، وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَلَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَحْمَدَ، وَالْمَعْرُوفُ عِنْدَ النَّاسِ حَدِيثُ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ إِسْرَائِيلَ هٰذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا. وَأَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ثِقَةٌ حَافِظٌ. قَالَ: سَمِعْتُ بُنْدَارًا يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ حِفْظًا مِنْ أَبِي أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيِّ. وَأَبُو أَحْمَدَ اسْمُهُ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ الْكُوفِيُّ الأَسَدِيُّ.

تخريج: ن/الافتتاح ٦٨ (٩٩٣)، ق/الإقامة ١٠٢ (١١٤٩)، (تحفة الأشراف: ٧٣٨٨)، حم (٢/٩٤، ٩٥، ٩٩) (صحيح)

۴۱۷- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کو ایک مہینے تک دیکھتا رہا، فجر سے پہلے کی دونوں رکعتوں میں آپ "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" اور "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" پڑھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اور ہم ثوری کی روایت کو جسے انہوں نے ابواسحاق سے روایت کی ہے صرف ابواحمد زبیری ہی کے طریق سے جانتے ہیں، (جب کہ) لوگوں (محدثین) کے نزدیک معروف "عن اسرائیل عن أبی اسحاق" ہے بجائے "سفیان ابی اسحاق" کے۔ (۳) اور ابواحمد زبیری کے واسطے سے بھی اسرائیل سے روایت کی گئی ہے۔ (۴) ابواحمد زبیری ثقہ اور حافظ ہیں، میں نے بُندار کو کہتے سنا ہے کہ میں نے ابواحمد زبیری سے زیادہ اچھے حافظے والا نہیں دیکھا، ابواحمد کا نام محمد بن عبداللہ بن زبیر کوفی اسدی ہے۔ (۵) اس باب میں ابن مسعود، انس، ابوہریرہ، ابن عباس، حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

197- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

۱۹۷- باب: فجر کی دونوں رکعتوں کے بعد گفتگو کے جائز ہونے کا بیان

418- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

فَإِنْ كَانَتْ لَهُ إِلَيَّ حَاجَةٌ كَلَّمَنِي وَإِلَّا خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ الْكَلَامَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، حَتَّى يُصَلِّيَ صَلَاةَ الْفَجْرِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ ذِكْرِ اللهِ أَوْ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

تخريج: خ/التهجد ٢٤ (١١٦١)، و٢٥ (١١٦٢)، م/المسافرين ١٧ (٧٧٣)، د/الصلاة ٢٩٣ (١٢٦٢، ١٢٦٣)، (كلهم بذكر الاضطجاع على الشق الأيمن)، (تحفة الأشراف: ١٧٧١١) (صحيح)

۴۱۸۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھ چکتے اور اگر آپ کو مجھ سے کوئی کام ہوتا تو (اس بارے میں) مجھ سے گفتگو فرما لیتے، ورنہ صلاۃ کے لیے نکل جاتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہل علم نے فجر کے طلوع ہونے کے بعد سے لے کر فجر پڑھنے تک گفتگو کرنا مکروہ قرار دیا ہے، سوائے اس کے کہ وہ گفتگو ذکر الٰہی سے متعلق ہو یا بہت ضروری ہو اور یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔ [1]

فائدہ [1]:...... رسول اکرم ﷺ کے فعل کے بعد اب کسی کے قول اور رائے کی کیا ضرورت؟ ہاں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو لوگوں کو بات کرتے دیکھ کر منع کیا تھا؟ تو یہ لایعنی گفتگو کا معاملہ ہوگا، بہرحال اجتماعی طور پر لایعنی بات چیت ایسے وقت خاص طور پر، نیز کسی بھی وقت مناسب نہیں ہے۔

198۔ بَابُ مَا جَاءَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ

۱۹۸۔ باب: طلوع فجر کے بعد سوائے فجر کی دو رکعت سنت کے کوئی صلاۃ نہیں

419۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ يَسَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ)). وَمَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ إِنَّمَا يَقُولُ: لَا صَلَاةَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَحَفْصَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قُدَامَةَ بْنِ مُوسَى، وَرَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ. وَهُوَ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ: كَرِهُوا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

تخريج: د/الصلاة ٢٩٩ (١٢٧٨)، ق/المقدمة ١٨ (٢٣٤)، (تحفة الأشراف: ٨٥٧٠)، حم (٢/٢٣، ٥٧) (صحيح)

۴۱۹۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طلوع فجر کے بعد سوائے دو رکعت (سنت فجر)

کے کوئی صلاۃ نہیں۔''

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ طلوعِ فجر کے بعد (فرض سے پہلے) سوائے دو رکعت سنت کے اور کوئی صلاۃ نہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر کی حدیث غریب ہے، اسے ہم صرف قدامہ بن موسیٰ ہی کے طریق سے جانتے ہیں اور ان سے کئی لوگوں نے روایت کی ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن عمرو اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور یہی قول ہے جس پر اہلِ علم کا اجماع ہے: انہوں نے طلوع فجر کے بعد (فرض سے پہلے) سوائے فجر کی دونوں سنتوں کے کوئی اور صلاۃ پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ ❶

فائدہ ❶ :...... یعنی: مستقل طور پر کوئی سنت نفل اس درمیان ثابت نہیں، ہاں اگر کوئی گھر سے فجر کی سنتیں پڑھ کر مسجد آتا ہے اور جماعت میں ابھی وقت باقی ہے تو دو رکعت بطور تحیۃ المسجد کے پڑھ سکتا ہے، بلکہ پڑھنا ہی چاہیے۔

199۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

۱۹۹۔ باب: فجر کی دونوں سنتوں کے بعد لیٹنے کا بیان

420۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي بَيْتِهِ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ. وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُفْعَلَ هٰذَا اسْتِحْبَابًا.

تخريج: د/الصلاة ۲۹۳ (۱۲۶۱)، (تحفة الأشراف: ۱۲۴۳۵)، حم (۲/۴۱۵) (صحیح) (بعض اہلِ علم کی تحقیق میں نبی اکرم ﷺ سے لیٹنے کی بات صحیح ہے اور قول نبوی والی حدیث معلول ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: أعلام أهل العصر بأحكام ركعتي الفجر: تالیف: محدث شمس الحق عظیم آبادی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ و جھودہ فی الحدیث و علومہ، تالیف: عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی)

۴۲۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعت (سنت) پڑھے تو دائیں کروٹ پر لیٹے''۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ (۳) عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب فجر کی دونوں رکعتیں اپنے گھر میں پڑھتے تو اپنی دائیں کروٹ لیٹتے۔ (۴) بعض اہلِ علم کی رائے ہے کہ ایسا استحباباً کیا جائے۔

فائدہ ❶ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں کے بعد تھوڑی دیر دائیں پہلو پر لیٹنا مسنون ہے، بعض لوگوں نے اسے مکروہ کہا ہے، لیکن یہ رائے صحیح نہیں، قولی اور فعلی دونوں قسم کی حدیثوں سے اس کی مشروعیت ثابت ہے، بعض لوگوں نے اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اعمش مدلّس راوی ہیں، انہوں نے ابو صالح سے عن کے ذریعے

روایت کی ہے اور مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں ہوتا، اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ابوصالح سے اعمش کا عنعنہ اتصال پر محمول ہوتا ہے، حافظ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں "هو مدلس ربما دلّس عن ضعيف ولا يدري به فمتى قال نا فلان فلا كلام، ومتى قال عن تطرق إليه احتمال التدليس إلا في شيوخ له أكثر عنهم كابراهيم و إبن أبي وائل وأبي صالح السمّان، فإن روايته عن هذا الصنف محمولة على الاتصال" ہاں، یہ لیٹنا محض خانہ پری کے لیے نہ ہو، جیسا کہ بعض علاقوں میں دیکھنے میں آتا ہے کہ صرف پہلو زمین سے لگا کر فوراً اٹھ بیٹھتے ہیں، نبی اکرم ﷺ اس وقت تک لیٹے رہتے تھے جب تک کہ بلال رضی اللہ عنہ آ کر اقامت کے وقت کی خبر نہیں دیتے تھے۔مگر خیال رہے کہ اس دوران اگر نیند آنے لگے تو اُٹھ جانا چاہیے اور واقعتاً نیند آ جانے کی صورت میں جا کر وضو کرنا چاہیے۔

200۔ بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ صَلاَةَ إِلاَّ الْمَكْتُوبَةُ

۲۰۰۔باب: جب جماعت کھڑی ہو جائے تو فرض کے سوا کوئی صلاۃ جائز نہیں ہے

421۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ صَلاَةَ إِلاَّ الْمَكْتُوبَةُ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهَكَذَا رَوَى أَيُّوبُ وَوَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ وَزِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فَلَمْ يَرْفَعَاهُ. وَالْحَدِيثُ الْمَرْفُوعُ أَصَحُّ عِنْدَنَا. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ أَنْ لاَ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ إِلاَّ الْمَكْتُوبَةَ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. رَوَاهُ عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ الْمِصْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

تخريج: م/المسافرين ۹ (۷۲۰)، د/الصلاة ۲۹۴ (۱۲٦٦)، ن/الامامة ٦۰ (۸٦٦)، ق/الإقامة ۱۰۳ (۱۱۵۱)، (تحفة الأشراف: ۱٤۲۲۸)، حم (۲/۳۵۲، ٤۵۵)، د/الصلاة ۱٤۹ (۱۱۸۸) (صحیح)

۴۲۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جماعت کھڑی ہو جائے [1] تو فرض صلاۃ [2] کے سوا کوئی صلاۃ (جائز) نہیں''۔ [3] امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اسی طرح ایک دوسری سند

سے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ (۳) اس باب میں ابن بحینہ، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن سرجس، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) اور حماد بن زید اور سفیان بن عیینہ نے بھی عمرو بن دینار سے روایت کی ہے، لیکن ان دونوں نے اسے مرفوع نہیں کیا ہے اور مرفوع حدیث ہی ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔ (۵) سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔ (۶) اس کے علاوہ اور (ایک تیسری) سند سے بھی یہ حدیث بواسطہ ابو ہریرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ اورانہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ (جیسے) عیاش بن عباس قتبانی مصری ابوسلمہ سے اورابوسلمہ نے ابو ہریرہ سے اور ابو ہریرہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

فائدہ ❶:......یعنی اقامت شروع ہو جائے۔

فائدہ ❷:......یعنی جس کے لیے اقامت کہی گئی ہے۔

فائدہ ❸:...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فرض صلاۃ کے لیے تکبیر ہو جائے تو نفل پڑھنا جائز نہیں، خواہ وہ رواتب ہی کیوں نہ ہوں، بعض لوگوں نے فجر کی سنت کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے، لیکن یہ استثنا صحیح نہیں، اس لیے کہ مسلم بن خالد کی روایت میں کہ جسے انھوں نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے مزید وارد ہے، "قيل يارسول الله ولا ركعتي الفجر قال ولا ركعتي الفجر" اس کی تخریج ابن عدی نے کامل میں یحییٰ بن نصر بن حاجب کے ترجمے میں کی ہے اور اس کی سند کو حسن کہا ہے اور ابو ہریرہ کی روایت جس کی تخریج بیہقی نے کی ہے اور جس میں "إلا ركعتي الصبح" کا اضافہ ہے: کا جواب یہ ہے کہ اس زیادتی کے متعلق بیہقی خود فرماتے ہیں "هذه الزيادة لا أصل لها" یعنی یہ اضافہ بے بنیاد ہے اس کی سند میں حجاج بن نصر اور عباد بن کثیر ہیں یہ دونوں ضعیف ہیں، اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں۔

201- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَفُوتُهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ صَلاَةِ الْفَجْرِ

۲۰۱۔ باب: فجر سے پہلے کی دونوں سنتیں چھوٹ جائیں تو انہیں صلاۃ فجر کے بعد پڑھنے کا بیان

422- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ جَدِّهِ قَيْسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ، ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَجَدَنِي أُصَلِّي، فَقَالَ: ((مَهْلًا يَا قَيْسُ! أَصَلاتَانِ مَعًا؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَمْ أَكُنْ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، قَالَ: ((فَلَا إِذَنْ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ لا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ. وَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: سَمِعَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ مِنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ. وَإِنَّمَا يُرْوَى هٰذَا الْحَدِيثُ مُرْسَلًا. وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ: لَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ

الْمَكْتُوبَةِ، قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ. قَالَ: وَقَيْسٌ هُوَ جَدُّ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ، وَيُقَالُ: هُوَ قَيْسُ بْنُ عَمْرٍو، وَيُقَالُ: هُوَ قَيْسُ بْنُ قَهْدٍ. وَإِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ: مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ قَيْسٍ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فَرَأَى قَيْسًا. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ.

تخريج: د/الصلاة ٢٩٥ (١٢٦٧)، ق/الإقامة ١٠٤ (١١٥٤)، (تحفة الأشراف: ١١١٠٢)، حم (٥/٤٤٧) (صحيح)

۴۲۲۔ قیس (بن عمرو بن سہل) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے اور جماعت کے لیے اقامت کہہ دی گئی، تو میں نے آپ کے ساتھ فجر پڑھی، پھر نبی اکرم ﷺ پلٹے تو مجھے دیکھا کہ میں صلاۃ پڑھنے جا رہا ہوں، تو آپ نے فرمایا: قیس ذرا ٹھہرو، کیا دو صلاتیں ایک ساتھ [1] (پڑھنے جا رہے ہو؟) میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے فجر کی دونوں سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ آپ نے فرمایا: تب کوئی حرج نہیں۔'' [2]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ہم محمد بن ابراہیم کی حدیث کو اس کے مثل صرف سعد بن سعید ہی کے طریق سے جانتے ہیں۔ (۲) سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ عطاء بن ابی رباح نے بھی یہ حدیث سعد بن سعید سے سنی ہے۔ (۳) یہ حدیث مرسلاً بھی روایت کی جاتی ہے۔ (۴) اہلِ مکہ میں سے کچھ لوگوں نے اسی حدیث کے مطابق کہا ہے کہ آدمی کے فجر کی فرض صلاۃ پڑھنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے دونوں سنتیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۵) سعد بن سعید یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی ہیں اور قیس یحییٰ بن سعید انصاری کے دادا ہیں۔ انھیں قیس بن عمرو بھی کہا جاتا ہے اور قیس بن قہد بھی۔ (۶) اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔ محمد بن ابراہیم تیمی نے قیس سے نہیں سنا ہے۔ بعض لوگوں نے یہ حدیث سعد بن سعید سے اور سعد نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ'' نبی اکرم ﷺ نکلے تو قیس کو دیکھا''، اور یہ عبدالعزیز کی حدیث سے جسے انھوں نے سعد بن سعید سے روایت کی ہے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ [1] :...... مطلب یہ ہے کہ: فجر کی فرض کے بعد کوئی سنت نفل تو ہے نہیں، تو یہی سمجھا جائیگا کہ تم فجر کے فرض کے بعد کوئی فرض ہی پڑھنے جا رہے ہو۔

فائدہ [2] :...... یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صلاۃِ فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے فجر کی دونوں سنتیں پڑھنا جائز ہے اور امام ترمذی نے جو اس روایت کو مرسل اور منقطع کہا ہے وہ صحیح نہیں، کیونکہ یحییٰ بن سعید کے طریق سے یہ روایت متصلاً بھی مروی ہے، جس کی تخریج ابن خزیمہ نے کی ہے اور ابن خزیمہ کے واسطے سے ابن حبان نے بھی کی ہے، نیز انہوں نے اس کے علاوہ طریق سے بھی کی ہے۔

202۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعَادَتِهِمَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

۲۰۲۔ باب: سورج نکلنے کے بعد فجر کی سنت پڑھنے کا بیان

423۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ فَعَلَهُ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. قَالَ: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ هَمَّامٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَ هٰذَا إِلَّا عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ الْكِلَابِيَّ. وَالْمَعْرُوفُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ)).

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ۱۲۲۱۷) (صحيح)

۴۲۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو فجر کی دونوں سنتیں نہ پڑھ سکے تو انہیں سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ (۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے ایسا کیا ہے۔ (۳) بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۴) ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے ہمام سے یہ حدیث اس سند سے اس طرح روایت کی ہو سوائے عمرو بن عاصم کلابی کے۔ اور بطریق: '' قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ '' مشہور یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے فجر کی ایک رکعت بھی سورج طلوع ہونے سے پہلے پالی تو اس نے فجر پالی۔

فائدہ ❶ :...... اس حدیث کی سند میں ایک راوی قتادہ ہیں جو مدلّس ہیں، انہوں نے نضر بن انس سے عنعنہ کے ساتھ روایت کیا ہے، نیز یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ غیر محفوظ ہے، عمرو بن عاصم جو ہمام سے روایت کر رہے ہیں، ان الفاظ کے ساتھ منفرد ہیں، ہمام کے دیگر تلامذہ نے ان کی مخالفت کی ہے اور اسے ان لفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں ''من أدرك ركعة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح'' (جس آدمی نے سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی صلاۃ کی ایک رکعت پالی اُس نے صبح کی صلاۃ پالی (یعنی صبح کے وقت اور اس کے ثواب کو) نیز یہ حدیث اس بات پر بصراحت دلالت نہیں کرتی ہے کہ جو اسے صبح کی صلاۃ سے پہلے نہ پڑھ سکا ہو وہ سورج نکلنے کے بعد ہی لازماً پڑھے، کیونکہ اس میں صرف یہ ہے کہ جو اسے نہ پڑھ سکا ہو وہ

سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو اسے وقت ادا میں نہ پڑھ سکا ہو یعنی سورج نکلنے سے پہلے نہ پڑھ سکا ہو تو وہ اسے وقت قضا میں، یعنی سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے، اس میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے صبح کی صلاۃ کے بعد ان دو رکعت کو پڑھنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اس کی تائید دار قطنی، حاکم اور بیہقی کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ حتى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُصَلِّهِمَا" جو آدمی سورج طلوع ہونے تک فجر کی دو رکعت سنت نہ پڑھ سکے وہ ان کو (سورج نکلنے کے بعد) پڑھ لے۔

203۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ

۲۰۳۔باب: ظہر سے پہلے چار رکعت سنت پڑھنے کا بیان

424۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ. حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْعَطَّارُ، قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: كُنَّا نَعْرِفُ فَضْلَ حَدِيثِ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَلَى حَدِيثِ الْحَارِثِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: يَخْتَارُونَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَإِسْحَاقَ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى، يَرَوْنَ الْفَصْلَ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ.

تخريج: تفرد به المؤلف وأخرجه في الشمائل(٤٢) أيضا، وانظر ما يأت برقم: ٤٢٩ و٥٩٨ (تحفة الأشراف: ١٠١٣٩) (صحيح)

۴۲۴۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) علی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) ہم سے ابوبکر عطار نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے یحییٰ بن سعید سے اور یحییٰ نے سفیان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم جانتے تھے کہ عاصم بن ضمرہ کی حدیث حارث (اعور) کی حدیث سے افضل ہے، ۴۔ صحابہ کرام اور بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہل علم کا عمل اسی پر ہے۔ وہ پسند کرتے ہیں کہ آدمی ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے اور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک، اسحاق بن راہویہ اور اہل کوفہ کا بھی قول ہے اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ دن اور رات (دونوں) کی صلاتیں دو دو رکعتیں ہیں، وہ ہر دو رکعت کے بعد فصل کرنے کے قائل ہیں، شافعی اور احمد بھی یہی کہتے ہیں۔" [1]

فائدہ [1] :...... اس حدیث اور اس قول میں کوئی فرق نہیں، مطلب یہ ہے کہ چار رکعتیں بھی دو دو سلاموں سے

پڑھے اور یہی زیادہ بہتر ہے، ایک سلام سے بھی جائز ہے۔ مگر دو سلاموں کے ساتھ سنت پر عمل، درود اور دعاؤں کی مزید فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔

204۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ

۲۰۴۔ باب: ظہر کے بعد دو رکعت سنت پڑھنے کا بیان

425۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف ويأت برقم: ٤٣٢ (تحفة الأشراف: ٧٥٩١) (صحيح)

۴۲۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں [1] اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں علی اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1] :...... اس سے پہلے والی روایت میں ظہر سے پہلے چار رکعتوں کا ذکر ہے اور اس میں دو ہی رکعت کا ذکر ہے دونوں صحیح ہیں، حالات وظروف کے لحاظ سے ان دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔ البتہ دونوں پر عمل زیادہ افضل ہے۔

205۔ بَابٌ مِنْهُ آخَرُ

۲۰۵۔ باب: سابقہ باب سے متعلق ایک اور باب

426۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عُبَيْدِاللهِ الْعَتَكِيُّ الْمَرْوَزِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلاَّهُنَّ بَعْدَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوَاهُ قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ نَحْوَ هَذَا. وَلاَ نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ غَيْرَ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

تخريج: ق/الإقامة ١٠٦ (١١٥٨)، (تحفة الأشراف: ١٦٢٠٨) (صحيح)

۴۲۶۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ پڑھ پاتے تو انہیں آپ اس کے بعد پڑھتے [1] امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) ہم اسے ابن مبارک کی حدیث سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور اسے قیس بن ربیع نے شعبہ سے اور شعبہ نے خالد الحذاء سے اسی طرح روایت کیا ہے اور ہم

قیس بن ربیع کے علاوہ کسی اور کونہیں جانتے جس نے شعبہ سے روایت کی ہو۔ (۳) بطریق: "عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ" بھی اسی طرح (مرسلاً) مروی ہے۔

فائدہ ❶ :...... اس سے نبی اکرم ﷺ کا ان سنتوں کے اہتمام کا پتہ چلتا ہے، اس لیے ہمیں بھی ان سنتوں کے ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے، اگر ہم پہلے ادا نہ کرسکیں تو فرض صلاۃ کے بعد انہیں ادا کرلیا کریں، لیکن یہ قضا فرض نہیں ہے۔

427- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ الشُّعَيْثِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

تخريج: د/الصلاة ٢٩٦ (١٢٦٩)، ن/قيام الليل (١٨١٥)، ق/الإقامة ١٠٨ (١١٦٠)، (تحفة الأشراف: ١٥٨٥٨)، حم (٦/٣٢٦) (صحيح)

۴۲۷- ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد چار رکعتیں پڑھیں اللہ اسے جہنم کی آگ پر حرام کردے گا۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اور یہ اس سند کے علاوہ دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔

فائدہ ❶ :...... اس قسم کی احادیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کی موت اسلام پر آئے گی اور وہ کافروں کی طرح جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا، یعنی اللہ تعالیٰ اس پر جہنم میں ہمیشہ رہنے کو حرام فرما دے گا، اسی طرح بعض روایات میں آتا ہے کہ اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ہمیشگی کی آگ نہیں چھوئے گی، مسلمان اگر گناہ گار اور سزا کا مستحق ہو تو بقدر جرم جہنم میں اس کا جانا ان احادیث کے منافی نہیں ہے۔

428- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ التِّنِّيسِيُّ الشَّامِيُّ، حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنِي الْعَلاَءُ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَنْبَسَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أُخْتِي أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، يُكْنَى أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ، وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ شَامِيٌّ وَهُوَ صَاحِبُ أَبِي أُمَامَةَ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٥٨٦١) (صحيح)

۴۲۸- عنبسہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو کہتے سنا کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں اور اس کے بعد کی چار رکعتوں پر محافظت کی تو اللہ اس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دے گا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ (۲) قاسم دراصل عبدالرحمٰن کے بیٹے ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، وہ عبدالرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے مولیٰ اور ثقہ ہیں، شام کے رہنے والے اور ابوامامہ کے شاگرد ہیں۔

206۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ

۲۰۶۔ باب: عصر سے پہلے چار رکعت سنت پڑھنے کا بیان

429۔ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ هُوَ الْعَقَدِيُّ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلاَئِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَاخْتَارَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنْ لاَ يُفْصَلَ فِي الأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ، وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ. و قَالَ إِسْحَاقُ: وَمَعْنَى قَوْلِهِ أَنَّهُ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ يَعْنِي التَّشَهُّدَ. وَرَأَى الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ صَلاَةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى، يَخْتَارَانِ الْفَصْلَ فِي الأَرْبَعِ قَبْلَ الْعَصْرِ.

تخريج: تفرد به المؤلف و انظر ما تقدم برقم ٤٢٤، وما يأتي برقم ٥٩٨ (تحفة الأشراف: ١٠١٤٢)

(حسن) (سند میں ابواسحاق سبیعی مدلس ہیں اور روایت عنعنہ سے ہے، لیکن شواہد سے یہ حدیث صحیح ہے)

۴۲۹۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور ان مسلمانوں اور مومنوں پر کہ جنھوں نے ان کی تابعداری کی ان پر سلام کے ذریعے فصل کرتے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) علی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم (ابن راہویہ) نے عصر سے پہلے کی چار رکعتوں میں فصل نہ کرنے کو ترجیح دی ہے اور انہوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اسحاق کہتے ہیں: ان کے (علی کے) قول ''سلام کے ذریعے ان کے درمیان فصل کرنے'' کے معنی یہ ہیں کہ آپ دو رکعت کے بعد تشہد پڑھتے تھے اور شافعی اور احمد کی رائے ہے کہ رات اور دن کی صلاۃ دو دو رکعت ہے اور وہ دونوں عصر سے پہلے کی چار رکعتوں میں سلام کے ذریعے فصل کرنے کو پسند کرتے ہیں۔

فائدہ ❶: ......سلام کے ذریعے فصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چاروں رکعتیں دو دو رکعت کر کے ادا کرتے تھے، اہلِ ایمان کو ملائکہ مقربین کا تابعدار اس لیے کہا گیا ہے کہ اہلِ ایمان بھی فرشتوں کی طرح اللہ کی توحید اور اس کی عظمت پر ایمان رکھتے ہیں۔

430۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ مِهْرَانَ سَمِعَ جَدَّهُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَحِمَ اللَّهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا)).
قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ.

تخريج: د/الصلاة ٢٩٧ (١٢٧١)، (تحفة الأشراف: ٧٤٥٤) (حسن)

۴۳۰۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں'' ❶۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن ہے۔

فائدہ ❶ :......صلاۃِ عصر سے پہلے یہ چار رکعتیں سننِ رواتب (سننِ موکدہ) میں سے نہیں ہیں، بلکہ سنن غیر موکدہ میں سے ہیں، تاہم ان کے پڑھنے والے کے لیے نبی اکرم ﷺ کے رحمت کی دعا کرنے سے ان کی اہمیت واضح ہے۔

207۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا

۲۰۷۔باب: مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنے اور ان میں قراءت کا بیان

431۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَعْدَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: مَا أُحْصِي مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بِـ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.
قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَاصِمٍ.

تخريج: ق/الإقامة ١١٢ (١١٦٦) (تحفة الأشراف: ٩٢٧٨) (حسن صحيح)

۴۳۱۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں شمار نہیں کرسکتا کہ میں نے کتنی بار رسول اللہ ﷺ کو مغرب کے بعد کی دونوں رکعتوں میں اور فجر سے پہلے کی دونوں رکعتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾" پڑھتے سنا۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔(۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف ''عبداللہ بن معدان عن عاصم'' ہی کے طریق سے جانتے ہیں۔

فائدہ ❶ :......یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مغرب کی دونوں سنتوں میں ان دونوں سورتوں کا پڑھنا مستحب ہے۔

208۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُصَلِّيهِمَا فِي الْبَيْتِ

۲۰۸۔باب: مغرب کی دو رکعت سنت گھر میں پڑھنے کا بیان

432۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيم ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ ، وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: انظر حديث رقم ٤٢٥ (صحيح)

۴۳۲۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے مغرب کے بعد دونوں رکعتیں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کے گھر میں پڑھیں۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں رافع بن خدیج اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔

433۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ الْخَلاَّلُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَشْرَ رَكَعَاتٍ كَانَ يُصَلِّيهَا بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ . قَالَ: وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْفَجْرِ رَكْعَتَيْنِ . هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: خ/التهجد ٣٤ (١١٨٠)، (تحفة الأشراف : ٧٥٣٤) (صحيح)

۴۳۳۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے دس رکعتیں یاد ہیں جنھیں آپ رات اور دن میں پڑھا کرتے تھے: دو رکعتیں ظہر سے پہلے، [1] دو اس کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشا کے بعد اور مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ آپ فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1] :...... نبی اکرم ﷺ کی ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت پڑھنا ثابت ہے، مگر یہاں دو کا ذکر ہے، حافظ ابن حجر نے دونوں میں تطبیق یوں دی ہے کہ آپ کبھی ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے اور کبھی چار۔

434۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: تفرد به المؤلف، وانظر ما قبله (تحفة الأشراف : ٦٩٥٩)(صحيح)

۴۳۴۔اس سند سے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی کے مثل روایت ہے۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

209۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّطَوُّعِ وَسِتِّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

۲۰۹۔باب: مغرب کے بعد نفل صلاۃ اور چھ رکعت پڑھنے کی فضیلت کا بیان

435۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ الْعَلاءِ الْهَمْدَانِيَّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي خَثْعَمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ الْحُبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي خَثْعَمٍ. قَالَ: و سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: عُمَرُ ابْنُ عَبْدِاللهِ ابْنِ أَبِي خَثْعَمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ. وَضَعَّفَهُ جِدًّا.

تخريج: ق/الإقامة ۱۱۳ (۱۱٦۷) (تحفة الأشراف: ۱۵٤۱۲) (ضعيف جداً)

(سند میں عمر بن عبداللہ بن ابی خثعم نہایت ضعیف راوی ہے)

۴۳۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کی، تو ان کا ثواب بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوگا''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں اللہ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف ''زيد بن حباب عن عمر بن أبی خثعم'' کی سند سے جانتے ہیں۔ (۳) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ عمر بن عبداللہ بن ابی خثعم منکر الحدیث ہیں اور انہوں نے انھیں سخت ضعیف کہا ہے۔

210۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

۲۱۰۔باب: عشا کے بعد دو رکعت سنت پڑھنے کا بیان

436۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ ثِنْتَيْنِ، وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَقَبْلَ الْفَجْرِ ثِنْتَيْنِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: د/المسافرين ۱٦ (۷۳۰)، د/الصلاة ۲۹۰ (۱۲۵۱)، ن/قيام الليل ۱۸ (۱٦٤۷، ۱٦٤۸)، (تحفة

الأشراف: ١٦٢٠٧)، حم (٣٠/٦) (صحیح)

۴۳۶۔ عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی صلاۃ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور اس کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشا کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) عبداللہ بن شقیق کی حدیث، جسے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، حسن صحیح ہے۔

211۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلاَةَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى

۲۱۱۔ باب: رات کی (نفل) صلاۃ دو دو رکعت ہے

437۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ، وَاجْعَلْ آخِرَ صَلاَتِكَ وِتْرًا.))

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ صَلاَةَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

تخريج: خ/الصلاة ٨٤ (٤٧٢، ٤٧٣)، والوتر ١ (٩٩٠، ٩٩١، ٩٩٣)، والتهجد ١٠ (١١٣٧)، م/المسافرين ٢٠ (٧٤٩)، د/الصلاة ٣١٤ (١٣٢٦)، ن/قيام الليل ٢٦ (١٦٦٨-١٦٧٥)، و٣٥ (١٦٩٣)، ق/الإقامة ١٧١ (١٣٢٠)، (تحفة الأشراف: ٨٢٨٨)، ط/صلاة الليل ٣ (١٣)، حم (٥/٢، ٩، ١٠، ٤٩، ٥٤، ٦٦) (صحيح)

۴۳۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نفلی صلاۃ دو دو رکعت ہے، جب تمہیں صلاۃِ فجر کا وقت ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ کر اسے وتر بنالو اور اپنی آخری صلاۃ وتر رکھو''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) اسی پر اہلِ علم کا عمل ہے کہ رات کی صلاۃ دو دو رکعت ہے، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی قول ہے۔ [1]

فائدہ [1]: ......رات کی صلاۃ کا دو رکعت ہونا اس کے منافی نہیں کہ دن کی نفل صلاۃ بھی دو دو رکعت ہو، جبکہ ایک حدیث میں ''رات اور دن کی صلاۃ دو دو رکعت'' بھی آیا ہے، دراصل سوال کے جواب میں کہ ''رات کی صلاۃ کتنی کتنی پڑھی جائے'' ''آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات کی صلاۃ دو دو رکعت ہے'' نیز یہ بھی مروی ہے کہ آپ خود رات میں کبھی پانچ رکعتیں ایک سلام سے پڑھتے تھے، اصل بات یہ ہے کہ نفل صلاۃ عام طور سے دو دو رکعت پڑھنی افضل ہے، خاص

طور پر رات کی۔

212۔بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَلاَةِ اللَّيْلِ

۲۱۲۔باب: قیام اللیل (تہجد) کی فضیلت کا بیان

438۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلاَةُ اللَّيْلِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَبِلاَلٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو بِشْرٍ اسْمُهُ: جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ، وَاسْمُ أَبِي وَحْشِيَّةَ: إِيَاسٌ.

تخريج: م/الصيام ٣٨ (١١٦٣)، د/الصوم ٥٥ (٢٤٢٩)، ن/قيام الليل ٦ (١٦١٤)، ق/الصوم ٤٣ (١٧٤٢)، (تحفة الأشراف: ١٢٢٩٢)، حم (٢/٣٤٢، ٣٤٤، ٥٣٥)، (ويأت عند المؤلف في الصوم ٤٠ برقم ٧٤٠) (صحيح)

۴۳۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے بعد سب سے افضل صیام اللہ کے مہینے [1] محرم کے صیام ہیں اور فرض صلاۃ کے بعد سب سے افضل صلاۃ رات کی صلاۃ (تہجد) ہے''۔
اس باب میں جابر، بلال اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) ابوبشر کا نام جعفر بن ابی وحشیہ ہے اور ابووحشیہ کا نام ایاس ہے۔

فائدہ [1]:......محرم کے مہینے کی اضافت اللہ کی طرف کی گئی ہے جس سے اس مہینے کا شرف وامتیاز واضح ہوتا ہے۔

213۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ صَلاَةِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ

۲۱۳۔باب: نبی اکرم ﷺ کی تہجد کی کیفیت کا بیان

439۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلاَ فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاَثًا. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلاَ يَنَامُ قَلْبِي)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/التهجد ١٦ (١١٤٧)، والتراويح ١ (٢٠١٣)، والمناقب ٢٤ (٣٥٦٩)، م/المسافر ١٧ (٧٣٨)،

د/الصلاة ٣١٦ (١٣٤١)، ت/الصلاة ٢٠٩ (٤٣٩)، ن/قيام الليل ٣٦ (١٦٩٨)، ط/صلاة الليل ٢ (٩)، حم (٦/٣٦، ٧٣، ١٠٤) (صحيح)

۴۳۹۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی صلاۃِ تہجد کیسی ہوتی تھی؟ کہا: رسول اللہ ﷺ تہجد رمضان میں اور غیر رمضان گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، ❶ آپ (دو دو کر کے) چار رکعتیں اس حسن خوبی سے ادا فرماتے کہ ان کے حسن اور طوالت کو نہ پوچھو، پھر مزید چار رکعتیں (دو، دو کر کے) پڑھتے، ان کے حسن اور طوالت کو بھی نہ پوچھو، ❷ پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں؟ فرمایا: ''عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، دل نہیں سوتا۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔'' ❸

فائدہ ❶ :...... اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صلاۃِ تراویح گیارہ رکعت ہے اور تہجد اور تراویح دونوں ایک ہی چیز ہے۔

فائدہ ❷ :...... یہاں نہی (ممانعت) مقصود نہیں ہے بلکہ مقصود صلاۃ کی تعریف کرنا ہے۔

فائدہ ❸ :...... ''دل نہیں سوتا'' کا مطلب ہے کہ آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا، کیونکہ دل بیدار رہتا تھا، یہ نبی اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو رات کے آخری حصے میں اپنے اٹھ جانے کا یقین ہو اسے چاہیے کہ وتر عشا کے ساتھ نہ پڑھے، تہجد کے آخر میں پڑھے۔

440۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ.

تخريج: م/المسافرين ١٧ (٧٣٦)، د/الصلاة ٣١٦ (١٣٣٥)، ن/قيام الليل ٣٥ (١٦٩٧)، و ٤٤ (١٧٢٧)، (تحفة الأشراف: ١٦٥٩٣)، ط/صلاة الليل ٢ (٨)، حم (٦/٣٥، ٨٢) (صحيح) (اضطجاع کا ذکر صحیح نہیں ہے، صحیحین میں آیا ہے کہ اضطجاع فجر کی سنت کے بعد ہے)

۴۴۰۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے، ان میں سے ایک رکعت وتر ہوتی۔ تو جب آپ اس سے فارغ ہوجاتے تو اپنی دائیں کروٹ لیٹتے۔'' ❶

فائدہ ❶ :...... اضطجاع کے ثبوت کی صورت میں تہجد سے فراغت کے بعد داہنے کروٹ لیٹنے کی جو بات اس روایت میں ہے یہ کبھی کبھار کی بات ہے، ورنہ آپ کی زیادہ تر عادت مبارکہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے کی تھی، اسی معنی میں ایک قولی روایت بھی ہے جو اس کی تائید کرتی ہے (دیکھئے حدیث رقم ۴۲۰)۔

441۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۴۴۱۔اس سند سے بھی ابن شہاب سے اسی طرح مروی ہے۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

214۔ بَابٌ مِّنْهُ

۲۱۴۔باب: سابقہ باب سے متعلق ایک اور باب

442۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ اسْمُهُ: نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ.

تخريج: خ/التهجد ١٠ (١١٣٨)، م/المسافرين ٢٦ (٧٦٤)، (تحفة الأشراف: ٦٥٢٥) (صحيح)

۴۴۲۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) ابوجمرہ ضبعی کا نام نصر بن عمران ضبعی ہے۔

فائدہ ❶:...... پیچھے حدیث رقم ۴۳۹ میں گزرا کہ آپ رمضان یا غیر رمضان میں تہجد گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور اس حدیث میں تیرہ پڑھنے کا تذکرہ ہے، تو کسی نے ان تیرہ میں عشا کی دوسنتوں کو شمار کیا ہے کہ کبھی تاخیر کر کے ان کو تہجد کے ساتھ ملا کر پڑھتے تھے اور کسی نے یہ کہا ہے کہ اس میں فجر کی دوسنتیں شامل ہیں، کسی کسی روایت میں ایسا تذکرہ بھی ہے، یا ممکن ہے کہ کبھی گیارہ پڑھتے ہوں اور کبھی تیرہ بھی، جس نے جیسا دیکھا بیان کر دیا، لیکن تیرہ سے زیادہ کی کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔

215۔ بَابٌ مِّنْهُ

۲۱۵۔باب: سابقہ باب سے متعلق ایک اور باب

443۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

تخريج: ق/الإقامة ١٨١ (١٣٦٠)، (تحفة الأشراف: ١٥٩٥١)، حم (٦/٣٠، ١٠٠) (صحيح)

۴۴۳۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رات کو نو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔(۲) اس باب میں ابوہریرہ، زید بن خالد اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:......ایسا کبھی کبھی کرتے تھے، یہ سب نشاط اور چستی پر منحصر تھا، اس بابت یہ نہیں کہہ سکتے کہ حدیثوں میں

تعارض ہے۔

444- وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَ هَذَا، حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الأَعْمَشِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَكْثَرُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلاَةِ اللَّيْلِ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ، وَأَقَلُّ مَا وُصِفَ مِنْ صَلاَتِهِ بِاللَّيْلِ تِسْعُ رَكَعَاتٍ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۴۴۴- سفیان ثوری نے بھی یہ حدیث اسی طرح اعمش سے روایت کی ہے، ہم سے اسے محمود بن غیلان نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا اور انہوں نے سفیان سے اور سفیان نے اعمش سے روایت کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: رات کی صلاۃ کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ سے زیادہ سے زیادہ وتر کے ساتھ تیرہ رکعتیں مروی ہیں اور کم سے کم نو رکعتیں۔

216- بَابٌ إِذَا نَامَ عَنْ صَلاَتِهِ بِاللَّيْلِ صَلَّى بِالنَّهَارِ

۲۱۶- باب: تہجد پڑھے بغیر سو جائے تو اُسے دن میں پڑھنے کا بیان

445- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا لَمْ يُصَلِّ مِنَ اللَّيْلِ، مَنَعَهُ مِنْ ذَلِكَ النَّوْمُ أَوْ غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ: صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَعْدُ بْنُ هِشَامٍ هُوَ ابْنُ عَامِرٍ الأَنْصَارِيُّ، وَهِشَامُ بْنُ عَامِرٍ هُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

تخريج: م/المسافرين ٧١ (٧٤٦)، د/الصلاة ٣١٦ (١٣٤٢)، (في سياق طويل)، ن/قيام الليل ٢ (١٦٠٢)، (في سياق طويل)، و ٦٤ (١٧٩٠)، (تحفة الأشراف: ١٦١٠٥)، حم (٦/٥٤) ف سياق طويل) (صحيح)

445/ م- حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ -هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ- حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، قَالَ: كَانَ زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ، وَكَانَ يَؤُمُّ فِي بَنِي قُشَيْرٍ، فَقَرَأَ يَوْمًا فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ: ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ﴾ خَرَّ مَيِّتًا، فَكُنْتُ فِيمَنْ احْتَمَلَهُ إِلَى دَارِهِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (حسن الإسناد)

۴۴۵- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب رات میں تہجد نہیں پڑھ پاتے تھے اور نیند اس میں رکاوٹ بن جاتی یا آپ پر نیند کا غلبہ ہو جاتا تو دن میں (اس کے بدلے میں) بارہ رکعتیں پڑھتے۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) سعد بن ہشام ہی ابن عامر انصاری ہیں اور ہشام بن عامر نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں۔ بہز بن حکیم سے روایت ہے کہ زرارہ بن اوفی بصرہ کے قاضی تھے۔ وہ بنی قشیر کی

امامت کرتے تھے، انہوں نے ایک دن فجر میں آیت کریمہ ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ﴾ (جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن سخت دن ہوگا) پڑھی تو وہ بے ہوش ہوکر گر پڑے اور مر گئے۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو انہیں اٹھا کر ان کے گھر لے گئے۔

فائدہ ❶ :...... صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس کی رات کی نفل (صلاۃ تہجد) قضا ہو جائے اور وہ انھیں طلوعِ فجر اور ظہر کے بیچ پڑھ لے تو غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا، شاید بارہ بھی اس لیے پڑھی ہوگی کہ وتر اس رات عشا کے بعد ہی پڑھ چکے ہوں گے اور وتر دوبار نہیں پڑھی جاتی، یا جس رات میں یہ اندازہ ہوتا کہ پوری گیارہ رکعتیں آج نہیں پڑھ پاؤں گا اس رات وتر رات ہی پڑھ لیتے ہوں گے یا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دن کے وقت بارہ رکعت پڑھتے تھے تو وتر کو جُفت کر لیتے ہوں گے۔ واللہ اعلم.

217۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ

۲۱۷۔باب: اللہ عزوجل کے ہر رات آسمان دنیا پر اترنے کا بیان

446۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الإِسْكَنْدَرَانِيُّ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِينَ يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ الأَوَّلُ، فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ فَلاَيَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُضِيءَ الْفَجْرُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَرِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: ((يَنْزِلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ)). وَهُوَ أَصَحُّ الرِّوَايَاتِ.

تخريج: خ/التهجد ١٤ (١١٤٥)، والدعوات ١٤ (٦٣٢١)، والتوحيد ٣٥ (٧٤٩٤)، م/المسافرين ٢٤ (٧٥٨)، د/الصلاة ٣١١ (١٣١٥)، والسنة ٢١ (٤٧٣٣)، ق/الإقامة ١٨٢ (١٣٦٦)، (تحفة الأشراف: ١٢٦٧)، ط/القرآن ١٨ (٣٠)، حم (٢/٢٦٤، ٢٦٧، ٢٨٢، ٤١٩، ٤٨٧)(عند الأكثر "الآخير") (صحيح)

۴۴۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر رات کو جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے ❶ آسمان دنیا پر اترتا ہے ❷ اور کہتا ہے: میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھے پکارے تاکہ میں اس کی پکار سنوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے تاکہ میں اسے دوں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے تاکہ میں اسے معاف کردوں؟ وہ برابر اسی طرح فرماتا رہتا ہے، یہاں تک کہ فجر روشن ہو جاتی ہیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں علی بن ابی طالب، ابوسعید، رفاعہ جہنی، جبیر بن مطعم، ابن مسعود، ابودرداء اور عثمان

بن ابی العاص رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث کئی سندوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے۔ (۴) نیز آپ سے یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس وقت رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اترتا ہے اور یہ سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔

فائدہ ❶:...... آگے مولف بیان کر رہے ہیں: صحیح بات یہ ہے کہ ''ایک تہائی رات گزرنے پر نہیں، بلکہ ایک تہائی رات باقی رہ جانے پر اللہ نزول فرماتے ہیں۔'' (مؤلف کے سوا دیگر کے نزدیک ''الآخر'' ہی ہے)

فائدہ ❷:...... اس سے اللہ عزوجل کا جیسے اُس کی ذاتِ اقدس کو لائق ہے آسمان دنیا پر ہر رات کو نزول فرمانا ثابت ہوتا ہے اور حقیقی اہلِ السنہ والجماعہ، سلف صالحین اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات میں تاویل نہیں کیا کرتے تھے۔

218- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ اللَّيْلِ

۲۱۸۔ باب: قیام اللیل (تہجد) میں قراءت کا بیان

447- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ هُوَ السَّالَحِينِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لأَبِي بَكْرٍ: ((مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تَقْرَأُ وَأَنْتَ تَخْفِضُ مِنْ صَوْتِكَ))، فَقَالَ: إِنِّي أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ، قَالَ: ((ارْفَعْ قَلِيلاً))، وَقَالَ لِعُمَرَ: ((مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تَقْرَأُ وَأَنْتَ تَرْفَعُ صَوْتَكَ)) قَالَ: إِنِّي أُوقِظُ الْوَسْنَانَ، وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ، قَالَ: ((اخْفِضْ قَلِيلاً)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأُمِّ هَانِىءٍ، وَأَنَسٍ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُوعِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَإِنَّمَا أَسْنَدَهُ يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، وَأَكْثَرُ النَّاسِ إِنَّمَا رَوَوْا هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ مُرْسَلاً.

تخريج: د/الصلاة ٣١٥ (١٣٢٩)، (تحفة الأشراف: ١٢٠٨٨)، حم (١/١٠٩) (صحيح)

۴۴۷۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میں (تہجد کے وقت) تمھارے پاس سے گزرا، تم قرآن پڑھ رہے تھے، تمہاری آواز کچھ دھیمی تھی؟'' کہا: میں تو صرف اسے سنا رہا تھا جس سے میں مناجات کر رہا تھا۔ (یعنی اللہ کو) آپ نے فرمایا: ''اپنی آواز کچھ بلند کرلیا کرو'' اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میں تمہارے پاس سے گزرا، تم قرآن پڑھ رہے تھے، تمہاری آواز بہت اونچی تھی؟''، کہا: میں سوتوں کو جگاتا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تم اپنی آواز تھوڑی دھیمی کرلیا کرو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ، ام ہانی، انس، ام سلمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اسے یحییٰ بن اسحاق نے حماد بن سلمہ سے مسند کیا ہے اور زیادہ تر لوگوں نے یہ حدیث ثابت سے اور ثابت نے عبداللہ بن رباح سے مرسلاً روایت کی ہے۔ (یعنی: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا ہے)

448- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِآيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ لَيْلَةً. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٧٨٠٢) (صحيح الاسناد)

۴۴۸- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک رات قرآن کی صرف ایک ہی آیت کھڑے پڑھتے رہے۔ (1) امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

فائدہ (1) :......یعنی: تہجد کی ساری رکعتوں میں صرف یہی ایک آیت دہرا دہرا کر پڑھتے رہے اور وہ آیت کریمہ یہ تھی: ﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [سورة المائدة:] (رواہ النسائی وابن ماجہ)، اے رب کریم! اگر تو ان (میری امت کے اہلِ ایمان، مسلمانوں) کو عذاب دے گا تو وہ تیرے بندے ہیں، (سزا دیتے وقت بھی ان پر رحم فرمادینا) اور اگر تو ان کو بخش دے گا تو بلاشبہ تو نہایت غلبے والا اور دانائی والا ہے)

449- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ، أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ فَقَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا أَسَرَّ بِالْقِرَاءَةِ، وَرُبَّمَا جَهَرَ، فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الأَمْرِ سَعَةً. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

تخريج: م/الحيض ٦ (٣٠٧)، د/الصلاة ٣٤٣ (١٤٣٧)، ن/قيام الليل ٢٣ (١٦٦٣)، (التحفه: ١٦٢٩٧)، حم (٦/١٤٩)، ويات عند المؤلف في ثواب القرآن ٢٣ (برقم: ٢٩٢٤) (صحيح)

۴۴۹- عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رات میں نبی اکرم ﷺ کی قراءت کیسی ہوتی تھی کیا آپ قرآن دھیرے سے پڑھتے تھے یا زور سے؟ کہا: آپ ہر طرح سے پڑھتے تھے، کبھی سرّی پڑھتے تھے اور کبھی جہری، تو میں نے کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے دین کے معاملے میں کشادگی رکھی ہے۔
امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

219- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَلاَةِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ
۲۱۹- باب: نفل صلاۃ گھر میں پڑھنے کی فضیلت کا بیان

450- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَفْضَلُ صَلاَتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ إِلاَّ الْمَكْتُوبَةَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَجَابِرِ بْنِ

عَبْدِاللّٰهِ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ: فَرَوَى مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَرْفُوعًا. وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ، وَالْحَدِيثُ الْمَرْفُوعُ أَصَحُّ.

تخريج: خ/الأذان ٨١ (٧٣١)، والأدب ٧٥ (٦١١٣)، والاعتصام ٣ (٧٢٩٠)، م/المسافرين ٢٩ (٧٨١)، د/الصلاة ٢٠٥ (١٠٤٤)، و٣٤٦ (١٤٤٧)، ن/قيام الليل ١ (١٦٠٠)، (تحفة الأشراف: ٣٦٩٨)، ط/الجماعة ١ (٤)، حم (١٨٢/٥، ١٨٤، ١٨٦، ١٨٧)، د/الصلاة ٩٦ (١٤٠٦) (صحيح)

۴۵۰۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری صلاۃ میں سب سے افضل صلاۃ وہ ہے جسے تم اپنے گھر میں پڑھتے ہو، سوائے فرض کے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں عمر بن خطاب، جابر بن عبداللہ، ابوسعید، ابوہریرہ، ابن عمر، عائشہ، عبداللہ بن سعد اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہل علم میں اس حدیث کی روایت میں اختلاف ہے، موسیٰ بن عقبہ اور ابراہیم بن ابی نضر دونوں نے اسے ابونضر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ نیز اسے مالک بن انس نے بھی ابونضر سے روایت کیا، لیکن انہوں نے اسے مرفوع نہیں کیا ہے، اور بعض اہل علم نے اسے موقوف قرار دیا ہے جب کہ حدیث مرفوع زیادہ صحیح ہے۔

451- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الصلاة ٥٢ (٤٣٢)، والتهجد ٣٧ (١١٨٧)، م/المسافرين ٢٩ (٧٧٧)، د/الصلاة ٢٠٥ (١٠٤٣)، و٣٤٦ (١٤٤٨)، ن/قيام الليل ١ (١٥٩٩)، ق/الإقامة ١٨٦ (١٣٧٧)، (تحفة الأشراف: ٨٠١٠)، وكذا (٨١٤٢)، حم (٦/٢، ١٦، ١٢٣) (صحيح)

۴۵۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے گھروں میں صلاۃ پڑھو ❶ اور انہیں قبرستان نہ بناؤ'' ❷ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶: ......اس سے مراد نوافل اور سنن ہیں۔

فائدہ ❷: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن گھروں میں نوافل ادا کرنے کا اہتمام ہوتا ہے وہ قبرستان کی طرح نہیں ہیں اور جن گھروں میں نوافل وغیرہ کا اہتمام نہیں کیا جاتا وہ قبرستان کے مثل ہیں، جس طرح قبریں عمل اور عبادت سے خالی ہوتی، ہیں ایسے گھر بھی عمل وعبادت سے محروم قبرستان کے سے ہوتے ہیں۔

3۔ أَبْوَابُ الْوِتْرِ
صلاۃِ وتر کے ابواب

1۔بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْوِتْرِ
۱۔باب: صلاۃِ وتر کی فضیلت کا بیان

452۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِيِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي مُرَّةَ الزَّوْفِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَدَّكُم بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَكُم مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ؛ الْوِتْرُ، جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَبُرَيْدَةَ، وَأَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ. وَقَدْ وَهِمَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِينَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَاشِدٍ الزُّرَقِيِّ وَهُوَ وَهَمٌ فِي هَذَا. وَأَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ اسْمُهُ: حُمَيْلُ بْنُ بَصْرَةَ. وقَالَ بَعْضُهُمْ: جَمِيلُ بْنُ بَصْرَةَ، وَلَا يَصِحُّ. وَأَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ رَجُلٌ آخَرُ يَرْوِي عَنْ أَبِي ذَرٍّ، وَهُوَ ابْنُ أَخِي أَبِي ذَرٍّ.

تخريج: د/الصلاة ٣٣٦ (١٤١٨)، ق/الإقامة ١١٤ (١١٦٨)، (تحفة الأشراف: ٣٤٥٠)، د/الصلاة ٢٠٨ (١٦١٧) (صحيح) "هي خير من حمر النعم" کا فقرہ ثابت نہیں ہے (اس کے راوی ''عبداللہ بن راشد'' مجہول ہیں، لیکن پہلے ٹکڑے کے صحیح متابعات وشواہد موجود ہیں، نیز ملاحظہ ہو: تراجع الألبانی ٤٦٦)

۴۵۲۔ خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (حجرے سے نکل کر) ہمارے پاس آئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک ایسی صلاۃ کا اضافہ کیا ہے، ❶ جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے، وہ وتر ہے، اللہ نے اس کا وقت تمہارے لیے صلاۃِ عشا سے لے کر فجر کے طلوع ہونے تک رکھا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) خارجہ بن حذافہ کی حدیث غریب ہے، اسے ہم صرف یزید بن ابی حبیب ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔ (۲) بعض محدثین کو اس حدیث میں وہم ہوا ہے، انہوں نے عبداللہ بن راشد زرقی کہا ہے، یہ وہم ہے (صحیح

''زوفی'' ہے)۔ (۳) اس باب میں ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو، بریدہ، اور ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) ابوبصرہ غفاری کا نام حمیل بن بصرہ ہے، اور بعض لوگوں نے جمیل بن بصرہ کہا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں اور ابوبصرہ غفاری ایک دوسرے شخص ہیں جو ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابوذر کے بھتیجے ہیں۔

فائدہ ❶ :......ایک روایت میں "زادکم" کا لفظ بھی آیا ہے، حنفیہ نے اس لفظ سے وتر کے واجب ہونے پر دلیل پکڑی ہے، کیوں کہ زیادہ کی ہوئی چیز بھی اصل چیز کی جنس ہی سے ہوتی ہے، تو جب پانچ وقتوں کی صلاۃ واجب ہے تو وتر بھی واجب ہوئی۔ علما نے اس کا ردکئی طریقے سے کیا ہے، ان میں سے ایک یہ کہ فجر کی سنت کے بارے میں بھی یہ لفظ وارد ہوا ہے، جب کہ کوئی بھی اس کو واجب نہیں مانتا، اسی طرح بدوی کی وہ حدیث جس میں وارد ہے کہ " ان پانچ کے علاوہ بھی اللہ نے مجھ پر کوئی صلاۃ فرض کی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں، نیز "مزید" کا مزید فیہ کے جنس سے ہونا ضروری نہیں ہے، (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: تحفۃ الأحوذی)۔

2۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ

۲۔ باب: وتر کے فرض نہ ہونے کا بیان

453۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلاتِكُمُ الْمَكْتُوبَةِ، وَلَكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ، فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ!)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخريج: د/الصلاة ٣٣٦ (١٤١٦)، (الشطر الأخير فحسب)، ن/قيام الليل ٢٧ (١٦٧٧)، ق/الإقامة ١١٤ (١١٦٩)، (تحفة الأشراف: ١٠١٣٥)، حم (١/٨٦، ٩٨، ١٠٠، ١٠٧، ١١٥، ١٤٤، ١٤٥، ١٤٨)، د/الصلاة ٢٠٨ (١٦٢١) (صحيح) (سند میں ''ابواسحاق سبیعی'' مختلط ہیں، نیز عاصم میں قدرے کلام ہے، لیکن متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے)

۴۵۳۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وتر تمہاری فرض صلاۃ کی طرح لازمی نہیں ہے ❶ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سنت قرار دیا اور فرمایا: اللہ وتر (طاق) ❷ ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے، اے اہل قرآن! ❸ تم وتر پڑھا کرو۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) علی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عمر، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......اس سے معلوم ہوا کہ وتر فرض اور لازم نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔

فائدہ ❷ :......اللہ وتر (طاق) ہے کا مطلب ہے کہ وہ اپنی ذات وصفات اور افعال میں یکتا ہے اس کا کوئی ثانی نہیں، صلاۃ الوتر کو بھی اسی لیے وتر کہا جاتا ہے کہ یہ ایک یا تین یا پانچ یا سات وغیرہ عدد میں ادا کی جاتی ہے، اسے جفت

اعداد میں پڑھنا جائز نہیں۔

فائدہ ❸:......صحابہء کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو نبی اکرم ﷺ نے اہلِ قرآن کہا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حدیث کو نہیں مانتے تھے، اہلِ قرآن کا مطلب ہے شریعتِ اسلامیہ کے متبع و پیروکار اور شریعت قرآن و حدیث دونوں کے مجموعے کا نام ہے، نہ کہ صرف قرآن کا، جیسا کہ آج کل قرآن کے ماننے کے دعویداروں کا ایک گروہ کہتا ہے، یہ گروہ منکرین حدیث کا ہے، حدیث کا منکر ہے اس لیے حقیقت میں وہ قرآن کا بھی منکر ہے، کیونکہ حدیث کے بغیر نہ تو قرآن کو سمجھا جاسکتا ہے اور نہ اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

454- وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ، وَلَكِنْ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ. وَقَدْ رَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: نَحْوَ رِوَايَةِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۴۵۴- علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وتر لازم نہیں ہے جیسا کہ فرض صلاۃ کا معاملہ ہے، بلکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، اسے سفیان ثوری وغیرہ نے بطریقِ أبی اسحاق عن عاصم بن حمزة عن علی روایت کیا ہے [1] اور یہ روایت ابوبکر بن عیاش کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور اسے منصور بن معتمر نے بھی ابواسحاق سے ابوبکر بن عیاش ہی کی طرح روایت کیا ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ الْوِتْرِ

۳- باب: وتر سے پہلے سونے کی کراہت کا بیان

455- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عِيسَى ابْنِ أَبِي عَزَّةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي ثَوْرٍ الأَزْدِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ. قَالَ عِيسَى بْنُ أَبِي عَزَّةَ: وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَنَامُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو ثَوْرٍ الأَزْدِيُّ اسْمُهُ: حَبِيبُ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ. وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنْ لاَ يَنَامَ الرَّجُلُ حَتَّى يُوتِرَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٤٨٧١) (صحيح)

(متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، ورنہ ابوثور ازدی لین الحدیث ہیں)

455/ م- وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ خَشِيَ مِنْكُمْ أَنْ لا يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ أَوَّلِهِ، وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ أَنْ يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ، وَهِيَ أَفْضَلُ)). حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِذَلِكَ.

تخريج: م/المسافرين ٢١ (٧٥٥)، ق/الإقامة ١٢٠ (١١٨٧)، (تحفة الأشراف: ٢٢٩٧)، حم (٣/٣١٥، ٣٣٧) (صحيح)

۴۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں وتر سونے سے پہلے پڑھ لیا کروں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ کی حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اہلِ علم کی ایک جماعت نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ آدمی جب تک وتر نہ پڑھ لے نہ سوئے۔

۴۵۵/م۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جسے اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری پہر میں نہیں اٹھ سکے گا، تو وہ رات کے شروع میں ہی وتر پڑھ لے اور جو رات کے آخری حصے میں اٹھنے کی امید رکھتا ہو تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصے میں قرآن پڑھنے پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ افضل وقت ہے۔''

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَآخِرِهِ

۴۔ باب: رات کے ابتدائی اور آخری دونوں حصّوں میں وتر پڑھا جاسکتا ہے

456- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ: أَوَّلَهُ وَأَوْسَطَهُ وَآخِرَهُ، فَانْتَهَى وِتْرُهُ حِينَ مَاتَ إِلَى السَّحَرِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: أَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ: عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الأَسَدِيُّ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ، وَأَبِي قَتَادَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الْوِتْرُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ.

تخريج: خ/الوتر ٢ (٩٩٢)، م/المسافرين ١٧ (٧٤٥)، د/الصلاة ٣٤٣ (١٤٣٥)، ق/الإقامة ١٢١ (١١٨٦)، (تحفة الأشراف: ١٧٦٥٣)، حم (٦/٤٦، ١٠٠، ١٠٧، ١٢٩، ٢٠٤، ٢٠٥)، د/الصلاة ٢١١ (١٦٢٨) (صحيح)

۴۵۶۔ مسروق سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں پوچھا،

توانہوں نے کہا: آپ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھا ہے۔ شروع رات میں بھی درمیان میں بھی اور آخری حصے میں بھی اور جس وقت آپ کی وفات ہوئی تو آپ کا وتر سحر تک پہنچ گیا تھا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی، جابر، ابومسعود انصاری اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) بعض اہلِ علم کے نزدیک یہی پسندیدہ ہے کہ وتر رات کے آخری حصے میں پڑھی جائے۔'' ❶

فائدہ ❶ :...... ان دونوں حدیثوں اور اس باب میں مروی دیگر حدیثوں کا ماحصل یہ ہے کہ یہ آدمی پر منحصر ہے، وہ جب آخری پہر رات میں اٹھنے کا یقین کامل رکھتا ہو تو عشا کے بعد یا سونے سے پہلے ہی وتر نہ پڑھے، بلکہ آخری رات میں پڑھے اور اگر اس طرح کا یقین نہ ہو تو عشا کے بعد سونے سے پہلے ہی پڑھ لے، اس مسئلے میں ہر طرح کی گنجائش ہے۔

5۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِسَبْعٍ

۵۔ باب: سات رکعت وتر پڑھنے کا بیان

457۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الْوَتْرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَإِحْدَى عَشْرَةَ، وَتِسْعٍ، وَسَبْعٍ، وَخَمْسٍ، وَثَلَاثٍ، وَوَاحِدَةٍ. قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: مَعْنَى مَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ. قَالَ: إِنَّمَا مَعْنَاهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ، فَنُسِبَتْ صَلَاةُ اللَّيْلِ إِلَى الْوِتْرِ، وَرَوَى فِي ذَلِكَ حَدِيثًا عَنْ عَائِشَةَ. وَاحْتَجَّ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: أَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ. قَالَ: إِنَّمَا عَنَى بِهِ قِيَامَ اللَّيْلِ يَقُولُ: إِنَّمَا قِيَامُ اللَّيْلِ عَلَى أَصْحَابِ الْقُرْآنِ.

تخريج: ن/قيام الليل ٣٩ (١٧٠٩)، و٤٥ (١٧٢٨)، (تحفة الأشراف: ١٨٢٢٥)، حم (٦/٣٢٢)

(صحيح الاسناد)

۴۵۷۔ ❶ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی اکرم ﷺ وتر تیرہ رکعت پڑھتے تھے، لیکن جب آپ عمر رسیدہ اور کمزور ہو گئے تو سات رکعت پڑھنے لگے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے وتر تیرہ، گیارہ، نو، سات، پانچ، تین اور ایک سب مروی ہیں۔ (۴) اسحاق بن ابراہیم (ابن راہویہ) کہتے ہیں: یہ جو روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ وتر تیرہ رکعت پڑھتے تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تہجد (قیام اللیل) وتر کے ساتھ تیرہ رکعت پڑھتے تھے، تو اس میں قیام اللیل (تہجد) کو بھی وتر کا نام دے دیا گیا ہے، انھوں نے اس سلسلے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے اور نبی اکرم ﷺ کے قول ''اے اہلِ قرآن! وتر پڑھا کرو''

سے بھی دلیل لی ہے۔ ابن راہویہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس سے قیام اللیل مراد لی ہے اور قیام اللیل صرف قرآن کے ماننے والوں پر ہے (نہ کہ دوسرے مذاہب والوں پر)۔

فائدہ ❶ :...... ہمارے اس نسخے اور ایسے ہی سنن ترمذی مطبوعہ مکتبۃ المعارف میں علامہ احمد شاکر کے سنن ترمذی کے نمبرات کا لحاظ کیا گیا ہے، احمد شاکر کے نسخے میں غلطی سے (۴۵۸) نمبر نہیں ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِخَمْسٍ

۶- باب: پانچ رکعت وتر پڑھنے کا بیان

459- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكَوْسَجُ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ صَلاةُ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ، لاَ يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ إِلاَّ فِي آخِرِهِنَّ، فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ الْوِتْرَ بِخَمْسٍ، وَقَالُوا: لاَيَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ إِلاَّ فِي آخِرِهِنَّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَأَلْتُ أَبَا مُصْعَبٍ الْمَدِينِيَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُوتِرُ بِالتِّسْعِ وَالسَّبْعِ، قُلْتُ: كَيْفَ يُوتِرُ بِالتِّسْعِ وَالسَّبْعِ؟ قَالَ: يُصَلِّي مَثْنَى مَثْنَى، وَيُسَلِّمُ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ.

تخريج: م/المسافرين ١٧ (٧٣٧)، (تحفة الأشراف: ١٦٩٨١) (صحيح)

۴۵۹- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کی قیام اللیل (تہجد) تیرہ رکعت ہوتی تھی۔ ان میں پانچ رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں، ان (پانچ) میں آپ صرف آخری رکعت ہی میں قعدہ کرتے تھے، پھر جب مؤذن اذان دیتا تو آپ کھڑے ہو جاتے اور دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہل علم کا خیال ہے کہ (جس) وتر کی پانچ رکعتیں ہیں، ان میں وہ صرف آخری رکعت میں قعدہ کرے گا۔ (۴) میں نے اس حدیث کے بارے میں کہ ''نبی اکرم ﷺ نو اور سات رکعت وتر پڑھتے تھے'' ابومصعب مدینی سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ نو اور سات رکعتیں کیسے پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ دو دو رکعت پڑھتے اور سلام پھیرتے جاتے، پھر ایک رکعت وتر پڑھ لیتے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِثَلاثٍ

۷- باب: تین رکعت وتر پڑھنے کا بیان

460- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُوتِرُ بِثَلاثٍ، يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ، يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلاثِ سُوَرٍ، آخِرُهُنَّ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَعَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَعَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَيُرْوَى أَيْضًا عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . هَكَذَا رَوَى بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أُبَيٍّ، وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أُبَيٍّ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا، وَرَأَوْا أَنْ يُوتِرَ الرَّجُلُ بِثَلاثٍ . قَالَ سُفْيَانُ: إِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِخَمْسٍ، وَإِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِثَلاثٍ، وَإِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِرَكْعَةٍ . قَالَ سُفْيَانُ: وَالَّذِي أَسْتَحِبُّ أَنْ أُوتِرَ بِثَلاثِ رَكَعَاتٍ . وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ . حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: كَانُوا يُوتِرُونَ بِخَمْسٍ، وَبِثَلاثٍ، وَبِرَكْعَةٍ، وَيَرَوْنَ كُلَّ ذَلِكَ حَسَنًا .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٩٣٠١) (ضعيف جداً)

(سند میں حارث اعور سخت ضعیف ہے)

۴۶۰- علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، ان میں مفصل میں سے نو سورتیں پڑھتے ہر رکعت میں تین تین سورتیں پڑھتے اور سب سے آخر میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عمران بن حصین، ام المومنین عائشہ، ابن عباس، ابوایوب انصاری اور عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ عبدالرحمن بن ابزیٰ نے اسے ابی بن کعب سے روایت کی ہے۔ نیز یہ بھی مروی ہے کہ عبدالرحمن بن ابزیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے (براہِ راست) روایت کی ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں نے روایت کی ہے، اس میں انھوں نے ''ابی'' کے واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے اور بعض نے ابی کے واسطے کا ذکر کیا ہے۔ (۲) صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہلِ علم کی ایک جماعت کا خیال یہی ہے کہ آدمی وتر تین رکعت پڑھے۔ (۳) سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو پانچ رکعت وتر پڑھو، اور چاہو تو تین رکعت پڑھو اور چاہو تو صرف ایک رکعت پڑھو اور میں تین رکعت ہی پڑھنے کو مستحب سمجھتا ہوں۔ ابن مبارک اور اہلِ کوفہ کا یہی قول ہے۔ (۴) محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ لوگ وتر کبھی پانچ رکعت پڑھتے تھے، کبھی تین اور کبھی ایک، وہ ہر ایک کو مستحسن سمجھتے تھے۔ ❷

فائدہ ❶:...... یہ حدیث حارث اعور کی وجہ سے ضعیف ہے، مگر اس کیفیت کے ساتھ ضعیف ہے، نہ کہ تین رکعت وتر پڑھنے کی بات ضعیف ہے۔ کئی ایک صحیح حدیثیں مروی ہیں کہ آپ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، پہلی میں ''سبح اسم ربك الاعلى'' دوسری میں ''قل یاأیها الكافرون'' اور تیسری میں ''قل هو الله أحد'' پڑھتے تھے۔

فائدہ ❷:...... سارے ائمہ کرام وعلماے امت اس بات کے قائل ہیں کہ آدمی کو اختیار ہے کہ چاہے پانچ رکعت

پڑھے، چاہے تین، یا ایک، سب کے سلسلے میں صحیح احادیث وارد ہیں اور یہ بات کہ نہ تین سے زیادہ وتر جائز ہے نہ تین سے کم (ایک) تو اس بات کے قائل صرف ائمہ احناف ہیں، وہ بھی دو رکعت کے بعد قعدہ کے ساتھ جس سے وتر کی مغرب سے مشابہت ہوجاتی ہے، جبکہ اس بات سے منع کیا گیا ہے۔

8۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ

۸۔باب: ایک رکعت وتر پڑھنے کا بیان

461۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ ، فَقُلْتُ: أُطِيلُ فِي رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ؟ فَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى ، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ ، وَكَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ وَالأَذَانُ فِي أُذُنِهِ ، يَعْنِي يُخَفِّفُ .

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ ، وَجَابِرٍ ، وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ ، وَأَبِي أَيُّوبَ ، وَابْنِ عَبَّاسٍ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ: رَأَوْا أَنْ يَفْصِلَ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالثَّالِثَةِ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ . وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ ، وَالشَّافِعِيُّ ، وَأَحْمَدُ ، وَإِسْحَاقُ .

تخريج: خ/الوتر ٢ (٩٩٥)، م/المسافرين ٢٠ (١٥٧/٧٤٩)، ق/الإقامة ١٠١ (١١٤٤)، (مختصرا) (تحفة الأشراف : ٦٦٥٢)، حم (٢/٣١، ٤٩، ٧٨، ٨٨، ١٢٦) (صحيح)

۴۶۱۔انس بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا میں فجر کی دو رکعت سنت لمبی پڑھوں؟ تو انہوں نے کہا: نبی اکرم ﷺ تہجد دو دو رکعت پڑھتے تھے اور وتر ایک رکعت، اور فجر کی دو رکعت سنت پڑھتے (گویا کہ) تکبیر آپ کے کانوں میں ہو رہی ہوتی۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ، جابر، فضل بن عباس، ابوایوب انصاری اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ وتابعین میں سے بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، ان کا خیال ہے کہ آدمی دو رکعتوں اور تیسری رکعت کے درمیان (سلام کے ذریعے) فصل کرے، ایک رکعت سے وتر کرے۔ مالک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ یہی کہتے ہیں۔'' ❷

فائدہ ❶ :......''گویا تکبیر آپ ﷺ کے دونوں کانوں میں ہو رہی ہوتی'' کا مطلب ہے کہ فجر کی دونوں سنتیں اتنی سرعت سے ادا فرماتے گویا تکبیر کی آواز آپ کے کانوں میں آ رہی ہے اور آپ تکبیرِ تحریمہ فوت ہو جانے کے اندیشے سے اسے جلدی جلدی پڑھ رہے ہوں۔

فائدہ ❷ :...... نبی اکرم ﷺ کی وتر کے بارے میں وارد احادیث میں یہ صورت بھی ہے اور بغیر سلام کے تین پڑھنے کی صورت بھی مروی ہے، اس معاملے میں امت پر وسعت کی گئی ہے، اس کو تنگی میں محصور کر دینا مناسب نہیں

ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا اس ضمن میں زیادہ عمل، وتر ایک رکعت پڑھنے پر تھا، اس کے لیے احادیث وآثار تین، پانچ اور ان سے زیادہ وتروں کی نسبت کثرت سے مروی ہیں۔

9۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْوِتْرِ

۹۔باب: وتر میں کون سی سورتیں پڑھی جائیں؟

462۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ فِي رَكْعَةٍ رَكْعَةٍ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَيُرْوَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْوِتْرِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. وَالَّذِي اخْتَارَهُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ: أَنْ يَقْرَأَ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْ ذَلِكَ بِسُورَةٍ.

تخريج: ق/الإقامة ١١٥ (١١٧٢)، (تحفة الأشراف: ٥٥٨٧) (صحيح)

۴۶۲۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ وتر میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ اور ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ تینوں کو ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں علی، عائشہ اور عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہم جنھوں نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، بھی احادیث آئی ہیں اور اسے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے بغیر اُبی کے واسطے کے براہِ راست نبی اکرم ﷺ سے بھی روایت کیا جاتا ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ وتر میں تیسری رکعت میں معوذتین اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔ (۳) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے اکثر اہلِ علم نے جس بات کو پسند کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ تینوں میں سے ایک ایک ہر رکعت میں پڑھے۔

463۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الأُولَى بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. قَالَ: وَعَبْدُالْعَزِيزِ هٰذَا هُوَ وَالِدُ ابْنِ جُرَيْجٍ صَاحِبِ

عَطَاءٍ، وَابْنُ جُرَيْجٍ اسْمُهُ: عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ . وَقَدْ رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ ، عَنْ عَمْرَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

تخريج: د/الصلاة ٢٣٩ (١٤٢٤)، ق/الإقامة ١١٥ (١١٧٣)، (تحفة الأشراف : ١٦٣٠٦) (صحیح)(متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے، ورنہ عبدالعزیز کی ملاقات عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں ہے)

۴۶۳۔ عبدالعزیز بن جریج کہتے ہیں کہ ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ وتر میں کیا پڑھتے تھے؟ توانہوں نے کہا: پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾، دوسری میں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین [1] پڑھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) یہ عبدالعزیز راویٔ اثر عطاء کے شاگرد ابن جریج کے والد ہیں اور ابن جریج کا نام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ہے۔ (۳) یحییٰ بن سعید انصاری نے یہ حدیث بطریق: "عمرة، عن عائشه، عن النبی ﷺ" روایت کی ہے۔

فائدہ [1] :......یعنی ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾

10۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ

۱۰۔ باب: صلاۃ وتر میں دعائے قنوت پڑھنے کا بیان

464۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ: ((اللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ، وَاسْمُهُ: رَبِيعَةُ بْنُ شَيْبَانَ . وَلَا نَعْرِفُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا . وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ: فَرَأَى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْقُنُوتَ فِي الْوِتْرِ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا، وَاخْتَارَ الْقُنُوتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ . وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَإِسْحَاقُ، وَأَهْلُ الْكُوفَةِ . وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّهُ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا فِي النِّصْفِ الآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَكَانَ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوعِ . وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هٰذَا . وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ .

تخريج: د/الصلاة ٣٤٠ (١٤٢٥)، ن/قيام الليل ٥١ (١٧٤٦)، ق/الإقامة ١١٧ (١١٧٨)، (تحفة الأشراف :

٣٤٤٠٤)، حم (١٩٩/١، ٢٠٠)، د/الصلاة ٢١٤ (١٦٣٢) (صحیح)

۴۶۴۔حسن بن علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات سکھائے جنھیں میں وتر میں پڑھا کروں، وہ کلمات یہ ہیں:"اللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ" (اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنھیں تو نے ہدایت سے نوازا ہے، مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنھیں تو نے عافیت بخشی ہے، میری سرپرستی فرما کر، ان لوگوں میں شامل فرما جن کی تو نے سرپرستی کی ہے اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما، اور جس شر کا تو نے فیصلہ فرما دیا ہے اس سے مجھے محفوظ رکھ، یقیناً فیصلہ تو ہی صادر فرماتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا، اور جس کا تو والی ہو وہ کبھی ذلیل وخوار نہیں ہو سکتا، اے ہمارے رب! تو بہت برکت والا اور بہت بلند و بالا ہے۔)

امام ترمذی کہتے ہیں:(۱) یہ حدیث حسن ہے۔ (۲) اسے ہم صرف اسی سند سے، یعنی ابوالحوراء سعدی کی روایت سے جانتے ہیں، ان کا نام ربیعہ بن شیبان ہے۔ (۳) میرے علم میں وتر کے قنوت کے سلسلے میں اس سے بہتر کوئی اور چیز نبی اکرم ﷺ سے مروی ہو معلوم نہیں۔ (۴) اس باب میں علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۵) اہلِ علم کا وتر کے قنوت میں اختلاف ہے: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ وتر میں قنوت پورے سال ہے اور انھوں نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا پسند کیا ہے اور یہی بعض اہلِ علم کا قول ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، اسحاق اور اہلِ کوفہ بھی یہی کہتے ہیں۔ (۶) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ صرف رمضان کے نصف آخر میں قنوت پڑھتے تھے اور رکوع کے بعد پڑھتے تھے۔ (۷) بعض اہلِ علم اسی طرف گئے ہیں، شافعی اور احمد بھی یہی کہتے ہیں۔"❶

فائدہ (۱):...... وتر کی اہمیت، اور اس کی مشروعیت کے سبب اس کے وقت اور طریقہ نیز نبی اکرم ﷺ کی وتر کے بارے میں جو روایات وارد ہیں ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صلاۃ وتر پورا سال اور ہر روز ہے اور قنوت وتر کے بارے میں تحقیقی بات یہی ہے کہ وہ رکوع سے پہلے افضل ہے اور قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے۔

11۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ يَنْسَاهُ

۱۱۔باب: وتر پڑھے بغیر سو جانے یا وتر کے بھول جانے کا بیان

465۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ، أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ)).

تخريج: د/الصلاة ٣٤١ (١٤٣١)، ق/الإقامة ١٢٢ (١١٨٨)، (تحفة الأشراف: ٤١٩٨)، حم (٣/٣١) (صحیح) (سند میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم متکلم فیہ راوی ہیں، لیکن متابعات و شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے)

۴۶۵۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو وتر پڑھے بغیر سو جائے، یا اسے پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے یا جاگے پڑھ لے۔''

466۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الأَوَّلِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ السِّجْزِيَّ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ الأَشْعَثِ يَقُولُ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؟ فَقَالَ: أَخُوهُ عَبْدُاللهِ لا بَأْسَ بِهِ. قَالَ: و سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ: أَنَّهُ ضَعَّفَ عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، و قَالَ: عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ثِقَةٌ. قَالَ: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْكُوفَةِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ. فَقَالُوا: يُوتِرُ الرَّجُلُ إِذَا ذَكَرَ، وَإِنْ كَانَ بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

تخریج: تفرد به المؤلف (صحیح) (شواہد ومتابعات کی بنا پر یہ روایت صحیح ہے، ورنہ یہ خود مرسل روایت ہے)

۴۶۶۔ زید بن اسلم (مرسلاً) کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو وتر پڑھے بغیر سو جائے، اور جب صبح کو اٹھے تو پڑھ لے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ❶ (۲) میں نے ابوداود سجزی، یعنی سلیمان بن اشعث کو سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے احمد بن حنبل سے عبدالرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: ان کے بھائی عبداللہ میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۳) میں نے محمد (بن اسماعیل بخاری) کو ذکر کرتے سنا، وہ علی بن عبداللہ (ابن المدینی) سے روایت کر رہے تھے کہ انھوں نے عبدالرحمن بن زید بن اسلم کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ (ان کے بھائی) عبداللہ بن زید بن اسلم ثقہ ہیں۔ (۴) کوفہ کے بعض اہلِ علم اسی حدیث کی طرف گئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ آدمی وتر پڑھ لے جب اسے یاد آ جائے، گو سورج نکلنے کے بعد یاد آئے۔ یہی سفیان ثوری بھی کہتے ہیں ❷

فائدہ ❶ :...... کیونکہ پہلی حدیث اگرچہ مرفوع ہے مگر عبدالرحمن بن زید بن اسلم کے طریق سے ہے اور وہ متکلم فیہ ہیں، جبکہ ان کے بھائی عبداللہ ثقہ ہیں، یعنی اس حدیث کا مرسل ہونا ہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❷ :...... اس حدیث سے وتر کی قضا ثابت ہوتی ہے، اس کے قائل بہت سے صحابہ اور ائمہ ہیں، اس مسئلے میں اگرچہ بہت سے اقوال ہیں مگر احتیاط کی بات یہی ہے کہ وتر اگر کسی وجہ سے رہ جائے تو قضا کر لے، چاہے جب بھی کرے، کیونکہ وتر سنن ونوافل صلاتوں کو طاق بنانے کے لیے مشروع ہوئی ہے اور اگر کوئی مسافر ہو اور دن بھر میں کسی وقت بھی دو رکعت بھی سنت نہ پڑھ سکا ہو تو ایسے آدمی کو وتر کی ضرورت ہی نہیں، پھر عشا کے بعد دو رکعت سنت پڑھ لے تب وتر پڑھے۔

12۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَادَرَةِ الصُّبْحِ بِالْوِتْرِ

۱۲۔باب: صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لینے کا بیان

467۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/المسافرين ٢٠ (٧٥٠)، د/الصلاة ٣٤٣ (١٤٣٦)، (تحفة الأشراف: ٨١٣٢)، حم (٢/٣٧، ٣٨) (صحيح)

۴۶۷۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1] :......اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ وتر کا وقت طلوع فجر سے پہلے تک ہے، جب فجر طلوع ہوگئی تو ادائیگی وتر کا وقت نکل گیا۔

468۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا)).

تخريج: م/المسافرين ٢٠ (٧٥٤)، ن/قيام الليل ٣١ (١٦٨٤، ١٦٨٥)، ق/الإقامة ١٢٢ (١١٨٩)، (تحفة الأشراف: ٤٣٨٤)، حم (٣/١٣، ٣٥، ٣٧، ٧١)، د/الصلاة ٢١١ (١٦٢٩) (صحيح)

۴۶۸۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔''

469۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَ كُلُّ صَلاَةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرُ، فَأَوْتِرُوا قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى قَدْ تَفَرَّدَ بِهِ عَلَى هٰذَا اللَّفْظِ. وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لاَ وِتْرَ بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ)). وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: لاَ يَرَوْنَ الْوِتْرَ بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٧٦٧٣) (صحيح)

۴۶۹۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''جب فجر طلوع ہوگئی تو تہجد (قیام اللیل) اور وتر کا سارا وقت ختم ہوگیا، لہٰذا فجر کے طلوع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) سلیمان بن موسیٰ ان الفاظ کے ساتھ منفرد ہیں۔ (۲) نیز نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: فجر کے بعد وتر نہیں۔ (۳) بہت سے اہلِ علم کا یہی قول ہے اور شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں: یہ لوگ صلاۃِ فجر کے بعد وتر پڑھنے کو درست نہیں سمجھتے۔'' [1]

فائدہ [1] :...... پچھلی حدیث کے حاشیے میں گزرا کہ بہت سے صحابہ کرام و ائمہ عظام وتر کی قضا کے قائل ہیں اور یہی راجح مسلک ہے، کیونکہ اگر وتر نہیں پڑھی تو سنن ونوافل کی جفت رکعتیں طاق نہیں ہو پائیں گی۔ واللہ اعلم.

13- بَابُ مَا جَاءَ لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ

۱۳۔باب: ایک رات میں دوبار وتر نہیں

470- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بَدْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الَّذِي يُوتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، ثُمَّ يَقُومُ مِنْ آخِرِهِ: فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ نَقْضَ الْوِتْرِ، وَقَالُوا: يُضِيفُ إِلَيْهَا رَكْعَةً وَيُصَلِّي مَا بَدَا لَهُ، ثُمَّ يُوتِرُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ، لِأَنَّهُ لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ. وَهُوَ الَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ إِسْحَاقُ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: إِذَا أَوْتَرَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ يُصَلِّي مَا بَدَا لَهُ، وَلَا يَنْقُضُ وِتْرَهُ، وَيَدَعُ وِتْرَهُ عَلَى مَا كَانَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ، وَأَحْمَدَ. وَهٰذَا أَصَحُّ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ صَلَّى بَعْدَ الْوِتْرِ.

تخريج: د/الصلاة ٣٤٤ (١٤٣٩)، ن/قيام الليل ٢٩ (١٦٨٠)، (تحفة الأشراف: ٥٠٢٤)، حم (٤/٢٣) (صحيح)

۴۷۰۔طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس شخص کے بارے میں اہلِ علم میں اختلاف ہے جو رات کے شروع حصے میں وتر پڑھ لیتا ہو پھر رات کے آخری حصے میں قیام اللیل (تہجد) کے لیے اٹھتا ہو، تو صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے بعض اہلِ علم کی رائے وتر کو توڑ دینے کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ وہ اس میں ایک رکعت اور ملا لے تا کہ (وہ جفت ہوجائے) پھر جتنا چاہے پڑھے اور صلاۃ کے آخر میں وتر پڑھ لے، اس لیے کہ ایک رات میں دو بار وتر نہیں، اسحاق بن راہویہ اسی طرف گئے ہیں۔ (۳) صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ جب اس نے رات کے شروع حصے میں وتر پڑھ لی پھر سو گیا، پھر رات کے آخری میں بیدار ہوا تو وہ جتنی صلاۃ چاہے پڑھے، وتر کو نہ توڑے، بلکہ وتر کو اس کے اپنے حال ہی پر رہنے دے۔ سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک، شافعی اور اہلِ کوفہ

اور احمد کا یہی قول ہے۔ اور یہی زیادہ صحیح ہے، اس لیے کہ کئی دوسری روایتوں میں مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے وتر کے بعد صلاۃ پڑھی ہے۔

471۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مُوسَى الْمَرَئِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، وَعَائِشَةَ، وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تخريج: ق/الإقامة ١٢٥ (١١٩٥)، (تحفة الأشراف: ١٨٢٥٥) (صحيح)

۴۷۱۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ابوامامہ، عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر کئی لوگوں سے بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح مروی ہے۔

فائدہ [1] :......نووی کے بقول نبی اکرم ﷺ کا وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا بیان جواز کے لیے تھا، آپ ہمیشہ ایسا نہیں کرتے تھے، نہ کر سکتے تھے کہ آپ نے خود فرمایا تھا: ''وتر کو رات کی صلاۃ (تہجد) میں سب سے اخیر میں کردو" تو آپ خود اس کی خلاف ورزی کیسے کر سکتے تھے، یا پھر یہ مانیے کہ یہ آپ کے ساتھ خاص تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ امت کے علما میں اس پر تعامل نہیں پایا گیا۔ واللہ اعلم.

14۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

۱۴۔ باب: سواری پر وتر پڑھنے کا بیان

472۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ، فَتَخَلَّفْتُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ أَوْتَرْتُ، فَقَالَ: أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ؟ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هٰذَا، وَرَأَوْا أَنْ يُوتِرَ الرَّجُلُ عَلَى رَاحِلَتِهِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يُوتِرُ الرَّجُلُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ نَزَلَ فَأَوْتَرَ عَلَى الأَرْضِ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

تخريج: خ/الوتر ٥ (٩٩٩)، وتقصير الصلاة ٧ (١٠٩٥)، و٨ (١٠٩٨)، و١٢ (١١٠٥)، م/المسافرين ٤ (٧٠٠)، ن/قيام الليل ٣٣ (١٦٨٧-١٦٨٩)، ق/الإقامة ١٢٧ (١٢٠٠)، (تحفة الأشراف: ٧٠٨٥)، ط/صلاة الليل ٣ (١٥)، حم (٢/٥٧، ١٣٨)، د/الصلاة ٢١٣ (صحيح)

۴۷۲۔ سعید بن یسار کہتے ہیں: میں ایک سفر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ چل رہا تھا، میں ان سے پیچھے رہ گیا تو انہوں نے پوچھا: تم کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے کہا: میں وتر پڑھ رہا تھا، انھوں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے

لیے اسوہ نہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تو اپنی سواری ہی پر وتر پڑھتے دیکھا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۳) صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم اسی طرف گئے ہیں، ان کا خیال ہے کہ آدمی اپنی سواری پر وتر پڑھ سکتا ہے۔ اور یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ (۴) اور بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ آدمی سواری پر وتر نہ پڑھے، جب وہ وتر کا ارادہ کرے تو اُسے اُتر کر زمین پر پڑھے۔ یہ بعض اہلِ کوفہ کا قول ہے۔'' ❶

فائدہ ❶ :...... متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سواری پر بھی وتر پڑھا کرتے تھے، اس لیے کسی کو یہ حق نہیں کہ اس کو ناپسند کرے اور یہ صرف جائز ہے نہ کہ فرض و واجب ہے، کبھی کبھی آپ ﷺ سواری سے اتر کر بھی پڑھا کرتے تھے، ہر دونوں صورتیں جائز ہیں۔

15۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحَى

۱۵۔ باب: صلاۃ الضحیٰ (چاشت کی صلاۃ) کا بیان

473۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ فُلَانِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَمِّهِ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَنُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَعُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ، وَابْنِ أَبِي أَوْفَى، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

تخریج: ق/الإقامة ۱۸۷ (۱۳۸۰)، (تحفة الأشراف: ۵۰۵) (ضعیف)

(سند میں موسیٰ بن فلان بن انس مجہول راوی ہے)

۴۷۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں، اللہ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر فرمائے گا۔'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس کی حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ (۲) اس باب میں ام ہانی، ابوہریرہ، نعیم بن ہمّار، ابوذر، عائشہ، ابوامامہ، عتبہ بن عبد سلمی، ابن ابی اوفی، ابوسعید خدری، زید بن ارقم اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... اس سیاق و لفظ کے ساتھ یہ حدیث ضعیف ہے نہ کہ نفس چاشت کی صلاۃ، آگے والی حدیث صحیح ہے جس سے آٹھ رکعت چاشت کی صلاۃ کا ثبوت ملتا ہے۔

474۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: مَا أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى إِلَّا أُمَّ

هَانِءٍ، فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَاغْتَسَلَ فَسَبَّحَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَكَأَنَّ أَحْمَدَ رَأَى أَصَحَّ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثَ أُمِّ هَانِءٍ. وَاخْتَلَفُوا فِي نُعَيْمٍ: فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نُعَيْمُ بْنُ خَمَّارٍ، و قَالَ بَعْضُهُمْ: ابْنُ هَمَّارٍ، وَيُقَالُ ابْنُ هَبَّارٍ وَيُقَالُ ابْنُ هَمَّامٍ وَالصَّحِيحُ ابْنُ هَمَّارٍ. وَأَبُو نُعَيْمٍ وَهِمَ فِيهِ فَقَالَ ابْنُ حِمَازٍ وَأَخْطَأَ فِيهِ، ثُمَّ تَرَكَ فَقَالَ: نُعَيْمٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: و أَخْبَرَنِي بِذَلِكَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ.

تخريج: خ/تقصير الصلاة ١٢ (١١٠٣)، والتهجد ٣١ (١١٧٦)، والمغازي ٥٠ (٤٢٩٢)، م/المسافرين ١٣ (٣٣٦/٨٠)، د/الصلاة ٣٠١ (١٢٩١)، (تحفة الأشراف: ١٨٠٠٧)، حم (٦/٣٤٢-٣٤٣)، د/الصلاة ١٥١ (١٤٩٣)، وانظر أيضا: خ/الغسل ٢١ (٢٨٠)، والصلاة ٤ (٣٥٧)، الجزية ٩ (٣١٧١)، والأدب ٩٤ (٦١٥٨)، ون/الطهارة ١٤٣ (٢٢٦)، والغسل ١١ (٤١٥)، وق/الطهارة ٥٩ (٤٦٥)، والإقامة ١٨٧ (١٣٢٣)، وط/قصر الصلاة ٨ (٢٨)، وحم (٦/٣٤١، ٤٢٣، ٤٢٤، ٤٢٥) (صحيح)

۴۷۴۔عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ مجھے صرف ام ہانی رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی صلاۃ پڑھتے دیکھا ہے۔ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں داخل ہوئے تو غسل کیا اور آٹھ رکعتیں پڑھیں، میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اس سے بھی ہلکی صلاۃ کبھی پڑھی ہو، البتہ آپ رکوع اور سجدے پورے پورے کر رہے تھے۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) احمد بن حنبل کی نظر میں اس باب میں سب سے زیادہ صحیح ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے۔

475- حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَوْ أَبِي ذَرٍّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهُ قَالَ: ((ابْنَ آدَمَ! ارْكَعْ لِي مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَكْفِكَ آخِرَهُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٠٩٢٧) و ١١٩٠٤) (صحيح)

۴۷۵۔ابوالدرداء رضی اللہ عنہ یا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تم دن کے شروع میں میری رضا کے لیے چار رکعتیں پڑھا کرو، میں پورے دن تمہارے لیے کافی ہوں گا۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

476- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالأَعْلَى الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى غُفِرَ

لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى وَكِيعٌ وَالنَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، وَلانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ .

تخريج: ق/الإقامة ١٨٧ (١٣٨٢)، (تحفة الأشراف: ١٣٤٩١) (ضعيف)

(سند میں نہاس بن قہم ضعیف راوی ہے)

۴۷۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چاشت کی دورکعتوں کی محافظت کی، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: وکیع، نضر بن شمیل اور دوسرے کئی ائمہ نے یہ حدیث نہاس بن قہم سے روایت کی ہے اور ہم نہاس کو صرف ان کی اسی حدیث سے جانتے ہیں۔

477- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى حَتَّى نَقُولَ: لَايَدَعُ، وَيَدَعُهَا حَتَّى نَقُولَ لا يُصَلِّي . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٤٢٢٧) (ضعيف) (سند میں عطیہ عوفی ضعیف راوی ہے)

۴۷۷۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ چاشت کی صلاۃ پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ اسے نہیں چھوڑیں گے اور آپ اسے چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب اسے نہیں پڑھیں گے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاةِ عِنْدَ الزَّوَالِ

۱۶۔ باب: زوال (سورج ڈھلنے) کے وقت کی صلاۃ کا بیان

478- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ ابْنِ أَبِي الْوَضَّاحِ، هُوَ أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدِّبُ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ السَّائِبِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ: ((إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ . وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الزَّوَالِ لا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٣١٨)، وانظر: حم (٣/٤١١) (صحيح)

۴۷۸۔ عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور فرماتے: ''یہ ایسا وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرا نیک عمل اس

میں اوپر چڑھے۔'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں علی اور ابوایوب رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ زوال کے بعد چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے آخر میں ہی سلام پھیرتے۔'' ❷

فائدہ ❶:...... ہوسکتا ہے کہ یہ ظہر سے پہلے والی چار رکعت سنت مؤکدہ ہی ہوں، کسی نے اس کی وضاحت نہیں کی ہے کہ دونوں الگ الگ صلاتیں ہیں یا دونوں ایک ہی ہیں۔

فائدہ ❷:...... یہ حدیث ابوداود اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور اس میں ''آخر میں سلام پھیرنے والا'' ٹکڑا ضعیف ہے (دیکھئے صحیح ابوداود ۱۱۵۳)

17۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ

۱۷۔ باب: صلاۃ الحاجہ کا بیان

479۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ، وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُنِيرٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بَكْرٍ، عَنْ فَائِدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ إِلَى اللهِ حَاجَةٌ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ، ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللهِ، وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لِيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، اَلْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. فَائِدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ، وَفَائِدٌ هُوَ أَبُو الْوَرْقَاءِ.

تخريج: ق/الإقامة ۱۸۹ (۱۳۸٤)، (تحفة الأشراف: ۵۱۷۸) (ضعيف جداً)

(سند میں فائد بن عبدالرحمٰن سخت ضعیف راوی ہے)

۴۷۹۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی ضرورت ہو یا بنی آدم میں سے کسی سے کوئی کام ہو تو پہلے وہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعتیں ادا کرے، پھر اللہ کی حمد وثنا بیان کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ (درود) وسلام بھیجے، پھر کہے: ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، اَلْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ'' (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ حلیم (بردبار) ہے، کریم (بزرگی والا) ہے، پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا رب ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین

(سارے جہانوں کا پالنہار) ہے، میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والی چیزوں کا اور تیری بخشش کے یقینی ہونے کا سوال کرتا ہوں اور ہر نیکی میں سے حصہ پانے کا اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں، اے ارحم الراحمین! تو میرا کوئی گناہ باقی نہ چھوڑ مگر تو اسے بخش دے اور نہ کوئی غم چھوڑ، مگر تو اُسے دور فرما دے اور نہ کوئی ایسی ضرورت چھوڑ جس میں تیری خوشنودی ہو مگر تو اُسے پوری فرما دے)

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے۔ (۲) اس کی سند میں کلام ہے، فائد بن عبدالرحمٰن کو حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے اور فائد ہی ابوالورقاء ہیں۔

18۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلاَةِ الاِسْتِخَارَةِ

۱۸۔ باب: صلاۃِ استخارہ کا بیان

480۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الاِسْتِخَارَةَ فِي الأُمُورِ كُلِّهَا، كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: ((إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَأَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ۔ فَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ۔ فَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ)). قَالَ: ((وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي الْمَوَالِي. وَهُوَ شَيْخٌ مَدِينِيٌّ ثِقَةٌ، رَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ حَدِيثًا، وَقَدْ رَوَى عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ. وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الْمَوَالِي.

تخريج: خ/التهجد ٢٥ (١١٦٢)، والدعوات ٤٨ (٦٣٦٢)، التوحيد ١٠ (٧٣٩٠)، د/الصلاة ٣٦٦ (١٥٣٨)، ن/النكاح ٢٧ (٣٢٥٥)، ق/الإقامة ١٨٨ (١٣٨٣)، (تحفة الأشراف: ٣٠٥٥)، حم (٣/٣٤٤) (صحيح)

۴۸۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر معاملے میں استخارہ کرنا [1] اسی طرح سکھاتے جیسے آپ ہمیں قرآن کی سورتیں سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے: ''تم میں سے کوئی شخص جب کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت پڑھے، پھر کہے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ

أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي"، یا کہے "فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ۔" "فَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعِيشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي۔" یا کہے "فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ۔" فَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ" (اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری طاقت کے ذریعے تجھ سے طاقت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں، تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، تو علم والا ہے اور میں لاعلم ہوں، تو تمام غیبوں کو خوب جاننے والا ہے، اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں، میرے دین، میری روزی اور انجام کے اعتبار سے (یا آپ نے فرمایا: یا میری دنیا اور آخرت کے لحاظ سے) بہتر ہے، تو اسے تو میرے لیے آسان بنادے اور مجھے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں، میرے دین، میری روزی اور انجام کے اعتبار سے یا فرمایا میری دنیا اور آخرت کے لحاظ سے میرے لیے بُرا ہے تو اسے تو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے خیر مقدر فرما دے وہ جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔) آپ نے فرمایا: ''اور اپنی حاجت کا نام لے۔''[2]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح غریب ہے، ہم اسے صرف عبدالرحمٰن بن ابی الموالی کی روایت سے جانتے ہیں، یہ ایک مدنی ثقہ شیخ ہیں، ان سے سفیان نے بھی ایک حدیث روایت کی ہے اور عبدالرحمٰن سے دیگر کئی ائمہ نے بھی روایت کی ہے، یہی عبدالرحمٰن بن زید بن ابی الموالی ہیں۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن مسعود اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... استخارہ کے لغوی معنی خیر طلب کرنے کے ہیں، چونکہ اس دعا کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی طلب کرتا ہے، اس لیے اسے ''دعاے استخارہ'' کہا جاتا ہے، اس کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ فرض صلاۃ کے علاوہ دو رکعت پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔ استخارے کا تعلق صرف مباح کاموں سے ہے، فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کی ادائیگی اور محرمات و مکروہاتِ شرعیہ سے اجتناب ہر حال میں ضروری ہے، ان میں استخارہ نہیں ہے۔

فائدہ ❷ :...... یعنی: لفظ "ھذا الأمر" (یہ کام) کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لے اور کسی دوسرے شخص کے لیے استخارہ کرنا کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں ہے، ہر آدمی اپنے لیے استخارہ خود کرے تاکہ اپنی حاجت اپنے ربّ کریم سے خود باسلوب احسن بیان کر سکے اور اُسے اپنے رب سے خود مانگنے کی عادت پڑے۔ یہ جو آج کل دوسروں سے استخارہ کروانے والا عمل جاری ہو چکا ہے یہ نری بدعت ہے، استخارہ کے بعد سو جانا اور خواب دیکھنا وغیرہ بھی نہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام و تابعین عظام سے، بلکہ استخارے کے بعد کہ جب اسے ایک، تین پانچ یا سات بار کیا جائے، دل کا اطمینان، مطلوبہ عمل کے لیے جس طرف ہو جائے اُسے آدمی اختیار کر لے، خواب میں بھی اس کی وضاحت ہو سکتی ہے، مگر خواب استخارے کا جزء نہیں ہے۔ عورتیں بھی استخارہ خود کر سکتی ہیں، کہیں پر ممانعت نہیں۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلاَةِ التَّسْبِيحِ

۱۹۔باب: صلاۃ تسبیح کا بیان

481- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ غَدَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي صَلاَتِي، فَقَالَ: ((كَبِّرِي اللهَ عَشْرًا، وَسَبِّحِي اللهَ عَشْرًا، وَاحْمَدِيهِ عَشْرًا، ثُمَّ سَلِي مَا شِئْتِ، يَقُولُ: نَعَمْ نَعَمْ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي رَافِعٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ حَدِيثٍ فِي صَلاَةِ التَّسْبِيحِ، وَلاَ يَصِحُّ مِنْهُ كَبِيرُ شَيْءٍ. وَقَدْ رَأَى ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ صَلاَةَ التَّسْبِيحِ وَذَكَرُوا الْفَضْلَ فِيهِ.

تخريج: ن/السهو ٥٧ (١٣٠٠)، (تحفة الأشراف: ١٨٥)، حم (٣/١٢٠) (حسن الاسناد)

481/ م- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو وَهْبٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنِ الصَّلاَةِ الَّتِي يُسَبَّحُ فِيهَا؟ فَقَالَ: يُكَبِّرُ، ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلاَإِلَهَ غَيْرُكَ. ثُمَّ يَقُولُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلهِ، وَلاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ. ثُمَّ يَتَعَوَّذُ وَيَقْرَأُ ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ وَفَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً. ثُمَّ يَقُولُ عَشْرَ مَرَّاتٍ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلهِ، وَلاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ. ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَيَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ الثَّانِيَةَ فَيَقُولُهَا عَشْرًا. يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عَلَى هَذَا، فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ تَسْبِيحَةً فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، يَبْدَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِخَمْسَ عَشْرَةَ تَسْبِيحَةً، ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُسَبِّحُ عَشْرًا. فَإِنْ صَلَّى لَيْلاً فَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُسَلِّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، وَإِنْ صَلَّى نَهَارًا فَإِنْ شَاءَ سَلَّمَ وَإِنْ شَاءَ لَمْ يُسَلِّمْ.

قَالَ أَبُو وَهْبٍ، وَأَخْبَرَنِي عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ أَنَّهُ قَالَ: يَبْدَأُ فِي الرُّكُوعِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَفِي السُّجُودِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى: ثَلاَثًا، ثُمَّ يُسَبِّحُ التَّسْبِيحَاتِ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: وَحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُالْعَزِيزِ، وَهُوَ ابْنُ أَبِي رِزْمَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِاللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: إِنْ سَهَا فِيهَا يُسَبِّحُ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ عَشْرًا عَشْرًا؟ قَالَ: لاَ، إِنَّمَا هِيَ ثَلاَثُ مِائَةِ تَسْبِيحَةٍ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٨٩٣٨) (صحيح)

۴۸۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر عرض کی کہ مجھے کچھ ایسے کلمات

سکھا دیجیے جنھیں میں صلاۃ ❶ میں کہا کروں، آپ نے فرمایا: ''دس بار "الله أكبر" کہو، دس بار "سبحان الله" کہو، دس بار "الحمد لله" کہو، پھر جو چاہو مانگو، وہ (اللہ) ہر چیز پر ہاں، ہاں کہتا ہے''، (یعنی قبول کرتا ہے)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس، عبداللہ بن عمرو، فضل بن عباس اور ابورافع رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صلاۃ التسبیح کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بھی کئی حدیثیں مروی ہیں، لیکن کوئی زیادہ صحیح نہیں ہیں۔ (۴) ابن مبارک اور دیگر کئی اہلِ علم صلاۃ التسبیح کے قائل ہیں اور انھوں نے اس کی فضیلت کا ذکر کیا ہے۔ (۵) ابووہب محمد بن مزاحم العامری نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے صلاۃ التسبیح کے بارے میں پوچھا کہ جس میں تسبیح پڑھی جاتی ہے، تو انہوں نے کہا: پہلے تکبیرِ تحریمہ کہے، پھر "سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ" (اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، اے اللہ تو ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، بابرکت ہے تیرا نام، بلند ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں) کہے، پھر پندرہ مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" کہے، پھر "أعوذ بالله من الشيطان الرجيم اوربسم الله الرحمن الرحيم" کہے، پھر سورۂ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھے، پھر دس مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" کہے، پھر رکوع میں جائے اور دس مرتبہ یہی کلمات کہے، پھر سر اٹھائے اور دس مرتبہ یہی کلمات کہے، پھر سجدہ کرے اور دس بار یہی کلمات کہے پھر سجدے سے اپنا سر اٹھائے اور دس بار یہی کلمات کہے، پھر دوسرا سجدہ کرے اور دس بار یہی کلمات کہے، اس طرح سے وہ چاروں رکعتیں پڑھے، تو ہر رکعت میں یہ کل ۷۵ تسبیحات ہوں گی۔ ہر رکعت کے شروع میں پندرہ تسبیحیں کہے گا، پھر دس دس کہے گا اور اگر وہ رات کو صلاۃ پڑھ رہا ہو تو میرے نزدیک مستحب ہے کہ وہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور اگر دن میں پڑھے تو چاہے تو (دو رکعت کے بعد) سلام پھیرے اور چاہے تو نہ پھیرے۔

ابووہب وہب بن زمعہ سے روایت ہے کہ عبدالعزیز بن ابی رزمہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا: رکوع میں پہلے "سبحان ربی العظيم" اور سجدہ میں پہلے "سبحان ربی الأعلى" تین تین بار کہے، پھر تسبیحات پڑھے۔ عبدالعزیز ہی ابن ابی رزمہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے پوچھا: اگر اس صلاۃ میں سہو ہو جائے تو کیا وہ سجدۂ سہو میں دس دس تسبیحیں کہے گا؟ انھوں نے کہا: نہیں یہ صرف تین سو تسبیحات ہیں۔

فائدہ ❶ :...... بظاہر اس حدیث کا تعلق ''صلاۃ التسبیح'' سے نہیں عام صلاتوں سے ہے، بلکہ مسند ابی یعلی میں ''فرض صلاۃ'' کا لفظ وارد ہے؟ نیز اس حدیث میں وارد طریقہ تسبیح صلاۃ التسبیح میں ہے بھی نہیں ہے؟۔

482۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ الْعُكْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: ((يَا عَمِّ! أَلَا أَصِلُكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَنْفَعُكَ؟)) قَالَ: بَلَى يَارَسُولَ اللّٰهِ!

قَالَ: ((يَا عَمِّ! صَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، فَإِذَا انْقَضَتِ الْقِرَاءَةُ فَقُلْ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ: خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ أَنْ تَرْكَعَ، ثُمَّ ارْكَعْ فَقُلْهَا عَشْرًا، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا، ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدِ الثَّانِيَةَ فَقُلْهَا عَشْرًا، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ. فَتِلْكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، هِيَ ثَلَاثُ مِائَةٍ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ. فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلٍ عَالِجٍ لَغَفَرَهَا اللّٰهُ لَكَ)).

قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَنْ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ؟ قَالَ: ((فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَقُولَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ فَقُلْهَا فِي جُمُعَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَقُولَهَا فِي جُمُعَةٍ فَقُلْهَا فِي شَهْرٍ، فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ لَهُ حَتَّى قَالَ: فَقُلْهَا فِي سَنَةٍ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ.

تخريج: ق/الإقامة ١٩٠ (١٣٨٦)، (تحفة الأشراف: ١٢٠١٥) (صحيح)

۴۸۲۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے چچا) عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے چچا! کیا میں آپ کے ساتھ صلہ رحمی نہ کروں، کیا میں آپ کو نہ دوں؟ کیا میں آپ کو نفع نہ پہنچاؤں؟ وہ بولے: کیوں نہیں، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ چار رکعت صلاۃ پڑھیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں، جب قراءت پوری ہوجائے تو "اللہ اکبر"، "الحمد للہ"، "سبحان اللہ"، "لا الہ الا اللہ" پندرہ مرتبہ رکوع کرنے سے پہلے کہیں، پھر رکوع میں جائیں تو دس مرتبہ یہی کلمات رکوع میں کہیں، پھر اپنا سر اٹھائیں اور یہی کلمات دس مرتبہ رکوع سے کھڑے ہوکر کہیں۔ پھر سجدے میں جائیں تو یہی کلمات دس مرتبہ کہیں، پھر سر اٹھائیں تو دس مرتبہ یہی کلمات کہیں۔ پھر دوسرے سجدے میں جائیں تو دس مرتبہ یہی کلمات کہیں، پھر سجدے سے اپنا سر اٹھائیں تو کھڑے ہونے سے پہلے دس مرتبہ یہی کلمات کہیں۔ اسی طرح ہر رکعت میں کہیں، یہ کل ۷۵ کلمات ہوئے اور چاروں رکعتوں میں تین سو کلمات ہوئے۔ تو اگر آپ کے گناہ بہت زیادہ ریت والے بادلوں کے برابر بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں معاف فرمادیگا''

توانہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! روزانہ یہ کلمات کہنے کی قدرت کس میں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''آپ روزانہ یہ کلمات نہیں کہہ سکتے تو ہر جمعے کو کہیں اور اگر ہر جمعے کو بھی نہیں کہہ سکتے تو ہر ماہ میں کہیں''، وہ برابر یہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: ''تو ایک سال میں آپ اِسے کہہ لیں۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت سے غریب ہے۔

فائدہ [1]:...... عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ اگر آپ سال بھر میں بھی ایک بار صلاۃ التسبیح نہ پڑھ سکتے ہوں تو پھر زندگی میں ایک بار ہی سہی۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی بعض احادیث میں ذکر ہے کہ یہ ''صلاۃ التسبیح'' سورج ڈھلنے کے بعد پڑھی جائے، اولیٰ ہے۔

20۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الصَّلاَةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

۲۰۔ باب: نبی اکرم ﷺ پر صلاۃ (درود) بھیجنے کا طریقہ

483۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ وَالأَجْلَحِ وَمَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا السَّلاَمُ عَلَيْكَ قَدْ عَلِمْنَا، فَكَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ))، قَالَ مَحْمُودٌ: قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: وَزَادَنِي زَائِدَةُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: وَنَحْنُ نَقُولُ: وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي حُمَيْدٍ، وَأَبِي مَسْعُودٍ، وَطَلْحَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَبُرَيْدَةَ، وَزَيْدِ ابْنِ خَارِجَةَ، وَيُقَالُ ابْنُ جَارِيَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى: كُنْيَتُهُ أَبُو عِيسَى، وَأَبُو لَيْلَى اسْمُهُ: يَسَارٌ.

تخريج: خ/أحاديث الأنبياء ١٠ (٣٣٧٧)، وتفسير الأحزاب ١٠ (٤٧٩٧)، والدعوات ٣٢ (٦٣٥٧)، م/الصلاة ١٧ (٤٠٦)، د/الصلاة ١٨٣ (٩٧٦)، ن/السهو ٥١ (١٢٨٨)، ق/الإقامة ٢٥ (٩٠٤)، (تحفة الأشراف: ١١١١٣)، حم (٤/٢٤١، ٢٤٤)، د/الصلاة ٨٥ (١٣٨١) (صحيح).

۴۸۳۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی، اللہ کے رسول! آپ پر سلام بھیجنا تو ہم نے جان لیا ہے [1] لیکن آپ پر صلاۃ (درود) بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟۔ آپ نے فرمایا: ''کہو: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ" [2] (اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما، جیسا کہ تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی ہے، یقیناً تو حمید (تعریف کے قابل) اور مجید (بزرگی والا) ہے اور محمد اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی ہے، یقیناً تو حمید (تعریف کے قابل) اور مجید (بزرگی والا) ہے۔

زائدہ نے بطریق اعمش عن الحکم عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ایک زائد لفظ کی روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا: اور ہم (درود میں) وعلینا معھم (یعنی اور ہمارے اوپر بھی رحمت و برکت بھیج) بھی کہتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی، ابوحمید، ابومسعود، طلحہ، ابوسعید، بریدہ، زید بن خارجہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1]:......اس سے مراد وہ سلام ہے جو التحیات میں پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ [2]:......مولف نے درودِ ابراہیمی کے سلسلے میں مروی صرف ایک روایت کا ذکر کیا ہے، اس باب میں کئی

ایک روایات میں متعدد الفاظ وارد ہوئے ہیں، عام طور پر جو درودِ ابراہیمی پڑھا جاتا ہے وہ صحیح طرق سے مروی ہے۔

21۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلاَةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

۲۱۔باب: نبی اکرم ﷺ پر صلاۃ (درود) بھیجنے کی فضیلت کا بیان

484۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنُ عَثْمَةَ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ كَيْسَانَ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ شَدَّادٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلاَةً)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، وَكَتَبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ)).

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٩٣٤) (ضعيف) (سند میں موسیٰ بن یعقوب صدوق، لیکن سی الحفظ راوی ہیں اور محمد بن خالد بھی صدوق ہیں، لیکن روایت میں خطا کرتے ہیں۔ (التقریب)

۴۸۴۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن مجھ سے لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ❶ وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ صلاۃ (درود) بھیجے گا''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو مجھ پر ایک بار صلاۃ (درود) بھیجتا ہے، اللہ اس پر اس کے بدلے دس بار صلاۃ (درود) بھیجتا ہے ❷ اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (یہی حدیث آگے آرہی ہے)۔

فائدہ ❶:......سب سے زیادہ قریب اور نزدیک ہونے کا مطلب ہے: میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔

فائدہ ❷:......یعنی اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

485۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، وَعَمَّارٍ، وَأَبِي طَلْحَةَ، وَأَنَسٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرُوِيَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: صَلاَةُ الرَّبِّ الرَّحْمَةُ وَصَلاَةُ الْمَلاَئِكَةِ الاِسْتِغْفَارُ.

تخريج: م/الصلاة ١٧ (٤٠٨)، د/الصلاة ٣٦١ (١٥٣)، ن/السهو ٥٥ (١٢٩٧)، (تحفة الأشراف: ١٣٩٧٤)، حم (٢/٣٧٣، ٣٧٥، ٤٨٥)، د/الرقاق ٥٨ (٢٨١٤) (صحيح)

۴۸۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھ پر ایک بار صلاۃ (درود) بھیجے گا، اللہ اس کے بدلے اس پر دس بار صلاۃ (درود) بھیجے گا''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبدالرحمٰن بن عوف، عامر بن ربیعہ، عمار، ابوطلحہ، انس اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) سفیان ثوری اور دیگر کئی اہل علم سے مروی ہے کہ رب کے صلاۃ (درود) سے مراد اس کی رحمت ہے اور فرشتوں کے صلاۃ (درود) سے مراد استغفار ہے۔

486- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْمَصَاحِفِيُّ الْبَلْخِيُّ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، عَنْ أَبِي قُرَّةَ الأَسَدِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، لاَ يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ ﷺ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٠٤٤٩) (حسن) (الصحيحة ٢٠٣٥)

۴۸۶- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دعا آسمان اور زمین کے درمیان رکی رہتی ہے، اس میں سے ذرا سی بھی اوپر نہیں جاتی، جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر صلاۃ (درود) نہیں بھیج لیتے۔

487- حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لاَ يَبِعْ فِي سُوقِنَا إِلاَّ مَنْ قَدْ تَفَقَّهَ فِي الدِّينِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. عَبَّاسٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَلاَءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ يَعْقُوبَ، وَهُوَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ، وَالْعَلاَءُ: هُوَ مِنَ التَّابِعِينَ، سَمِعَ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ. وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ يَعْقُوبَ وَالِدُ الْعَلاَءِ وَهُوَ أَيْضًا مِنَ التَّابِعِينَ. سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَابْنِ عُمَرَ. وَيَعْقُوبُ جَدُّ الْعَلاَءِ هُوَ مِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ أَيْضًا قَدْ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَرَوَى عَنْهُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٠٦٥٨) (حسن الاسناد)

۴۸۷- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمارے بازار میں کوئی خرید و فروخت نہ کرے جب تک کہ وہ دین میں خوب سمجھ نہ پیدا کر لے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) علاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب یہ باپ بیٹے اور دادا تینوں تابعی ہیں، علاء کے دادا یعقوب کبار تابعین میں سے ہیں، انھوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پایا ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے۔'' ❷

فائدہ ❶:......یعنی معاملات کے مسائل نہ سمجھ لے۔

فائدہ ❷:......اور اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے مولف اس اثر کو اس باب میں لائے ہیں، ورنہ اس اثر کا اس باب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اوپر حدیث نمبر (۴۸۵) میں علاء بن عبدالرحمٰن کا ذکر ہے جنھوں نے اپنے والد کے واسطے سے ابوہریرہ سے روایت کی ہے، یہاں انہیں سب کا تعارف مقصود ہے۔

4 ـ كِتَابُ الْجُمُعَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ
کتاب: جمعے کے احکام ومسائل

1ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ
ا۔باب: جمعے کے دن کی فضیلت کا بیان

488ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، وَلا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلاَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ، وَسَلْمَانَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، وَأَوْسِ بْنِ أَوْسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الجمعة ٥ (٨٥٤)، (تحفة الاشراف: ١٣٨٨٢)، حم (٢/٤٠١، ١٤٨، ٤٥١، ٤٨٦، ٥٠١، ٥٤٠)، وانظر ايضا ما يات برقم ٤٩١ (صحيح)

۴۸۸۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر دن جس میں سورج نکلا، جمعے کا دن ہے، اسی دن آدم کو پیدا کیا گیا، اسی دن انھیں جنت میں داخل کیا گیا، اسی دن انھیں جنت سے نکالا گیا اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابولبابہ، سلمان، ابوذر، سعد بن عبادہ اور اوس بن اوس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دن بڑے بڑے امور سرانجام پائے ہیں کہ جن سے جمعے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

2ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ
۲۔باب: جمعے کے دن کی وہ گھڑی جس میں دعا کی قبولیت کی امید کی جاتی ہے

489ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ الْبَصْرِيُّ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ وَرْدَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى غَيْبُوبَةِ الشَّمْسِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ يُضَعَّفُ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وَيُقَالُ لَهُ: حَمَّادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ، وَيُقَالُ: هُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الأَنْصَارِيُّ، وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ. وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِيهَا بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ أَحْمَدُ: أَكْثَرُ الأَحَادِيثِ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِيهَا إِجَابَةُ الدَّعْوَةِ أَنَّهَا بَعْدَ صَلاَةِ الْعَصْرِ، وَتُرْجَى بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الاشراف: ١٦١٩) (حسن)

(شواہد کی بنا پر یہ حدیث حسن لغیرہ ہے، ورنہ اس کے راوی محمد بن ابی حمید ضعیف ہیں جیسا کہ مؤلف نے بیان کیا)

۴۸۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے روز اس گھڑی کو، جس میں دعا کی قبولیت کی امید کی جاتی ہے، عصر سے لے کر سورج ڈوبنے تک کے درمیان تلاش کرو''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ (۲) یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے بھی کئی سندوں سے مروی ہے۔ (۳) محمد بن ابی حمید ضعیف گردانے جاتے ہیں، بعض اہل علم نے ان کے حفظ کے تعلق سے ان کی تضعیف کی ہے، انہیں حماد بن ابی حمید بھی کہا جاتا ہے۔ نیز کہا جاتا ہے کہ یہی ابوابراہیم انصاری ہیں اور یہ منکر الحدیث ہیں۔ (۴) صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ گھڑی جس میں قبولیت دعا کی امید کی جاتی ہے عصر کے بعد سے سورج ڈوبنے کے درمیان ہے، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ احمد کہتے ہیں: اس گھڑی کے سلسلے میں جس میں دعا کی قبولیت کی امید کی جاتی ہے زیادہ تر حدیثیں یہی آئی ہیں کہ یہ عصر کے بعد سے سورج ڈوبنے کے درمیان ہے۔ نیز سورج ڈھلنے کے بعد بھی اس کے ہونے کی امید کی جاتی ہے۔[1]

فائدہ [1]:...... اس بابت متعدد روایات ہیں، دیکھیے اگلی حدیثیں۔

490- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لاَ يَسْأَلُ اللهَ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلاَّ آتَاهُ اللهُ إِيَّاهُ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ؟ قَالَ: ((حِينَ تُقَامُ الصَّلاَةُ إِلَى الانْصِرَافِ مِنْهَا)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى، وَأَبِي ذَرٍّ، وَسَلْمَانَ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ سَلاَمٍ، وَأَبِي لُبَابَةَ، وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، وَأَبِي أُمَامَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: ق/الإقامة ٩٩ (١١٣٨) (تحفة الاشراف: ١٠٧٧٣) (ضعيف جداً) (یہ سند معروف ترین ضعیف

سندوں میں سے ہے، کثیر ضعیف راوی ہیں اور ان کے والد عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی مقبول، یعنی متابعت کے وقت، ورنہ ضعیف راوی ہیں)

۴۹۰۔ عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جمعے میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ بندہ جو کچھ بھی اس میں مانگتا ہے اللہ اسے عطا کرتا ہے''، لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ کون سی گھڑی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''صلاۃ (جمعہ) کھڑی ہونے کے وقت سے لے کر اس سے پلٹنے، یعنی صلاۃ ختم ہونے تک ہے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عمرو بن عوف کی حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں ابوموسی، ابوذر، سلمان، عبداللہ بن سلام، ابولبابہ، سعد بن عبادہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... قبولیت دعا کی اس گھڑی کے وقت کے بارے میں یہی ٹکڑا اس حدیث میں ضعیف ہے، نہ کہ مطلق حدیث ضعیف ہے۔

491- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُهْبِطَ مِنْهَا، وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يُصَلِّي فَيَسْأَلُ اللهَ فِيهَا شَيْئًا إِلاَّ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ)). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَلَقِيتُ عَبْدَاللهِ بْنَ سَلاَمٍ فَذَكَرْتُ لَهُ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِتِلْكَ السَّاعَةِ، فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِهَا، وَلَاتَضْنَنْ بِهَا عَلَيَّ؟ قَالَ: هِيَ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقُلْتُ: كَيْفَ تَكُونُ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي))، وَتِلْكَ السَّاعَةُ لَا يُصَلَّى فِيهَا؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلاَمٍ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلاَةَ فَهُوَ فِي صَلاَةٍ؟)) قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَهُوَ ذَاكَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَمَعْنَى قَوْلِهِ: أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضْنَنْ بِهَا عَلَيَّ، يَقُولُ: لَا تَبْخَلْ بِهَا عَلَيَّ، وَالضَّنُّ الْبُخْلُ. وَ الظَّنِينُ الْمُتَّهَمُ.

تخريج: د/الصلاة ٢٠٧ (١٠٤٦)، ن/الجمعة ٤٥ (١٤٣)، (تحفة الاشراف: ١٥٠٠٠)، ط/الجمعة ٧ (٦) (صحيح) وقد رواه بدون ذكر القصة مقتصرا على الحديث المرفوع كل من: خ/الجمعة ٣٧ (٩٣٥)، والطلاق ٢٤ (٥٢٩٤)، والدعوات ٦١ (٦٤٠٠)، و م/الجمعة ٤ (٨٥٢)، و ن/الجمعة ٤٥ (١٤٣٢، ١٤٣٣)، و ق/الإقامة ٩٩ (١١٣٧)، وط/الجمعة ٧ (١٥) وحم (٢/٢٣٠، ٢٥٥، ٢٧٢، ٢٠٨، ٢٨٤، ٤٠٣، ٤٥٧، ٤٦٩، ٤٨١، ٤٨٩)، ود/الصلاة ٢٠٤ (١٦١٠)

۴۹۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر دن جس میں سورج نکلا جمعے کا دن ہے، اسی

دن آدم پیدا کیے گئے، اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے، اسی دن وہ جنت سے (زمین پر اتارے گئے،) اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جسے مسلم بندہ صلاۃ کی حالت میں پائے اور اللہ سے اس میں کچھ طلب کرے تو اللہ اسے ضرور عطا فرمائے گا۔'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں عبداللہ بن سلام سے ملا اور ان سے اس حدیث کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: میں یہ گھڑی اچھی طرح جانتا ہوں، میں نے کہا: مجھے بھی اس کے بارے میں بتائیے اور اس سلسلے میں مجھ سے بخل نہ کیجئے، انہوں نے کہا: یہ عصر کے بعد سے لے کر سورج ڈوبنے کے درمیان ہے، اس پر میں نے کہا: یہ عصر کے بعد کیسے ہوسکتی ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''اسے مسلمان بندہ حالتِ صلاۃ میں پائے'' اور یہ وقت ایسا ہے جس میں صلاۃ نہیں پڑھی جاتی؟ تو عبداللہ بن سلام نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو شخص صلاۃ کے انتظار میں کسی جگہ بیٹھا رہے تو وہ بھی صلاۃ ہی میں ہوتا ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور فرمایا ہے تو انہوں نے کہا: تو یہی مراد ہے صلی اللہ علیہ وسلم [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔ (۲) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۳) اور آپ کے اس قول ''أخبرني بها ولا تضنن بها علي'' کے معنی ہیں: اسے مجھے بتانے میں بخل نہ کیجیے، ضنّ کے معنی بخل کے ہیں اور ظنین کے معنی، متہم کے ہیں۔

فائدہ [1] :...... صحیح مسلم میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر خطبے سے فراغت کے درمیان ہے'' یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں، اس لیے بقول امام احمد اور ابن عبدالبر دونوں وقتوں میں دعا میں کوشش کرنی چاہیے۔

3ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي الاغْتِسَالِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
۳۔باب: جمعے کے دن کے غسل کا بیان

492ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجَابِرٍ، وَالْبَرَاءِ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الجمعة (٨٤٤)، (تحفة الاشراف: ٦٨٣٣)، حم (٢/٤١، ٤٢، ٥٣، ٧٥، ١٠١، ١١٥، ١٤١، ١٤٥) (صحيح)

۴۹۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو جمعے کی صلاۃ کے لیے آئے اُسے چاہیے کہ (پہلے) غسل کرلے'' [1] امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس بات میں عمر، ابوسعید خدری، جابر، براء، عائشہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض علما نے جمعے کے دن کے غسل کو واجب قرار دیا ہے، اور جو وجوب کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں امر تاکید کے لیے ہے، اس سے مراد وجوب اختیاری (استحباب) ہے جیسے آدمی اپنے ساتھی سے کہے "تیرا حق مجھ پر واجب ہے"، یعنی مؤکد ہے، نہ کہ ایسا وجوب جس کے ترک پر سزا اور عقوبت ہو (اس تاویل کی وجہ حدیث رقم 497 ہے)۔

493- وَرُوِى عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مِثْلَهُ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدِيثُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ وَحَدِيثُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ. وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي آلُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَيْضًا، وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الاشراف: ٧٢٧) (صحيح)

۴۹۳۔ نیز ابن شہاب زہری سے یہ حدیث بطریق: "الزهرى عن عبدالله بن عبدالله بن عمر، عن عبدالله بن عمر عن النبى ﷺ" بھی مروی ہے، محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: زہری کی حدیث جسے انھوں نے بطریق: "سالم عن أبيه عبدالله بن عمر" روایت کی ہے اور جو حدیث انہوں نے بطریق: "عبدالله بن عبدالله بن عمر عن أبيه عبدالله بن عمر" روایت کی ہے دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور زہری کے بعض تلامذہ نے اسے بطریق: "الزهرى، عن آل عبدالله بن عمر عن عبدالله بن عمر" روایت کی ہے۔
امام ترمذی کہتے ہیں: جمعے کے دن کے غسل کے سلسلے میں بطریق: "ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ" مرفوعاً مروی ہے، (جو آگے آ رہی ہے) اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

494- وَرَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَيَّةُ سَاعَةٍ هَذِهِ؟! فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ وَمَا زِدْتُ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ، قَالَ: وَالْوُضُوءُ أَيْضًا، وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِالْغُسْلِ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

تخريج: خ/الجمعة ٢ (٨٧٨)، م/الجمعة (٨٤٥)، (تحفة الاشراف: ١٠٥١٩) (صحيح)

۴۹۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعے کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ اسی دوران صحابہ میں سے ایک شخص ❶ (مسجد میں) داخل ہوئے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون سا وقت، (آنے کا) ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے

صرف اتنی دیر کی کہ اذان سنی اور بس وضو کر کے آ گیا ہوں، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے صرف (وضو ہی پر اکتفا کیا) حالانکہ تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا حکم دیا ہے؟!

فائدہ ❶ :......اس سے مراد عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

٤٩٥ـ قَالَ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ .

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

495/ م- وَرَوَى مَالِكٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ قَالَ: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: الصَّحِيحُ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ . قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ أَيْضًا ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، نَحْوُ هٰذَا الْحَدِيثِ .

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۴۹۵۔اس سند سے بھی زہری سے یہی حدیث مروی ہے اور مالک نے بھی یہ حدیث بطریق: عن الزهری ، عن سالم ، روایت کی ہے، سالم بن عمر کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعے کے دن خطبہ دے رہے تھے، آگے انہوں نے پوری حدیث ذکر کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: میں نے اس سلسلے میں محمد بن اسماعیل بخاری سے پوچھا تو انھوں نے کہا: صحیح زہری کی حدیث ہے جسے انہوں نے بطریق: سالم عن ابيه روایت کی ہے۔محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ مالک سے بھی اسی حدیث کی طرح مروی ہے، انہوں نے بطریق: " الزهری ، عن سالم ، عن أبيه "بھی روایت کی ہے۔

4ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۴۔باب: جمعے کے دن غسل کی فضیلت کا بیان

496- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَأَبُو جَنَابٍ يَحْيَى بْنُ أَبِي حَيَّةَ ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَّلَ ، وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ ، وَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا أَجْرُ سَنَةٍ ، صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا)) . قَالَ مَحْمُودٌ: قَالَ وَكِيعٌ: اغْتَسَلَ هُوَ وَغَسَّلَ امْرَأَتَهُ . قَالَ: وَيُرْوَى عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ ، أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ يَعْنِي غَسَلَ رَأْسَهُ وَاغْتَسَلَ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ، وَسَلْمَانَ ، وَأَبِي ذَرٍّ ، وَأَبِي سَعِيدٍ ، وَابْنِ عُمَرَ ، وَأَبِي أَيُّوبَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَوْسِ بْنِ

أَوْسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ اسْمُهُ: شَرَاحِيلُ بْنُ آدَةَ. وَأَبُو جَنَابٍ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْقَصَّابُ الْكُوفِيُّ.

تخريج: د/الطهارة ۱۲۹ (۳٤٥)، ن/الجمعة ۱۰ (۱۳۸۲)، ق/الإقامة ۸۰ (۱۰۸۷)، (تحفة الاشراف: ۱۷۳٥)، حم ٤/۸، ۹، ۱۰)، د/الصلاة ۱۹٤ (۱٥۸۸) (صحيح)

۴۹۶۔ اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعے کے دن غسل کیا اور غسل کرایا اور سویرے پہنچا، شروع سے خطبے میں شریک رہا، امام کے قریب بیٹھا اور غور سے خطبہ سنا اور خاموش رہا تو اُسے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے صیام اور رات کے قیام کا ثواب ملے گا۔''

وکیع کہتے ہیں: اس کا معنی ہے کہ اس نے خود غسل کیا اور اپنی عورت کو بھی غسل کرایا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اوس بن اوس کی حدیث حسن ہے۔ (۲) عبداللہ بن مبارک نے اس حدیث کے سلسلے میں کہا ہے کہ ''من غسل واغتسل'' کے معنی ہیں: جس نے اپنا سر دھویا اور غسل کیا۔ (۳) اس باب میں ابوبکر، عمران بن حصین، سلمان، ابوذر، ابوسعید، ابن عمر اور ابوایوب رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۵۔ باب: جمعے کے دن وضو کرنے کا بیان

497- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُ أَصْحَابِ قَتَادَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، اخْتَارُوا الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَرَأَوْا أَنْ يُجْزِءَ الْوُضُوءُ مِنَ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنَّهُ عَلَى الاخْتِيَارِ لا عَلَى الْوُجُوبِ: حَدِيثُ عُمَرَ، حَيْثُ قَالَ لِعُثْمَانَ: وَالْوُضُوءُ أَيْضًا! وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَلَوْ عَلِمَا أَنَّ أَمْرَهُ عَلَى الْوُجُوبِ لا عَلَى الاخْتِيَارِ لَمْ يَتْرُكْ عُمَرُ عُثْمَانَ حَتَّى يَرُدَّهُ وَيَقُولَ لَهُ: ارْجِعْ فَاغْتَسِلْ، وَلَمَا خَفِيَ عَلَى عُثْمَانَ ذَلِكَ مَعَ عِلْمِهِ، وَلَكِنْ دَلَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ فَضْلٌ مِنْ غَيْرِ وُجُوبٍ يَجِبُ عَلَى الْمَرْءِ فِي ذَلِكَ.

تخريج: د/الطهارة ۱۳۰ (۳٥٤)، ن/الجمعة ۹ (۱۳۸۱)، (تحفة الاشراف: ٤٥۸۷)، حم (٥/۱٥، ۱٦،

۲۲) (صحیح) (یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے اور سب کی سندیں ضعیف ہیں، یہ سند بھی ضعیف ہے، کیونکہ حسن بصری کا سماع سمرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث عقیقہ کے سوا ثابت نہیں۔ ہاں تمام طرق سے تقویت پا کر یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجے تک پہنچ جاتی ہے، متن کی تایید صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے)

۴۹۷۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعے کے دن وضو کیا تو اس نے رخصت کو اختیار کیا اور خوب ہے یہ رخصت اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) قتادہ کے بعض تلامذہ نے تو یہ حدیث قتادہ سے اور قتادہ نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے سمرہ بن جندب سے (مرفوعاً) روایت کی ہے اور بعض نے قتادہ سے اور قتادہ نے حسن سے اور حسن نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کی ہے۔ (۳) اس باب میں ابوہریرہ، عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) صحابہ کرام اور ان کے بعد کے اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے، انھوں نے جمعے کے دن کے غسل کو پسند کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ غسل کے بدلے وضو بھی کافی ہوجائے گا۔ (۵) شافعی کہتے ہیں: جمعے کے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے حکم کے وجوبی ہونے کے بجائے اختیاری ہونے پر جو چیزیں دلالت کرتی ہیں ان میں سے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے جس میں انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا ہے کہ تم نے صرف وضو پر اکتفا کیا ہے، حالانکہ تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن غسل کا حکم دیا ہے، اگر انھیں یہ معلوم ہوتا کہ یہ حکم واجبی ہے، اختیاری نہیں تو عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کو لوٹائے بغیر نہ چھوڑتے اور ان سے کہتے: جاؤ غسل کرو، اور نہ ہی عثمان رضی اللہ عنہ سے اس بات کے جاننے کے باوجود کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کو غسل کرنے کا حکم دیا ہے اس کے وجوب کی حقیقت مخفی رہتی، بلکہ اس حدیث میں صاف دلالت ہے کہ جمعے کے دن غسل افضل ہے نہ کہ واجب۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جمعے کا غسل واجب نہیں، کیونکہ ایک تو اس میں وضو کی رخصت دی گئی ہے، بلکہ اسے اچھا قرار دیا گیا ہے اور دوسرے غسل کو افضل بتایا گیا ہے جس سے ترکِ غسل کی اجازت نکلتی ہے۔

498۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الجمعة ۸ (۸۵۷)، د/الصلاة ۲۰۹ (۱۰۵۰)، ق/الإقامة ٦٢ (۱۰۲٥)، و ۸۱ (۱۰۹۰)، (تحفة الاشراف: ۱۲٤۰٥)، حم (۲/٤۲٤) (صحيح)

۴۹۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھی طرح کیا ❶ پھر جمعے کے لیے

آیا، [2] امام کے قریب بیٹھا، غور سے خطبہ سنا اور خاموش رہا تو اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے اور مزید تین دن کے [3] کے گناہ [4] بخش دیے جائیں گے اور جس نے کنکریاں ہٹائیں تو اس نے لغو کیا۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1] :......اچھی طرح وضو کیا کا مطلب ہے سنت کے مطابق وضو کیا۔

فائدہ [2] :......اس سے معلوم ہوا کہ گھر سے وضو کر کے مسجد میں آنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

فائدہ [3] :......یعنی دس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ ایک نیکی کا اجر کم سے کم دس گنا ہے۔

فائدہ [4] :......اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّبْكِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ

۶- باب: جمعے کے لیے مسجد سویرے آنے کا بیان

499- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلاَئِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَسَمُرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الجمعة ٤ (٨٨١)، و٣١ (٩٢٩)، وبدء الخلق ٦ (٣٢١١)، م/الجمعة ٧ (٨٥٠)، د/الطهارة ١٢٩ (٣٥١)، ن/الامامة ٥٩ (٨٦٥)، والجمعة ١٣ (١٣٨٦)، و١٤ (١٣٨٩)، ق/الإقامة ٨٢ (١٠٩٢)، (تحفة الاشراف: ١٢٥٦٩)، ط/الجمعة ١ (١)، حم (٢/٢٣٩، ٢٥٩، ٢٨٠، ٥٠٥، ٥١٢) د/الصلاة ١٩٣ (١٠٨٥) (صحيح)

۴۹۹- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعے کے روز جنابت کے غسل کی طرح (یعنی خوب اہتمام سے) غسل کیا، پھر صلاۃ جمعے کے لیے (پہلی گھڑی میں) گیا تو گویا اس نے ایک اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کیا اور جو اس کے بعد والی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک گائے قربان کی اور جو تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک سینگوں والا مینڈھا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک مرغی کا صدقہ کر کے اللہ کا تقرب حاصل کیا اور جو پانچویں گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک انڈا اللہ کی راہ میں صدقہ کیا، پھر جب امام خطبے کے لیے گھر سے نکل آیا تو فرشتے ذکر سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں ﷺ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبد اللہ بن عمرو اور سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......یعنی نام درج کرنے والا رجسٹر بند کر کے خطبہ سننے لگتے ہیں۔

7۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

۷۔ باب: بغیر عذر کے جمعہ چھوڑنے پر وارد وعید کا بیان

500۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الْجَعْدِ يَعْنِي الضَّمْرِيَّ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ فِيمَا زَعَمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَسَمُرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي الْجَعْدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنِ اسْمِ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ، فَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَهُ. وَقَالَ: لاَأَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلاَّ هَذَا الْحَدِيثَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلاَ نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو.

تخريج: د/الصلاة ٢١٠ (١٠٥٢)، ن/الجمعة ١ (١٣٦٩)، ق/الإقامة ٩٣ (١١٢٥)، (تحفة الاشراف: ١١٨٨٣)، حم (٣/٤٢٤)، د/الصلاة ٢٠٥ (١٦١٢) (حسن صحيح)

۵۰۰۔ ابوالجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو جمعہ تین بار سستی ❶ سے حقیر جان کر چھوڑ دے گا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوالجعد کی حدیث حسن ہے۔ (۲) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے ابوالجعد ضمری کا نام پوچھا تو وہ نہیں جان سکے۔ (۳) اس حدیث کے علاوہ میں ان کی کوئی اور حدیث نہیں جانتا جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہو۔ (۴) ہم اس حدیث کو صرف محمد بن عمرو کی روایت سے جانتے ہیں۔

فائدہ ❶ :......اس سے معلوم ہوا کہ مسلسل جمعہ چھوڑنا ایک خطرناک کام ہے، اس سے دل پر مہر لگ سکتی ہے جس کے بعد اخروی کامیابی کی امید ختم ہو جاتی ہے۔

8۔ بَابُ مَا جَاءَ مِنْ كَمْ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ

۸۔ باب: جمعے میں کتنی دوری سے آیا جائے؟

501۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ قَالاَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ ثُوَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ قُبَاءَ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَشْهَدَ الْجُمُعَةَ مِنْ قُبَاءَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا وَلاَ يَصِحُّ. قَالَ أَبُو

عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ لا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ إِلَى أَهْلِهِ)). وَهٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ، إِنَّمَا يُرْوَى مِنْ حَدِيثِ مُعَارِكِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، وَضَعَّفَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيَّ فِي الْحَدِيثِ. فَقَالَ: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى مَنْ تَجِبُ الْجُمُعَةُ. قَالَ بَعْضُهُمْ: تَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ إِلَى مَنْزِلِهِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لا تَجِبُ الْجُمُعَةُ إِلَّا عَلَى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

تخریج: تفرد به المؤلف (تحفة الاشراف: ١٥٦٩) (ضعیف)

(اس کی سند میں ایک راوی "رجل من اهل قباء" مبہم ہے)

۵۰۱۔ اہلِ قبا میں سے ایک شخص اپنے والد سے روایت کرتا ہے۔ اس کے والد صحابہ میں سے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم قبا سے آ کر جمعے میں شریک ہوں اس سلسلے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور اس باب میں نبی اکرم ﷺ سے مروی کوئی چیز صحیح نہیں ہے۔ (۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جمعہ اس پر فرض ہے جو رات کو اپنے گھر والوں تک پہنچ سکے"، اس حدیث کی سند ضعیف ہے، یہ حدیث معارک بن عباد سے روایت کی جاتی ہے اور معارک عبداللہ بن سعید مقبری سے روایت کرتے ہیں، یحییٰ بن سعید قطان نے عبداللہ بن سعید مقبری کی حدیث کی تضعیف کی ہے۔ (۳) اہلِ علم کا اس میں اختلاف ہے کہ جمعہ کس پر واجب ہے، بعض کہتے ہیں: جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو رات کو اپنے گھر پہنچ سکے اور بعض کہتے ہیں: جمعہ صرف اسی پر واجب جس نے اذان سنی ہو، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے۔

502۔ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، فَذَكَرُوا عَلَى مَنْ تَجِبُ الْجُمُعَةُ، فَلَمْ يَذْكُرْ أَحْمَدُ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: فَقُلْتُ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ أَحْمَدُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُعَارِكُ بْنُ عَبَّادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ إِلَى أَهْلِهِ)). قَالَ: فَغَضِبَ عَلَيَّ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَقَالَ لِي: اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ، اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: إِنَّمَا فَعَلَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هٰذَا لِأَنَّهُ لَمْ يَعُدَّ هٰذَا الْحَدِيثَ شَيْئًا، وَضَعَّفَهُ لِحَالِ إِسْنَادِهِ.

تخریج: تفرد به المؤلف (تحفة الاشراف: ١٢٩٦٥) (ضعیف جداً)

(اس کے تین راوی ضعیف ہیں: عبداللہ بن سعید متروک اور حجاج بن نصیر اور معارک دونوں ضعیف ہیں)

۵۰۲۔ میں نے احمد بن حسن کو کہتے سنا کہ ہم لوگ احمد بن حنبل کے پاس تھے تو لوگوں نے ذکر کیا کہ جمعہ کس پر واجب ہے؟ تو امام احمد نے اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز ذکر نہیں کی احمد بن حسن کہتے ہیں: تو میں نے احمد بن حنبل سے کہا: اس سلسلے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے، تو امام احمد نے پوچھا کیا نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں (نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے)، پھر احمد بن حسن نے حجاج بن نصیر عن معارك بن عباد عن عبد الله بن سعيدمقبرى عن سعيدالمقبرى عن ابى هريرة عن النبى ﷺ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: "جمعہ اس پر واجب ہے جو رات کو اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر آ سکے"، احمد بن حسن کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل مجھ پر غصہ ہوئے اور مجھ سے کہا: اپنے رب سے استغفار کرو، اپنے رب سے استغفار کرو۔ امام ترمذی کہتے ہیں: احمد بن حنبل نے ایسا اس لیے کیا کہ انہوں نے اس حدیث کو کوئی حیثیت نہیں دی اور اسے کسی شمار میں نہیں رکھا، سند کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ

۹۔ باب: صلاۃِ جمعے کے وقت کا بیان

503- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ.

تخريج: خ/الجمعة ١٦ (٩٠٤)، د/الصلاة ٢٢٤ (١٠٨٤)، (تحفة الاشراف: ١٠٨٩)، حم (٣/١٢٨، ٢٢٨) (صحيح)

۵۰۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمعے کی صلاۃ اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔

504- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: نَحْوَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، وَجَابِرٍ، وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ وَقْتَ الْجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، كَوَقْتِ الظُّهْرِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ صَلاَةَ الْجُمُعَةِ إِذَا صُلِّيَتْ قَبْلَ الزَّوَالِ أَنَّهَا تَجُوزُ أَيْضًا. و قَالَ أَحْمَدُ: وَمَنْ صَلاَّهَا قَبْلَ الزَّوَالِ فَإِنَّهُ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ إِعَادَةً.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۵۰۴۔ اس سند سے بھی انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں سلمہ بن الاکوع، جابر اور زبیر بن

عوام رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور اسی پر اکثر اہلِ علم کا اجماع ہے کہ جمعے کا وقت ظہر کے وقت کی طرح اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے، یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔ (۴) اور بعض کی رائے ہے کہ جمعے کی صلاۃ جب زوال سے پہلے پڑھ لی جائے تو جائز ہے۔ احمد کہتے ہیں: جس نے جمعے کی صلاۃ زوال سے پہلے پڑھ لی تو اس پر دہرانا ضروری نہیں۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

۱۰۔باب: منبر پر خطبہ دینے کا بیان

505- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلاَّسُ الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ، قَالاَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلاَءِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ، فَلَمَّا اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِنْبَرَ حَنَّ الْجِذْعُ، حَتَّى أَتَاهُ فَالْتَزَمَهُ فَسَكَنَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَجَابِرٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأُمِّ سَلَمَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَمُعَاذُ بْنُ الْعَلاَءِ هُوَ بَصْرِيٌّ وَهُوَ أَخُو أَبِي عَمْرِو بْنِ الْعَلاَءِ.

تخريج: خ/المناقب ٢٥ (٣٥٨٣)، (تحفة الاشراف: ٨٤٤٩) (صحيح)

۵۰۵۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کھجور کے ایک تنے پر (کھڑے ہوکر) خطبہ دیتے تھے، جب آپ ﷺ نے منبر بنالیا تو وہ تنا رو پڑا، یہاں تک کہ آپ اس کے پاس آئے اور اُسے چمٹا لیا تو وہ چپ ہوگیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں انس، جابر، سہل بن سعد، ابی بن کعب، ابن عباس اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

۱۱۔باب: دونوں خطبوں کے درمیان خطیب کے بیٹھنے کا بیان

506- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ، قَالَ: مِثْلَ مَا تَفْعَلُونَ الْيَوْمَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ، وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي رَآهُ أَهْلُ الْعِلْمِ: أَنْ يَفْصِلَ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ بِجُلُوسٍ.

تخريج: خ/الجمعة ٢٧ (٩٢٠)، و٣٠ (٩٢٨)، م/الجمعة ١٠ (٨٦١)، (تحفة الاشراف: ٧٨٧٩) (صحيح)

۵۰۶- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جمعے کے دن خطبہ دیتے پھر (بیچ میں) بیٹھتے، پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے، راوی کہتے ہیں: جیسے آج کل تم لوگ کرتے ہو۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس، جابر بن عبداللہ اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) یہی اہل علم کی رائے ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فصل کرے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَصْدِ الْخُطْبَةِ

۱۲- باب: خطبے کے درمیانی ہونے کا بیان

507- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَتْ صَلاَتُهُ قَصْدًا، وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، وَابْنِ أَبِي أَوْفَى. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الجمعة ۱۳ (۸٦٦)، د/الصلاة ۲۲۹ (۱۱۰۱)، ن/العيدين ۲٦ (۱۵۸۵)، ق/الإقامة ۸۵ (۱۱۰٦)، (تحفة الأشراف: ۲۱٦۷)، حم (۵/۹۱، ۹۳-۹۵، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۲)، د/الصلاة ۱۹۹ (۱۵۹۸) (صحيح)

۵۰۷- جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صلاۃ پڑھتا تھا تو آپ کی صلاۃ بھی درمیانی ہوتی تھی اور خطبہ بھی درمیانی ہوتا تھا (یعنی زیادہ لمبا نہیں ہوتا تھا)

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عمار بن یاسر اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

۱۳- باب: منبر پر قرآن پڑھنے کا بیان

508- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ﴾. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ. وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَقْرَأَ الإِمَامُ فِي الْخُطْبَةِ آيًا مِنَ الْقُرْآنِ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَإِذَا خَطَبَ الإِمَامُ فَلَمْ يَقْرَأْ فِي خُطْبَتِهِ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ أَعَادَ الْخُطْبَةَ.

تخريج: خ/بدء الخلق ٧ (٣٢٣٠)، و ١٠ (٣٢٦٦)، وتفسير الزخرف ١ (٤٨١٩)، م/الجمعة ١٣ (٨٧١)، (تحفة الاشراف: ١١٨٣٨) (صحيح)

۵۰۸۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر پڑھتے سنا: ﴿ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ ﴾ [1] (اور وہ پکار کر کہیں گے اے مالک!)

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح غریب ہے اور یہی ابن عیینہ کی حدیث ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہل علم کی ایک جماعت نے امام کے خطبہ میں قرآن کی کچھ آیتیں پڑھنے کو پسند کیا ہے [2]، شافعی کہتے ہیں: امام جب خطبہ دے اور اس میں قرآن کچھ نہ پڑھے تو خطبہ دہرائے۔

فائدہ [1]:...... الزخرف: ۷۷ (''مالک'' جہنم کے داروغہ کا نام ہے جس کو جہنمی پکار کر کہیں گے کہ اپنے رب سے کہو کہ ہمیں موت ہی دیدے تاکہ جہنم کے عذاب سے نجات تو مل جائے، جواب ملے گا: یہاں ہمیشہ ہمیش کے لیے رہنا ہے۔)

فائدہ [2]:...... صحیح مسلم میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ خطبہ جمعہ میں ''سورہ ق'' پوری پڑھا کرتے تھے، اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بطور وعظ ونصیحت کے قرآن کی کوئی آیت پڑھنی چاہیے۔

14۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِقْبَالِ الإِمَامِ إِذَا خَطَبَ

۱۴۔ باب: خطبے کے وقت امام کی طرف منہ کرنے کا بیان

509۔ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلْنَاهُ بِوُجُوهِنَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَحَدِيثُ مَنْصُورٍ لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ ضَعِيفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ، يَسْتَحِبُّونَ اسْتِقْبَالَ الإِمَامِ إِذَا خَطَبَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلاَ يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الاشراف: ٩٤٥٧) (صحيح)

(سند میں محمد بن فضل بن عطیہ کذاب راوی ہے، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے)

۵۰۹۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب منبر پر بیٹھتے تو ہم اپنا منہ آپ کی طرف کر لیتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) منصور کی حدیث کو ہم صرف محمد بن فضل بن عطیہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ (۲) محمد بن فضل

بن عطیہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ضعیف اورذاہب الحدیث ہیں۔ (۳) اس باب میں نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی کوئی چیز صحیح نہیں ہے۔ ❶ (۴) صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے، وہ خطبے کے وقت امام کی طرف رخ کرنا مستحب سمجھتے ہیں اور یہی سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ (۵) اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

فائدہ ❶:...... سند کے لحاظ سے اس باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، لیکن متعدد احادیث و آثار سے اس مضمون کو تقویت مل جاتی ہے (دیکھئے الصحیحۃ رقم 2080) عام مساجد میں یہ چیز تو بہت آسان ہے، لیکن خانہ کعبہ میں مشکل ہے، تو وہاں یہ بات معاف ہوگی۔

15۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ

۱۵۔ باب: خطبے کے دوران آدمی آئے تو پہلے دو رکعت صلاۃ پڑھے

510۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصَلَّيْتَ؟))، قَالَ: لا، قَالَ: ((قُمْ فَارْكَعْ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ.

تخريج: خ/التهجد ٢٥ (١١٦٦)، والجمعة ٣٢ (٩٣٠)، و٣٣ (٩٣١)، م/الجمعة ١٤ (٨٧٥)، ن/الجمعة ٢١ (١٤٠١)، ق/الإقامة ٨٧ (١١١٣)، (تحفة الاشراف: ٢٥١١)، حم (٣/٢٩٧، ٣٠٨، ٣٦٩)، د/الصلاة ١٩٦ (١٤٠٦) (صحيح)

۵۱۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جمعے کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ اسی دوران ایک شخص آیا تو آپ نے اُسے پوچھا: "کیا تم نے صلاۃ پڑھ لی؟" اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: "اٹھو اور (دو رکعت) صلاۃ پڑھ لو۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔

511۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلانَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَرْوَانُ يَخْطُبُ، فَقَامَ يُصَلِّي فَجَاءَ الْحَرَسُ لِيُجْلِسُوهُ، فَأَبَى حَتَّى صَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَيْنَاهُ، فَقُلْنَا: رَحِمَكَ اللّٰهُ، إِنْ كَادُوا لَيَقَعُوا بِكَ! فَقَالَ: مَا كُنْتُ لأَتْرُكَهُمَا بَعْدَ شَيْءٍ رَأَيْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي هَيْئَةٍ بَذَّةٍ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَأَمَرَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ. قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: كَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ إِذَا جَاءَ، وَالإِمَامُ يَخْطُبُ، وَكَانَ يَأْمُرُ بِهِ، وَكَانَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِءُ يَرَاهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: و سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلاَنَ ثِقَةً مَأْمُونًا فِي الْحَدِيثِ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ . وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ . و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا دَخَلَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ ، فَإِنَّهُ يَجْلِسُ وَلاَ يُصَلِّي . وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ . وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ .

تخريج: د/الزكاة ٣٩ (١٦٧٥)، (مختصرا)، ن/الجمعة ٢٦ (١٤٠٩)، والزكاة ٥٥ (٢٥٣٧)، (تحفة الاشراف: ٤٢٧٢)، حم (٣/٢٥)، (كلهم بدون ذكر قصة مروان) (حسن صحيح)

511/ م- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا الْعَلاَءُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ ، قَالَ: رَأَيْتُ الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ جَلَسَ . إِنَّمَا فَعَلَ الْحَسَنُ اتِّبَاعًا لِلْحَدِيثِ . وَهُوَ رَوَى عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثَ .

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۵۱۱- عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعے کے دن (مسجد میں) داخل ہوئے، مروان بن حکم خطبہ دے رہے تھے، وہ کھڑے ہوکر صلاۃ پڑھنے لگے، پہریدار آئے تاکہ انہیں بٹھا دیں لیکن وہ نہیں مانے اور صلاۃ پڑھ ہی لی، جب وہ صلاۃ سے فارغ ہوئے تو ہم نے ان کے پاس آکر کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے قریب تھا کہ یہ لوگ آپ سے ہاتھا پائی کر بیٹھتے، تو انہوں نے کہا: میں تو یہ دونوں رکعتیں ہرگز چھوڑنے والا تھا نہیں، بعد اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے، پھر انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص جمعے کے دن پراگندہ حالت میں آیا، نبی اکرم ﷺ جمعے کے دن خطبہ دے رہے تھے تو آپ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا، اس نے دو رکعتیں پڑھیں اور نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔

ابن ابی عمر کہتے ہیں: سفیان بن عیینہ جب مسجد میں آتے اور امام خطبہ دے رہا ہوتا تو دو رکعتیں پڑھتے تھے، وہ اس کا حکم بھی دیتے تھے اور ابوعبدالرحمن المقری بھی اسے درست سمجھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) میں نے ابن ابی عمر کو کہتے سنا کہ سفیان بن عیینہ کہتے تھے کہ محمد بن عجلان ثقہ ہیں اور حدیث میں مامون ہیں۔ (۳) اس باب میں جابر، ابوہریرہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی اسی کے قائل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب کوئی مسجد میں داخل ہو اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ بیٹھ جائے صلاۃ نہ پڑھے، یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے۔ (۵) پہلا قول زیادہ صحیح ہے علاء بن خالد قرشی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری کو دیکھا کہ وہ جمعے کے دن مسجد میں داخل ہوئے اور امام خطبہ دے رہا تھا، تو انھوں نے دو رکعت صلاۃ پڑھی، پھر بیٹھے، حسن بصری نے ایسا

حدیث کی اتباع میں کیا، یہ حدیث انہوں نے جابر سے اور جابر نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ ❶

فائدہ ❶ :......اس حدیث سے مسجد میں داخل ہوتے وقت دو رکعت "تحیۃ المسجد" کی تاکید ثابت ہوتی ہے، اس باب میں اور بہت سی احادیث ہیں حتی کہ تحیۃ المسجد کے لیے مکروہ اوقات کی بھی رکاوٹ نہیں ہے، کیونکہ یہ سببی صلاۃ ہے، ہاں اگر کوئی ایسے وقت مسجد میں داخل ہو کہ جب کسی فرض وسنت صلاۃ کا وقت تھا تو فرض وسنت صلاۃ سے تحیۃ المسجد کی بھی ادائیگی ہو جائے گی۔

16۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ

۱۶۔ باب: امام کے خطبہ دینے کی حالت میں گفتگو کرنے کی کراہت

512۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. كَرِهُوا لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَكَلَّمَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ، وَقَالُوا: إِنْ تَكَلَّمَ غَيْرُهُ فَلا يُنْكِرْ عَلَيْهِ إِلاَّ بِالإِشَارَةِ. وَاخْتَلَفُوا فِي رَدِّ السَّلامِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ. فَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي رَدِّ السَّلامِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَكَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ ذَلِكَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

تخريج: خ/الجمعة ٣٦ (٩٣٤)، م/الجمعة ٣ (٨٥١)، د/الصلاة ٢٣٥ (١١١٢)، ن/الجمعة ٢٢ (١٤٠٢)، والعيدين ٢١ (١٥٧٨)، ق/الإقامة ٨٦ (١١١٠)، (تحفة الاشراف: ١٣٢٠٦)، ط/الجمعة ٢ (٦)، حم (٢/٢٤٤، ٢٧٢، ٢٨٠، ٣٩٣، ٣٩٦، ٤٨٥، ٥١٨، ٥٣٢)، د/الصلاة ١٩٥ (١٥٨٩) (صحيح)

۵۱۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعے کے دن امام کے خطبے کے دوران کسی سے کہا: چپ رہو تو اس نے لغوبات کی یا اس نے اپنا جمعہ لغو کر لیا۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن ابی اوفی اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اسی پر عمل ہے، علما نے آدمی کے لیے خطبے کے دوران گفتگو کرنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے کہ اگر کوئی دوسرا گفتگو کرے تو اسے بھی منع نہ کرے سوائے اشارے کے۔ (۴) البتہ دوران خطبہ سلام کے جواب دینے اور چھینکنے والے کے جواب میں "یرحمك الله" کہنے کے سلسلے میں اختلاف ہے، بعض اہل علم نے دوران خطبہ سلام کا جواب دینے اور چھینکنے والے کے جواب میں "یرحمك الله" کہنے کی اجازت دی ہے، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے اور تابعین وغیرہم میں سے بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور یہی شافعی کا قول

ہے۔

فائدہ ❶ :......یعنی اسے جمعے کی فضیلت نہیں ملی، بلکہ اس سے محروم رہا، یہ معنی نہیں کہ اس کی صلاۃ ہی نہیں ہوئی، کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ اس کی صلاۃ جمعہ ادا ہو جائے گی، البتہ وہ جمعے کی فضیلت سے محروم رہے گا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ پورے انہماک اور توجہ سے سننا چاہیے اور خطبے کے دوران کوئی ناروا حرکت نہیں کرنی چاہیے۔

17۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّخَطِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۱۷۔باب: جمعے کے دن (دورانِ خطبہ) لوگوں کی گردنیں پھاندنے کی کراہت

513۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، اتَّخَذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ . وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: كَرِهُوا أَنْ يَتَخَطَّى الرَّجُلُ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَشَدَّدُوا فِي ذَلِكَ . وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ، وَضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ .

تخریج: ق/الإقامة ۸۸ (۱۱۱٦)، (تحفة الاشراف: ۱۱۲۹۲)، حم (۳/٤۳۷) (حسن)

(سند میں رشدین بن سعد اور زبان بن فائد دونوں ضعیف راوی ہیں، لیکن شاہد کی وجہ سے حسن لغیرہ ہے، تراجع الالبانی ٤٥، السراج المنیر ۱٥۱۲، والصحیحہ ۳۱۲۲)

۵۱۳۔ معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے دن جس نے لوگوں کی گردنیں پھاندیں اس نے جہنم کی طرف لے جانے والا پل بنالیا۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں جابر سے بھی روایت ہے سہل بن معاذ بن انس جہنی کی حدیث غریب ہے، اسے ہم صرف رشدین بن سعد کی روایت سے جانتے ہیں۔ (۲) البتہ اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے انھوں نے اس بات کو مکروہ سمجھا ہے، کہ آدمی جمعے کے دن لوگوں کی گردنیں پھاندے اور انہوں نے اس میں سختی سے کام لیا ہے اور ان کے حفظ کے تعلق سے انہیں ضعیف گردانا ہے، بعض اہلِ علم نے رشدین بن سعد پر کلام کیا ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ ترجمہ "اتَّخَذَ" معروف کے صیغے کا ہے مشہور اعراب مجہول کے صیغے "اُتُّخِذَ" کے ساتھ ہے، اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا کہ جو جمعے کے دن لوگوں کی گردنیں پھاندے گا وہ جہنم کا پل بنا دیا جائے گا جس پر چڑھ کر لوگ جہنم کو عبور کریں گے۔

18ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الاِحْتِبَاءِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ

۱۸۔باب: امام کے خطبہ دینے کی حالت میں احتباء کرنے کی کراہت کا بیان

514ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، وَعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِءُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْحِبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو مَرْحُومٍ اسْمُهُ: عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُون. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْحِبْوَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ. وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُهُمْ. مِنْهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: لاَ يَرَيَانِ بِالْحِبْوَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ بَأْسًا.

تخريج: د/الصلاة ۲۳٤ (۱۱۱۰)، (تحفة الاشراف: ۱۱۲۹۹)، حم (۳/٤۳۹) (حسن)

۵۱۴۔معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جمعے کے دن جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔(۲) عام اہلِ علم نے جمعے کے دن حبوہ کو مکروہ جانا ہے اور بعض نے اس کی رخصت دی ہے، انھیں میں سے عبداللہ بن عمر وغیرہ ہیں، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں، یہ دونوں امام کے خطبہ دینے کی حالت میں حبوہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ [1]

فائدہ [1] :......حبوہ ایک مخصوص بیٹھک کا نام ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ سرین پر بیٹھا جائے اور دونوں گھٹنوں کو کھڑا رکھا جائے اور انھیں دونوں ہاتھوں سے باندھ لیا جائے، اس سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنے سے نیند آتی ہے اور ہوا خارج ہونے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے۔

19ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَفْعِ الأَيْدِى عَلَى الْمِنبَرِ

۱۹۔باب: منبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی کراہت کا بیان

515ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخبَرَنَا حُصَيْنٌ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيَّ، وَبِشْرُ بْنُ مَرْوَانَ يَخْطُبُ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ، فَقَالَ عُمَارَةُ: قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيُدَيَّتَيْنِ الْقُصَيِّرَتَيْنِ! لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يَزِيدُ عَلَى أَنْ يَقُولَ هَكَذَا: وَأَشَارَ هُشَيْمٌ بِالسَّبَّابَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الجمعة ۱۳ (۸۷٤)، د/الصلاة ۲۳۰ (۱۱۰٤)، ن/الجمعة ۲۹ (۱٤۱۳)، (تحفة الاشراف: ۱۰۳۷۷)، حم (٤/۱۳۵، ۱۳٦، ۵٦۱)، د/الصلاة ۲۰۱ (۱٦۰۱) (صحيح)

۵۱۵۔حصین کہتے ہیں کہ بشر بن مروان خطبہ دے رہے تھے، انھوں نے دعا [1] کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، تو میں

نے عمارہ بن رؤیبہ کو کہتے سنا: اللہ ان دونوں چھوٹے ہاتھوں کو غارت کرے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ صرف اس طرح کرتے تھے اس سے زیادہ کچھ نہیں اور ہشیم نے اپنی انگشتِ شہادت سے اشارہ کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... صحیح مسلم میں ''فی الدعاء'' کا لفظ نہیں ہے، مولف نے اسی لفظ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ خطبہ جمعے کی حالت میں دعا میں ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے اور مسلم کی روایت کے مطابق حدیث کا مطلب ہے کہ خطبے میں بہت زیادہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے اور وہ جو صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے دورانِ خطبہ میں بارش کے لیے دعا کی اور ہاتھ اٹھایا، تو بقول بعض ائمہ یہ استقا (بارش کے طلب) کی دعا تھی اس لیے اٹھایا تھا، صحیح بات یہ ہے کہ عمارہ بن رویبہ'' نے مطلق حالت خطبے میں ہاتھوں کو زیادہ حرکت کی بابت تنبیہ کی تھی۔

20۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَذَانِ الْجُمُعَةِ

۲۰۔باب: جمعے کی اذان کا بیان

516۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانَ الأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: إِذَا خَرَجَ الإِمَامُ، وَإِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ، فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الجمعة ۲۱ (۹۱۲)، و۲۲ (۹۱۳)، و۲٤ (۹۱۵)، و۲۵ (۹۱٦)، د/الصلاة ۲۲۵ (۱۰۸۷)، ن/الجمعة ۱۵ (۱۳۹۳)، ق/الإقامة ۹۷ (۱۱۳۵)، (تحفة الاشراف: ۳۷۹۹)، حم (۳/ ٤۵۰) (صحيح)

۵۱٦۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں (پہلی) اذان اس وقت ہوتی جب امام نکلتا اور (دوسری) جب صلاۃ کھڑی ہوتی ❶ پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے زوراء ❷ میں تیسری اذان کا اضافہ کیا۔ ❸ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہاں دوسری اذان سے مراد اقامت ہے۔

فائدہ ❷ :...... زوراء مدینے کے بازار میں ایک جگہ کا نام تھا۔

فائدہ ❸ :...... عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد سے دور بازار میں پہلی اذان دلوائی اور فی زمانہ لوگوں نے یہ اذان مسجد کے اندر کردی ہے اور دعوی کرتے ہیں کہ یہ اذان عثمان رضی اللہ عنہ کی سنت ہے، اگر کہیں واقعی اس طرح کی ضرورت موجود ہو تو اذان مسجد سے باہر دی جائے، ویسے اب مائک کے انتظام اور اکثر لوگوں کے ہاتھوں میں گھڑیوں کی موجودگی کے سبب اس طرح کی اذان کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ گئی، جس ضرورت کے تحت عثمان رضی اللہ عنہ یہ زائد اذان دلوائی تھی۔

21۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نُزُولِ الإِمَامِ مِنَ الْمِنْبَرِ

۲۱۔ باب: منبر سے اترنے کے بعد امام کا بات چیت کرنا جائز ہے

517- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَلَّمُ بِالْحَاجَةِ إِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ. قَالَ: و سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: وَهِمَ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَخَذَ رَجُلٌ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَمَا زَالَ يُكَلِّمُهُ حَتَّى نَعَسَ بَعْضُ الْقَوْمِ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَالْحَدِيثُ هُوَ هٰذَا. وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ رُبَّمَا يَهِمُ فِي الشَّيْءِ، وَهُوَ صَدُوقٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَهِمَ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ فِي حَدِيثِ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي)). قَالَ مُحَمَّدٌ: وَيُرْوَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَحَدَّثَ حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي)) فَوَهِمَ جَرِيرٌ، فَظَنَّ أَنَّ ثَابِتًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تخريج: د/الصلاة ۲٤۰ (۱۱۲۰)، ن/الجمعة ۳٦ (۱٤۲۰)، ق/الإقامة ۸۹ (۱۱۱۷)، (تحفة الاشراف: ۲٦۰)، حم (۳/۱۲۷) (شاذ) (جریر سے وہم ہوا ہے، واقعہ عشا کا ہے، نہ کہ جمعے کا، جیسا کہ مسلم کی حدیث نمبر ۳۷۰ میں ہے)

۵۱۷۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کی بات اس وقت کرتے جب آپ منبر سے اترتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف جریر بن حازم کی روایت سے جانتے ہیں، اور میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ جریر بن حازم کو اس حدیث میں وہم ہوا ہے اور صحیح وہی ہے جو بطریق: " ثابت، عن أنس" مروی ہے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صلاۃ کھڑی ہوئی اور ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا تو آپ برابر اس سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ بعض لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔ محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: حدیث یہی ہے اور جریر کو کبھی کبھی وہم ہوجاتا ہے، حالانکہ وہ صدوق ہیں۔ محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ جریر بن حازم کو ثابت کی حدیث میں (بھی) جسے ثابت نے انس سے اور انس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہم ہوا ہے (جو یہ ہے کہ) آپ نے فرمایا: جب صلاۃ کھڑی ہوجائے تو تم اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک کہ مجھے نہ دیکھ لو۔ محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: نیز حماد بن زید سے روایت کی جاتی ہے کہ ہم لوگ ثابت بنانی کے پاس تھے اور حجاج صواف نے یحییٰ ابن ابی کثیر کے واسطے سے حدیث بیان کی، جسے یحییٰ نے عبداللہ بن ابوقتادہ سے اور عبداللہ نے اپنے والد ابوقتادہ سے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب صلاۃ کھڑی ہوجائے تو تم کھڑے نہ ہو جب تک کہ مجھے نہ

دیکھ لو' چنانچہ جریر کو وہم ہوا، انہیں گمان ہوا کہ ثابت نے ان سے بیان کیا ہے اور ثابت نے انس سے اور انس نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔

518ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلاَةُ يُكَلِّمُهُ الرَّجُلُ يَقُومُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَمَا يَزَالُ يُكَلِّمُهُ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَنَا يَنْعَسُ مِنْ طُولِ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الاشراف: ٤٧٨) (صحيح)

۵۱۸ـ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صلاۃ کھڑی ہو جانے کے بعد میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ سے ایک آدمی باتیں کررہا ہے اور آپ اس کے اور قبلے کے درمیان کھڑے ہیں، آپ برابر اس سے گفتگو کرتے رہے، میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کے طول قیام کی وجہ سے بعض لوگ اونگھ رہے ہیں امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

22ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلاَةِ الْجُمُعَةِ

۲۲ـ باب: صلاۃِ جمعہ میں قراءت کا بیان

519ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ، وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ، فَصَلَّى بِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَفِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾. قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ: فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ: تَقْرَأُ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَأَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلاَنِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلاَةِ الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾. عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

تخريج: م/الجمعة ١٦ (٨٧٧)، د/الصلاة ٢٤٢ (١١٢٤)، ق/الإقامة ٩٠ (١١١٨)، (تحفة الاشراف: ١٤١٠٤) (صحيح)

۵۱۹ـ عبیداللہ بن ابی رافع کہتے ہیں: مروان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا اور وہ خود مکے کی طرف نکلے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعے کے دن صلاۃ پڑھائی تو انہوں نے (پہلی رکعت میں) سورہ جمعہ پڑھی اور دوسری رکعت میں ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾، عبیداللہ کہتے ہیں: تو میں ابوہریرہ سے ملا، میں نے ان سے کہا: آپ نے دو ایسی سورتیں پڑھی ہیں جنھیں علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھتے ہیں، اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ان دونوں سورتوں کو رسول

اللہ ﷺ کو پڑھتے سنا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس، نعمان بن بشیر اور ابوعنبہ خولانی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ جمعے کی صلاۃ میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔

23۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا يَقْرَأُ بِهِ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۲۳۔ باب: جمعے کے دن فجر میں کون سی سورت پڑھے؟

520۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مُخَوَّلِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ ﴿الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الإِنْسَانِ﴾. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُخَوَّلٍ.

تخريج: م/الجمعة ١٦ (٨٧٩)، د/الصلاة ٢١٨ (١٠٧٤)، ن/الافتتاح ٤٧ (٩٥٧)، والجمعة ٣٨ (١٤٢٠)، ق/الإقامة ٦ (٨٢١)، (تحفة الاشراف: ٥٦١٣)، حم (١/٢٢٦، ٣٠٧، ٣١٦، ٣٢٨، ٣٣٤، ٣٥٤) (صحيح)

۵۲۰۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن فجر کی صلاۃ میں ﴿الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ﴾ ﴿وَهَلْ أَتَى عَلَى الإِنْسَانِ﴾ پڑھتے تھا امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں سعد، ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) سفیان ثوری، شعبہ اور کئی لوگوں نے بھی یہ حدیث مخول بن راشد سے روایت کی ہے۔

24۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا

۲۴۔ باب: جمعے سے پہلے اور اس کے بعد کی سنتوں کا بیان

521۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ.
قَالَ: وَفِي الْبَابِ، عَنْ جَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَيْضًا. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ.

تخريج: م/الجمعة ١٨ (٨٨٢)، د/الصلاة ٢٤٤ (١١٣٢)، ن/الجمعة ٤٣ (١٤٢٨)، ق/الإقامة ٩٥

(١١٣١)، (تحفة الاشراف : ٦٩٠١)، و کذا (٦٩٤٨)، حم (٢/١١، ٣٥، ٧٥، ٧٧) (صحیح)

۵۲۱۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے بعد دو رکعت (سنت) پڑھتے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) یہ حدیث بطریق "نافع عن ابن عمر" ہے۔ (۴) اسی پر بعض اہلِ علم کا عمل ہے، اور یہی شافعی اور احمد بھی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... اس حدیث میں جمعے کے بعد صرف دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت آئی ہے جس میں چار رکعتیں پڑھنے کا حکم ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ بعض علما نے یہ تطبیق دی ہے کہ مسجد میں پڑھنے والا چار رکعت پڑھے اور گھر میں پڑھے تو دو رکعت پڑھے۔ کچھ لوگ چھ رکعت کے قائل ہیں، لیکن کسی بھی صحیح مرفوع روایت سے یہ ثابت نہیں کہ کس طرح پڑھی جائے، اس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ چاروں رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائیں اور بعض کا کہنا ہے کہ دو دو کر کے چار رکعت پڑھی جائیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ دو دو کر کے پڑھی جائیں، کیونکہ صحیح حدیث میں ہے: "صلاة الليل و النهار مثنى مثنى" (رات اور دن کی نفل صلاۃ دو دو رکعت کر کے پڑھنا ہے)۔

522- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الاشراف: ٨٢٧٦) (صحيح)

۵۲۲۔نافع سے روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب جمعہ پڑھ لیتے تو (گھر) واپس آتے اور دو رکعت اپنے گھر میں پڑھتے پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

523- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ ثَبْتًا فِي الْحَدِيثِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَمَرَ أَنْ يُصَلَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَرْبَعًا. وَذَهَبَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ إِلَى قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ. وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِنْ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّى أَرْبَعًا وَإِنْ

صَلَّى فِي بَيْتِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. وَاحْتَجَّ بِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَحَدِيثُ النَّبِيِّ ﷺ: مَنْ كَانَ مِنْكُم مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَابْنُ عُمَرَ هُوَ الَّذِي رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَابْنُ عُمَرَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّى بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ أَرْبَعًا.

523/ م- حَدَّثَنَا بِذَلِكَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ أَرْبَعًا. حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمنِ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَنَصَّ لِلْحَدِيثِ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا الدَّنَانِيرُ وَالدَّرَاهِمُ أَهْوَنُ عَلَيْهِ مِنْهُ، إِنْ كَانَتِ الدَّنَانِيرُ وَالدَّرَاهِمُ عِنْدَهُ بِمَنْزِلَةِ الْبَعْرِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ: كَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَسَنَّ مِنَ الزُّهْرِيِّ.

تخريج: م/الجمعة ١٨ (٨٨١)، د/الصلاة ٤٤ (١١٣١)، ن/الجمعة ٤٢ (١٤٢٧)، ق/الإقامة ٩٥ (١١٣٢)، (تحفة الاشراف: ١٢٦٦٧)، (وكذا: ١٢٦٦٤) (صحيح)

۵۲۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سے جمعے کے بعد صلاۃ پڑھے تو چاہیے کہ چار رکعت پڑھے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ (۳) نیز عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور اس کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ (۴) اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انھوں نے حکم دیا کہ جمعے کے بعد پہلے دو پھر چار رکعتیں پڑھی جائیں۔ (۵) سفیان ثوری اور ابن مبارک بھی ابن مسعود کے قول کی طرف گئے ہیں۔ (٦) اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: جمعے کے دن اگر مسجد میں پڑھے تو چار رکعتیں اور اگر اپنے گھر میں پڑھے تو دو رکعتیں پڑھے، ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمعے کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں پڑھتے تھے اور نبی اکرم ﷺ کی (یہ بھی) حدیث ہے کہ تم میں سے جو کوئی جمعے کے بعد صلاۃ پڑھے تو چار رکعتیں پڑھے۔ (۷) ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی ہیں جنھوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ جمعے کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں پڑھتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خود نبی اکرم ﷺ کے بعد مسجد میں جمعے کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور دو رکعتوں کے بعد چار رکعتیں پڑھیں عطا سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انھوں نے جمعے کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد چار رکعتیں پڑھیں۔

۵۲۳/م۔ عطا کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جمعے کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا، پھر اس کے بعد انھوں نے چار رکعتیں پڑھیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عمرو بن دینار نے کہا: میں نے زہری سے زیادہ حدیث کو اچھا بیان کرنے والانہیں دیکھا۔ (۲) میں نے کسی کونہیں دیکھا کہ درہم و دینار اس کے سامنے ذلیل ہوں، جیسا کہ زہری کو دیکھا۔ ان کے ہاں درہم و دیناریوں ذلیل تھے جیسے اونٹ کی مینگنی۔ (۳) سفیان بن عیینہ کہا کرتے تھے کہ عمرو بن دینار زہری سے بہتر تھے۔

25۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً

۲۵۔باب: جسے جمعے کی صرف ایک رکعت ملی اس کو جمعہ مل گیا

524۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلاةَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. قَالُوا: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ صَلَّى إِلَيْهَا أُخْرَى وَمَنْ أَدْرَكَهُمْ جُلُوسًا صَلَّى أَرْبَعًا. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخريج: خ/المواقيت ۲۹ (۵۸۰)، م/المساجد ۳۰ (۶۰۷)، د/الصلاة ۲۴۱ (۱۱۲۱)، ق/الإقامة ۹۱ (۱۱۲۲)، حم (۲/۲۴۱، ۲۶۵، ۲۷۱، ۲۸۰، ۳۷۵، ۳۶۷)، د/الصلاة ۲۲ (۱۲۵۸) (صحیح)

۵۲۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صلاۃ میں ایک رکعت پالی اس نے صلاۃ پالی۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے، صحابہ کرام وغیرہم میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ جس نے جمعے کی ایک رکعت پالی تو وہ دوسری رکعت (خود سے) پڑھ لے اور جس نے لوگوں کو سجدے میں پایا تو وہ چار رکعت (ظہر کی صلاۃ) پڑھےاور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ ❷

فائدہ ❶ :...... یعنی جماعت کی فضیلت اس نے پالی، یا اس نے صلاۃ کا وقت پا لیا، اس کے عموم میں جمعے کی صلاۃ بھی داخل ہے، اس لیے جمعے کی دو رکعتوں میں اگر کوئی ایک رکعت بھی پالے تو گویا اس نے پوری صلاۃِ جمعہ جماعت سے پالی۔

فائدہ ❷ :...... کیا صلاۃ جمعہ میں امام کے ساتھ دوسری رکعت کے کسی بھی حصے میں شامل ہونے والا ظہر کی پوری چار رکعت پڑھے گا یا صرف دو رکعت مکمل کرے گا؟ اس موضوع پر تفصیل جاننے کے لیے ''قول ثابت اردو شرح موطا امام مالک'' کی ''کتاب وقوف الصلاۃ کے باب وقت الجمعۃ'' کا مطالعہ کرلیں، بموجب صحیح مسلک بالاختصار یہ ہے کہ ایسا مقتدی دو رکعت ہی پڑھے، چار نہیں۔''

26۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَائِلَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۲۶۔باب: جمعے کے دن قیلولہ کا بیان

525۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كُنَّا نَتَغَدَّى فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الجمعة ٤٠ (٩٣٩)، والحرث ٢١ (٢٣٤٩)، والأطعمة ١٧ (٣٤٠٣)، والاستئذان ١٦ (٦٢٤٨)، و٣٩ (٦٢٧٩)، ق/الإقامة ٨٤ (١٠٩٩)، (تحفة الاشراف: ٤٦٩٨)، حم (٥/٣٣٦) (صحيح)

۵۲۵۔سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جمعے کے بعد ہی کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) سہل بن سعد کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں انس بن مالک سے بھی روایت ہے۔

27۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ نَعَسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنَّهُ يَتَحَوَّلُ مِنْ مَجْلِسِهِ

۲۷۔باب: جمعے کے دن جو کوئی اونگھے وہ اپنی جگہ بدل دے

526۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: د/الصلاة ٢٣٩ (١١١٩)، (تحفة الاشراف: ٨٤٠٦)، حم (٢/٢٢، ١٣٥) (صحيح)

۵۲۶۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جمعے کے دن اونگھے تو اپنی جگہ بدل دے'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

28۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّفَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۲۸۔باب: جمعے کے دن سفر کرنے کا بیان

527۔حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِي سَرِيَّةٍ، فَوَافَقَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَغَدَا أَصْحَابُهُ فَقَالَ: أَتَخَلَّفُ فَأُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، فَلَمَّا صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَآهُ، فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَغْدُوَ مَعَ أَصْحَابِكَ؟)) فَقَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ، ثُمَّ أَلْحَقَهُمْ، قَالَ: ((لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَقَالَ شُعْبَةُ: لَمْ يَسْمَعْ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ إِلاَّ خَمْسَةَ أَحَادِيثَ، وَعَدَّهَا شُعْبَةُ، وَلَيْسَ هٰذَا الْحَدِيثُ فِيمَا عَدَّ شُعْبَةُ. فَكَأَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ لَمْ يَسْمَعْهُ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي السَّفَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: فَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمْ بَأْسًا بِأَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي السَّفَرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الصَّلاَةُ، و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَصْبَحَ فَلَا يَخْرُجْ حَتَّى يُصَلِّيَ الْجُمُعَةَ.

تخریج: تفرد به المؤلف وانظر: حم (١/٢٢٤)، (تحفة الاشراف: ٦٤٧١) (ضعیف الاسناد)

(حکم نے یہ حدیث مقسم سے نہیں سنی ہے، یعنی سند میں انقطاع ہے)

۵۲۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ میں بھیجا، اتفاق سے وہ جمعے کا دن تھا، ان کے ساتھی صبح سویرے روانہ ہوگئے، انھوں نے (اپنے جی میں) کہا: میں پیچھے رہ جاتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلاۃ پڑھ لیتا ہوں، پھر میں ان لوگوں سے جاملوں گا، چنانچہ جب انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صلاۃ پڑھی تو آپ نے انھیں دیکھ کر فرمایا: ''تمھیں کس چیز نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جانے سے روک دیا؟''، عرض کی: میں نے چاہا کہ میں آپ کے ساتھ صلاۃ پڑھ لوں پھر میں ان سے جاملوں گا، آپ نے فرمایا: ''اگر تم جو کچھ زمین میں ہے سب خرچ کر ڈالو تو بھی ان کے صبح روانہ ہونے کا ثواب نہیں پاسکو گے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے، ہم صرف اسی سند سے اسے جانتے ہیں۔ (۲) یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ شعبہ کہتے ہیں کہ حکم نے مقسم سے صرف پانچ حدیثیں سنی ہیں اور شعبہ نے انھیں گن کر بتایا تو یہ حدیث شعبہ کی گنی ہوئی حدیثوں میں نہیں تھی، گویا حکم نے یہ حدیث مقسم سے نہیں سنی ہے۔ (۳) جمعے کے دن سفر کے سلسلے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے: بعض لوگوں نے جمعے کے دن سفر پر نکلنے میں کوئی حرج نہیں جانا ہے، جب کہ صلاۃ کا وقت نہ ہوا ہو اور بعض کہتے ہیں، جب جمعے کی صبح ہوجائے تو جمعہ پڑھے بغیر نہ نکلے۔ ❶

فائدہ ❶:...... یہ حدیث جمعے کے دن جمعے کی صلاۃ سے پہلے سفر کی مشروعیت پر دلالت کررہی ہے، لیکن ضعیف ہے، مگر جمعے کے دن جمعے کی صلاۃ سے پہلے خاص طور پر زوال کے بعد سفر سے ممانعت کی کوئی صحیح حدیث وارد بھی نہیں ہے، اس لیے اس بابت علما میں اختلاف ہے کہ کیا بہتر ہے؟ دونوں طرف لوگ گئے ہیں جس کا تذکرہ مولف نے کیا ہے۔

29۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ وَالطِّيبِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۲۹۔ باب: جمعے کے دن مسواک کرنے اور خوشبو لگانے کا بیان

528۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَقٌّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلْيَمَسَّ أَحَدُهُمْ مِنْ طِيبِ أَهْلِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ

فَالْمَاءُ لَهُ طِيبٌ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَشَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ.

تخريج: تفرد به المؤلف، وانظر حم (٤/٢٨٢، ٢٨٣) (تحفة الاشراف: ١٧٨٧) (ضعيف)

(سند میں اسماعیل التیمی اور یزید بن ابی زیاد دونوں ضعیف راوی ہیں)

۵۲۸۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ جمعے کے دن غسل کریں اور ہر ایک اپنے گھر والوں کی خوشبو میں سے خوشبو لگائے، اگر اسے خوشبو میسر نہ ہو تو پانی ہی اس کے لیے خوشبو ہے" اس باب میں ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری شیخ سے بھی روایت ہے۔

529۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ: نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَرِوَايَةُ هُشَيْمٍ أَحْسَنُ مِنْ رِوَايَةِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

تخريج: انظر ما قبله (ضعيف) (اس کے راوی "یزید بن ابی زیاد" ضعیف ہیں)

۵۲۹۔ اس سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) براء رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) ہشیم کی روایت (رقم 529) اسماعیل بن ابراہیم تیمی کی روایت (رقم ۵۲۸) سے زیادہ اچھی ہے۔ (۳) اسماعیل بن ابراہیم تیمی کو حدیث کے سلسلے میں ضعیف گردانا جاتا ہے۔ [1]

فائدہ [1]: ......لیکن یزید بن ابی زیاد جن پر اس حدیث کا دارومدار ہے خود ضعیف ہیں۔

30-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ يَوْمَ الْعِيدِ

۳۰-باب: عید کے دن پیدل چلنے کا بیان

530- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَأَنْ تَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَأَنْ يَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ لِصَلَاةِ الْفِطْرِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ لَا يَرْكَبَ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ.

تخريج: ق/الإقامة ۱۶۱ (الشق الاول فقط) (تحفة الاشراف: ۱۰۰۴۲) (حسن)

(سند میں حارث اعور ضعیف راوی ہیں، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث حسن ہے)

۵۳۰- علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عید کے لیے پیدل جانا اور نکلنے سے پہلے کچھ کھالینا سنت ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔ (۲) اکثر اہلِ علم کا اسی حدیث پر عمل ہے، وہ مستحب سمجھتے ہیں کہ آدمی عید کے لیے پیدل جائے اور عید الفطر کی صلاۃ کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھالے۔ (۳) مستحب یہ ہے کہ آدمی بلا عذر سوار ہو کر نہ جائے۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

۳۱-باب: عیدین کی صلاۃ خطبہ سے پہلے ہونے کا بیان

531- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ يُصَلُّونَ فِي الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ يَخْطُبُونَ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ ، أَنَّ صَلاَةَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ . وَيُقَالُ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ خَطَبَ قَبْلَ الصَّلاَةِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ .

تخريج: خ/العيدين ٨ (٩٦٣)، م/العيدين (٨٨٨)، ن/العيدين ٩ (١٥٦٥)، ق/الإقامة ١٥٥ (١٢٧٦)، (تحفة الاشراف: ٧٨٢٣)، حم (٢/١٢، ٣٨) (صحيح)

۵۳۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اورابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما عیدین کی صلاۃ خطبے سے پہلے پڑھتے اور اس کے بعد خطبہ دیتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ عیدین کی صلاۃ خطبہ سے پہلے ہوگی، 4 اور کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے صلاۃ سے پہلے خطبہ دیا وہ مروان بن حکم تھا۔ ❶

فائدہ ❶ :...... مگر ایک صحابی رسول ﷺ نے اُسے اس بدعت کی ایجاد سے روک دیا تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

32۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلاَةَ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلاَ إِقَامَةٍ

۳۲۔ باب: عیدین کی صلاۃ بغیر اذان واقامت کے ہے

532۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلاَ إِقَامَةٍ .

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، وَابْنِ عَبَّاسٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ ، أَنَّهُ لاَ يُؤَذَّنُ لِصَلاَةِ الْعِيدَيْنِ ، وَلاَ لِشَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ .

تخريج: م/العيدين (٨٨٧)، د/الصلاة ٢٥٠ (١١٤٨)، (تحفة الاشراف: ٢١٦٦)، حم (٥/٩١) (حسن صحيح)

۵۳۲۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عیدین کی صلاۃ ایک اور دو سے زیادہ بار یعنی متعدد بار بغیر اذان اور بغیر اقامت کے پڑھی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں جابر بن عبداللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ عیدین کی صلاۃ کے لیے اذان نہیں دی جائے گی اور نہ نوافل میں سے کسی کے لیے۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ

۳۳-باب: عیدین میں پڑھی جانے والی سورتوں کا بیان

533- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ، وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمِسْعَرٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ. وَأَمَّا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ فَيُخْتَلَفُ عَلَيْهِ فِي الرِّوَايَةِ: يُرْوَى عَنْهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ. وَلَا نَعْرِفُ لِحَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ رِوَايَةً عَنْ أَبِيهِ. وَحَبِيبُ بْنُ سَالِمٍ هُوَ مَوْلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَرَوَى عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَحَادِيثَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ نَحْوُ رِوَايَةِ هَؤُلَاءِ. وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بِـ﴿قَافٍ﴾، ﴿وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.

تخريج: م/الجمعة ١٦ (٨٧٨)، د/الصلاة ٢٤٢ (١١٢٢)، ن/الجمعة ٤٠ (١٤٢٥)، ق/الإقامة ٩٠ (١١٢٠)، و١٥٧ (١٢٨١)، ط/الجمعة ٩ (١٩)، (تحفة الاشراف: ١١٦١٢)، حم (٤/٢٧٠، ٢٧١، ٢٧٧)، د/الصلاة ٢٠٣ (١٦٠٩) (صحيح)

۵۳۳- نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ عیدین اور جمعے میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے اور بسا اوقات دونوں ایک ہی دن میں آ پڑتے تو بھی انہی دونوں سورتوں کو پڑھتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوواقد، سمرہ بن جندب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور اسی طرح سفیان ثوری اور مسعر نے بھی ابراہیم بن محمد بن منتشر سے ابوعوانہ کی حدیث کی طرح روایت کی ہے۔ (۴) رہے سفیان بن عیینہ تو ان سے روایت میں اختلاف پایا جاتا ہے ان کی ایک سند یوں ہے: "عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ [1] عَنِ النُّعْمَانِ" اور ہم حبیب بن سالم کی کسی ایسی روایت کو نہیں جانتے جسے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہو۔ حبیب بن سالم نعمان بن بشیر کے آزاد کردہ غلام ہیں، انھوں نے نعمان بن بشیر سے کئی احادیث روایت کی ہیں اور ابن عیینہ سے ابراہیم بن محمد بن منتشر کے واسطے سے ان لوگوں کی طرح بھی روایت کی گئی ہے [2] اور نبی

اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ عیدین کی صلاۃ میں سورہ "ق" اور "اقتربت الساعة" پڑھتے تھے [3] اور یہی شافعی بھی کہتے ہیں۔

فائدہ 1 :...... یعنی اس سند میں ''حبیب بن سالم'' اور ''نعمان بن بشیر کے درمیان حبیب کے والد کا اضافہ ہے، جو صحیح نہیں ہے۔

فائدہ 2 :...... یعنی: بغیر "عن ابیه" کے اضافے کے، یہ روایت آگے آرہی ہے۔

فائدہ 3 :...... اس میں کوئی تضاد نہیں، کبھی آپ یہ سورتیں پڑھتے اور کبھی وہ سورتیں، بہرحال ان کی قراءت مسنون ہے، فرض نہیں، لیکن ایسا نہیں کہ بعض لوگوں کی طرح ان مسنون سورتوں کو پڑھے ہی نہیں، مسنون عمل کو بغیر کسی شرعی عذر کے جان بوجھ کر چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

534- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِ فِي الْفِطْرِ وَالأَضْحَى؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ بِـ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ وَ ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/العيدين ٣ (٨٩١)، د/الصلاة ٢٥٢ (١١٥٤)، ن/العيدين ١٢ (١٥٦٨)، ق/الإقامة ١٥٧ (١٢٨٢)، (تحفة الاشراف : ١٥٥١٣)، حم (٥/٢١٨، ٢١٩) (صحيح)

۵۳۴- عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے ابو واقد لیثی حارث بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں رسول اللہ ﷺ کیا پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ اور ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ پڑھتے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

535- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ: نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ: الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۵۳۵- اس سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ

۳۴- باب: عیدین کی تکبیرات کا بیان

536- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو أَبُو عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدِينِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ

وَفِي الآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَدِّ كَثِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَهُوَ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَاسْمُهُ: عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ نَحْوَ هٰذِهِ الصَّلاَةِ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. وَرُوِي عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قَالَ فِي التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ: تِسْعَ تَكْبِيرَاتٍ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ يَبْدَأُ بِالْقِرَاءَةِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا مَعَ تَكْبِيرَةِ الرُّكُوعِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

تخريج: ق/الإقامة ١٥٦ (١٢٧٩)، (تحفة الاشراف : ١٠٧٧٤) (صحيح)

(سند میں کثیر ضعیف راوی ہیں، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، دیکھئے: صحیح ابی داود ۱۰۴۵-۱۰۴۶، والعیدین ۹۸۹/۲۶)

۵۳۶۔ عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے عیدین میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عائشہ، ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) کثیر کے دادا کی حدیث حسن ہے اور یہ سب سے اچھی روایت ہے جو نبی اکرم ﷺ سے اس باب میں روایت کی گئی ہے۔ (۳) صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ (۴) اور ابو ہریرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ انھوں نے مدینے میں اسی طرح یہ صلاۃ پڑھی۔ (۵) اور یہی اہلِ مدینہ کا بھی قول ہے، اور یہی مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ (۶) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عیدین کی تکبیروں کے بارے میں کہا ہے کہ یہ نو تکبیریں ہیں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہے [1] اور دوسری رکعت میں پہلے قراءت کرے پھر رکوع کی تکبیر کے ساتھ چار تکبیریں کہے [2] کئی صحابہ کرام سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے، اہل کوفہ کا بھی قول یہی ہے اور یہی سفیان ثوری بھی کہتے ہیں۔

فائدہ [1]:...... یعنی تکبیر تحریمہ کے ساتھ پانچ، یعنی پہلی میں چار زائد تکبیریں۔

فائدہ [2]:...... یہ کل سات تکبیریں زائد ہوئیں اس کی سند ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک صحیح ہے، لیکن یہ موقوف ہے خود آپ ﷺ کا عمل بارہ زوائد تکبیرات پر تھا۔ ولنا المرفوع.

35۔ بَابُ مَا جَاءَ لَا صَلَاةَ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا

۳۵۔ باب: صلاۃِ عید سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نفل صلاۃ نہیں ہے

537۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي سَعِيدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ رَأَى طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الصَّلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ، وَقَبْلَهَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ، وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

تخريج: خ/العيدين ٨ (٩٦٤)، و٢٦ (٩٨٩)، والزكاة ٢١ (١٤٣١)، واللباس ٥٧ (٥٨٨١)، و٥٩ (٥٨٨٣)، م/العيدين ٢ (٨٨٤/١٣)، د/الصلاة ٢٥٦ (١١٥٩)، ن/العيدين ٢٩ (١٥٨٨)، ق/الإقامة ١٦٠ (١٢٩١)، (تحفة الاشراف: ٥٥٥٨)، حم (١/٣٥٥)، د/الصلاة ٢١٩ (١٦٤٦) (صحيح)

۵۳۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عید الفطر کے دن نکلے، آپ نے دو رکعت صلاۃ پڑھی، پھر آپ نے نہ اس سے پہلے کوئی صلاۃ پڑھی اور نہ اس کے بعد۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو اور ابوسعید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، اور یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ (۴) اور صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہلِ علم کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ عیدین کی صلاۃ کے پہلے اور اس کے بعد صلاۃ پڑھ سکتے ہیں، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

538۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ خَرَجَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الاشراف: ٨٥٧٦) (حسن صحيح)

۵۳۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عید کے دن نکلے تو انہوں نے نہ اس سے پہلے کوئی صلاۃ پڑھی اور نہ اس کے بعد اور ذکر کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے ہی کیا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

36ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ

۳۶ـ باب: عیدین میں عورتوں کے عیدگاہ جانے کا بیان

539ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ ، وَهُوَ ابْنُ زَاذَانَ ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْأَبْكَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضَ فِي الْعِيدَيْنِ ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى ، وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ ، قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ؟ ، قَالَ: ((فَلْتُعِرْهَا أُخْتُهَا مِنْ جَلَابِيبِهَا)) .

تخريج: خ/الحيض ٢٣ (٣٢٤)، والصلاة ٢ (٣٥١)، والعيدين ١٥ (٩٨٠)، و ٢١ (٩٨١)، والحج ٨١ (١٦٥٢)، م/العيدين ١ (٨٩٠)، والجهاد ٤٨ (١٨١٢)، د/الصلاة ٢٤٧ (١١٣٦)، ن/الحيض ٢٢ (٣٩٠)، والعيدين ٣ (١٥٥٩)، ق/الإقامة ١٦٥ (١٣٠٧)، (تحفة الاشراف: ١٨١٠٨)، حم (٥/٨٤، ٨٥)، د/الصلاة ٢٢٣ (١٦٥٠) (صحيح)

۵۳۹ـ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدین میں کنواری لڑکیوں، دوشیزاؤں، پردہ نشیں اور حائضہ عورتوں کو بھی لے جاتے تھے، البتہ حائضہ عورتیں عیدگاہ سے دور رہتیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہتیں۔ ایک عورت نے عرض کی: اللہ کے رسول! اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: "اس کی بہن کو چاہیے کہ اسے اپنی چادروں میں سے کوئی چادر عاریۃً دے دے۔" ❶

فائدہ ❶ :......اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کو صلاۃ عید کے لیے عیدگاہ لے جانا مسنون ہے۔ جو لوگ اس کی کراہت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں: یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے تاکہ اہلِ اسلام کی تعداد زیادہ معلوم ہو اور لوگوں پر ان کی دھاک بیٹھ جائے، لیکن یہ تاویل صحیح نہیں، کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس طرح کی روایت آتی ہے اور وہ کمسن صحابہ میں سے ہیں، ظاہر ہے ان کی یہ گواہی فتح مکہ کے بعد کی ہوگی جس وقت اظہارِ قوت کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

540ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: بِنَحْوِهِ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، وَجَابِرٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أُمِّ عَطِيَّةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هٰذَا الْحَدِيثِ ، وَرَخَّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ ، وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ . وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: أَكْرَهُ الْيَوْمَ الْخُرُوجَ لِلنِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ ، فَإِنْ أَبَتِ الْمَرْأَةُ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ فَلْيَأْذَنْ لَهَا زَوْجُهَا أَنْ تَخْرُجَ فِي أَطْمَارِهَا الْخُلْقَانِ ، وَلَا تَتَزَيَّنْ ، فَإِنْ أَبَتْ أَنْ تَخْرُجَ كَذٰلِكَ فَلِلزَّوْجِ أَنْ يَمْنَعَهَا عَنِ الْخُرُوجِ . وَيُرْوَى عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَوْ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ . وَيُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ كَرِهَ الْيَوْمَ الْخُرُوجَ لِلنِّسَاءِ

إِلَى الْعِيدِ .

تخريج : انظر ما قبله (التحفه : ١٨١١٨) (صحيح)

۵۴۰۔اس سند سے بھی ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) اس باب میں ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔(۳) بعض اہلِ علم اسی حدیث کی طرف گئے ہیں اور عیدین کے لیے عورتوں کو نکلنے کی رخصت دی ہے اور بعض نے اسے مکروہ جانا ہے۔(۴) عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ آج کل میں عیدین میں عورتوں کے جانے کو مکروہ سمجھتا ہوں، اگر کوئی عورت نہ مانے اور نکلنے ہی پر بضد ہو تو چاہیے کہ اس کا شوہر اسے پرانے میلے کپڑوں میں نکلنے کی اجازت دے اور وہ زینت نہ کرے اور اگر وہ اس طرح نکلنے پر راضی نہ ہو تو پھر شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے نکلنے سے روک دے۔(۵) عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ ان نئی چیزوں کو دیکھ لیتے جواب عورتوں نے نکال رکھی ہیں تو انہیں مسجد جانے سے منع فرمادیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔(۶) سفیان ثوری سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ آج کل کے دور میں انہوں نے بھی عورتوں کا عید کے لیے نکلنا مکروہ قرار دیا۔ ❶

فائدہ ❶ :......اس بارے میں مروی احادیث کے الفاظ سے عورتوں کو عیدگاہ جانے کی سخت تاکید معلوم ہوتی ہے، ایک روایت میں تو "اَمَـرَنَـا" (ہم کو حکم دیا) کا لفظ ہے اور ایک میں "أُمِـرْنَـا" (ہم کو حکم دیا گیا) کا لفظ ہے، نیز حج اور دیگر دنیاوی مجالس میں نکلنے کے سبھی قائل ہیں تو عیدگاہ کے لیے نکلنے کی یہ ساری تاویلات بے کار ہیں۔ ہاں جو شرائط ہیں ان کی پابندی سختی سے کی جائے، نہ کہ مسئلہ اپنی طرف سے بدل دیا جائے۔ ابن حجر عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول پر فرماتے ہیں: نہ تو رسول اکرم ﷺ نے دیکھا، نہ ہی منع فرمایا، یعنی عائشہ بھی روک دینے کی بات نہ کرسکیں، کیسے کرتیں؟ بات دینی مسئلے کی تھی جس کا حق صرف اللہ اور رسول کو ہے۔

37۔بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَرُجُوعِهِ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ

۳۷۔باب: عید کے لیے نبی اکرم ﷺ کے ایک راستے سے جانے اور دوسرے سے لوٹنے کا بیان

541۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الأَعْلَى الْكُوفِيُّ، وَأَبُو زُرْعَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ، عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ رَجَعَ فِي غَيْرِهِ .

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، وَأَبِي رَافِعٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ . وَرَوَى أَبُو تُمَيْلَةَ وَيُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ

سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ . قَالَ: وَقَدِ اسْتَحَبَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلإِمَامِ إِذَا خَرَجَ فِي طَرِيقٍ أَنْ يَرْجِعَ فِي غَيْرِهِ، اتِّبَاعًا لِهَذَا الْحَدِيثِ . وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ . وَحَدِيثُ جَابِرٍ كَأَنَّهُ أَصَحُّ .

تخريج: تفرد به المؤلف من حديث أبي هريرة وأخرجه في العيدين ٢٤ (٩٨٦) بنفس الطريق لكنه من حديث جابر، وقال حديث جابر أصح (أى من حديث أبى هريرة) (تحفة الاشراف: ١٢٩٣٧) (صحيح)

۵۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب عید کے دن ایک راستے سے نکلتے تو دوسرے سے واپس آتے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن عمر اور ابو رافع رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں۔ (۳) ابوتمیلہ اور یونس بن محمد نے یہ حدیث بطریق: "فليح بن سليمان، عن سعيد بن الحارث، عن جابر بن عبدالله" کی روایت ہے۔ (۴) بعض اہل علم نے اس حدیث کی پیروی میں امام کے لیے مستحب قرار دیا ہے کہ جب ایک راستے سے جائے تو دوسرے سے واپس آئے۔ شافعی کا یہی قول ہے اور جابر کی حدیث (بمقابلہ ابوہریرہ) گویا زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶: ...... نبی اکرم ﷺ کی پیروی میں مسلمانوں کو بھی راستہ تبدیل کر کے آنا جانا چاہیے، کیونکہ اس سے ایک تو اسلام کی شان و شوکت کا مظاہرہ ہوگا، دوسرے قیامت کے دن یہ دونوں راستے ان کی اس عبادت کی گواہی دیں گے۔

38۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوجِ

۳۸۔ باب: عیدالفطر کے دن نکلنے سے پہلے کچھ کھا لینے کا بیان

542۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ، عَنْ ثَوَابِ ابْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَيَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ، وَلاَ يَطْعَمُ يَوْمَ الأَضْحَى حَتَّى يُصَلِّيَ .

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَنَسٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الأَسْلَمِيِّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ . و قَالَ مُحَمَّدٌ: لاَ أَعْرِفُ لِثَوَابِ بْنِ عُتْبَةَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ . وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لاَ يَخْرُجَ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ شَيْئًا، وَيُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى تَمْرٍ، وَلاَ يَطْعَمَ يَوْمَ الأَضْحَى حَتَّى يَرْجِعَ .

تخريج: ق/الصيام ٤٩ (١٧٥٤)، (تحفة الاشراف: ١٧٥٤) (صحيح)

۵۴۲۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عیدالفطر کے دن جب تک کھا نہ لیتے نکلتے نہیں تھے اور عیدالاضحیٰ کے دن جب تک صلاۃ نہ پڑھ لیتے کھاتے نہ تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب ہے۔ (۲) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ

ثواب بن عتبہ کی اس کے علاوہ کوئی حدیث مجھے نہیں معلوم۔ (۳) اس باب میں علی اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) بعض اہلِ علم نے مستحب قرار دیا ہے کہ آدمی عید الفطر کی صلاۃ کے لیے کچھ کھائے بغیر نہ نکلے اور اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ کھجور ❶ کا ناشتہ کرے اور عید الاضحیٰ کے دن نہ کھائے جب تک کہ لوٹ کر نہ آ جائے۔

فائدہ ❶ :...... برصغیر ہندو پاک کے مسلمانوں نے پتہ نہیں کہاں سے یہ حتمی رواج بنا ڈالا ہے کہ سوئیاں کھا کر عیدگاہ جاتے ہیں اور آ کر بھی کھاتے کھلاتے ہیں، اس رواج کی اس حد تک پابندی کی جاتی ہے کہ ''عید الفطر'' اور ''سوئیاں'' لازم ملزوم ہو کر رہ گئے ہیں، جیسے: عید الاضحیٰ میں ''گوشت''، اس حد تک پابندی بدعت کے زمرے میں داخل ہے۔

543ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُفْطِرُ عَلَى تَمَرَاتٍ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْمُصَلَّى . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ .

تخريج: تفرد به المؤلف وانظر خ/العيدين ٤ (٩٥٣)، وق/الصوم ٤٩ (١٧٥٣)، (تحفة الاشراف: ٥٤٨) (صحيح)

۵۴۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عید الفطر کے دن صلاۃ کے لیے نکلنے سے پہلے چند کھجوریں کھا لیتے تھے امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔
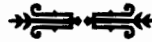
أَبْوَابُ السَّفَرِ
سفر کے احکام ومسائل

39۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيرِ فِي السَّفَرِ
۳۹۔باب: سفر میں قصر صلاۃ پڑھنے کا بیان

544۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْحَكَمِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوا يُصَلُّونَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ لا يُصَلُّونَ قَبْلَهَا وَلا بَعْدَهَا . وَ قَالَ عَبْدُاللهِ: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لأَتْمَمْتُهَا . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَائِشَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ مِثْلَ هَذَا . قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ سُرَاقَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ قَبْلَ الصَّلاَةِ وَبَعْدَهَا . وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْصُرُ فِي السَّفَرِ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلافَتِهِ . وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ . وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تُتِمُّ الصَّلاَةَ فِي السَّفَرِ . وَالْعَمَلُ عَلَى مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ . وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ . إِلاَّ أَنَّ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ: التَّقْصِيرُ رُخْصَةٌ لَهُ فِي السَّفَرِ، فَإِنْ أَتَمَّ الصَّلاَةَ أَجْزَأَ عَنْهُ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ٨٢٢٣) (صحيح)

۵۴۴۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفر کیا، یہ لوگ ظہر اور عصر دو دو رکعت پڑھتے تھے۔ نہ اس سے پہلے کوئی صلاۃ پڑھتے اور نہ اس کے بعد۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اگر میں اس سے پہلے یا اس کے بعد (سنت) صلاۃ پڑھتا تو میں انہی (فرائض) کو پوری پڑھتا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے اس طرح یحییٰ بن سلیم ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔ (۲) محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: یہ حدیث بطریق: "عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ سُرَاقَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ" بھی مروی ہے۔ (۳) اورعطیہ عوفی ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سفر میں صلاۃ سے پہلے اور اس کے بعد نفل پڑھتے تھے۔ ❶ اس باب میں عمر، علی، ابن عباس، انس، عمران بن حصین اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۵) نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ اور ابوبکر وعمر سفر میں قصر کرتے تھے اور عثمان بھی اپنی خلافت کے شروع میں قصر کرتے تھے۔ (۶) صحابہ کرام وغیرہم میں سے اکثر اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے۔ (۷) اور عائشہ سے مروی ہے کہ وہ سفر میں صلاۃ پوری پڑھتی تھیں۔ ❷ (۸) اور عمل اسی پر ہے جو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے مروی ہے، یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے، البتہ شافعی کہتے ہیں کہ سفر میں قصر کرنا رخصت ہے، اگر کوئی پوری صلاۃ پڑھ لے تو جائز ہے۔

فائدہ ❶:...... یہ حدیث ۵۵۱ پر مولف کے یہاں آرہی ہے اور ضعیف و منکر ہے۔

فائدہ ❷:...... یہ صحیح بخاری کی روایت ہے اور بیہقی کی روایت ہے کہ انہوں نے سبب یہ بیان کیا کہ پوری پڑھنی میرے لیے شاق نہیں ہے، گویا سفر میں قصر رخصت ہے اور اتمام جائز ہے اور یہی راجح قول ہے۔ رخصت کے اختیار میں سنت پر عمل اور اللہ کی رضا حاصل ہوتے ہیں۔

545- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: سُئِلَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ صَلاَةِ الْمُسَافِرِ؟ فَقَالَ: حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَحَجَجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُثْمَانَ سِتَّ سِنِينَ مِنْ خِلاَفَتِهِ، أَوْ ثَمَانِيَ سِنِينَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف بهذا السياق، وأخرج أبو داود (الصلاة ۲۷۹/رقم ۱۲۲۹) بهذا السند أيضا لكنه بسياق آخر (تحفة الأشراف: ۱۰۸۶۲) (صحیح) (سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہیں، لیکن سابقہ حدیث سے تقویت پاکر یہ حدیث صحیح ہے)

۵۴۵- ابونضرہ سے روایت ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مسافر کی صلاۃ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا تو آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں اور میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انھوں نے بھی دو ہی رکعتیں پڑھیں اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تو انھوں نے بھی دو ہی رکعتیں پڑھیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی خلافت کے ابتدائی چھ یا آٹھ سالوں میں کیا تو انھوں نے بھی دو ہی رکعتیں پڑھیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

546- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: خ/تقصير الصلاة ٥ (١٠٨٩)، والحج ٢٤ (١٥٥٦)، و ٢٥ (١٥٤٨)، و ١١٩ (١٧١٤)، والجهاد ١٠٤ (٢٩٥١)، م/المسافرين ١ (٦٩٠)، د/الصلاة ٢٧١ (١٢٠٢)، والحج ٢١ (١٧٧٣)، ن/الصلاة ١١ (٤٧٠)، و ١٧ (٤٧٨)، (تحفة الأشراف: ١٥٧٣١٦٦)، حم (١١٠/٣، ١١١، ١٧٧، ١٨٦، ٢٣٧، ٢٦٨، ٣٧٨)، د/الصلاة ١٧٩ (١٥٤٨) (صحيح)

۵۴۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینے میں چار رکعتیں پڑھیں [1] اور ذی الحلیفہ [2] میں دو رکعتیں پڑھیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1]:...... جب حج کے لیے مدینے سے نکلے تو مسجد نبوی میں چار پڑھی، جب مدینے سے نکل کر ذوالحلیفہ میقات پر پہنچے تو وہاں دو قصر کر کے پڑھی۔

فائدہ [2]:...... ذوالحلیفہ: مدینے سے جنوب میں مکے کے راستے میں لگ بھگ دس کیلومیٹر پر واقع ہے، یہ اہلِ مدینہ کی میقات ہے۔

547- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ .
قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: ن/تقصير الصلاة ١ (١٤٣٦)، (تحفة الأشراف: ٦٤٣٦)، حم (٢١٥/١، ٢٣٦، ٢٤٥، ٢٦٢) (صحيح)

۵۴۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مدینے سے مکے کے لیے نکلے، آپ کو سوائے اللہ رب العالمین کے کسی کا خوف نہ تھا۔ (اس کے باوجود) آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں۔ [1]
امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1]:...... عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سفر میں قصر خوف کی وجہ سے نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں، سفر خواہ کیسا بھی پرامن ہو اس میں قصر رخصت ہے۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تُقْصَرُ الصَّلاَةُ

۴۰۔ باب: کتنے دنوں تک قصر کرنا درست ہے؟

548- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَقَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ

مَالِكٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ قَالَ: عَشْرًا قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ أَقَامَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ تِسْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَنَحْنُ إِذَا أَقَمْنَا مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ زِدْنَا عَلَى ذَلِكَ أَتْمَمْنَا الصَّلَاةَ . وَرُوِى عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَقَامَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ أَتَمَّ الصَّلَاةَ . وَرُوِى عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَقَامَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا أَتَمَّ الصَّلَاةَ . وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ . وَرُوِى عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا أَقَامَ أَرْبَعًا صَلَّى أَرْبَعًا . وَرَوَى عَنْهُ ذَلِكَ قَتَادَةُ وَعَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ . وَرَوَى عَنْهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ خِلَافَ هَذَا . وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ بَعْدُ فِي ذَلِكَ: فَأَمَّا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ فَذَهَبُوا إِلَى تَوْقِيتِ خَمْسَ عَشْرَةَ، وَقَالُوا: إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ . و قَالَ الأَوْزَاعِيُّ: إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ . و قَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ: إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ أَرْبَعَةٍ أَتَمَّ الصَّلَاةَ . وَأَمَّا إِسْحَاقُ فَرَأَى أَقْوَى الْمَذَاهِبِ فِيهِ حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ . قَالَ: لِأَنَّهُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ تَأَوَّلَهُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ تِسْعَ عَشْرَةَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ . ثُمَّ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الْمُسَافِرَ يَقْصُرُ مَا لَمْ يُجْمِعْ إِقَامَةً، وَإِنْ أَتَى عَلَيْهِ سِنُونَ .

تخريج: خ/تقصير الصلاة ١ (١٠٨١)، والمغازي ٥٢ (٤٢٩٩)، م/المسافرين ١ (٦٩٣)، د/الصلاة ٢٧٩ (١٢٣٣)، ن/تقصير الصلاة ١ (١٤٣٩)، و٤ (١٤٥٣)، ق/الإقامة ٧٦ (١٠٧٧)، (تحفة الأشراف: ١٦٥٢)، حم (١٨١/٣، ١٩٠)، د/الصلاة ١٨٠، ١٥٥٠) (صحيح)

۵۴۸۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینے سے مکہ کے لیے نکلے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، یحییٰ بن ابی اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ مکے میں کتنے دن رہے، انہوں نے کہا دس دن۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ اپنے سفر میں انیس دن ٹھہرے اور دو رکعتیں ادا کرتے رہے۔ ابن عباس کہتے ہیں؛ چنانچہ جب ہم انیس دن یا اس سے کم ٹھہرتے تو دو رکعتیں پڑھتے اور اگر اس سے زیادہ ٹھہرتے تو پوری پڑھتے۔ (۴) علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: جو دس دن ٹھہرے وہ پوری صلاۃ پڑھے۔ (۵) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: جو پندرہ دن قیام کرے وہ پوری صلاۃ پڑھے اور ان سے بارہ دن کا قول بھی مروی ہے۔ (۶) سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: جب چار دن قیام کرے تو

چار رکعت پڑھے۔ ان سے اسے قتادہ اور عطا خراسانی نے روایت کیا ہے اور داود بن ابی ہند نے ان سے اس کے خلاف روایت کیا ہے۔ (۷) اس کے بعد اس مسئلے میں اہلِ علم میں اختلاف ہوگیا۔ سفیان ثوری اور اہلِ کوفہ پندرہ دن کی تحدید کی طرف گئے اور ان لوگوں نے کہا کہ جب وہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلے تو پوری صلاۃ پڑھے۔ (۸) اوزاعی کہتے ہیں: جب وہ بارہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو صلاۃ پوری پڑھے۔ (۹) مالک بن انس، شافعی اور احمد کہتے ہیں: جب چار دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو صلاۃ پوری پڑھے۔ (۱۰) اور اسحاق بن راہویہ کی رائے ہے کہ سب سے قوی مذہب ابن عباس کی حدیث ہے، اس لیے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے، پھر یہ کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد وہ اس پرعمل پیرا رہے جب وہ انیس دن ٹھہرتے تو صلاۃ پوری پڑھتے۔ پھر اہلِ علم کا اجماع اس بات پر ہوگیا کہ مسافر جب تک قیام کی نیت نہ کرے وہ قصر کرتا رہے، اگرچہ اس پر کئی سال گزر جائیں۔'' [2]

فائدہ [1]: ...... یہ حجۃ الوداع کے موقع کی بات ہے، آپ اس موقعے پر ۴ ذی الحجہ کی صبح مکے میں داخل ہوئے، ۸ کو منیٰ کو نکل گئے، پھر ۱۴ کو طواف وداع کے بعد مدینہ روانہ ہوئے یہ کل دس دن ہوئے، مگر ان دس دنوں میں مستقل طور پر آپ صرف ۴ دن مکے میں رہے، باقی دنوں میں ادھر ادھر منتقل ہی ہوتے رہے، اس لیے امام شافعی وغیرہ نے یہ استدلال کیا ہے جب ۴ دنوں کی اقامت کی نیت کرلے تب پوری صلاۃ پڑھے۔

فائدہ [2]: ...... حجۃ الوداع، فتح مکہ، یا جنگ یرموک میں یہی ہوا تھا، اس لیے آپ نے ۱۷، ۱۸ دنوں یا دس دنوں تک قصر کی، اس لیے امام شافعی وغیرہ کا خیال ہی راجح ہے کہ ۴ دنوں سے زیادہ اقامت کی اگر نیت بن جائے تو قصر نہ کرے، مہاجرین کو عمرہ میں تین دنوں سے زیادہ نہ ٹھہرنے کے حکم میں بھی یہی حکمت پوشیدہ تھی کہ وہ چوتھے دن مقیم ہوجاتے۔

549۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَفَرًا، فَصَلَّى تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَنَحْنُ نُصَلِّي فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/تقصير الصلاة ١ (١٠٨٠)، والمغازى ٥٢ (٤٢٩٨)، د/الصلاة ٢٧٩ (١٢٣٠)، (بلفظ "سبعة عشر" وشاذ)، ق/الإقامة ٧٦ (١٠٧٥)، (تحفة الأشراف: ٦١٣٤) (صحيح)

۵۴۹۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر کیا، تو آپ نے انیس دن تک دو دو رکعتیں پڑھیں، [1] ابن عباس کہتے ہیں: تو ہم لوگ بھی انیس یا اس سے کم دنوں (کے سفر) میں دو دو رکعتیں پڑھتے تھے اور جب ہم اس سے زیادہ قیام کرتے تو چار رکعت پڑھتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے، اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے مکے میں کتنے دن قیام کیا اس سلسلے میں روایتیں مختلف ہیں، بخاری کی روایت میں ۱۹ دن کا ذکر ہے اور ابوداود کی ایک روایت میں اٹھارہ اور دوسری میں سترہ دن کا ذکر ہے، تطبیق اس طرح دی جاتی ہے کہ جس نے دخول اور خروج کے دنوں کو شمار نہیں کیا اس نے سترہ کی روایت کی ہے، جس نے دخول کا شمار کیا خروج کا نہیں یا خروج کا شمار کیا اور دخول کا نہیں اس نے اٹھارہ کی روایت کی ہے، رہی پندرہ دن والی روایت تو یہ شاذ ہے اور اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ راوی نے سمجھا کہ اصل ۱۷ دن پھر اس میں سے دخول اور خروج کو خارج کر کے ۱۵ دن کی روایت ہے۔

41۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

۴۱۔ باب: سفر میں نفل پڑھنے کا بیان

550۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي بُسْرَةَ الْغِفَارِي عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ. قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَلَمْ يَعْرِفْ اسْمَ أَبِي بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَرَآهُ حَسَنًا. وَرُوِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا. وَرُوِيَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ. ثُمَّ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَرَأَى بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَتَطَوَّعَ الرَّجُلُ فِي السَّفَرِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَقُ. وَلَمْ تَرَ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَلَّى قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا. وَمَعْنَى مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ قَبُولُ الرُّخْصَةِ، وَمَنْ تَطَوَّعَ فَلَهُ فِي ذَلِكَ فَضْلٌ كَثِيرٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَخْتَارُونَ التَّطَوُّعَ فِي السَّفَرِ.

تخريج: د/الصلاة ٢٧٦ (١٢٢٢) (تحفة الأشراف: ١٩٢٤) (ضعيف)

(اس کے راوی "ابوبُسرۃ الغفاری" لین الحدیث ہیں)

۵۵۰۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ مہینے رہا، لیکن میں نے سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے کی دونوں رکعتیں کبھی بھی آپ کو چھوڑتے نہیں دیکھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) براء رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب ہے۔ (۲) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس کے بارے میں پوچھا تو وہ اسے صرف لیث بن سعد ہی کی روایت سے جان سکے اور وہ ابوبسرہ غفاری کا نام نہیں جان سکے اور انہوں نے اِسے حسن جانا۔ ❶ (۳) اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۴) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ سفر میں نہ صلاۃ سے پہلے نفل پڑھتے تھے اور نہ اس کے بعد۔ ❷ (۵) اور ابن عمر ہی سے مروی ہے وہ نبی

اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سفر میں نفل پڑھتے تھے۔ ❸ (۶) پھر نبی اکرم ﷺ کے بعد اہلِ علم میں اختلاف ہوگیا، بعض صحابہ کرام کی رائے ہوئی کہ آدمی نفل پڑھے، یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ (۷) اہلِ علم کے ایک گروہ کی رائے نہ صلاۃ سے پہلے کوئی نفل پڑھنے کی ہے اور نہ صلاۃ کے بعد۔ سفر میں جو لوگ نفل نہیں پڑھتے ہیں ان کا مقصود رخصت کو قبول کرنا ہے اور جو نفل پڑھے تو اس کی بڑی فضیلت ہے۔ یہی اکثر اہلِ علم کا قول ہے وہ سفر میں نفل پڑھنے کو پسند کرتے ہیں۔'' ❹

فائدہ ❶ :...... دیگر سارے لوگوں نے ان کو مجہول قرار دیا ہے اور مجہول کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

فائدہ ❷ :...... یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔

فائدہ ❸ :...... اس بابت سب سے صحیح اور واضح حدیث ابن عمر کی ہے، جو رقم ۵۴۴ پر گزری، ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دلیل نقلی بھی ہے اور عقلی بھی کہ ایک تو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سنت راتبہ نہیں پڑھتے تھے، دوسرے اگر سنت راتبہ پڑھنی ہوتی تو اصل فرض میں کمی کرنے کا جو مقصد ہے وہ فوت ہوجاتا، اگر سنت راتبہ پڑھنی ہو تو فرائض میں کمی کا کیا معنی؟ رہی آپ ﷺ کے بعض اسفار میں چاشت وغیرہ پڑھنے کی بات، تو بوقت فرصت عام نوافل کے سب قائل ہیں۔

فائدہ ❹ :...... عام نوافل پڑھنے کے تو سب قائل ہیں مگر سننِ راتبہ والی احادیث سنداً کمزور ہیں۔

551- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٧٣٣٦) (ضعيف الاسناد، منكر المتن، لمخالفة حديث رقم: ٥٤٤) (اس کے راوی ''عطیہ عوفی'' ضعیف ہیں)

۵۵۱- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعتیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔ (۲) ابن ابی لیلیٰ نے یہ حدیث عطیہ اور نافع سے روایت کی ہے اور ان دونوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

552- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ يَعْنِي الْكُوفِيَّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ: فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً ثَلاثَ رَكَعَاتٍ لَا تَنْقُصُ فِي الْحَضَرِ وَلَا فِي السَّفَرِ، هِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. سَمِعْت مُحَمَّدًا يَقُولُ: مَا رَوَى ابْنُ أَبِي لَيْلَى حَدِيثًا أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْ هٰذَا، وَلَا أَرْوِي عَنْهُ

شَيْئًا.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٧٣٣٧ و٨٤٢٨) (ضعيف الاسناد، منكر المتن)

(اس کے راوی ''محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ'' ضعیف ہیں اور یہ حدیث صحیح احادیث کے خلاف ہے)

۵۵۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضر اور سفر دونوں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صلاۃ پڑھی، میں نے آپ کے ساتھ حضر میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعتیں اور سفر میں آپ کے ساتھ ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں، اور اس کے بعد کوئی چیز نہیں پڑھی اور مغرب کی سفر و حضر دونوں ہی میں تین رکعتیں پڑھیں۔ نہ حضر میں کوئی کمی کی نہ سفر میں، یہ دن کی وتر ہے اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔ (۲) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ ابن ابی لیلیٰ نے کوئی ایسی حدیث روایت نہیں کی جو میرے نزدیک اس سے زیادہ تعجب خیز ہو، میں ان کی کوئی روایت نہیں لیتا۔

42۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ

۴۲۔ باب: دو صلاۃ کو ایک ساتھ پڑھنے کا بیان

553۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ هُوَ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيَهُمَا جَمِيعًا، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ عَجَّلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ، وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلاَّهَا مَعَ الْمَغْرِبِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالصَّحِيحُ عَنْ أُسَامَةَ. وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ قُتَيْبَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

تخريج: م/المسافرين ٦ (٧٠٦)، د/الصلاة ٢٧٤ (١٢٠٦، ١٢٢٠)، ق/الإقامة ٧٤ (١٠٧٠)، (تحفة الأشراف: ١١٣٢٠)، ط/قصر الصلاة ١ (٢)، حم (٥/٢٢٩، ٢٣٠، ٢٣٣، ٢٣٦، ٢٣٧، ٢٤١)، د/الصلاة ١٨٢ (١٥٥٦) (صحيح)

۵۵۳۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ ملا دیتے اور دونوں کو ایک ساتھ پڑھتے اور جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے تو عصر کو پہلے کر کے ظہر سے ملا دیتے اور ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھتے، پھر روانہ ہوتے اور جب مغرب

سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عشا کے ساتھ ملا کر پڑھتے اور جب مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشا کو پہلے کر کے مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اور صحیح یہ ہے کہ اسامہ سے مروی ہے۔(۲) نیز یہ حدیث علی بن مدینی نے احمد بن حنبل سے اور احمد بن حنبل نے قتیبہ سے روایت کی ہے۔ ❶ (۳) اس باب میں علی، ابن عمر، انس، عبداللہ بن عمرو، عائشہ، ابن عباس، اسامہ بن زید اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶: ...... جو آگے آ رہی ہے۔

554۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا اللُّؤْلُؤِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الأَعْيَنُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: بِهَذَا الْحَدِيثِ يَعْنِي حَدِيثَ مُعَاذٍ. وَحَدِيثُ مُعَاذٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ تَفَرَّدَ بِهِ قُتَيْبَةُ لا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنِ اللَّيْثِ غَيْرَهُ. وَحَدِيثُ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَالْمَعْرُوفُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيثُ مُعَاذٍ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ. رَوَاهُ قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ. وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ. وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ يَقُولانِ: لا بَأْسَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ فِي السَّفَرِ فِي وَقْتِ إِحْدَاهُمَا.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۵۵۴۔ اس سند سے بھی قتیبہ سے یہ حدیث، یعنی معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب ہے۔(۲) قتیبہ اسے روایت کرنے میں منفرد ہیں ہم ان کے علاوہ کسی کو نہیں جانتے جس نے اسے لیث سے روایت کیا ہو۔(۳) لیث کی حدیث جسے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے اور یزید نے ابوالطفیل سے اور ابوالطفیل نے معاذ سے روایت کی ہے غریب ہے۔(۴) اہلِ علم کے نزدیک معروف معاذ کی (وہ) حدیث ہے جسے ابوالزبیر نے ابوالطفیل سے اور ابوالطفیل نے معاذ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ تبوک میں ظہر اور عصر کو ایک ساتھ اور مغرب وعشا کو ایک ساتھ جمع کیا۔ ❶ (۵) اسے قرہ بن خالد، سفیان ثوری، مالک اور دیگر کئی لوگوں نے بھی ابوالزبیر مکی سے روایت کیا ہے۔(۶) اور اسی حدیث کے مطابق شافعی کا بھی قول ہے، احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ سفر میں دوصلاۃ کو کسی ایک کے وقت میں ملا کر ایک ساتھ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ ❶: ...... مؤلف اور ابوداود کی ایک روایت (۱۲۲۰) کے سوا سب نے اسی طریق سے اور اسی مختصر متن کے ساتھ روایت کی ہے۔

555۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ:

أَنَّهُ اسْتُغِيثَ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ، فَجَدَّ بِهِ السَّيْرُ فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَحَدِيثُ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/تقصير الصلاة ٦ (١٠٩١)، والعمرة ٢٠ (١٨٠٥)، والجهاد ١٣٦ (٣٠٠٠)، م/المسافرين ٥ (٧٠٣)، د/الصلاة ٢٧٤ (١٢٠٧)، ن/المواقيت ٤٣ (٥٨٩)، و٤٥ (٥٩٢، ٥٩٦، ٥٩٧)، (تحفة الأشراف: ٨٠٥٦)، ط/قصر الصلاة ١ (٣)، حم (٢/٨٠٤) (صحيح)

۵۵۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھیں ان کی ایک بیوی ❶ کے حالت نزع میں ہونے کی خبر دی گئی تو انہیں چلنے کی جلدی ہوئی، چنانچہ انھوں نے مغرب کو مؤخر کیا یہاں تک کہ شفق غائب تو انھوں نے سواری سے اتر کر مغرب اور عشا دونوں کو ایک ساتھ جمع کیا، پھر لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ ایسا ہی کرتے تھے۔ ❷ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ لیث کی حدیث (رقم ۵۵۴) جسے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کی ہے حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶:......ان کا نام صفیہ بنت ابی عبید ہے۔

فائدہ ❷:......عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور بہت سے علما کا یہی قول ہے کہ دو صلاۃ کے درمیان جمع اسی صورت میں کیا جاسکتا ہے جب آدمی سفر میں چلتے رہنے کی حالت میں ہو، اگر مسافر کہیں مقیم ہو تو اسے ہر صلاۃ اپنے وقت ہی پر پڑھنی چاہیے اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔ ویسے میدان تبوک میں حالتِ قیام میں آپ ﷺ سے جمع بین الصلاتین ثابت ہے، لیکن اسے بیانِ جواز پر محمول کیا جاتا ہے۔

43۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الاِسْتِسْقَاءِ

۴۳۔ باب: صلاۃِ استسقا کا بیان

556۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ وَآبِي اللَّحْمِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلَى هَذَا الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَعَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ هُوَ عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ.

تخريج: خ/الاستسقاء ١ (١٠٠٥)، و٤ (١٠١٢)، والدعوات ٢٥ (٦٣٤٣)، م/الاستسقاء ١ (٨٩٤)، د/الصلاة ٢٥٨ (١١٦١-١١٦٤)، و٢٥٩ (١١٦٦، ١١٦٧)، ن/الاستسقاء ٢ (١٥٠٦)، و٣ (١٥٠٨)، و٥

(١٥١٠)، و٦ (١٥١١)، و٧ (٥١٢)، و٨ (١٥١٣)، و١٢ (١٥٢١)، و١٤ (١٥٢٣)، ق/الإقـامة ١٥٣ (١٢٦٧)، (تحفة الأشراف : ٥٢٩٧)، ط/الاستسقاء (١٧)، حم (٣٩/٤، ٤٠، ٤١، ٤٢)، د/الصلاة ١٨٨ (١٠٤١) (صحیح)

٥٥٦۔عباد بن تمیم کے چچا عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش طلب کرنے کے لیے لوگوں کو ساتھ لے کر باہر نکلے، آپ نے انھیں دو رکعت صلاۃ پڑھائی، جس میں آپ نے بلند آواز سے قراء ت کی، اپنی چادر پلٹی، اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور قبلہ رخ ہو کر بارش کے لیے دعا کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس، ابوہریرہ، انس اور آبی اللحم رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، اور اسی کے شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی قائل ہیں۔

557۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ عَنْ آبِي اللَّحْمِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ يَسْتَسْقِي وَهُوَ مُقْنِعٌ بِكَفَّيْهِ يَدْعُو. قَالَ أَبُو عِيسَى: كَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ آبِي اللَّحْمِ وَلَا نَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثَ الْوَاحِدَ. وَعُمَيْرٌ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ. وَلَهُ صُحْبَةٌ.

تخريج: ن/الاستسقاء ٩ (١٥١٥)، (وهو عند أبي داود في الصلاة ٢٦٠ (١١٦٨)، واحمد (٢٢٣/٥) من حديث عمير نفسه/التحفة: ١٠٩٠٠) (تحفة الأشراف : ٥) (صحیح)

٥٥٧۔آبی اللحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجار زیت [1] کے پاس اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ اپنی دونوں ہتھیلیاں اٹھائے دعا فرما رہے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) قتیبہ نے اس حدیث کی سند میں اسی طرح "عن آبي اللحم" کہا ہے اور ہم اس حدیث کے علاوہ ان کی کوئی اور حدیث نہیں جانتے جسے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو۔ (۲) عمیر، آبی اللحم رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث روایت کی ہیں اور انہیں خود بھی شرف صحابیت حاصل ہے۔

فائدہ [1] :...... مدینے میں ایک جگہ کا نام ہے۔

558۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ، إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ اسْتِسْقَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا، حَتَّى أَتَى الْمُصَلَّى، فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ، وَلٰكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا

كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِيدِ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: د/الصلاة ٢٥٨ (١١٦٥)، ن/الاستسقاء ٣ (١٥٠٧)، ق/الإقامة ١٥٣ (١٢٦٦)، (تحفة الأشراف: ٥٣٥٩)، حم (١/٢٣٠، ٢٦٩، ٣٥٥) (حسن)

۵۵۸۔ اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ کہتے ہیں کہ مجھے ولید بن عقبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا (ولید مدینے کے امیر تھے) تاکہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کے استسقا کے بارے میں پوچھوں، تو میں ان کے پاس آیا (اور میں نے ان سے پوچھا) تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پھٹے پُرانے لباس میں عاجزی کرتے ہوئے نکلے، یہاں تک کہ عیدگاہ آئے اور آپ نے تمھارے اس خطبے کی طرح خطبہ نہیں دیا، بلکہ آپ برابر دعا کرنے، گڑگڑانے اور اللہ کی بڑائی بیان کرنے میں لگے رہے اور آپ نے دو رکعتیں پڑھیں جیسا کہ آپ عید میں پڑھتے تھے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... اسی سے امام شافعی وغیرہ نے دلیل پکڑی ہے کہ استسقا میں بھی بارہ تکبیرات زوائد سے دو رکعتیں پڑھی جائیں گی، جبکہ جمہور صلاۃ جمعے کی طرح پڑھنے کے قائل ہیں اور اس حدیث میں ''کما یصلی فی العید'' سے مراد یہ بیان کیا ہے کہ جیسے: آبادی سے باہر جہری قراءت سے خطبے سے پہلے دو رکعت عید کی صلاۃ پڑھی جاتی ہے اور دیگر احادیث و آثار سے یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے، صاحبِ تحفہ نے اسی کی تائید کی ہے۔

559۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ مُتَخَشِّعًا . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ: يُصَلِّي صَلاَةَ الاِسْتِسْقَاءِ نَحْوَ صَلاَةِ الْعِيدَيْنِ، يُكَبِّرُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى سَبْعًا، وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا، وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ . قَالَ أَبُوعِيسَى: وَرُوِي عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ: لاَ يُكَبِّرُ فِي صَلاَةِ الاِسْتِسْقَاءِ كَمَا يُكَبِّرُ فِي صَلاَةِ الْعِيدَيْنِ . وَقَالَ النُّعْمَانُ أَبُو حَنِيفَةَ: لاَ تُصَلَّى صَلاَةُ الاِسْتِسْقَاءِ، وَلاَ آمُرُهُمْ بِتَحْوِيلِ الرِّدَاءِ، وَلَكِنْ يَدْعُونَ وَيَرْجِعُونَ بِجُمْلَتِهِمْ . قَالَ أَبُو عِيسَى: خَالَفَ السُّنَّةَ .

تخريج: انظر ما قبله (حسن)

۵۵۹۔ اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ سے روایت ہے، آگے انھوں نے اسی طرح ذکر کیا، البتہ اس میں انہوں نے لفظ ''متخشعاً'' کا اضافہ کیا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور یہی شافعی کا قول ہے، وہ کہتے ہیں کہ صلاۃِ استسقا عیدین کی صلاۃ کی طرح پڑھی جائے گی۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ اور انھوں نے ابن عباس کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (۳) مالک بن انس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ استسقا میں عیدین کی

صلاۃ کی تکبیروں کی طرح تکبیریں نہیں کہے گا۔ (۴) ابوحنیفہ نعمان کہتے ہیں کہ استسقا کی کوئی صلاۃ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ میں انھیں چادر پلٹنے ہی کا حکم دیتا ہوں، بلکہ سارے لوگ ایک ساتھ دعا کریں گے اور لوٹ آئیں گے، ۵۔ ان کا یہ قول سنت کے مخالف ہے۔

44۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلاَةِ الْكُسُوفِ

۴۴۔ باب: گرہن کی صلاۃ کا بیان

560۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ، فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، وَالأُخْرَى مِثْلُهَا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَأَبِي مَسْعُودٍ، وَأَبِي بَكْرَةَ وَسَمُرَةَ، وَأَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَابْنِ عُمَرَ وَقَبِيصَةَ الْهِلاَلِيِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ وَعَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ. قَالَ: وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلاَةِ الْكُسُوفِ: فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُسِرَّ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا بِالنَّهَارِ. وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَجْهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا، كَنَحْوِ صَلاَةِ الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَرَوْنَ الْجَهْرَ فِيهَا. وَ قَالَ الشَّافِعِيُّ لاَ يَجْهَرُ فِيهَا. وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ: صَحَّ عَنْهُ: أَنَّهُ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. وَصَحَّ عَنْهُ أَيْضًا: أَنَّهُ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. وَهَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ جَائِزٌ عَلَى قَدْرِ الْكُسُوفِ: إِنْ تَطَاوَلَ الْكُسُوفُ فَصَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ فَهُوَ جَائِزٌ. وَيَرَى أَصْحَابُنَا أَنْ تُصَلَّى صَلاَةُ الْكُسُوفِ فِي جَمَاعَةٍ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ.

تخريج: م/الكسوف ٤ (٩٠٩)، د/الصلاة ٢٦٢ (١١٨٣)، ن/الكسوف ٨ (١٤٦٨، ١٤٦٩)، (تحفة الأشراف: ٥٦٩٧)، حم (١/٢١٦، ٢٩٨، ٣٤٦، ٣٥٨)، د/الصلاة ١٨٧ (١٥٣٤) (شاذ) (تین طرق سے ابن عباس کی روایت میں ایک رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کا تذکرہ ہے، اس لیے علما کے قول کے مطابق اس روایت میں حبیب بن ابی ثابت نے ثقات کی مخالفت کی ہے اور یہ مدلس ہیں، ان کی یہ روایت عنعنہ سے ہے اس لیے تین رکوع کا ذکر شاذ ہے/ ملاحظہ ہو: ضعیف ابی داود رقم: ۲۱۵ و صحیح سنن ابی داود ۱۰۷۲)

۵۶۰۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سورج گرہن کی صلاۃ پڑھی تو آپ نے قراء ت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراء ت کی پھر رکوع کیا، پھر قراء ت کی پھر رکوع کیا، تین بار قراء ت کی اور تین بار رکوع کیا، پھر دو سجدے کیے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح تھی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی، عائشہ، عبداللہ بن عمرو، نعمان بن بشیر، مغیرہ بن شعبہ، ابومسعود، ابوبکرہ، سمرہ، ابوموسیٰ اشعری، ابن مسعود، اسماء بنت ابی بکر صدیق، ابن عمر، قبیصہ ہلالی، جابر بن عبداللہ، عبدالرحمٰن بن سمرہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ سے یوں بھی روایت کی ہے کہ آپ نے سورج گرہن کی صلاۃ میں چار سجدوں میں چار رکوع کیے۔ شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔ (۴) سورج گرہن کی صلاۃ میں اہلِ علم کا اختلاف ہے: بعض اہلِ علم کی رائے ہے کہ دن میں قراء ت سری کرے گا۔ بعض کی رائے ہے کہ عیدین اور جمعے کی طرح اس میں بھی جہری قراء ت کرے گا۔ یہی مالک، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں جہری قراء ت کرے۔ اور شافعی کہتے ہیں کہ جہر نہیں کرے گا اور نبی اکرم ﷺ سے دونوں ہی قسم کی احادیث آئی ثابت ہیں۔ آپ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے چار سجدوں میں چار رکوع کیے اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے چار سجدوں میں چھے رکوع کیے اور یہ اہلِ علم کے نزدیک گرہن کی مقدار کے مطابق ہے اگر گرہن لمبا ہو جائے تو چار سجدوں میں چھے رکوع کرے، یہ بھی جائز ہے اور اگر چار سجدوں میں چار ہی رکوع کرے اور قراء ت لمبی کر دے تو بھی جائز ہے، ہمارے اصحاب الحدیث کا خیال ہے کہ گرہن کی صلاۃ جماعت کے ساتھ پڑھے خواہ گرہن سورج کا ہو یا چاند کا۔

561۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّاسِ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ، هِيَ دُونَ الأُولَى، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، وَهُوَ دُونَ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَسَجَدَ، ثُمَّ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ؛ يَرَوْنَ صَلاَةَ الْكُسُوفِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَنَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ سِرًّا إِنْ كَانَ بِالنَّهَارِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً نَحْوًا مِنْ قِرَاءَتِهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ بِتَكْبِيرٍ وَثَبَتَ قَائِمًا كَمَا هُوَ، وَقَرَأَ أَيْضًا بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَنَحْوًا مِنْ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً نَحْوًا مِنْ قِرَاءَتِهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ تَامَّتَيْنِ، وَيُقِيمُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ نَحْوًا مِمَّا أَقَامَ فِي رُكُوعِهِ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَنَحْوًا

مِنْ سُورَةِ النِّسَاءِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَتِهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ بِتَكْبِيرٍ وَثَبَتَ قَائِمًا، ثُمَّ قَرَأَ نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَتِهِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَشَهَّدَ وَسَلَّمَ.

تخريج: خ/الكسوف ٤ (١٠٤٦)، و٥ (١٠٤٧)، و١٣ (١٠٥٨)، والعمل فى الصلاة ١١ (١٢١٢)، وبدء الخلق ٤ (٣٢٠٣)، م/الكسوف ١ (٩٠١)، د/الصلاة ٢٦٢ (١١٨٠)، ن/الكسوف ١١ (١٤٧٣)، ق/الإقامة ١٥٢ (١٢٦٣)، (تحفة الأشراف: ١٦٦٣٩)، حم (٦/٧٦، ٧٨، ١٦٤)، د/الصلاة ١٩٧ (١٥٣٥) (صحيح)

۵۶۱۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن لگا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو صلاۃ پڑھائی اور لمبی قراءت فرمائی، پھر آپ نے رکوع کیا تو رکوع بھی لمبا کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبی قراءت فرمائی، یہ پہلی قراءت سے کم تھی، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے ہلکا تھا، پھر اپنا سر اٹھایا اور سجدہ کیا پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی اسی حدیث کی بنا پر کہتے ہیں کہ گرہن کی صلاۃ میں چار سجدوں میں چار رکوع ہے۔ شافعی کہتے ہیں: پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے اور سورہ بقرہ کے بقدر، اگر دن ہو تو سرّی قراءت کرے، پھر قراءت کے برابر لمبا رکوع کرے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے اور کھڑا رہے جیسے پہلے کھڑا تھا اور سورۂ فاتحہ پڑھے اور آل عمران کے بقدر قراءت کرے پھر اپنی قراءت کے برابر لمبا رکوع کرے، پھر سر اٹھائے۔ پھر "سمع الله لمن حمده" کہے۔ پھر اچھی طرح دو سجدے کرے اور ہر سجدے میں اسی قدر ٹھہرے جتنا رکوع میں ٹھہرا تھا۔ پھر کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ پڑھے اور سورۂ نساء کے بقدر قراءت کرے، پھر اپنی قراءت کے برابر لمبا رکوع کرے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنا سر اٹھائے اور سیدھا کھڑا ہو، پھر سورۂ مائدہ کے برابر قراءت کرے۔ پھر اپنی قراءت کے برابر لمبا رکوع کرے، پھر سر اٹھائے اور "سمع الله لمن حمده" کہے، پھر دو سجدے کرے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے۔

45۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْقِرَاءَةِ فِي الْكُسُوفِ

۴۵۔ باب: گرہن کی صلاۃ میں قراءت کا طریقہ

562۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عِبَادٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي كُسُوفٍ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

تخريج: د/الصلاة ٢٦٢ (١١٨٤)، (في سياق طويل)، ن/الكسوف ١٥ (١٤٨٥)، و١٩ (١٤٩٦)، ق/الإقامة ١٥٢ (١٢٦٤)، (تحفة الأشراف: ٤٥٧٣) (ضعيف) (سند میں "ثعلبہ" لین الحدیث ہیں)

۵۶۲۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گرہن کی صلاۃ پڑھائی تو ہم آپ کی آواز نہیں سن پا رہے تھے ا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) سمرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ (۳) بعض اہل علم اسی طرف گئے ہیں۔ اور یہی شافعی کا بھی قول ہے۔

فائدہ ❶:...... ایک تو یہ حدیث ضعیف ہے، دوسرے "آواز نہیں سن پا رہے تھے" اس لیے بھی ہو سکتا ہے کہ سمرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کھڑے ہوں۔

563۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ صَدَقَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلاَةَ الْكُسُوفِ، وَجَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ أَبُو إِسْحَقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ نَحْوَهُ. وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

تخريج: تفرد به المؤلف، (تحفة الأشراف: ١٦٤٢٨)، وأخرجه البخاري (ف الكسوف ١٩، تعليقا)، ود/الصلاة ٢٦٣ (١١٨٨) نحوه من طريق الأوزاع عن الزهري (صحیح) (متابعت کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، ورنہ اس کے راوی سفیان بن حسین امام زہری سے روایت میں ضعیف ہیں۔ دیکھیے صحيح أبي داود: ١٠٧٤)

۵۶۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کی صلاۃ پڑھی اور اس میں آپ نے بلند آواز سے قراءت کی۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) ابو اسحاق فزاری نے بھی اسے سفیان بن حسین سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (۳) اور اسی حدیث کے مطابق مالک بن انس، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔

46۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلاَةِ الْخَوْفِ

۴۶۔ باب: صلاۃِ خوف کا بیان

564۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلاَةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً، وَالطَّائِفَةُ الأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْصَرَفُوا، فَقَامُوا فِي مَقَامِ أُولَئِكَ وَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، فَقَامَ هَؤُلاَءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هَؤُلاَءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَ هَذَا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَحُذَيْفَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، وَأَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ، وَاسْمُهُ: زَيْدُ بْنُ صَامِتٍ، وَأَبِي بَكْرَةَ. قَالَ

أَبُو عِيسَى: وَقَدْ ذَهَبَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ فِي صَلاةِ الْخَوْفِ إِلَى حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. وقَالَ أَحْمَدُ: قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ صَلاةُ الْخَوْفِ عَلَى أَوْجُهٍ، وَمَا أَعْلَمُ فِي هٰذَا الْبَابِ إِلَّا حَدِيثًا صَحِيحًا، وَأَخْتَارُ حَدِيثَ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ. وَهَكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثَبَتَتِ الرِّوَايَاتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلاةِ الْخَوْفِ. وَرَأَى أَنَّ كُلَّ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلاةِ الْخَوْفِ فَهُوَ جَائِزٌ. وَهٰذَا عَلَى قَدْرِ الْخَوْفِ. قَالَ إِسْحَاقُ: وَلَسْنَا نَخْتَارُ حَدِيثَ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَلَى غَيْرِهِ مِنَ الرِّوَايَاتِ.

تخريج: خ/الخوف ۱ (۹۴۲)، والمغازي ۳۱ (۴۱۳۳)، م/المسافرين ۵۷ (۸۳۹)، د/الصلاة ۲۸۵ (۱۲۴۳)، ن/الخوف (۱۵۳۹)، ق/الإقامة ۱۵۱ (۱۲۵۸)، (تحفة الأشراف: ۶۹۳۱)، حم (۲/۱۴۷) (صحيح)

۵۶۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دوگروہوں میں سے ایک گروہ کو صلاۃ خوف ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہا، پھر یہ لوگ پلٹے اور ان لوگوں کی جگہ پر جو دشمن کے مقابل میں تھے جا کر کھڑے ہو گئے اور جو لوگ دشمن کے مقابل میں تھے وہ آئے تو آپ ﷺ نے انھیں دوسری رکعت پڑھائی، پھر آپ نے سلام پھیر دیا، پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی ایک رکعت پوری کی اور (جو ایک رکعت پڑھ کر دشمن کے سامنے چلے گئے تھے) وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اپنی ایک رکعت پوری کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث صحیح ہے۔ (۲) اور موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے اور نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے۔ (۳) اس باب میں جابر، حذیفہ، زید بن ثابت، ابن عباس، ابوہریرہ، ابن مسعود، سہل بن ابی حثمہ، ابوعیاش زرقی (ان کا نام زید بن صامت ہے) اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) مالک بن انس صلاۃ خوف کے بارے میں سہل بن ابی حثمہ کی حدیث کی طرف گئے ہیں اور یہی شافعی کا بھی قول ہے۔ (۵) احمد کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے صلاۃ خوف کئی طریقوں سے مروی ہے اور میں اس باب میں صرف ایک ہی صحیح حدیث جانتا ہوں، مجھے سہل بن ابی حثمہ کی حدیث پسند ہے۔ (۶) اسی طرح اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ نے بھی کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صلاۃ خوف کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے روایات ثابت ہیں، ان کا خیال ہے کہ صلاۃ خوف کے بارے میں جو کچھ بھی نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، وہ سب جائز ہے اور یہ ساری صورتیں خوف کی مقدار پر مبنی ہیں۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ ہم سہل بن ابی حثمہ کی حدیث کو دوسری حدیثوں پر فوقیت نہیں دیتے۔

فائدہ ۱ :...... جو آگے آرہی ہے۔

565۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ قَالَ: فِي صَلاةِ

الْخَوْفِ قَالَ: يَقُومُ الإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ، وَوُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَرْكَعُونَ لأَنْفُسِهِمْ، وَيَسْجُدُونَ لأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ، ثُمَّ يَذْهَبُونَ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ، وَيَجِيءُ أُولَئِكَ، فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ، فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ، ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.

تخريج: خ/المغازي ٣٢ (٤١٣١)، م/المسافرين ٥٧ (٨٤١)، د/الصلاة ٢٨٢ (١٢٣٧)، ن/صلاةالخوف ١ (٢)، (تحفة الأشراف: ٤٦٤٥)، حم (٣/٤٤٨)، د/الصلاة ١٨٥ (١٥٦٣) (صحيح)

۵۶۵۔ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے صلاۃِ خوف کے بارے میں کہا کہ امام قبلہ رخ کھڑا ہوگا اور لوگوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ کھڑی ہوگی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے رہے گی اور اس کا رخ دشمن کی طرف ہوگا، امام انہیں ایک رکعت پڑھائے گا اور دوسری ایک رکعت وہ خود اپنی جگہ پر پڑھیں گے اور خود ہی سجدے کریں گے، پھر یہ اُن لوگوں کی جگہ پر چلے جائیں گے اور وہ اِن کی جگہ آ جائیں گے، اب امام ایک رکعت انھیں پڑھائے گا اور ان کے ساتھ دو سجدے کرے گا، اس طرح امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور ان کی ایک ہی رکعت ہوگی، پھر یہ ایک رکعت اور پڑھیں گے اور دو سجدے کریں گے۔

566۔ قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ و قَالَ لِي يَحْيَى: اكْتُبْهُ إِلَى جَنْبِهِ، وَلَسْتُ أَحْفَظُ الْحَدِيثَ، وَلَكِنَّهُ مِثْلُ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. لَمْ يَرْفَعْهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَهَكَذَا رَوَى أَصْحَابُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ مَوْقُوفًا، وَرَفَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۵۶۶۔ سہل بن ابی حثمہ نبی اکرم ﷺ سے یحییٰ بن سعید انصاری کی روایت کی طرح روایت کرتے ہیں اور مجھ سے یحییٰ (القطان) نے کہا: اس حدیث کو اس کے بازو میں لکھ دو مجھے یہ حدیث یاد نہیں، لیکن یہ یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث کی طرح تھی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اسے یحییٰ بن سعید انصاری نے قاسم بن محمد کے واسطے سے مرفوع نہیں کیا ہے، قاسم بن محمد کے واسطے سے یحییٰ بن سعید انصاری کے تلامذہ نے اِسے اسی طرح موقوفاً روایت کیا ہے، البتہ شعبہ نے اسے عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد کے واسطے سے مرفوع کیا ہے۔

567- وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَلاَةَ الْخَوْفِ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَرُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً رَكْعَةً، فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: أَبُو عَيَّاشٍ الزُّرَقِيُّ اسْمُهُ زَيْدُ بْنُ صَامِتٍ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۵۶۷- صالح بن خوات ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صلاۃِ خوف ادا کی، پھرانھوں نے اسی طرح ذکر کیا۔امام ترمذی کہتے ہیں:(۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) مالک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔(۳) نیز کئی لوگوں سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دونوں جماعتوں کو ایک ایک رکعت پڑھائی، تو آپ ﷺ کی دو رکعتیں ہوئیں اورلوگوں کی (امام کے ساتھ) ایک ایک رکعت۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ

۴۷- باب: قرآن کے سجدوں کا بیان

568- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلاَلٍ عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَجَدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً مِنْهَا الَّتِي فِي النَّجْمِ.

تخريج: ق/الإقامة ۷۱ (۱۰۵۵)، (تحفة الأشراف: ۱۰۹۹۳)، حم (۵/۱۹۴) (ضعيف)

(سند میں عمر بن حیان دمشقی مجہول راوی ہے)

۵۶۸- ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں سے ایک وہ تھا جو سورۂ نجم میں ہے۔

569- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ ابْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلاَلٍ عَنْ عُمَرَ، وَهُوَ ابْنُ حَيَّانَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُخْبِرًا يُخْبِرُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: نَحْوَهُ بِلَفْظِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ وَكِيعٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ وَهْبٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي الدَّرْدَاءِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلاَلٍ عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ.

تخریج: انظر ما قبلہ (ضعیف) (سند میں عمر مجہول اور عمر کے شیخ مبہم راوی ہے)

۵۶۹۔ اس سند سے بھی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح انہیں الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ سفیان بن وکیع کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے جسے انہوں نے عبداللہ بن وہب سے روایت کی ہے۔ ❶ (۲) اس باب میں علی، ابن عباس، ابوہریرہ، ابن مسعود، زید بن ثابت اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) ابوالدرداء کی حدیث غریب ہے، ہم اِسے صرف سعید بن ابی ہلال کی روایت سے جانتے ہیں اور سعید نے عمر دمشقی سے روایت کی ہے۔

فائدہ ❶ :......یعنی عبداللہ بن عبدالرحمن کی حدیث سفیان بن وکیع کی حدیث کے مقابلے میں زیادہ راجح ہے، کیونکہ اس کا ضعف سفیان کی حدیث کے ضعف سے ہلکا ہے، سفیان بن وکیع متکلم فیہ ہیں۔

48۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

۴۸۔ باب: عورتوں کے مسجد جانے کا بیان

570۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ. فَقَالَ ابْنُهُ: وَاللهِ لا نَأْذَنُ لَهُنَّ يَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا! فَقَالَ: فَعَلَ اللهُ بِكَ وَفَعَلَ! أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَقُولُ لا نَأْذَنُ لَهُنَّ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الأذان ١٦٦ (٨٦٥)، (متابعة) م/الصلاة ٣٠ (٤٤٢)، د/الصلاة ٥٣ (٥٦٨)، ن/المساجد ١٥ (٧٠٧)، ق/المقدمة ٢ (١٦)، (تحفة الأشراف: ٧٣٨٥)، حم (٢/٧، ٩، ١٦، ٣٦، ٣٩، ٤٣، ٩٠، ١٢٧، ١٤٠، ١٤٣، ١٥١) (صحيح)

۵۷۰۔ مجاہد کہتے ہیں: ہم لوگ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''عورتوں کو رات میں مسجد جانے کی اجازت دو''، ان کے بیٹے بلال نے کہا: اللہ کی قسم! ہم انھیں اجازت نہیں دیں گے۔ وہ اسے فساد کا ذریعہ بنالیں گی، تو ابن عمر نے کہا: اللہ تجھے ایسا ایسا کرے، میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تو کہتا ہے کہ ہم انھیں اجازت نہیں دیں گے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ، عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب اور زید بن خالد رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں تجھ سے بات نہیں کروں گا۔ اللہ اکبر! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک یہ قدر تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور آپ کی سنت کی۔

49۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۹۔ باب: مسجد میں تھوکنے کی کراہت کا بیان

571۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا كُنْتَ فِي الصَّلَاةِ فَلَا تَبْزُقْ عَنْ يَمِينِكَ، وَلٰكِنْ خَلْفَكَ، أَوْ تِلْقَاءَ شِمَالِكَ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ الْيُسْرَى.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ طَارِقٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالَ: و سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: لَمْ يَكْذِبْ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ فِي الإِسْلَامِ كَذْبَةً. قَالَ: و قَالَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: أَثْبَتُ أَهْلِ الْكُوفَةِ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ.

تخريج: د/الصلاة ٢٢ (٤٧٨)، ن/المساجد ٣٣ (٧٢٧)، ق/الإقامة ٦١ (١٠٢١)، (تحفة الأشراف: ٤٩٨٧)، حم (٦/٣٩٦) (صحيح)

۵۷۱۔ طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم صلاۃ میں ہوتو اپنے دائیں طرف نہ تھوکو، اپنے پیچھے یا اپنے بائیں طرف یا پھر بائیں پاؤں کے نیچے (تھوکو)۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) طارق رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوسعید، ابن عمر، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے۔

572۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الصلاة ٣٧ (٤١٥)، م/المساجد ١٣ (٥٥٢)، د/الصلاة ٢٢ (٤٧٤)، ن/المساجد ٣٠ (٧٢٤)، (تحفة الأشراف: ١٤٢٨)، حم (٣/١٧٣، ٢٣٢، ٢٧٤، ٢٧٧) دي/الصلاة ١١٦ (١٤٣٥) (صحيح)

۵۷۲۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کردینا۔ ① امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ①: ......یعنی مٹی وغیرہ ڈال کر چھپا دینا ہے۔

50۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي ﴿ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴾ وَ ﴿ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ﴾

۵۰۔ باب: سورہ اقرأ اور سورہ انشقاق کے سجدے کا بیان

573۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءٍ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ وَ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾.

تخريج: م/المساجد ٢٠ (٥٧٦)، د/الصلاة ٣٣١ (١٤٠٧)، ن/الافتتاح ٥٢ (٩٦٨)، (تحفة الأشراف: ١٤٢٠٦)، حم (٢/٢٤٩، ٤٦١)، وانظر أيضا: خ/الأذان ١٠٠ (٧٦٦)، و١٠١ (٧٦٨)، وسجود القرآن ٧ (١٠٧٤)، و١٠ (١٠٧٨)، ن/الافتتاح ٥١ (٩٦٢-٩٦٥)، و٥٢ (٩٦٧)، وق/الإقامة (٨٧١، ١٠٥، ١٥٩)، وط/القرآن ٥ (١٢)، وحم (٢٤٧، ٢٨١، ٤١٣، ٤٤٩-٤٥١، ٤٥٤، ٤٦٦، ٤٨٧، ٥٢٩)، ود/الصلاة ١٦٢ (صحيح)

٥٧٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ اور ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ میں سجدہ کیا۔

574۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مِثْلَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَرَوْنَ السُّجُودَ فِي ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾. وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَرْبَعَةٌ مِنَ التَّابِعِينَ، بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٤٨٦٥) (صحيح)

٥٧٤۔ اس سند سے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔اس حدیث کی سند میں چار تابعین ❶ ہیں، جو ایک دوسرے سے روایت کر رہے ہیں۔ (۲) اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، یہ لوگ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ اور ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ کرنے کے قائل ہیں۔

فائدہ ❶:...... وہ یہ ہیں: ابوبکر بن محمد بن حزم، عمر بن عبدالعزیز، ابوبکر بن عبدالرحمن اور ہشام۔

51۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي النَّجْمِ

۵۱۔باب: سورۂ نجم کے سجدے کا بیان

575۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْبَزَّازُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا، يَعْنِي النَّجْمَ، وَالْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالإِنْسُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَرَوْنَ

السُّجُودَ فِي سُورَةِ النَّجْمِ . و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: لَيْسَ فِي الْمُفَصَّلِ سَجْدَةٌ . وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ . وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ . وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَقُ .

تخريج: خ/سجود القرآن ٥ (١٠٧١)، وتفسير النجم ٤ (٤٨٦٢)، (تحفة الأشراف: ٥٩٩٦) (صحيح)

۵۷۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں، یعنی سورۂ نجم میں سجدہ کیا اور مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور انسانوں نے بھی سجدہ کیا۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، ان کی رائے میں سورۂ نجم میں سجدہ ہے۔ (۴) صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ مُفَصَّل کی سورتوں میں سجدہ نہیں ہے اور یہی مالک بن انس کا بھی قول ہے، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہاں تفسیر اور شروحات حدیث کی کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کے مکی دور میں پیش آنے والا ''غرانیق'' سے متعلق ایک عجیب وغریب قصہ مذکور ہوا ہے، جس کی تردید ائمہ کرام اور علماے عظام نے نہایت مدلل انداز میں کی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: تحفة الأحوذی، فتح الباری، مقدمة الحديث، جلد اوّل)۔

52۔ بَابُ مَا جَاءَ مَنْ لَمْ يَسْجُدْ فِيهِ

۵۲۔ باب: جو لوگ سورہ نجم میں سجدے کے قائل نہیں

576۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا .

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَتَأَوَّلَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: إِنَّمَا تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ لأَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حِينَ قَرَأَ فَلَمْ يَسْجُدْ لَمْ يَسْجُدِ النَّبِيُّ ﷺ . وَقَالُوا: السَّجْدَةُ وَاجِبَةٌ عَلَى مَنْ سَمِعَهَا فَلَمْ يُرَخِّصُوا فِي تَرْكِهَا . وَقَالُوا: إِنْ سَمِعَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَإِذَا تَوَضَّأَ سَجَدَ . وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ . وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ . و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلَى مَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ فِيهَا وَالْتَمَسَ فَضْلَهَا وَرَخَّصُوا فِي تَرْكِهَا، إِنْ أَرَادَ ذَلِكَ . وَاحْتَجُّوا بِالْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ، حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، حَيْثُ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا . فَقَالُوا: لَوْ كَانَتِ السَّجْدَةُ وَاجِبَةً لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا حَتَّى كَانَ يَسْجُدَ وَيَسْجُدَ النَّبِيُّ ﷺ . وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ عُمَرَ أَنَّهُ قَرَأَ سَجْدَةً عَلَى الْمِنْبَرِ، فَنَزَلَ فَسَجَدَ، ثُمَّ قَرَأَهَا فِي الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ، فَتَهَيَّأَ النَّاسُ لِلسُّجُودِ، فَقَالَ: إِنَّهَا لَمْ

تُكْتَبْ عَلَيْنَا إِلَّا أَنْ نَشَاءَ، فَلَمْ يَسْجُدْ وَلَمْ يَسْجُدُوا . فَذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا . وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ .

تخريج: خ/سجود القرآن ٦ (١٠٧٢)، م/المساجد ٢٠ (٥٧٧)، د/الصلاة ٣٢٩ (١٤٠٤)، ن/الافتتاح ٥٠ (٩٦١)، (تحفة الأشراف: ٣٧٣٣)، حم (٥/١٨٣)، د/الصلاة ١٦٤ (١٥١٣) (صحيح)

۵۷۶۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۂ نجم پڑھی مگر آپ نے سجدہ نہیں کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) بعض اہلِ علم نے اس حدیث کی تاویل کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ اس لیے نہیں کیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جس وقت یہ سورہ پڑھی تو خود انھوں نے بھی سجدہ نہیں کیا، اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدہ نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں: یہ سجدہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو اسے سنے، ان لوگوں نے اسے چھوڑنے کی اجازت نہیں دی ہے، وہ کہتے ہیں کہ آدمی اگر اسے سنے اور وہ بلا وضو ہو تو جب وضو کرلے سجدہ کرے اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے، اسحاق بن راہویہ بھی اسی کے قائل ہیں اور بعض اہلِ علم کہتے ہیں: یہ سجدہ صرف اس پر ہے جو سجدہ کرنے کا ارادہ کرے اور اس کی خیر و برکت کا طلب گار ہو، انھوں نے اسے ترک کرنے کی اجازت دی ہے، اگر وہ ترک کرنا چاہے۔ (۳) اور انہوں نے حدیث مرفوع، یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس میں ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورہ نجم پڑھی، لیکن آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا، استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ سجدہ واجب ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زید کو سجدہ کرائے بغیر نہ چھوڑتے اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سجدہ کرتے اور ان لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی استدلال ہے کہ انھوں نے منبر پر سجدہ کی آیت پڑھی اور پھر اُتر کر سجدہ کیا، اسے دوسرے جمعے میں پھر پڑھا، لوگ سجدے کے لیے تیار ہوے، تو انھوں نے کہا: یہ ہم پر فرض نہیں ہے، سوائے اس کے کہ ہم چاہیں تو چنانچہ نہ تو انھوں نے سجدہ کیا اور نہ لوگوں نے کیا۔ بعض اہلِ علم اسی طرف گئے ہیں اور یہی شافعی اور احمد کا بھی قول ہے۔

53۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي ﴿ص﴾

۵۳۔ باب: سورہ ''ص'' کے سجدے کا بیان

577۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْجُدُ فِي ﴿ص﴾. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَيْسَتْ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ: فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَسْجُدَ فِيهَا . وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ . و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهَا تَوْبَةُ نَبِيٍّ وَلَمْ يَرَوُا السُّجُودَ فِيهَا .

تخريج: خ/سجود القرآن ٣ (١٠٦٩)، د/الصلاة ٣٣٢ (١٤٠٩)، ن/الافتتاح ٤٨ (٩٥٨)، (تحفة الأشراف:

۵۹۸۸)، د/الصلاۃ ۱۶۱ (۱۵۰۸) (صحیح)

۵۷۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سورۂ ص میں سجدہ کرتے دیکھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: یہ واجب سجدوں میں سے نہیں ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اہلِ علم کا اس میں اختلاف ہے، صحابہ وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کی رائے ہے کہ اس میں سجدہ کرے، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک نبی کی توبہ ہے، اس میں سجدہ ضروری نہیں۔'' ❶

فائدہ ❶ :...... یہ نبی داود علیہ السلام تھے۔

54۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي الْحَجِّ

۵۴۔ باب: سورہ حج کے سجدے کا بیان

578۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فُضِّلَتْ سُورَةُ الْحَجِّ بِأَنَّ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا .))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ الْقَوِيِّ . وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هٰذَا: فَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَابْنِ عُمَرَ أَنَّهُمَا قَالَا: فُضِّلَتْ سُورَةُ الْحَجِّ بِأَنَّ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ . وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ . وَرَأَى بَعْضُهُمْ فِيهَا سَجْدَةً . وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكٍ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ .

تخريج: د/الصلاة ۳۲۸ (۱۴۰۲)، (تحفة الأشراف: ۹۹۶۵) (حسن) (''مشرح بن ہاعان'' میں قدرے کلام ہے، مگر خالد بن حمدان کی روایت سے تقویت پا کر یہ حدیث حسن کے درجے کو پہنچ جاتی ہے/ دیکھئے ابی داود رقم: ۱۲۶۵/م)

۵۷۸۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ! سورۂ حج کو یہ شرف بخشا گیا ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں، جو یہ دونوں سجدے نہ کرے وہ اسے نہ پڑھے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس حدیث کی سند کوئی خاص قوی نہیں ہے۔ (۲) اس سلسلے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، عمر بن خطاب اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سورۂ حج کو یہ شرف بخشا گیا ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں۔ ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔ (۳) اور بعض کی رائے ہے کہ اس میں ایک سجدہ ہے۔ یہ سفیان ثوری، مالک اور اہلِ کوفہ کا قول ہے۔

55۔ بَابُ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ

۵۵۔ باب: قرآن کے سجدوں میں کون سی دعا پڑھے؟

579۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ: يَا حَسَنُ! أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ

رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي أُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ، فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي، فَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُولُ: اللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ. قَالَ الْحَسَنُ: قَالَ لِيَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ لِي جَدُّكَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ. قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

تخريج: ق/الإقامة ٧٠ (١٠٥٣)، (تحفة الأشراف: ٥٨٦٧) (حسن)

۵۷۹۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے آج رات اپنے کو دیکھا اور میں سو رہا تھا (یعنی خواب میں دیکھا) کہ میں ایک درخت کے پیچھے صلاۃ پڑھ رہا ہوں، میں نے سجدہ کیا تو میرے سجدے کے ساتھ اس درخت نے بھی سجدہ کیا، پھر میں نے اسے سنا، وہ کہہ رہا تھا: "اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ" (اے اللہ! اس کے بدلے تو میرے لیے اجر لکھ دے اور اس کے بدلے میرا بوجھ مجھ سے ہٹا دے اور اسے میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا لے، اور اسے مجھ سے تو اسی طرح قبول فرما جیسے تو نے اپنے بندے داود سے قبول کیا تھا)۔

حسن بن محمد بن عبیداللہ بن أبی یزید کہتے ہیں: مجھ سے ابن جریج نے کہا کہ مجھ سے تمہارے دادا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے آیت سجدہ کی تلاوت کی اور سجدہ کیا، ابن عباس کہتے ہیں: تو میں نے آپ کو ویسے ہی کہتے سنا جیسے اس شخص نے اس درخت کے الفاظ بیان کیے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

580۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ: ((سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: د/الصلاة ٣٣٤ (١٤١٤)، ن/التطبيق ٧٠ (١١٣٠)، (تحفة الأشراف: ١٦٠٨٣)، حم (٦/٣٠، ٢١٧) (صحيح)

۵۸۰۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت قرآن کے سجدوں میں کہتے: "سَجَدَ

وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ"(میرے چہرے نے اس ذات کوسجدہ کیا ہے جس نے اسے بنایا اور اپنی طاقت وقوت سے اس کے کان اور اس کی آنکھیں پھاڑیں)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

56۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِيمَنْ فَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَاهُ بِالنَّهَارِ

۵۶۔باب: جس آدمی سے رات کا وظیفہ چھوٹ جائے، وہ دن میں قضا کرلے

581- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَاللهِ بْنَ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ .))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . قَالَ: وَأَبُو صَفْوَانَ اسْمُهُ: عَبْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْمَكِّيُّ وَرَوَى عَنْهُ الْحُمَيْدِيُّ وَكِبَارُ النَّاسِ .

تخريج: م/المسافرين ١٨ (٧٤٧)، د/الصلاة ٣٠٩ (١٣١٣)، ن/قيام الليل ٦٥ (١٧٩١)، ق/الإقامة ١٧٧ (١٣٤٣)، (تحفة الأشراف: ١٠٥٩٢)، حم (٣٢/١)، د/الصلاة ١٦٧ (١٥١٨) (صحيح)

۵۸۱۔عبدالرحمن بن عبدقاری کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جوشخص اپنا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ پڑھے بغیر سو جائے، پھر وہ اُسے صلاۃِ فجر سے لے کر ظہر کے درمیان تک کسی وقت پڑھ لے تو یہ اس کے لیے ایسے ہی لکھا جائے گا، گویا اس نے اسے رات ہی میں پڑھا ہے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

57۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ

۵۷۔باب: اپنا سر امام سے پہلے سجدے سے اٹھانے پر وارد وعید کا بیان

582- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ وَهُوَ أَبُو الْحَارِثِ الْبَصْرِيُّ ثِقَةٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ .)) قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ حَمَّادٌ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ وَإِنَّمَا قَالَ: أَمَا يَخْشَى . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ هُوَ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ، وَيُكْنَى أَبَاالْحَارِثِ .

تخريج: خ/الأذان ٥٣ (٦٩١)، م/الصلاة ٢٥ (٤٢٧)، ن/الامامة ٣٨ (٨٢٩)، ق/الإقامة ٤١ (٩٦١)، (تحفة الأشراف: ١٤٣٦٢)، (وكذا: ١٤٣٨)، حم (٢٦٠/٢، ٢٧١، ٤٢٥، ٤٥٦، ٤٦٩، ٤٧٢، ٥٠٤)، د/الصلاة ٧٢ (١٣٥٥) (صحيح)

۵۸۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا جوشخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے؟''امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

58۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُصَلِّي الْفَرِيضَةَ ثُمَّ يَؤُمُّ النَّاسَ بَعْدَ مَا صَلَّى

۵۸۔ باب: فرض صلاۃ پڑھنے کے بعد لوگوں کی امامت کرنے کا بیان

583۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ، فَيَؤُمُّهُمْ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. قَالُوا: إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فِي الْمَكْتُوبَةِ وَقَدْ كَانَ صَلاَّهَا قَبْلَ ذٰلِكَ: أَنَّ صَلاَةَ مَنِ ائْتَمَّ بِهِ جَائِزَةٌ. وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ جَابِرٍ فِي قِصَّةِ مُعَاذٍ. وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ. وَرُوِيَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْقَوْمُ فِي صَلاَةِ الْعَصْرِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهَا صَلاَةُ الظُّهْرِ فَائْتَمَّ بِهِمْ؟ قَالَ: صَلاَتُهُ جَائِزَةٌ. وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ: إِذَا ائْتَمَّ قَوْمٌ بِإِمَامٍ وَهُوَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهَا الظُّهْرُ فَصَلَّى بِهِمْ وَاقْتَدَوْا بِهِ: فَإِنَّ صَلاَةَ الْمُقْتَدِي فَاسِدَةٌ، إِذْ اخْتَلَفَ نِيَّةُ الإِمَامِ وَنِيَّةُ الْمَأْمُومِ.

تخريج: خ/الأذان ٦٦ (٧١١)، م/الصلاة ٣٦ (٤٦٥)، د/الصلاة ٦٨ (٥٩٩، ٦٠٠)، و١٢٧ (٧٩٠)، ن/الإمامة ٣٩ (٣٢)، و٤١ (٨٣٤)، والافتتاح ٦٣ (٩٨٥)، و٧٠ (٩٩٨)، ق/الإقامة ٤٨ (٩٨٦)، (تحفة الأشراف: ٢٥١٧)، حم (٣/٢٩٩، ٣٠٨، ٣٦٩)، د/الصلاة ٦٥ (١٣٣٣) (صحيح)

۵۸۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب پڑھتے تھے، پھر اپنی قوم کے لوگوں میں لوٹ کر آتے اور ان کی امامت کرتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) ہمارے اصحاب، یعنی شافعی احمد اور اسحاق کا اسی پر عمل ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب آدمی فرض صلاۃ میں اپنی قوم کی امامت کرے اور وہ اس سے پہلے یہ صلاۃ پڑھ چکا ہو تو جن لوگوں نے اس کی اقتدا کی ہے ان کی صلاۃ درست ہے۔ ان لوگوں نے معاذ رضی اللہ عنہ کے قصے سے جو جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اُس سے دلیل پکڑی ہے۔ (۳) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو مسجد میں داخل ہوا اور لوگ صلاۃِ عصر میں مشغول تھے اور وہ سمجھ رہا تھا کہ ظہر ہے تو اس نے ان کی اقتدا کرلی، تو ابوالدرداء نے کہا: اس کی صلاۃ جائز ہے۔ (۴) اہلِ کوفہ کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ جب کچھ لوگ کسی امام کی اقتدا کریں اور وہ عصر پڑھ رہا ہو اور لوگ سمجھ رہے ہوں کہ وہ ظہر پڑھ رہا ہے اور وہ انہیں صلاۃ پڑھا دے اور لوگ اس کی اقتدا میں صلاۃ پڑھ لیں تو مقتدی کی صلاۃ فاسد ہے، کیونکہ امام کی نیت اور مقتدی کی نیت مختلف ہوگئی۔'' [1]

فائدہ ❶ :......لیکن ان کی رائے صحیح نہیں ہے، اقتدا صرف ظاہری اعمال میں ہے۔

59۔ بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ

۵۹۔باب: گرمی اور ٹھنڈک میں کپڑے پر سجدہ کرنے کی رخصت

584۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ. وَقَدْ رَوَى وَكِيعٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ.

تخريج: خ/الصلاة ٢٣ (٣٨٥)، والمواقيت ١١ (٥٤٢)، والعمل في الصلاة ٩ (١٢٠٨)، م/المساجد ٣٣ (٣٢٠)، د/الصلاة ٩٣ (٦٦٠)، ن/التطبيق ٥٩ (١١١٧)، ق/الإقامة ٦٤ (١٠٣٣)، (تحفة الأشراف: ٢٥٠)، د/الصلاة ٨٢ (١٣٦) (صحيح)

۵۸۴۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جب دوپہر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صلاۃ پڑھتے تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) اس باب میں جابر بن عبداللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

60۔ بَاب ذِكْرِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

۶۰۔باب: صلاۃِ فجر کے بعد سورج نکلنے تک مسجد میں بیٹھنا مستحب ہے

585۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِي مُصَلاَّهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/المساجد ٥٢ (٢٨٦)، والفضائل ١٧ (٢٣٢٢)، د/الصلاة ٣٠١ (١٢٩٤)، ن/السهو ٩٩ (١٣٥٨)، (تحفة الأشراف: ٢١٦٨)، حم (٥/٩١، ٩٧، ١٠٠) (صحيح)

۵۸۵۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر پڑھتے تو اپنے مصلے پر بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

586۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو ظِلاَلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى

تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ)) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي ظِلَالٍ؟ فَقَالَ: هُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَاسْمُهُ هِلَالٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٦٤٤) (حسن)

۵۸۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صلاۃ فجر جماعت سے پڑھی، پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ سورج نکل گیا، پھراس نے دو رکعتیں پڑھیں تو اسے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔'' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پورا، پورا، پورا، یعنی حج وعمرے کا پورا ثواب۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے (سند میں موجود راوی) ابوظلال کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: وہ مقارب الحدیث ہیں، محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ ان کا نام ہلال ہے۔

فائدہ [1]:...... آج امت محمدیہ علی صاحبها الصلاۃ والسلام، کے تمام ائمہ اور اس کے سب مقتدی اس اجر عظیم اور اوّل النہار کی برکتوں سے کس قدر محروم ہیں، ذرا اس حدیث سے اندازہ لگایئے۔ إلا ما شاء الله اللهم اجعلنا منهم.

61۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

۶۱۔ باب: صلاۃ میں اِدھر اُدھر دیکھنے کا بیان

587۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ خَالَفَ وَكِيعٌ الْفَضْلَ بْنَ مُوسَى فِي رِوَايَتِهِ.

تخريج: ن/السهو ١٠ (١٢٠٢)، (تحفة الأشراف: ٦٠١٤)، حم (١/٢٧٥، ٣٠٤) (صحيح)

۵۸۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صلاۃ میں (گردن موڑے بغیر) ترچھی نظر سے دائیں اور بائیں دیکھتے تھے اور اپنی گردن اپنی پیٹھ کے پیچھے نہیں پھیرتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے۔ (۲) وکیع نے اپنی روایت میں فضل بن موسیٰ کی مخالفت کی ہے۔ [1]

فائدہ [1]:...... یہ مخالفت آگے آرہی ہے اور مخالفت یہ ہے کہ وکیع نے اپنی سند میں ''عن بعض أصحاب عكرمة'' کہا ہے، یعنی سند میں دو راوی ساقط ہیں۔

588۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ

عِكْرِمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَعَائِشَةَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٠١٤) (صحيح)

۵۸۸۔عکرمہ کے ایک شاگرد سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صلاۃ میں ترچھی نظر سے دیکھتے تھے۔آگے انہوں نے اسی طرح کی حدیث ذکر کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں انس اورام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث آئی ہیں۔

589۔ حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَا بُنَيَّ! إِيَّاكَ وَالالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ الالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ، هَلَكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ.)) قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٨٦٥) (ضعيف)

(سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے)

۵۸۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اے میرے بیٹے! صلاۃ میں اِدھر اُدھر (گردن موڑکر) دیکھنے سے بچو، صلاۃ میں گردن موڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنا ہلاکت ہے، اگر دیکھنا ضروری ہی ٹھہرے تو نفل صلاۃ میں دیکھو، نہ کہ فرض میں۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

590۔ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: ((هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: خ/الأذان ٩٣ (٧٥١)، وبدء الخلق ١١ (٣٢٩١)، د/الصلاة ١٦٥ (٩١٠)، ن/السهو ١٠ (١١٩٧)، (تحفة الأشراف: ١٧٦٦١)، حم (٦/٧٠، ١٠٦) (صحيح)

۵۹۰۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے صلاۃ میں اِدھر اُدھر (گردن موڑکر) دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا:''یہ تو اچک لینا ہے، شیطان آدمی کی صلاۃ اچک لیتا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

62۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الرَّجُلِ يُدْرِكُ الإِمَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ كَيْفَ يَصْنَعُ

۶۲۔باب: آدمی امام کو سجدے میں پائے تو کیا کرے؟

591۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ

عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ عَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالاَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الصَّلاَةَ وَالإِمَامُ عَلَى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الإِمَامُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لاَ نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ إِلاَّ مَا رُوِيَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا: إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ وَالإِمَامُ سَاجِدٌ فَلْيَسْجُدْ، وَلاَ تُجْزِئُهُ تِلْكَ الرَّكْعَةُ، إِذَا فَاتَهُ الرُّكُوعُ مَعَ الإِمَامِ. وَاخْتَارَ عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنْ يَسْجُدَ مَعَ الإِمَامِ. وَذَكَرَ عَنْ بَعْضِهِمْ فَقَالَ: لَعَلَّهُ لاَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فِي تِلْكَ السَّجْدَةِ حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٠٣٠٦، ١١٣٤٥) (صحيح)

(سند میں حجاج بن ارطاۃ کثیر الخطأ راوی ہیں، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے)

۵۹۱۔ علی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی صلاۃ پڑھنے آئے اور امام جس حالت میں ہوتو وہ وہی کرے جو امام کر رہا ہو'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے، ہم کسی کو نہیں جانتے جس نے اسے مسند کیا ہو سوائے اس کے جو اس طریق سے مروی ہے۔ (۲) اسی پر اہل علم کا عمل ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب آدمی آئے اور امام سجدے میں ہوتو وہ بھی سجدہ کرے، لیکن جب امام کے ساتھ اس کا رکوع چھوٹ گیا ہوتو اس کی رکعت کافی نہ ہوگی۔ عبداللہ بن مبارک نے بھی اسی کو پسند کیا ہے کہ امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعض لوگوں سے نقل کیا کہ شاید وہ اس سجدے سے اپنا سر اٹھاتا نہیں کہ بخش دیا جاتا ہے۔

63۔ بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ النَّاسُ الإِمَامَ وَهُمْ قِيَامٌ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ

۶۳۔ باب: صلاۃ شروع کرنے کے وقت کھڑے ہوکر امام کے انتظار کرنے کی کراہت کا بیان

592۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي خَرَجْتُ.)) قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَحَدِيثُ أَنَسٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَنْتَظِرَ النَّاسُ الإِمَامَ وَهُمْ قِيَامٌ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا كَانَ الإِمَامُ فِي الْمَسْجِدِ فَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَإِنَّمَا يَقُومُونَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلاَةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلاَةُ. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ.

تخريج: خ/الأذان ٢٢ (٦٣٧)، و٢٣ (٦٣٨)، والجمعة ١٨ (٩٠٩)، م/المساجد ٢٩ (٦٠٤)، د/الصلاة ٤٦ (٥٣٩)، ن/الأذان ٤٢ (٦٨٨)، والامامة ١٢ (٧٩١)، (تحفة الأشراف: ١٢١٠٦)، حم (٥/٣٠٤، ٣٠٧، ٣٠٨)، د/الصلاة ٤٧ (١٢٩٦) (صحيح)

۵۹۲۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب صلاۃ کی اقامت کہہ دی جائے تو تم اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک کہ مجھے نکل کر آتے نہ دیکھ لو''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے، لیکن ان کی حدیث غیر محفوظ ہے۔ (۳) صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہل علم کی ایک جماعت نے لوگوں کے کھڑے ہوکر امام کا انتظار کرنے کو مکروہ کہا ہے۔ (۴) بعض کہتے ہیں کہ جب امام مسجد میں ہو اور صلاۃ کھڑی کر دی جائے تو وہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن ''قَدْ قَامَتِ الصَّلاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلاةُ'' کہے، ابن مبارک کا یہی قول ہے۔

64۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى اللهِ وَالصَّلاَةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ الدُّعَاءِ

۶۴۔ باب: دعا سے پہلے اللہ کی تعریف کرنے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ (درود) بھیجنے کا بیان

593۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي وَالنَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ، ثُمَّ الصَّلاَةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ)).
قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ مُخْتَصَرًا.

تخريج: تفرد به المؤلف، (تحفة الأشراف: ٩٢٠٩)، وانظر: حم (١/٤٤٥، ٤٥٤) (حسن صحيح)

۵۹۳۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں صلاۃ پڑھ رہا تھا، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما (بھی) آپ کے ساتھ تھے، جب میں (قعدہ اخیرہ میں) بیٹھا تو پہلے میں نے اللہ کی تعریف کی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، پھر اپنے لیے دعا کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مانگو، تمہیں دیا جائے گا، مانگ تمہیں دیا جائے گا''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ (۳) یہ حدیث احمد بن حنبل نے یحییٰ بن آدم سے مختصراً روایت کی ہے۔

65۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي تَطْيِيبِ الْمَسَاجِدِ

۶۵۔ باب: مساجد کو خوشبو سے بسانے کا بیان

594۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ الْبَغْدَادِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ صَالِحٍ الزُّبَيْرِيُّ هُوَ مِنْ وَلَدِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ.

تخريج: د/الصلاة ١٣ (٤٥٥)، ق/المساجد ٩ (٧٥٨، ٧٥٩)، (تحفة الأشراف: ١٦٩٦٢)، حم (٦/١٢،

(٢٧١) (صحيح)

۵۹۴۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجد بنانے، انھیں صاف رکھنے اور خوشبو سے بسانے کا حکم دیا ہے۔

595۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَوَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الأَوَّلِ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۵۹۵۔ اس سند سے بھی ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، پھر آگے اسی طرح کی حدیث انہوں نے ذکر کی۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶:......یعنی: مرسل ہونا زیادہ صحیح ہے۔

596۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. و قَالَ سُفْيَانُ: قَوْلُهُ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ يَعْنِي الْقَبَائِلَ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۵۹۶۔ اس سند سے بھی ہشام بن عروہ نے اپنے باپ عروہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، آگے اسی طرح کی حدیث انہوں نے ذکر کی۔

سفیان کہتے ہیں: دور یا محلوں میں مسجدیں بنانے سے مراد قبائل میں مسجدیں بنانا ہے

66۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلاَةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى

٦٦۔ باب: رات اور دن کی (نفل) صلاۃ دو دو رکعت کر کے پڑھنے کا بیان

597۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَلِيٍّ الأَزْدِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلاَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى.))

قَالَ أَبُو عِيسَى: اخْتَلَفَ أَصْحَابُ شُعْبَةَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ: فَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ. وَرُوِى عَنْ عَبْدِاللهِ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا. وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى.)) وَرَوَى الثِّقَاتُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ صَلاَةَ النَّهَارِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَبِالنَّهَارِ أَرْبَعًا. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ. فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ صَلاَةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَرَأَوْا صَلاَةَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ أَرْبَعًا، مِثْلَ الأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَغَيْرِهَا مِنْ صَلاَةِ التَّطَوُّعِ. وَهُوَ

قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ ، وَإِسْحَاقَ .

تخريج: د/الصلاة ٣٠٢ (١٢٩٥)، ن/قيام الليل ٢٦ (١٦٧٨)، ق/الإقامة ١٧٢ (١٣٢٢)، (تحفة الأشراف : ٧٣٤٩)، حم (٢٦/٢، ٥١)، د/الصلاة ١٥٥ (١٥٠٠) (صحيح)

۵۹۷۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رات اور دن کی صلاۃ دو دو رکعت ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں شعبہ کے تلامذہ میں اختلاف ہے، بعض نے اسے مرفوعاً بیان کیا ہے اور بعض نے موقوفاً۔ (۲) عبداللہ عمری بطریق: "نَافِعِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ" روایت کی ہے۔ صحیح وہی ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رات کی صلاۃ دو دو رکعت ہے''۔ (۳) ثقات نے عبداللہ بن عمر کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے، اس میں ان لوگوں نے دن کی صلاۃ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ❶ (۴) عبید اللہ سے مروی ہے، انہوں نے نافع سے اور نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ رات کو دو دو رکعت پڑھتے تھے اور دن کو چار چار رکعت۔ (۵) اس مسئلے میں اہلِ علم میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں رات اور دن دونوں کی صلاۃ دو دو رکعت ہے، یہی شافعی اور احمد کا قول ہے، اور بعض کہتے ہیں: رات کی صلاۃ دو دو رکعت ہے، ان کی رائے میں دن کی نفل صلاۃ چار رکعت ہے، مثلاً: ظہر وغیرہ سے پہلے کی چار نفل رکعتیں، سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے۔

فائدہ ❶ :...... علامہ البانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کی تصحیح بڑے بڑے ائمہ سے نقل کی ہے (دیکھئے صحیح ابی داود رقم ۱۱۷۲) آپ کے عمل سے دونوں طرح ثابت ہے، کبھی دو دو کر کے پڑھتے اور کبھی چار ایک سلام سے، لیکن اس قولی صحیح حدیث کی بنا پر دن کی بھی صلاۃ دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے، ظاہر بات ہے کہ دو سلام میں اوراد و اذکار زیادہ ہیں، تو افضل کیوں نہیں ہوگا۔

67۔ بَابُ كَيْفَ كَانَ تَطَوُّعُ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّهَارِ؟

٦٧۔باب: نبی اکرم ﷺ کی دن میں نفل صلاۃ کیسی ہوتی تھی؟

598۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ صَلاَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ النَّهَارِ؟ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لا تُطِيقُونَ ذَاكَ . فَقُلْنَا: مَنْ أَطَاقَ ذَاكَ مِنَّا . فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، وَإِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَاهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلَّى أَرْبَعًا ، وَصَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ، وَقَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا ، يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلاَئِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ ، وَالنَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ .

تخريج: ن/الإمامة ٦٥ (٨٧٤، ٨٧٥)، (تحفة الأشراف : ١٠١٣٧)، حم (٨٥/١، ١٤٢، ١٦٠)، وانظر أيضا

ما تقدم برقم ٤٢٤، و٤٢٩) (حسن)

۵۹۸۔ عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کی صلاۃ کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، اس پر ہم نے کہا: ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج اس طرف (یعنی مشرق کی طرف) اس طرح ہو جاتا جیسے کہ عصر کے وقت اس طرف (یعنی مغرب کی طرف) ہوتا ہے تو دو رکعتیں پڑھتے اور جب سورج اس طرف (مشرق میں) اس طرح ہو جاتا جیسے کہ اس طرف (مغرب میں) ظہر کے وقت ہوتا ہے تو چار رکعت پڑھتے اور چار رکعت ظہر سے پہلے پڑھتے اور دو رکعت اس کے بعد اور عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے، ہر دو رکعت کے درمیان مقرب فرشتوں اور انبیا و رسل پر اور مومنوں اور مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے ان پر سلام پھیر کر فصل کرتے۔

599۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. و قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي تَطَوُّعِ النَّبِيِّ ﷺ فِي النَّهَارِ هَذَا. وَرُوِي عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: أَنَّهُ كَانَ يُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيثَ. وَإِنَّمَا ضَعَّفَهُ عِنْدَنَا - وَاللّٰهُ أَعْلَمُ - لِأَنَّهُ لا يُرْوَى مِثْلُ هٰذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ. وَعَاصِمُ بْنُ ضَمْرَةَ هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: قَالَ سُفْيَانُ: كُنَّا نَعْرِفُ فَضْلَ حَدِيثِ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَلَى حَدِيثِ الْحَارِثِ.

تخریج: انظر ما قبله (حسن)

۵۹۹۔ اس سند سے بھی علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔ (۲) اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کی نفل صلاۃ کے سلسلے میں مروی چیزوں میں سب سے بہتر یہی روایت ہے۔ (۳) عبداللہ بن مبارک اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے تھے اور ہمارے خیال میں انہوں نے اسے صرف اس لیے ضعیف قرار دیا ہے کہ اس جیسی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اسی سند سے۔ (یعنی: عاصم بن ضمرہ کے واسطے سے علی رضی اللہ عنہ سے) مروی ہے۔ (۴) سفیان ثوری کہتے ہیں: ہم عاصم بن ضمرہ کی حدیث کو حارث (اعور) کی حدیث سے افضل جانتے تھے۔

68۔ بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي لُحُفِ النِّسَاءِ

۶۸۔ باب: عورتوں کی چادروں میں صلاۃ پڑھنے کی کراہت

600۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالأَعْلَى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَشْعَثَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لا يُصَلِّي فِي لُحُفِ نِسَائِهِ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ رُخْصَةٌ فِي ذٰلِكَ .

تخريج: د/الطهارة ١٣٤ (٢٦٧)، والصلاة ٨٨ (٦٤٥)، ن/الزينة ١١٥ (٥٣٦٨)، (تحفة الأشراف: ١٦٢٢١) (صحيح)

۶۰۰۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کی چادروں میں صلاۃ نہیں پڑھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) نبی اکرم ﷺ سے اس کی اجازت بھی مروی ہے۔'' ❶

فائدہ ❶:......ایسے کپڑوں میں صلاۃ نہ پڑھنا صرف احتیاط کی وجہ سے تھا، عدمِ جواز کی وجہ سے نہیں، یہی وجہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کو جس کپڑے کے متعلق پختہ یقین ہوتا کہ وہ نجس نہیں ہے، اس میں صلاۃ پڑھتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے۔

69۔ بَابُ ذِكْرِ مَا يَجُوزُ مِنَ الْمَشْيِ وَالْعَمَلِ فِي صَلاةِ التَّطَوُّعِ

۶۹۔باب: نفل صلاۃ میں کس قدر چلنا اور کتنا کام کرنا جائز ہے؟

601۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جِئْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الْبَيْتِ، وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ، فَمَشَى حَتَّى فَتَحَ لِي، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ. وَوَصَفَتِ الْبَابَ فِي الْقِبْلَةِ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ .

تخريج: د/الصلاة ١٦٩ (٩٢٢)، ن/السهو ١٤ (١٢٠٧)، (تحفة الأشراف: ١٦٤١٧)، حم (٦/١٨٣، ٢٣٤) (حسن)

۶۰۱۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں گھر آئی، رسول اللہ ﷺ صلاۃ پڑھ رہے تھے اور دروازہ بند تھا، تو آپ چل کر آئے اور میرے لیے دروازہ کھولا۔ پھر اپنی جگہ لوٹ گئے اور انہوں نے بیان کیا کہ دروازہ قبلے کی طرف تھا۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ ❶:......سنت ونفل کے اندر اس طرح سے چلنا کہ قبلے سے انحراف واقع نہ ہو جائز ہے۔

70۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي قِرَاءَةِ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ

۷۰۔باب: ایک رکعت میں دوسورتیں پڑھنے کا بیان

602۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ قَال: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَاللّٰهِ عَنْ هٰذَا الْحَرْفِ ﴿غَيْرِ آسِنٍ﴾ أَوْ ((يَاسِنٍ)) قَالَ: كُلَّ الْقُرْآنِ قَرَأْتَ

غَيْـرَ هَـذَا الْـحَرْفِ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: إِنَّ قَوْمًا يَقْرَءُ ونَهُ يَنْثُرُونَهُ نَثْرَ الدَّقَلِ ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، إِنِّيْ لَأَعْـرِفُ السُّـوَرَ الـنَّظَائِرَ الَّتِيْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَـقْـرُنُ بَيْـنَهُـنَّ قَالَ: فَأَمَرْنَا عَلْقَمَةَ فَسَأَلَهُ؟ فَقَالَ عِشْرُونَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ ، كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرُنُ بَيْنَ كُلِّ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: خ/الأذان ١٠٦ (٧٧٥)، وفضائل القرآن ٦ (٤٩٩٦)، م/المسافرين ٤٩ (٨٢٢)، ن/الافتتاح ٧٥ (١٠٠٥، ١٠٠٦، ١٠٠٧) (تحفة الأشراف: ٩٢٤٨)، حم (٣٨٠/١، ٤٢١، ٤٢٧، ٤٣٦، ٤٦٢، ٤٥٥) (صحيح)

۶۰۲۔ ابووائل شقیق بن سلمہ کہتے ہیں: ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لفظ "غَيْـرِ آسِـنٍ" یا "يَاسِنٍ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: کیا تم نے اس کے علاوہ پورا قرآن پڑھ لیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: ایک قوم اسے ایسے پڑھتی ہے جیسے کوئی خراب کھجور جھاڑ رہا ہو، یہ ان کے گلے سے آگے نہیں بڑھتا، میں ان متشابہ سورتوں کو جانتا ہوں جنھیں رسول اللہ ﷺ ملا کر پڑھتے تھے۔ ابووائل کہتے ہیں: ہم نے علقمہ سے پوچھنے کے لیے کہا تو انھوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: انہوں نے بتایا کہ یہ مفصل کی بیس سورتیں ہیں ❶ نبی اکرم ﷺ ہر رکعت میں دو دو سورتیں ملا کر پڑھتے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶:...... وہ سورتیں یہ ہیں: الرحمن اور النجم کو ایک رکعت میں، اقتربت اور الحاقه کو ایک رکعت میں، الذاريات اور الطور کو ایک رکعت میں، واقعہ اور نون کو ایک رکعت میں، سأل سائل اور والنازعات کو ایک رکعت میں، عبس اور ويل للمطففين کو ایک رکعت میں، المدثر اور المزمل کو ایک رکعت میں، هل أتى على الانسان اور لاأقسم کو ایک رکعت میں، عم يتسألون اور المرسلات کو ایک رکعت میں، اور الشمس كوّرت اور الدخان کو ایک رکعت میں۔

71۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا يُكْتَبُ لَهُ مِنَ الأَجْرِ فِي خُطَاهُ

۷۱۔ باب: پیدل مسجد جانے اور ہر قدم پر اجر لکھے جانے کا بیان

603۔ حَـدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ سَمِعَ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ ، لَا يُخْرِجُهُ ، أَوْ قَـالَ: لَا يَـنْهَـزُهُ ، إِلَّا إِيَّاهَا: لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً أَوْ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: ق/المساجد ١٤ (٧٧٤) (تحفة الأشراف: ١٢٤٠٥) (صحيح)

۶۰۳- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی وضو کرے اور اچھی طرح کرے، پھر صلاۃ کے لیے نکلے، اور اُسے صرف صلاۃ ہی نے نکالا، یا کہا اٹھایا ہو، تو جو بھی قدم وہ چلے گا، اللہ اس کے بدلے اس کا درجہ بڑھائے گا، یا اس کے بدلے اس کا ایک گناہ کم کرے گا'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

72- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الصَّلاةِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَنَّهُ فِي الْبَيْتِ أَفْضَلُ

۷۲- باب: مغرب کے بعد کی صلاۃ گھر میں پڑھنا افضل ہے

604- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ الْبَصْرِيُّ، ثِقَةٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ الْمَغْرِبَ، فَقَامَ نَاسٌ يَتَنَفَّلُونَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الصَّلاةِ فِي الْبُيُوتِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ، فَمَا زَالَ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ الآخِرَةَ. فَفِي الْحَدِيثِ دِلالَةٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي الْمَسْجِدِ.

تخريج: د/الصلاة ٣٠٤ (١٣٠٠)، ن/قيام الليل ١ (١٦٠١)، (تحفة الأشراف: ١١١٠٧) (حسن)

۶۰۴- کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بنی عبدالاشہل کی مسجد میں مغرب پڑھی، کچھ لوگ نفل پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اس صلاۃ کو گھروں میں پڑھنے کو لازم پکڑو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث کعب بن عجرہ کی روایت سے غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ (۲) اور صحیح وہ ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مغرب کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں پڑھتے تھے۔ (۳) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مغرب پڑھی تو آپ برابر مسجد میں صلاۃ ہی پڑھتے رہے جب تک کہ آپ نے عشا نہیں پڑھ لی۔ اس حدیث میں اس بات کی دلالت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مغرب کے بعد دو رکعت مسجد میں پڑھی ہے۔ [1]

فائدہ (۱):...... نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق عام طور پر سنن ونوافل گھر ہی پڑھنا افضل ہے، ہاں جائز ہے کہ مسجد میں پڑھ لے اور اس زمانے میں تو مسجد ہی میں پڑھنا اچھا ہے، کیونکہ اکثر گھروں میں صلاۃ کا انتظام نہیں ہے، آدمی گھر پہنچتے ہی بعض مسائل سے دوچار ہو کر صلاۃ بھول جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ بالکل نہ پڑھنے سے تو بہتر ہے کہ مسجد ہی میں پڑھے، ہاں اگر کسی کو اپنے پر پوری قدرت ہو تو ضرور گھر ہی میں پڑھے۔

73۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الاغْتِسَالِ عِنْدَمَا يُسْلِمُ الرَّجُلُ

۷۳۔باب: قبولِ اسلام کے وقت غسل کرنے کا بیان

605۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ ((أَنَّهُ أَسْلَمَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. يَسْتَحِبُّونَ لِلرَّجُلِ إِذَا أَسْلَمَ أَنْ يَغْتَسِلَ وَيَغْسِلَ ثِيَابَهُ.

تخريج: ق/الطهارة ۹ (۲۹۷)، (تحفة الأشراف: ۱۰۳۱۲) (صحيح)

۶۰۵۔قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں پانی اور بیری سے غسل کرنے کا حکم دیا۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔(۲) اور اسی پر اہلِ علم کا عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ آدمی جب اسلام قبول کرے تو غسل کرے اور اپنے کپڑے دھوئے۔(۳) اس باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

74۔ بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلاءِ

۷۴۔باب: پاخانے (بیت الخلاء) میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ کہنے کا بیان

606۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ بَشِيرِ بْنِ سَلْمَانَ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ الصَّفَّارُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِاللهِ النَّصْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((سَتْرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلاءَ أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللهِ.))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَشْيَاءُ فِي هَذَا.

تخريج: د/الطهارة ۱۳۱ (۳۵۵)، ن/الطهارة ۱۲۶ (۱۸۸)، ق/الطهارة ۹ (۲۹۷)، (تحفة الأشراف: ۱۱۱۰۰)، حم (۵/۶۱) (صحيح) (شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے، ورنہ اس کے تین راوی: ابواسحاق، حکم بن عبداللہ اور محمد بن حمید رازی میں کلام ہے، دیکھیے الارواء: ۵۰)

۶۰۶۔علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنوں کی آنکھوں اور انسان کی شرمگاہوں کے درمیان کا پردہ یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی پاخانہ جائے تو وہ بسم اللہ کہے''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

(۲) اس سلسلے کی بہت سی چیزیں انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔

75۔ بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ سِيمَا هَذِهِ الْأُمَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ آثَارِ السُّجُودِ وَالطُّهُورِ

۷۵۔ باب: قیامت کے دن امت محمدیہ کی پہچان سجدے اور وضو کے نشانات ہوں گے

607۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: قَالَ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ خُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرٌّ مِنَ السُّجُودِ، مُحَجَّلُونَ مِنَ الْوُضُوءِ.)) قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيثِ عَبْدِاللهِ بْنِ بُسْرٍ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٢٠٧) (صحيح)

۶۰۷۔ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن میری امت کی پیشانی سجدے سے اور ہاتھ پاؤں وضو سے چمک رہے ہوں گے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث اس طریق سے حسن صحیح غریب ہے۔

76۔ بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ

۷۶۔ باب: وضو داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے

608۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ، وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ، وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ: سُلَيْمُ بْنُ أَسْوَدَ الْمُحَارِبِيُّ.

تخريج: خ/الوضوء ٣١ (١٦٨)، والصلاة ٤٧ (٤٢٦)، والأطعمة ٥ (٥٣٨٠)، واللباس ٣٨ (٥٨٥٤)، و٧٧ (٥٩٢٦)، م/الطهارة ١٩ (٢٦٨)، واللباس ٤٤ (٢٠٩٧)، د/اللباس ٤٤ (٤١٤٠)، ن/الطهارة ٨٩ (١١٢)، والغسل ١٧ (٤١٩)، والزينة ٦٢ (٥٠٦٢)، ق/الطهارة ٤٢ (٤٠١)، (تحفة الأشراف: ١٧٦٥٧)، حم (٦/٩٤، ١٣٠، ١٤٧، ١٨٨، ٢٠٢، ٢١٠)، والمؤلف في الشمائل ١٠ (٨٠) (صحيح)

۶۰۸۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو اپنے وضو میں اور جب کنگھی کرتے تو کنگھی کرنے میں اور جب جوتا پہنتے تو جوتا پہنے میں داہنے (سے شروع کرنے) کو پسند فرماتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

77- بَاب قَدْرِ مَا يُجْزِءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ
۷۷- باب: وضو میں کس قدر پانی کافی ہے؟

609- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ جَبْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يُجْزِءُ فِي الْوُضُوءِ رِطْلَانِ مِنْ مَاءٍ.))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ عَلَى هٰذَا اللَّفْظِ. وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمَكُّوكِ، وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَاكِيَّ. وَرُوِي عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

تخريج: تفرد بهذا اللفظ (تحفة الأشراف: ۹٦۳) (ضعیف) (سند میں شریک القاضی حافظہ کے ضعیف ہیں اوران کی یہ روایت ثقات کی روایت کے خلاف بھی ہے شیخین کی سند میں ''شریک'' نہیں ہیں، لیکن اصل حدیث صحیح ہے، جس کی تخریج حسب ذیل ہے: ابن جبر کے طریق سے مروی ہے: "كان رسول الله ﷺ يتوضأ بمكوك ويغتسل بخمسة مكاكي"،

أخرجه: خ/الوضوء ٤٧ (۲۰۱)، م/الحيض ۱۰ (۳۲۵)، د/الطهارة ٤٤ (۹٥)، ن/الطهارة ٥٩ (۷۳)، و١٤٤ (۲۳۰)، والمياه ١٤ (۳٤٦)، حم (۳/۲٥۹، ۲۸۲، ۲۹۰)، د/الطهارة ۲۲ (٦۹٥).

۶۰۹- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو میں دو رطل ❶ پانی کافی ہوگا''❷

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ غریب ہے، ہم یہ حدیث صرف شریک ہی کی سند سے جانتے ہیں۔ (۲) شعبہ نے عبداللہ بن عبداللہ بن جبر سے اورانہوں نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مکوک ❸ سے وضو اور پانچ مکوک سے غسل کرتے تھے۔ ❹ (۳) سفیان ثوری نے بسند عبداللہ بن عیسیٰ عن عبداللہ بن جبر عن انس روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مد ❺ سے وضو اور ایک صاع ❻ سے غسل کرتے تھے۔ یہ شریک کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶:...... رطل بارہ اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا۔

فائدہ ❷:...... ''کافی ہوگا'' سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو رطل سے کم پانی وضو کے لیے کافی نہیں ہوگا، ام عمارہ بنت کعب کی حدیث اس کے معارض ہے جس میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو کا ارادہ کیا تو ایک برتن میں پانی لایا گیا جس میں دو تہائی مد کے بقدر پانی تھا۔

فائدہ ❸:...... تنور کے وزن پر ہے، اس سے مراد مُد ہے اور ایک قول ہے کہ صاع مراد ہے، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❹:...... غسل کے پانی اور وضو کے پانی کے بارے میں وارد احادیث مختلف ہیں ان سب کو اختلاف احوال

پر محمول کرنا چاہیے۔

فائدہ ⑤: ......ایک پیمانہ ہے جس میں ایک رطل اور ثلث رطل پانی آتا ہے۔

فائدہ ⑥: ......صاع بھی ایک پیمانہ ہے جس میں چار مد پانی آتا ہے۔

78۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي نَضْحِ بَوْلِ الْغُلَامِ الرَّضِيعِ

۷۸۔باب: دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے کا بیان

610۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي بَوْلِ الْغُلَامِ الرَّضِيعِ: ((يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ، وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ.)) قَالَ قَتَادَةُ: وَهَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. رَفَعَ هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ قَتَادَةَ، وَأَوْقَفَهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

تخريج: د/الطهارة ۱۳۷ (۳۷۷)، ق/الطهارة ۷۷ (۵۲۵)، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۳۱)، حم ۱/۹۷)
(صحيح)

۶۱۰۔علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیتے بچے کے پیشاب کے بارے میں فرمایا:
''بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کا پیشاب دھویا جائے گا۔''
قتادہ کہتے ہیں: یہ اس وقت تک ہے جب تک دونوں کھانا نہ کھائیں، جب وہ کھانے لگیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے گا۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے، ہشام دستوائی نے یہ حدیث قتادہ سے روایت کی ہے اور سعید بن ابی عروبہ نے اسے قتادہ سے موقوفاً روایت کیا ہے، انہوں نے اسے مرفوع نہیں کیا ہے۔

79۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي مَسْحِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ

۷۹۔باب: سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد بھی نبی اکرم ﷺ کے موزوں پر مسح کرنے کا بیان

611۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرَ ابْنَ عَبْدِاللَّهِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. قَالَ فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. فَقُلْتُ لَهُ: أَقَبْلَ الْمَائِدَةِ أَمْ بَعْدَ الْمَائِدَةِ؟ قَالَ: مَا أَسْلَمْتُ إِلَّا بَعْدَ الْمَائِدَةِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ۳۲۱۳) (صحيح)
(سند میں شہر بن حوشب کے اندر کلام ہے، لیکن متابعات کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے)

۶۱۱۔شہر بن حوشب کہتے ہیں: میں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ چنانچہ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ نے وضو کیا اور اپنے دونوں

موزوں پر مسح کیا۔ میں نے ان سے پوچھا: یہ سورۂ مائدہ کے نزول سے پہلے کی بات ہے یا مائدہ کے بعد کی؟ توانہوں نے کہا: میں نے مائدہ کے بعد ہی اسلام قبول کیا تھا۔'' ❶

فائدہ ❶ :......سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کے پہلے یا بعد سے کا مطلب یہ تھا کہ وضو کا حکم سورۂ مائدہ ہی میں ہے، اس لیے اگر مسح کا معاملہ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے کا ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ مائدہ کی آیت سے مسح منسوخ ہو گیا، مگر معاملہ یہ ہے کہ وضو کا حکم آ جانے کے بعد بھی آپ ﷺ نے پاؤں پر مسح کیا، اس سے ثابت ہوا کہ مسح کا معاملہ منسوخ نہیں ہوا۔

612- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ النَّحْوِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ زِيَادٍ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ .

تخريج: انظر ما قبله (حسن) (سند میں محمد بن حمید رازی ضعیف ہیں، لیکن سابقہ حدیث سے اس کی تقویت ہوتی ہے)

۶۱۲۔ اس سند سے بھی خالد بن زیاد سے اسی طرح مروی ہے۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے اس طرح مقاتل بن حیان کی سند سے جانتے ہیں، انہوں نے اسے شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے۔ ❶

فائدہ ❶ :......لیکن متابعات کی بنا پر حسن ہے۔

80- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الرُّخْصَةِ لِلْجُنُبِ فِي الأَكْلِ وَالنَّوْمِ إِذَا تَوَضَّأَ

۸۰۔ باب: جنبی وضو کر لے تو اس کو کھانے اور سونے کی اجازت ہے

613- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَمَّارٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلاَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: د/الطهارة ٨٩ (٢٢٤)، (تحفة الأشراف: ١٠٣٧١) (ضعيف) (اس میں دو علتیں ہیں: سند میں یحییٰ اور عمار کے درمیان انقطاع ہے اور ''عطاء خراسانی'' ضعیف ہیں، لیکن سونے کے لیے وضو رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے)

۶۱۳۔ عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنبی کو جب وہ کھانا، پینا اور سونا چاہے اس بات کی رخصت دی کہ وہ اپنی صلاۃ کے وضو کی طرح وضو کر لے۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ❶

فائدہ ❶ :......یعنی متابعات وشواہد کی بنا پر۔

81- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الصَّلاَةِ

۸۱۔ باب: فضائلِ صلاۃ کا بیان

614- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْقَطَوَانِيُّ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا غَالِبٌ أَبُو

بِشْرٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَائِذٍ الطَّائِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أُعِيذُكَ بِاللهِ يَاكَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي، فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ، وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ، وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْ لَمْ يَغْشَ فَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ، يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! الصَّلَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مُوسَى. وَأَيُّوبُ بْنُ عَائِذٍ الطَّائِيُّ يُضَعَّفُ، وَيُقَالُ كَانَ يَرَى رَأْيَ الإِرْجَاءِ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مُوسَى، وَاسْتَغْرَبَهُ جِدًّا.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١١١٠٩) (صحيح)

٦١٤۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے کعب بن عجرہ! میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتاہوں ایسے امراوحکام سے جو میرے بعد ہوں گے، جوان کے دروازے پر گیا اوران کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم پر ان کا تعاون کیا،تو وہ نہ مجھ سے ہے اورنہ میں اس سے ہوں اورنہ وہ حوض پر میرے پاس آئے گا اور جوکوئی ان کے دروازے پر گیا یانہیں گیا،لیکن نہ جھوٹ میں ان کی تصدیق کی اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کی مدد کی،تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ عنقریب حوض کوثر پر میرے پاس آئے گا۔اے کعب بن عجرہ! صلاۃ دلیل ہے،صوم مضبوط ڈھال ہے،صدقہ گناہوں کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتاہے،اے کعب بن عجرہ! جوگوشت بھی حرام سے پروان چڑھے گا،آگ ہی اس کے لیے زیادہ مناسب ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے، ہم اسے عبیداللہ بن موسیٰ ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔ (۲) ایوب بن عائذ طائی ضعیف گردانے جاتے ہیں اورکہا جاتا ہے کہ وہ مرجئہ جیسے خیالات رکھتے تھے۔ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو وہ اسے صرف عبیداللہ بن موسیٰ ہی کی سند سے جانتے تھے اورانہوں نے اسے بہت غریب حدیث جانا۔'' [1]

فائدہ [1]:...... دیگر ائمہ کے نزدیک مذکورہ دونوں رواۃ قابل احتجاج ہیں۔

615۔ و قَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مُوسَى عَنْ غَالِبٍ بِهٰذَا.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

٦١٥۔ محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: ہم سے اسے ابن نمیر نے بیان کیا انہوں نے اسے عبیداللہ بن موسیٰ سے روایت کی

ہے اور عبیداللہ نے غالب سے۔

82۔ بَابٌ مِنْهُ

۸۲۔باب: فضائلِ صلاۃ سے متعلق ایک اور باب

616۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي سُلَيمُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: ((اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ. قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: مُنْذُ كَمْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثَ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ وَأَنَا ابْنُ ثَلاثِينَ سَنَةً. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٤٨٦٨) (صحيح)

۶۱۶۔ سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے سنا، آپ نے فرمایا: ''تم اپنے رب اللہ سے ڈرو، پانچ وقت کی صلاۃ پڑھو، ماہِ رمضان کے صیام رکھو، اپنے مال کی زکاۃ ادا کرو اور امیر کی اطاعت کرو، اس سے تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

میں نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے کتنے برس کی عمر میں یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے آپ سے یہ حدیث اس وقت سنی جب میں تیس برس کا تھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

5 ـ كِتَاب الزَّكَاةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ
زکاۃ وصدقات کے احکام ومسائل

1ـ بَابُ مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَنْعِ الزَّكَاةِ مِنَ التَّشْدِيدِ
ا۔باب: زکاۃ نہ نکالنے پر وارد وعید کا بیان [1]

617ـ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ التَّمِيمِيُّ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ. قَالَ: فَرَآنِي مُقْبِلًا فَقَالَ: ((هُمُ الأَخْسَرُونَ، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ: فَقُلْتُ: مَالِي لَعَلَّهُ أُنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ، قَالَ قُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمُ الأَكْثَرُونَ، إِلاَّ مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) فَحَثَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ. ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لاَ يَمُوتُ رَجُلٌ، فَيَدَعُ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا، لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا، إِلاَّ جَاءَتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا. كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولاَهَا، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلُهُ. وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لُعِنَ مَانِعُ الصَّدَقَةِ. وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاسْمُ أَبِي ذَرٍّ جُنْدَبُ بْنُ السَّكَنِ وَيُقَالُ: ابْنُ جُنَادَةَ.

تخريج: خ/الزكاة ٤٣ (١٤٦٠)، الأيمان والنذور ٣ (٦٦٣٨)، ن/الزكاة ٢ (٢٤٤٢)، و١١ (٢٤٥٨)، ق/الزكاة ٢ (١٧٨٥)، (تحفة الأشراف: ١١٩٨١)، وأخرجه م/الزكاة ٩ (٣٢/٩٤)، من طريق زيد بن وهب عن أبي ذر به (صحيح)

617مـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مُوسَى، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ الدَّيْلَمِ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ، قَالَ: الأَكْثَرُونَ أَصْحَابُ عَشَرَةِ آلاَفٍ. قَالَ: وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ مَرْوَزِيٌّ رَجُلٌ صَالِحٌ.

تخریج: (م) تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ۱۸۸۲۲) (صحیح الاسناد)

۶۱۷۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ کعبے کے سائے میں بیٹھے تھے، آپ نے مجھے آتا دیکھا تو فرمایا: ''ربّ کعبہ کی قسم! قیامت کے دن یہی لوگ خسارے میں ہوں گے'' ❷ میں نے اپنے جی میں کہا: شاید کوئی چیز میرے بارے میں نازل کی گئی ہو۔ میں نے عرض کی: کون لوگ؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہی لوگ جو بہت مال والے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایسا ایسا کرے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ سے لپ بھر کر اپنے سامنے اور اپنے دائیں اور اپنے بائیں طرف اشارہ کیا۔ پھر فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو بھی آدمی اونٹ اور گائے چھوڑ کر مرا اور اس نے اس کی زکاۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن وہ اس سے زیادہ بھاری اور موٹے ہو کر آئیں گے جتنا وہ تھے ❸ اور اسے اپنی کھروں سے روندیں گے اور اپنی سینگوں سے ماریں گے، جب ان کا آخری جانور بھی گزر چکے گا تو پھر پہلا لوٹا دیا جائے گا ❹ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ (۳) علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زکاۃ روک لینے والے پر لعنت کی گئی ہے۔ ❺ (۴) (یہ حدیث) قبیصہ بن ہلب نے اپنے والد ہلب سے روایت کی ہے، نیز جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۵) ضحاک بن مزاحم کہتے ہیں کہ'' الأکثرون'' سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس دس ہزار (درہم یا دینار) ہوں۔

فائدہ ❶ :...... زکاۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے تیسرا رکن ہے، اس کے لغوی معنی بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہیں، زکاۃ کو زکاۃ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہ زکاۃ دینے والے کے مال کو بڑھاتی اور زیادہ کرتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنی پاک کرنے کے ہیں اور زکاۃ کو زکاۃ اس لیے بھی کہتے ہیں کہ یہ مال کو پاک کرتی ہے اور صاحب مال کو گناہوں سے پاک کرتی ہے، اس کی فرضیت کے وقت میں علما کا اختلاف ہے، اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ ۲ھ میں فرض ہوئی اور محققین علما کا خیال ہے کہ یہ فرض تو مکے میں ہی ہو گئی تھی مگر اس کے تفصیلی احکام مدینہ ۲ھ میں نازل ہوئے۔

فائدہ ❷ :...... یا تو آپ کسی فرشتے سے بات کر رہے تھے، یا کوئی خیال آیا تو آپ نے ''ھم الأخسرون'' فرمایا۔

فائدہ ❸ :...... یہ عذابِ عالم حشر میں ہوگا، حساب وکتاب سے پہلے۔

فائدہ ❹ :...... یعنی روندنے اور سینگ مارنے کا سلسلہ برابر چلتا رہے گا۔

فائدہ ❺ :...... اس کی تخریج سعید بن منصور، بیہقی، خطیب اور ابن نجار نے کی ہے، لیکن روایت موضوع ہے اس میں ایک راوی محمد بن سعید بوری ہے جو کذاب ہے، حدیثیں وضع کرتا تھا۔

2۔ بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَدَّيْتَ الزَّكَاةَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ

۲۔ باب: زکاۃ ادا کرنے سے اپنے اوپر عائد فریضہ کے ادا ہو جانے کا بیان

618۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ: أَنَّهُ ذَكَرَ الزَّكَاةَ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ فَقَالَ: ((لَا، إِلَّا أَنْ تَتَطَوَّعَ)). وَابْنُ حُجَيْرَةَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُجَيْرَةَ الْمَصْرِيُّ.

تخريج: ق/الزكاة ۳ (۱۷۸۸)، (تحفة الأشراف: ۱۳۵۹۱) (حسن) (دیکھیے "تراجع الالبانی" حديث رقم: ۹۹)

۶۱۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کردی تو جو تمہارے ذمے فریضہ تھا اُسے تم نے ادا کر دیا۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ سے دوسری اور سندوں سے بھی مروی ہے کہ آپ نے زکاۃ کا ذکر کیا، تو ایک شخص نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا میرے اوپر اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں سوائے اس کے کہ تم بطور نفل کچھ دو (یہ حدیث آگے آرہی ہے)۔

فائدہ ❶:...... یعنی مال کے حق میں سے تمہارے اوپر مزید کوئی اور ضروری حق نہیں کہ اس کے نکالنے کا تم سے مطالبہ کیا جائے، رہے صدقہ فطر اور دوسرے ضروری نفقات تو یہ مال کے حقوق میں سے نہیں ہیں، ان کے وجوب کا سبب نفس مال نہیں، بلکہ دوسری وقتی چیزیں ہیں، مثلاً: قرابت اور زوجیت وغیرہ۔ بعض نے کہا کہ ان واجبات کا وجوب زکاۃ کے بعد ہوا ہے، اس لیے ان سے اس پر اعتراض درست نہیں۔

619۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا نَتَمَنَّى أَنْ يَأْتِيَ الأَعْرَابِيُّ الْعَاقِلُ، فَيَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ، إِذْ أَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَثَا بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ رَسُولَكَ أَتَانَا فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَبِالَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ وَبَسَطَ الأَرْضَ وَنَصَبَ الْجِبَالَ! آللهُ أَرْسَلَكَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَكَ زَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَكَ زَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرٍ فِي السَّنَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ))، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللهُ

أَمَـرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَـعَـمْ))، قَـالَ: فَإِنَّ رَسُولَكَ زَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ عَلَيْنَا فِي أَمْوَالِنَا الـزَّكَـاةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَـدَقَ))، قَـالَ: فَبِـالَّـذِي أَرْسَـلَكَ! آللهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَكَ زَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ إِلَى الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ))، فَقَالَ: وَالَّـذِي بَـعَثَكَ! بِـالْـحَـقِّ لَا أَدَعُ مِنْهُنَّ شَيْئًا وَلَا أُجَاوِزُهُنَّ ثُمَّ وَثَبَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ صَدَقَ الأَعْرَابِيُّ دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

قَـالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. سَـمِـعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: فِقْهُ هٰذَا الْحَدِيثِ، أَنَّ الْقِرَاءَةَ عَـلَـى الْـعَـالِـمِ وَالْـعَـرْضَ عَـلَيْهِ جَائِزٌ مِثْلُ السَّمَاعِ، وَاحْتَجَّ بِأَنَّ الأَعْرَابِيَّ عَرَضَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَقَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ.

تخريج: خ/العلم ٦ (تعليقًا عقب حديث رقم: ٦٣)، م/الإيمان ٣ (١٢)، ن/الزكاة ١ (٢٠٩٣)، (تحفة الأشراف: ٤٠٤)، حم (٣/١٤٣، ١٩٣)، د/الطهارة ١ (٦٥٦) (صحيح)

۶۱۹- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کی خواہش ہوتی تھی کہ کوئی عقل مند [1] اعرابی (دیہاتی) آئے اور نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ پوچھے اور ہم آپ کے پاس ہوں ہم آپ کے پاس تھے کہ اسی دوران آپ کے پاس ایک اعرابی آیا [2] اور آپ ﷺ کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھ گیا۔ اور پوچھا: اے محمد! آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے ہمیں بتایا کہ آپ کہتے ہیں کہ آپ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے (کیا یہ صحیح ہے؟)۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، یہ صحیح ہے''، اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان بلند کیا، زمین اور پہاڑ نصب کیے۔ کیا اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''، اس نے کہا: آپ کا قاصد ہم سے کہتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: ہم پر دن اور رات میں پانچ صلاۃ فرض ہیں (کیا ایسا ہے؟)، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''، اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو رسول بنایا ہے! کیا آپ کو اللہ نے اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں''، اس نے کہا: آپ کا قاصد کہتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: ہم پر سال میں ایک ماہ کے صیام فرض ہیں (کیا یہ صحیح ہے؟)، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں وہ (سچ کہہ رہا ہے)'' اعرابی نے مزید کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں (دیا ہے)''، اس نے کہا: آپ کا قاصد کہتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: ہم پر ہمارے مالوں میں زکاۃ واجب ہے (کیا یہ صحیح ہے؟)، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں (اس نے سچ کہا)''۔ اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، (دیا ہے)'' اس نے کہا: آپ کا قاصد کہتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: ہم میں سے ہر اس

شخص پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو (کیا یہ سچ ہے؟)، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، (حج فرض ہے)'' اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' (دیا ہے) تو اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: میں ان میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑوں گا اور نہ میں اس میں کسی چیز کا اضافہ کروں گا۔ ❸ پھر یہ کہہ کر وہ واپس چل دیا۔ تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر اعرابی نے سچ کہا ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے، اور اس سند کے علاوہ دوسری سندوں سے بھی یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ (۲) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو سنا: وہ کہہ رہے تھے کہ بعض اہلِ علم فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ شاگرد کا استاذ کو پڑھ کر سنانا استاذ سے سننے ہی کی طرح ہے۔ ❹ انہوں نے استدلال اس طرح سے کیا ہے کہ اعرابی نے نبی اکرم ﷺ کو معلومات پیش کیں تو نبی اکرم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

فائدہ ❶:...... کیونکہ ہمیں سورۂ مائدہ میں نبی اکرم ﷺ سے سوال کرنے سے روک دیا گیا تھا، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا چالاک اعرابی آئے جسے اس ممانعت کا علم نہ ہو اور وہ آ کر آپ سے سوال کرے۔

فائدہ ❷:...... اس اعرابی کا نام ضمام بن ثعلبہ تھا۔

فائدہ ❸:...... اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ فرض ہے، مسلم کی روایت میں " والذي بالحق لا أزيد عليهن ولا أنقص " کے الفاظ آئے ہیں۔

فائدہ ❹:...... یعنی سماع من لفظ الشیخ کی طرح القراءۃ علی الشیخ (استاذ کے پاس شاگرد کا پڑھنا) بھی جائز ہے، مولف نے اس کے ذریعے اہلِ عراق کے ان متشددین کی تردید کی ہے جو یہ کہتے تھے کہ قراءۃ علی الشیخ جائز نہیں، صحیح یہ ہے کہ دونوں جائز ہیں البتہ اخذِ حدیث کے طریقوں میں سب سے اعلیٰ طریقہ سماع من لفظ الشیخ (استاذ کی زبان سے سننے) کا ہے۔ اس طریقے میں استاذ اپنی مرویات اپنے حافظہ سے یا اپنی کتاب سے خود روایت کرتا ہے اور طلبہ سنتے ہیں اور شاگرد اسے روایت کرتے وقت "سمعت، سمعنا، حدثنا، حدثني، أخبرنا، أخبرني، أنبأنا، أنبأني" کے صیغے استعمال کرتا ہے، اس کے برخلاف القراءۃ علی الشیخ (استاذ پر پڑھنے) کے طریقے میں شاگرد شیخ کو اپنے حافظہ سے یا کتاب سے پڑھ کر سناتا ہے اس کا دوسرا نام عرض بھی ہے، اس صورت میں شاگرد "قرأت على فلان" یا "قرئ على فلان و أنا أسمع"، یا "حدثنا فلان قراءة عليه" کہہ کر روایت کرتا ہے۔

3۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ

۳۔ باب: سونے اور چاندی کی زکاۃ کا بیان

620۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ عَفَوْتُ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ.

فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ: مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا. وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ الأَعْمَشُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُهُمَا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ. وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ؟ فَقَالَ: كِلاهُمَا عِنْدِي صَحِيحٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ رُوِيَ عَنْهُمَا جَمِيعًا.

تخريج: د/الزكاة ٥ (١٥٧١، ١٥٧٤)، ن/الزكاة ١٨ (٢٤٧٩، ٢٤٨٠)، (تحفة الأشراف: ١٠١٣٦)، حم (١١٣١، ١٤٨)، د/الزكاة ٧ (١٦٦٩) (صحيح) وأخرجه: ق/الزكاة ٤ (١٧٩٠)، حم (١/١٢١، ١٣٢)، ١٤٦ من طريق الحارث عنه (تحفة الأشراف: ١٠٠٣٩)

۶۲۰۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ معاف کردی ہے ❶ تو اب تم چاندی کی زکاۃ ادا کرو۔❷ ہر چالیس درہم پر ایک درہم، ایک سونوے درہم میں کچھ نہیں ہے، جب دو سو درہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم ہیں۔'' ❸

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اعمش اور ابوعوانہ، وغیرہم نے بھی یہ حدیث بطریق: ''أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ'' روایت کی ہے اور سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور دیگر کئی لوگوں نے بھی بطریق: ''أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ'' روایت کی ہے۔(۲) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: ابواسحاق سبیعی سے مروی یہ دونوں حدیثیں میرے نزدیک صحیح ہیں، احتمال ہے کہ یہ حارث اور عاصم دونوں سے ایک ساتھ روایت کی گئی ہو (تو ابواسحاق نے اسے دونوں سے روایت کیا ہو) (۳) اس باب میں ابوبکر صدیق اور عمرو بن حزم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... جب وہ تجارت کے لیے نہ ہوں۔

فائدہ ❷:...... رقہ خالص چاندی کو کہتے ہیں، خواہ وہ ڈھلی ہو یا غیر ڈھلی۔

فائدہ ❸:...... اس سے معلوم ہوا کہ چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے اس سے کم چاندی میں زکاۃ نہیں۔

4۔بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ

۴۔باب: اونٹ اور بکری کی زکاۃ کا بیان

621۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَرَوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ الْمَرْوَزِيُّ (الْمَعْنَى وَاحِدٌ) قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ إِلَى عُمَّالِهِ حَتَّى قُبِضَ، فَقَرَنَهُ

بِسَيْفِهِ. فَلَمَّا قُبِضَ عَمِلَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ. وَعُمَرُ حَتَّى قُبِضَ. وَكَانَ فِيهِ ((فِي خَمْسٍ مِنَ الإِبِلِ شَاةٌ، وَفِي عَشْرٍ شَاتَانِ، وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثُ شِيَاهٍ، وَفِي عِشْرِينَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ، وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِيهَا ابْنَةُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِيهَا حِقَّةٌ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا زَادَتْ فَجَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِيهَا حِقَّتَانِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ. وَفِي الشَّاءِ: فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ فَشَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ فَثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِ مِائَةِ شَاةٍ. فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِ مِائَةِ شَاةٍ فَفِي كُلِّ مِائَةِ شَاةٍ شَاةٌ. ثُمَّ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعَ مِائَةٍ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ مَخَافَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَيْبٍ.)) وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: إِذَا جَاءَ الْمُصَدِّقُ قَسَّمَ الشَّاءَ أَثْلَاثًا: ثُلُثٌ خِيَارٌ، وَثُلُثٌ أَوْسَاطٌ، وَثُلُثٌ شِرَارٌ وَأَخَذَ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْوَسَطِ. وَلَمْ يَذْكُرِ الزُّهْرِيُّ الْبَقَرَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَبَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ. وَقَدْ رَوَى يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ. وَإِنَّمَا رَفَعَهُ سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ.

تخريج: خ/الزكاة ٣٤ تعليقًا عقب الحديث (رقم: ١٤٥٠)، د/الزكاة ٤ (١٥٦٨)، ق/الزكاة ٩ (١٧٩٨)، (تحفة الأشراف: ٦٨١٣)، د/الزكاة ٦ (١٦٦٦) (صحيح) (سند میں سفیان بن حسین ثقہ راوی ہیں، لیکن ابن شہاب زہری سے روایت میں کلام ہے، لیکن متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث بھی صحیح ہے)

۶۲۱۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ کی دستاویز تحریر کرائی، ابھی اسے عمال کے پاس روانہ بھی نہیں کرسکے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی اور اسے آپ نے اپنی تلوار کے پاس رکھ دیا۔ [1] آپ وفات فرماگئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس پر عمل پیرا رہے یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہوگئے، ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی پر عمل پیرا رہے، یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہوگئے، اس کتاب میں تحریر تھا: ''پانچ اونٹوں میں، ایک بکری زکاۃ ہے۔ دس میں دو بکریاں، پندرہ میں تین بکریاں اور بیس میں چار بکریاں ہیں۔ پچیس سے لے کر پینتیس تک میں ایک سال کی اونٹنی کی زکاۃ ہے، جب اس سے زیادہ ہوجائیں تو پینتالیس تک میں دوسال کی اونٹنی کی زکاۃ ہے اور جب اس سے زیادہ ہوجائیں تو ساٹھ تک میں تین سال کی ایک اونٹنی کی زکاۃ ہے اور جب اس سے زیادہ ہوجائیں تو پچھتر تک میں چارسال کی ایک اونٹنی کی زکاۃ ہے اور جب اس سے زیادہ ہوجائیں تو نوے تک میں دوسال کی دو اونٹنیوں کی زکاۃ ہے اور جب اس سے زیادہ ہوجائیں

تو ان میں ایک سو بیس تک تین سال کی دو اونٹنیوں کی زکاۃ ہے۔ جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر پچاس میں تین سال کی ایک اونٹنی اور ہر چالیس میں دو سال کی ایک اونٹنی زکاۃ میں دینی ہوگی۔

اور بکریوں کے سلسلے میں اس طرح تھا: چالیس بکریوں میں ایک بکری کی زکاۃ ہے، ایک سو بیس تک اور جب اس سے زیادہ ہو جائیں تو دو سو تک میں دو بکریوں کی زکاۃ ہے اور جب اس سے زیادہ ہو جائیں تو تین سو تک میں تین بکریوں کی زکاۃ ہے اور جب تین سو سے زیادہ ہو جائیں تو پھر ہر سو پر ایک بکری کی زکاۃ ہے۔ پھر اس میں کچھ نہیں یہاں تک کہ وہ چار سو کو پہنچ جائیں اور (زکاۃ والے) متفرق (مال) کو جمع نہیں کیا جائے گا ❷ اور جو مال جمع ہوا سے صدقے کے خوف سے متفرق نہیں کیا جائے گا ❸ اور جن میں دو ساجھی دار ہوں ❹ تو وہ اپنے اپنے حصے کی شراکت کے حساب سے دیں گے۔ صدقے میں کوئی بوڑھا اور عیب دار جانور نہیں لیا جائے گا۔"

زہری کہتے ہیں: جب صدقہ وصول کرنے والا آئے تو وہ بکریوں کو تین حصوں میں تقسیم کرے، پہلی تہائی بہتر قسم کی ہوگی، دوسری تہائی اوسط درجے کی اور تیسری تہائی خراب قسم کی ہوگی، پھر صدقہ وصول کرنے والا اوسط درجے والی بکریوں میں سے لے۔ زہری نے گائے کا ذکر نہیں کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر کی حدیث حسن ہے۔ (۲) یونس بن یزید اور دیگر کئی لوگوں نے بھی یہ حدیث زہری سے اور زہری نے سالم سے روایت کی ہے اور ان لوگوں نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ صرف سفیان بن حسین ہی نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (۳) اور اسی پر عام فقہا کا عمل ہے۔ (۴) اس باب میں ابوبکر صدیق، بہز بن حکیم عن أبیہ عن جدہ معاویۃ بن حیدۃ قشیری ہے ابوذر اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی قرآن کی طرح "کتابتِ حدیث" کا عمل شروع ہو گیا تھا، بیسیوں صحیح روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (قرآن کے علاوہ) اپنے ارشادات و فرامین اور احکام خود بھی تحریر کرائے اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو احادیث مبارکہ لکھنے کی اجازت بھی دے رکھی تھی۔ (تفصیل کے لیے کتاب العلم عن رسول ﷺ کے باب "ماجاء فی رخصة كتابة العلم" میں دیکھ لیں۔

فائدہ ❷:...... یہ حکم جانوروں کے مالکوں اور محصّلین زکاۃ دونوں کے لیے ہے، متفرق کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً تین آدمیوں کی چالیس چالیس بکریاں الگ الگ رہنے کی صورت میں ہر ایک پر ایک ایک بکری کی زکاۃ واجب ہو، جب زکاۃ لینے والا آئے تو تینوں نے زکاۃ کے ڈر سے اپنی اپنی بکریوں کو یکجا کر دیا تاکہ ایک ہی بکری دینی پڑے۔

فائدہ ❸:...... اس کی تفسیر یہ ہے کہ، مثلاً: دو ساجھی دار ہیں ہر ایک کی ایک سو ایک بکریاں ہیں کل ملا کر دو سو دو بکریاں ہوئیں، ان میں تین بکریوں کی زکاۃ ہے، جب زکاۃ لینے والا آیا تو ان دونوں نے اپنی اپنی بکریاں الگ الگ کر لیں تاکہ ایک ایک واجب ہو ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

فائدہ ❹:...... مثلاً دو شریک ہیں، ایک کی ایک ہزار بکریاں ہیں اور دوسرے کی صرف چالیس بکریاں، اس طرح

کل ایک ہزار چالیس بکریاں ہوئیں زکاۃ وصول کرنے والا آیا اور اس نے دس بکریاں زکاۃ میں لے لیں، فرض کیجیے ہر بکری کی قیمت چھبیس چھبیس روپے ہے، اس طرح ان کی مجموعی قیمت دوسو ساٹھ روپے ہوئی جس میں دس روپے اس شخص کے ذمے ہوں گے جس کی چالیس بکریاں ہیں اور دوسو پچاس روپے اس پر ہوں گے جس کی ایک ہزار بکریاں ہیں، کیونکہ ایک ہزار چالیس کے چھبیس چالیسے بنتے ہیں جس میں سے ایک چالیسہ کی زکاۃ چالیس بکریوں والے پر ہوگی اور ۲۵ چالیسوں کی زکاۃ ایک ہزار بکریوں والے پر ہوگی اب اگر زکاۃ وصول کرنے والے نے چالیس بکریوں والے شخص کی بکریوں سے دس بکریاں زکاۃ میں لی ہیں جن کی مجموعی قیمت دوسوساٹھ روپے بنتی ہے تو ہزار بکریوں والا اسے ڈھائی سو روپے واپس کرے گا اور اگر زکاۃ وصول کرنے والے نے ایک ہزار بکریوں والے شخص کی بکریوں میں سے لی ہیں تو چالیس بکریوں والا اسے دس روپیہ واپس کرے گا۔

5۔بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الْبَقَرِ

۵۔باب: گائے کی زکاۃ کا بیان

622۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ وَأَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فِي ثَلاَثِينَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيعٌ أَوْ تَبِيعَةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةٌ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَاهُ عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ، وَعَبْدُالسَّلاَمِ ثِقَةٌ حَافِظٌ. وَرَوَى شَرِيكٌ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِاللهِ. وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِاللهِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللهِ أَبِيهِ.

تخریج: ق/الزکاۃ ۱۲ (۱۸۰۴)، (تحفۃ الأشراف: ۹۶۰۶) (صحیح) (شواہد کی بنا پر یہ حدیث بھی صحیح لغیرہ ہے، ورنہ خصیف حافظہ کے ضعیف ہیں اور ابوعبیدۃ کا اپنے باپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے)

۶۲۲۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تیس گائے میں ایک سال کا بچھوا، یا ایک سال کی بچھیا کی زکاۃ ہے اور چالیس گایوں میں دو سال کی بچھیا کی زکاۃ ہے (دو دانتی یعنی دو دانت والی)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبدالسلام بن حرب نے اسی طرح یہ حدیث خصیف سے روایت کی ہے اور عبدالسلام ثقہ ہیں حافظ ہیں۔(۲) شریک نے بھی یہ حدیث بطریق: ''خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ'' روایت کی ہے۔(۳) اور ابوعبیدہ بن عبداللہ کا سماع اپنے والد عبداللہ سے نہیں ہے۔۴۔اس باب میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

623۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ

ثَلاثِينَ بَقَرَةً تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً ، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً ، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ . وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ مَسْرُوقٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ وَهٰذَا أَصَحُّ .

تخريج: د/الزكاة ٤ (١٥٧٧، ١٥٧٨)، ن/الزكاة ٨ (٢٤٥٥)، ق/الزكاة ١٢ (١٨٠٣). (تحفة الأشراف: ١١٣٦٣)، حم (٥/٢٣٠)، د/الزكاة ٥ (١٦٦٤) (صحيح)

۶۲۳۔معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا اور حکم دیا کہ میں ہرتیس گائے پر ایک سال کا بچھوا یا بچھیا زکاۃ میں لوں اور ہر چالیس پر دو سال کی بچھیا زکاۃ میں لوں اور ہر (ذمّی) بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری [1] کپڑے بطورِ جزیہ لوں۔'' [2]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔ (۲) بعض لوگوں نے یہ حدیث بطریق: '' سفيان ، عن الأعمش ، عن أبي وائل ، عن مسروق '' مرسلاً روایت کی ہے [3] کہ نبی اکرم ﷺ نے معاذ کو یمن بھیجا اور اس میں '' فأمرني أن آخذ '' کے بجائے '' فأمره أن يأخذ '' ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔'' [4]

فائدہ [1] :......معافر: ہمدان کے ایک قبیلے کا نام ہے اسی کی طرف منسوب ہے۔

فائدہ [2] :......اس حدیث میں گائے کے تفصیلی نصاب کا ذکر ہے، ساتھ ہی غیر مسلم سے جزیہ وصول کرنے کا بھی حکم ہے۔

فائدہ [3] :......اس میں معافر کا ذکر نہیں ہے، اس کی تخریج ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

فائدہ [4] :......یعنی یہ مرسل روایت اوپر والی مرفوع روایت سے زیادہ صحیح ہے، کیونکہ مسروق کی ملاقات معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے، ترمذی نے اسے اس کے شواہد کی وجہ سے حسن کہا ہے۔

624۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ هَلْ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ شَيْئًا؟ قَالَ: لا .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ١٩٥٨٩) (صحيح الاسناد)

۶۲۴۔عمرو بن مرّہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبیدہ بن عبداللہ سے پوچھا: کیا وہ (اپنے والد) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کوئی چیز یاد رکھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔

6۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَخْذِ خِيَارِ الْمَالِ فِي الصَّدَقَةِ

۶۔باب: صدقے میں عمدہ مال لینے کی کراہت کا بیان

625۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُ:

((إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لا إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ)).

وَفِي الْبَابِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَأَبُو مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اسْمُهُ: نَافِذٌ.

تخريج: خ/الزكاة ١ (١٣٩٥)، و٤١ (١٤٥٨)، والمظالم ١٠ (٢٤٤٨)، والمغازي ٦٠ (٤٣٤٧)، والتوحيد ١ (٧٣٧٢)، م/الإيمان ٧ (١٩)، د/الزكاة ٤ (١٥٨٤)، ن/الزكاة ١ (٢٤٣٧)، و٤٦ (٢٥٢٣)، ق/الزكاة ١ (١٧٨٣)، (تحفة الأشراف: (٦٥١١)، حم (١/٢٣٣)، د/الزكاة ١ (١٦٥٥)، ويأت آخره عند المؤلف في البر والصلة ٦٨ (٢٠١٤) (صحيح)

۶۲۵۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن (کی طرف اپنا عامل بنا کر) بھیجا اور ان سے فرمایا: ''تم اہلِ کتاب کی ایک جماعت کے پاس جا رہے ہو، تم انہیں دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ اس کو مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ نے ان پر رات اور دن میں پانچ وقت کی صلاۃ فرض کی ہے، اگر وہ اسے مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ نے ان کے مال میں زکاۃ فرض کی ہے، جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقرا و مساکین کو لوٹا دی جائے گی ❶، اگر وہ اسے مان لیں تو تم ان کے عمدہ مال لینے سے اپنے آپ کو بچانا اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا، اس لیے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں صنابحی ❷ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

فائدہ ❶:...... اس سے معلوم ہوا کہ زکاۃ جس جگہ سے وصول کی جائے وہیں کے محتاجوں اور ضرورت مندوں میں زکاۃ تقسیم کی جائے، مقامی فقرا سے اگر زکاۃ بچ جائے تب وہ دوسرے علاقوں میں منتقل کی جائے، بظاہر اس حدیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے، لیکن امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے "أخذ الصدقة من الأغنياء وترد في الفقراء حيث كانوا" اور اس کے تحت یہی حدیث ذکر کی ہے اور "فقراؤهم" میں "هم" کی ضمیر کو مسلمین کی طرف لوٹایا ہے، یعنی مسلمانوں میں سے جو بھی محتاج ہو اسے زکاۃ دی جائے، خواہ وہ کہیں کا ہو۔

فائدہ ❷:...... صنابحی سے مراد صنابح بن اعسر احمسی ہیں جو صحابی رسول ہیں۔

7۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الزَّرْعِ وَالتَّمْرِ وَالْحُبُوبِ
۷۔ باب: کھیتی، پھل اور غلّے کی زکاۃ کا بیان

626۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَجَابِرٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

تخريج: خ/الزكاة ٤ (١٤٠٥)، و٣٢ (١٤٤٧)، و٤٢ (١٤٥٩)، و٥٦ (١٤٨٤)، م/الزكاة ١ (٩٧٩)، د/الزكاة ١ (١٥٥٨)، ن/الزكاة ٥ (٢٤٤٧)، و١٨ (٢٤٧٥)، و٢١ (٢٤٨٥)، و٢٤ (٢٤٨٩)، ق/الزكاة ٦ (١٧٩٣)، (تحفة الأشراف: ٤٤٠٢)، ط/الزكاة ١ (١)، حم (٣/٦، ٤٥، ٦٠، ٧٣، ٧٤، ٧٩)، د/الزكاة ١١ (١٦٧٣) (صحيح)

۶۲۶۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اونٹوں ❶ سے کم میں زکاۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ ❷ چاندی سے کم میں زکاۃ نہیں ہے اور پانچ وسق ❸ غلّے سے کم میں زکاۃ نہیں ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں ابوہریرہ، ابن عمر، جابر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... یہ اونٹوں کا نصاب ہے اس سے کم میں زکاۃ نہیں۔

فائدہ ❷:...... اوقیہ چالیس درہم ہوتا ہے، اس حساب سے ۵ اوقیہ دوسو درہم کے ہوئے، موجودہ وزن کے حساب سے دوسو درہم ۵۹۵ گرام کے برابر ہے۔

فائدہ ❸:...... ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے پانچ وسق کے تین سو صاع ہوئے موجودہ وزن کے حساب سے تین سو صاع کا وزن تقریباً (۷۵۰) کلوگرام یعنی ساڑھے سات کوئنٹل بنتا ہے۔

627۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْهُ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنْ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ. وَالْوَسْقُ: سِتُّونَ صَاعًا. وَخَمْسَةُ أَوْسُقٍ: ثَلَاثُ مِائَةِ صَاعٍ. وَصَاعُ النَّبِيِّ ﷺ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثٌ، وَصَاعُ أَهْلِ الْكُوفَةِ: ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ۔ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ. وَالْأُوقِيَّةُ: أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا، وَخَمْسُ أَوَاقٍ: مِائَتَا دِرْهَمٍ۔ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ. يَعْنِي لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ، فَإِذَا

بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ، وَفِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي كُلِّ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاةٌ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

٦٢٧۔اس سند سے بھی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے جیسے عبدالعزیز بن محمد کی حدیث ہے جسے انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے روایت کی ہے (جو اوپر گزر چکی ہے)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) ان سے یہ روایت اور بھی کئی طرق سے مروی ہے۔ (۳) اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے کہ پانچ وسق سے کم غلے میں زکاۃ نہیں ہے۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور پانچ وسق میں تین سو صاع ہوتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع ساڑھے پانچ رطل کا تھا اور اہلِ کوفہ کا صاع آٹھ رطل کا، پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکاۃ نہیں ہے، ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے پانچ اونٹ سے کم میں زکاۃ نہیں ہے۔ جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو ان میں ایک سال کی اونٹنی کی زکاۃ ہے اور پچیس اونٹ سے کم میں ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری زکاۃ ہے۔

8۔ بَابُ مَا جَاءَ لَيْسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ صَدَقَةٌ

۸۔باب: گھوڑے اور غلام میں زکاۃ کے نہ ہونے کا بیان

628۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ قَالا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ، وَلا فِي عَبْدِهِ صَدَقَةٌ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ صَدَقَةٌ، وَلا فِي الرَّقِيقِ إِذَا كَانُوا لِلْخِدْمَةِ، صَدَقَةٌ، إِلاَّ أَنْ يَكُونُوا لِلتِّجَارَةِ، فَإِذَا كَانُوا لِلتِّجَارَةِ، فَفِي أَثْمَانِهِمُ الزَّكَاةُ، إِذَا حَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ.

تخريج: خ/الزكاة ٤٥ (١٤٦٣)، و٤٦ (١٤٦٤)، م/الزكاة ٢ (٩٨٢)، د/الزكاة ١٠ (١٥٩٤)، ن/الزكاة ١٦ (٢٤٧٠)، ق/الزكاة ١٥ (١٨١٢)، (تحفة الأشراف: ١٤١٥٣)، حم (٢/٢٤٢، ٢٥٤، ٢٧٩، ٤١٠، ٤٣٢، ٤٦٩، ٤٧٠، ٤٧٧)، د/الزكاة ١٠ (١٦٧٢) (صحيح)

٦٢٨۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان پر نہ اس کے گھوڑوں میں زکاۃ ہے اور نہ ہی اس کے غلاموں میں زکاۃ ہے۔''[1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی

احادیث آئی ہیں۔ (۳) اور اسی پر اہلِ علم کا عمل ہے کہ پالتو گھوڑوں میں جنھیں دانہ چارہ باندھ کر کھلاتے ہیں زکاۃ نہیں اور نہ ہی غلاموں میں ہے، جب کہ وہ خدمت کے لیے ہوں الاّ یہ کہ وہ تجارت کے لیے ہوں اور جب وہ تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمت میں زکاۃ ہوگی جب ان پر سال گزر جائے۔

فائدہ ❶ :...... اس حدیث کے عموم سے ظاہریہ نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ گھوڑے اور غلام میں مطلقاً زکاۃ واجب نہیں گو وہ تجارت ہی کے لیے کیوں نہ ہوں، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، گھوڑے اور غلام اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان میں زکاۃ بالا جماع واجب ہے جیسا کہ ابن منذر وغیرہ نے اسے نقل کیا ہے، لہٰذا اجماع اس کے عموم کے لیے مخصص ہوگا۔

9ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الْعَسَلِ

۹۔ باب: شہد کی زکاۃ کا بیان

629ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ . حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ التِّنِّيسِيُّ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فِي الْعَسَلِ فِي كُلِّ عَشَرَةِ أَزُقٍّ زِقٌّ)) . وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَيَّارَةَ الْمُتَعِيِّ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ . وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَا الْبَابِ كَبِيرُ شَيْءٍ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ . و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ فِي الْعَسَلِ شَيْءٌ وَصَدَقَةُ بْنُ عَبْدِاللهِ لَيْسَ بِحَافِظٍ . وَقَدْ خُولِفَ صَدَقَةُ بْنُ عَبْدِاللهِ فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ نَافِعٍ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٨٥٠٩) (صحيح)

(سند میں صدقہ بن عبداللہ ضعیف راوی ہے، لیکن متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے)

۶۲۹۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہد میں ہر دس مشک پر ایک مشک زکاۃ ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابوہریرہ، ابوسیارہ متعی اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی سند میں کلام ہے۔ ❶ نبی اکرم ﷺ سے اس باب میں کچھ زیادہ صحیح چیزیں مروی نہیں اور اسی پر اکثر اہلِ علم کا عمل ہے، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۳) بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ شہد میں کوئی زکاۃ نہیں۔ ❷ (۴) صدقہ بن عبداللہ حافظ نہیں ہیں۔ نافع سے اس حدیث کو روایت کرنے میں صدقہ بن عبداللہ کی مخالفت کی گئی ہے۔

فائدہ ❶ :...... کیونکہ اس کی روایت میں صدقہ بن عبداللہ منفرد ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔

فائدہ ❷ :...... امام بخاری اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ شہد کی زکاۃ کے بارے میں کوئی چیز ثابت نہیں۔

630- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ. حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ صَدَقَةِ الْعَسَلِ، قَالَ: قُلْتُ: مَا عِنْدَنَا عَسَلٌ نَتَصَدَّقُ مِنْهُ وَلَكِنْ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ أَنَّهُ قَالَ: لَيْسَ فِي الْعَسَلِ صَدَقَةٌ. فَقَالَ عُمَرُ: عَدْلٌ مَرْضِيٌّ فَكَتَبَ إِلَى النَّاسِ أَنْ تُوضَعَ يَعْنِي عَنْهُمْ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٩٤٤٨) (صحيح الاسناد)

(سند صحیح ہے، لیکن سابقہ حدیث کے مخالف ہے، دیکھیے: الارواء رقم: ۸۱۰)

۶۳۰- نافع کہتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز نے شہد کی زکاۃ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ ہمارے پاس شہد نہیں کہ ہم اس کی زکاۃ دیں، لیکن ہمیں مغیرہ بن حکیم نے خبر دی ہے کہ شہد میں زکاۃ نہیں ہے۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا: یہ مبنی بر عدل اور پسندیدہ بات ہے۔ چنانچہ انھوں نے لوگوں کو لکھا کہ ان سے شہد کی زکاۃ معاف کر دی جائے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ لَا زَكَاةَ عَلَى الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ

۱۰- باب: حاصل شدہ مال میں زکاۃ نہیں جب تک کہ اس پر سال نہ گزر جائے

631- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ صَالِحٍ الطَّلْحِيُّ الْمَدَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ رَبِّهِ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ سَرَّاءَ بِنْتِ نَبْهَانَ الْغَنَوِيَّةِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٧٣١) (صحيح) (سند میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف راوی ہے، لیکن متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیے اگلی حدیث اور مولف کا کلام، نیز ملاحظہ ہو: الارواء ۷۸۷، وتراجع الألبانی ۵۰۳)

۶۳۱- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کوئی مال حاصل ہو تو اس پر کوئی زکاۃ نہیں جب تک کہ اس پر اس کے مالک کے یہاں ایک سال نہ گزر جائے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں سرّاء بنت نبہان غنویہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

632- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكَاةَ فِيهِ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ رَبِّهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى أَيُّوبُ وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا. وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ. ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُهُمَا مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَهُوَ كَثِيرُ الْغَلَطِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنْ لَا زَكَاةَ فِي

الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ . وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، وَالشَّافِعِيُّ ، وَأَحْمَدُ ، وَإِسْحَاقُ . وَ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا كَانَ عِنْدَهُ مَالٌ تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ ، فَفِيهِ الزَّكَاةُ ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ سِوَى الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ ، مَالٌ تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ زَكَاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ . فَإِنْ اسْتَفَادَ مَالًا قَبْلَ أَنْ يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ ، فَإِنَّهُ يُزَكِّي الْمَالَ الْمُسْتَفَادَ مَعَ مَالِهِ الَّذِي وَجَبَتْ فِيهِ الزَّكَاةُ . وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٧٥٩٥) (صحيح الاسناد)

(یہ اثرعبداللہ بن عمر کا قول ہے، یعنی موقوف ہے، جو مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔)

۶۳۲۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جسے کوئی مال حاصل ہو تو اس پر زکاۃ نہیں جب تک کہ اس کے ہاں اس مال پر ایک سال نہ گزر جائے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ (موقوف) حدیث عبدالرحمن بن زید بن اسلم کی (مرفوع) حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔(۲) ایوب، عبیداللہ بن عمر اور دیگر کئی لوگوں نے نافع سے اور انھوں نے ابن عمر سے موقوفاً (ہی) روایت کی ہے۔(۳) عبدالرحمن بن زید بن اسلم حدیث میں ضعیف ہیں، احمد بن حنبل، علی بن مدینی اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے ان کی تضعیف کی ہے وہ کثرت سے غلطیاں کرتے ہیں۔ (۴) صحابہ کرام میں سے کئی لوگوں سے مروی ہے کہ حاصل شدہ مال میں زکاۃ نہیں ہے، جب تک کہ اس پر سال نہ گزر جائے، مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔ (۵) بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ جب آدمی کے پاس پہلے سے اتنا مال ہو جس میں زکاۃ واجب ہو تو حاصل شدہ مال میں بھی زکاۃ واجب ہوگی اور اگر اس کے پاس حاصل شدہ مال کے علاوہ کوئی اور مال نہ ہو جس میں زکاۃ واجب ہوئی ہو تو کمائے ہوئے مال میں بھی کوئی زکاۃ واجب نہیں ہوگی جب تک کہ اس پر سال نہ گزر جائے اور اگر اسے (پہلے سے نصاب کو پہنچے ہوئے) مال پر سال گزرنے سے پہلے کوئی کمایا ہوا مال ملا تو وہ اس مال کے ساتھ جس میں زکاۃ واجب ہوگئی ہے، مالِ مستفاد کی بھی زکاۃ نکالے گا، سفیان ثوری اور اہلِ کوفہ اسی کے قائل ہیں۔

11۔ بَابُ مَا جَاءَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ جِزْيَةٌ

۱۱۔باب: مسلمانوں پر جزیہ نہیں ہے

633۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَصْلُحُ قِبْلَتَانِ فِي أَرْضٍ وَاحِدَةٍ وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ جِزْيَةٌ)) .

تخريج: د/الخراج ٢٨ (٣٠٣٢)، (تحفة الأشراف: ٥٣٩٩)، حم (١/٢٨٥) (ضعيف)

(سند میں قابوس ضعیف ہیں)

۶۳۳۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سرزمین پر دو قبلے ہونا درست نہیں [1] اور نہ

ہی مسلمانوں پر جزیہ درست ہے۔'' ❷

فائدہ ❶ :...... ایک سرزمین پر دو قبلے کا ہونا درست نہیں کا مطلب یہ ہے کہ ایک سرزمین پر دو دین والے بطور برابری کے نہیں رہ سکتے کوئی حاکم ہوگا کوئی محکوم۔

فائدہ ❷ :...... نہ ہی مسلمانوں پر جزیہ درست ہے کا مطلب یہ ہے کہ ذمیوں میں سے کوئی ذمی اگر جزیہ کی ادائیگی سے پہلے مسلمان ہو گیا ہو تو اس سے جزیہ کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

634۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ، بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، وَجَدِّ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ الثَّقَفِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدْ رُوِيَ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ النَّصْرَانِيَّ إِذَا أَسْلَمَ وُضِعَتْ عَنْهُ جِزْيَةُ رَقَبَتِهِ. وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ)) إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ جِزْيَةَ الرَّقَبَةِ. وَفِي الْحَدِيثِ مَايُفَسِّرُ هٰذَا حَيْثُ قَالَ: ((إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ)).

تخريج: انظر ما قبله (ضعيف)

۶۳۴۔ اس سند سے بھی قابوس سے اسی طرح مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عباس کی حدیث قابوس بن أبی ظبیان سے مروی ہے جسے انہوں نے اپنے والد سے اوران کے والد نے نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے۔ (۲) اس باب میں سعید بن زید اور حرب بن عبید اللہ ثقفی کے دادا سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے کہ نصرانی جب اسلام قبول کرلے تو اس کی اپنی گردن کا جزیہ معاف کردیا جائے گا اور نبی اکرم ﷺ کے قول ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ)) (مسلمانوں پر عشر نہیں ہے) کا مطلب بھی گردن کا جزیہ ہے اور حدیث میں بھی اس کی وضاحت کردی گئی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''عشر صرف یہود ونصاریٰ پر ہے، مسلمانوں پر کوئی عشر نہیں۔'' ❶

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث سنن ابی دواد میں ہے اس حدیث کی تشریح ''المرقاة شرح المشكاة'' اور ''عون المعبود'' میں دیکھ لیں، کچھ وضاحت اس مقام پر ''تحفة الأحوذي'' میں بھی آ گئی ہے اور عُشر سے مراد ٹیکس ہے۔

12۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الْحُلِيِّ

۱۲۔ باب: زیور کی زکاۃ کا بیان

635۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ، عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللهِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ، فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

تخريج: تفرد به المؤلف (بهذا السياق وبهذا المناسبة (تحفة الأشراف: ١٥٨٨٧) وانظر: حم (٦/٣٦٣)

(صحیح) (اگلی حدیث (٦٣٦) سے تقویت پا کر یہ حدیث صحیح ہے)

۶۳۵۔عبداللہ بن مسعود کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: ''اے گروہ عورتوں کی جماعت! زکاۃ دو [1] گو اپنے زیورات ہی سے کیوں نہ دو، کیونکہ قیامت کے دن جہنم والوں میں تم ہی سب سے زیادہ ہوگی۔''

فائدہ [1]:......مولف نے اس سے فرض صدقہ، یعنی زکاۃ مراد لی ہے، کیونکہ ''تصدقن'' امر کا صیغہ ہے اور امر میں اصل وجوب ہے، یہی معنی باب کے مناسب ہے، لیکن دوسرے علما نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے اور اس سے مراد نفل صدقات لیے ہیں، اس لیے کہ خطاب ان عورتوں کو ہے جو وہاں موجود تھیں اور ان میں ساری ایسی نہیں تھیں کہ جن پر زکاۃ فرض ہوتی، یہ معنی لینے کی صورت میں حدیث باب کے مناسب نہیں ہوگی اور اس سے زیور کی زکاۃ کے وجوب پر استدلال صحیح نہیں ہوگا۔

636۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ قَال: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللهِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. نَحْوَهُ.

تخريج: خ/الزكاة ٤٨ (١٤٦٦)، م/الزكاة ١٤ (١٠٠٠)، ن/الزكاة ٨٢ (٢٥٨٤)، (تحفة الأشراف: أيضًا: ١٥٨٨٧)، حم (٣/٥٠٢)، د/الزكاة ٢٣ (١٦٩٤) (صحيح)

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَهِمَ فِي حَدِيثِهِ فَقَالَ: عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ. وَالصَّحِيحُ إِنَّمَا هُوَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى فِي الْحُلِيِّ زَكَاةً. وَفِي إِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيثِ مَقَالٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ. فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ فِي الْحُلِيِّ زَكَاةَ مَا كَانَ مِنْهُ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ. وَ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ، وَعَائِشَةُ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: لَيْسَ فِي الْحُلِيِّ زَكَاةٌ. وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

۶۳۶۔اس سند سے بھی عبداللہ بن مسعود کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ ابومعاویہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔انہیں اپنی حدیث میں وہم ہوا ہے [1] انہوں نے کہا

ہے ''عمرو بن الحارث سے روایت ہے وہ عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب کے بھتیجے سے روایت کر رہے ہیں'' اور صحیح یوں ہے ''زینب کے بھتیجے عمرو بن حارث سے روایت ہے''۔ (۲) نیز عمرو بن شعیب سے بطریق: "عن أبيه، عن جده، عبدالله بن عمرو بن العاص عن النبی ﷺ "روایت ہے کہ آپ نے زیورات میں زکاۃ واجب قرار دی ہے ❷ اس حدیث کی سند میں کلام ہے۔ (۳) اہل علم کا اس سلسلے میں اختلاف ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین میں سے بعض اہل علم سونے چاندی کے زیورات میں زکاۃ کے قائل ہیں۔ سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک بھی یہی کہتے ہیں اور بعض صحابہ کرام جن میں ابن عمر، عائشہ، جابر بن عبداللہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم شامل ہیں، کہتے ہیں کہ زیورات میں زکاۃ نہیں ہے۔ بعض تابعین فقہا سے بھی اسی طرح مروی ہے، اور یہی مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... کیونکہ انہوں نے عمرو بن حارث اور عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب کے بھتیجے کو دو الگ الگ آدمی جانا ہے اور پہلا دوسرے سے روایت کر رہا ہے، جب کہ معاملہ ایسا نہیں ہے، بلکہ دونوں ایک ہی آدمی ہیں ''ابن اخی زینب'' عمرو بن حارث کی صفت ہے عمرو بن حارث اور ابن اخی زینب کے درمیان ''عن'' کی زیادتی ابومعاویہ کا وہم ہے صحیح بغیر ''عن'' کے ہے جیسا کہ شعبہ کی روایت میں ہے۔

فائدہ ❷ :...... اس سلسلے میں بہتر اور مناسب بات یہ ہے کہ استعمال کے لیے بنائے گئے زیورات اگر فخر و مباہات اور اسراف و تبذیر کے لیے اور زکاۃ سے بچنے کے لیے ہوں تو ان میں زکاۃ ہے، بصورت دیگران میں زکاۃ واجب نہیں ہے۔ سونے کے زیورات کی زکاۃ کا نصاب ساڑھے سات تولے، یعنی ۸۰ گرام اصلی سونا ہے کہ کم از کم اتنے وزن اصلی سونے پر ایک سال گزر جائے تو مالک ۲.۵۰٪ کے حساب سے زکاۃ ادا کرے، زیورات میں اصلی سونا معلوم کرنے کا کلیہ قاعدہ (فارمولا) یوں ہے: کل وزن (/۲۴) قیراط زیور مثلاً: آپ کے پاس (۲۱) قیراط میں بنا ہوا دس تولے سونا ہے اور آپ اس میں سے اصلی سونے کا وزن معلوم کرنا چاہتے ہیں تو یوں دریافت کریں گے: ۱۰ تولے ۲۱ (۸۴/۳۵) تولے اور ۹ ماشے فرض کریں اصلی سونے کی قیمت اس وقت کہ جب مذکور بالا زیور پر ایک سال گزر گیا، دس ہزار روپے فی تولہ ہو تو ۹۔۸ ماشے تولے کی قیمت /۸۷۵۰۰ روپے ہوئی، اس پر ۲.۵۰٪ کے حساب سے /۳۵۰۰ روپے ادا کریں، وعلی ہذا القیاس والاصول، یاد رکھیے اصلی خالص سونا ہال قیراط ہوتا ہے، تفصیل کے لیے "فقه الزكاة" دیکھی جا سکتی ہے۔ (ابو یحییٰ)

637- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ امْرَأَتَيْنِ أَتَتَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَفِي أَيْدِيهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهُمَا: ((أَتُؤَدِّيَانِ زَكَاتَهُ؟)) قَالَتَا: لَا، قَالَ: فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَتُحِبَّانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟)) قَالَتَا: لَا، قَالَ: ((فَأَدِّيَا زَكَاتَهُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَاهُ الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ نَحْوَ

هَـذَا . وَالْـمُثَـنَّـى بْـنُ الـصَّبَّـاحِ وَابْـنُ لَهِيـعَةَ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ وَلَا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ .

تخریج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ۸۷۳۰) (حسن) (یہ حدیث اس سیاق سے ضعیف ہے، سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہیں، مگر دوسری سند اور دوسرے سیاق سے یہ حدیث حسن ہے، الارواء ۲۹۶/۳، صحیح ابی داود ۱۳۹۶)

۶۳۷۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ دو عورتیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے تو آپ نے ان سے فرمایا: "کیا تم دونوں اس کی زکاۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "کیا تم پسند کروگی کہ اللہ تم دونوں کو آگ کے دو کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں، آپ نے فرمایا: "تو تم دونوں ان کی زکاۃ ادا کرو۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: اس حدیث کو مثنیٰ بن صباح نے بھی عمرو بن شعیب سے اسی طرح روایت کیا ہے اور مثنیٰ بن صباح اور ابن لہیعہ دونوں حدیث میں ضعیف گردانے جاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ سے اس باب میں کوئی چیز صحیح نہیں ہے۔

13۔بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ الْخَضْرَاوَاتِ

۱۳۔ باب: سبزیوں کی زکاۃ کا بیان

638۔ حَـدَّثَـنَـا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالـرَّحْـمَـنِ بْـنِ عُبَيْـدٍ ، عَـنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ ، عَنْ مُعَاذٍ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الْخَضْرَاوَاتِ وَهِيَ الْبُقُولُ ، فَقَالَ: ((لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ)) .

قَـالَ أَبُـو عِيسَـى: إِسْنَـادُ هٰذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِصَحِيحٍ . وَلَيْسَ يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَـيْءٌ ، وَإِنَّمَا يُرْوَى هٰذَا عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ ، أَنْ لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْحَسَنُ هُوَ ابْنُ عُمَارَةَ ، وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ . ضَعَّفَهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُهُ . وَتَرَكَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ .

تخریج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ۱۱۳۵۴) (صحیح)

(سند میں حسن بن عمارہ ضعیف ہیں، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، دیکھئے: ارواء الغلیل رقم: ۸۰۱)

۶۳۸۔ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو لکھا، وہ آپ سے سبزیوں کی زکاۃ کے بارے میں پوچھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا: "ان میں کوئی زکاۃ نہیں ہے۔" [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہے۔ (۲) اور اس باب میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز صحیح نہیں ہے اور اسے صرف موسیٰ بن طلحہ سے روایت کیا جاتا ہے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے۔ (۳) اسی پر اہلِ علم کا عمل ہے کہ سبزیوں میں زکاۃ نہیں ہے۔ (۴) حسن، عمارہ کے بیٹے ہیں اور یہ محدثین کے نزدیک

ضعیف ہیں۔شعبہ وغیرہ نے ان کی تضعیف کی ہے اور ابن مبارک نے انہیں متروک قرار دیا ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ روایت اگر چہ ضعیف ہے لیکن چونکہ متعدد طرق سے مروی ہے جس سے تقویت پا کر یہ اس قابل ہوجاتی ہے کہ اس سے استدلال کیا جا سکے، اسی لیے اہلِ علم نے زکاۃ کے سلسلے میں وارد نصوص کے عموم کی اس حدیث سے تخصیص کی ہے اور کہا ہے کہ سبزیوں میں زکاۃ نہیں ہے۔اس حدیث سے بھی ثابت ہوا اور دیگر بیسیوں روایات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے درمیان، صحابہ کرام کا آپس میں ایک دوسرے کے درمیان اور غیر مسلم بادشاہوں، سرداروں اور امراء اور نبی اکرم ﷺ کے مابین تحریری خط و کتابت کا سلسلہ عہدِ نبوی و عہد صحابہ میں جاری تھا، قارئین کرام منکرین حدیث کی دروغ گوئی اور کذب بیانی سے خبردار رہیں، اصل دین کے دشمن یہی لوگ ہیں۔

14۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ فِيمَا يُسْقَى بِالأَنْهَارِ وَغَيْرِهَا

۱۴۔باب: نہر وغیرہ سے سینچائی کر کے پیدا کی گئی فصل کی زکاۃ کا بیان

639۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ الْمَدَنِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَبُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ. وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَجَابِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الأَشَجِّ، وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَبُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا. وَكَأَنَّ هٰذَا أَصَحُّ. وَقَدْ صَحَّ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَا الْبَابِ، وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ.

تخريج: ق/الزكاة ١٧ (١٨١٦)، (تحفة الأشراف: ١٢٢٠٨ و١٣٤٨٣) (صحيح)

۶۳۹۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس فصل کی سینچائی بارش یا نہر کے پانی سے کی گئی ہو، اس میں زکاۃ دسواں حصہ ہے اور جس کی سینچائی ڈول سے کھینچ کر کی گئی ہو، تو اس میں زکاۃ دسویں حصّے کا آدھا، یعنی بیسواں حصہ ❶ ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں انس بن مالک، ابن عمر اور جابر سے بھی احادیث آئی ہیں۔(۲) یہ حدیث بکیر بن عبداللہ بن اشج، سلیمان بن یسار اور بسر بن سعید سے بھی روایت کی گئی ہے اور ان سب نے اسے نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے، گویا یہ زیادہ صحیح ہے۔(۳) اور اس باب میں ابن عمر کی حدیث بھی صحیح ہے جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ ❷ (۴) اور اسی پر بیشتر فقہا کا عمل ہے۔

فائدہ ❶ :......اس میں بالاتفاق ''حولان حول'' (سال کا پورا ہونا) شرط نہیں، البتہ نصاب شرط ہے یا نہیں جمہور

ائمہ عشر یا نصف عشر کے لیے نصاب کو شرط مانتے ہیں، جب تک پانچ وسق نہ ہو عشر یا نصف عشر واجب نہیں ہوگا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نصاب شرط نہیں، وہ کہتے ہیں: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَنفِقُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الأَرْضِ وَلاَ تَيَمَّمُواْ الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلاَّ أَن تُغْمِضُواْ فِيهِ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾ [البقرة: 267] (اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمھارے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا، جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کرلو تو اور جان لو اللہ تعالیٰ بے پروا اور خوبیوں والا ہے)۔ مِمَّا أَخْرَجْنَا میں "ما" کلمۂ عموم ہے اس طرح "فيما سقت السماء وفيما سقي بالنضح" میں بھی "ما" کلمۂ عموم ہے۔

فائدہ ❷:...... اور جو آگے آرہی ہے۔

640- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ سَنَّ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرَ، وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الزكاة ٥٥ (١٤٨٣)، د/الزكاة ١١ (١٥٩٦)، ن/الزكاة ٢٥ (٢٤٩٠)، ق/الزكاة ١٧ (١٨١٢)، (تحفة الأشراف: ٦٩٧٧) (صحيح)

٦٤٠- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ طریقہ جاری فرمایا کہ جسے بارش یا چشمے کے پانی نے سیراب کیا ہو، یا عثری، یعنی رطوبت والی زمین ہو جسے پانی دینے کی ضرورت نہ پڑتی ہو تو اس میں دسواں حصہ زکاۃ ہے اور جسے ڈول سے سیراب کیا جاتا ہو اس میں دسویں کا آدھا، یعنی بیسواں حصہ زکاۃ ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ مَالِ الْيَتِيمِ

۱۵- باب: یتیم کے مال کی زکاۃ کا بیان

641- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: ((أَلَا مَنْ وَلِيَ يَتِيمًا لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ فِيهِ، وَلَا يَتْرُكْهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الصَّدَقَةُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ، لأَنَّ الْمُثَنَّى بْنَ الصَّبَّاحِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ .... فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هٰذَا الْبَابِ. فَرَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ

مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَالِ الْيَتِيمِ زَكَاةً. مِنْهُمْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَعَائِشَةُ وَابْنُ عُمَرَ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ زَكَاةٌ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ. وَعَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. وَشُعَيْبٌ قَدْ سَمِعَ مِنْ جَدِّهِ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو. وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، وَقَالَ: هُوَ عِنْدَنَا وَاهٍ. وَمَنْ ضَعَّفَهُ فَإِنَّمَا ضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ أَنَّهُ يُحَدِّثُ مِنْ صَحِيفَةِ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. وَأَمَّا أَكْثَرُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فَيَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ فَيُثْبِتُونَهُ. مِنْهُمْ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَغَيْرُهُمَا.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٨٧٧٧) (ضعيف)

(سند میں مثنی بن الصباح ضعیف ہیں، اخیر عمر میں مختلط بھی ہو گئے تھے)

۶۴۱۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا تو فرمایا: ''جو کسی ایسے یتیم کا ولی (سرپرست) ہو جس کے پاس کچھ مال ہو تو وہ اُسے تجارت میں لگا دے، اسے یونہی نہ چھوڑ دے کہ اسے زکاۃ کھا لے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث صرف اسی سند سے مروی ہے اور اس کی سند میں کلام ہے اس لیے کہ مثنیٰ بن صباح حدیث میں ضعیف گردانے جاتے ہیں۔ (۲) بعض لوگوں نے یہ حدیث عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا:...... اور آگے یہی حدیث ذکر کی۔ (۳) عمرو: شعیب کے بیٹے ہیں اور شعیب محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص کے بیٹے ہیں اور شعیب نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے سماعت کی ہے، یحییٰ بن سعید نے عمرو بن شعیب کی حدیث میں کلام کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: یہ ہمارے نزدیک ضعیف ہیں اور جس نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے صرف اس وجہ سے ضعیف کہا ہے کہ انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو کے صحیفے سے حدیث بیان کی ہے۔ لیکن اکثر اہلِ حدیث علما عمرو بن شعیب کی حدیث سے دلیل لیتے ہیں اور اُسے ثابت مانتے ہیں جن میں احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہما بھی شامل ہیں۔ (۴) اس باب میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، صحابہ کرام میں سے کئی لوگوں کی رائے ہے کہ یتیم کے مال میں زکاۃ ہے، انھیں میں عمر، علی، عائشہ اور ابن عمر ہیں اور یہی مالک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔ (۵) اور اہلِ علم کی ایک جماعت کہتی ہے کہ یتیم کے مال میں زکاۃ نہیں ہے۔ سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک کا یہی قول ہے۔'' [2]

فائدہ [1] :...... یعنی زکاۃ دیتے دیتے کل مال ختم ہو جائے

فائدہ [2] :...... یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ''رفع القلم عن ثلاث: صبي، ومجنون، ونائم'' کے خلاف ہے اور حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ''تأكله الصدقة'' میں صدقہ سے مراد نفقہ ہے۔

16۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْعَجْمَاءَ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

۱۶۔ باب: جانوروں کا زخم رائیگاں ہے، یعنی اس میں تاوان نہیں اور مدفون مال میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکالا جائے گا

642۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ، وَجَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الديات ٢٨ (٦٩١٢)، م/الحدود ١١ (١٧١٠)، (تحفة الأشراف: ١٣٢٢٧)، و١٥٢٣٨) (صحيح) وأخرجه: خ/الزكاة ٦٦ (١٤٩٩)، والمساقاة ٣ (٢٣٥٥)، والديات ٢٩ (٦٩١٣)، د/الخراج ٤٠ (٣٠٨٥)، والديات ٣٠ (٤٥٩٣)، ن/الزكاة ٢٨ (٢٤٩٧)، ق/الأحكام ٤ (٢٦٧٣)، ط/الزكاة ٤ (٩)، العقول ١٨ (١٢)، حم (٢/٢٢٨، ٢٥٤، ٢٧٤، ٢٨٥، ٣١٩، ٣٨٢، ٣٨٦، ٤٠٦، ٤١١، ٤٥٤، ٤٥٦، ٤٦٧، ٤٧٥، ٤٨٢، ٤٩٥، ٥٠١، ٥٠٧)، د/الزكاة ٣٠ (١٧١٠)، والمؤلف في الأحكام ٣٧ (١٣٧٧) من غير ذلك الطريق

۶۴۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جانور کا زخم رائیگاں ہے، [1] یعنی معاف ہے، کان رائیگاں ہے اور کنواں رائیگاں ہے [2] اور رکاز (دفینے) میں سے پانچواں حصہ دیا جائے گا''۔ [3]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں انس بن مالک، عبداللہ بن عمرو، عبادہ بن صامت، عمرو بن عوف مزنی اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1]:...... یعنی جانور کسی کو زخمی کر دے تو جانور کے مالک پر اس زخم کی دیت نہ ہوگی۔

فائدہ [2]:...... یعنی کان یا کنویں میں گر کر کوئی ہلاک ہو جائے تو ان کے مالکوں پر اس کی دیت نہ ہوگی۔

فائدہ [3]:...... یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ رکاز (دفینہ) میں زکاۃ نہیں بلکہ خمس ہے۔ اس کی حیثیت مالِ غنیمت کی سی ہے، اس میں خمس واجب ہے جو بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور باقی کا مالک وہ ہوگا جسے یہ دفینہ ملا ہے۔ رہا معدن (کان) تو وہ رکاز نہیں ہے، اس لیے اس میں خمس نہیں ہوگا، بلکہ اگر وہ نصاب کو پہنچ رہا ہے تو اس میں زکاۃ واجب ہوگی، جمہور کی یہی رائے ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں رکاز معدن اور کنز دونوں کو عام ہے، اس لیے وہ معدن میں بھی خمس کے قائل ہیں۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَرْصِ

۱۷- باب: درخت میں موجود پھل کا تخمینہ لگانا

643- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ مَسْعُودِ بْنِ نِيَارٍ يَقُولُ: جَاءَ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ إِلَى مَجْلِسِنَا فَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوا وَدَعُوا الثُّلُثَ فَإِنْ لَمْ تَدَعُوا الثُّلُثَ فَدَعُوا الرُّبُعَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَعَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْخَرْصِ. وَبِحَدِيثِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَالْخَرْصُ إِذَا أَدْرَكَتِ الثِّمَارُ مِنَ الرُّطَبِ وَالْعِنَبِ مِمَّا فِيهِ الزَّكَاةُ، بَعَثَ السُّلْطَانُ خَارِصًا يَخْرُصُ عَلَيْهِمْ. وَالْخَرْصُ أَنْ يَنْظُرَ مَنْ يُبْصِرُ ذَلِكَ فَيَقُولُ: يَخْرُجُ مِنْ هٰذَا الزَّبِيبِ كَذَا وَكَذَا، وَمِنَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا، فَيُحْصِي عَلَيْهِمْ وَيَنْظُرُ مَبْلَغَ الْعُشْرِ مِنْ ذَلِكَ فَيُثْبِتُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يُخَلِّي بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الثِّمَارِ. فَيَصْنَعُونَ مَا أَحَبُّوا. فَإِذَا أَدْرَكَتِ الثِّمَارُ أُخِذَ مِنْهُمُ الْعُشْرُ. هٰكَذَا فَسَّرَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: وَبِهٰذَا يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخريج: د/الزكاة ١٤ (١٦٠٥)، ن/الزكاة ١٤ (١٦٠٥)، ن/الزكاة ٢٦ (٢٤٩٣)، (تحفة الأشراف: ٤٦٤٧)، حم (٣/٤) (ضعيف) (سند میں عبدالرحمٰن بن مسعود لین الحدیث ہیں)

۶۴۳- عبدالرحمٰن بن مسعود بن نیار کہتے ہیں کہ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ ہماری مجلس میں آئے تو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''جب تم تخمینہ لگاؤ تو تخمینہ کے مطابق لو اور ایک تہائی چھوڑ دیا کرو، اگر ایک تہائی نہ چھوڑ سکو تو چوتھائی چھوڑ دیا کرو''۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں عائشہ، عتاب بن اسید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) تخمینہ لگانے کے سلسلے میں اکثر اہلِ علم کا عمل سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ہے اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی کے مطابق احمد اور شافعی بھی کہتے ہیں، تخمینہ لگانا یہ ہے کہ جب کھجور یا انگور کے پھل جن کی زکاۃ دی جاتی ہے پک جائیں تو سلطان (انتظامیہ) ایک تخمینہ لگانے والے کو بھیجے جو اندازہ لگا کر بتائے کہ اس میں کتنا غلّہ یا پھل ہو گا اور تخمینہ لگانا یہ ہے کہ کوئی تجربہ کار آدمی دیکھ کر یہ بتائے کہ اس درخت سے اتنا اتنا انگور نکلے گا اور اس سے اتنی اتنی کھجور نکلے گی۔ پھر وہ اسے جوڑ کر دیکھے کہ کتنا عشر کی مقدار کو پہنچا، تو ان پر وہی عشر مقرر کر دے اور پھل کے پکنے تک اُن کو مہلت دے، پھل توڑنے کے وقت اپنا عشر دیتے رہیں۔ پھر مالکوں کو اختیار ہو گا کہ بقیہ سے جو چاہیں کریں۔ بعض اہلِ علم نے تخمینہ لگانے کی تشریح اسی طرح کی ہے اور یہی مالک شافعی احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ خطاب زکاۃ وصول کرنے والے عمال اور ان لوگوں کو ہے جو زکاۃ کی وصولی کے لیے دوڑ دھوپ

کرتے ہیں، تہائی یا چوتھائی حصہ چھوڑ دینے کا حکم اس لیے ہے تاکہ مالک پھل توڑتے وقت اپنے اعزا و اقربا اور اپنے ہمسایوں مسافروں وغیرہ پر خرچ کر سکے اور اس کی وجہ سے وہ کسی حرج اور تنگی میں مبتلا نہ ہو۔

644- حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ التَّمَّارِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ عَلَى النَّاسِ مَنْ يَخْرُصُ عَلَيْهِمْ كُرُومَهُمْ وَثِمَارَهُمْ.

وَبِهَذَا الإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي زَكَاةِ الْكُرُومِ: ((إِنَّهَا تُخْرَصُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ ثُمَّ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ زَبِيبًا كَمَا تُؤَدَّى زَكَاةُ النَّخْلِ تَمْرًا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: حَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَحَدِيثُ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ، أَثْبَتُ وَأَصَحُّ.

تخريج: د/الزكاة ١٣ (١٦٠٣)، ن/الزكاة ١٠٠ (٢٦١٩)، ق/الزكاة ١٨ (١٨٩١)، (تحفة الأشراف: ٩٧٤٨) (ضعيف) (سعید بن المسیب اور عتاب رضی اللہ عنہ کے درمیان سند میں انقطاع ہے)

٦٤٤- عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ لوگوں کے پاس ایک آدمی بھیجتے تھے جو ان کے انگوروں اور دوسرے پھلوں کا تخمینہ لگاتا تھا۔ اسی سند سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انگور کی زکاۃ کے بارے میں فرمایا: ''اس کا بھی تخمینہ لگایا جائے گا، جیسے کھجور کا لگایا جاتا ہے، پھر کشمش ہو جانے کے بعد اس کی زکاۃ نکالی جائے گی جیسے کھجور کی زکاۃ تمر ہو جانے کے بعد نکالی جاتی ہے۔ (یعنی جب خشک ہو جائیں)

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) ابن جریج نے یہ حدیث بطریق: '' ابن شهاب، عن عروة، عن عائشة '' روایت کی ہے۔ (۳) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: ابن جریج کی حدیث محفوظ نہیں ہے اور ابن میسّب کی حدیث، جسے انہوں نے عتاب بن اسید سے روایت کی ہے، زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے۔ (بس صرف سنداً، ورنہ ضعیف یہ بھی ہے)

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَامِلِ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ

۱۸- باب: صحیح ڈھنگ سے صدقہ وصول کرنے والے کی فضیلت کا بیان

645- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَلْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ، كَالْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى

بَيْتِهِ)) . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَيَزِيدُ بْنُ عِيَاضٍ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ . وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ أَصَحُّ .

تخريج: د/الخراج ٧ (٢٩٣٦) ق/الزكاة ١٤ (١٨٠٩) (تحفة الأشراف : ٣٥٨٣) (صحيح)

٦٤٥- رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''صحیح ڈھنگ سے صدقہ وصول کرنے والا، اللہ کی راہ میں لڑنے والے غازی کی طرح ہے، جب تک کہ وہ اپنے گھر لوٹ نہ آئے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) رافع بن خدیج کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اور یزید بن عیاض محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ (۳) محمد بن اسحاق کی یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ

۱۹- باب: زکاۃ وصول کرنے میں ظلم وزیادتی کرنے والے کا بیان

646- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اَلْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا)) .

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ . وَقَدْ تَكَلَّمَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ . وَهَكَذَا يَقُولُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ . وَيَقُولُ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسٍ . قَالَ: و سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: وَالصَّحِيحُ سِنَانُ بْنُ سَعْدٍ . وَقَوْلُهُ: ((الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا)) يَقُولُ: عَلَى الْمُعْتَدِي مِنَ الإِثْمِ كَمَا عَلَى الْمَانِعِ إِذَا مَنَعَ .

تخريج: د/الزكاة ٤ (١٥٨٥)، ق/الزكاة ١٤ (١٨٠٨)، (تحفة الأشراف : ٨٤٧) (حسن)

٦٤٦- انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکاۃ وصول کرنے میں ظلم وزیادتی کرنے والا زکاۃ نہ دینے والے کی طرح ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابن عمر، ام سلمہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۲) انس کی حدیث اس سند سے غریب ہے۔ (۳) احمد بن حنبل نے سعد بن سنان کے سلسلے میں کلام کیا ہے۔ اسی طرح لیث بن سعد بھی کہتے ہیں۔ وہ بھی ''عن يزيد بن حبيب، عن سعد بن سنان، عن أنس بن مالك'' کہتے ہیں اور عمرو بن حارث اور ابن لہیعہ ''عن يزيد بن حبيب، عن سنان بن سعد، عن أنس بن مالك'' کہتے ہیں۔ (۴) میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ صحیح ''سنان بن سعد'' ہے۔ (۵) اور زکاۃ وصول کرنے میں زیادتی کرنے والا زکاۃ نہ دینے والے کی طرح ہے کا مطلب یہ ہے کہ زیادتی کرنے والے پر وہی گناہ ہے جو نہ دینے والے پر ہے۔

فائدہ ❶ :...... یعنی یزید بن ابی حبیب اور انس کے درمیان جوراوی ہیں ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، لیث بن سعد نے "سعد بن سنان" کہا ہے اور عمرو بن حارث اور لہیعہ نے "سنان بن سعد" کہا ہے، امام بخاری نے عمرو بن حارث اور ابن لہیعہ کے قول کو صحیح کہا ہے۔

20۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي رِضَا الْمُصَدِّقِ

۲۰۔ باب: زکاۃ وصول کرنے والے کی رضامندی کا بیان

647۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلَا يُفَارِقَنَّكُمْ إِلَّا عَنْ رِضًا)).

تخريج: م/الزكاة ٥٥ (٩٨٩)، ن/الزكاة ١٤ (٢٤٦٣)، ق/الزكاة ١١ (١٨٠٢)، (تحفة الأشراف: ٣٢١٥)، حم (٤/٣٦٠، ٣٦١، ٣٦٤، ٣٦٥) (صحيح)

۶۴۷۔ جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب زکاۃ وصول کرنے والا تمھارے پاس آئے تو وہ تم سے راضی اور خوش ہو کر ہی جدا ہو۔"

648۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ. وَقَدْ ضَعَّفَ مُجَالِدًا بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ كَثِيرُ الْغَلَطِ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۶۴۸۔ اس سند سے بھی جریر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: داود کی شعبی سے روایت کی ہوئی حدیث مجالد کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے، مجالد کو بعض اہلِ علم نے ضعیف گردانا ہے۔ وہ کثیر الغلط ہیں، یعنی ان سے بکثرت غلطیاں ہوتی ہیں۔

21۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّدَقَةَ تُؤْخَذُ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ فَتُرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ

۲۱۔ باب: مالداروں سے صدقہ لے کر فقرا و مساکین کو لوٹانے کا بیان

649۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ عَوْنِ ابْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ. فَأَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَجَعَلَهَا فِي فُقَرَائِنَا. وَكُنْتُ غُلَامًا يَتِيمًا، فَأَعْطَانِي مِنْهَا قَلُوصًا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي جُحَيْفَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١١٨٠٤) (ضعيف الاسناد)

(سند میں اشعث بن سوار ضعیف ہیں، لیکن مسئلہ یہی ہے جو دیگر دلائل سے ثابت ہے)

۶۴۹۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق (زکاۃ وصول کرنے والا) آیا اور اس نے زکاۃ ہمارے مال داروں سے لی اور اسے ہمارے فقرا کو دے دیا۔ میں اس وقت ایک یتیم لڑکا تھا، تو اس نے مجھے بھی اس میں سے ایک اونٹنی دی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوجحیفہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

22۔ بَابُ مَا جَاءَ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الزَّكَاةُ

۲۲۔ باب: زکاۃ کس کے لیے جائز ہے؟

650۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، وَقَالَ عَلِيٌّ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ (وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ) عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَسْأَلَتُهُ فِي وَجْهِهِ خُمُوشٌ، أَوْ خُدُوشٌ، أَوْ كُدُوحٌ)). قِيلَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا يُغْنِيهِ قَالَ: ((خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ مِنْ أَجْلِ هٰذَا الْحَدِيثِ.

تخريج: د/الزكاة ٢٣ (١٦٢٦)، ن/الزكاة ٨٧ (٢٥٩٣)، ق/الزكاة ٢٦ (١٨٤٠)، (تحفة الأشراف: ٩٣٨٧) (صحيح) (سند میں حکیم بن جبیر اور شریک القاضی دونوں ضعیف راوی ہیں، لیکن اگلی روایت میں زبید کی متابعت کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے)

۶۵۰۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لوگوں سے سوال کرے اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اُسے سوال کرنے سے بے نیاز کر دے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا سوال کرنا اس کے چہرے پر خراش ہوگی، ❶ عرض کی گئی: اللہ کے رسول! کتنے مال سے وہ سوال کرنے سے بے نیاز ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "پچاس درہم یا اس کی قیمت کے بقدر سونے سے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن مسعود کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں عبداللہ بن عمرو سے بھی روایت ہے۔ (۳) شعبہ نے اسی حدیث کی وجہ سے حکیم بن جبیر پر کلام کیا ہے۔

فائدہ ❶ :...... راوی کو شک ہے کہ آپ نے خموش کہا یا خدوش یا کدوح سب کے معنی تقریباً خراش کے ہیں۔ بعض حضرات خدوش، خموش اور کدوح کو مترادف قرار دے کر شک راوی پر محمول کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ زخم کے مراتب ہیں کم درجے کا زخم کدوح پھر خدوش اور پھر خموش ہے۔

651۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ بِهٰذَا

الْحَدِيثِ . فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللهِ بْنُ عُثْمَانَ صَاحِبُ شُعْبَةَ: لَوْ غَيْرُ حَكِيمٍ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ . فَقَالَ لَهُ سُفْيَانُ: وَمَا لِحَكِيمٍ لا يُحَدِّثُ عَنْهُ شُعْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ بِهَذَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَصْحَابِنَا . وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ . قَالُوا: إِذَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ خَمْسُونَ دِرْهَمًا ، لَمْ تَحِلَّ لَهُ الصَّدَقَةُ .

قَالَ: وَلَمْ يَذْهَبْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى حَدِيثِ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ . وَوَسَّعُوا فِي هٰذَا وَقَالُوا: إِذَا كَانَ عِنْدَهُ خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ أَكْثَرُ ، وَهُوَ مُحْتَاجٌ ، فَلَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الزَّكَاةِ ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ .

تخريج : انظر ما قبله (صحيح)

۶۵۱۔سفیان نے بھی حکیم بن جبیر سے یہ حدیث اسی سند سے روایت کی ہے۔

جب سفیان نے یہ حدیث روایت کی تو ان سے شعبہ کے شاگرد عبداللہ بن عثمان نے کہا: کاش حکیم کے علاوہ کسی اور نے اس حدیث کو بیان کیا ہوتا، توسفیان نے ان سے پوچھا: کیا بات ہے کہ شعبہ حکیم سے حدیث روایت نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: ہاں، وہ نہیں کرتے۔تو سفیان نے کہا: میں نے اسے زبید کو محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کرتے سنا ہے اور اسی پر ہمارے بعض اصحاب کا عمل ہے اور یہی سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جب آدمی کے پاس پچاس درہم ہوں تو اس کے لیے زکاۃ جائز نہیں اور بعض اہل علم حکیم بن جبیر کی حدیث کی طرف نہیں گئے ہیں، بلکہ انھوں نے اس میں مزید گنجائش رکھی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب کسی کے پاس پچاس درہم یا اس سے زیادہ ہوں اور وہ ضرورت مند ہو تو اس کو زکاۃ لینے کا حق ہے، اہلِ فقہ و اہل حدیث میں سے شافعی وغیرہ کا یہی قول ہے۔

23۔بَابُ مَا جَاءَ مَنْ لَا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

۲۳۔باب: زکاۃ لینا کس کس کے لیے جائز نہیں؟

652۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ ، ح و حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ رَيْحَانَ ابْنِ يَزِيدَ ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاتَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، وَحُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ ، وَقَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ، حَدِيثٌ حَسَنٌ . وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ هٰذَا الْحَدِيثَ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ . وَقَدْ رُوِيَ فِي غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَا تَحِلُّ

الْمَسْأَلَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ)) وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ قَوِيًّا مُحْتَاجًا وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ أَجْزَأَ عَنِ الْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . وَوَجْهُ هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى الْمَسْأَلَةِ .

تخريج: د/الزكاة ٢٣ (١٦٣٤)، (تحفة الأشراف: ٨٦٢٦)، حم (٢/١٦٤)، د/الزكاة ١٥ (١٦٧٩) (صحيح)

۶۵۲۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مالدار کے لیے مانگنا جائز نہیں اور نہ کسی طاقتور اور صحیح سالم شخص کے لیے مانگنا جائز ہے۔''❶ امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) عبداللہ بن عمرو کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اور شعبہ نے بھی یہ حدیث اسی سند سے سعد بن ابراہیم سے روایت کی ہے، لیکن انہوں نے اسے مرفوع نہیں کیا ہے۔ (۳) اس باب میں ابوہریرہ، حبشی بن جنادہ اور قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۴) اور اس حدیث کے علاوہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ''کسی مالدار کے لیے مانگنا جائز نہیں اور نہ کسی ہٹے کٹے کے لیے مانگنا جائز ہے'' اور جب آدمی طاقتور و توانا ہو لیکن محتاج ہو اور اس کے پاس کچھ نہ ہو اور اسے صدقہ دیا جائے تو اہلِ علم کے نزدیک اس دینے والے کی زکاۃ ادا ہو جائے گی۔ بعض اہلِ علم نے اس حدیث کی توجیہ یہ کی ہے کہ "لا تحل له الصدقة" کا مطلب ہے کہ اس کے لیے مانگنا درست نہیں ہے۔''❷

فائدہ ❶:......"ذی مرّة" کے معنی ذی قوّۃ کے ہیں اور "سویّ" کے معنی جسمانی طور پر صحیح وسالم کے ہیں۔

فائدہ ❷:......یعنی "لا تحل له الصدقة" میں صدقہ مسئلہ (مانگنے) کے معنی میں ہے۔

653۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ. أَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَأَخَذَ بِطَرَفِ رِدَائِهِ، فَسَأَلَهُ إِيَّاهُ فَأَعْطَاهُ، وَذَهَبَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ حَرُمَتِ الْمَسْأَلَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيٍّ، وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ، إِلَّا لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ، وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُثْرِيَ بِهِ مَالَهُ كَانَ خُمُوشًا فِي وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَرَضْفًا يَأْكُلُهُ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ)).

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٣٢٩١) (صحيح)

(سند میں مجالد ضعیف راوی ہے، لیکن شواہد کی بنا پر حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ صحيح الترغيب ٨٠٢، وتراجع الألباني ٥٥٧)

۶۵۳۔حبشی بن جنادہ سلولی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں فرماتے سنا آپ عرفہ میں کھڑے تھے، آپ کے پاس ایک اعرابی آیا اور آپ کی چادر کا کنارا پکڑ کر آپ سے مانگا، آپ نے اسے دیا اور وہ

چلا گیا، اس وقت مانگنا حرام ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مال دار کے لیے مانگنا جائز نہیں نہ کسی ہٹے کٹے صحیح سالم آدمی کے لیے سوائے جان لیوا فقر والے کے اور کسی بھاری تاوان میں دبے شخص کے۔ اور جو لوگوں سے اس لیے مانگے کہ اس کے ذریعے سے اپنا مال بڑھائے تو یہ مال قیامت کے دن اس کے چہرے پر خراش ہوگا اور وہ جہنم کا ایک گرم پتھر ہوگا جسے وہ کھا رہا ہوگا، تو جو چاہے اسے کم کر لے اور جو چاہے زیادہ کر لے۔'' ❶

فائدہ ❶:...... مانگنے کی عادت اختیار کرنے والوں کو اس وعید پر غور و فکر کرنا چاہیے، بالخصوص دینِ حق کی اشاعت و دعوت کا کام کرنے والے داعیان و مبلغین کو۔

654۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ عَبْدِالرَّحِيمِ بْنِ سُلَيْمَانَ. نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

تخریج: انظر ما قبله (صحیح) (اس میں بھی مجالد ضعیف راوی ہے، لیکن شواہد کی بنا پر صحیح لغیرہ ہے)

۶۵۴۔ اس سند سے بھی عبدالرحیم بن سلیمان سے اسی طرح مروی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: اس سند سے یہ حدیث غریب ہے۔

24۔ بَابُ مَا جَاءَ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ مِنَ الْغَارِمِينَ وَغَيْرِهِمْ

۲۴۔ باب: قرض داروں اور دیگر لوگوں میں سے کس کس کے لیے زکاۃ حلال ہے؟

655۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ، أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ)) فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِغُرَمَائِهِ: ((خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ، وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَجُوَيْرِيَةَ، وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/المساقاة (١٥٥٦)، د/البيوع ٦٠ (٣٤٦٩)، ن/البيوع ٣٠ (٤٥٣٤)، و٩٤ (٤٦٨٢)، ق/الأحكام ٢٥ (٢٣٥٦)، (تحفة الأشراف: ٤٢٧٠)، حم (٣/٣٦) (صحيح)

۶۵۵۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص ❶ کے پھلوں میں جو اس نے خریدے تھے، کسی آفت کی وجہ سے جو اسے لاحق ہوئی نقصان ہو گیا اور اس پر قرض زیادہ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے صدقہ دو'' چنانچہ لوگوں نے اسے صدقہ دیا، مگر وہ اس کے قرض کی مقدار کو نہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا: ''جتنا مل رہا ہے لے لو، اس کے علاوہ تمھارے لیے کچھ نہیں۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوسعید کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں عائشہ، جویریہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

25ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَمَوَالِيهِ

۲۵ـ باب: نبی اکرم ﷺ، اہل بیت اور آپ کے موالی سب کے لیے زکاۃ لینے کی حرمت

656ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَيُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الضُّبَعِيُّ السَّدُوسِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِشَيْءٍ سَأَلَ: ((أَصَدَقَةٌ هِيَ أَمْ هَدِيَّةٌ؟)) فَإِنْ قَالُوا: صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ. وَإِنْ قَالُوا: هَدِيَّةٌ أَكَلَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَبِي عَمِيرَةَ (جَدِّ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ وَاسْمُهُ: رُشَيْدُ بْنُ مَالِكٍ) وَمَيْمُونٍ أَوْ مِهْرَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي رَافِعٍ وَعَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَلْقَمَةَ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَقِيلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَجَدُّ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ اسْمُهُ: مُعَاوِيَةُ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: ن/الزكاة ۹۸ (۲٦۱٤)، (تحفة الأشراف: ۱۱۳۸٦)، حم (٥/٥) (حسن صحيح)

۶۵۶ـ معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی چیز لائی جاتی تو آپ پوچھتے: "صدقہ ہے یا ہدیہ؟" اگر لوگ کہتے کہ صدقہ ہے تو آپ نہیں کھاتے اور اگر کہتے کہ ہدیہ ہے تو کھا لیتے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) بہز بن حکیم کی یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) اس باب میں سلمان، ابوہریرہ، انس، حسن بن علی، ابوعمیرہ (معرّف بن واصل کے دادا ہیں ان کا نام رشید بن مالک ہے)، میمون یا مہران، ابن عباس، عبداللہ بن عمرو، ابورافع اور عبدالرحمٰن بن علقمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ (۳) نیز یہ حدیث "عبدالرحمٰن بن علقمۃ، سے بھی مروی ہے انہوں نے اسے عبدالرحمٰن بن أبی عقیل سے اور عبدالرحمٰن نے نبی ﷺ" سے روایت کی ہے۔

فائدہ ❶ :......صدقہ اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ سے آخرت کا ثواب مقصود ہوتا ہے اور اس کا دینے والا باعزت اور لینے والا ذلیل و حاجت مند سمجھا جاتا ہے جب کہ ہدیہ سے ہدیہ کیے جانے والے کا تقرب مقصود ہوتا ہے اور ہدیہ کرنے والی کی نظر میں اس کے باعزت اور مکرم ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

657ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ عَلَى الصَّدَقَةِ. فَقَالَ لِأَبِي رَافِعٍ: اصْحَبْنِي كَيْمَا تُصِيبَ مِنْهَا، فَقَالَ: لَا، حَتَّى آتِيَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْأَلَهُ. فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَإِنَّ مَوَالِيَ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ.)) قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ اسْمُهُ أَسْلَمُ، وَابْنُ أَبِي

رَافِعٍ هُوَ عُبَيْدُاللهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

تخريج: د/الزكاة ٢٩ (١٦٥٠)، ن/الزكاة ٩٧ (٢٦١٣)، (تحفة الأشراف: ١٢٠١٨)، حم (٦/١٠) (صحيح)

۶۵۷۔ ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بنی مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ کی وصولی پر بھیجا تو اس نے ابورافع سے کہا: تم میرے ساتھ چلو تاکہ تم بھی اس میں سے حصہ پاسکو، مگرانہوں نے کہا: نہیں، یہاں تک کہ میں جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں، چنانچہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس جا کر پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں اور قوم کے موالی بھی قوم ہی میں سے ہیں۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) ابورافع نبی اکرم ﷺ کے مولیٰ ہیں، ان کا نام اسلم ہے اور ابن ابی رافع کا نام عبیداللہ بن ابی رافع ہے، وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے منشی تھے۔

فائدہ ❶ :...... اس اصول کے تحت ابورافع کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہوا، کیونکہ ابورافع رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ تھے، لہٰذا وہ بھی بنی ہاشم میں سے ہوئے اور بنی ہاشم کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔ بنی ہاشم، بنی فاطمہ اور آل نبی کی طرف منسوب آج کتنے ہزار لوگ ہیں جو لوگوں سے زکاۃ وصدقات کا مال مانگ مانگ کر کھاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ''شاہ جی'' ہوتے ہیں۔

26۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي الْقَرَابَةِ

۲۶۔ باب: رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کا بیان

658۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ، عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ تَمْرًا فَالْمَاءُ، فَإِنَّهُ طَهُورٌ)).

وَقَالَ: اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ. وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالرَّبَابُ هِيَ أُمُّ الرَّائِحِ بِنْتُ صُلَيْعٍ. وَهَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ. وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ الرَّبَابِ. وَحَدِيثُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ عُيَيْنَةَ أَصَحُّ. وَهَكَذَا رَوَى ابْنُ عَوْنٍ وَهِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ.

تخريج: د/الصوم ٢١ (٢٣٥٥)، (بالشطر الأول فحسب)، ن/الزكاة ٨٢ (٢٥٨٣)، (بالشطر الثاني

فحسب)، ق/الصيام ٢٥ (١٦٩٩)، (بالشطر الأول)، والزكاة ٢٨ (١٨٤٤)، (بالشطر الثاني)، (تحفة الأشراف: ٤٤٨٦)، حم (٤/١٨، ٢١٤)، د/الزكاة ٣٨ (١٧٢٣)، (بالشطر الثاني) نیز دیکھئے رقم: ٦٩٥ پہلا فقرہ صیام سے متعلق (ضعیف) ہے، سند میں رباب، أم الرائح لين الحديث ہیں اور صدقہ سے متعلق دوسرا فقرہ صحیح ہے، تراجع الالبانی ١٣٢، والسراج المنیر ١٨٧٣، ١٨٧٤)

٦٥٨۔ سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی صیام افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے، کیونکہ اس میں برکت ہے، اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کرے وہ نہایت پاکیزہ چیز ہے''، نیز فرمایا: ''مسکین پر صدقہ، صرف صدقہ ہے اور رشتے دار پر صدقے میں دو بھلائیاں ہیں: یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔''
امام ترمذی کہتے ہیں: (١) سلمان بن عامر کی حدیث حسن ہے۔ (٢) سفیان ثوری نے بھی عاصم سے بطریق: ''حفصة بنت سيرين، عن الرباب، عن سلمان بن عامر، عن النبي ﷺ'' اسی حدیث کی طرح روایت کی ہے۔ (٣) نیز شعبہ نے بطریق: ''عاصم، عن حفصة، عن سلمان بن عامر'' روایت کی ہے اور اس میں انھوں نے رباب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ (٤) سفیان ثوری اور ابن عیینہ کی حدیث [1] زیادہ صحیح ہے۔ (٥) اسی طرح ابن عون اور ہشام بن حسان نے بھی بطریق: ''حفصة، عن الرباب، عن سلمان بن عامر'' روایت کی ہے۔ (٦) اس باب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب، جابر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1] :...... جس میں رباب کے واسطے کا ذکر ہے۔

27۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ

٢٧۔ باب: مال میں زکاۃ کے علاوہ بھی حق ہے

659۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَدُّوَيْهِ، حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الزَّكَاةِ فَقَالَ: ((إِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ))، ثُمَّ تَلا هَذِهِ الآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ﴾ الآيَةَ.

تخريج: ق/الزكاة ٣ (١٧٨٩)، (لكن لفظه "ليس في المال حق سوى الزكاة")، د/الزكاة ١٣ (١٦٧٧) (ضعیف) (سند میں شریک القاضی حافظہ کے ضعیف راوی ہے، ابوحمزہ میمون بھی ضعیف ہیں اور ابن ماجہ کے یہاں اسود بن عامر کی جگہ یحییٰ بن آدم ہیں، لیکن ان کی روایت شریک کے دیگر تلامذہ کے برخلاف ہے، دونوں سیاق سے یہ ضعیف ہے)

٦٥٩۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے زکاۃ کے بارے میں پوچھا، یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زکاۃ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''مال میں زکاۃ کے علاوہ بھی کچھ حق ہے [1]'' پھر آپ نے سورۂ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ﴾ (نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے پھیر لو) [2] الآیۃ۔

فائدہ ❶ :...... بظاہر یہ حدیث "ليس في المال حق سوى الزكاة" کے معارض ہے، تطبیق اس طرح دی جاتی ہے کہ زکاۃ اللہ کا حق ہے اور مال میں زکاۃ کے علاوہ جو دوسرے حقوق واجبہ ہیں ان کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے۔

فائدہ ❷ :...... پوری آیت اس طرح ہے: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاء والضَّرَّاء وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (البقرة: 177) (ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقۃً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے غلاموں کو آزاد کرنے صلاۃ کی پابندی اور زکاۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے، تنگدستی دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں) آیت سے استدلال اس طرح سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں مذکورہ وجوہ میں مال دینے کا ذکر فرمایا ہے، پھر اس کے بعد صلاۃ قائم کرنے اور زکاۃ دینے کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مال میں زکاۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں۔

660- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الطُّفَيْلِ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ. وَأَبُو حَمْزَةَ مَيْمُونٌ الأَعْوَرُ يُضَعَّفُ. وَرَوَى بَيَانٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ هٰذَا الْحَدِيثَ قَوْلَهُ وَهَذَا أَصَحُّ.

تخريج: انظر ما قبله (ضعيف)

۶۶۰- فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مال میں زکاۃ کے علاوہ بھی حقوق ہیں۔''
امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس حدیث کی سند کوئی خاص نہیں ہے۔ ❶ (۲) ابوحمزہ میمون الاعور کو ضعیف گردانا جاتا ہے۔ (۳) بیان اور اسماعیل بن سالم نے یہ حدیث شعبی سے روایت کی ہے اور اسے شعبی ہی کا قول قرار دیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... "إسناده ليس بذلك" الفاظ جرح میں سے ہے، اس کا تعلق مراتب جرح کے پہلے مرتبے سے ہے، جو سب سے ہلکا مرتبہ ہے، ایسے راوی کی حدیث قابلِ اعتبار ہوتی ہے، یعنی تقویت کے قابل اور اس کے لیے مزید روایات تلاش کی جاسکتی ہیں۔

28۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّدَقَةِ

۲۸۔ باب: صدقہ کی فضیلت کا بیان

661۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمَنُ بِيَمِينِهِ، وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً تَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ حَتَّى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ، كَمَا يُرَبِّى أَحَدُكُمْ فُلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، وَحَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَبُرَيْدَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الزكاة ٨ (تعليقًا عقب حديث رقم: ١٤١٠)، والتوحيد ٢٣ (تعليقًا عقب حديث رقم: ٧٤٣٠)، م/الزكاة ١٩ (١٠١٤)، ن/الزكاة ٤٨ (٢٥٢٦)، ق/الزكاة ٢٨ (١٨٤٢)، (تحفة الأشراف: ١٣٣٧٩)، حم (٢/٣٣١، ٤١٨، ٥٣٨)، د/الزكاة ٣٥ (١٧١٧) (صحيح) وأخرجه: خ/الزكاة ٨ (١٤١٠)، والتوحيد ٢٣ (٧٤٣٠)، وم/الزكاة (المصدر المذكور)، وحم (٢/٣٨١، ٤١٩، ٤٣١، ٤٧١، ٥٤١) من غير هذا الطريق

۶۶۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے بھی کسی پاکیزہ چیز کا صدقہ کیا اور اللہ پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے ❶ تو رحمٰن اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لیتا ہے ❷ اگر چہ وہ ایک کھجور ہی ہو، یہ مال صدقہ رحمٰن کی ہتھیلی میں بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے بڑا ہوجاتا ہے، جیسے کہ تم میں سے ایک اپنے گھوڑے کے بچے یا گائے کے بچے کو پالتا ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ام المومنین عائشہ، عدی بن حاتم، انس، عبداللہ بن ابی اوفی، حارثہ بن وہب، عبدالرحمٰن بن عوف اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:......اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حرام صدقہ اللہ قبول نہیں کرتا ہے، کیونکہ صدقہ دینے والا حرام کا مالک ہی نہیں ہوتا، اس لیے اسے اس میں تصرف کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا۔

فائدہ ❷:......یمین کا ذکر تعظیم کے لیے ہے ورنہ رحمٰن کے دونوں ہاتھ یمین ہی ہیں۔

662۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ الصَّدَقَةَ وَيَأْخُذُهَا بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيهَا لِأَحَدِكُمْ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ مُهْرَهُ. حَتَّى إِنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيرُ مِثْلَ أُحُدٍ)). وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾ وَ ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا. وَقَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَمَا يُشْبِهُ هٰذَا مِنَ الرِّوَايَاتِ مِنَ الصِّفَاتِ. وَنُزُولِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا. قَالُوا: قَدْ تَثْبُتُ الرِّوَايَاتُ فِي هٰذَا وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا يُتَوَهَّمُ، وَلَا يُقَالُ كَيْفَ؟. هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُمْ قَالُوا فِي هَذِهِ الأَحَادِيثِ: أَمِرُّوهَا بِلَا كَيْفٍ. وَهٰكَذَا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ. وَأَمَّا الْجَهْمِيَّةُ فَأَنْكَرَتْ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ وَقَالُوا: هٰذَا تَشْبِيهٌ. وَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ كِتَابِهِ: الْيَدَ وَالسَّمْعَ وَالْبَصَرَ. فَتَأَوَّلَتِ الْجَهْمِيَّةُ هَذِهِ الآيَاتِ فَفَسَّرُوهَا عَلَى غَيْرِ مَا فَسَّرَ أَهْلُ الْعِلْمِ. وَقَالُوا: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْ آدَمَ بِيَدِهِ. وَقَالُوا: إِنَّ مَعْنَى الْيَدِ هَاهُنَا الْقُوَّةُ. وَ قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: إِنَّمَا يَكُونُ التَّشْبِيهُ إِذَا قَالَ: يَدٌ كَيَدٍ أَوْ مِثْلُ يَدٍ، أَوْ سَمْعٌ كَسَمْعٍ أَوْ مِثْلُ سَمْعٍ. فَإِذَا قَالَ: سَمْعٌ كَسَمْعٍ، أَوْ مِثْلُ سَمْعٍ فَهٰذَا التَّشْبِيهُ. وَأَمَّا إِذَا قَالَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: يَدٌ وَسَمْعٌ وَبَصَرٌ، وَلَا يَقُولُ كَيْفَ وَلَا يَقُولُ مِثْلُ سَمْعٍ وَلَا كَسَمْعٍ، فَهٰذَا لَا يَكُونُ تَشْبِيهًا. وَهُوَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٤٢٨٧)، وانظر: حم (٢/٢٦٨، ٤٠٤) (منكر) ("وتصديق ذلك" کے لفظ سے منکر ہے، عباد بن منصور اخیر عمر میں مختلط ہو گئے تھے اور دوسرے کی روایتوں میں اس اضافے کا تذکرہ نہیں ہے، یعنی اس اضافے کے بغیر حدیث صحیح ہے)

۶۶۲- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ صدقہ قبول کرتا ہے اور اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لیتا ہے اور اسے پالتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ لقمہ احد پہاڑ کے مثل ہوجاتا ہے۔ اس کی تصدیق اللہ کی کتاب (قرآن) سے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾: (کیا انھیں نہیں معلوم کہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات لیتا ہے۔'' اور ﴿وَيَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾ ''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ (۳) اہلِ علم میں سے بہت سے لوگوں نے اس حدیث کے بارے میں اور اس جیسی صفات کی دوسری روایات کے بارے میں اور باری تعالیٰ کے ہر رات آسمان دنیا پر اترنے کے بارے میں کہا ہے کہ ''اس سلسلے کی روایات ثابت ہیں، ان پر ایمان لایا جائے، ان میں کسی قسم کا وہم نہ کیا جائے گا اور نہ اس کی کیفیت پوچھی جائے۔ اور اسی طرح مالک، سفیان بن عیینہ اور عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے، ان لوگوں نے ان احادیث کے بارے میں کہا ہے کہ

ان حدیثوں کو بلا کیفیت جاری کرو ❶ اسی طرح کا قول اہلِ سنت والجماعت کے اہلِ علم کا ہے، البتہ جہمیہ نے ان روایات کا انکار کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ان سے تشبیہ لازم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے کئی مقامات پر ''ہاتھ، کان، آنکھ'' کا ذکر کیا ہے۔ جہمیہ نے ان آیات کی تاویل کی ہے اور ان کی ایسی تشریح کی ہے جو اہلِ علم کی تفسیر کے خلاف ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا، دراصل ہاتھ کے معنی یہاں قوت کے ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ کہتے ہیں: تشبیہ تو تب ہوگی جب کوئی کہے: "يد كيد أو مثل يد" یا "سمع كسمع أو مثل سمع" (یعنی اللہ کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح ہے، یا ہمارے ہاتھ کے مانند ہے، اس کا کان ہمارے کان کی طرح ہے یا ہمارے کان کے مانند ہے) تو یہ تشبیہ ہوئی۔ (نہ کہ صرف یہ کہنا کہ اللہ کا ہاتھ ہے، اس سے تشبیہ لازم نہیں آتی) اور جب کوئی کہے جیسے اللہ نے کہا ہے کہ اس کے ہاتھ کان اور آنکھ ہے اور یہ نہ کہے کہ وہ کیسے ہیں اور نہ یہ کہے کہ فلاں کے کان کی مانند یا فلاں کے کان کی طرح ہے تو یہ تشبیہ نہیں ہوئی، یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سمیع ہے بصیر ہے)۔

فائدہ ❶ :...... یعنی ان پر ایمان لاؤ اور ان کی کیفیت کے بارے میں گفتگو نہ کرو۔ یہاں آج کل کے صوفیہ و مبتدعین کے عقائد کا بھی رد ہوا، یہ لوگ سلف صالحین کے برعکس اللہ کی صفات کی تاویل اور کیفیت بیان کرتے ہیں۔

663- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الصَّوْمِ أَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ؟ فَقَالَ: ((شَعْبَانُ لِتَعْظِيمِ رَمَضَانَ))، قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((صَدَقَةٌ فِي رَمَضَانَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَصَدَقَةُ بْنُ مُوسَى لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِذَاكَ الْقَوِيِّ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٤٤٩) (ضعيف)

(سند میں صدقہ بن موسیٰ حافظہ کے ضعیف راوی ہے)

٦٦٣- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: رمضان کے بعد کون سا صوم افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''شعبان کے صیام جو رمضان کی تعظیم کے لیے ہوں''، پوچھا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ''رمضان میں صدقہ کرنا۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث غریب ہے۔ (۲) صدقہ بن موسیٰ محدثین کے نزدیک زیادہ قوی راوی نہیں ہیں۔

664- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عِيسَى الْخَزَّازُ الْبَصْرِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ، وَتَدْفَعُ عَنْ مِيتَةِ السُّوءِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

تخریج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ٥٢٩) (صحیح) (حدیث کا پہلا ٹکڑا صحیح ہے)۔

(سند میں حسن بصری مدلس ہیں اور روایت عنعنہ سے ہے اور عبداللہ بن عیسیٰ الخزار ضعیف ہیں، لیکن پہلے ٹکڑے کے صحیح شواہد موجود ہیں دیکھئے الصحیحة رقم: ١٩٠٨)

٦٦٤۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ رب کے غصے کو بجھا دیتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

29۔بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ السَّائِلِ

٢٩۔باب: مانگنے والے کے حق کا بیان

665۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ بُجَيْدٍ ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ بُجَيْدٍ ، وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ الْمِسْكِينَ لَيَقُومُ عَلَى بَابِي فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيهِ إِيَّاهُ ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنْ لَمْ تَجِدِي شَيْئًا تُعْطِينَهُ إِيَّاهُ إِلاَّ ظِلْفًا مُحْرَقًا ، فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ فِي يَدِهِ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ ، وَحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ ، وَأَبِي أُمَامَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ بُجَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخریج: د/الزكاة ٣٣ (١٦٦٧)، ن/الزكاة ٧٠ (٢٥٦٦)، (تحفة الأشراف : ١٨٣٥)، حم (٦/٣٨٢ - ٣٨٣)، وأخرجه ط/صفة النبي ٥ (٨)، وحم (٧٠٤)، و (٦/٤٣٥)، من غير هذا الطريق والسياق (صحيح)

٦٦٥۔عبدالرحمن بن بجید کی دادی ام بجید حوا رضی اللہ عنہا (جو رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والیوں میں سے ہیں) سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مسکین میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور اسے دینے کے لیے میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی۔ (تو میں کیا کروں؟) رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر اسے دینے کے لیے تمھیں کوئی جلی ہوئی کھر ہی ملے تو وہی اس کے ہاتھ میں دے دو'' [1] امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ام بجید رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں علی، حسین بن علی، ابوہریرہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1]:......اس میں مبالغہ ہے، مطلب یہ ہے کہ سائل کو یوں ہی مت لوٹاؤ جو بھی میسر ہو اسے دیدو۔

30۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ

٣٠۔باب: تالیف قلب اور قریب لانے کے مقصد سے زکاۃ میں سے خرچ کرنے کا بیان

666۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: أَعْطَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ ، وَإِنَّهُ لأَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَيَّ ، فَمَا زَالَ يُعْطِينِي حَتَّى إِنَّهُ لأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بِهَذَا أَوْ شِبْهِهِ فِي الْمُذَاكَرَةِ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ . قَالَ

أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ صَفْوَانَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَغَيْرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ: أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: أَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. وَكَأَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ أَصَحُّ وَأَشْبَهُ. إِنَّمَا هُوَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ صَفْوَانَ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ. فَرَأَى أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَايُعْطَوْا، وَقَالُوا: إِنَّمَا كَانُوا قَوْمًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَتَأَلَّفُهُمْ عَلَى الإِسْلَامِ حَتَّى أَسْلَمُوا، وَلَمْ يَرَوْا أَنْ يُعْطَوْا الْيَوْمَ مِنَ الزَّكَاةِ عَلَى مِثْلِ هٰذَا الْمَعْنَى. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَنْ كَانَ الْيَوْمَ عَلَى مِثْلِ حَالِ هٰؤُلَاءِ وَرَأَى الإِمَامُ أَنْ يَتَأَلَّفَهُمْ عَلَى الإِسْلَامِ فَأَعْطَاهُمْ، جَازَ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

تخريج: م/الفضائل ١٤ (٢٣١٣)، (بلفظ "عن ابن المسيب أن صفوان قال: ......")، (تحفة الأشراف: ٤٩٤٤)، حم (٣/٤٠١) و (٦/٤٦٥) (صحيح)

٦٦٦۔صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے روز مجھے دیا، آپ مجھے (فتح مکہ سے قبل) تمام مخلوق میں سب سے زیادہ مبغوض تھے اور برابر آپ مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ آپ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہوگئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) حسن بن علی نے مجھ سے اس حدیث یا اس جیسی چیز کو مذاکرہ میں بیان کیا۔ (۲) اس باب میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۳) صفوان کی حدیث معمر وغیرہ نے زہری سے اور زہری نے سعید بن مسیّب سے روایت کی ہے جس میں "عن صفوان بن أمية" کے بجائے "أن صفوان بن أمية قال: اعطاني رسول الله ﷺ" ہے گویا یہ حدیث یونس بن یزید کی حدیث سے زیادہ صحیح اور اشبہ ہے۔ یہ عن سعيد بن المسيب عن صفوان کے بجائے "عن سعيد بن مسيب أن صفوان" ہی ہے۔ [1] (۴) جن کا دل رجھانا اور جن کو قریب لانا مقصود ہو انھیں دینے کے سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے، اکثر اہلِ علم کہتے ہیں کہ انھیں نہ دیا جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے چند لوگ تھے جن کی آپ تالیف قلب فرما رہے تھے یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے، لیکن اب اس طرح ہر کسی کو زکاۃ کا مال دینا جائز نہیں ہے۔ سفیان ثوری، اہلِ کوفہ وغیرہ اسی کے قائل ہیں، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کوئی آج بھی ان لوگوں جیسی حالت میں ہو اور امام اسلام کے لیے اس کی تالیفِ قلب ضروری سمجھے اور اُسے کچھ دے تو یہ جائز ہے، یہ شافعی کا قول ہے۔

فائدہ [1]: ...... کیونکہ سعید بن مسیّب نے صفوان بن امیہ سے کچھ بھی نہیں سنا ہے اور راوی فلان عن فلان اسی وقت کہتا ہے جب اس نے اس سے کچھ سنا ہو گو ایک ہی حدیث کیوں نہ ہو۔ (صحیح مسلم میں "أن صفوان قال" ہی ہے) امام شافعی کا قول قابلِ قبول اور قابلِ عمل ہے۔

31۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَصَدِّقِ يَرِثُ صَدَقَتَهُ

۳۱۔باب: صدقہ دینے والا اپنے صدقے کا وارث ہو جائے تو کیسا ہے؟

667۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ. وَإِنَّهَا مَاتَتْ. قَالَ: ((وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ)). قَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ. أَفَأَصُومُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((صُومِي عَنْهَا)). قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، حُجِّي عَنْهَا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، لَا يُعْرَفُ هٰذَا مِنْ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَطَاءٍ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرِثَهَا حَلَّتْ لَهُ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا الصَّدَقَةُ شَيْءٌ جَعَلَهَا لِلّٰهِ. فَإِذَا وَرِثَهَا فَيَجِبُ أَنْ يَصْرِفَهَا فِي مِثْلِهِ. وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَزُهَيْرٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ.

تخریج: م/الصوم ٢٧ (١١٤٩)، د/الزكاة ٣١ (١٦٥٦)، ق/الصدقات ٣ (٢٣٩٤)، (تحفة الأشراف: ١٩٨٠)، حم (٥/٣٥١، ٣٦١) (صحيح)

٦٦٧۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک عورت نے آپ کے پاس آ کر کہا: اللہ کے رسول! میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقے میں دی تھی، اب وہ مرگئیں (تو اس لونڈی کا کیا ہوگا؟) آپ نے فرمایا: ''تمہیں ثواب بھی مل گیا اور میراث نے اُسے تمھیں لوٹا بھی دیا۔'' اس نے پوچھا: اللہ کے رسول! میری ماں پر ایک ماہ کے صیام فرض تھے، کیا میں ان کی طرف سے صیام رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ''تو ان کی طرف سے صوم رکھ لے''، اس نے پوچھا: اللہ کے رسول! انھوں نے کبھی حج نہیں کیا، کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، ان کی طرف سے حج کرلے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) بریدہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صرف اسی طریق سے جانی جاتی ہے۔ (۳) اکثر اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ آدمی جب کوئی صدقہ کرے پھر وہ اس کا وارث ہو جائے تو اس کے لیے وہ جائز ہے۔ (۴) اور بعض کہتے ہیں: صدقہ تو اس نے اللہ کی خاطر کیا تھا، لہٰذا جب اس کا وارث ہو جائے تو لازم ہے کہ پھر اُسے اسی کے راستے میں صرف کردے۔ (یہ زیادہ افضل ہے)

32۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْعَوْدِ فِي الصَّدَقَةِ

۳۲۔باب: صدقہ دے کر واپس لینے کی کراہت کا بیان

668۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ. حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، ثُمَّ رَآهَا تُبَاعُ، فَأَرَادَ أَنْ

يَشْتَرِيهَا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

تخريج: ن/الزكاة ١٠٠ (٢٦١٧)، (تحفة الأشراف: ١٠٥٢٦)، وأخرجه: خ/الزكاة ٥٩ (١٤٩٠)، والهبة ٣٠ (٢٦٢٣)، و٣٧ (٢٦٣٦)، والوصايا ٣١ (٢٧٧٥)، والجهاد ١١٩ (٢٩٧٠)، و١٣٧ (٣٠٠٣)، م/الهبات ١ (١٦٢٠)، ن/الزكاة ١٠٠ (٢٦١٦)، ق/الصدقات ١ (٢٣٩٠)، ط/الزكاة ٢٦ (٤٩)، حم (١/٤٠، ٥٤)، من غير هذا الطريق كما أخرجه خ/الزكاة ٥٩ (١٤٨٩)، ون/الزكاة ١٠٠ (٢٦١٨)، من مسند عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما (صحيح)

٦٦٨۔عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے کسی کو ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا، پھر دیکھا کہ وہ گھوڑا بیچا جا رہا ہے تو اسے خریدنا چاہا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنا صدقہ واپس نہ لو۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(۲) اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔

فائدہ [1] :...... کیونکہ صدقہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ ظاہر حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض علما نے اپنے دیے ہوئے صدقے کے خریدنے کو حرام کہا ہے، لیکن جمہور نے اسے کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہے، کیونکہ فی نفسہ اس میں کوئی قباحت نہیں، قباحت دوسرے کی وجہ سے ہے، کیونکہ بسااوقات صدقہ دینے والا لینے والے سے جب اپنا صدقہ خریدتا ہے تو اس کے اس احسان کی وجہ سے جو صدقہ دے کر اس نے اس پر کیا تھا وہ قیمت میں رعایت سے کام لیتا ہے، نیز بظاہر یہ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ''لا تحل الصدقة إلا لخمسة لعامل عليها أو رجل اشتراها بما...... الحديث'' کے معارض ہے، تطبیق اس طرح دی جاتی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث کراہت تنزیہی پر محمول کی جائیگی اور ابوسعید رضی اللہ عنہ والی روایت بیان جواز پر، یا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نفل صدقے کے سلسلے میں ہے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت فرض صدقے کے بارے میں ہے۔

33۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ

۳۳۔باب: میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا بیان

669۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا: قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ أَفَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَإِنَّ لِي مَخْرَفًا فَأُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ . وَبِهِ يَقُولُ أَهْلُ الْعِلْمِ . يَقُولُونَ: لَيْسَ شَيْءٌ يَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ إِلَّا الصَّدَقَةُ وَالدُّعَاءُ . وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا . قَالَ: وَمَعْنَى قَوْلِهِ إِنَّ لِي مَخْرَفًا يَعْنِي بُسْتَانًا .

تخریج: خ/الوصایا ۲۰ (۲۷٦۲)، د/الوصایا ۱۵ (۲۸۸۲)، ن/الوصایا ۸ (۳٦۸۵)، (تحفة الأشراف: ٦١٦٤) (صحیح)

٦٦٩۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی: اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہوچکی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا یہ ان کے لیے مفید ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں''، اس نے عرض کی: میرا ایک باغ ہے، آپ گواہ رہیے کہ میں نے اُسے والدہ کی طرف سے صدقہ میں دے دیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن ہے۔ (۲) بعض لوگوں نے یہ حدیث بطریق عمرو بن دینا رعن عکرمہ عن النبی ﷺ مرسلاً روایت کی ہے۔ (۳) اور یہی اہلِ علم بھی کہتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو میت کو پہنچتی ہو سوائے صدقہ اور دعا کے۔ ❶ (۴) ''إِنَّ لِي مَخْرَفًا'' میں مخرفاً سے مراد باغ ہے۔

فائدہ ❶:...... ان دونوں کے سلسلے میں اہلِ سنت والجماعت میں کوئی اختلاف نہیں، اختلاف صرف بدنی عبادتوں کے سلسلے میں ہے، جیسے: صوم وصلاۃ اور قراءت قرآن وغیرہ عبادتیں۔

34۔ بَابٌ فِي نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا

۳۴۔باب: عورت اپنے شوہر کے گھر سے خرچ کرے تو کیسا ہے؟

670۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُولُ: ((لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا)). قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَلَا الطَّعَامُ. قَالَ: ((ذَاكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا)). وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي أُمَامَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخریج: ق/التجارات ٦٥ (۲۲۹٥)، (تحفة الأشراف: ٤٨٨٣)، حم (٥/٢٦٧) (حسن)

٦٧٠۔ ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کو اپنے خطبے میں فرماتے سنا: ''عورت اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ خرچ نہ کرے''، عرض کی گئی: اللہ کے رسول! اور کھانا بھی نہیں؟۔آپ نے فرمایا: ''یہ ہمارے مالوں میں سب سے افضل مال ہے۔'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ (۲) اس باب میں سعد بن ابی وقاص، اسماء بنت ابی بکر، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر شوہر کی اجازت کے بیوی خرچ نہیں کرسکتی اور اگلی روایت میں اجازت کی قید نہیں، دونوں میں تطبیق اس طرح دی جائے گی کہ اجازت کی دو قسمیں ہیں: اجازت قولی اور اجازت حالی، بعض دفعہ شوہر بغیر اجازت کے بیوی کے کچھ دے دینے پر راضی ہوتا ہے، جیسے دیہات وغیرہ میں فقیروں کو عورتیں

کچھ غلّہ اور آٹا وغیرہ دے دیا کرتی ہیں اور شوہر اس پر ان کی کوئی گرفت نہیں کرتا۔

671- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا، كَانَ لَهَا بِهِ أَجْرٌ، وَلِلزَّوْجِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَلَايَنْقُصُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مِنْ أَجْرِ صَاحِبِهِ شَيْئًا، لَهُ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (أخرجه النسائي في الكبرى) (تحفة الأشراف: ١٦١٥٤) (صحيح)

۶۷۱- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کرے تو اسے اس کا اجر ملتا ہے اور اتنا ہی اجر اس کے شوہر کو بھی اور خزانچی کو بھی اور ان میں کسی کا اجر دوسرے کے اجر کی وجہ سے کم نہیں کیا جاتا۔ شوہر کو اس کے کمانے کا اجر ملتا ہے اور عورت کو اس کے خرچ کرنے کا۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

672- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا الْمُؤَمَّلُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَعْطَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا بِطِيبِ نَفْسٍ غَيْرَ مُفْسِدَةٍ، كَانَ لَهَا مِثْلُ أَجْرِهِ لَهَا مَا نَوَتْ حَسَنًا، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ لَا يَذْكُرُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ مَسْرُوقٍ.

تخريج: خ/الزكاة ١٧ (١٤٢٥)، و٢٥ (١٤٣٧)، و٢٦ (١٤٣٩)، والبيوع ١٢ (٢٠٦٥)، م/الزكاة ٢٥ (١٠٢٤)، د/الزكاة ٤٤ (١٦٨٥)، ن/الزكاة ٥٧ (٢٥٤٠)، ق/التجارات ٦٥ (٢٢٩٤)، (تحفة الأشراف: ١٧٦٠٨)، حم (٦/٤٤، ٩٩، ٣٧٨) (صحيح)

۶۷۲- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے خوش دلی کے ساتھ بغیر فساد کی نیت کے کوئی چیز دے تو اسے مرد کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔ اسے اپنی نیک نیتی کا ثواب ملے گا اور خازن کو بھی اسی طرح ثواب ملے گا''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) یہ عمرو بن مرہ کی حدیث سے جسے انہوں نے ابووائل سے روایت کی ہے، زیادہ صحیح ہے، عمرو بن مرہ اپنی روایت میں مسروق کے واسطے کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ

۳۵- باب: صدقۂ فطر کا بیان

673- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ

عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ- إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ- صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ. فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتَّى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ، فَتَكَلَّمَ فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ إِنِّي لأَرَى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ.

قَالَ: فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. يَرَوْنَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ صَاعًا، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: مِنْ كُلِّ شَيْءٍ صَاعٌ إِلاَّ مِنَ الْبُرِّ، فَإِنَّهُ يُجْزِءُ نِصْفُ صَاعٍ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ يَرَوْنَ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

تخريج: خ/الزكاة ٧٢ (١٥٠٥)، و٧٣ (١٥٠٦)، و٧٥ (١٥٠٨)، و٧٦ (١٥١٠)، م/الزكاة ٤ (٩٨٥)، د/الزكاة ١٩ (١٦١٦)، ن/الزكاة ٣٨ (٢٥١٥)، ق/الزكاة ٢١ (١٨٢٩)، (تحفة الأشراف: ٤٢٦٩)، حم (٣/٢٣، ٧٣، ٩٨)، د/الزكاة ٢٧ (١٧٠٤) (صحيح)

٦٧٣- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ، جب رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے، صدقۂ فطر [1] میں ایک صاع گیہوں [2] یا ایک صاع جو، یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر نکالتے تھے۔ تو ہم اسی طرح برابر صدقہ ءفطر نکالتے رہے یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا، اس خطاب میں یہ بات بھی تھی کہ میں شام کے دو مد گیہوں کو ایک صاع کھجور کے برابر سمجھتا ہوں۔ تو لوگوں نے اسی کو اختیار کرلیا، یعنی لوگ دو مد آدھا صاع گیہوں دینے لگے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے ان کا خیال ہے کہ ہر چیز میں ایک صاع ہے، یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہو یہ کا بھی قول ہے۔ (۳) صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ ہر چیز میں ایک صاع ہے سوائے گیہوں کے، اس میں آدھا صاع کافی ہے۔ (۴) یہی سفیان ثوری اور ابن مبارک کا بھی قول ہے اور اہلِ کوفہ کی بھی رائے ہے کہ گیہوں میں نصف صاع ہی ہے۔

فائدہ [1] :...... صدقہ فطر کی فرضیت رمضان کے آغاز کے بعد عید سے صرف دوروز پہلے ۲ھ میں ہوئی، اس کی ادائیگی کا حکم بھی صلاۃ عید سے پہلے پہلے ہے تا کہ معاشرے کے ضرورت مند حضرات اس روز مانگنے سے بے نیاز ہوکر عام مسلمانوں کے ساتھ عید کی خوشی میں شریک ہوسکیں، اس کی مقدار ایک صاع ہے خواہ کوئی بھی جنس ہو، صدقۂ فطر کے لیے صاحبِ نصاب ہونا ضروری نہیں اور صاع ڈھائی کلوگرام کے برابر ہوتا ہے۔

فائدہ [2] :...... "صاعاً من طعام" میں طعام سے مراد حنطة (گیہوں) ہے، کیونکہ طعام کا لفظ مطلقاً گیہوں

کے معنی میں بولا جاتا تھا جب کہا جاتا ہے: إذهب إلى سوق الطعام تو اس سے سوق الحنطة (گیہوں کا بازار) ہی سمجھا جاتا تھا اور بعض لوگوں نے کہا من طعام مجمل ہے اور آگے اس کی تفسیر ہے، یہ عطف الخاص علی العام ہے۔

674- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُنَادِيًا فِي فِجَاجِ مَكَّةَ: ((أَلَا إِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ، مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ أَوْ سِوَاهُ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٨٧٤٨) (ضعيف الإسناد)

(سند میں سالم بن نوح حافظے کے ضعیف ہیں، مگر اس حدیث کی اصل ثابت ہے)

674/ م- وَرَوَى عُمَرُ بْنُ هَارُونَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ. وَقَالَ: عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مِينَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيثِ. حَدَّثَنَا جَارُودُ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

تخريج: انظر ما قبله (ضعيف الاسناد)

٦٧٤- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو مکے کی گلیوں میں منادی کرنے کے لیے بھیجا کہ "سنو! صدقۂ فطر ہر مسلمان مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا، گیہوں سے دو مد اور گیہوں کے علاوہ دوسرے غلوں سے ایک صاع واجب ہے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (۲) عمر بن ہارون نے یہ حدیث ابن جریج سے روایت کی اور کہا: "عباس بن میناء عن النبی ﷺ" پھر آگے اس حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا۔

675- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الذَّكَرِ وَالأُنْثَى، وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ. قَالَ: فَعَدَلَ النَّاسُ إِلَى نِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَدِّ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، وَثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

تخريج: خ/الزكاة ٧٧ (١٥١١)، م/الزكاة ٤ (٩٨٤)، ن/الزكاة ٣٠ (٢٥٠٢)، و٣١ (٢٥٠٣)، (تحفة الأشراف: ٧٥١٠)، حم (٢/٥) (صحيح) وأخرجه: خ/الزكاة ٧٠ (١٥٠٣)، و٧١ (١٥٠٤)، و٧٤ (١٥٠٧)، و٧٤ (١٥٠٧)، و٧٨ (١٥١٢)، وم/الزكاة (المصدر السابق)، ود/الزكاة ١٩ (١٦١١)، ون/الزكاة ٣٢ (٢٥٠٤)، و٣٣ (٢٥٠٥)، وق/الزكاة ٢١ (١٨٢٥، و١٨٢٦)، (٥٢)، وحم (٢/٥٥، ٦٣، ٦٦، ١٠٢، ١١٤، ١٣٧)، و د/الزكاة ٢٧ (١٦٦٨)، من غير هذا الطريق عنه، وانظر الحديث الآتي.

٦٧٥۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر مرد وعورت، آزاد اور غلام پر، ایک صاع کھجور، یا ایک صاع جو فرض کیا، راوی کہتے ہیں: پھر لوگوں نے آدھا صاع گیہوں کواس کے برابر کرلیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) اس باب میں ابوسعید، ابن عباس، حارث بن عبدالرحمن بن ابی ذباب کے دادا (یعنی ابوذباب)، ثعلبہ بن ابی صعیر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

676۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ أَيُّوبَ. وَزَادَ فِيهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. وَرَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ نَافِعٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ عَبِيدٌ غَيْرُ مُسْلِمِينَ، لَمْ يُؤَدِّ عَنْهُمْ صَدَقَةَ الْفِطْرِ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُؤَدِّي عَنْهُمْ، وَإِنْ كَانُوا غَيْرَ مُسْلِمِينَ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَإِسْحَاقَ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ٨٣٢١) (صحيح)

٦٧٦۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مسلمانوں میں سے ہر آزاد اور غلام، مرد اور عورت پر فرض کیا ہے۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (۲) مالک نے بھی بطریق: "نافع، عن ابن عمر، عن النبی ﷺ" ایوب کی حدیث کی طرح روایت کی ہے البتہ اس میں "من المسلمین" کا اضافہ ہے۔ (۳) اور دیگر کئی لوگوں نے نافع سے روایت کی ہے، اس میں ''من المسلمین'' کا ذکر نہیں ہے۔ (۴) اہل علم کا اس سلسلے میں اختلاف ہے: بعض کہتے ہیں کہ جب آدمی کے پاس غیر مسلم غلام ہوں تو وہ ان کا صدقہ فطر ادا نہیں کرے گا۔ یہی مالک، شافعی اور احمد کا قول ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ غلاموں کا صدقہ فطر ادا کرے گا خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں، یہ ثوری، ابن مبارک اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔

فائدہ [1]:......اس روایت میں لفظ "فَرَضَ" استعمال ہوا ہے جس کے معنی فرض اور لازم ہونے کے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر فرض ہے بعض لوگوں نے "فَرَضَ" کو "قَدَّرَ" کے معنی میں لیا ہے، لیکن یہ ظاہر کے سراسر خلاف ہے۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ روایت میں "من المسلمین" کی قید اتفاقی ہے۔

36۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْدِيمِهَا قَبْلَ الصَّلاةِ

۳۶۔باب: صلاۃ عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا بیان

677۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، أَبُو عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدَنِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ، عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِإِخْرَاجِ الزَّكَاةِ قَبْلَ الْغُدُوِّ لِلصَّلاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ الْعِلْمِ: أَنْ يُخْرِجَ الرَّجُلُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْغُدُوِّ إِلَى الصَّلاةِ.

تخريج: خ/الزكاة ٧٦ (١٥٠٩)، م/الزكاة ٥ (٩٨٦)، د/الزكاة ١٨ (١٦١٠)، ن/الزكاة ٤٥ (٢٥٢٢)، (تحفة الأشراف: ٨٤٥٢)، حم (٢/١٥١، ١٥٥) (صحيح)

وأخرجه: ن/الزكاة ٣٣ (٢٥٠٦) من غير هذا الطريق

۶۷۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن صلاۃ کے لیے جانے سے پہلے صدقہ فطر نکالنے کا حکم دیتے تھے۔امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔(۲) اور اہل علم اسی کو مستحب سمجھتے ہیں کہ آدمی صدقہ فطر صلاۃ کے لیے جانے سے پہلے نکال دے۔

37۔بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ

۳۷۔باب: وقت سے پہلے زکاۃ دینے کا بیان

678۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَلِكَ.

تخريج: د/الزكاة ٢١ (١٦٢٤)، ق/الزكاة ٧ (١٧٩٥)، (تحفة الأشراف: ١٠٠٦٣)، د/الزكاة ١٢ (١٦٧٦) (حسن)

۶۷۸۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی زکاۃ وقت سے پہلے دینے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انھیں اس کی اجازت دی۔

679۔ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْحَجَّاجِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ جَحْلٍ، عَنْ حُجْرٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعُمَرَ: ((إِنَّا قَدْ أَخَذْنَا زَكَاةَ الْعَبَّاسِ عَامَ الأَوَّلِ لِلْعَامِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: لا أَعْرِفُ حَدِيثَ تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ مِنْ حَدِيثِ

إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ، إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ . وَحَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكَرِيَّا عَنِ الْحَجَّاجِ، عِنْدِي، أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ . وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا . وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ قَبْلَ مَحِلِّهَا . فَرَأَى طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا يُعَجِّلَهَا . وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ . قَالَ: أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ لَا يُعَجِّلَهَا . و قَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنْ عَجَّلَهَا قَبْلَ مَحِلِّهَا أَجْزَأَتْ عَنْهُ . وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

تخریج: انظر ما قبلہ (حسن)

۶۷۹۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ہم عباس سے اس سال کی زکاۃ گزشتہ سال ہی لے چکے ہیں۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ (۲) اسرائیل کی پہلے زکاۃ نکالنے والی حدیث کو، جسے انہوں نے حجاج بن دینار سے روایت کی ہے، ہم صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ (۳) اسماعیل بن زکریا کی حدیث جسے انہوں نے حجاج سے روایت کی ہے، میرے نزدیک اسرائیل کی حدیث سے، جسے انہوں نے حجاج بن دینار سے روایت کی ہے، زیادہ صحیح ہے۔ (۴) نیز یہ حدیث حکم بن عتیبہ سے بھی مروی ہے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے۔ (۵) اہلِ علم کا وقت سے پہلے پیشگی زکاۃ دینے میں اختلاف ہے: اہلِ علم میں سے ایک جماعت کی رائے ہے کہ اسے پیشگی ادا نہ کرے، سفیان ثوری اسی کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں: کہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہی ہے کہ اسے پیشگی ادا نہ کرے اور اکثر اہلِ علم کا کہنا ہے کہ اگر وقت سے پہلے پیشگی ادا کر دے تو جائز ہے۔ شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔'' ❶

فائدہ ❶: ......اور یہی قول راجح ہے۔

38۔بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ

۳۸۔باب: دوسروں سے مانگنے کی ممانعت کا بیان

680۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ بَيَانِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَتَصَدَّقَ مِنْهُ فَيَسْتَغْنِيَ بِهِ عَنِ النَّاسِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا، أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ ذٰلِكَ، فَإِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَعَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَمَسْعُودِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَثَوْبَانَ وَزِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ، وَأَنَسٍ وَحُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ وَقَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ وَسَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ .

تخريج: م/الزكاة ٣٥ (١٠٤٢)، (تحفة الأشراف: ١٤٢٩٣) (صحيح) أخرجه: خ/الزكاة ٥٠ (١٤٧٠)، و٥٣

(١٤٨٠)، والبيوع ١٥ (٢٠٧٤)، والمساقاة ١٣ (٢٣٧٤)، ون/الزكاة ٨٣ (٢٥٨٥)، و٨٥ (٢٥٩٠)، وق/الزكاة ٢٥ (١٨٣٦)، وط/الصدقة ٢ (١٠)، وحم (٢/٢٤٣، ٢٥٧، ٣٠٠، ٤١٨، ٤٧٥، ٤٩٦) من غير هذا الطريق عنه

٦٨٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم میں سے کوئی شخص صبح سویرے جائے اور لکڑیوں کا گٹھر اپنی پیٹھ پر رکھ کر لائے اور اس میں سے (یعنی اس کی قیمت میں سے) صدقہ کرے اور اس طرح لوگوں سے بے نیاز رہے (یعنی ان سے نہ مانگے) اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے مانگے، وہ اسے دے یا نہ دے، ❶ کیونکہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے ❷ اور پہلے اسے دو جس کی تم خود کفالت کرتے ہو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: (۱) ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ (۲) وہ بیان کی حدیث سے، جسے انھوں نے قیس سے روایت کی ہے، غریب جانی جاتی ہے۔ (۳) اس باب میں حکیم بن حزام، ابوسعید خدری، زبیر بن عوام، عطیہ سعدی، عبداللہ بن مسعود، مسعود بن عمرو، ابن عباس، ثوبان، زیاد بن حارث صدائی، انس، حبشی بن جنادہ، قبیصہ بن مخارق، سمرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶: ...... عزیمت کی راہ یہی ہے کہ آدمی ضرورت و حاجت ہونے پر بھی کسی سے سوال نہ کرے، اگرچہ ضرورت و حاجت کے وقت سوال کرنا جائز ہے۔

فائدہ ❷: ...... اوپر والے ہاتھ سے مراد دینے والا ہاتھ ہے اور نیچے والے ہاتھ سے مراد لینے والا ہاتھ ہے۔

681۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمَسْأَلَةَ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا أَوْ فِي أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: د/الزكاة ٢٦ (١٦٣٩)، ن/الزكاة ٩٢ (٢٦٠٠)، (تحفة الأشراف: ٤٦١٤) (صحيح)

٦٨١۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مانگنا ایک زخم ہے جس سے آدمی اپنا چہرہ زخمی کر لیتا ہے، سوائے اس کے کہ آدمی حاکم سے مانگے ❶ یا کسی ایسے کام کے لیے مانگے جو ضروری اور ناگزیر ہو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶: ...... حاکم سے مانگنے کا مطلب بیت المال کی طرف رجوع کرنا ہے جو اس مقصد کے لیے ہوتا ہے کہ اس سے ضرورت مند کی آبرو مندانہ کفالت کی جائے اگر وہاں تک نہ پہنچ سکے تو ناگزیر حالات و معاملات میں دوسروں سے سوال کرنا جائز ہے۔

6 ـ كِتَابُ الصَّوْمِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ
صیام کے احکام ومسائل

1ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ
۱۔ باب: ماہِ رمضان کی فضیلت کا بیان

682ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ)). قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَسَلْمَانَ.

تخريج: ق/الصوم ٢ (١٦٤٢)، (تحفة الأشراف: ١٢٤٩) (صحيح) وأخرج الشق الأول كل من: خ/الصوم ٥ (١٨٩٨، ١٨٩٩)، وبدء الخلق ١١ (٣٢٧٧)، وم/الصوم ١ (١٠٧٩)، ون/الصوم ٣ (٢٠٩٩، ٢١٠٠)، و٤ (٢١٠١، ٢١٠٢، ٢١٠٣، ٢١٠٤)، و٥ (٢١٠٦، ٢١٠٧)، وط/الصوم ٢٢ (٥٩)، وحم (٢/٢٨١، ٣٥٧، ٣٧٨، ٤٠١)، ود/الصوم ٥٣ (١٨١٦)، من غير هذا الطريق عنه.

۶۸۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور سرکش جن [1] جکڑ دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی دروازہ کھولا نہیں جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی دروازہ بند نہیں کیا جاتا، پکارنے والا پکارتا ہے: خیر کے طلب گار! آگے بڑھ، اور شر کے طلب گار! رُک جا [2] اور آگ سے اللہ کے بہت سے آزاد کیے ہوئے بندے ہیں (تو ہوسکتا ہے کہ تو بھی انہیں میں سے ہو) اور ایسا (رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں عبدالرحمٰن بن عوف، ابن مسعود اور سلمان رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1] :...... ''مـردۃ الـجن'' کا عطف ''الشیاطین'' پر ہے، بعض اسے عطف تفسیری کہتے ہیں اور بعض عطف مغایرت۔ یہاں ایک اشکال یہ ہے کہ جب شیاطین اور مردۃ الجن قید کردیئے جاتے ہیں تو پھر معاصی کا صدور کیوں

ہوتا ہے؟ اس کا ایک جواب تو یہ کہ معصیت کے صدور کے لیے تحقق اور شیاطین کا وجود ضروری نہیں، انسان گیارہ مہینے شیطان سے متاثر ہوتا رہتا ہے رمضان میں بھی اس کا اثر باقی رہتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ لیڈر قید کر دیئے جاتے، لیکن رضا کار اور والنیٹر کھلے رہتے ہیں۔

فائدہ ❷ :...... اسی ندا کا اثر ہے کہ رمضان میں اہلِ ایمان کی نیکیوں کی جانب توجہ بڑھ جاتی ہے اور وہ اس ماہ مبارک میں تلاوت قرآن، ذکر و عبادات، خیرات اور توبہ واستغفار کا زیادہ اہتمام کرنے لگتے ہیں۔

683۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَالْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ الَّذِي رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ رِوَايَةِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَوْلَهُ: إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَهَذَا أَصَحُّ عِنْدِي مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٥٠٣٨ و ١٥٠٥١) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/الإيمان ٢٧ (٣٧)، و٢٨ (٣٨)، والصوم ٦ (١٩٠١)، والتراويح ١ (٢٠٠٨، ٢٠٠٩)، م/المسافرين ٢٥ (٧٥٩)، د/الصلاة: ٣١٨ (١٣٧١)، ن/قيام الليل ٣ (١٦٠٣)، والصوم ٣٩ (٢١٩٣)، والإيمان ٢١ (٥٠٢٧-٥٠٢٩)، و٢٢ (٥٠٣٠)، ق/الإقامة ١٧٣ (١٣٢٦)، ط/ رمضان ١ (٢)، حم (٢/٢٣٢، ٢٤١، ٣٨٥، ٤٧٣، ٥٠٣)، د/الصوم ٥٤ (١٨١٧)، من غير هذا الطريق عنه وبتصرف يسير في السياق وانظر ما يأتي عند المؤلف برقم: ٨٠٨.

۶۸۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے صوم رکھے اور اس کی راتوں میں قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ ❶ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا تو اس کے بھی سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابو ہریرہ کی (پچھلی) حدیث، جسے ابو بکر بن عیاش نے روایت کی ہے، غریب ہے، اسے ہم ابو بکر بن عیاش کی روایت کی طرح، جسے انہوں نے بطریق: " الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة" روایت کی ہے، ابو بکر ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔ ۲۔ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بسند حسن بن ربيع عن أبي الأحوص عن الأعمش مجاہد کا قول نقل کیا کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے...... پھر آگے انہوں نے پوری حدیث بیان کی۔ ۳۔ محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: یہ حدیث

میرے نزدیک ابوبکر بن عیاش کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :......اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔

2۔ بَابُ مَا جَاءَ لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصَوْمٍ

۲۔باب: رمضان کے استقبال کی نیت سے ایک دو روز پہلے صوم رکھنے کی ممانعت کا بیان

684۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِيَوْمٍ وَلَا بِيَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذَلِكَ صَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ ثُمَّ أَفْطِرُوا)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يَتَعَجَّلَ الرَّجُلُ بِصِيَامٍ قَبْلَ دُخُولِ شَهْرِ رَمَضَانَ لِمَعْنَى رَمَضَانَ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يَصُومُ صَوْمًا فَوَافَقَ صِيَامُهُ ذَلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ عِنْدَهُمْ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ١٥٠٥٧) (صحيح) وأخرجه كل من : خ/الصوم ١٤ (١٩١٤)، م/الصيام ٣ (١٠٨٢)، د/الصيام ١١ (٢٣٣٥)، ن/الصيام ٣١ (٢١٧٤)، و٣٨ (٢١٨٩)، ق/الصيام ٥ (١٦٦٠)، حم (٢/٢٣٤، ٣٤٧، ٤٠٨، ٤٣٨، ٤٧٧، ٤٩٧، ٥١٣)، د/الصوم ٤ (١٧٣١)، من غير هذا الطريق.

۶۸۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس ماہ (رمضان) سے ایک یا دو دن پہلے (رمضان کے استقبال کی نیت سے) صوم نہ رکھو ❶ ،سوائے اس کے کہ اس دن ایسا صوم آپڑے جسے تم پہلے سے رکھتے آرہے ہو ❷ اور (رمضان کا) چاند دیکھ کر صوم رکھو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر ہی صوم رکھنا بند کرو۔ اگر آسمان ابر آلود ہو جائے تو مہینے کے تیس دن شمار کرلو، پھر صوم رکھنا بند کرو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں بعض صحابہ کرام سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔ وہ اس بات کو مکروہ سمجھتے ہیں کہ آدمی ماہِ رمضان کے آنے سے پہلے رمضان کے استقبال میں صوم رکھے اور اگر کسی آدمی کا (کسی خاص دن میں) صوم رکھنے کا معمول ہو اور وہ دن رمضان سے پہلے آپڑے تو ان کے نزدیک اس دن صوم رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ ❶ :......اس ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ فرض صیام نفلی صیام کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائیں اور کچھ لوگ انھیں فرض نہ سمجھ بیٹھیں، لہٰذا تحفظِ حدود کے لیے نبی اکرم ﷺ نے جانبین سے صوم منع کر دیا، کیونکہ امم سابقہ میں اس قسم کے تغیر و تبدل ہوا کرتے تھے جس سے زیادتی فی الدین کی راہ کھلتی تھی، اس لیے اس سے منع کر دیا۔

فائدہ ❷ :......مثلاً پہلے سے جمعرات یا پیر یا ایام بیض کے صیام رکھنے کا معمول ہو اور یہ دن اتفاق سے رمضان سے دو یا ایک دن پہلے آ جائے تو اس کا صوم رکھا جائے کہ یہ استقبالِ رمضان میں سے نہیں ہے۔

685- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقَدَّمُوا شَهْرَ رَمَضَانَ بِصِيَامٍ قَبْلَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى : هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٥٤٠٦) (صحيح)

٦٨٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان سے ایک یا دو دن پہلے (رمضان کے استقبال میں) صوم نہ رکھو سوائے اس کے کہ آدمی اس دن صوم رکھتا آ رہا ہو تو اسے رکھے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ

۳- باب: شک کے دن صوم رکھنے کی کراہت کا بیان

686- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الأَشَجُّ. حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَأُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ فَقَالَ: كُلُوا فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ، فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يَشُكُّ فِيهِ النَّاسُ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَمَّارٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ التَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ كَرِهُوا أَنْ يَصُومَ الرَّجُلُ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ وَرَأَى أَكْثَرُهُمْ إِنْ صَامَهُ فَكَانَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ أَنْ يَقْضِيَ يَوْمًا مَكَانَهُ.

تخريج: خ/الصيام ٣٧ (٢١٩٠)، ق/الصيام ٣ (١٦٤٥)، (تحفة الأشراف: ١٠٣٥٤)، د/الصوم ١ (١٧٢٤) (صحيح)

٦٨٦۔ صلہ بن زفر کہتے ہیں کہ ہم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ ایک بھنی ہوئی بکری لائی گئی تو انہوں نے کہا: کھاؤ۔ یہ سن کر ایک صاحب الگ گوشے میں ہو گئے اور کہا: میں صائم ہوں، اس پر عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے کسی ایسے دن صوم رکھا جس میں لوگوں کو شبہہ ہو ❶ (کہ رمضان کا چاند طلوع ہوا ہے یا نہیں) اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی

ہے۔ ۳۔ صحابہ کرام اوران کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، یہی سفیان ثوری، مالک بن انس، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ ان لوگوں نے اس دن صوم رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے جس میں شبہہ ہو، (کہ رمضان کا چاند طلوع ہوا ہے یا نہیں) اوران میں سے اکثر کا خیال ہے کہ اگر وہ اس دن صوم رکھے اور وہ ماہِ رمضان کا دن ہو تو وہ اس کے بدلے ایک دن کی قضا کرے۔

فائدہ ۱ :...... ''جس میں شبہہ ہو'' سے مراد ۳۰ شعبان کا دن ہے، یعنی بادل کی وجہ سے ۲۹ ویں دن چاند نظر نہیں آیا تو کوئی شخص یہ سمجھ کر صوم رکھ لے کہ پتہ نہیں یہ شعبان کا تیسواں دن ہے یا رمضان کا پہلا دن، کہیں یہ رمضان ہی نہ ہو، اس طرح شک والے دن میں صوم رکھنا صحیح نہیں۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِحْصَاءِ هِلَالِ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ

۴- باب: رمضان کے لیے شعبان کے چاند کی گنتی کرنے کا بیان

687- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ حَجَّاجٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ غَرِيبٌ؛ لا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ. وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لا تَقَدَّمُوا شَهْرَ رَمَضَانَ بِيَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ)). وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو اللَّيْثِيِّ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٥١٢٣) (حسن)

۶۸۷- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے لیے شعبان کے چاند کی گنتی کرو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب ہے۔ ۲- ہم اسے اس طرح ابومعاویہ ہی کی روایت سے جانتے ہیں اور صحیح وہ روایت ہے جو (عبدہ بن سلیمان نے) بطریق: ''محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ'' روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''رمضان کے استقبال میں ایک یا دو دن پہلے صوم شروع نہ کردو، اسی طرح بطریق: ''يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ'' مروی ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّوْمَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالإِفْطَارَ لَهُ

۵- باب: چاند دیکھ کر صوم رکھنے اور دیکھ کر صوم بند کرنے کا بیان

688- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ حَالَتْ

دُونَـهُ غَيَـايَةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلاثِينَ يَوْمًا)). وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

تخريج: د/الصيام ٧ (٢٣٢٧)، ن/الصيام ١٢ (٢١٢٦)، (تحفة الأشراف: ٦١٠٥)، وأخرجه ط/الصيام ١ (٣)، وحم (١/٢٢١)، ود/الصوم١ (١٧٢٥) من غير هذا الطريق عنه (صحيح)

٦٨٨۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان سے پہلے ❶ صوم نہ رکھو، چاند دیکھ کر صوم رکھو، اور دیکھ کر ہی بند کرو، اور اگر بادل آڑے آجائے تو مہینے کے تیس دن پورے کرو۔'' ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔۲۔اس باب میں ابوہریرہ، ابوبکرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶:...... ''رمضان سے پہلے'' سے مراد شعبان کا دوسرا نصف ہے، مطلب یہ ہے کہ ۱۵شعبان کے بعد نفلی صیام نہ رکھے جائیں، تاکہ رمضان کے فرض صیام کے لیے اس کی قوت وتوانائی برقرار رہے۔

فائدہ ❷:...... یعنی بادل کی وجہ سے مطلع صاف نہ ہو اور ۲۹شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرکے رمضان کے صیام شروع کیے جائیں، اسی طرح اگر ۲۹رمضان کو چاند نظر نہ آئے تو رمضان کے تیس صیام پورے کرکے عیدالفطر منائی جائے۔

6۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ

٦-باب: مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے

689۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنِي عِيسَى بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَا صُمْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعًا وَعِشْرِينَ أَكْثَرُ مِمَّا صُمْنَا ثَلاثِينَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلشَّهْرُ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ)).

تخريج: د/الصوم ٤ (٢٣٢٢)، (تحفة الأشراف: ٩٤٧٨)، حم (١/٤٤١) (صحيح)

٦٨٩۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تیس دن کے صیام رکھنے سے زیادہ ۲۹ دن کے صیام رکھے ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں عمر، ابوہریرہ، عائشہ، سعد بن ابی وقاص، ابن عباس، ابن عمر، انس، جابر، ام سلمہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ ۲۹ دن کا (بھی) ہوتا ہے۔''

690۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ: آلَى رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا . فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَعِشْرِينَ يَوْمًا ، قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ آلَيْتَ شَهْرًا ، فَقَالَ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ . قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ٥٨٣) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/الصلاة ١٨ (٣٧٨)، والصوم ١١ (١٩١١)، والمظالم ٢٥ (٢٤٦٩)، والنكاح ٩١ (٥٢٠١)، والأيمان والنذور ٢ (٦٦٨٤)، ن/الطلاق ٣٢ (٣٤٨٦)، حم (٣/٢٠٠) من غير هذا الطريق عنه

۶۹۰۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ کے لیے ایلا کیا (یعنی اپنی بیویوں سے نہ ملنے کی قسم کھائی) پھر آپ نے اپنے بالا خانے میں ۲۹ دن قیام کیا (پھر آپ اپنی بیویوں کے پاس آئے) تو لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ نے تو ایک مہینے کا ایلا کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: مہینہ ۲۹ دن کا (بھی) ہوتا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

7۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ بِالشَّهَادَةِ

۷۔ باب: چاند دیکھنے کی گواہی پر صوم رکھنے کا بیان

691- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْهِلاَلَ قَالَ: ((أَتَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ؟)) قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: ((يَا بِلاَلُ! أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا غَدًا .))

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ نَحْوَهُ بِهَذَا الإِسْنَادِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ اخْتِلاَفٌ وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً . وَأَكْثَرُ أَصْحَابِ سِمَاكٍ رَوَوْا عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً . وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ . قَالُوا: تُقْبَلُ شَهَادَةُ رَجُلٍ وَاحِدٍ فِي الصِّيَامِ ، وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ . قَالَ إِسْحَاقُ: لاَ يُصَامُ إِلاَّ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ وَلَمْ يَخْتَلِفْ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الإِفْطَارِ أَنَّهُ لاَ يُقْبَلُ فِيهِ إِلاَّ شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ .

تخريج: د/الصيام ١٤ (٢٣٤٠)، ن/الصوم ٨ (٢١١٥)، ق/الصيام ٦ (١٦٥٢)، د/الصوم ٦ (١٧٢٤)، (تحفة الأشراف: ٦١٠٤) (ضعيف) (عکرمہ سے سماک کی روایت میں بڑا اضطراب پایا جاتا ہے۔ نیز سماک کے اکثر تلامذہ نے اسے "عن عکرمه عن النبي ﷺ......" مرسلاً روایت کیا ہے)

۶۹۱۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر کہا: میں نے چاند دیکھا ہے، آپ نے فرمایا: "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور کیا گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ اس

نے کہا: ہاں دیتاہوں، آپ نے فرمایا: ''بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ کل صوم رکھیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس کی حدیث میں اختلاف ہے۔ سفیان ثوری وغیرہ نے بطریق: ''سماك ، عن عكرمة ، عن النبي ﷺ'' مرسلاً روایت کی ہے۔ اور سماک کے اکثر شاگردوں نے بھی بطریق: ''سماك ، عن عكرمة ، عن النبي ﷺ'' مرسلاً ہی روایت کی ہے۔ ۲۔ اکثر اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ماہِ رمضان کے صیام کے سلسلے میں ایک آدمی کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور ابن مبارک، شافعی، احمد اور اہل کوفہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ ۳۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ صوم بغیر دو آدمیوں کی گواہی کے نہ رکھا جائے گا، لیکن صوم بند کرنے کے سلسلے میں اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس میں دو آدمی کی گواہی قبول ہوگی۔

8۔ بَابُ مَا جَاءَ شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ

۸۔ باب: عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے

692۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي بَكْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا. قَالَ أَحْمَدُ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ يَقُولُ: لَا يَنْقُصَانِ مَعًا فِي سَنَةٍ وَاحِدَةٍ شَهْرُ رَمَضَانَ وَذُو الْحِجَّةِ، إِنْ نَقَصَ أَحَدُهُمَا تَمَّ الآخَرُ. وَقَالَ إِسْحَاقُ: مَعْنَاهُ لَا يَنْقُصَانِ يَقُولُ وَإِنْ كَانَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ فَهُوَ تَمَامٌ غَيْرُ نُقْصَانٍ وَعَلَى مَذْهَبِ إِسْحَاقَ يَكُونُ يَنْقُصُ الشَّهْرَانِ مَعًا فِي سَنَةٍ وَاحِدَةٍ.

تخريج: خ/الصوم ١٢ (١٩١٢)، م/الصوم ٧ (١٠٨٩)، د/الصوم ٤ (٢٣٢٣)، ق/الصيام ٩ (١٦٥٩)، (تحفة الأشراف: ١١٦٧٧)، حم (٥/٣٨) (صحيح)

۶۹۲۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عید کے دونوں مہینے رمضان [1] اور ذوالحجہ کم نہیں ہوتے (یعنی دونوں ۲۹ دن کے نہیں ہوتے)۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابوبکرہ کی حدیث حسن ہے۔ ۲۔ یہ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے مروی ہے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے۔ ۳۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں: اس حدیث ''عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے'' کا مطلب یہ ہے کہ رمضان اور ذی الحجہ دونوں ایک ہی سال کے اندر کم نہیں ہوتے [2] اگر ان دونوں میں کوئی کم ہوگا، یعنی ایک ۲۹ دن کا ہوگا تو دوسرا پورا یعنی تیس دن کا ہوگا۔ ۴۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ ۲۹ دن کے ہوں تو بھی ثواب کے اعتبار سے کم نہ ہوں گے۔ اسحاق بن راہویہ کے مذہب کی رو سے دونوں مہینے ایک سال

میں کم ہو سکتے ہیں، یعنی دونوں ۲۹ دن کے ہو سکتے ہیں۔'' ❸

فائدہ ❶ :...... یہاں ایک اشکال یہ ہے کہ عید تو شوال میں ہوتی ہے پھر رمضان کو شہرِ عید کیسے کہا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قرب کی وجہ سے کہا گیا ہے، چونکہ عید رمضان ہی کی وجہ سے متحقق ہوتی ہے، لہٰذا اس کی طرف نسبت کر دی گئی ہے۔

فائدہ ❷ :...... اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بعض اوقات دونوں انتیس (۲۹) کے ہوتے ہیں، تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عام طور سے دونوں کم نہیں ہوتے ہیں۔

فائدہ ❸ :...... اور ایسا ہوتا بھی ہے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ

۹۔ باب: ہر شہر والوں کے لیے انہیں کے چاند دیکھنے کا اعتبار ہوگا

693- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ . حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ . حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ . أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ ، قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ هِلَالُ رَمَضَانَ وَأَنَا بِالشَّامِ . فَرَأَيْنَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ . فَسَأَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ ، فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ، فَقَالَ: أَأَنْتَ رَأَيْتَهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ؟ فَقُلْتُ: رَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ ، قَالَ: لَكِنْ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ . فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا أَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ: أَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ؟ قَالَ: لَا ، هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ .

تخريج: م/الصوم ٥ (١٠٨٧)، د/الصيام ٩ (٢٣٣٢)، ن/الصيام ٧ (٢١١٣)، (تحفة الأشراف: ٦٣٥٧)، حم (١/٣٠٦) (صحيح)

۶۹۳۔ کریب بیان کرتے ہیں کہ ام فضل بنت حارث نے انہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام بھیجا تو میں شام آیا اور میں نے ان کی ضرورت پوری کی اور (اسی درمیان) رمضان کا چاند نکل آیا اور میں شام ہی میں تھا کہ ہم نے جمعے کی رات کو چاند دیکھا، پھر میں مہینے کے آخر میں مدینہ آیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے وہاں کے حالات پوچھے۔ پھر انہوں نے چاند کا ذکر کیا اور کہا: تم لوگوں نے چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہم نے اُسے جمعے کی رات کو دیکھا تھا تو انہوں نے کہا: کیا تم نے بھی جمعے کی رات کو دیکھا تھا؟ تو میں نے کہا: لوگوں نے اسے دیکھا اور انہوں نے صیام رکھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی صوم رکھا، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: لیکن ہم نے اسے ہفتہ (سنیچر) کی رات کو دیکھا، تو ہم برابر صوم سے رہیں گے یہاں تک کہ ہم تیس دن پورے کر لیں یا ہم ۲۹ کا چاند دیکھ لیں، تو میں نے کہا: کیا آپ معاویہ کے چاند دیکھنے

اور صوم رکھنے پر اکتفا نہیں کریں گے؟ انہوں نے کہا: نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ۲۔ اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ ہر شہر والوں کے لیے ان کے خود چاند دیکھنے کا اعتبار ہوگا۔

فائدہ ❶ :...... اس سے معلوم ہوا کہ صوم رکھنے اور توڑنے کے سلسلے میں چاند کی رویت ضروری ہے، محض فلکی حساب کافی نہیں، رہا یہ مسئلہ کہ ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقے کے لیے معتبر ہوگی یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں علما میں اختلاف ہے: جو گروہ معتبر مانتا ہے وہ کہتا ہے کہ ”صوموا“ اور ”افطروا“ کے مخاطب ساری دنیا کے مسلمان ہیں اس لیے کسی ایک علاقے کی رویت دنیا کے سارے علاقوں کے لیے رویت ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقے کے لیے کافی نہیں ان کا کہنا ہے کہ اس حکم کے مخاطب صرف وہ مسلمان ہیں جنھوں نے چاند دیکھا ہو، جن علاقوں میں مسلمانوں نے چاند دیکھا ہی نہیں وہ اس کے مخاطب ہی نہیں، اس لیے وہ کہتے ہیں کہ ہر علاقے کے لیے اپنی الگ رویت ہے جس کے مطابق وہ صوم رکھنے یا نہ رکھنے کے فیصلے کریں گے۔ اس سلسلے میں ایک تیسرا قول بھی ہے کہ جو علاقے مطلع کے اعتبار سے قریب قریب ہیں، یعنی ان کے طلوع وغروب میں زیادہ فرق نہیں ہے ان علاقوں میں ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقوں کے لیے کافی ہے۔

10۔ بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ عَلَيْهِ الإِفْطَارُ

۱۰۔ باب: کس چیز سے صوم کھولنا مستحب ہے؟

694۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ وَجَدَ تَمْرًا فَلْيُفْطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لا فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ لا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ مِثْلَ هَذَا غَيْرَ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، وَهُوَ حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَلا نَعْلَمُ لَهُ أَصْلًا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ. وَقَدْ رَوَى أَصْحَابُ شُعْبَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، وَهَكَذَا رَوَوْا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ. وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ (شُعْبَةُ عَنِ الرَّبَابِ) وَالصَّحِيحُ مَا رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ: عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ. وَابْنُ عَوْنٍ يَقُولُ: عَنْ أُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ صُلَيْعٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ وَالرَّبَابُ هِيَ أُمُّ الرَّائِحِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (وأخرجه النسائي في الكبرىٰ) (تحفة الأشراف: ١٠٢٦) (ضعيف)

(سند میں سعید بن عامر حافظہ کے ضعیف ہیں اور ان سے اس کی سند میں وہم ہوا بھی ہے، دیکھئے: الإرواء رقم: ۹۲۲)

۶۹۴۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے کھجور میسر ہو، تو چاہیے کہ وہ اسی سے صوم کھولے، اور جسے کھجور میسر نہ ہو تو چاہیے کہ وہ پانی سے کھولے، کیونکہ پانی پاکیزہ چیز ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ اس باب میں سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ۲۔ ہم نہیں جانتے کہ انس کی حدیث سعید بن عامر کے علاوہ کسی اور نے بھی شعبہ سے روایت کی ہے، یہ حدیث غیر محفوظ ہے [1] ہم اس کی کوئی اصل عبدالعزیز کی روایت سے، جسے انہوں نے انس سے روایت کی ہو، نہیں جانتے، اور شعبہ کے شاگردوں نے یہ حدیث بطریق: "شعبة، عن عاصم، عن حفصة بنت سيرين، عن الرباب، عن سلمان بن عامر، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" روایت کی ہے، اور یہ سعید بن عامر کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ کچھ اور لوگوں نے اس کی بطریق: "شعبة، عن عاصم، عن حفصة، عن سلمان بن عامر" روایت کی ہے اور اس میں شعبہ کی رباب سے روایت کرنے کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اور صحیح وہ ہے جسے سفیان ثوری، ابن عیینہ اور دیگر کئی لوگوں نے بطریق: [2] "عاصم الأحول، عن حفصة بنت سيرين، عن الرباب، عن سلمان بن عامر" روایت کی ہے، اور ابن عون کہتے ہیں: "عن أم الرائح بنت صليع، عن سلمان بن عامر" اور رَباب ہی دراصل ام الرائح ہیں۔

فائدہ [1] :...... کیونکہ سعید بن عامر "عن شعبة عن عبدالعزيز بن صهيب عن أنس" کے طریق سے اس کی روایت میں منفرد ہیں، شعبہ کے دوسرے تلامذہ نے ان کی مخالفت کی ہے، ان لوگوں نے اسے "عن شعبة عن عاصم الأحول عن حفصة بنت سيرين عن سلمان بن عامر" کے طریق سے روایت کی ہے، اور عاصم الاحول کے تلامذہ، مثلاً: سفیان ثوری اور ابن عیینہ وغیرہم نے بھی اسے اسی طرح سے روایت کیا ہے۔

فائدہ [2] :...... یعنی ابن عون نے اپنی روایت میں "عن الرباب" کہنے کے بجائے "عن ام الروائح بنت صليع" کہا ہے، اور رباب ام الروائح کے علاوہ کوئی اور عورت نہیں ہیں، بلکہ دونوں ایک ہی ہیں۔

695۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ . ح و حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ)). زَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ((فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ)). قَالَ أَبُو عِيسَى : هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: د/الصوم ۲۱ (۲۳۵۵)، ق/الصيام ۲۵ (۱۶۹۹)، (تحفة الأشراف : ٤٤٨٦)، حم (٤/ ١٧، ١٩، ٢١٣، ٢١٥)، د/الصوم ١٢ (١٧٧٣)، وانظر أيضا ما تقدم برقم ٦٥٨ (ضعيف)

(الرباب ام الرائح لين الحديث ہیں، اس حدیث کی تصحیح ترمذی کے علاوہ: ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی کی ہے۔

البانی نے پہلے اس کی تصحیح کی تھی بعد میں اسے ضعیف الجامع الصغیر میں رکھ ❶ دیا (رقم: ۳۶۹) دیکھئے: تراجع الألبانی رقم: ۱۳۲ وإرواء رقم: ۹۲۲ ۱)

۶۹۵۔ سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے، کیونکہ اس میں برکت ہے اور جسے (کھجور) میسر نہ ہو تو وہ پانی سے افطار کرے، کیونکہ یہ پاکیزہ چیز ہے۔ ❷ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... اگر چہ قولاً اس کی سند صحیح نہیں ہے، مگر فعلاً یہ حدیث دیگر طرق سے ثابت ہے۔

فائدہ ❷ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر افطار میں کھجور میسر ہو تو کھجور ہی سے افطار کرے، کیونکہ یہ مقوی معدہ، مقوی اعصاب اور جسم میں واقع ہونے والی کمزوریوں کا بہترین بدل ہے اور اگر کھجور میسّر نہ ہو سکے تو پھر پانی سے افطار بہتر ہے۔ نبی اکرم ﷺ تازہ کھجور سے افطار کیا کرتے تھے، اگر تازہ کھجور نہیں ملتی تو خشک کھجور سے افطار کرتے اور اگر وہ بھی نہ ملتی تو چند گھونٹ پانی سے افطار کرتے تھے۔ ان دونوں چیزوں کے علاوہ اجر وثواب وغیرہ کی نیت سے کسی اور چیز، مثلاً: نمک وغیرہ سے افطار کرنا بدعت ہے، جو ملاؤں نے ایجاد کی ہے۔

696۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرُوِيَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُفْطِرُ فِي الشِّتَاءِ عَلَى تَمَرَاتٍ، وَفِي الصَّيْفِ عَلَى الْمَاءِ.

تخريج: د/الصيام ۲۱ (۲۳۵۶)، (تحفة الأشراف: ۲٦٥) (صحيح)

۶۹۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ (مغرب) پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے افطار کرتے تھے، اور اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر خشک کھجوریں بھی میسر نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن غریب ہے، ۲۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سردیوں میں چند کھجوروں سے افطار کرتے اور گرمیوں میں پانی سے۔

11۔ بَابُ مَا جَاءَ الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ وَالأَضْحَى يَوْمَ تُضَحُّونَ

۱۱۔ باب: صوم کا دن وہی ہے جب سب صوم رکھیں، عید الفطر کا دن وہی ہے جب سب عید منائیں اور عید الاضحیٰ کا دن وہی ہے جب سب عید منائیں

697۔ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ

حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ جعفَرٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الأَخْنَسِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ وَالأَضْحَى يَوْمَ تُضَحُّونَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَفَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: إِنَّمَا مَعْنَى هَذَا: أَنَّ الصَّوْمَ وَالْفِطْرَ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَعُظْمِ النَّاسِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٢٩٩٧) وأخرجه كل من: د/الصوم٥(٢٣٢٤) وق/الصيام٩ (١٦٦٠) من غير هذا الطريق (صحيح)

۶۹۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''صیام کا دن وہی ہے جس دن تم سب صوم رکھتے ہو اور افطار کا دن وہی ہے جب سب عیدالفطر مناتے ہو اور اضحی کا دن وہی ہے جب سب عید مناتے ہو''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ۲۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کی تشریح یوں کی ہے کہ صوم اور عید الفطر اجتماعیت اور سوادِ اعظم کے ساتھ ہونا چاہیے۔'' [1]

فائدہ [1] :...... امام ترمذی کا اس حدیث پر عنوان لگانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب چاند دیکھنے میں غلطی ہو جائے اور سارے کے سارے لوگ غور و خوض کرنے کے بعد ایک فیصلہ کرلیں تو اسی کے حساب سے رمضان اور عید میں کیا جائے۔

12۔ بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ

۱۲۔ باب: جب رات آجائے اور دن چلا جائے، یعنی سورج ڈوب جائے تو صائم افطار کرے

698۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرْتَ)). قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَبِي سَعِيدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الصوم ٤٣ (١٩٥٤)، م/الصيام ١٠ (١١٠٠)، د/الصيام ١٩ (٢٣٥١)، ٢٨، ٣٥، (تحفة الأشراف: ١٠٤٧٤)، حم (١/٤٨)، د/الصوم ١١ (١٧٤٢) (صحيح)

۶۹۸۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات آجائے، اور دن چلا جائے اور سورج ڈوب جائے تو تم نے افطار کرلیا'' [1] امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عمر کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن ابی اوفی اور ابوسعید خدری سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1] :...... ''تم نے افطار کرلیا'' کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے صوم کھولنے کا وقت ہوگیا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تم شرعاً صوم کھولنے والے ہوگئے خواہ تم نے کچھ کھایا پیا نہ ہو، کیونکہ سورج ڈوبتے ہی صوم اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔

اس میں صوم کے وقت کا تعین کر دیا گیا ہے کہ وہ صبح صادق سے سورج ڈوبنے تک ہے۔

13۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ

۱۳۔ باب: افطار میں جلدی کرنے کا بیان

699۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ . حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ . ح قَالَ: و أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ قِرَاءَةً، عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: اسْتَحَبُّوا تَعْجِيلَ الْفِطْرِ . وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

تخريج: خ/الصوم ٤٥ (١٩٥٧)، (تحفة الأشراف: ٤٧٤٦)، ط/الصيام ٣ (٦)، حم (٥/٣٣٧، ٣٣٩) (صحيح) وأخرجه كل من: م/الصيام ٩ (١٠٩٨)، وق/الصيام ٢٤ (١٦٩٧)، حم (٥/٣٣١، ٣٣٤، ٣٣٦)، ود/الصوم ١١ (١٧٤١) من غير هذا الطريق.

۶۹۹۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ برابر خیر میں رہیں گے ❶ جب تک کہ وہ افطار میں جلدی کریں گے'' ❷ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابوہریرہ، ابن عباس، عائشہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اور یہی قول ہے جسے صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہلِ علم نے اختیار کیا ہے، ان لوگوں نے افطار میں جلدی کرنے کو مستحب جانا ہے اور اسی کے شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی قائل ہیں۔

فائدہ ❶ :...... خیر سے مراد دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

فائدہ ❷ :...... افطار میں جلدی کریں گے، کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سورج ڈوبنے سے پہلے صوم کھول لیں گے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ سورج ڈوبنے کے بعد صوم کھولنے میں تاخیر نہیں کریں گے جیسا کہ آج کل احتیاط کے نام پر کیا جاتا ہے۔

700۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا)).

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٥٢٣٥)، وانظر: حم (٢/٢٣٨، ٣٢٩) (ضعيف)

(سند میں قرۃ بن عبدالرحمٰن کی بہت سی منکر روایات ہیں، نیز ولید بن مسلم مدلس ہیں اور روایت عنعنہ سے ہے)۔

۷۰۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: مجھے میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں۔'' ❶

فائدہ ❶ :......اس محبت کی وجہ شاید سنت کی متابعت، بدعت سے دور رہنے اور اہلِ کتاب کی مخالفت ہے۔

701۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَأَبُو الْمُغِيرَةِ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: انظر ما قبله (ضعيف) (سابقہ حدیث کے رواۃ اس میں بھی ہیں)

۷۰۱۔ اس سند سے بھی اوزاعی سے اسی طرح مروی ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

702۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! رَجُلاَنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلاَةَ، وَالآخَرُ يُؤَخِّرُ الإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلاَةَ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلاَةَ؟ قُلْنَا: عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: هَكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَالآخَرُ أَبُو مُوسَى. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَطِيَّةَ اسْمُهُ مَالِكُ بْنُ أَبِي عَامِرٍ الْهَمْدَانِيُّ. وَيُقَالُ: ابْنُ عَامِرٍ الْهَمْدَانِيُّ وَابْنُ عَامِرٍ أَصَحُّ.

تخريج: م/الصوم ٩ (١٠٩٩)، د/الصوم ٢٠ (٢٣٥٤)، ن/الصيام ٢٣ (٢١٦٠)، (تحفة الأشراف: ١٧٧٩٩)، حم (٦/٤٨) (صحيح) وأخرجه حم (٦/١٧٣) من غير هذا الطريق.

۷۰۲۔ ابوعطیہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق دونوں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ہم نے عرض کی: ام المومنین! صحابہ میں سے دو آدمی ہیں، ان میں سے ایک افطار جلدی کرتا ہے اور صلاۃ ❶ بھی جلدی پڑھتا ہے اور دوسرا افطار میں تاخیر کرتا ہے اور صلاۃ بھی دیر سے پڑھتا ہے ❷ انہوں نے کہا: وہ کون ہے جو افطار جلدی کرتا ہے اور صلاۃ بھی جلدی پڑھتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ عبداللہ بن مسعود ہیں، اس پر انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے اور دوسرے ابوموسیٰ ہیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- ابوعطیہ کا نام مالک بن ابی عامر ہمدانی ہے اور انہیں ابن عامر ہمدانی بھی کہا جاتا ہے۔ اور ابن عامر ہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... بظاہر اس سے مراد مغرب ہے اور عموم پر بھی اسے محمول کیا جاسکتا ہے اس صورت میں مغرب بھی منجملہ انہی میں سے ہوگی۔

فائدہ ❷ :...... پہلے شخص یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عزیمت اور سنت پر عمل پیرا تھے اور دوسرے شخص، یعنی ابوموسیٰ اشعری جواز اور رخصت پر۔

14۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ السُّحُورِ
۱۴۔باب: سحری تاخیر سے کھانے کا بیان

703۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلاَةِ قَالَ: قُلْتُ: كَمْ كَانَ قَدْرُ ذَلِكَ قَالَ : قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً .

تخریج: خ/المواقیت ۲۸ (۵۷۵)، والصوم ۱۹ (۱۹۲۱)، م/الصیام ۹ (۱۰۹۷)، ن/الصیام ۲۱ (۲۱۵۷)، ق/الصوم ۲۳ (۱۶۹۴)، (تحفة الأشراف : ۳۶۹۶)، حم (۱۸۲/۵، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۸، ۱۹۲)، د/الصوم ۸ (۱۷۰۲) (صحیح)

۷۰۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سحری کی، پھر ہم صلاۃ کے لیے کھڑے ہوئے، انس کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اس کی مقدار کتنی تھی؟ [1] انہوں نے کہا: پچاس آیتوں کے (پڑھنے کے) بقدر۔'' [2]

فائدہ [1] :......یعنی ان دونوں کے بیچ میں کتنا وقفہ تھا۔

فائدہ [2] :......اس سے معلوم ہوا کہ سحری بالکل آخری وقت میں کھائی جائے، یہی مسنون طریقہ ہے تاہم صبح صادق سے پہلے کھالی جائے اور یہ وقفہ پچاس آیتوں کے پڑھنے کے بقدر ہو۔

704۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ بِنَحْوِهِ إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ: قَدْرُ قِرَاءَةِ خَمْسِينَ آيَةً . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ . اسْتَحَبُّوا تَأْخِيرَ السُّحُورِ .

تخریج: انظر ما قبلہ (صحیح)

۷۰۴۔ اس سند سے بھی ہشام سے اسی طرح مروی ہے، البتہ اس میں یوں ہے: پچاس آیتوں کے پڑھنے کے بقدر۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ۳۔ یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے، ان لوگوں نے سحری میں دیر کرنے کو پسند کیا ہے۔

15۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيَانِ الْفَجْرِ
۱۵۔باب: صبح صادق کے واضح ہوجانے کا بیان

705۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُلاَزِمُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ النُّعْمَانِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ حَدَّثَنِي أَبِي طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلاَيَهِيدَنَّكُمُ السَّاطِعُ الْمُصْعِدُ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَعْتَرِضَ لَكُمُ الأَحْمَرُ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَأَبِي ذَرٍّ

وَسَمُرَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ لا يَحْرُمُ عَلَى الصَّائِمِ الأَكْلُ وَالشُّرْبُ حَتَّى يَكُونَ الْفَجْرُ الأَحْمَرُ الْمُعْتَرِضُ وَبِهِ يَقُولُ عَامَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ .

تخريج: د/الصيام ١٧ (٢٣٤٨) (تحفة الأشراف: ٥٠٢٥) (حسن صحيح)

۷۰۵۔ قیس بن طلق کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھاؤ پیو، تمہیں کھانے پینے سے چمکتی اور چڑھتی ہوئی صبح، یعنی صبح کاذب نہ روکے ❶ کھاتے پیتے رہو۔ یہاں تک کہ سرخی تمہارے چوڑان میں ہو جائے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ۲۔ اس باب میں عدی بن حاتم، ابوذر اور سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اسی پر اہل علم کا عمل ہے کہ صائم پر کھانا پینا حرام نہیں ہوتا، جب تک کہ فجر کی سرخ چوڑی روشنی نمودار نہ ہو جائے، اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے۔

فائدہ ❶ :...... الساطع المصعد سے مراد فجرِ کاذب ہے اور الاحمر سے مراد صبح صادق۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ فجر کے ظاہر ہونے تک کھانا پینا جائز ہے، مگر جمہور کہتے ہیں کہ فجر کے متحقق ہوتے ہی کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور اس روایت کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ''احمر'' کہنا مجاورت کی بنا پر ہے، کیونکہ فجر کے طلوع کے ساتھ حمرہ (سرخی) آ جاتی ہے پس فجرِ تحقق کو ''احمر'' کہہ دیا گیا ہے۔

706۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَيُوسُفُ بْنُ عِيسَى، قَالا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي هِلالٍ، عَنْ سَوَادَةَ بْنِ حَنْظَلَةَ ـ هُوَ الْقُشَيْرِيُّ ـ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ أَذَانُ بِلالٍ وَلا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيلُ، وَلَكِنْ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيرُ فِي الأُفُقِ)) . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .

تخريج: م/الصوم ٨ (١٠٩٤)، د/الصيام ١٧ (٢٣٤٦)، ن/الصيام ٣٠ (٢١٧٣)، (تحفة الأشراف: ٤٦٢٤)، حم (٥/٧، ٩، ١٣، ١٨) (صحيح)

۷۰۶۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں سحری کھانے سے بلال کی اذان باز نہ رکھے اور نہ ہی لمبی فجر باز رکھے، ہاں وہ فجر باز رکھے جو کناروں میں پھیلتی ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

16۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْغِيبَةِ لِلصَّائِمِ

۱۶۔ باب: صائم کے غیبت کرنے کی شناعت کا بیان

707۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ

فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ بِأَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)) .

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى : هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: خ/الصوم ٨ (١٩٠٣)، والأدب ٥١ (٦٠٥٧)، ق/الصيام ٢١ (١٦٨٩)، (تحفة الأشراف: ١٤٣٢١) (صحيح)

۷۰۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو (صائم) جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے'' ❶۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... اس تنبیہ سے مقصود یہ ہے کہ صائم صوم کی حالت میں اپنے آپ کو ہر قسم کی معصیت سے بچائے رکھے تاکہ وہ صیام کے ثواب کا مستحق ہو سکے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ رمضان میں کھانا پینا شروع کر دے۔

17۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ السَّحُورِ

۱۷۔ باب: سحری کھانے کی فضیلت کا بیان

708۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، وَعُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ)) .

تخريج: م/الصوم ٩ (١٠٩٥)، ن/الصيام ١٨ (٢١٤٨)، (تحفة الأشراف: ١٠٦٨ و١٤٣٣) (صحيح)

وأخرجه كل من: خ/الصوم ٢٠ (١٩٢٣)، وق/الصيام ٢٢ (١٦٩٢)، وحم (٣/٩٩، ٢١٥، ٢٥٨، ٢٨١)، ود/الصوم ٩ (١٧٣٨)، من غير هذا الطريق.

۷۰۸۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کھاؤ ❶، کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابوہریرہ، عبداللہ بن مسعود، جابر بن عبداللہ، ابن عباس، عمرو بن عاص، عرباض بن ساریہ، عتبہ بن عبداللہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ہمارے صیام اور اہل کتاب کے صیام میں فرق سحری کھانے کا ہے۔'' ❷

فائدہ ❶ :...... امر کا صیغہ ندب واستحباب کے لیے ہے۔ سحری کھانے سے آدمی پورے دن اپنے اندر طاقت و توانائی محسوس کرتا ہے، اس کے برعکس جو سحری نہیں کھاتا اسے جلدی بھوک پیاس ستانے لگتی ہے۔

فائدہ ❷ :...... اس سے معلوم ہوا کہ سحری کھانا اس امت کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے۔

709۔ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى

عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِذَلِكَ.
قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَأَهْلُ مِصْرَ يَقُولُونَ: مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ يَقُولُونَ: مُوسَى بْنُ عُلَيٍّ، وَهُوَ: مُوسَى بْنُ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيُّ.

تخريج: م/الصوم ٩ (١٠٩٦)، د/الصيام ١٥ (٢٣٤٣)، ن/الصيام ٢٧ (٢١٦٨)، (تحفة الأشراف: ١٠٧٤٩)، حم (٤/١٩٧)، د/الصوم ٩ (١٧٣٨) (صحيح)

۷۰۹۔ اس سند سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔
امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اہل مصر موسیٰ بن علی (عین کے فتحہ کے ساتھ) کہتے ہیں اور اہل عراق موسیٰ بن عُلی (عین کے ضمہ کے ساتھ) کہتے ہیں اور وہ موسیٰ بن عُلی بن رباح اللخمی ہیں۔

18۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ

۱۸۔ باب: سفر میں صوم رکھنے کی کراہت کا بیان

710۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ. فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ، وَإِنَّ النَّاسَ يَنْظُرُونَ فِيمَا فَعَلْتَ؛ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ؛ فَشَرِبَ، وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ؛ فَأَفْطَرَ بَعْضُهُمْ، وَصَامَ بَعْضُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا؛ فَقَالَ: ((أُولَئِكَ الْعُصَاةُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ)). وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ: فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: أَنَّ الْفِطْرَ فِي السَّفَرِ أَفْضَلُ حَتَّى رَأَى بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الإِعَادَةَ إِذَا صَامَ فِي السَّفَرِ، وَاخْتَارَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ الْفِطْرَ فِي السَّفَرِ و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: إِنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَحَسَنٌ، وَهُوَ أَفْضَلُ، وَإِنْ أَفْطَرَ فَحَسَنٌ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ. و قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَإِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ)) وَقَوْلِهِ حِينَ بَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا، فَقَالَ: ((أُولَئِكَ الْعُصَاةُ)) فَوَجْهُ هَذَا إِذَا لَمْ يَحْتَمِلْ قَلْبُهُ قَبُولَ رُخْصَةِ اللهِ. فَأَمَّا مَنْ رَأَى الْفِطْرَ مُبَاحًا وَصَامَ، وَقَوِيَ عَلَى ذَلِكَ، فَهُوَ أَعْجَبُ إِلَيَّ.

تخريج: م/الصوم ١٥ (١١٤١)، ن/الصيام ٤٩ (٢٢٦٥)، (تحفة الأشراف: ٢٥٩٨) (صحيح)

۷۱۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکے کی طرف نکلے تو آپ نے صوم رکھا اور

آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی صوم رکھا، یہاں تک کہ آپ کراع غمیم ❶ پر پہنچے تو آپ سے عرض کی گئی کہ لوگوں پر صوم رکھنا گراں ہورہا ہے اور لوگ آپ کے عمل کو دیکھ رہے ہیں۔ (یعنی منتظر ہیں کہ آپ کچھ کریں) تو آپ نے عصر کے بعد ایک پیالہ پانی منگا کر پیا، لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے، تو ان میں سے بعض نے صوم توڑ دیا اور بعض رکھے رہے۔ آپ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ (اب بھی) صوم سے ہیں، آپ نے فرمایا: ''یہی لوگ نافرمان ہیں۔'' ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں کعب بن عاصم، ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''سفر میں صوم رکھنا نیکی نہیں ہے''۔ ۴۔ سفر میں صوم رکھنے کے سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے، صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہل علم کا خیال ہے کہ سفر میں صوم نہ رکھنا افضل ہے، یہاں تک بعض لوگوں کی رائے ہے کہ جب وہ سفر میں صوم رکھ لے تو وہ سفر سے لوٹنے کے بعد پھر دوبارہ رکھے، احمد اور اسحاق بن راہویہ نے بھی سفر میں صوم نہ رکھنے کو ترجیح دی ہے۔ ۵۔ اور صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر وہ طاقت پائے اور صوم رکھے تو یہی مستحسن اور افضل ہے۔ سفیان ثوری، مالک بن انس اور عبداللہ بن مبارک اسی کے قائل ہیں۔ ۶۔ شافعی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ''سفر میں صوم رکھنا نیکی نہیں'' اور جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ صوم سے ہیں تو آپ کا یہ فرمانا کہ ''یہی لوگ نافرمان ہیں'' ایسے شخص کے لیے ہے جس کا دل اللہ کی دی ہوئی رخصت اور اجازت کو قبول نہ کرے، لیکن جو سفر میں صوم نہ رکھنے کو مباح سمجھتے ہوئے صوم رکھے اور اس کی قوت بھی رکھتا ہو تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔

فائدہ ❶ :...... مکے اور مدینے کے درمیان ایک وادی کا نام ہے۔

فائدہ ❷ :...... کیونکہ انہوں نے اپنے آپ پر سختی کی اور صوم افطار کرنے کے بارے میں انہیں جو رخصت دی گئی ہے اس رخصت کو قبول کرنے سے انہوں نے انکار کیا، اور یہ اس شخص پر محمول کیا جائے گا جسے سفر میں صوم رکھنے سے ضرر ہو رہا ہو۔ رہا وہ شخص جسے سفر میں صوم رکھنے سے ضرر نہ پہنچے تو وہ صوم رکھنے سے گنہگار نہ ہوگا۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ سفر کے دوران میں مشقت کی صورت میں صوم نہ رکھنا ہی افضل ہے۔

19۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ

۱۹۔ باب: سفر میں صوم نہ رکھنے کی رخصت کا بیان

711۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَكَانَ يَسْرُدُ الصَّوْمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَحَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الأَسْلَمِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ، أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، حَدِيثٌ حَسَنٌ

صَحِيحٌ .

تخريج: ن/الصوم ٥٨ (٢٣١٠)، (تحفة الأشراف : ١٧٠٧١) (صحيح)

وأخرجه كل من: خ/الصوم ٣٣ (١٩٤٢، ١٩٤٣) وم/الصيام ٧ (١١٢١)، ود/الصوم ٤٢ (٢٤٠٢)، ون/الصيام ٥٨ (٢٣٠٨-٢٣١٠)، و٧٤ (٢٣٨٦)، وق/الصوم ١٠ (١٦٦٢)، ط/الصيام ٧ (٢٤) وحم (٤٦/٦، ١٩٣، ٢٠٢، ٢٠٧)، ود/الصوم ١٥ (١٧٤٨)، من غير هذا الطريق.

۷۱۱۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں صوم رکھنے کے بارے میں پوچھا، وہ خود مسلسل صوم رکھا کرتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاہو تو رکھو اور چاہو تو نہ رکھو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عائشہ کی حدیث کہ حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں انس بن مالک، ابوسعید خدری، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو، ابوالدرداء اور حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

712۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَمَا يَعِيبُ عَلَى الصَّائِمِ صَوْمَهُ وَلَا عَلَى الْمُفْطِرِ إِفْطَارَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الصوم ١٥ (١١١٦)، ن/الصيام ٥٩ (٢٣١٢)، (تحفة الأشراف : ٤٣٤٤) (صحيح)

۷۱۲۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں سفر کرتے تو نہ آپ صوم رکھنے والے کے صوم رکھنے پر نکیر کرتے اور نہ ہی صوم نہ رکھنے والے کے صوم نہ رکھنے پر۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

713۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، ح قَالَ: وحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالأَعْلَى، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، فَلَا يَجِدُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ وَلَا الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ. فَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مَنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ، فَحَسَنٌ وَمَنْ وَجَدَ ضَعْفًا فَأَفْطَرَ فَحَسَنٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الصوم ١٥ (١١١٦)، ن/الصيام ٥٩ (٢٣١١)، (تحفة الأشراف : ٤٣٢٥) (صحيح)

وأخرجه حم (٣/٤٥، ٧٤، ٨٧) من غير هذا الطريق.

۷۱۳۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے تو ہم میں سے بعض صوم سے

ہوتے اور بعض صوم سے نہ ہوتے۔ تو نہ تو صوم نہ رکھنے والا رکھنے والے پر غصہ کرتا اور نہ ہی صوم رکھنے والے نہ رکھنے والے پر۔ ان کا خیال تھا کہ جسے قوت ہو وہ صوم رکھے تو بہتر ہے اور جس نے کمزوری محسوس کی اور صوم نہ رکھا تو بھی بہتر ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلْمُحَارِبِ فِي الإِفْطَارِ

۲۰۔ باب: مجاہد اور غازی کے لیے صوم توڑ دینے کی رخصت کا بیان

714- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي حُيَيَّةَ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَحَدَّثَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ غَزْوَتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَالْفَتْحِ فَأَفْطَرْنَا فِيهِمَا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْفِطْرِ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نَحْوُ هَذَا. إِلاَّ أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الإِفْطَارِ عِنْدَ لِقَاءِ الْعَدُوِّ وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ۱۰۴۵۰) (ضعيف الإسناد)

(سعید بن المسیب نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا ہے، لیکن دوسرے دلائل سے مسئلہ ثابت ہے)

۷۱۴۔ معمر بن ابی حیّیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن مسیّب سے سفر میں صوم رکھنے کے بارے میں پوچھا تو ابن مسیّب نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو غزوے کیے۔ غزوہ بدر اور فتح مکہ، ہم نے ان دونوں میں صوم نہیں رکھے۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ۲۔ اس باب میں ابوسعید خدری سے بھی روایت ہے۔ ۳۔ ابوسعید خدری سے مروی ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے (لوگوں کو) ایک غزوے میں افطار کا حکم دیا۔ عمر بن خطاب سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ البتہ انہوں نے صوم رکھنے کی رخصت دشمن سے مڈبھیڑ کی صورت میں دی ہے۔ اور بعض اہل علم اسی کے قائل ہیں۔

فائدہ [1]:...... یا تو سفر کی وجہ سے یا طاقت کے لیے، تاکہ دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت کمزوری لاحق نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت صوم نہ رکھنا جائز ہے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الإِفْطَارِ لِلْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ

۲۱۔ باب: حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو صوم نہ رکھنے کی رخصت

715- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَيُوسُفُ بْنُ عِيسَى، قَالا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا أَبُو هِلالٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِاللَّهِ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُولِ اللَّهِ

ﷺ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُهُ يَتَغَدَّى فَقَالَ: ((اُدْنُ فَكُلْ)) فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: ((اُدْنُ أُحَدِّثْكَ عَنِ الصَّوْمِ أَوِ الصِّيَامِ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ، وَعَنِ الْحَامِلِ، أَوِ الْمُرْضِعِ الصَّوْمَ أَوِ الصِّيَامَ)). وَاللّٰهِ! لَقَدْ قَالَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ كِلْتَيْهِمَا أَوْ إِحْدَاهُمَا فَيَا لَهْفَ نَفْسِي أَنْ لَا أَكُونَ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْكَعْبِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَلَا نَعْرِفُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ هَذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ الْوَاحِدِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: اَلْحَامِلُ وَالْمُرْضِعُ تُفْطِرَانِ وَتَقْضِيَانِ وَتُطْعِمَانِ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: تُفْطِرَانِ وَتُطْعِمَانِ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِمَا. وَإِنْ شَاءَتَا قَضَتَا وَلَا إِطْعَامَ عَلَيْهِمَا وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ.

تخريج: د/الصيام ٤٣ (٢٤٠٨)، ن/الصيام ٥١ (٢٢٧٦)، و٦٢ (٢٣١٧)، ق/الصيام ١٢ (١٦٦٧)، (تحفة الأشراف: ١٧٣٢)، حم (٤/٣٤٧)، و(٥/٢٩) (حسن صحيح)

۷۱۵۔ انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ ❶ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سواروں نے ہم پر رات میں حملہ کیا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں نے آپ کو پایا کہ آپ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''آؤ کھالو''، میں نے عرض کی: ''میں صوم سے ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''قریب آؤ، میں تمہیں صیام کے بارے میں بتاؤں، اللہ تعالیٰ نے مسافر سے صوم اور آدھی صلاۃ ❷ معاف کردی ہے، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے بھی صوم کو معاف کردیا ہے۔'' اللہ کی قسم نبی اکرم ﷺ نے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت دونوں لفظ کہے یا ان میں سے کوئی ایک لفظ کہا، تو ہائے افسوس اپنے آپ پر کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیوں نہیں کھایا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ انس بن مالک کعبی کی حدیث حسن ہے، انس بن مالک کی اس کے علاوہ کوئی اور حدیث ہم نہیں جانتے جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہو۔ ۲۔ اس باب میں ابوامیہ سے بھی روایت ہے۔ ۳۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ ۴۔ بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں صوم نہیں رکھیں گی، بعد میں قضا کریں گی، اور فقرا و مساکین کو کھانا کھلائیں گی۔ سفیان، مالک، شافعی اور احمد اسی کے قائل ہیں۔ ۵۔ بعض کہتے ہیں: وہ صوم نہیں رکھیں گی بلکہ فقرا و مساکین کو کھانا کھلائیں گی۔ اور ان پر کوئی قضا نہیں اور اگر وہ قضا کرنا چاہیں تو ان پر کھانا کھلانا واجب نہیں۔ اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔'' ❸

فائدہ ❶ :...... یہ وہ انس بن مالک نہیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے خادم ہیں، بلکہ یہ کعبی ہیں۔

فائدہ ❷ :...... مراد چار رکعت والی صلاۃ میں سے ہے۔

فائدہ ❸ :...... اور اسی کو صاحب تحفۃ الأحوذی نے راجح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ میرے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ

یہ دونوں مریض کے حکم میں ہیں، لہٰذا ان پر صرف قضا لازم ہوگی۔ واللہ أعلم۔

22۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ

۲۲۔ باب: میت کی طرف سے صوم رکھنے کا بیان

716۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَعَطَاءٍ، وَمُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، قَالَ: ((أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ تَقْضِينَهُ)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَحَقُّ اللهِ أَحَقُّ)).

قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ.

تخريج: خ/الصوم ٤٢ (١٩٥٣)، م/الصيام ٢٧ (١١٤٨)، (وعندهما "أم" بدل "أخت" وقد أشار البخاری الى اختلاف الروايات)، د/الأيمان ٢٦ (٣٣١٠)، (وعنده أيضا "أم")، (تحفة الأشراف: ٥٦١٢ و ٥٩٦١ و٦٤٢٢) (صحيح)

۷۱۶۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا: میری بہن مرگئی ہے۔ اس پر مسلسل دو ماہ کے صیام تھے۔ بتائیے میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ذرا بتاؤ اگر تمہاری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتیں؟'' اس نے کہا: ہاں (ادا کرتی)، آپ نے فرمایا: ''تو اللہ کا حق اس سے بھی بڑا ہے۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں بریدہ، ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1] :......اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس کے ذمے صوم ہو تو اس کا ولی اس کی طرف سے صوم رکھے، محدثین کا یہی قول ہے اور یہی راجح ہے۔

717۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: و سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: جَوَّدَ أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ، مِثْلَ رِوَايَةِ أَبِي خَالِدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى أَبُو مُعَاوِيَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ، وَلا عَنْ عَطَاءٍ، وَلا عَنْ مُجَاهِدٍ، وَاسْمُ أَبِي خَالِدٍ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۷۱۷۔ اس سند سے بھی اعمش سے اسی طرح مروی ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے، ۲۔ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ ابوخالد احمر نے اعمش سے یہ حدیث بہت عمدہ طریقے سے روایت کی

ہے، ۳۔ ابوخالدالأ حمر کے علاوہ دیگرلوگوں نے بھی اسے اعمش سے ابوخالد کی روایت کے مثل روایت کیا ہے، ابومعاویہ نے اور دوسرے کئی اورلوگوں نے یہ حدیث بطریق: ''الأعمش، عن مسلم البطین، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس، عن النبی ﷺ'' روایت کی ہے، اس میں ان لوگوں نے سلمہ بن کہیل کا ذکرنہیں کیا ہے۔ اور نہ ہی عطا اور مجاہد کے واسطے کا، ابوخالد کا نام سلیمان بن حیان ہے۔

23۔ بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الْكَفَّارَةِ

۲۳۔باب: میت کے چھوڑے ہوئے صوم کے کفارہ کا بیان

718۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ، فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ، لا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالصَّحِيحُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفٌ قَوْلُهُ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا الْبَابِ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُصَامُ عَنِ الْمَيِّتِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. قَالا: إِذَا كَانَ عَلَى الْمَيِّتِ نَذْرُ صِيَامٍ، يُصَامُ عَنْهُ. وَإِذَا كَانَ عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ، أُطْعِمَ عَنْهُ. و قَالَ مَالِكٌ وَسُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ لا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ. قَالَ: وَأَشْعَثُ: هُوَ ابْنُ سَوَّارٍ وَمُحَمَّدٌ: هُوَ عِنْدِي ابْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى.

تخريج: ق/الصيام ٥٠ (١٧٥٧) (تحفة الأشراف: ٨٤٢٣) (ضعيف)

(سند میں اشعث بن سوار کندی ضعیف ہیں، نیز اس حدیث کا موقوف ہونا ہی زیادہ صحیح ہے)

۷۱۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو اس حالت میں مرے کہ اس پر ایک ماہ کا صوم باقی ہوتو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ہم صرف اسی سند سے مرفوع جانتے ہیں۔ ۲۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ ابن عمر سے موقوف ہے یعنی انہیں کا قول ہے۔ ۳۔ اس بارے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے صیام رکھے جائیں گے۔ یہ قول احمد اور اسحاق بن راہویہ کا ہے۔ یہ دونوں کہتے ہیں: جب میت پر نذر والے صیام ہوں تو اس کی طرف سے صوم رکھا جائے گا اور جب اس پر رمضان کی قضا واجب ہوتو اس کی طرف سے مسکینوں اور فقیروں کو کھانا کھلایا جائے گا۔ مالک، سفیان اور شافعی کہتے ہیں کہ کوئی کسی کی طرف سے صوم نہیں رکھے گا۔

24۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَذْرَعُهُ الْقَيْءُ

۲۴۔ باب: صائم کو (خود بخود) قے آجائے اس کے حکم کا بیان

719۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلاثٌ لا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ:

الْحِجَامَةُ وَالْقَيْءُ وَالاحْتِلامُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ . وَقَدْ رَوَى عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، وَعَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ مُرْسَلا، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ . قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ السِّجْزِيَّ يَقُولُ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فَقَالَ: أَخُوهُ عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدٍ لابَأْسَ بِهِ قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ الْمَدِينِيِّ قَالَ: عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ثِقَةٌ، وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ضَعِيفٌ . قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٤١٨٢) (ضعيف)

(سند میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف راوی ہے)

۷۱۹۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں سے صائم کا صوم نہیں ٹوٹتا: پچھنا لگوانے سے ❶، قے آجانے سے اور احتلام ہوجانے سے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث محفوظ نہیں ہے۔ ۲۔ عبداللہ بن زید بن اسلم اور عبدالعزیز بن محمد اور دیگر کئی رواۃ نے یہ حدیث زید بن اسلم سے مرسلاً روایت کی ہے اور اس میں ان لوگوں نے ابوسعید خدری کے واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ۳۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم حدیث میں ضعیف مانے جاتے ہیں۔ ۴۔ میں نے ابوداود سجزی کو کہتے سنا کہ میں نے احمد بن حنبل سے عبدالرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا: ان کے بھائی عبداللہ بن زید بن اسلم میں کوئی حرج نہیں۔ ۴۔ اور میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے سنا کہ علی بن عبداللہ المدینی نے کہا: عبداللہ بن زید بن اسلم ثقہ ہیں اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں ❷ محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: میں ان سے کچھ روایت نہیں کرتا۔

فائدہ ❶ :...... بظاہر یہ روایت ''أفطر الحاجم والمحجوم'' کی مخالف ہے، تاویل یہ کی جاتی ہے کہ ''أفطر الحاجم والمحجوم'' کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں نے اپنے آپ افطار کے لیے خود کو پیش کر دیا ہے، بلکہ قریب پہنچ گئے ہیں، جسے سینگی لگائی گئی وہ ضعف وکمزوری کی وجہ سے اور سینگی لگانے والا اس لیے کہ اس سے بچنا مشکل ہے کہ جب وہ خون کھینچ رہا ہو تو خون کا کوئی قطرہ حلق میں چلا جائے اور صوم ٹوٹ جائے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ناسخ انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جسے دارقطنی نے روایت کیا ہے، اس میں ہے: ''رخص النبي ﷺ بعد في الحجامة الصائم وكان أنس يحتجم وهو صائم.''

فائدہ ❷ :...... زید بن اسلم کے تین بیٹے ہیں: عبداللہ، عبدالرحمن اور اسامہ۔ امام احمد کے نزدیک عبداللہ ثقہ ہیں اور عبدالرحمن اور اسامہ دونوں ضعیف اور یحییٰ بن معین کے نزدیک زید بن اسلم کے سبھی بیٹے ضعیف ہیں۔

25۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ اسْتَقَاءَ عَمْدًا

۲۵۔باب: جان بوجھ کر قے کر دینے والے کے حکم کا بیان

720۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ)). قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَثَوْبَانَ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. لا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ. و قَالَ مُحَمَّدٌ: لا أُرَاهُ مَحْفُوظًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَثَوْبَانَ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَاءَ فَأَفْطَرَ۔ وَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ صَائِمًا مُتَطَوِّعًا فَقَاءَ فَضَعُفَ فَأَفْطَرَ لِذَلِكَ۔ هَكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ مُفَسَّرًا وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الصَّائِمَ إِذَا ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَإِذَا اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخريج: د/الصيام ۳۲ (۲۳۸۰)، ق/الصيام ۱۶ (۱۶۷۶)، (تحفة الأشراف: ۱۴۵۴۲)، حم (۲/۴۹۸)، د/الصوم ۲۵ (۱۷۷۰) (صحيح)

۷۲۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جسے قے آجائے اس پر صوم کی قضا لازم نہیں [1] اور جو جان بوجھ کر قے کرے تو اسے صوم کی قضا کرنی چاہیے۔'' [2]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب ہے۔۲۔ہم اسے بسند ہشام عن ابن سیرین عن أبی ہریرہ عن النبی ﷺ عیسیٰ بن یونس ہی کے طریق سے جانتے ہیں۔محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں: میں اسے محفوظ نہیں سمجھتا۔ یہ حدیث دوسری اور سندوں سے بھی ابوہریرہ سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے لیکن اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ ۳۔اس باب میں ابوالدرداء، ثوبان اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔۴۔ ابوالدرداء، ثوبان اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قے کی تو آپ نے صوم توڑ دیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نفلی صوم سے تھے۔قے ہوئی تو آپ نے کچھ کمزوری محسوس کی اس لیے صوم توڑ دیا، بعض روایات میں اس کی تفسیر اسی طرح مروی ہے۔ ۵۔اور اہل علم کا عمل ابوہریرہ کی حدیث پر ہے جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ صائم کو جب قے آجائے تو اس پر قضا لازم نہیں ہے۔اور جب قے جان بوجھ کر کرے تو اسے چاہیے کہ قضا کرے۔سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔

فائدہ [1] :...... کیونکہ اس میں صائم کی کوئی غلطی نہیں۔

فائدہ ❷ :...... اکثر لوگوں کی رائے ہے کہ اس میں کفارہ نہیں صرف قضا ہے۔

26۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ نَاسِيًا

۲۶۔باب: صائم بھول کر کچھ کھا پی لے تو کیسا ہے؟

721۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فَلا يُفْطِرْ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ رَزَقَهُ اللَّهُ)).

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ۱٤٤۹۷) (صحيح)

۷۲۱۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بھول کر کچھ کھا پی لیا، وہ صوم نہ توڑے، یہ روزی ہے جو اللہ نے اُسے دی ہے۔'' ❶

فائدہ ❶ :...... بخاری کی روایت ہے " فإنما أطعمه الله وسقاه۔"

722۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ وَخَلاَّسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ أَوْ نَحْوَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ إِسْحَاقَ الْغَنَوِيَّةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، وقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: إِذَا أَكَلَ فِي رَمَضَانَ نَاسِيًا فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

تخريج: خ/الأيمان والنذور ۱٥ (٦٦٦۹)، ق/الصيام ۱٥ (۱٦۷۳)، و(تحفة الأشراف: ۱۲۳۰۳، و۱٤٤۷) (صحيح) وأخرجه د/الصيام ۳۹ (۲۳۹۸) من غير هذا الطريق والسياق، وانظر ما قبله

۷۲۲۔اس سند سے بھی ابوہریرہ نے نبی اکرم ﷺ سے اسی جیسی حدیث روایت کی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔اس باب میں ابوسعید خدری اور ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔اکثر اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے۔ سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔ ۴۔ مالک بن انس کہتے ہیں کہ جب کوئی رمضان میں بھول کر کھا پی لے تو اس پر صیام کی قضا لازم ہے، پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

27۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِفْطَارِ مُتَعَمِّدًا

۲۷۔باب: جان بوجھ کر صیامِ رمضان چھوڑ دینے کے حکم کا بیان

723۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللّهِ ﷺ: ((مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ، وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ و سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: أَبُو الْمُطَوِّسِ اسْمُهُ: يَزِيدُ بْنُ الْمُطَوِّسِ وَلَا أَعْرِفُ لَهُ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ.

تخريج: د/الصيام ٣٨ (٢٣٩٦، ٢٣٩٧)، ق/الصيام ١٥ (١٦٧٢)، حم (٢/٤٥٨، ٤٧٠)، د/الصوم ١٨ (١٧٥٦)، (تحفة الأشراف: ١٤٦١٦) (ضعيف) (سند میں ابوالمطوس لین الحدیث ہیں اوران کے والد مجہول)

۷۲۳- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بغیر کسی شرعی رخصت اور بغیر کسی بیماری کے رمضان کا کوئی صوم نہیں رکھا تو پورے سال کا صوم بھی اس کو پورا نہیں کر پائے گا چاہے وہ پورے سال صوم سے رہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابوہریرہ کی حدیث کو ہم صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ ۲- میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ ابوالمطوس کا نام یزید بن مطوس ہے اور اس کے علاوہ مجھے ان کی کوئی اور حدیث معلوم نہیں۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْفِطْرِ فِي رَمَضَانَ

۲۸- باب: رمضان میں صوم نہ رکھنے پر عائد کفارے کا بیان

724- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَأَبُو عَمَّارٍ (وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ، وَاللَّفْظُ لَفْظُ أَبِي عَمَّارٍ) قَالَا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّهِ! هَلَكْتُ قَالَ: ((وَمَا أَهْلَكَكَ؟)) قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: ((هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((اجْلِسْ.)) فَجَلَسَ. فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ - وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ - قَالَ: ((تَصَدَّقْ بِهِ)) فَقَالَ: مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَحَدٌ أَفْقَرَ مِنَّا قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ. قَالَ: ((فَخُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.)) قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّهِ بْنِ عَمْرٍو.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا مِنْ جِمَاعٍ وَأَمَّا مَنْ أَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا مِنْ أَكْلٍ أَوْ شُرْبٍ فَإِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ. وَشَبَّهُوا الأَكْلَ وَالشُّرْبَ بِالْجِمَاعِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَإِسْحَاقَ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ لأَنَّهُ إِنَّمَا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الْكَفَّارَةُ فِي الْجِمَاعِ وَلَمْ تُذْكَرْ عَنْهُ فِي الأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَقَالُوا: لَا يُشْبِهُ الأَكْلُ وَالشُّرْبُ الْجِمَاعَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ. و قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَقَوْلُ

النَّبِيِّ ﷺ لِلرَّجُلِ الَّذِي أَفْطَرَ فَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ ((خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)) يَحْتَمِلُ هَذَا مَعَانِيَ: يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الْكَفَّارَةُ عَلَى مَنْ قَدَرَ عَلَيْهَا وَهَذَا رَجُلٌ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْكَفَّارَةِ، فَلَمَّا أَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا وَمَلَكَهُ فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا أَحَدٌ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنَّا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)) لأَنَّ الْكَفَّارَةَ إِنَّمَا تَكُونُ بَعْدَ الْفَضْلِ عَنْ قُوتِهِ. وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ لِمَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ هَذَا الْحَالِ أَنْ يَأْكُلَهُ وَتَكُونَ الْكَفَّارَةُ عَلَيْهِ دَيْنًا فَمَتَى مَا مَلَكَ يَوْمًا مَا، كَفَّرَ.

تخريج: خ/الصوم ٣٠ (١٩٣٦)، م/الصيام ١٤ (١١١١)، د/الصيام ٣٧ (٢٣٩٠)، ق/الصيام ١٤ (١٦٧١)، (تحفة الأشراف: ١٢٢٧٥)، ط/الصيام ٩ (٢٨)، حم (٢/٢٤١)، د/الصوم ١٩ (١٧٥٧) (صحيح)

۷۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا: اللہ کے رسول! میں ہلاک ہو گیا، آپ نے پوچھا: ''تمہیں کس چیز نے ہلاک کر دیا؟'' اس نے عرض کی: میں رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تم ایک غلام یا لونڈی آزاد کر سکتے ہو؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ نے پوچھا: ''کیا مسلسل دو ماہ کے صیام رکھ سکتے ہو؟'' اس نے کہا: نہیں، تو آپ نے پوچھا: ''کیا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا سکتے ہو؟'' اس نے کہا: نہیں، تو آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ گیا۔ اتنے میں آپ ﷺ کے پاس ایک بڑا ٹوکرہ لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں، آپ نے فرمایا: ''اسے لے جا کر صدقہ کر دو''، اس نے عرض کی: ان دونوں ملے ہوئے علاقوں کے درمیان کی بستی (یعنی مدینہ میں) مجھ سے زیادہ محتاج کوئی نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے ساتھ والے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے لے لو اور لے جا کر اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عمر، عائشہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اہلِ علم کا اس شخص کے بارے میں جو رمضان میں جان بوجھ کر بیوی سے جماع کر کے صوم توڑ دے، اسی حدیث پر عمل ہے۔ ۴۔ اور جو جان بوجھ کر کھا پی کر صوم توڑے تو اس کے بارے میں اہلِ علم میں اختلاف ہے: بعض کہتے ہیں: اس پر صیام کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہے۔ ان لوگوں نے کھانے پینے کو جماع کے مشابہ قرار دیا ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔ بعض کہتے ہیں: اس پر صرف صیام کی قضا لازم ہے، کفارہ نہیں، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ سے جو کفارہ مذکور ہے وہ جماع سے متعلق ہے، کھانے پینے کے بارے میں آپ سے کفارہ مذکور نہیں ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہے کہ کھانا پینا جماع کے مشابہ نہیں ہے۔ یہ شافعی اور احمد کا قول ہے۔ شافعی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا اس شخص سے جس نے صوم توڑ دیا اور آپ نے اس پر صدقہ کیا یہ کہنا کہ ''اسے لے لو اور لے جا کر اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو''، کئی باتوں کا احتمال رکھتا ہے: ایک احتمال یہ بھی ہے کہ کفارہ اس شخص پر ہو گا جو اس پر قادر ہو، اور یہ ایسا شخص تھا جسے کفارہ دینے کی قدرت نہیں تھی، تو جب نبی اکرم ﷺ نے اسے کچھ دیا اور وہ اس کا

مالک ہوگیا تو اس آدمی نے عرض کی: ہم سے زیادہ اس کا کوئی محتاج نہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسے لے لو اور جا کر اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو''، اس لیے کہ روزانہ کی خوراک سے بچنے کے بعد ہی کفارہ لازم آتا ہے، تو جو اس طرح کی صورت حال سے گزر رہا ہو اس کے لیے شافعی نے اسی بات کو پسند کیا ہے کہ وہی اسے کھالے اور کفارہ اس پر فرض رہے گا، جب کبھی وہ مالدار ہوگا تو کفارہ ادا کرے گا۔

29۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ

۲۹۔ باب: صائم کے مسواک کرنے کا بیان

725۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَا لا أُحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ.

قَالَ وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لا يَرَوْنَ بِالسِّوَاكِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا إِلاَّ أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا السِّوَاكَ لِلصَّائِمِ بِالْعُودِ الرُّطَبِ وَكَرِهُوا لَهُ السِّوَاكَ آخِرَ النَّهَارِ. وَلَمْ يَرَ الشَّافِعِيُّ بِالسِّوَاكِ بَأْسًا أَوَّلَ النَّهَارِ وَلا آخِرَهُ. وَكَرِهَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ السِّوَاكَ آخِرَ النَّهَارِ.

تخريج: د/الصيام ٢٦ (٢٣٦٤)، (تحفة الأشراف: ٥٠٣٤) (ضعيف)

(سند میں عاصم بن عبیداللہ ضعیف راوی ہے)

۷۲۵۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو صوم کی حالت میں اتنی بار مسواک کرتے دیکھا کہ میں اسے شمار نہیں کرسکتا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ ۲۔ اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ ۳۔ اسی حدیث پر اہلِ علم کا عمل ہے۔ یہ لوگ صائم کے مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں [1] سمجھتے، البتہ بعض اہلِ علم نے صائم کے لیے تازی لکڑی کی مسواک کو مکروہ قرار دیا ہے اور دن کے آخری حصے میں بھی مسواک کو مکروہ کہا ہے لیکن شافعی دن کے شروع یا آخری کسی بھی حصے میں مسواک کرنے میں حرج محسوس نہیں کرتے۔ احمد اور اسحاق بن راہویہ نے دن کے آخری حصے میں مسواک کو مکروہ قرار دیا ہے۔

فائدہ [1]:...... خواہ زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد، خواہ تازی لکڑی سے ہو، یا خشک، یہی اکثر اہلِ علم کا قول ہے اور یہی راجح ہے۔

30۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ

۳۰۔ باب: صائم کے سرمہ لگانے کا بیان

726۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَطِيَّةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاتِكَةَ، عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اشْتَكَتْ عَيْنِي أَفَأَكْتَحِلُ وَأَنَا صَائِمٌ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ. وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ. وَأَبُو عَاتِكَةَ يُضَعَّفُ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ؛ فَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٩٢٢) (ضعيف الإسناد)

(سند میں ابوعاتک طریف سلمان ضعیف راوی ہے)

۷۲۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر پوچھا: میری آنکھ آ گئی ہے، کیا میں سرمہ لگالوں، میں صوم سے ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' (لگالو)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ انس کی حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ ۲۔ اس باب میں نبی اکرم ﷺ سے مروی کوئی چیز صحیح نہیں۔ ۳۔ ابوعاتکہ ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔ ۴۔ اس باب میں ابورافع سے بھی روایت ہے۔ ۵۔ صائم کے سرمہ لگانے میں اہل علم کا اختلاف ہے: بعض نے اسے مکروہ قرار دیا ہے، [1] یہ سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے اور بعض اہلِ علم نے صائم کو سرمہ لگانے کی رخصت دی ہے اور یہ شافعی کا قول ہے۔

فائدہ [1]:...... ان کی دلیل معبد بن ہوذہ کی حدیث ہے جس کی تخریج ابوداود نے کی ہے، اس میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مشک ملا ہوا سرمہ سوتے وقت لگانے کا حکم دیا اور فرمایا: صائم اس سے پرہیز کرے، لیکن یہ حدیث منکر ہے، جیسا کہ ابوداود نے یحییٰ بن معین کے حوالے سے نقل کیا ہے، لہٰذا اس حدیث کی رو سے صائم کے سرمہ لگانے کی کراہت پر استدلال صحیح نہیں، راجح یہی ہے کہ صائم کے لیے بغیر کراہت کے سرمہ لگانا جائز ہے۔

31۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

۳۱۔ باب: صائم کے بوسہ لینے کا بیان

727۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَقُتَيْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَحَفْصَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْقُبْلَةِ لِلشَّيْخِ، وَلَمْ يُرَخِّصُوا لِلشَّابِّ مَخَافَةَ أَنْ لَا يَسْلَمَ لَهُ صَوْمُهُ، وَالْمُبَاشَرَةُ عِنْدَهُمْ أَشَدُّ، وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ

الْعِلْمِ: اَلْقُبْلَةُ تُنْقِصُ الأَجْرَ، وَلاَ تُفْطِرُ الصَّائِمَ، وَرَأَوْا أَنَّ لِلصَّائِمِ إِذَا مَلَكَ نَفْسَهُ أَنْ يُقَبِّلَ وَإِذَا لَمْ يَأْمَنْ عَلَى نَفْسِهِ تَرَكَ الْقُبْلَةَ، لِيَسْلَمَ لَهُ صَوْمُهُ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ.

تخريج: م/الصيام ۱۲ (۱۱۱۰)، د/الصيام ۳۳ (۲۳۸۳)، ق/الصيام ۱۹ (۱٦۸۳)، (تحفة الأشراف: ۱۷٤۲۳) (صحیح)

۷۲۷۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ صیام (رمضان) میں بوسہ لیتے تھے۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں :۱۔عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔۲۔اس باب میں عمر بن خطاب، حفصہ، ابوسعید خدری، ام سلمہ، ابن عباس، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔۳۔ صائم کے بوسہ لینے کے سلسلے میں صحابہ کرام وغیرہم کا اختلاف ہے۔بعض صحابہ نے بوڑھے کے لیے بوسہ لینے کی رخصت دی ہے۔ اور نوجوانوں کے لیے اس اندیشے کے پیش نظر رخصت نہیں دی کہ اس کا صوم محفوظ و مامون نہیں رہ سکے گا۔مباشرت ان کے نزدیک زیادہ سخت چیز ہے۔بعض اہلِ علم نے کہا ہے: بوسہ اجر کم کر دیتا ہے،لیکن اس سے صائم کا صوم نہیں ٹوٹتا۔ان کا خیال ہے کہ صائم کو اگر اپنے نفس پر قابو(کنٹرول) ہو تو وہ بوسہ لے سکتا ہے اور جب وہ اپنے آپ پر کنٹرول نہ رکھ سکے تو بوسہ نہ لے تاکہ اس کا صوم محفوظ و مامون رہے۔یہ سفیان ثوری اور شافعی کا قول ہے۔

فائدہ [1] :......اس حدیث سے صوم کی حالت میں بوسہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس میں فرض اور نفل صیام کی تفریق صحیح نہیں۔رمضان کے صیام کی حالت میں بھی بوسہ لیا جاسکتا ہے،لیکن یہ ایسے شخص کے لیے ہے جو اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھتا ہو اور جسے اپنے نفس پر قابو نہ ہو اس کے لیے یہ رعایت نہیں۔

32۔بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَاشَرَةِ الصَّائِمِ

۳۲۔ باب: صائم کا بوس و کنار کیسا ہے؟

728۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَاشِرُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لإِرْبِهِ.

تخريج: تفرد به المؤلف وانظر ما بعده (تحفة الأشراف: ۱۷٤۱۸) (صحیح)

۷۲۸۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوم کی حالت میں مجھ سے بوس و کنار کرتے تھے، آپ اپنی خواہش پر تم میں سب سے زیادہ کنٹرول رکھنے والے تھے۔

729۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لإِرْبِهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَأَبُو مَيْسَرَةَ اسْمُهُ: عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ، وَمَعْنَى لإِرْبِهِ لِنَفْسِهِ.

تخريج: م/الصيام ۱۲ (۱۱۰٦)، د/الصيام ۳۳ (۲۳۸۲)، (تحفة الأشراف: ۱۵۹۵ و ۱۷٤۰۷) (صحیح)

وأخرجه كل من: خ/الصوم ۲۳ (۱۹۲۷)، وم/الصيام (المصدر السابق)، وق/الصيام ۱۹ (۱٦۸٤)، ود/الصوم ۲۱ (۱۷٦۳)، من غير هذا الطريق.

۷۲۹۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صوم کی حالت میں بوسہ لیتے اور اپنی بیویوں کے ساتھ لپٹ کر لیٹتے تھے، آپ اپنی جنسی خواہش پر تم میں سب سے زیادہ کنٹرول رکھنے والے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اور " لإربه" کے معنی "لنفسه" (اپنے نفس پر) کے ہیں۔

33۔ بَابُ مَا جَاءَ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يَعْزِمْ مِنَ اللَّيْلِ

۳۳۔ باب: جو رات ہی کو صوم کی نیت نہ کرے اس کا صوم نہیں

730۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ حَفْصَةَ، حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلُهُ، وَهُوَ أَصَحُّ. وَهَكَذَا أَيْضًا رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ مَوْقُوفًا، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ إِلَّا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فِي رَمَضَانَ. أَوْ فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ، أَوْ فِي صِيَامِ نَذْرٍ إِذَا لَمْ يَنْوِهِ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يُجْزِهِ، وَأَمَّا صِيَامُ التَّطَوُّعِ فَمُبَاحٌ لَهُ أَنْ يَنْوِيَهُ بَعْدَ مَا أَصْبَحَ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

تخريج: د/الصيام ۷۱ (۲٤٥٤)، ن/الصيام ٦۸ (۲۳۳۳)، ق/الصيام ۲٦ (۱۷۰۰)، (تحفة الأشراف: ۱٥۸۰۲)، حم (٦/۲۸۷)، د/الصوم ۱۰ (۱۷٤۰) (صحيح)

۷۳۰۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے صوم کی نیت فجر سے پہلے نہیں کر لی، اس کا صوم نہیں ہوا۔" ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ہم صرف اسی سند سے مرفوع جانتے ہیں۔ نیز اسے نافع سے بھی روایت کیا گیا ہے، انہوں نے ابن عمر سے روایت کی ہے اور اسے ابن عمر ہی کا قول قرار دیا ہے، اس کا موقوف ہونا ہی زیادہ صحیح ہے اور اسی طرح یہ حدیث زہری سے بھی موقوفاً مروی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اسے مرفوع کیا ہے یحییٰ بن ایوب کے سوا۔ ۲۔ اس کا معنی اہلِ علم کے نزدیک صرف یہ ہے کہ اس کا صوم نہیں ہوتا جو رمضان میں یا رمضان کی قضا میں یا نذر کے صیام میں صوم کی نیت طلوع فجر سے پہلے نہیں کرتا۔ اگر اس نے رات میں نیت نہیں کی تو اس کا صوم نہیں ہوا، البتہ نفل صوم میں اس کے لیے صبح ہو جانے کے بعد بھی صوم کی نیت کرنا مباح ہے۔ یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔

فائدہ ❶ :...... بظاہر یہ عام ہے فرض اور نفل دونوں قسم کے صیام کو شامل ہے، لیکن جمہور نے اسے فرض کے ساتھ خاص مانا ہے اور راجح بھی یہی ہے، اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جس میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آتے اور پوچھتے: کیا کھانے کی کوئی چیز ہے؟ تو اگر میں کہتی کہ نہیں تو آپ فرماتے: میں صوم سے ہوں۔

34۔بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْطَارِ الصَّائِمِ الْمُتَطَوِّعِ

۳۴۔باب: نفلی صیام کے توڑنے کا بیان

731۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ ابْنِ أُمِّ هَانِءٍ، عَنْ أُمِّ هَانِءٍ قَالَتْ: كُنْتُ قَاعِدَةً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَنِي فَشَرِبْتُ مِنْهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي أَذْنَبْتُ فَاسْتَغْفِرْ لِي فَقَالَ ((وَمَا ذَاكِ))؟ قَالَتْ: كُنْتُ صَائِمَةً فَأَفْطَرْتُ فَقَالَ: ((أَمِنْ قَضَاءٍ كُنْتِ تَقْضِينَهُ؟)) قَالَتْ: لَا، قَالَ: ((فَلَا يَضُرُّكِ.)) قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعَائِشَةَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (وأخرجه النسائي في الكبرىٰ) (تحفة الأشراف : ١٨٠١٥) (صحيح)

(متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، ورنہ ''سماک'' جب منفرد ہوں تو ان کی روایت میں بڑا اضطراب پایا جاتا ہے، یہی حال اگلی حدیث میں ہے)

۷۳۱۔ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، اتنے میں آپ کے پاس پینے کی کوئی چیز لائی گئی، آپ نے اس میں سے پیا، پھر مجھے دیا تو میں نے بھی پیا۔ پھر میں نے عرض کی: میں نے گناہ کا کام کرلیا ہے۔ آپ میرے لیے بخشش کی دعا کر دیجیے۔ آپ نے پوچھا: ''کیابات ہے؟'' میں نے کہا: میں صوم سے تھی اور میں نے صوم توڑ دیا تو آپ نے پوچھا: ''کیا کوئی قضا کا صوم تھا جسے تم قضا کر رہی تھی؟'' عرض کی: نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو اس سے تمہیں کوئی نقصان ہونے والا نہیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں ابوسعید خدری اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث آئی ہیں۔

732۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: كُنْتُ أَسْمَعُ سِمَاكَ بْنَ حَرْبٍ يَقُولُ: أَحَدُ ابْنَيْ أُمِّ هَانِءٍ حَدَّثَنِي، فَلَقِيتُ أَنَا أَفْضَلَهُمَا وَكَانَ اسْمُهُ: جَعْدَةَ، وَكَانَتْ أُمُّ هَانِءٍ جَدَّتَهُ. فَحَدَّثَنِي عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَدَعَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ. ثُمَّ نَاوَلَهَا فَشَرِبَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَمَا إِنِّي كُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ أَمِينُ نَفْسِهِ إِنْ شَاءَ صَامَ، وَإِنْ شَاءَ أَفْطَرَ)). قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لَهُ: أَأَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ أُمِّ هَانِءٍ؟ قَالَ: لَا، أَخْبَرَنِي أَبُو صَالِحٍ وَأَهْلُنَا عَنْ أُمِّ هَانِءٍ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ فَقَالَ: عَنْ هَارُونَ بْنِ بِنْتِ أُمِّ هَانِءٍ عَنْ أُمِّ هَانِءٍ. وَرِوَايَةُ شُعْبَةَ أَحْسَنُ. هَكَذَا حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، عَنْ أَبِي دَاوُدَ فَقَالَ: أَمِينُ نَفْسِهِ، وَ حَدَّثَنَا غَيْرُ مَحْمُودٍ، عَنْ أَبِي دَاوُدَ فَقَالَ:

أَمِيرُ نَفْسِهِ أَوْ أَمِينُ نَفْسِهِ عَلَى الشَّكِّ، وَهَكَذَا رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ شُعْبَةَ أَمِينُ أَوْ أَمِيرُ نَفْسِهِ عَلَى الشَّكِّ. قَالَ: وَحَدِيثُ أُمِّ هَانِءٍ فِى إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الصَّائِمَ الْمُتَطَوِّعَ إِذَا أَفْطَرَ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ. إِلَّا أَنْ يُحِبَّ أَنْ يَقْضِيَهُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَالشَّافِعِيِّ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٨٠٠١) (صحیح) (سابقہ حدیث سے تقویت پا کر یہ صحیح لغیرہ ہے)

۷۳۲۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے سماک بن حرب کو کہتے سنا کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں میں سے ایک نے مجھ سے حدیث بیان کی تو میں ان دونوں میں جو سب سے افضل تھا اس سے ملا، اس کا نام جعدہ تھا، ام ہانی اس کی دادی تھیں، اس نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کی دادی کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں آئے تو آپ نے کوئی پینے کی چیز منگائی اور اسے پیا۔ پھر آپ نے انہیں دیا تو انہوں نے بھی پیا۔ پھر انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! میں تو صوم سے تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نفل صوم رکھنے والا اپنے نفس کا امین ہے، چاہے تو صوم رکھے اور چاہے تو نہ رکھے۔''

شعبہ کہتے ہیں: میں نے سماک سے پوچھا: کیا آپ نے اسے ام ہانی سے سنا ہے؟ کہا: نہیں، مجھے ابوصالح نے اور ہمارے گھر والوں نے خبر دی ہے اور ان لوگوں نے ام ہانی سے روایت کی۔

حماد بن سلمہ نے بھی یہ حدیث سماک بن حرب سے روایت کی ہے۔ اس میں ہے ام ہانی کی لڑکی کے بیٹے ہارون سے روایت ہے، انہوں نے ام ہانی سے روایت کی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ شعبہ کی روایت سب سے بہتر ہے، اسی طرح ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا ہے اور محمود نے ابوداود سے روایت کی ہے، اس میں ''أمين نفسه'' ہے، البتہ ابوداود سے محمود کے علاوہ دوسرے لوگوں نے جو روایت کی تو ان لوگوں نے ''أمير نفسه أو أمين نفسه'' شک کے ساتھ کہا۔ اور اسی طرح شعبہ سے متعدد سندوں سے بھی ''أمين أو أمير نفسه'' شک کے ساتھ وارد ہے۔ ام ہانی کی حدیث کی سند میں کلام ہے۔ ۲۔ اور صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ نفل صوم رکھنے والا اگر صوم توڑ دے تو اس پر کوئی قضا لازم نہیں الا یہ کہ وہ قضا کرنا چاہے۔ یہی سفیان ثوری، احمد، اسحاق بن راہویہ اور شافعی کا قول ہے [1]۔

فائدہ [1]:...... یہی جمہور کا قول ہے، ان کی دلیل ام ہانی کی روایت ہے جس میں ہے ''فإن شئت فاقضي وإن شئت فلا تقضي'' نیز ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں ہے ''أفطر فصم مكانه إن شئت'' یہ دونوں روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نفل صوم توڑ دینے پر قضا لازم نہیں، حنفیہ کہتے ہیں کہ قضا لازم ہے، ان کی دلیل عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے جو ایک باب کے بعد آ رہی ہے، لیکن وہ ضعیف ہے۔

35۔ بَابُ صِيَامِ الْمُتَطَوِّعِ بِغَيْرِ تَبْيِيتٍ

۳۵۔باب: رات میں صوم کی نیت کیے بغیر نفلی صوم رکھنے کا بیان

733۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَإِنِّي صَائِمٌ.

تخريج: م/الصيام ٣٢ (١١٥٤)، د/الصيام ٧٢ (٢٤٥٥)، ن/الصيام ٦٧ (٢٣٢٤)، ق/الصيام ٢٦ (١٧٠١)، (تحفة الأشراف : ١٧٨٧٢)، حم (٦/٤٩، ٢٠٧) (حسن صحيح)

۷۳۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن میرے پاس آئے اور آپ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ (کھانے کو) ہے میں نے عرض کی: نہیں، تو آپ نے فرمایا: ''تو میں صوم سے ہوں۔''

734۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِينِي فَيَقُولُ: ((أَعِنْدَكِ غَدَاءٌ؟)) فَأَقُولُ: لَا فَيَقُولُ ((إِنِّي صَائِمٌ)) قَالَتْ: فَأَتَانِي يَوْمًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهُ قَدْ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ: ((وَمَا هِيَ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: حَيْسٌ قَالَ: ((أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا)) قَالَتْ: ثُمَّ أَكَلَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخريج: انظر ما قبله (حسن صحيح)

۷۳۴۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس آتے تو پوچھتے: کیا تمہارے پاس کھانا ہے؟ میں کہتی: نہیں۔ تو آپ فرماتے: ''تو میں صوم سے ہوں''، ایک دن آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہمارے پاس ایک ہدیہ آیا ہے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا چیز ہے؟'' میں نے عرض کی: حیس''، ❶ آپ نے فرمایا: ''میں صبح سے صوم سے ہوں''، پھر آپ نے کھا لیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ ❶ :......ایک قسم کا کھانا جو کھجور، ستو اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے۔

36۔بَابُ مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ الْقَضَاءِ عَلَيْهِ

۳۶۔باب: نفل صوم توڑنے پر اس کی قضا لازم ہے

735۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ، فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَبَدَرَتْنِي إِلَيْهِ حَفْصَةُ. وَكَانَتِ ابْنَةَ أَبِيهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ، قَالَ: ((اقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهُ.))

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى صَالِحُ بْنُ أَبِي الأَخْضَرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ هَذَا. وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَمَعْمَرٌ وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ وَزِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ مُرْسَلًا. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ عُرْوَةَ، وَهَذَا أَصَحُّ لأَنَّهُ رُوِيَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ قُلْتُ: لَهُ أَحَدَّثَكَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ فِي هَذَا شَيْئًا وَلَكِنِّي سَمِعْتُ فِي خِلَافَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ مِنْ نَاسٍ عَنْ بَعْضِ مَنْ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ.

735/ م- حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ فَرَأَوْا عَلَيْهِ الْقَضَاءَ إِذَا أَفْطَرَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

تخريج: تفرد به المؤلف (وأخرجه النسائي في الكبرىٰ) (تحفة الأشراف: ١٦٤١٩) (ضعيف)

(جعفر بن برقان زہری سے روایت میں ضعیف ہیں۔ نیز صحیح بات یہ ہے کہ اس میں عروہ کا واسطہ غلط ہے، سند میں عروہ ہیں ہی نہیں)

۷۳۵۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور حفصہ دونوں صوم سے تھیں، ہمارے پاس کھانے کی ایک چیز آئی جس کی ہمیں رغبت ہوئی، تو ہم نے اس میں سے کھالیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے تو حفصہ مجھ سے سبقت کر گئیں ۔وہ اپنے باپ ہی کی بیٹی تو تھیں۔انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! ہم لوگ صوم سے تھے۔ ہمارے سامنے کھانا آ گیا، تو ہمیں اس کی خواہش ہوئی تو ہم نے اُسے کھالیا، آپ نے فرمایا: ''تم دونوں کسی اور دن اس کی قضا کر لینا''۔

امام ترمذی کہتے ہیں :۱۔صالح بن ابی اخضر اور محمد بن ابی حفصہ نے یہ حدیث بسند زہری عن عروہ عن عائشہ اسی کے مثل روایت کی ہے اور اسے مالک بن انس ،معمر، عبیداللہ بن عمر، زیاد بن سعد اور دوسرے کئی حفاظ نے بسند الزہری عن عائشہ مرسلاً روایت کی ہے اور ان لوگوں نے اس میں عروہ کے واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے، اور یہی زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا: کیا آپ سے اسے عروہ نے بیان کیا اور عروہ سے عائشہ نے روایت کی ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے اس سلسلے میں عروہ سے کوئی چیز نہیں سنی ہے۔ میں نے سلیمان بن عبدالملک کے عہدِ خلافت میں بعض ایسے لوگوں سے سنا ہے جنہوں نے ایسے شخص سے روایت کی ہے جس نے اس حدیث کے بارے میں عائشہ سے پوچھا۔۲۔صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہل علم کی ایک جماعت اسی حدیث کی طرف گئی ہے۔ان لوگوں کا کہنا ہے کہ کوئی نفل صوم توڑ دے تو اس پر قضا لازم ہے، [1] امالک بن انس کا یہی قول ہے۔

فائدہ [1] :......لیکن جمہور نے اسے تخییر پر محمول کیا ہے، کیونکہ ام ہانی کی ایک روایت میں ہے ''وإن كان تطوعاً فإن شئت فاقضي وإن شئت فلا تقضي'' (اور اگر نفلی صیام ہے تو چاہو تو تم اس کی قضا کرو اور چاہو تو نہ

کرو) اس روایت کی تخریج احمد نے کی ہے اور ابوداود نے بھی اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔

37۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي وِصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ

۳۷۔ باب: صوم رکھ کر شعبان کو رمضان سے ملا دینے کا بیان

736۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلاَّ شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ. وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهُ إِلاَّ قَلِيلًا بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ.

تخريج: ن/الصيام ٣٣ (٢١٧٧)، و ٧٠ (٢٣٥٤)، ق/الصيام ٤ (١٦٤٨)، (تحفة الأشراف: ١٨٢٣٢) (صحيح) وأخرجه كل من: د/الصيام ١١ (٢٣٣٦)، ون/الصيام ٧٠ (٢٣٥٥)، وحم (٦/٣١١) من غير هذا الطريق.

۷۳۶۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو لگاتار دو مہینوں کے صیام رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان ❶ اور رمضان کے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن ہے۔ ۲۔ اس باب میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ ۳۔ اور یہ حدیث ابوسلمہ سے بروایت عائشہ بھی مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں صیام رکھتے نہیں دیکھا، آپ شعبان کے سارے صیام رکھتے، سوائے چند دنوں کے، بلکہ پورے ہی شعبان صوم رکھتے تھے۔

فائدہ ❶ :......شعبان میں زیادہ صوم رکھنے کی وجہ ایک حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ اس مہینے میں اعمال رب العالمین کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں تو آپ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ جب آپ کے اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوں تو آپ صوم کی حالت میں ہوں۔

737۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِذَلِكَ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: هُوَ جَائِزٌ فِي كَلاَمِ الْعَرَبِ إِذَا صَامَ أَكْثَرَ الشَّهْرِ أَنْ يُقَالَ صَامَ الشَّهْرَ كُلَّهُ وَيُقَالُ قَامَ فُلاَنٌ لَيْلَهُ أَجْمَعَ وَلَعَلَّهُ تَعَشَّى وَاشْتَغَلَ بِبَعْضِ أَمْرِهِ كَأَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ قَدْ رَأَى كِلاَ الْحَدِيثَيْنِ مُتَّفِقَيْنِ يَقُولُ: إِنَّمَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ يَصُومُ أَكْثَرَ الشَّهْرِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو.

تخريج: تفرد المؤلف (تحفة الأشراف: ١٧٧٥٦) (حسن صحيح)

وأخرجه كل من: خ/الصوم ٥٢ (١٩٦٩)، وم/الصيام ٣٤ (١١٥٦)، ون/الصيام ٣٤ (٢١٧٩، ٢١٨٠)، و٣٥ (٢١٨١-٢١٨٧)، وق/الصيام ٣٠ (١٧١٠)، وط/الصيام ٢٢ (٥٦)، وحم (٦/٣٩، ٥٨، ٨٤، ١٠٧، ١٢٨، ١٤٣، ١٠٣، ١٦٥، ٢٣٣، ٢٤٢، ٢٤٩، ٢٦٨)، من غير هذا الطريق وبتصرف يسير في السياق

۷۳۷۔ اس سند سے بھی اسے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عبداللہ بن مبارک اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ کلامِ عرب میں یہ جائز ہے کہ جب کوئی مہینے کے اکثر ایام صوم رکھے تو کہا جائے کہ اس نے پورے مہینے کے صیام رکھے، اور کہا جائے کہ اس نے پوری رات صلاۃ پڑھی حالاں کہ اس نے شام کا کھانا بھی کھایا اور بعض دوسرے کاموں میں بھی مشغول رہا۔ گویا ابن مبارک دونوں حدیثوں کو ایک دوسرے کے موافق سمجھتے ہیں۔ اس طرح اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ آپ اس مہینے کے اکثر ایام میں صوم رکھتے تھے۔ ۲۔ سالم ابوالنضر اور دوسرے کئی لوگوں نے بھی بطریق ابوسلمہ عن عائشہ محمد بن عمرو کی طرح روایت کی ہے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِي النِّصْفِ الثَّانِي مِنْ شَعْبَانَ لِحَالِ رَمَضَانَ

۳۸۔ باب: رمضان کی تعظیم میں شعبان کے دوسرے نصف میں صوم رکھنے کی کراہت

738- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلاَ تَصُومُوا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ. وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ مُفْطِرًا. فَإِذَا بَقِيَ مِنْ شَعْبَانَ شَيْءٌ أَخَذَ فِي الصَّوْمِ لِحَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَا يُشْبِهُ قَوْلَهُمْ حَيْثُ قَالَ ﷺ: ((لاَ تَقَدَّمُوا شَهْرَ رَمَضَانَ بِصِيَامٍ إِلاَّ أَنْ يُوَافِقَ ذَلِكَ صَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ)) وَقَدْ دَلَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّمَا الْكَرَاهِيَةُ عَلَى مَنْ يَتَعَمَّدُ الصِّيَامَ لِحَالِ رَمَضَانَ.

تخريج: د/الصيام ١٢ (٢٣٣٧)، د/الصوم ٣٤ (١٧٨٢)، (تحفة الأشراف: ١٤٠٥١) (صحيح)

وأخرجه كل من: ق/الصيام ٥ (١٦٥١)، ود/الصوم ٣٤ (١٧٨١) من غير هذا الطريق.

۷۳۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدھا شعبان رہ جائے تو صوم نہ رکھو'' [1]۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابوہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اسے ان الفاظ کے ساتھ صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ ۲۔ اور اس حدیث کا مفہوم بعض اہلِ علم کے نزدیک یہ ہے کہ آدمی پہلے سے صوم نہ رکھ رہا ہو، پھر جب شعبان ختم ہونے کے کچھ دن باقی رہ جائیں تو ماہ رمضان کی تعظیم میں صوم رکھنا شروع کر دے۔ نیز ابوہریرہ سے مروی ہے انہوں نے نبی

اکرم ﷺ سے وہ چیزیں روایت کیا ہے جو ان لوگوں کے قول سے ملتا جلتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ماہِ رمضان کے استقبال میں پہلے سے صوم نہ رکھو سوائے اس کے کہ ان ایام میں کوئی ایسا صوم پڑ جائے جسے تم پہلے سے رکھتے آرہے ہو۔''

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کراہت اس شخص کے لیے ہے جو عمداً رمضان کی تعظیم میں صوم رکھے۔

فائدہ ❶:......شعبان کے نصف ثانی میں صوم رکھنے کی ممانعت امت کو اس لیے ہے تا کہ رمضان کے صیام کے لیے قوّت و توانائی برقرار رہے۔ رہے نبی اکرم ﷺ اس ممانعت میں داخل نہیں، اس لیے کہ آپ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ شعبان کے صیام کو رمضان سے ملا لیا کرتے تھے، چونکہ آپ کو روحانی قوت حاصل تھی اس لیے صوم آپ کے لیے کمزوری کا سبب نہیں بنتا تھا۔

39۔بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ

۳۹۔باب: پندرھویں شعبان کی رات کا بیان ❶

739۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فَخَرَجْتُ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ فَقَالَ: ((أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟)) قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ .))

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْحَجَّاجِ وَسَمِعْت مُحَمَّدًا يُضَعِّفُ هَذَا الْحَدِيثَ . وَ قَالَ: يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ ، وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ .

تخريج: ق/الاقامة ۱۹۱ (۱۳۸۹)، (تحفة الأشراف : ۱۷۳۰۵) (ضعيف)

(مؤلف نے سبب بیان کر دیا ہے کہ حجاج بن ارطاۃ ضعیف راوی ہے، اور سند میں دو جگہ انقطاع ہے)

۷۳۹۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو غائب پایا۔ تو میں (آپ کی تلاش میں) باہر نکلی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ بقیع قبرستان میں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم ڈر رہی تھی کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے؟'' میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرا گمان تھا کہ آپ اپنی کسی بیوی کے ہاں گئے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان ❷ کی رات کو آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے، اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ہم اس سند سے صرف حجاج کی روایت سے جانتے ہیں۔ ۲۔ میں نے

محمد بن اسماعیل بخاری کو اس حدیث کی تضعیف کرتے سنا ہے۔ نیز فرمایا: یحییٰ بن ابی کثیر کا عروہ سے اور حجاج بن ارطاۃ کا یحییٰ بن ابی کثیر سے سماع نہیں۔ ۳۔ اس باب میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

فائدہ ❶ :...... اس باب کا ذکر یہاں استطراداً شعبان کے ذکر کی وجہ سے کیا گیا ہے، ورنہ گفتگو یہاں صرف صیام کے سلسلے میں ہے۔

فائدہ ❷ :...... اسی کو برصغیر ہندو پاک میں لیلۃ البراءت بھی کہتے ہیں، جس کا فارسی ترجمہ ''شبِ براءت'' ہے۔ اور اس میں ہونے والے اعمال بدعت وخرافات کے قبیل سے ہیں۔ نصف شعبان کی رات کی فضیلت کے حوالے سے کوئی ایک بھی صحیح روایت اور حدیث احادیث کی کتب میں نہیں ہے۔

40۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ الْمُحَرَّمِ

۴۰۔ باب: محرم کے صوم کا بیان

740۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخريج: م/الصيام ٣٨ (١١٦٣)، د/الصيام ٥٥ (٢٤٢٩)، ن/قيام الليل ٦ (١٦١٤)، ق/قيام الصيام ٤٣ (١٧٤٢)، (تحفة الأشراف: ١٢٢٩٢)، حم (٢/٣٤٢، ٣٤٤، ٥٣٥) (صحيح)

۷۴۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماہِ رمضان کے بعد سب سے افضل صوم اللہ کے مہینے ❶ محرم کا صوم ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ابوہریرہ کی حدیث حسن ہے۔

فائدہ ❶ :...... اللہ کی طرف اس مہینے کی نسبت اس کے شرف وفضل کی علامت ہے، جیسے بیت اللہ اور ناقۃ اللہ وغیرہ ہیں۔ محرم چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے، ماہ محرم ہی سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے۔

741۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟ قَالَ: لَهُ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَسْأَلُ عَنْ هَذَا إِلاَّ رَجُلاً سَمِعْتُهُ يَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟ قَالَ: ((إِنْ كُنْتَ صَائِمًا بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَصُمِ الْمُحَرَّمَ فَإِنَّهُ شَهْرُ اللّٰهِ، فِيهِ يَوْمٌ تَابَ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ وَيَتُوبُ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ آخَرِينَ.)) قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٠٢٩٥) (ضعيف) (سند میں نعمان بن سعد لین الحدیث ہیں اور ان سے روایت کرنے والے ''عبدالرحمٰن بن اسحاق بن الحارث ابوشیبہ'' ضعیف ہیں)

۷۴۱۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا: ماہِ رمضان کے بعد کس مہینے میں صوم رکھنے کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں؟ توانہوں نے اس سے کہا: میں نے اس سلسلے میں سوائے ایک شخص کے کسی کو پوچھتے نہیں سنا، میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے سنا اور میں آپ کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا: اللہ کے رسول! ماہِ رمضان کے بعد آپ مجھے کس مہینے میں صوم رکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر ماہِ رمضان کے بعد تمہیں صوم رکھنا ہی ہو تو محرم کا صوم رکھو، وہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اس میں ایک دن ایسا ہے جس میں اللہ نے کچھ لوگوں پر رحمت کی ❶ اور اس میں دوسرے لوگوں پر بھی رحمت کرے گا۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ ❶ :......یعنی بنی اسرائیل کوفرعون کے مظالم سے نجات دی۔

41۔بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

۴۱۔باب: جمعے کے دن صوم رکھنے کا بیان

742۔ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسَى، وَطَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ وَقَلَّمَا كَانَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِاللهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ صِيَامَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَإِنَّمَا يُكْرَهُ أَنْ يَصُومَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لاَ يَصُومُ قَبْلَهُ وَلا بَعْدَهُ. قَالَ: وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

تخريج: د/الصيام ٦٨ (٢٤٥٠) (تحفة الأشراف: ٩٢٠٦) (حسن)

۷۴۲۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ کے شروع کے تین دن صوم رکھتے۔ اور ایسا کم ہوتا تھا کہ جمعے کے دن آپ صوم سے نہ ہوں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب ہے۔ ۲۔ شعبہ نے یہ حدیث عاصم سے روایت کی ہے اور اسے مرفوع نہیں کیا۔ ۳۔ اس باب میں ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۴۔ اہل علم کی ایک جماعت نے جمعے کے دن صوم رکھنے کومستحب قرار دیا ہے۔ مکروہ یہ ہے کہ آدمی صرف جمعے کوصوم رکھے، نہ اس سے پہلے رکھے اور نہ اس کے بعد۔

42۔بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَحْدَهُ

۴۲۔باب: خاص کرصرف جمعے کوصوم رکھنے کی کراہیت کا بیان

743۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ يَصُومُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلاَّ أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَجُنَادَةَ الأَزْدِيِّ وَجُوَيْرِيَةَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَخْتَصَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ لا يَصُومُ قَبْلَهُ وَلا بَعْدَهُ، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخريج: م/الصيام ٢٤ (١١٤٤)، د/الصيام ٥٠ (٢٤٢٠)، ق/الصيام ٣٧ (١٧٢٣)، (تحفة الأشراف: ١٢٥٠٢) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/الصيام ٦٣ (١٩٨٥)، وحم (٢/٤٥٨) من غير هذا الطريق.

۷۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی جمعے کے دن صوم نہ رکھے، الا یہ کہ وہ اس سے پہلے یا اس کے بعد بھی صوم رکھے۔''❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں علی، جابر، جنادہ ازدی، جویریہ، انس اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ یہ لوگ آدمی کے لیے مکروہ سمجھتے ہیں کہ وہ جمعے کے دن کو صوم کے لیے مخصوص کرلے، نہ اس سے پہلے صوم رکھے اور نہ اس کے بعد۔ احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... اس ممانعت کی وجہ کیا ہے، اس سلسلے میں علما کے مختلف اقوال ہیں: سب سے صحیح وجہ اس کا یومِ عید ہونا ہے، اس کی صراحت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں ہے جس کی تخریج حاکم وغیرہ نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے "يوم الجمعة يوم عيد فلا تجعلوا يوم عيدكم صيامكم إلا أن تصوموا قبله وبعده" جمعے کا دن عید کا دن ہے، اس لیے اپنے عید والے دن صوم نہ رکھا کرو، الا یہ کہ اس سے ایک دن قبل۔ جمعرات کا بھی صوم رکھو یا اس سے ایک دن بعد سنیچر کے دن کا بھی۔

ابن ابی شیبہ نے بھی اسی مفہوم کی ایک حدیث علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس کی سند حسن ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "من كان منكم متطوعاً من الشهر فليصم يوم الخميس ولا يصم يوم الجمعة فإنه يوم طعام وشراب" تم میں سے جو کوئی کسی مہینے کے نفلی صیام رکھ رہا ہو وہ جمعرات کے دن کا صوم رکھے، جمعہ کے دن کا صوم نہ رکھے، اس لیے کہ یہ کھانے پینے کا دن ہوتا ہے۔

43۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ السَّبْتِ

۴۳۔ باب: ہفتہ (سنیچر) کے دن کے صوم کا بیان

744۔ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ أُخْتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَصُومُوا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا لِحَاءَ عِنَبَةٍ أَوْ عُودَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضُغْهُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَمَعْنَى كَرَاهَتِهِ فِي هَذَا أَنْ يَخُصَّ الرَّجُلُ يَوْمَ السَّبْتِ بِصِيَامٍ لِأَنَّ

الْيَهُودَ تُعَظِّمُ يَوْمَ السَّبْتِ .

تخريج: د/الصيام ٥١٢ (٢٤٢١)، ق/الصيام ٣٨ (١٧٢٦)، د/الصوم ٤٠ (١٧٩٠)، (تحفة الأشراف: ١٥٩١٠) (صحيح) (اس کی سند میں تھوڑا کلام ہے، دیکھئے: الإرواء رقم: ٩٦٠)

۷۴۴۔ عبداللہ بن بسر کی بہن بہیہ صماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہفتے کے دن صوم مت رکھو، ❶ سوائے اس کے کہ جو اللہ نے تم پر فرض کیا ہو، اگر تم میں سے کوئی انگور کی چھال اور درخت کی ٹہنی کے علاوہ کچھ نہ پائے تو اسی کو چبالے (اور صوم نہ رکھے)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ۲۔ اور اس کے مکروہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی صوم کے لیے ہفتے (سنیچر) کا دن مخصوص کرلے، اس لیے کہ یہودی ہفتے کے دن کی تعظیم کرتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... جمہور نے اسے نہی تنزیہی پر محمول کیا ہے، یعنی صوم نہ رکھنا بہتر ہے، ''سوائے اس کے کہ اللہ نے تم پر فرض کیا ہو کے لفظ'' میں فرض نذر کے کفاروں کے صیام شامل ہیں۔

44۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ الاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ

۴۴۔ باب: سوموار (دوشنبہ) اور جمعرات کے دن صوم رکھنے کا بیان

745۔ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلاَّسُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ دَاوُدَ ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ ، عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حَفْصَةَ ، وَأَبِي قَتَادَةَ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ ، وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ .

تخريج: ن/الصيام ٣٦ (٢١٨٩)، ق/الصيام ٤٢ (١٧٣٩)، (تحفة الأشراف: ١٦٠٨١) (صحيح)

وأخرجه كل من: ن/الصيام السابق: ٢١٨٨، وباب ٧٠ (الأرقام: ٢٣٥٨، ٢٣٦٢_٢٣٦٥)، وحم (٦/٨٠، ٨٩، ١٠٦)، من غير هذا الطريق.

۷۴۵۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سوموار اور جمعرات کے صیام کی تلاش میں رہتے تھے۔ ❶

اس باب میں حفصہ، ابوقتادہ، ابوہریرہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ ❶ :...... اس کی ایک وجہ تو یہ بیان کی گئی ہے کہ ان دونوں دنوں میں اعمال اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تعرض الأعمال يوم الإثنين والخميس فأحب أن يعرض عملي وأنا صائم'' اور دوسری وجہ وہ ہے جس کا ذکر مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار (دوشنبہ) کے صوم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری

پیدائش ہوئی اور اسی میں میں نبی بنا کر بھیجا گیا، یا اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

746۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ وَالأَحَدَ وَالإِثْنَيْنِ وَمِنَ الشَّهْرِ الآخَرِ: الثُّلَاثَاءَ وَالأَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيسَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَى عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٦٠٧٠) (ضعيف)

(سند میں خیثمہ بن ابی خیثمہ ابونصر بصری لین الحدیث ہیں)

۷۴۶۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مہینہ ہفتہ (سنیچر)، اتوار اور سوموار (دوشنبہ) کو اور دوسرے مہینے منگل، بدھ، اور جمعرات کو صوم رکھتے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن ہے۔ ۲- عبدالرحمن بن مہدی نے اس حدیث کو سفیان سے روایت کیا ہے اور اسے مرفوع نہیں کیا ہے۔

747۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: ق/الصيام ٤٢ (١٧٤٠)، (تحفة الأشراف: ١٢٧٤٦)، وأخرجه: حم (٢/٣٢٩) (صحيح)

(سند میں محمد بن رفاعہ لین الحدیث راوی ہے، لیکن متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے)

۷۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اعمال سوموار (دوشنبہ) اور جمعرات کو (اللہ کے حضور) پیش کیے جاتے ہیں، میری خواہش ہے کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں صوم سے ہوں۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں حسن غریب ہے۔

45۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ الأَرْبِعَاءِ وَالْخَمِيسِ

۴۵۔ باب: بدھ اور جمعرات کے صیام کا بیان

748۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرَيْرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَدُّويَهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَلْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ: إِنَّ لأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِي يَلِيهِ، وَكُلَّ أَرْبِعَاءَ وَخَمِيسٍ، فَإِذَا أَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ وَأَفْطَرْتَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ. قَالَ أَبُو

عِيسَى: حَدِيثُ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ . وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ هَارُونَ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ .

تخريج: د/الصيام ٥٧ (٢٤٣٢) (تحفة الأشراف : ٩٧٤) (ضعيف) (صحیح سند اس طرح ہے "عن مسلم بن عبيدالله، عن أبيه عبيدالله بن مسلم" اور مسلم بن عبیداللہ لین الحدیث ہیں اور ان کے باپ "عبیداللہ بن مسلم" صحابی ہیں)

۷۴۸۔ مسلم قرشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صیامِ دہر (سال بھر کے صیام) کے بارے میں پوچھا، یا آپ سے صیامِ دہر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "تم پر تمہارے گھر والوں کا بھی حق ہے، رمضان کے صیام رکھو، اور اس مہینے کے رکھو جو اس سے متصل ہے، اور ہر بدھ اور جمعرات کے صیام رکھو، جب تم نے یہ صیام رکھ لیے، تو اب گویا تم نے سال بھر صوم رکھا اور افطار کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ مسلم قرشی رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب ہے۔ ۲۔ بعض لوگوں نے بطریق ہارون بن سلمان عن مسلم بن عبیداللہ عن عبیداللہ بن مسلم روایت کی ہے۔ ۳۔ اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

46۔بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

۴۶۔ باب: عرفہ کے دن کے صوم کی فضیلت کا بیان

749۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ ، وَقَدِ اسْتَحَبَّ أَهْلُ الْعِلْمِ صِيَامَ يَوْمِ عَرَفَةَ إِلَّا بِعَرَفَةَ .

تخريج: م/الصيام ٣٦ (١١٦٢)، د/الصيام ٥٣ (٢٤٢٥)، ن/الصيام ٧٣ (٢٣٨٤)، ق/الصيام ٣١ (١٧٣٠)، (التحفه : ١٢١١٧)، حم (٥/٢٩٧) (صحيح)

۷۴۹۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن [1] کا صوم ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دے گا۔" [2]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ۳۔ اہلِ علم نے عرفہ کے دن کے صوم کو مستحب قرار دیا ہے، مگر جو لوگ عرفات میں ہوں ان کے لیے مستحب نہیں۔

فائدہ [1] :...... یوم عرفہ سے مراد ۹ ذی الحجہ ہے جب حجاج کرام عرفات میں وقوف کرتے ہیں اور ذکر و دعا میں مشغول ہوتے ہیں، اس دن ان کے لیے یہی سب سے بڑی عبادت ہے اس لیے اس دن کا صوم ان کے لیے مستحب نہیں ہے، البتہ غیر حاجیوں کے لیے اس دن صوم رکھنا بڑی فضیلت کی بات ہے، اس سے ان کے دو سال کے وہ صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا ہے۔ (یہ خیال رہے کہ مکے سے دور علاقوں کے لوگ اپنے

یہاں کی رویت کے حساب سے ۹ ذی الحجہ کو عرفہ کا صوم نہ رکھیں، بلکہ مکے کی رویت کے حساب سے ۹ ذی الحجہ کا صوم رکھیں، کیوں کہ حجاج اسی حساب سے میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔ لیکن جہاں مطلع اور ملک بدل جائے وہاں کے لوگ اپنے حساب نو ذی الحجہ کا صوم رکھیں، بلکہ افضل یہ ہے کہ یکم ذی الحجہ سے ۹ تک مسلسل صوم رکھیں، اس لیے کہ ان دنوں میں کیے گئے اعمال کی فضیلت حدیث میں بہت آئی ہے اور سلف صالحین کا اس ضمن میں تعامل بھی روایات میں مذکور ہے اور اس سے یوم عرفہ سے مراد مقام عرفات میں ۹ ذی الحجہ پر بھی عمل ہو جائے گا، واللہ أعلم۔

فائدہ ❷ :...... اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعد والے سال کے گناہوں کا وہ کفارہ کیسے ہو جاتا ہے جب کہ آدمی نے وہ گناہ ابھی کیا ہی نہیں ہے تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سال اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے محفوظ رکھے گا یا اتنی رحمت وثواب اسے مرحمت فرما دے گا کہ وہ آنے والے سال کے گناہوں کا بھی کفارہ ہو جائے گا۔

47ـ بَابُ كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ

۴۷ـ باب: میدانِ عرفات میں یوم عرفہ کے صوم کی کراہت کا بیان

750ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفْطَرَ بِعَرَفَةَ وَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَأُمِّ الْفَضْلِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَصُمْهُ يَعْنِي يَوْمَ عَرَفَةَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ؛ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَمَعَ عُمَرَ؛ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَصُمْهُ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ الإِفْطَارَ بِعَرَفَةَ لِيَتَقَوَّى بِهِ الرَّجُلُ عَلَى الدُّعَاءِ. وَقَدْ صَامَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَوْمَ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (وأخرجه النسائي في الكبرىٰ) (تحفة الأشراف: ٦٠٠٢) (صحيح)

۷۵۰ـ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے عرفات میں صوم نہیں رکھا، ام فضل رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس دودھ بھیجا تو آپ نے اسے پیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲ـ اس باب میں ابو ہریرہ، ابن عمر اور ام الفضل رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کیا تو آپ نے اس دن کا (یعنی یوم عرفہ کا) صوم نہیں رکھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی اسے نہیں رکھا، عمر کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی اسے نہیں رکھا، اور عثمان کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی اسے نہیں رکھا۔ ۴ـ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ یہ لوگ عرفات میں صوم نہ رکھنے کو مستحب سمجھتے ہیں، تاکہ آدمی دعا کی زیادہ سے زیادہ قدرت رکھ سکے۔ ۵ـ اور بعض اہلِ علم نے عرفہ کے دن عرفات میں صوم رکھا ہے۔

751- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ: حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَمَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَصُمْهُ. وَأَنَا لَا أَصُومُهُ وَلَا آمُرُ بِهِ وَلَا أَنْهَى عَنْهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبُو نَجِيحٍ اسْمُهُ يَسَارٌ وَقَدْ سَمِعَ مِنِ ابْنِ عُمَرَ.

تخریج: تفرد به المؤلف (وأخرجه النسائي في الكبرىٰ) (تحفة الأشراف: ٨٥٧١) (صحيح الإسناد)

۷۵۱- ابونجیح یسار کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرفہ کے دن عرفات میں صوم رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ آپ نے اس دن کا صوم نہیں رکھا۔ ابوبکر کے ساتھ حج کیا، انہوں نے بھی نہیں رکھا، عمر کے ساتھ کیا۔ انہوں نے بھی نہیں رکھا۔ عثمان کے ساتھ کیا تو انہوں نے بھی نہیں رکھا (رضی اللہ عنہم)، میں بھی اس دن (وہاں عرفات میں) صوم نہیں رکھتا ہوں، البتہ نہ تو میں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے روکتا ہوں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن ہے۔ ۲- یہ حدیث ابن ابی نجیح سے بطریق: "عن أبيه عن رجل [1] عن ابن عمر" بھی مروی ہے۔ ابونجیح کا نام یسار ہے اور انہوں نے ابن عمر سے سُنا ہے۔

فائدہ [1] :...... اس کا مطلب یہ ہے کہ ابونجیح نے اس حدیث کو پہلے ابن عمر سے ایک آدمی کے واسطے سے سنا تھا، پھر بعد میں ابن عمر سے ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے اسے براہِ راست بغیر واسطے کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

۴۸- باب: عاشوراء کے دن صوم رکھنے کی ترغیب کا بیان

752- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، وَهِنْدِ بْنِ أَسْمَاءَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ، وَعَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ عَمِّهِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ذَكَرُوا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ حَثَّ عَلَى صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: لَا نَعْلَمُ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُ قَالَ: صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ كَفَّارَةُ سَنَةٍ إِلَّا فِي حَدِيثِ أَبِي قَتَادَةَ. وَبِحَدِيثِ أَبِي قَتَادَةَ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخریج: انظر رقم: ٧٤٩ (صحيح)

۷۵۲- ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ عاشوراء [1] کے دن کا صوم

ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دے گا۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ اس باب میں علی، محمد بن صیفی، سلمہ بن الاکوع، ہند بن اسماء، ابن عباس، ربیع بنت معوذ بن عفراء، عبدالرحمن بن سلمہ خزاعی، جنہوں نے اپنے چچا سے روایت کی ہے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے عاشورے کے دن کے صوم رکھنے پر ابھارا۔ ۲۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے علاوہ ہم نہیں جانتے کہ کسی اور روایت میں آپ نے یہ فرمایا ہو کہ عاشورے کے دن کا صوم ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ احمد اور اسحاق کا قول بھی ابوقتادہ کی حدیث کے مطابق ہے۔

فائدہ ❶ :...... محرم کی دسویں تاریخ کو یوم عاشورا کہتے ہیں، نبی اکرم ﷺ مکے سے ہجرت کر کے جب مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی اس دن صوم رکھتے ہیں، آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ اس دن صوم کیوں رکھتے ہو؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی اس خوشی میں ہم صوم رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''ہم اس کے تم سے زیادہ حقدار ہیں، چنانچہ آپ نے اس دن کا صوم رکھا اور یہ بھی فرمایا کہ ''اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو اس کے ساتھ ۹ محرم کا صوم بھی رکھوں گا'' تاکہ یہود کی مخالفت بھی ہو جائے، بلکہ ایک روایت میں آپ نے اس کا حکم دیا ہے کہ ''تم عاشوراء کا صوم رکھو اور یہود کی مخالفت کرو' اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا بعد کا صوم بھی رکھو۔''

49۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

۴۹۔ باب: یوم عاشوراء کا صوم نہ رکھنے کی رخصت کا بیان

753۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عَاشُورَاءُ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ هُوَ الْفَرِيضَةُ وَتَرَكَ عَاشُورَاءَ. فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ وَمُعَاوِيَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى حَدِيثِ عَائِشَةَ. وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ. لَا يَرَوْنَ صِيَامَ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَاجِبًا إِلَّا مَنْ رَغِبَ فِي صِيَامِهِ. لِمَا ذُكِرَ فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (التحفه: ۱۷۰۸۸) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/الصوم ٦٩ (۲۰۰۲)، وم/الصيام ۱۹ (۱۱۲٥)، ود/الصيام ٦٤ (۲٤٤۲)، وط/الصيام ۱۱ (۳۳)، ود/الصوم ٤٦ (۱۸۰۳) من غير هذا الطريق.

۷۵۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ عاشوراء ایک ایسا دن تھا کہ جس میں قریش زمانۂ جاہلیت میں صوم رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن صوم رکھتے تھے، جب آپ مدینہ آئے تو اس دن آپ نے صوم رکھا اور لوگوں کو بھی

اس دن صوم رکھنے کا حکم دیا، لیکن جب رمضان کے صیام فرض کیے گئے تو صرف رمضان ہی کے صیام فرض رہے اور آپ نے عاشورے کا صیام ترک کردیا، تو جو چاہے اس دن صوم رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث صحیح ہے ❶۔ ۲- اس باب میں ابن مسعود، قیس بن سعد، جابر بن سمرہ، ابن عمر اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- اہل علم کا عمل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، یہ لوگ یوم عاشوراء کے صوم کو واجب نہیں سمجھتے، الا یہ کہ جو اس کی اس فضیلت کی وجہ سے، جو ذکر کی گئی، اس کی رغبت رکھے۔

فائدہ ❶ :......مولف نے حدیث پر حکم تیسرے فقرے میں لگایا ہے۔

50- بَابُ مَا جَاءَ عَاشُورَاءَ أَيُّ يَوْمٍ هُوَ؟

۵۰- باب: عاشورے کا دن کون سا ہے؟

754- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الأَعْرَجِ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ فِي زَمْزَمَ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَيُّ يَوْمٍ هُوَ أَصُومُهُ قَالَ: إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ ثُمَّ أَصْبِحْ مِنَ التَّاسِعِ صَائِمًا قَالَ: فَقُلْتُ: أَهَكَذَا كَانَ يَصُومُهُ مُحَمَّدٌ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

تخريج: م/الصيام ٢٠ (١١٣٣)، د/الصيام ٦٥ (٢٤٤٦)، (التحفة: ٥٤١٢)، حم (١/٢٤٧) (صحيح)

۷۵۴- حکم بن اعرج کہتے ہیں کہ میں ابن عباس کے پاس پہنچا، وہ زمزم پر اپنی چادر کا تکیہ لگائے ہوئے تھے، میں نے پوچھا: مجھے یوم عاشوراء کے بارے میں بتائیے کہ وہ کون سا دن ہے جس میں میں صوم رکھوں؟ انہوں نے کہا: جب تم محرم کا چاند دیکھو تو دن گنو، اور نویں تاریخ کو صوم رکھ کر صبح کرو۔ میں نے پوچھا: کیا اسی طرح سے محمد ﷺ رکھتے تھے؟ کہا: ہاں (اسی طرح رکھتے تھے)۔

755- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَوْمِ عَاشُورَاءَ يَوْمَ الْعَاشِرِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَوْمُ التَّاسِعِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَوْمُ الْعَاشِرِ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْيَهُودَ. وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٣٩٥) (صحيح)

۷۵۵- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دسویں تاریخ کو عاشورے کا صوم رکھنے کا حکم دیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابن عباس کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اہل علم کا عاشورے کے دن کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں: عاشوراء نواں دن ہے اور بعض کہتے ہیں: دسواں دن۔ ❶ ابن عباس سے مروی ہے کہ نویں اور دسویں

دن کا صوم رکھواور یہودیوں کی مخالفت کرو۔ شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول اسی حدیث کے مطابق ہے۔

فائدہ ❶ :...... اکثر علما کی رائے بھی ہے کہ محرم کا دسواں دن ہی یومِ عاشورا ہے اور یہی قول راجح ہے۔

51۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ الْعَشْرِ

۵۱۔باب: ذی الحجہ کے پہلے عشرے (ابتدائی دس دن) کے صیام کا بیان

756۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ . وَرَوَى الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُرَ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ . وَرَوَى أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ الأَسْوَدِ وَقَدِ اخْتَلَفُوا عَلَى مَنْصُورٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَرِوَايَةُ الأَعْمَشِ أَصَحُّ وَأَوْصَلُ إِسْنَادًا . قَالَ و سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: الأَعْمَشُ أَحْفَظُ لِإِسْنَادِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ مَنْصُورٍ.

تخريج: م/الاعتكاف ٤ (١١٧٦)، د/الصيام ٦٢ (٢٤٣٩)، ق/الصيام ٣٩ (١٧٢٩)، (تحفة الأشراف : ١٥٩٤٩) (صحيح)

۷۵۶۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ذی الحجہ کے دس دنوں میں صیام رکھتے کبھی نہیں دیکھا ❶۔ امام ترمذی کہتے ہیں:۱۔ اسی طرح کئی دوسرے لوگوں نے بھی بطریق الأعمش عن ابراہیم عن أسود عن ام المومنین عائشہ روایت کی ہے۔۲۔ اور ثوری وغیرہ نے یہ حدیث بطریق منصور عن ابراہیم النخعی یوں روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ذی الحجہ کے دس دنوں میں صوم رکھتے نہیں دیکھا گیا۔۳۔ اور ابوالأحوص نے بطریق منصور عن ابراہیم النخعی عن عائشہ روایت کی تو اس میں انہوں نے اسود کے واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے۔۴۔ اور لوگوں نے اس حدیث میں منصور پر اختلاف کیا ہے۔ اور اعمش کی روایت زیادہ صحیح ہے اور سند کے اعتبار سے سب سے زیادہ متصل ہے۔۵۔اعمش ابراہیم نخعی کی سند کے منصور سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... بظاہر اس حدیث سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں صوم رکھنا مکروہ ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، ان دنوں میں صوم رکھنا مستحب ہے، خاص کر یومِ عرفہ کے صوم کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے، ویسے بھی ان دنوں کے نیک اعمال اللہ کو بہت پسند ہیں، اس لیے اس حدیث کی تاویل کی جاتی کہ نبی اکرم ﷺ کا ان دنوں صوم نہ رکھنا ممکن ہے بیماری یا سفر وغیرہ کسی عارض کی وجہ سے ہو، نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہ دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ فی الواقع صوم نہ رکھتے رہے ہوں۔

52۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَمَلِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ

۵۲۔ باب: ذی الحجہ کے پہلے عشرے (ابتدائی دس دن) کے عمل کے ثواب کا بیان

757۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ هُوَ الْبَطِينُ، وَهُوَ ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ أَيَّامِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الأَيَّامِ الْعَشْرِ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلاَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَلاَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلاَّ رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ)). وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

تخريج: خ/العيدين ١١ (٩٦٩)، د/الصيام ٦١ (٢٤٣٧)، ق/الصيام ٣٩ (١٧٢٧)، (تحفة الأشراف: ٥٦١٤)، حم (١/٢٢٤)، د/الصوم ٥٢ (١٨١٤) (صحيح)

۷۵۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ذی الحجہ کے دس دنوں کے مقابلے میں دوسرے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں نیک عمل اللہ کو ان دنوں سے زیادہ محبوب ہوں''، لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں، سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال دونوں لے کر اللہ کی راہ میں نکلا پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عمر، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

758۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ وَاصِلٍ، عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ، يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ، وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ؛ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ مَسْعُودِ بْنِ وَاصِلٍ عَنِ النَّهَّاسِ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ، مِثْلَ هَذَا. وَ قَالَ: قَدْ رُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً شَيْءٌ مِنْ هَذَا. وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فِي نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

تخريج: ق/الصيام ٣٩ (١٧٢٨) (تحفة الأشراف: ١٣٠٩٨) (ضعيف)

(سند میں نہاس بن قہم ضعیف ہیں)

۷۵۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ذی الحجہ کے (ابتدائی) دس دنوں سے بڑھ کر کوئی

دن ایسا نہیں جس کی عبادت اللہ کو زیادہ محبوب ہو، ان ایام میں سے ہر دن کا صوم سال بھر کے صیام کے برابر ہے اور ان کی ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث غریب ہے۔ ۲- ہم اسے صرف مسعود بن واصل کی حدیث سے اس طریق کے علاوہ جانتے ہیں اور مسعود نے نہّاس سے روایت کی ہے۔ ۳- میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو وہ اسے کسی اور طریق سے نہیں جان سکے۔ ۴- اس میں سے کچھ جسے قتادہ نے بسند سعید بن المسیب عن النبی ﷺ مرسلاً روایت کی ہے۔ ۴- یحییٰ بن سعید نے نہاس بن قہم پر ان کے حافظے کے تعلق سے کلام کیا ہے۔

53۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ

۵۳۔ باب: شوال کے چھے دن کے صیام کا بیان

759۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ)).

وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَثَوْبَانَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي أَيُّوبَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ صِيَامَ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: هُوَ حَسَنٌ، هُوَ مِثْلُ صِيَامِ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: وَيُرْوَى فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ ((وَيُلْحَقُ هَذَا الصِّيَامُ بِرَمَضَانَ)) وَاخْتَارَ ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنْ تَكُونَ سِتَّةَ أَيَّامٍ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ إِنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ مُتَفَرِّقًا فَهُوَ جَائِزٌ. قَالَ: وَقَدْ رَوَى عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، وَسَعْدِ ابْنِ سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا. وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ وَرْقَاءَ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثَ، وَسَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ ـ هُوَ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ ـ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

759/ م۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، عَنْ إِسْرَائِيلَ أَبِي مُوسَى، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، قَالَ: كَانَ إِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ صِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ فَيَقُولُ: وَاللَّهِ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ بِصِيَامِ هَذَا الشَّهْرِ عَنِ السَّنَةِ كُلِّهَا.

تحريج: م/الصيام ٢٩ (١١٦٤)، د/الصيام ٥٨ (٢٤٣٣)، ق/الصيام ٣٣ (١٧١٦)، د/الصوم ٤٤ (١٧٩٥)، (تحفة الأشراف: ٣٤٨٢) (حسن صحيح)

۷۵۹۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے صیام رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھے (نفلی) صیام رکھے تو یہی صوم دہر ہے۔'' ❶۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، ۲۔ عبدالعزیز بن محمد نے اس حدیث کو بطریق: "صفوان بن سليم بن سعيد، عن عمر بن ثابت، عن أبي أيوب، عن النبي ﷺ" روایت کیا ہے۔ ۳۔ شعبہ نے یہ حدیث بطریق: "ورقاء بن عمر، عن سعد بن سعيد" روایت کی ہے، سعد بن سعید، یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی ہیں۔ ۴۔ بعض محدثین نے سعد بن سعید پر حافظے کے اعتبار سے کلام کیا ہے۔ ۵۔ حسن بصری سے روایت ہے کہ جب ان کے پاس شوال کے چھ دن کے صیام کا ذکر کیا جاتا تو وہ کہتے: اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ اس ماہ کے صیام سے پورے سال راضی ہے۔ ۶۔ اس باب میں جابر، ابوہریرہ اور ثوبان رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۷۔ ایک جماعت نے اس حدیث کی رو سے شوال کے چھے دن کے صیام کو مستحب کہا ہے۔ ۸۔ ابن مبارک کہتے ہیں: یہ اچھا ہے، یہ ہر ماہ تین دن کے صیام کے مثل ہیں۔ ۹۔ ابن مبارک کہتے ہیں: بعض احادیث میں مروی ہے کہ یہ صیام رمضان سے ملا دیے جائیں۔ ۱۰۔ اور ابن مبارک نے پسند کیا ہے کہ یہ صیام مہینے کے ابتدائی چھے دنوں میں ہوں۔ ۱۱۔ ابن مبارک نے یہ بھی کہا: اگر کوئی شوال کے چھے دن کے صیام الگ الگ دنوں میں رکھے تو یہ بھی جائز ہے۔

فائدہ ❶ :...... "ایک نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ہے" کے اصول کے مطابق رمضان کے صیام دس مہینوں کے صیام کے برابر ہوئے اور اس کے بعد شوال کے چھے صیام اگر رکھ لیے جائیں تو یہ دو مہینے کے صیام کے برابر ہوں گے، اس طرح اسے پورے سال کے صیام کا ثواب مل جائے گا، جس کا یہ مستقل معمول ہو جائے اس کا شمار اللہ کے نزدیک ہمیشہ صوم رکھنے والوں میں ہوگا۔ شوال کے یہ صیام نفلی ہیں انہیں متواتر بھی رکھا جا سکتا ہے اور ناغہ کر کے بھی، تاہم شوال ہی میں ان کی تکمیل ضروری ہے۔

54۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

۵۴۔ باب: ہر ماہ تین دن کے صیام رکھنے کا بیان

760۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ثَلاثَةً أَنْ لا أَنَامَ إِلاَّ عَلَى وِتْرٍ وَصَوْمَ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَأَنْ أُصَلِّيَ الضُّحَى.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٤٨٨٣) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/التهجد ٣٣ (١١٧٨)، والصيام ٦٠ (١٩٨١)، م/المسافرين ١٣ (٧٢١)، ن/قيام الليل ٢٨ (١٦٧٨)، والصيام ٧٠ (٢٣٦٨)، و ٨١ (٢٤٠٣)، (٢/٢٢٩، ٢٣٣، ٢٥٤، ٢٥٨، ٢٦٠، ٢٦٥، ٢٧١، ٢٧٧، ٣٢٩)، د/الصلاة ١٥١ (١٤٩٥)، والصوم ٣٨ (١٧٨٦)، من غير هذا الطريق وبتصرف يسير في السياق.

۷۶۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تین باتوں کا عہد لیا: ۱۔ میں وتر پڑھے بغیر نہ سوؤں۔ ۲۔ ہر ماہ تین دن کے صیام رکھوں۔ ۳۔ اور چاشت کی صلاۃ (صلاۃ الضحیٰ) پڑھا کروں۔

761- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ يُحَدِّثُ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، وَعَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَقُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ وَعَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي عَقْرَبٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ، وَقَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ، وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَجَرِيرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ أَنَّ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ كَانَ كَمَنْ صَامَ الدَّهْرَ.

تخريج: ن/الصيام ٨٤ (٢٤٢٥)، (تحفة الأشراف: ١١٩٨٨) (حسن صحيح) وأخرجه: ن/الصيام (المصدر المذكور (برقم: ٢٤٢٤-٢٤٣١)، حم (١٥/٥، ٥٢، ١٧٧) من غير هذا الطريق وبسياق آخر.

۷۶۱- ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! جب تم ہر ماہ کے تین دن کے صیام رکھو تو تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو رکھو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ ۲- اس باب میں ابوقتادہ، عبداللہ بن عمرو، قرّہ بن ایاس مزنی، عبداللہ بن مسعود، ابوعقرب، ابن عباس، عائشہ، قتادہ بن ملحان، عثمان بن ابی العاص اور جریر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ ''جس نے ہر ماہ تین دن کے صیام رکھے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے صوم دہر رکھا۔''

762- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ صَامَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ)). فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا الْيَوْمُ بِعَشْرَةِ أَيَّامٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي شِمْرٍ وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تخريج: ن/الصيام ٨٢ (٢٤١١)، ق/الصيام ٢٩ (١٧٠٨)، (تحفة الأشراف: ١١٩٦٧) (صحيح)

۷۶۲- ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہر ماہ تین دن کے صیام رکھے تو یہی صیام دہر ہے''، اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمائی ارشاد باری ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام: ١٦٠) (جس نے ایک نیکی کی تو اُسے (کم سے کم) اس کا دس گنا اجر ملے گا) گویا ایک دن (کم سے کم) دس دن کے برابر ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- شعبہ نے یہ حدیث بطریق: ''أبی شمر و أبی التیاح، عن أبی هریرة، عن النبی ﷺ'' روایت کی ہے۔

763- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، قَالَ: سَمِعْتُ

مُعَاذَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: مِنْ أَيِّهِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: كَانَ لا يُبَالِي مِنْ أَيِّهِ صَامَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَيَزِيدُ الرِّشْكُ هُوَ يَزِيدُ الضُّبَعِيُّ. وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ الْقَاسِمِ وَهُوَ الْقَسَّامُ وَالرِّشْكُ هُوَ الْقَسَّامُ. بِلُغَةِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ.

تخريج: م/الصيام ٣٦ (١١٦٠)، د/الصيام ٧٠ (٢٤٥٣)، ق/الصيام ٢٩ (١٧٠٩)، (تحفة الأشراف: ١٧٩٧٧) (صحيح)

٧٦٣- معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین صیام رکھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں رکھتے تھے، میں نے کہا: کون سی تاریخوں میں رکھتے تھے؟ کہا: آپ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ کون سی تاریخ ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- یزید الرّشک یزید ضبعی ہی ہیں، یہی یزید بن قاسم بھی ہیں اور یہی قسّام ہیں، رِشک کے معنی اہلِ بصرہ کی لغت میں قسّام کے ہیں۔

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ

۵۵- باب: صوم کی فضیلت کا بیان

764- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ رَبَّكُمْ يَقُولُ: كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَالصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَإِنْ جَهِلَ عَلَى أَحَدِكُمْ جَاهِلٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَسَلامَةَ بْنِ قَيْصَرٍ وَبَشِيرِ بْنِ الْخَصَاصِيَةِ وَاسْمُ بَشِيرٍ: زَحْمُ بْنُ مَعْبَدٍ وَالْخَصَاصِيَةُ هِيَ أُمُّهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٣٠٩٧) (صحيح)

وأخرجه كل من: خ/الصوم ٢ (١٨٩٤)، و٩ (١٩٠٤)، واللباس ٧٨ (٥٩٢٧)، والتوحيد ٣٥ (٧٤٩٢)، و٥٠ (٧٥٣٨)، م/الصيام ٣٠ (١١٥١)، ن/الصيام ٤٢ (٢٢١٦-٢٢٢١)، ق/الصيام ١ (١٦٣٨)، و٢١ (١٦٩١)، ط/الصيام ٢٢ (٥٨)، حم (٢/٢٣٢، ٢٥٧، ٢٦٦، ٢٧٣، ٤٤٣، ٤٧٥، ٤٧٧، ٤٨٠، ٥٠١، ٥١٠، ٥١٦)، د/الصوم ٥٠ (١٧٧٧)، من غير هذا الطريق وبتصرف في السياق.

٧٦٤- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا رب فرماتا ہے: ہر نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے۔ اور صوم میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ ❶ صوم جہنم کے لیے ڈھال ہے، صائم کے

منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور اگر تم میں سے کوئی جاہل کسی کے ساتھ جہالت سے پیش آئے اور وہ صوم سے ہو تو اسے کہہ دینا چاہیے کہ میں صوم سے ہوں۔" امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ۲۔ اس باب میں معاذ بن جبل، سہل بن سعد، کعب بن عجرہ، سلامہ بن قیصر اور بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ بشیر کا نام زحم بن معبد ہے اور خصاصیہ ان کی ماں ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہاں ایک اشکال یہ ہے کہ اعمال سبھی اللہ ہی کے لیے ہوتے ہیں اور وہی ان کا بدلہ دیتا ہے پھر "صوم میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا" کہنے کا کیا مطلب ہے؟ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ صوم میں ریا کاری کا عمل دخل نہیں ہے، جبکہ دوسرے اعمال میں ریا کاری ہو سکتی ہے، کیونکہ دوسرے اعمال کا انحصار حرکات پر ہے، جبکہ صوم کا انحصار صرف نیت پر ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دوسرے اعمال کا ثواب لوگوں کو بتا دیا گیا ہے کہ وہ اس سے سات سو گنا تک ہو سکتا ہے، لیکن صوم کا ثواب صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ اللہ ہی اس کا ثواب دے گا دوسروں کے علم میں نہیں ہے، اسی لیے فرمایا: " الصوم لی و أنا أجزی به۔"

765۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَبَابًا يُدْعَى الرَّيَّانَ يُدْعَى لَهُ الصَّائِمُونَ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِينَ دَخَلَهُ وَمَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

تخريج: ق/الصيام ۱ (۱٦٤٠)، (تحفة الأشراف: ٤٧٧١) (صحيح) ((مَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا)) کا جملہ ثابت نہیں ہے، تراجع الالبانی ۳۵۱) وأخرجه كل من: خ/الصوم ٤ (١٨٩٦)، وبدء الخلق (٣٢٥٧)، م/الصيام ٣٠ (١١٥٢)، حم (٣٣٣/٥، ٣٣٥)، من غير هذا الطريق.

۷۶۵۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ صوم رکھنے والوں ❶ کو اس کی طرف بلایا جائے گا، تو جو صوم رکھنے والوں میں سے ہوگا اس میں داخل ہو جائے گا اور جو اس میں داخل ہو گیا، وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔" امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ ❶ :...... صوم رکھنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو فرض صیام کے ساتھ نفلی صیام بھی کثرت سے رکھتے ہوں، ورنہ رمضان کے فرض صیام تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہیں، اس خصوصی فضیلت کے مستحق وہی لوگ ہوں گے جو فرض کے ساتھ بکثرت نفلی صیام کا اہتمام کرتے ہوں۔

766۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخریج: تفرد بہ المؤلف، وانظر حدیث رقم: ٧٦٤ (التحفہ: ١٢٧١٩) (صحیح)

٧٦٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صائم کے لیے دوخوشیاں ہیں: ایک خوشی افطار کرتے وقت ہوتی ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

56۔بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ الدَّهْرِ

٥٦۔ باب: صوم دہر کا بیان

767۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ بِمَنْ صَامَ الدَّهْرَ؟ قَالَ ((لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ)) أَوْ ((لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَبْدِاللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَبِي مُوسَى. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ صِيَامَ الدَّهْرِ. وَأَجَازَهُ قَوْمٌ آخَرُونَ، وَقَالُوا: إِنَّمَا يَكُونُ صِيَامُ الدَّهْرِ إِذَا لَمْ يُفْطِرْ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الأَضْحَى وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَمَنْ أَفْطَرَ هَذِهِ الأَيَّامَ فَقَدْ خَرَجَ مِنْ حَدِّ الْكَرَاهِيَةِ وَلَا يَكُونُ قَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ، هَكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ نَحْوًا مِنْ هَذَا وَقَالَا: لَا يَجِبُ أَنْ يُفْطِرَ أَيَّامًا غَيْرَ هَذِهِ الْخَمْسَةِ الأَيَّامِ الَّتِي نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْهَا يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الأَضْحَى وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ.

تخریج: انظر حدیث رقم: ٧٤٩ (تحفة الأشراف: ١٢١١٧) (صحیح)

٧٦٧۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عرض کی گئی: اللہ کے رسول! اگر کوئی صوم دہر (پورے سال صیام) رکھے تو کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس نے نہ صوم رکھا اور نہ ہی افطار کیا'' [1]۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابوقتادہ کی حدیث حسن ہے۔ ۲۔ اس باب میں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن شخیر، عمران بن حصین اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اہل علم کی ایک جماعت نے صوم دہر کو مکروہ کہا ہے اور بعض دوسرے لوگوں نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صیامِ دہر تو اس وقت ہوگا جب عید الفطر، عیدالاضحیٰ اور ایامِ تشریق میں بھی صوم رکھنا نہ چھوڑے، جس نے ان دنوں میں صوم ترک کردیا، وہ کراہت کی حد سے نکل گیا اور وہ پورے سال صوم رکھنے والا نہیں ہوا، مالک بن انس سے اسی طرح مروی ہے اور یہی شافعی کا بھی قول ہے۔

احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی اسی طرح کہتے ہیں، ان دونوں کا کہنا ہے کہ ان پانچ دنوں یوم الفطر، یوم الاضحیٰ اور ایام تشریق میں صوم رکھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، بقیہ دنوں میں افطار کرنا واجب نہیں ہے۔

فائدہ [1]:...... راوی کو شک ہے کہ ''لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ'' کہا یا ''لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ'' کہا (دونوں کے معنی

ایک ہیں) ظاہر یہی ہے کہ یہ خبر ہے کہ اس نے صوم نہیں رکھا، کیونکہ اس نے سنت کی مخالفت کی، اور افطار نہیں کیا، کیونکہ وہ بھوکا پیاسا رہا کچھ کھایا پیا نہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ بد دعا ہے، یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اس کے اس فعل پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

57۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي سَرْدِ الصَّوْمِ

۵۷۔ باب: پے در پے صوم رکھنے کا بیان

768۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ قَالَتْ: وَمَا صَامَ رَسُولُ اللهِ شَهْرًا كَامِلًا إِلَّا رَمَضَانَ .

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ .

تخريج: م/الصيام ٣٤ (١١٥٦)، ن/الصيام ٧٠ (٢٣٥١)، (تحفة الأشراف: ١٦٢٠٢)، وانظر ما تقدم عند المؤلف برقم: ٧٣٧ (صحيح)

۷۶۸۔ عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے صیام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ صوم رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ نے خوب صوم رکھے، پھر آپ صوم رکھنا چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ نے بہت دنوں سے صوم نہیں رکھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی ماہ کے پورے صیام نہیں رکھے ❶۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... اس کی وجہ یہ تھی تا کہ کوئی اس کے وجوب کا گمان نہ کرے۔

769۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ حُمَيْدٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَرَى أَنَّهُ لَا يُرِيدُ أَنْ يُفْطِرَ مِنْهُ ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَرَى أَنَّهُ لَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ مِنْهُ شَيْئًا وَكُنْتَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ مُصَلِّيًا وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ نَائِمًا . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٨٤) (صحيح)

۷۶۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے نبی اکرم ﷺ کے صیام کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: آپ کسی مہینے میں اتنے صوم رکھتے کہ ہم سمجھتے: اب آپ کا ارادہ صوم بند کرنے کا نہیں ہے، اور کبھی بغیر صوم کے رہتے یہاں تک کہ ہمیں خیال ہوتا کہ آپ کوئی صوم رکھیں گے ہی نہیں۔ اور آپ کو رات کے جس حصے میں بھی تم صلاۃ پڑھتا دیکھنا چاہتے صلاۃ پڑھتے دیکھ لیتے اور جس حصے میں سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو سوتے ہوئے دیکھ لیتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

770۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصَّوْمِ صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الْعَبَّاسِ هُوَ الشَّاعِرُ الْمَكِّيُّ الأَعْمَى وَاسْمُهُ: السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخَ. قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَفْضَلُ الصِّيَامِ أَنْ تَصُومَ يَوْمًا وَتُفْطِرَ يَوْمًا وَيُقَالُ هَذَا هُوَ أَشَدُّ الصِّيَامِ.

تخريج: تفرد به المؤلف بهذا السياق (تحفة الأشراف: ٨٦٣٥) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/الصوم ٥٧ (١٩٧٧)، و٥٩ (١٩٧٩)، والانبياء ٣٨ (٣٤٢٠)، وفضائل القرآن ٣٤ (٥٠٥٢)، والنكاح ٨٩ (٥١٩٩)، والأدب ٨٤ (٦١٣٤)، د/الصيام ٥٣ (٢٤٢٧)، م/الصيام ٣٥ (١١٥٩)، ن/الصيام ٧١ (٢٣٨٠)، و٧٦ (٢٣٩٠_٢٣٩٥)، و٧٧ (٢٣٩٦_٢٣٩٨)، و٧٨ (٢٣٩٩_٢٤٠١)، ق/الصيام ٢٨ (١٧٠٦)، و٣١ (١٧١٢)، حم ٢/١٦٠، ١٦٤، ١٨٨، ١٨٩، ١٩٠، ١٩٤، ١٩٥، ١٩٨، ١٩٩، ٢٠٠، ٢٠٦، ٢١٦، ٢٢٤، ٢٦٥)، د/الصوم ٤٢ (١٧٩٣)، من غير هذا الطريق وبتصرف في السياق.

۷۷۰۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل صوم میرے بھائی داود علیہ السلام کا صوم ہے، وہ ایک دن صوم رکھتے تھے اور ایک دن بغیر صوم کے رہتے، اور جب (دشمن سے) مڈبھیڑ ہوتی تو میدان چھوڑ کر بھاگتے نہیں تھے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ سب سے افضل صوم یہ ہے کہ تم ایک دن صوم رکھو اور ایک دن بغیر صوم کے رہو، کہا جاتا ہے کہ یہ سب سے سخت صوم ہے۔

58۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ

۵۸۔ باب: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن صوم رکھنے کی حرمت کا بیان

771۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي يَوْمِ النَّحْرِ بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ صَوْمِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَفِطْرُكُمْ مِنْ صَوْمِكُمْ وَعِيدٌ لِلْمُسْلِمِينَ وَأَمَّا يَوْمُ الأَضْحَى فَكُلُوا مِنْ لُحُومِ نُسُكِكُمْ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ اسْمُهُ: سَعْدٌ وَيُقَالُ لَهُ: مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ أَيْضًا. وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَزْهَرَ هُوَ ابْنُ عَمِّ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ.

تخريج: خ/الصوم ٦٦ (١٩٩٠)، والأضاحى ١٦ (٥٥٧١)، م/الصيام ٢٢ (١١٣٧)، د/الصيام ٤٨ (٢٤١٦)، ق/الصيام ٣٦ (١٧٢٢)، (تحفة الأشراف: ١٠٦٦٣)، ط/العيدين ٢ (٥) حم (١/٤٠) (صحيح)

۷۷۱۔عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ابوعبید سعد کہتے ہیں کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دسویں ذی الحجہ کو موجود تھا، انہوں نے خطبے سے پہلے صلاۃ شروع کی ، پھرکہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دودنوں میں صوم رکھنے سے منع فرماتے سنا ہے،عیدالفطر کے دن سے، اس لیے کہ یہ تمہارے صیام سے افطار کا دن اور مسلمانوں کی عید ہے اورعید الاضحیٰ کے دن سے، اس لیے کہ اس دن تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاؤ۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1] :......علما کا اجماع ہے کہ ان دونوں دنوں میں صوم رکھنا کسی بھی حال میں جائزنہیں خواہ وہ نذر کا صوم ہو یا نفلی صوم ہو یا کفارے کا یا ان کے علاوہ کوئی اورصوم ہو، اگرکوئی تعیین کے ساتھ ان دونوں دنوں میں صوم رکھنے کی نذر مان لے تو جمہور کے نزدیک اس کی یہ نذر منعقد نہیں ہوگی اورنہ ہی اس کی قضااس پر لازم آئے گی اورامام ابوحنیفہ کہتے ہیں نذر منعقد ہو جائے گی،لیکن وہ ان دونوں دنوں میں صوم نہیں رکھے گا، ان کی قضا کرے گا۔

772۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامَيْنِ: يَوْمِ الأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَنَسٍ .

قَالَ أَبُوعِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . قَالَ: وَعَمْرُو بْنُ يَحْيَى هُوَ ابْنُ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْمَازِنِيُّ الْمَدَنِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ رَوَى لَهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ .

تخريج: خ /الصوم ٦٦ (١٩٩١)، م/الصيام ٢٢ (٨٢٧)، د/الصيام ٤٨ (٢٤١٧)، (تحفة الأشراف: ٤٤٠٤) (صحيح) وأخرجه كل من : خ/جزاء الصيد ٢٦ (١٨٦٤)، ق/الصيام ٣٦ (١٧٢١)، حم (٣/٣٤)، د/الصوم ٤٣ (١٧٩٤)، من غير هذا الطريق.

۷۷۲۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دوصیام سے منع فرمایا: ''یوم الاضحیٰ (بقرعید) کے صوم سے اور یوم الفطر (عید الفطر) کے صوم سے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔۲۔اس باب میں عمر،علی ، عائشہ، ابوہریرہ، عقبہ بن عامر اورانس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔۳۔اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ ۴۔عمرو بن یحییٰ ہی عمارہ بن ابی الحسن مازنی ہیں، وہ مدینے کے رہنے والے ہیں اورثقہ ہیں۔سفیان ثوری، شعبہ اور مالک بن انس نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

59۔بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

۵۹۔باب: ایامِ تشریق میں صوم رکھنے کی حرمت کا بیان

773۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الإِسْلاَمِ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعْدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَنُبَيْشَةَ، وَبِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ، وَعَبْدِاللَّهِ بْنِ حُذَافَةَ، وَأَنَسٍ وَحَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الأَسْلَمِيِّ، وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَائِشَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَعَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. يَكْرَهُونَ الصِّيَامَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ إِلاَّ أَنَّ قَوْمًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ رَخَّصُوا لِلْمُتَمَتِّعِ إِذَا لَمْ يَجِدْ هَدْيًا وَلَمْ يَصُمْ فِي الْعَشْرِ أَنْ يَصُومَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَهْلُ الْعِرَاقِ يَقُولُونَ مُوسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ وَأَهْلُ مِصْرَ يَقُولُونَ: مُوسَى بْنُ عُلَيٍّ و قَالَ: سَمِعْت قُتَيْبَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: قَالَ مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ: لاَ أَجْعَلُ أَحَدًا فِي حِلٍّ صَغَّرَ اسْمَ أَبِي.

تخريج: د/الصيام ٤٩ (٢٤١٩)، ن/المناسك ١٩٥ (٣٠٠٧)، (تحفة الأشراف: ٩٩٤١)، د/الصوم ٤٧ (١٨٠٥) (صحيح)

۷۷۳۔عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوم عرفہ ❶، یوم نحر ❷ اور ایامِ تشریق ❸ ہماری، یعنی اہلِ اسلام کی عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔۲۔اس باب میں علی، سعد، ابوہریرہ، جابر، نبیشہ، بشر بن سحیم، عبداللہ بن حذافہ، انس، حمزہ بن عمرو اسلمی، کعب بن مالک، عائشہ، عمرو بن عاص اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔۳۔اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ یہ لوگ ایامِ تشریق میں صوم رکھنے کو حرام قرار دیتے ہیں۔ البتہ صحابہ کرام وغیرہم کی ایک جماعت نے حجِ تمتع کرنے والے کو اس کی رخصت دی ہے جب وہ ہدی نہ پائے اور اس نے ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن میں صوم نہ رکھے ہوں کہ وہ ایامِ تشریق میں صوم رکھے۔ مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

فائدہ ❶:...... یوم عرفہ سے مراد وہ دن ہے جس میں حاجی میدانِ عرفات میں ہوتے ہیں، یعنی نویں ذی الحجہ مطابق رؤیت مکہ مکرمہ۔

فائدہ ❷:......قربانی کا دن، یعنی دسویں ذی الحجہ۔

فائدہ ❸:......ایامِ تشریق سے مراد گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذی الحجہ ہے۔

60- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ

۶۰- باب: صائم کے پچھنا لگوانے کی کراہت کا بیان

774- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ قَارِظٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَسَعْدٍ، وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، وَثَوْبَانَ، وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَعَائِشَةَ، وَمَعْقِلِ بْنِ سِنَانٍ وَيُقَالُ: ابْنُ يَسَارٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي مُوسَى، وَبِلاَلٍ وَسَعْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَذُكِرَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. وَذُكِرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّهُ قَالَ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ ثَوْبَانَ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ. لأَنَّ يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ رَوَى عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا حَدِيثَ ثَوْبَانَ وَحَدِيثَ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ حَتَّى أَنَّ بَعْضَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ احْتَجَمَ بِاللَّيْلِ، مِنْهُمْ أَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ وَابْنُ عُمَرَ، وَبِهَذَا يَقُولُ ابْنُ الْمُبَارَكِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ: قَالَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: مَنِ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ. قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: وَهَكَذَا قَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ. وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ)) وَلاَ أَعْلَمُ وَاحِدًا مِنْ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ ثَابِتًا. وَلَوْ تَوَقَّى رَجُلٌ الْحِجَامَةَ وَهُوَ صَائِمٌ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ، وَلَوِ احْتَجَمَ صَائِمٌ لَمْ أَرَ ذَلِكَ أَنْ يُفْطِرَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا كَانَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ بِبَغْدَادَ. وَأَمَّا بِمِصْرَ، فَمَالَ إِلَى الرُّخْصَةِ وَلَمْ يَرَ بِالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا وَاحْتَجَّ بِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٣٥٥٦) (صحيح)

۷۷۴- رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سینگی (پچھنا) لگانے اورلگوانے والے دونوں کا صوم نہیں رہا''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اس باب میں سب سے صحیح رافع بن خدیج کی روایت ہے۔ ۳- اورعلی بن عبداللہ (ابن المدینی) کہتے ہیں کہ اس باب میں سب سے صحیح

ثوبان اور شداد بن اوس کی حدیثیں ہیں، اس لیے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ابوقلابہ سے ثوبان اور شداد بن اوس دونوں کی حدیثوں کی ایک ساتھ روایت کی ہے۔ ۴- اس باب میں علی، سعد، شداد بن اوس، ثوبان، اسامہ بن زید، عائشہ، معقل بن سنان (ابن یسار بھی کہا جاتا ہے)، ابوہریرہ، ابن عباس، ابوموسیٰ، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۵- صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہل علم نے صائم کے لیے پچھنا لگوانے کو مکروہ قرار دیا ہے، یہاں تک کہ بعض صحابہ نے رات کو پچھنا لگوایا۔ ان میں موسیٰ اشعری، اور ابن عمر بھی ہیں۔ ابن مبارک بھی یہی کہتے ہیں۔ ۶- عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ جس نے صوم کی حالت میں پچھنا لگوایا، اس پر اس کی قضا ہے، اسحاق بن منصور کہتے ہیں: اسی طرح احمد اور اسحاق بن راہویہ نے بھی کہا ہے۔ ۷- شافعی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے صوم کی حالت میں پچھنا لگوایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''پچھنا لگانے اور لگوانے والے دونوں نے صوم توڑ دیا'' اور میں ان دونوں حدیثوں میں سے ایک بھی صحیح نہیں جانتا، لیکن اگر کوئی صوم کی حالت میں پچھنا لگوانے سے اجتناب کرے تو یہ مجھے زیادہ محبوب ہے، اور اگر کوئی صائم پچھنا لگوالے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس سے اس کا صوم ٹوٹ گیا۔ ۸- بغداد میں شافعی کا بھی یہی قول تھا کہ اس سے صوم ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ مصر میں وہ رخصت کی طرف مائل ہوگئے تھے اور صائم کے پچھنا لگوانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں احرام کی حالت میں پچھنا لگوایا تھا۔ [1]

فائدہ [1] :...... گویا ان کا موقف یہ تھا کہ سینگی لگوانے سے صوم ٹوٹ جانے کا حکم منسوخ ہوگیا ہے۔

61- بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

۶۱- باب: صائم کے لیے پچھنا لگوانے کی رخصت کا بیان

775- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، هَكَذَا رَوَى وُهَيْبٌ نَحْوَ رِوَايَةِ عَبْدِ الْوَارِثِ. وَرَوَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

تخريج: خ/الصوم ۳۲ (۱۹۳۸)، والطب ۱۲ (۵۶۹۵)، د/الصيام ۲۹ (۲۳۷۲)، (تحفة الأشراف: ۵۹۸۹) (صحیح) "احتجم وهو صائم" کے لفظ سے صحیح ہے جو بسند عبدالوارث صحیح بخاری میں موجود ہے، اور ترمذی کا یہ سیاق سنن ابی داود میں بسند یزید عن مقسم عن ابن عباس موجود ہے، جب کہ حکم اور حجاج نے مقسم سے روایت میں ''محرم'' کا لفظ نہیں ذکر کیا ہے، دراصل الگ الگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں حالت میں حجامت کرائی، جس کا ذکر صحیح بخاری میں بسند وہیب عن ایوب، عن عکرمہ، عن ابن عباس ہے کہ (أن النبي ﷺ احتجم وهو محرم، واحتجم وهو صائم: ۱۸۳۵، ۱۹۳۸) (پتہ چلا کہ پچھنا لگوانے کا یہ کام حالت صوم واحرام میں ایک ساتھ نہیں ہوا ہے، بلکہ دو الگ الگ

واقعہ ہے) وقد أخرجه كل من: خ/جزاء الصيد ۱۱ (۱۸۳۵)، الطب ۱۵ (۵۷۰۰)، م/الحج ۱۱ (۱۲۰۲)، د/الحج ۳۶ (۱۸۳۵، ۱۸۳۶)، ق/الحج ۸۷ (۳۰۸۱)، حم (۱/۲۱۵، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۳۶، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۶۰، ۲۸۳، ۲۸۶، ۲۹۲، ۳۰۶، ۳۱۵، ۳۳۳، ۳۴۶، ۳۵۱، ۳۷۲، ۳۷۴)، د/المناسك ۲۰ (۱۸۲۰)، من غير هذا الطريق.

۷۷۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنا لگوایا، آپ محرم تھے اور صوم سے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ۲۔ اسی طرح وہیب نے بھی عبدالوارث کی طرح روایت کی ہے۔ ۳۔ اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ نے ایوب سے اور ایوب نے عکرمہ سے مرسلاً روایت کی ہے اور، عکرمہ نے اس میں ابن عباس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

776۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الأَنْصَارِيُّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ۶۵۰۷) (صحيح)

۷۷۶۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے پچھنا لگوایا، آپ صوم سے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

777۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَرَوْا بِالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ۶۴۹۵) (منکر) (اس لفظ کے ساتھ منکر ہے، صحیح یہ ہے کہ حالت احرام میں سینگی لگوائی تو صوم سے نہیں تھے، کما تقدم، اور حالت صیام میں سینگی لگانے کا واقعہ الگ ہے)

۷۷۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے وقت میں پچھنا لگوایا جس میں آپ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے، آپ احرام باندھے ہوئے تھے اور صوم کی حالت میں تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابوسعید خدری، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم اسی حدیث کی طرف گئے ہیں، وہ صائم کے پچھنا

لگوانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔سفیان ثوری، مالک بن انس، اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔

62۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْوِصَالِ لِلصَّائِمِ

۶۲۔ باب: افطار کیے بغیر مسلسل صوم رکھنے کی کراہت کا بیان

778۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُوَاصِلُوا))، قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنَّ رَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ، وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ، وَبَشِيرِ بْنِ الْخَصَاصِيَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. كَرِهُوا الْوِصَالَ فِي الصِّيَامِ. وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يُوَاصِلُ الأَيَّامَ وَلَا يُفْطِرُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٢١٥) (صحيح)

۷۷۸۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صومِ وصال ❶ مت رکھو''، لوگوں نے عرض کیا: آپ تو رکھتے ہیں؟ اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے'' ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔انس کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔اس باب میں علی، ابوہریرہ، عائشہ، ابن عمر، جابر، ابوسعید خدری، اور بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، وہ بغیر افطار کیے لگاتار صوم رکھنے کو مکروہ کہتے ہیں۔ ۴۔عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ کئی دنوں کو ملا لیتے تھے (درمیان میں) افطار نہیں کرتے تھے۔

فائدہ ❶ :......صومِ وصال یہ ہے کہ آدمی قصداً دو یا دو سے زیادہ دن تک افطار نہ کرے، مسلسل صیام رکھے نہ رات میں کچھ کھائے پیئے اور نہ سحری ہی کے وقت۔ صوم وصال نبی اکرم ﷺ کے لیے جائز تھا، لیکن امت کے لیے جائز نہیں۔

فائدہ ❷ :......''میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے'' اسے جمہور نے مجازاً قوت پر محمول کیا ہے کہ کھانے پینے سے جو قوت حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ وہ قوت مجھے یوں ہی بغیر کھائے پیے دے دیتا ہے اور بعض نے اسے حقیقت پر محمول کرتے ہوئے کھانے پینے سے جنت کا کھانا پینا مراد لیا ہے۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے معارف کی ایسی غذا کھلاتا ہے جس سے آپ کے دل پر لذتِ سرگوشی ومناجات کا فیضان ہوتا ہے۔ اللہ کے قرب سے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے اور اللہ کی محبت کی نعمت سے آپ کو سرشاری نصیب ہوتی ہے اور اس کی جناب کی طرف شوق میں افزونی ہوتی ہے، یہ ہے وہ غذا جو آپ کو اللہ کی جانب سے عطا ہوتی ہے، یہ روحانی غذا ایسی ہے جو آپ کو دنیوی غذا سے کئی کئی دنوں تک کے لیے بے نیاز کر دیتی تھی۔

63۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ يُرِيدُ الصَّوْمَ

۶۳۔ باب: جنبی کو فجر پالے اور وہ صوم رکھنا چاہتا ہو تو کیا حکم ہے

779۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ وَأُمُّ سَلَمَةَ زَوْجَا النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فَيَصُومُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ قَالَ: قَوْمٌ مِنَ التَّابِعِينَ إِذَا أَصْبَحَ جُنُبًا يَقْضِي ذَلِكَ الْيَوْمَ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

تخريج: خ/الصوم ٢٢ (١٩٢٦)، م/الصيام ١٣ (١١٠٩)، د/الصيام ٣٦ (٢٣٨٨)، (تحفة الأشراف: ١٧٦٩٦)، ط/الصيام ٤ (١٢)، حم (٦/٣٨)، ود/الصوم ٢٢ (١٧٦٦) من غير هذا الطريق (صحيح)

۷۷۹۔ ام المومنین عائشہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو فجر پالیتی اور آپ اپنی بیویوں سے صحبت کی وجہ سے حالت جنابت میں ہوتے، پھر آپ غسل فرماتے اور صوم رکھتے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عائشہ اور ام سلمہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ صحابہ کرام وغیرہم میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی قول ہے اور تابعین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ جب کوئی حالت جنابت میں صبح کرے تو وہ اس دن کی قضا کرے، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :......ام المومنین عائشہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ابوہریرہ کی حدیث "من أصبح جنبا فلا صوم لـه" کے معارض ہے، اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ عائشہ اور ام سلمہ کی حدیث کو ابوہریرہ کی حدیث پر ترجیح حاصل ہے، کیونکہ یہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی بیویوں میں سے ہیں اور بیویاں اپنے شوہروں کے حالات سے زیادہ واقفیت رکھتی ہیں۔ دوسرے ابوہریرہ تنہا ہیں اور یہ دو ہیں اور دو کی روایت کو اکیلے کی روایت پر ترجیح دی جائے گی۔

64۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الصَّائِمِ الدَّعْوَةَ

۶۴۔ باب: صائم دعوت قبول کرے اس کا بیان

780۔ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ)) يَعْنِي الدُّعَاءَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٤٤٣٣) (صحيح)

وأخرجه: كل من: م/الصيام ٢٨ (١١٥٠)، د/الصيام ٧٥ (٢٤٦٠)، ق/الصيام ٤٧ (١٧٥٠)، حم

(۲/۲٤۲)، د/الصيام ۳۱ (۱۷۷۸)، من غير هذا الطريق.

۷۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت ملے تو اسے قبول کرے، اور اگر وہ صوم سے ہو تو چاہیے کہ دعا کرے'' ❶۔

فائدہ ❶ :...... یعنی صاحب طعام کے لیے برکت کی دعا کرے، کیونکہ طبرانی کی روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وارد ہے جس میں "وإن كان صائما فليدع بالبركة" کے الفاظ آئے ہیں۔ باب کی حدیث میں "فليصل" کے بعد "يعني الدعاء" کے جو الفاظ آئے ہیں یہ ''فلیصل'' کی تفسیر ہے جو خود امام ترمذی نے کی ہے یا کسی اور راوی نے۔ مطلب یہ ہے کہ یہاں صلاۃ پڑھنا مراد نہیں، بلکہ اس سے مراد دعا ہے۔ بعض لوگوں نے اسے ظاہر پر محمول کیا ہے۔ اس صورت میں اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرے اس کے گھر جائے اور گھر کے کسی کونے میں جا کر دو رکعت صلاۃ پڑھے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں پڑھی تھی۔

781۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ فِي هَذَا الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ۱۳٦۷۱) (صحيح)

۷۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے اور وہ صوم سے ہو تو چاہیے کہ وہ کہے میں صوم سے ہوں'' ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں ابو ہریرہ سے مروی دونوں حدیثیں حسن صحیح ہیں۔

فائدہ ❶ :...... ''میں صوم سے ہوں'' کہنے کا حکم دعوت قبول نہ کرنے کی معذرت کے طور پر ہے، اگرچہ نوافل کا چھپانا بہتر ہے، لیکن یہاں اس کے ظاہر کرنے کا حکم اس لیے ہے تاکہ داعی کے دل میں مدعو کے خلاف کوئی غلط فہمی اور کدورت راہ نہ پائے۔

65۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا

۶۵۔ باب: شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کے نفل صوم رکھنے کی کراہت کا بیان

782۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ يَوْمًا مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَّا بِإِذْنِهِ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تخريج: ق/الصيام ٥٣ (١٧٦١)، (بدون ذكر رمضان)، د/الصوم ٢٠ (١٧٦١)، (تحفة الأشراف: ١٣٦٨٠)، حم (٢/٢٤٥، ٤٦٤) (صحيح)

۷۸۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں ماہِ رمضان کے علاوہ کوئی اور صوم بغیر اس کی اجازت کے نہ رکھے۔ [1] امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابوہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں ابن عباس اور ابوسعید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1]: ...... ''لا تصوم'' نفی کا صیغہ ہے جو نہی کے معنی میں ہے۔ مسلم کی روایت میں ''لا يحل للمرأة أن تصوم'' کے الفاظ وارد ہیں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شوہر کی موجودگی میں نفلی صیام عورت کے لیے بغیر شوہر کی اجازت کے جائز نہیں، اور یہ ممانعت مطلقاً ہے اس میں یومِ عرفہ اور عاشورا کے صیام بھی داخل ہیں، بعض لوگوں نے عرفہ اور عاشورے کے صیام کو مستثنیٰ کیا ہے۔

66- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ

۶۶- باب: صیامِ رمضان کی قضا دیر سے کرنے کا بیان

783- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ السُّدِّيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ الْبَهِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كُنْتُ أَقْضِي مَا يَكُونُ عَلَيَّ مِنْ رَمَضَانَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ وَقَدْ رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ هَذَا.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٦٢٩٣)، وانظر حم (٦/١٢٤، ١٣١، ١٧٠)، وأخرجه كل من: خ/الصوم ٤٠ (١٩٥٠)، م/الصوم ٢٦ (١١٤٦)، د/الصيام ٤٠ (٢٣٩٩)، ن/الصيام ٦٤ (٢٣٣١)، ق/الصيام ١٣ (١٦٦٩) من غير هذا الطريق و بسياق آخر (صحيح)

(سند میں اسماعیل سدی کے بارے میں قدرے کلام ہے، لیکن متابعات کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے)

۷۸۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رمضان کے جو صیام مجھ پر رہ جاتے انہیں میں شعبان ہی میں قضا کر پاتی تھی، جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوگئی۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

67- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ

۶۷- باب: صائم کی فضیلت کا بیان جب اس کے پاس کھایا جائے

784- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ لَيْلَى، عَنْ مَوْلَاتِهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الصَّائِمُ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ الْمَفَاطِيرُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ لَيْلَى عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عُمَارَةَ، عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ .

تخريج: ق/الصيام ٤٦ (١٧٤٨)، (تحفة الأشراف: ١٨٣٣٥) (ضعيف) (سند میں لیلیٰ مجہول راوی ہے)

۷۸۴۔ لیلیٰ کی مالکن (ام عمارہ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''صائم کے پاس جب افطار کی چیزیں کھائی جاتی ہیں، تو فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: شعبہ نے بھی یہ حدیث بطریق: ''حبيب بن زيد، عن ليلى، عن جدة حبيب أم عمارة، عن النبى ﷺ'' سے اسی طرح روایت کی ہے۔ (جو آگے آرہی ہے)

785۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مَوْلَاةً لَنَا يُقَالُ لَهَا لَيْلَى تُحَدِّثُ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ الأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ: ((كُلِي)) فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّي عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرُغُوا))، وَرُبَّمَا قَالَ: ((حَتَّى يَشْبَعُوا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

تخریج: انظر ما قبله (ضعيف) (سند میں لیلیٰ مجہول راوی ہے)

۷۸۵۔ ام عمارہ بنت کعب انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس آئے، انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم بھی کھاؤ''، انہوں نے کہا: میں صوم سے ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صائم کے لیے فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں، جب اس کے پاس کھایا جاتا ہے، جب تک کہ کھانے والے فارغ نہ ہو جائیں۔'' بعض روایتوں میں ہے ''جب تک کہ وہ آسودہ نہ ہو جائیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اور یہ شریک کی (اوپر والی) حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

786۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مَوْلَاةٍ لَهُمْ يُقَالُ لَهَا لَيْلَى، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ حَتَّى يَفْرُغُوا أَوْ يَشْبَعُوا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأُمُّ عُمَارَةَ هِيَ جَدَّةُ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ.

تخریج: انظر ما قبله (ضعيف)

۷۸۶۔ اس سند سے بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح مروی ہے اس میں ''حَتَّى يَفْرُغُوا أَوْ يَشْبَعُوا'' کا ذکر نہیں ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ام عمارہ حبیب بن زید انصاری کی دادی ہیں۔

68۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ الْحَائِضِ الصِّيَامَ دُونَ الصَّلَاةِ

۶۸۔ باب: حائضہ عورت صیام کی قضا کرے گی صلاۃ کی نہیں

787۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ

عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصِّيَامِ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعُبَيْدَةُ هُوَ ابْنُ مُعَتِّبٍ الضَّبِّيُّ الْكُوفِيُّ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْكَرِيمِ.

تخريج: ق/الصيام ١٣ (١٦٧٠)، د/الطهارة ١٠١ (١٠١٩)، (تحفة الأشراف: ١٥٩٧٤) (صحيح) وأخرجه كل من: م/الحيض ١٥ (٣٣٥)، د/الطهارة ١٠٥ (٢٦٣)، ن/الصيام ٦٤ (٢٣٢٠)، ق/الطهارة ١١٩ (٦٣١)، حم (٦/٢٣، ٢٣١- ٢٣٢)، د/الطهارة ١٠١ (١٠٢٠) من غير هذا الطريق وبتصرف يسير في السياق.

۷۸۷۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمیں حیض آتا پھر ہم پاک ہوجاتے تو آپ ہمیں صیام قضا کرنے کا حکم دیتے اور صلاۃ قضا کرنے کا حکم نہیں دیتے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ۲۔ یہ معاذہ سے بھی مروی ہے انہوں نے عائشہ سے روایت کی ہے۔ ۳۔ اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے، ہم ان کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں جانتے کہ حائضہ عورت صیام کی قضا کرے گی، صلاۃ کی نہیں کرے گی۔

فائدہ ❶: ......اس کی وجہ یہ ہے کہ صوم کی قضا اتنی مشکل نہیں ہے جتنی صلاۃ کی قضا ہے، کیونکہ یہ پورے سال میں صرف ایک بار کی بات ہوتی ہے اس کے برخلاف صلاۃ حیض کی وجہ سے ہر مہینے چھ یا سات دن کی صلاۃ چھوڑنی پڑتی ہے، اور کبھی کبھی دس دس دن کی صلاۃ چھوڑنی پڑ جاتی ہے، اس طرح سال کے تقریباً چار مہینے صلاۃ کی قضا کرنی پڑے گی جو انتہائی دشوار امر ہے۔

69- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مُبَالَغَةِ الاِسْتِنْشَاقِ لِلصَّائِمِ

۶۹۔ باب: صائم کے لیے ناک میں پانی سُر کنے میں مبالغہ کرنے کی کراہت کا بیان

788- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْحَكَمِ الْبَغْدَادِيُّ الْوَرَّاقُ وَأَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ. قَالَ: ((أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِي الاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ أَهْلُ الْعِلْمِ السُّعُوطَ لِلصَّائِمِ وَرَأَوْا أَنَّ ذَلِكَ يُفَطِّرُهُ. وَفِي الْبَابِ مَا يُقَوِّي قَوْلَهُمْ.

تخريج: انظر حديث رقم: ٣٨ (تحفة الأشراف: ١١١٧٢) (صحيح)

۷۸۸۔ لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے

فرمایا: ''کامل طریقے سے وضو کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی سُر کنے میں مبالغہ کرو، الا یہ کہ تم صوم سے ہو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اہل علم نے صائم کے لیے ناک میں پانی سُر کنے میں مبالغہ کرنے کو مکروہ کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے صوم ٹوٹ جاتا ہے۔ ۳- اس باب میں دوسری روایات بھی ہیں جن سے ان کے قول کی تقویت ہوتی ہے۔

70۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ

۷۰۔ باب: جو کسی جماعت کے یہاں آئے تو ان کی اجازت کے بغیر (نفل) صوم نہ رکھے

789۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ وَاقِدٍ الْكُوفِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَزَلَ عَلَى قَوْمٍ فَلَا يَصُومَنَّ تَطَوُّعًا إِلَّا بِإِذْنِهِمْ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُ أَحَدًا مِنَ الثِّقَاتِ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. وَقَدْ رَوَى مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوًا مِنْ هَذَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ أَيْضًا. وَأَبُو بَكْرٍ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَأَبُو بَكْرٍ الْمَدَنِيُّ الَّذِي رَوَى عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اسْمُهُ الْفَضْلُ بْنُ مُبَشِّرٍ وَهُوَ أَوْثَقُ مِنْ هَذَا وَأَقْدَمُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٦٧٦٧) (ضعيف جداً) (سند میں ایوب بن واقد متروک الحدیث راوی ہے) وأخرجه: ق/الصيام ٥٤ (١٧٦٣) من غير هذا الطريق وهو أيضا ضعيف لأجل أبي بكر المدني فهو أيضا متروك.

۷۸۹۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی جماعت کے ہاں اترے، یعنی ان کا مہمان ہو تو ان کی اجازت کے بغیر نفلی صیام نہ رکھے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث منکر ہے۔ ۲- ہم ثقات میں سے کسی کو نہیں جانتے جس نے یہ حدیث ہشام بن عروہ سے روایت کی ہو۔ ۳- موسیٰ بن داود نے یہ حدیث بطریق: ''أبي بكر المدني، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، عن النبي ﷺ'' اسی طرح روایت کی ہے۔ ۴- یہ حدیث بھی ضعیف ہے، ابوبکر اہل الحدیث کے نزدیک ضعیف ہیں، اور ابوبکر مدنی جو جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا نام فضل بن مبشر ہے، وہ ان سے زیادہ ثقہ اور ان سے پہلے کے ہیں۔ ❶

فائدہ ❶: ......یعنی ابوبکر المدنی جنھوں نے ہشام سے روایت کی اگرچہ ضعیف ہیں لیکن اس ابوبکر مدنی سے جنھوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے زیادہ قوی ہیں، اُن کا ضعف ان کے مقابلہ میں ہلکا ہے۔

71-بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِعْتِكَافِ

۷۱-باب: اعتکاف کا بیان

790- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي لَيْلَى وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (وأخرجه النسائي في الكبرىٰ) (تحفة الأشراف: ۱۳۲۸۵ و ۱۶۶۴۷) (صحيح)

۷۹۰- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف [1] کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابوہریرہ اور عائشہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں ابی بن کعب، ابولیلیٰ، ابوسعید، انس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1] :...... اعتکاف کے لغوی معنی روکنے اور بند کرلینے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں ایک خاص کیفیت کے ساتھ اپنے آپ کو مسجد میں روکے رکھنے کو اعتکاف کہتے ہیں، اعتکاف سنت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اس کا اہتمام فرمایا ہے اور آپ کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اس کا اہتمام کرتی تھیں۔

791- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِي مُعْتَكَفِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً. رَوَاهُ مَالِكٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ مُرْسَلاً. وَرَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِي مُعْتَكَفِهِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْتَغِبْ لَهُ الشَّمْسُ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهَا مِنَ الْغَدِ، وَقَدْ قَعَدَ فِي مُعْتَكَفِهِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

تخريج: خ/الاعتكاف ٦ (٢٠٣٣)، و٧ (٢٠٣٤)، و١٤ (٢٠٤١)، و١٨ (٢٠٤٥)، م/الاعتكاف ٢ (١١٧٢)، د/الصيام ٧٧ (٢٤٦٤)، ن/المساجد ١٨ (٧١٠)، ق/الصوم ٥٩ (١٧٧١)، ط/الاعتكاف ٤ (٧)، (تحفة الأشراف: ١٧٩٣٠) حم (٦/٢٢٦) (صحيح)

۷۹۱- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو فجر پڑھتے پھر اپنے معتکف

(جائے اعتکاف) میں داخل ہو جاتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث یحییٰ بن سعید سے بواسطہ عمرۃ مرسلاً بھی مروی ہے (اس میں عائشہ کے واسطے کا ذکر نہیں)۔ ۲۔ اور اسے مالک اور دیگر کئی لوگوں نے یحییٰ بن سعید سے اور یحییٰ نے عمرۃ سے مرسلاً ہی روایت کی ہے۔ ۳۔ اور اوزاعی، سفیان ثوری اور دیگر لوگوں نے بطریق: "یحییٰ بن سعید، عن عروۃ، عن عائشۃ" روایت کی ہے۔ ۴۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک عمل اسی حدیث پر ہے، وہ کہتے ہیں: جب آدمی اعتکاف کا ارادہ کرے تو فجر پڑھے، پھر اپنے معتکف (اعتکاف کی جگہ) میں داخل ہو جائے، احمد اور اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ کا یہی قول ہے۔ بعض کہتے ہیں: جب آدمی اعتکاف کا ارادہ کرے تو اگلے دن، جس میں وہ اعتکاف کرنا چاہتا ہے، کی رات کا سورج ڈوب جائے تو وہ اپنے معتکف (اعتکاف کی جگہ) میں بیٹھا ہو، یہ سفیان ثوری اور مالک بن انس کا قول ہے۔ ❶

فائدہ ❶:......اور یہی جمہور علما کا قول ہے، اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت کی تاویل یہ کی جاتی ہے: اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعتکاف کی ابتداء آپ اکیسویں کی فجر کے بعد کرتے، بلکہ اعتکاف کے لیے آپ بیسویں تاریخ کا دن گزار کر مغرب سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ جاتے اور اعتکاف کی نیت سے مسجد ہی میں رات گزارتے، پھر جب فجر پڑھ چکتے تو اعتکاف کی مخصوص جگہ میں جو آپ کے لیے بنائی گئی ہوتی تشریف لے جاتے، یہ تاویل اس لیے ضروری ہے کہ دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ آپ رمضان کے پورے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے اور اکیسویں کو فجر کے بعد معتکف میں آنے کا مطلب ہوگا کہ عشرہ پورا نہ ہو اس میں کمی رہ گئی۔

72۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

۷۲۔ باب: شب قدر کا بیان

792۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.)) وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَالْفَلَتَانِ بْنِ عَاصِمٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَعَبْدِاللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَبِلَالٍ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَوْلُهَا يُجَاوِرُ يَعْنِي يَعْتَكِفُ وَأَكْثَرُ الرِّوَايَاتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ فِي كُلِّ وِتْرٍ)). وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَنَّهَا لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَلَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ وَخَمْسٍ وَعِشْرِينَ وَسَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَتِسْعٍ وَعِشْرِينَ وَآخِرُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ الشَّافِعِيُّ: كَأَنَّ هَذَا عِنْدِي، وَاللَّهُ أَعْلَمُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُجِيبُ عَلَى نَحْوِ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ. يُقَالُ لَهُ: نَلْتَمِسُهَا فِي لَيْلَةِ كَذَا فَيَقُولُ: الْتَمِسُوهَا فِي لَيْلَةِ كَذَا. قَالَ

الشَّافِعِيُّ: وَأَقْوَى الرِّوَايَاتِ عِنْدِي فِيهَا لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَحْلِفُ أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ. وَيَقُولُ: أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعَلاَمَتِهَا فَعَدَدْنَا وَحَفِظْنَا.

تخريج: خ/ليلة القدر ٣ (٢٠٢٠)، (تحفة الأشراف: ١٧٠٦١) (صحيح)

۷۹۲۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے اور فرماتے: ''شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو'' ❶۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے، ۲- اس باب میں عمر، ابی، جابر بن سمرہ، جابر بن عبداللہ، ابن عمر، فلتان بن عاصم، انس، ابوسعید خدری، عبداللہ بن انیس، ابوبکرہ، ابن عباس، بلال اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں، ۳- ''يُجَاوِرُ'' کے معنی ''يَعْتَكِفُ'' (اعتکاف کرتے تھے) کے ہیں، ۴- نبی اکرم ﷺ سے مروی اکثر روایات یہی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اسے آخری عشرے کی تمام طاق راتوں میں تلاش کرو''، اور شب قدر کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ سے اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں، انتیسویں، اور رمضان کی آخری رات کے اقوال مروی ہیں۔ شافعی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کا مفہوم، واللہ اعلم، یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہر سائل کو اس کے سوال کے مطابق جواب دیتے تھے۔ آپ سے کہا جاتا: ہم اسے فلاں رات میں تلاش کریں؟ آپ فرماتے: ہاں فلاں رات میں تلاش کرو۔ ۵- شافعی کہتے ہیں: میرے نزدیک سب سے قوی روایت اکیسویں رات کی ہے۔ ۶- ابی بن کعب سے مروی ہے وہ قسم کھا کر کہتے کہ یہ ستائیسویں رات ہے۔ کہتے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس کی علامتیں بتائیں، ہم نے اُسے گن کر یاد رکھا۔

فائدہ ❶ :......شب قدر کی تعیین کے سلسلے میں علما کے چالیس سے زائد اقوال منقول ہیں، ان میں سے راجح قول یہی ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے بغیر تعیین کے کوئی رات ہے۔ بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ رات آپ کو بتا دی گئی تھی، لیکن پھر بھلا دی گئی۔ اس میں مصلحت یہ تھی کہ لوگ اس رات کی تلاش میں زیادہ سے زیادہ عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔

792/ م- وَرُوِيَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ تَنْتَقِلُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ بِهَذَا.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٨٩٠٩) (صحيح)

۷۹۲/م- ابوقلابہ سے مروی ہے کہ شب قدر آخری عشرے میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

793- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِالأَعْلَى الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، قَالَ: قُلْتُ: لأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّى عَلِمْتَ أَبَا الْمُنْذِرِ أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ؟ قَالَ: بَلَى، أَخْبَرَنَا رَسُولُ

اللّٰهِ ﷺ أَنَّهَا لَيْلَةٌ صَبِيحَتُهَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ فَعَدَدْنَا وَحَفِظْنَا. وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ، وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَلَكِنْ كَرِهَ أَنْ يُخْبِرَكُمْ فَتَتَّكِلُوا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/المسافرين ٢٥ (٧٦٢)، د/الصلاة ٣١٩ (١٣٧٨) (تحفة الأشراف: ١٨)، حم (١٣٠/٥، ١٣١) (صحيح)

۷۹۳۔ زرّ بن حبیش کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابوالمنذر! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ ستائیسویں رات ہے؟ تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ یہ ایک ایسی رات ہے جس کی صبح جب سورج نکلے گا تو اس میں شعاع نہیں ہوگی، تو ہم نے گنتی کی اور ہم نے یاد رکھا، (زرّ کہتے ہیں) اللہ کی قسم! ابن مسعود کو بھی معلوم ہے کہ وہ رمضان میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے، لیکن وہ یہ ناپسند کرتے ہیں کہ تمہیں (اے مسلمانو!) بتادیں اور تم تکیہ کرکے بیٹھ جاؤ۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

794۔ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: ذُكِرَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ عِنْدَ أَبِي بَكْرَةَ فَقَالَ: مَا أَنَا مُلْتَمِسُهَا، لِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ. فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((الْتَمِسُوهَا فِي تِسْعٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِي خَمْسٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِي ثَلاثٍ أَوَاخِرِ لَيْلَةٍ)).

قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرَةَ يُصَلِّي، فِي الْعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ كَصَلاتِهِ فِي سَائِرِ السَّنَةِ فَإِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اجْتَهَدَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (وأخرجه النسائي في الكبرى) (تحفة الأشراف: ١١٦٩٦) (صحيح)

۷۹۴۔ عیینہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے پاس شب قدر کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا: جس چیز کی وجہ سے میں اسے صرف آخری عشرے ہی میں تلاش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے، میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے: ''تلاش کرو جب (مہینہ پورا ہونے میں) نو دن باقی رہ جائیں، یا جب سات دن باقی رہ جائیں، یا جب پانچ دن رہ جائیں، یا جب تین دن رہ جائیں۔'' ابوبکرہ رضی اللہ عنہ رمضان کے بیس دن صلاۃ پڑھتے تھے جیسے پورے سال پڑھتے تھے، لیکن جب آخری عشرہ آتا تو عبادت میں خوب محنت کرتے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

73۔ بَابٌ مِنْهُ

۷۳۔ باب: شب قدر سے متعلق ایک اور باب

795۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ

يَرِيمَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوقِظُ أَهْلَهُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٠٣٠٧) (صحيح)

۷۹۵۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے۔
امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

796۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مَا لا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

تخريج: م/الاعتكاف ٣ (١١٧٥)، ق/الصيام ٥٧ (١٧٦٧)، (تحفة الأشراف: ١٥٩٢٤) (صحيح)

۷۹۶۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آخری عشرے میں عبادت میں اتنی کوشش کرتے تھے جتنی دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

74۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ فِي الشِّتَاءِ

۷۴۔باب: سردی کے صوم کا بیان

797۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ نُمَيْرِ بْنِ عُرَيْبٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْغَنِيمَةُ الْبَارِدَةُ الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ. عَامِرُ بْنُ مَسْعُودٍ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ ﷺ. وَهُوَ وَالِدُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَامِرٍ الْقُرَشِيِّ الَّذِي رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٠٤٩) (صحیح) (متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، ورنہ اس کے راوی ''نمیر بن عریب'' لین الحدیث ہیں، نیز یہ حدیث مرسل ہے، دیکھیے: الصحیحة رقم: ١٩٢٢، تراجع الألبانی ٤٧٣)

۷۹۷۔ عامر بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ٹھنڈا ٹھنڈا بغیر محنت کا مالِ غنیمت یہ ہے کہ صوم سردی میں ہو''امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث مرسل ہے۔ عامر بن مسعود نے نبی اکرم ﷺ کو نہیں پایا۔ یہ ابراہیم بن عامر قرشی کے والد ہیں جن سے شعبہ اور ثوری نے روایت کی ہے۔

75۔بَابُ مَا جَاءَ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ﴾

۷۵۔باب: آیتِ کریمہ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ﴾ کی تفسیر

798۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ

الأَشَجُّ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ كَانَ مَنْ أَرَادَ مِنَّا أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتِ الآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَيَزِيدُ هُوَ ابْنُ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ.

تخريج: خ/تفسير سورة البقرة ٢٦ (٤٥٠٦)، م/الصوم ٢٥ (١١٤٥)، د/الصيام ٢ (٢٣١٥)، ن/الصيام ٦٣ (٢٣١٨)، د/الصوم ٢٩ (١٧٧٥)، (تحفة الأشراف : ٤٥٣٤) (صحيح)

۷۹۸۔سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آیت کریمہ:﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ (البقرة : ١٨٤) (اوران لوگوں پر جوصوم کی طاقت رکھتے ہیں ایک مسکین کوکھانا کھلانے کا فدیہ ہے) اتری تو ہم میں سے جو چاہتا کہ صوم نہ رکھے وہ فدیہ دے دیتا، یہاں تک کہ اس کے بعد والی ❶ آیت نازل ہوئی اور اس نے اسے منسوخ کردیا ❷۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ ❶ :...... بعدوالی آیتِ سے مرادآیت کریمہ:﴿ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾ [البقرة : 185] ہے۔

فائدہ ❷ :...... یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ آیتِ کریمہ:﴿ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ ﴾ منسوخ ہے، یہی جمہور کا قول ہے اور یہی حق ہے،اورابن عباس کی رائے ہے کہ یہ آیت محکم ہے اوراس کاحکم ان بڑے بوڑھوں کے ساتھ خاص ہے جنھیں صوم رکھنے میں زحمت اور پریشانی ہوتی ہے۔

76۔ بَابُ مَنْ أَكَلَ ثُمَّ خَرَجَ يُرِيدُ سَفَرًا

۷۶۔باب: رمضان میں کھانا کھاکر پھرسفر پر نکلے اس کے حکم کا بیان

799۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ: أَتَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيدُ سَفَرًا وَقَدْ رُحِلَتْ لَهُ رَاحِلَتُهُ وَلَبِسَ ثِيَابَ السَّفَرِ، فَدَعَا بِطَعَامٍ، فَأَكَلَ، فَقُلْتُ لَهُ: سُنَّةٌ، قَالَ: سُنَّةٌ ثُمَّ رَكِبَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ١٤٧٣) (صحيح)

۷۹۹۔محمد بن کعب کہتے ہیں کہ میں رمضان میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، وہ سفر کاارادہ کررہے تھے، ان کی سواری پر کجاوہ کسا جاچکا تھا اور وہ سفر کے کپڑے پہن چکے تھے، انہوں نے کھانا منگایا اور کھایا۔ میں نے ان سے پوچھا: یہ سنت ہے؟ کہا: ہاں سنت ہے۔ پھر وہ سوار ہوئے۔

800۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: أَتَيْتُ أَنَسَ

ابْنَ مَالِكٍ فِي رَمَضَانَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ . وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ هُوَ مَدِينِيٌّ ثِقَةٌ . وَهُوَ أَخُو إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ . هُوَ ابْنُ نَجِيحٍ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمَدِينِيِّ وَكَانَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ يُضَعِّفُهُ . وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ . وَقَالُوا: لِلْمُسَافِرِ أَنْ يُفْطِرَ فِي بَيْتِهِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ . وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَقْصُرَ الصَّلَاةَ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ جِدَارِ الْمَدِينَةِ أَوْ الْقَرْيَةِ . وَهُوَ قَوْلُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيِّ .

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۸۰۰۔اس سند سے بھی محمد بن کعب سے روایت ہے کہ میں رمضان میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، پھرانہوں نے اسی طرح ذکرکیا۔امام ترمذی کہتے ہیں:۱۔ یہ حدیث حسن ہے۔۲۔ اور محمد بن جعفرہی ابن ابی کثیر مدینی ہیں اورثقہ ہیں اوریہی اسماعیل بن جعفر کے بھائی ہیں اورعبداللہ بن جعفرعلی بن عبداللہ مدینی کے والدابن نجیح ہیں۔ یحیٰی بن معین ان کی تضعیف کرتے تھے۔۲۔ بعض اہل علم اسی حدیث کی طرف گئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مسافر کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے گھرسے نکلنے سے پہلے افطار کرے، لیکن اسے صلاۃِ قصر کرنے کی اجازت نہیں جب تک کہ شہر یا گاؤں کی فصیل سے باہر نہ نکل جائے ۔ یہی اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ حنظلی کا قول ہے۔

77۔بَابُ مَا جَاءَ فِي تُحْفَةِ الصَّائِمِ

۷۷۔باب: صائم کے تحفے کا بیان

801۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ طَرِيفٍ ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ مَأْمُونٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُحْفَةُ الصَّائِمِ الدُّهْنُ وَالْمِجْمَرُ)) .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ لا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ طَرِيفٍ وَسَعْدُ بْنُ طَرِيفٍ يُضَعَّفُ وَيُقَالُ: عُمَيْرُ بْنُ مَأْمُومٍ أَيْضًا .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ۳٤۰٦) (موضوع) (اس کا راوی ''سعد بن طریف'' وضاع ہے)

۸۰۱۔حسن بن علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' صائم کا تحفہ خوشبودار تیل اورعود کی انگیٹھی ہے۔''امام ترمذی کہتے ہیں:۱۔ یہ حدیث غریب ہے۔۲۔ اس کی سند قوی نہیں ہے۔۳۔ ہم اسے صرف سعد بن طریف کی روایت سے جانتے ہیں۔۴۔ اورسعد بن طریف ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔

78۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفِطْرِ وَالأَضْحَى مَتَى يَكُونُ؟

۷۸۔باب: عید الفطر اورعید الاضحیٰ کب منائی جائے؟

802۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ،

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْفِطْرُ يَوْمَ يُفْطِرُ النَّاسُ وَالأَضْحَى يَوْمَ يُضَحِّي النَّاسُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا قُلْتُ لَهُ: مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ؟. قَالَ: نَعَمْ، يَقُولُ فِي حَدِيثِهِ سَمِعْتُ عَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٧٦٠٠) (صحيح)

۸۰۲۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عید الفطر کا دن وہ ہے جب لوگ عید منائیں، اور عید الاضحیٰ کا دن وہ ہے جس دن لوگ قربانی کریں'' ❶۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث، اس سند سے حسن غریب صحیح ہے۔ ۲۔ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے پوچھا: کیا محمد بن منکدر نے عائشہ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، وہ اپنی روایت میں کہتے ہیں: میں نے عائشہ سے سنا۔

فائدہ ❶: ...... دیکھیے حدیث رقم ۶۹۷ اور اس کا حاشیہ۔

79۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِعْتِكَافِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ

۷۹۔ باب: اعتکاف پورا ہونے سے پہلے اس سے نکل آنے پر کیا حکم ہے؟

803۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمُعْتَكِفِ إِذَا قَطَعَ اعْتِكَافَهُ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّهُ عَلَى مَا نَوَى. فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا نَقَضَ اعْتِكَافَهُ وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ. وَاحْتَجُّوا بِالْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنِ اعْتِكَافِهِ فَاعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ نَذْرُ اعْتِكَافٍ أَوْ شَيْءٌ أَوْجَبَهُ عَلَى نَفْسِهِ، وَكَانَ مُتَطَوِّعًا فَخَرَجَ - فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَقْضِيَ إِلاَّ أَنْ يُحِبَّ ذَلِكَ اخْتِيَارًا مِنْهُ وَلا يَجِبُ ذَلِكَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: فَكُلُّ عَمَلٍ لَكَ أَنْ لا تَدْخُلَ فِيهِ فَإِذَا دَخَلْتَ فِيهِ فَخَرَجْتَ مِنْهُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ أَنْ تَقْضِيَ إِلاَّ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٧٥٣) (صحيح)

۸۰۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے، ایک سال آپ اعتکاف نہیں کر سکے تو جب اگلا سال آیا تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ انس بن مالک کی یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ۲۔ معتکف جب اپنا اعتکاف اس مدت کے

پورا کرنے سے پہلے ختم کر دے جس کی اس نے نیت کی تھی تو اس بارے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، بعض اہلِ علم نے کہا: جب وہ اعتکاف توڑ دے تو اس پر قضا واجب ہوگی۔ انہوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے جس میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے اعتکاف سے نکل آئے تو آپ نے شوال میں دس دن کا اعتکاف کیا، یہ مالک کا قول ہے۔ اور بعض کہتے ہیں: اگر اس پر اعتکاف کی نذر یا کوئی ایسی چیز نہ ہو جسے اس نے اپنے اوپر واجب کر لی ہو اور وہ نفل کی نیت سے اعتکاف میں رہا ہو پھر اعتکاف سے نکل آیا ہو تو اس پر قضا واجب نہیں الا یہ کہ وہ اپنی پسند سے اسے چاہے اور یہ اس پر واجب نہیں ہوگا۔ یہی شافعی کا قول ہے۔ ۳۔ شافعی کہتے ہیں: ہر وہ عمل جس کے کرنے یا نہ کرنے کے سلسلے میں تمہیں اختیار ہو جب تم اسے کرنا شروع کر دو پھر اس کے پورا ہونے سے پہلے تم اسے چھوڑ دو تو اس کی قضا تم پر لازم نہیں ہے۔ سوائے حج اور عمرہ کے۔ ۳۔ اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

80- بَابُ الْمُعْتَكِفِ يَخْرُجُ لِحَاجَتِهِ أَمْ لا؟

۸۰۔ باب: معتکف اپنی ضرورت کے لیے نکل سکتا ہے یا نہیں؟

804- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ قِرَاءَةً عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ أَدْنَى إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الإِنْسَانِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. هَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ. وَالصَّحِيحُ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

تخريج: ن/الطهارة ١٧٦ (١٧٩)، (٢٧٩)، (تحفة الأشراف: ١٦٦٠٢ و ١٧٩٢١)، وانظر الحديث الآتي (صحيح)

۸۰۴۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو اپنا سر میرے قریب کر دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی ❶ اور آپ گھر میں کسی انسانی ضرورت کے علاوہ ❷ داخل نہیں ہوتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اسی طرح اسے دیگر کئی لوگوں نے بھی بطریق: "مالك، عن ابن شهاب، عن عروة و عمرة، عن عائشة" روایت کیا ہے، بعض لوگوں نے اسے بطریق: " مالك، عن ابن شهاب، عن عروة، عن عمرة، عن عائشة " روایت کیا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ ابن شہاب زہری نے اسے عروہ اور عمرہ دونوں سے اور ان دونوں نے عائشہ سے روایت کیا ہے۔

فائدہ ❶ :...... اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ معتکف اپنے جسم کا کوئی حصہ اگر مسجد سے نکالے تو اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوگا۔

فائدہ ❷ :......انسانی ضرورت کی تفسیر زہری نے پاخانہ اور پیشاب سے کی ہے۔

805- حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. إِذَا اعْتَكَفَ الرَّجُلُ، أَنْ لا يَخْرُجَ مِنِ اعْتِكَافِهِ إِلَّا لِحَاجَةِ الإِنْسَانِ، وَاجْتَمَعُوا عَلَى هَذَا أَنَّهُ يَخْرُجُ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ لِلْغَائِطِ وَالْبَوْلِ. ثُمَّ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَشُهُودِ الْجُمُعَةِ وَالْجَنَازَةِ لِلْمُعْتَكِفِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَعُودَ الْمَرِيضَ وَيُشَيِّعَ الْجَنَازَةَ وَيَشْهَدَ الْجُمُعَةَ إِذَا اشْتَرَطَ ذَلِكَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَفْعَلَ شَيْئًا مِنْ هَذَا وَرَأَوْا لِلْمُعْتَكِفِ. إِذَا كَانَ فِي مِصْرٍ يُجَمَّعُ فِيهِ أَنْ لا يَعْتَكِفَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ لِأَنَّهُمْ كَرِهُوا الْخُرُوجَ لَهُ مِنْ مُعْتَكَفِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَلَمْ يَرَوْا لَهُ أَنْ يَتْرُكَ الْجُمُعَةَ فَقَالُوا: لا يَعْتَكِفُ إِلَّا فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ. حَتَّى لا يَحْتَاجَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ مُعْتَكَفِهِ لِغَيْرِ قَضَاءِ حَاجَةِ الإِنْسَانِ لِأَنَّ خُرُوجَهُ لِغَيْرِ حَاجَةِ الإِنْسَانِ قَطْعٌ عِنْدَهُمْ لِلاعْتِكَافِ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ. وَقَالَ أَحْمَدُ: لا يَعُودُ الْمَرِيضَ وَلا يَتْبَعُ الْجَنَازَةَ عَلَى حَدِيثِ عَائِشَةَ وَقَالَ إِسْحَاقُ إِنِ اشْتَرَطَ ذَلِكَ فَلَهُ أَنْ يَتْبَعَ الْجَنَازَةَ وَيَعُودَ الْمَرِيضَ.

تخريج: خ/الاعتكاف ٣ (٢٠٢٩)، م/الحيض ٣ (٢٩٧)، د/الصيام ٧٩ (٢٤٦٨)، ق/الصوم ٦٤ (١٧٧٨)، (تحفة الأشراف: ١٦٥٧٩) (صحيح)

وأخرجه كل من: ح/الحيض ٢ (٢٩٥)، والاعتكاف ٢ (٢٠٢٨)، و١٩ (٢٠٤٦)، واللباس ٧٦ (٥٩٢٥)، ود/الصيام ٧٩ (٢٤٦٧)، وط/الطهارة ٢٨ (١٠٢)، والاعتكاف ١ (١)، وحم (٦/١٠٤)، ٢٠٤، ٢٣١، ٢٤٧، ٢٦٢)، ود/الطهارة ١٠٧ (١٠٨٥)، من غير هذا الطريق، وبتصرف يسير في السياق.

۸۰۵۔ہم سے اسے قتیبہ نے بسند لیث بن سعد عن ابن شہاب الزہری عن عروہ عن عمرہ عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔امام ترمذی کہتے ہیں:۱۔اور اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے کہ جب آدمی اعتکاف کرے تو انسانی ضرورت کے بغیر اپنے معتکف سے نہ نکلے اوران کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ پاخانہ پیشاب جیسی اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے نکل سکتا ہے۔۲۔پھر معتکف کے لیے مریض کی عیادت کرنے، جمعہ اور جنازہ میں شریک ہونے میں اہل علم کا اختلاف ہے: صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہل علم کی رائے ہے کہ وہ مریض کی عیادت کرسکتا ہے، جنازہ کے ساتھ جاسکتا ہے اور جمعہ میں شریک ہوسکتا ہے جب کہ اس نے اس کی شرط لگالی ہو۔ یہ سفیان ثوری اور ابن مبارک کا قول ہے۔۳۔اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسے ان میں سے کوئی بھی چیز کرنے کی اجازت نہیں۔ان کا خیال ہے کہ معتکف کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ کسی ایسے شہر میں ہو جہاں جمعہ ہوتا ہو تو مسجد جامع میں ہی اعتکاف کرے۔اس لیے کہ یہ لوگ جمعے کے لیے اپنے معتکف سے نکلنا اس کے لیے مکروہ قرار دیتے ہیں اوراس کے لیے جمعہ چھوڑنے کو بھی جائز نہیں سمجھتے،

اس لیے ان کا کہنا ہے کہ وہ جامع مسجد ہی میں اعتکاف کرے، تاکہ اسے انسانی حاجتوں کے علاوہ کسی اور حاجت سے باہر نکلنے کی ضرورت نہ باقی رہے، اس لیے کہ بغیر کسی انسانی ضرورت کے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، یہی مالک اور شافعی کا قول ہے۔ ۴۔ اور احمد کہتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی رو سے نہ وہ مریض کی عیادت کرے گا، نہ جنازے کے ساتھ جائے گا۔ ۵۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: اگر وہ ان چیزوں کی شرط کرلے تو اسے جنازے کے ساتھ جانے اور مریض کی عیادت کرنے کی اجازت ہے۔

81۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

۸۱۔ باب: ماہِ رمضان کی راتوں میں قیام (تہجد پڑھنے) کا بیان

806۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ مِنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِي السَّادِسَةِ، وَقَامَ بِنَا فِي الْخَامِسَةِ حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ. فَقُلْنَا لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هَذِهِ. فَقَالَ: إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ.

ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتَّى بَقِيَ ثَلاَثٌ مِنَ الشَّهْرِ وَصَلَّى بِنَا فِي الثَّالِثَةِ وَدَعَا أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ فَقَامَ بِنَا حَتَّى تَخَوَّفْنَا الْفَلاَحَ، قُلْتُ لَهُ: وَمَا الْفَلاَحُ؟ قَالَ: السُّحُورُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ. فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يُصَلِّيَ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَهُمْ بِالْمَدِينَةِ. وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ، عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: عِشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ. و قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَهَكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّونَ عِشْرِينَ رَكْعَةً. و قَالَ أَحْمَدُ: رُوِيَ فِي هَذَا أَلْوَانٌ وَلَمْ يُقْضَ فِيهِ بِشَيْءٍ. و قَالَ إِسْحَاقُ: بَلْ نَخْتَارُ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ رَكْعَةً عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. وَاخْتَارَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ الصَّلاَةَ مَعَ الإِمَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ. وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ إِذَا كَانَ قَارِئًا. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

تخريج: د/الصلاة ۳۱۸ (۱۳۷)، ن/السهو ۱۰۳ (۱۳۶۵)، الإقامة ۱۷۳ (۱۳۲۷)، (تحفة الأشراف: ۱۱۹۰۳)، حم (۵/۱۵۹)، د/الصوم (۱۸۱۸) (صحيح)

۸۰۶۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صیامِ رمضان رکھے تو آپ نے ہمیں صلاۃ (تراویح) نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ رمضان کے صرف سات دن باقی رہ گئے تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا (یعنی تہجد پڑھی)

یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر گئی۔ پھر جب چھے راتیں رہ گئیں تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا، (یعنی تہجد نہیں پڑھی) اور جب پانچ راتیں رہ گئیں تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا (یعنی تہجد پڑھی) یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی۔ تو ہم نے آپ سے عرض کی: اللہ کے رسول! اگر آپ اس رات کے باقی ماندہ حصے میں بھی ہمیں نفل پڑھاتے رہتے (تو بہتر ہوتا) ؟ آپ نے فرمایا: ''جس نے امام کے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ وہ فارغ ہوجائے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جائے گا، پھر آپ نے ہمیں صلاۃ نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ مہینے کے صرف تین دن باقی رہ گئے، پھر آپ نے ہمیں ۲۷ویں رات کو صلاۃ پڑھائی۔ اور اپنے گھر والوں اور اپنی عورتوں کو بھی بلایا، آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا: فلاح کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے کہا: سحری ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں عائشہ، نعمان بن بشیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ رمضان کے قیام کے سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وتر کے ساتھ اکتالیس رکعتیں پڑھے گا، یہ اہل مدینہ کا قول ہے، ان کے نزدیک مدینے میں اسی پر عمل تھا۔ ۴۔ اور اکثر اہل علم ان احادیث کی بناپر جو عمر، علی اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے بیس رکعت کے قائل ہیں ۔ یہ سفیان ثوری، ابن مبارک اور شافعی کا قول ہے۔ اور شافعی کہتے ہیں: اسی طرح سے میں نے اپنے شہر مکے میں پایا ہے کہ بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ ۵۔ احمد کہتے ہیں: اس سلسلے میں کئی قسم کی باتیں مروی ہیں [1] انہوں نے اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی۔ ۶۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: ہمیں ابی بن کعب کی روایت کے مطابق ۴۱ رکعتیں مرغوب ہیں۔ ۷۔ ابن مبارک، احمد اور اسحاق بن راہویہ نے ماہِ رمضان میں امام کے ساتھ صلاۃ پڑھنے کو پسند کیا ہے۔ ۸۔ شافعی نے اکیلے پڑھنے کو پسند کیا ہے جب وہ قاری ہو۔

فائدہ [1] :...... امام ترمذی نے اس سلسلے میں صرف دو قول کا ذکر کیا ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اقوال اس سلسلے میں وارد ہیں ان میں راجح اور مختار اور دلائل کے اعتبار سے سب سے قوی گیارہ رکعت کا قول ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے یہی قول ثابت ہے دیگر اقوال میں سے کوئی بھی آپ سے صحیح سند سے ثابت نہیں اور نہ ہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے صحیح سند سے ثابت ہے۔

82-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا

۸۲۔باب: صائم کو افطار کرانے کی فضیلت کا بیان

807- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخریج: ق/الصیام ٤٥ (١٧٤٦)، (تحفۃ الأشراف: ٣٧٦٠)، حم (٤/١١٤-١١٥، ١١٦) (صحیح)

٨٠٧۔ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی صائم کو افطار کرایا تو اسے بھی اس کے برابر ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ صائم کے ثواب میں سے ذرا بھی کم کیا جائے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

83۔ بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَمَا جَاءَ فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ

٨٣۔ باب: قیامِ رمضان (تراویح پڑھنے) کی ترغیب اور اس کی فضیلت کا بیان

808۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ وَيَقُولُ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.))

فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ. ثُمَّ كَانَ الأَمْرُ كَذَلِكَ فِي خِلاَفَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلاَفَةِ عُمَرَ عَلَى ذَلِكَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخریج: م/المسافرین ٢٥ (٧٥٩)، د/الصلاۃ ٣١٨ (١٣٧١)، (تحفۃ الأشراف: ١٥٢٧٠)، وأخرجه كل من: خ/الایمان ٢٧ (٣٧)، والصوم ٦ (١٨٩٨)، والتراويح ١ (٢٠٠٩)، ود/الصلاۃ ٣١٨ (١٣٧١)، ون/قيام الليل ٣ (١٦٠٣)، والصيام ٣٩ (٢١٩٨-٢٢٠١، ٢٢٠٣-٢٢٠٤، ٢٢١٢)، والإيمان ٢١ (٥٠٢٧-٥٠٢٩)، و٢٢ (٥٠٣٠) من غير هذا الطريق (صحيح)

٨٠٨۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے قیام (تہجد پڑھنے) کی ترغیب دلاتے، بغیر اس کے کہ انہیں تاکیدی حکم دیں اور فرماتے: ''جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے''، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور معاملہ اسی پر قائم رہا، پھر ابوبکر کے عہد خلافت میں اور عمر کے عہد خلافت کے ابتدائی دور میں بھی معاملہ اسی پر رہا [1]۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث آئی ہے۔ ۳۔ یہ حدیث بطریق: ''الزهري، عن عائشة، عن النبي ﷺ'' روایت کی ہے۔

فائدہ [1]: ......یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور عہد فاروقی کے ابتدائی سالوں میں بغیر عزیمت و تاکید کے اکیلے اکیلے ہی تراویح پڑھنے کا معاملہ رہا، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں باضابطہ گیارہ رکعت تراویح باجماعت کا نظم قائم کردیا۔ اس ضمن میں مؤطا امام مالک میں صحیح حدیث موجود ہے۔

7 ـ كِتَابُ الْحَجِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

حج کے احکام ومناسک ❶

1ـ بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ مَكَّةَ

۱۔باب: مکہ کی حرمت کا بیان

809ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ أَنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ فِيهَا دَمًا أَوْ يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ ﷺ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكَ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهِ سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ. وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالأَمْسِ. وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)). فَقِيلَ لأَبِي شُرَيْحٍ: مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو؟ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ بِذَلِكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ! إِنَّ الْحَرَمَ لا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيُرْوَى وَلَا فَارًّا بِخِزْيَةٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي شُرَيْحٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيُّ اسْمُهُ: خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ الْعَدَوِيُّ وَهُوَ الْكَعْبِيُّ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ: وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ، يَعْنِي الْجِنَايَةَ. يَقُولُ: مَنْ جَنَى جِنَايَةً، أَوْ أَصَابَ دَمًا، ثُمَّ لَجَأَ إِلَى الْحَرَمِ، فَإِنَّهُ يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

تخريج: خ/العلم ٣٧ (١٠٤)، وجزاء الصيد ٨ (١٨٣٢)، والمغازي ٥١ (٤٢٩٥)، م/الحج ٨٢ (١٣٥٤)، ن/الحج ١١١ (٢٨٧٩)، (تحفة الأشراف: ١٢٠٥٧)، حم (٤/٣١)، ويأت عند المؤلف في الديات (برقم: ١٤٠٦)، وحم (٦/٣٨٥) من غير هذا الطريق (صحيح)

۸۰۹۔ ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرو بن سعید ❷ سے جب وہ مکے کی طرف (عبداللہ بن زبیر سے قتال کے لیے) لشکر روانہ کر رہے تھے کہا: اے امیر! مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ سے ایک ایسی بات بیان کروں جسے

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن فرمایا، میرے کانوں نے اسے سنا، میرے دل نے اسے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا، جب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: ''مکہ (میں جنگ وجدال کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے، لوگوں نے حرام نہیں کیا ہے، لہٰذا کسی شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، یہ جائز نہیں کہ وہ اس میں خون بہائے، یا اس کا کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی اس میں رسول اللہ ﷺ کے قتال کو دلیل بنا کر (قتال کا) جواز نکالے تو اس سے کہو: اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اس کی اجازت دی تھی، تمہیں نہیں دی ہے۔ تو مجھے بھی دن کے کچھ وقت کے لیے آج اجازت تھی، آج اس کی حرمت ویسے ہی لوٹ آئی ہے جیسے کل تھی۔ جو لوگ موجود ہیں وہ یہ بات ان لوگوں کو پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں''، ابوشریح سے پوچھا گیا: اس پر عمرو بن سعید نے آپ سے کیا کہا؟ کہا: اُس نے مجھ سے کہا: ابوشریح! میں یہ بات آپ سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں، حرمِ مکہ کسی نافرمان (یعنی باغی) کو پناہ نہیں دیتا اور نہ کسی کا خون کر کے بھاگنے والے کو اور نہ چوری کر کے بھاگنے والے کو۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابوشریح رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ ابوشریح خزاعی کا نام خویلد بن عمرو ہے اور عدوی اور کعبی یہی ہیں۔ ۳۔ اس باب میں ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۴۔ ''ولا فارا بخربة'' کی بجائے ''ولا فارا بخزية'' (زائے منقوطہ اور یاء کے ساتھ بھی مروی ہے، ۵۔ اور ''ولا فارا بخربة'' میں خربہ کے معنی گناہ اور جرم کے ہیں، یعنی جس نے کوئی جرم کیا یا خون کیا پھر حرم میں پناہ لی تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔

فائدہ ❶ :...... حج اسلام کا پانچواں بنیادی رکن ہے، اس کی فرضیت ۵ھ یا ۶ھ میں ہوئی اور بعض نے ۹ھ یا ۱۰ھ کہا ہے۔ زاد المعاد میں ابن القیم کا رجحان اسی طرف ہے۔

فائدہ ❷ :...... عمرو بن سعید: یزید کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا اور یزید کی حکومت کا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے خلاف لشکر کشی کرنا اور وہ بھی مکہ مکرمہ پر قطعاً غلط تھی۔

2۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

۲۔ باب: حج وعمرہ کے ثواب کا بیان

810۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِاللهِ بْنِ حُبْشِيٍّ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَجَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

تخریج: ن/الحج ٦ (٢٦٣٢)، (تحفة الأشراف: ٩٢٧٤)، حم (١/٣٨٧) (حسن صحیح)

۸۱۰۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج اور عمرہ ایک کے بعد دوسرے کو ادا کرو، اس لیے کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو مٹا دیتی ہے اور حج مبرور ❶ کا بدلہ صرف جنت ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں :۱۔ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور ابن مسعود کی روایت سے غریب ہے۔ ۲۔ اس باب میں عمر، عامر بن ربیعہ، ابوہریرہ، عبداللہ بن حبشی، ام سلمہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... حجِ مبرور وہ حج ہے جس میں حاجی اللہ کی کسی نافرمانی کا ارتکاب نہ کرے اور بعض نے حجِ مبرور کے معنی حجِ مقبول کے کیے ہیں۔ اس کی علامت یہ بتائی ہے کہ حج کے بعد وہ انسان اللہ کا عبادت گزار بن جائے، جب کہ وہ اس سے پہلے غافل رہا ہو۔ اور ہر طرح کے شرک و کفر اور بدعت اور فسق و فجور کے کام سے تائب ہو کر اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی گزارے۔

811۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو حَازِمٍ كُوفِيٌّ، وَهُوَ الأَشْجَعِيُّ وَاسْمُهُ: سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الأَشْجَعِيَّةِ.

تخريج: خ/الحج ٤ (١٥٢١)، والمحصر ٩ (١٨١٩)، و ١٠ (١٨٢٠)، م/الحج ٧٩ (١٣٥٠)، ن/الحج ٤ (٢٦٢٨)، ق/الحج ٣ (٢٨٨٩)، (تحفة الأشراف: ١٣٤٣١)، حم (٢/٤١٠، ٤٨٤، ٤٩٤) (صحیح)(غفر له ما تقدم من ذنبه کا لفظ شاذ ہے، اور اس کی جگہ رجع من ذنوبه كيوم ولدته أمه صحيح اور متفق علیہ ہے، تراجع الالبانی ٣٤٢)

۸۱۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش اور بے ہودہ بات نہیں کی، اور نہ ہی کوئی گناہ کا کام کیا ❶ تو اس کے گزشتہ تمام گناہ ❷ بخش دیے جائیں گے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... رفث کے اصل معنی جماع کرنے کے ہیں، یہاں مراد فحش گوئی اور بے ہودگی کی باتیں کرنی اور بیوی سے زبان سے جنسی خواہش کی آرزو کرنا ہے۔ حج کے دوران میں چونکہ بیوی سے مجامعت جائز نہیں ہے، اس لیے اس موضوع پر اس سے گفتگو بھی ناپسندیدہ ہے اور فسق سے مراد اللہ کی نافرمانی ہے اور جدال سے مراد لوگوں سے لڑائی جھگڑا ہے۔ دوران حج میں ان چیزوں سے اجتناب ضروری ہے۔

فائدہ ❷ :...... اس سے مراد وہ صغیرہ (چھوٹے) گناہ ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، رہے بڑے بڑے گناہ اور وہ چھوٹے گناہ جو حقوق العباد سے متعلق ہیں تو وہ توبہ حق کے ادا کیے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔

3۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْحَجِّ

۳۔ باب: حج ترک کرنے کی مذمت کا بیان

812۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ مَوْلَى رَبِيعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْبَاهِلِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا. وَذَلِكَ أَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ، وَهِلَالُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ مَجْهُولٌ وَالْحَارِثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

تخریج: تفرد به المؤلف (ضعیف) (سند میں ہلال اور حارث اعور دونوں ضعیف راوی ہیں)

۸۱۲۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفر کے خرچ اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے اور وہ حج نہ کرے تو اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر، اور یہ اس لیے کہ اللہ نے اپنی کتاب (قرآن) میں فرمایا ہے: ''اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔''امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث غریب ہے [1]، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ۲۔ اس کی سند میں کلام ہے۔ ہلال بن عبداللہ مجہول راوی ہیں اور حارث حدیث میں ضعیف گردانے جاتے ہیں۔

فائدہ [1] :......ضعیف ہے، مگر علی رضی اللہ عنہ کے اپنے قول سے صحیح ہے، اور ایسی بات کوئی صحابی اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتا۔

4۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ الْحَجِّ بِالزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ

۴۔ باب: سفر کے خرچ اور سواری ہونے سے حج کے واجب ہو جانے کا بیان

813۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَا يُوجِبُ الْحَجَّ؟ قَالَ: ((الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ.)) قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَجُّ. وَإِبْرَاهِيمُ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْخُوزِيُّ الْمَكِّيُّ. وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

تخريج: ق/الصيام ٦ (٢٨٩٦)، ويأتي في التفسير (برقم: ٢٩٩٨) (تحفة الأشراف: ٨٤٤٤) (ضعيف جدا) (سند میں ''ابراہیم بن یزید الخوزی'' متروک الحدیث راوی ہے)

۸۱۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر پوچھا: اللہ کے رسول! کیا چیز حج واجب کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''سفرخرچ اور سواری ''۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ۲۔ ابراہیم ہی ابن یزید خوزی مکی ہیں اور ان کے حافظے کے تعلق سے بعض اہل علم نے ان پر کلام کیا ہے۔ ۳۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ آدمی جب سفرخرچ اور سواری کا مالک ہو جائے تو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

5۔ بَابُ مَا جَاءَ كَمْ فُرِضَ الْحَجُّ

۵۔ باب: کتنی بار حج فرض ہے؟

814۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ وَرْدَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالأَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ؛ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفِي كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ. فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! فِي كُلِّ عَامٍ؟ قَالَ: ((لَا، وَلَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ.)) فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، وَاسْمُ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ: سَعِيدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ فَيْرُوزَ.

تخريج: ق/الصيام ٢ (٢٨٨٤)، ويأت عند المؤلف في تفسير المائده (٣٠٥٥) (ضعيف)

(سند میں ابوالبختری کی علی رضی اللہ عنہ سے معاصرت وسماع نہیں ہے، اس لیے سند منقطع ہے)

۸۱۴۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ حکم نازل ہوا کہ ''اللہ کے لیے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھیں''، تو لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! کیا حج ہر سال (فرض ہے)؟ آپ خاموش رہے۔ لوگوں نے پھر پوچھا: اللہ کے رسول! کیا ہر سال؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) واجب ہو جاتا۔'' اور پھر اللہ نے یہ حکم نازل فرمایا: ''اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھا کرو کہ اگر وہ تمہارے لیے ظاہر کردی جائیں تو تم پر شاق گزریں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ۲۔ ابوالبختری کا نام سعید بن ابی عمران ہے اور یہی سعید بن فیروز ہیں۔ ۳۔ اس باب میں ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

6۔ بَابُ مَا جَاءَ كَمْ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ؟

۶۔ باب: نبی اکرم ﷺ نے کتنے حج کیے؟

815۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَجَّ ثَلَاثَ حِجَجٍ: حَجَّتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ

وَحَجَّةً بَعْدَ مَا هَاجَرَ وَمَعَهَا عُمْرَةٌ. فَسَاقَ ثَلَاثَةً وَسِتِّينَ بَدَنَةً وَجَاءَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبَقِيَّتِهَا فِيهَا جَمَلٌ لِأَبِي جَهْلٍ فِي أَنْفِهِ بُرَةٌ مِنْ فِضَّةٍ فَنَحَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ، فَطُبِخَتْ وَشَرِبَ مِنْ مَرَقِهَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ. وَرَأَيْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمَنِ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ فِي كُتُبِهِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَلَمْ يَعْرِفْهُ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَأَيْتُهُ لَمْ يَعُدَّ هَذَا الْحَدِيثَ مَحْفُوظًا. و قَالَ إِنَّمَا يُرْوَى عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُجَاهِدٍ مُرْسَلًا.

تخريج: ق/الحج ٨٤ (٣٠٧٦) (تحفة الأشراف: ٢٦٠٦) (صحيح)

۸۱۵- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے تین حج کیے، دو حج ہجرت سے پہلے اور ایک حج ہجرت کے بعد، اس کے ساتھ آپ نے عمرہ بھی کیا اور تریسٹھ اونٹ ہدی کے طور پر ساتھ لے گئے اور باقی اونٹ یمن سے علی لے کر آئے۔ ان میں ابوجہل کا ایک اونٹ تھا۔ اس کی ناک میں چاندی کا ایک حلقہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں نحر کیا، پھر آپ نے ہر اونٹ میں سے ایک ایک ٹکڑا لے کر اسے پکانے کا حکم دیا، تو پکایا گیا اور آپ نے اس کا شوربہ پیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث سفیان کی روایت سے غریب ہے، ہم اسے صرف زید بن حباب کے طریق سے جانتے ہیں ❶۔ ۲- میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں یہ حدیث عبداللہ بن ابی زیاد کے واسطے سے روایت کی ہے۔ ۳- میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے سلسلے میں پوچھا تو وہ اسے بروایت ثوری عن جعفر عن أبیہ عن جابر عن النبی ﷺ نہیں جان سکے، میں نے انہیں دیکھا کہ انہوں نے اس حدیث کو محفوظ شمار نہیں کیا، اور کہا: یہ ثوری سے روایت کی جاتی ہے اور ثوری نے ابواسحاق سے اور ابواسحاق نے مجاہد سے مرسلاً روایت کی ہے۔

فائدہ ❶:...... ابن ماجہ کے یہاں ''عبدالرحمٰن بن داود'' نے ''زید بن حباب'' کی متابعت کی ہے، نیز ان کے یہاں اس کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت شاہد بھی موجود ہے۔

815م- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: قُلْتُ: لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَمْ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: حَجَّةً وَاحِدَةً، وَاعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ: عُمْرَةٌ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ، وَعُمْرَةٌ مَعَ حَجَّتِهِ، وَعُمْرَةُ الْجِعِرَّانَةِ إِذْ قَسَّمَ غَنِيمَةَ حُنَيْنٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ هُوَ أَبُو حَبِيبٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ جَلِيلٌ ثِقَةٌ. وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ.

تخريج: خ/العمرة ٣ (١٧٧٨)، م/الحج ٣٥ (١٢٥٣)، د/المناسك ٨٠ (١٩٩٤) (تحفة الأشراف:

١٣٩٣)، حم (٣/٢٥٦)، د/المناسك ٣ (١٨٢٨)

٨١٥/م۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج کیے؟ انہوں نے کہا: صرف ایک حج ❶ اور چار عمرے کیے۔ ایک عمرہ ذی قعدہ میں، ایک عمرہ حدیبیہ ❷ میں اور ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ، اور ایک جعرانہ ❸ کا عمرہ جب آپ نے حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ حجۃ الوداع ہے۔

فائدہ ❷ :...... مکے سے نو میل کی دوری پر ایک جگہ کا نام ہے۔ جہاں صلح حدیبیہ منعقد ہوئی تھی۔

فائدہ ❸ :...... مکے سے نو میل کی دوری پر اور ایک قول کے مطابق چھ میل کی دوری پر ایک جگہ کا نام ہے۔

7۔ بَابُ مَا جَاءَ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ

۷۔ باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے؟

816۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ: عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَعُمْرَةَ الثَّانِيَةِ مِنْ قَابِلٍ عُمْرَةَ الْقَضَاءِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةَ الثَّالِثَةِ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ، وَالرَّابِعَةِ الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

تخريج: د/المناسك ٨٠ (١٩٩٣)، ق/المناسك ٥٠ (٣٠٠٣) (تحفة الأشراف: ٦١٦٨)، حم (١/٢٤٦) (صحيح)

٨١٦۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے: حدیبیہ کا عمرہ، دوسرا عمرہ اگلے سال، یعنی ذی قعدہ میں قضا کا عمرہ، تیسرا عمرہ جعرانہ ❶ کا، چوتھا عمرہ جو اپنے حج کے ساتھ کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن غریب ہے۔ ۲۔ اس باب میں انس، عبداللہ بن عمرو اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... جعرانہ طائف اور مکے کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد یہیں سے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

816/ م۔ وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ٦١٦٨) (حسن)

(یہ مرسل ہے، لیکن سابقہ سند سے تقویت پا کر حسن لغیرہ ہے)

۸۱۶/م- ابن عیینہ نے بسند عمرو بن دینار عن عکرمہ روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے چار عمرے کیے، اس میں عکرمہ نے ابن عباس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ پھر ترمذی نے اپنی سند سے اسے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ...... آگے اسی طرح کی حدیث ذکر کی۔

8- بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيِّ مَوْضِعٍ أَحْرَمَ النَّبِيُّ ﷺ

۸- باب: نبی اکرم ﷺ نے کس جگہ سے احرام باندھا؟

817- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ الْحَجَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فَاجْتَمَعُوا فَلَمَّا أَتَى الْبَيْدَاءَ أَحْرَمَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٢٦١٢) (صحيح)

۸۱۷- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حج کا ارادہ کیا تو آپ نے لوگوں میں اعلان کرایا۔ (مدینے میں) لوگ اکٹھے ہو گئے، چنانچہ جب آپ (وہاں سے چل کر) بیداء پہنچے تو احرام باندھا۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں ابن عمر، انس، مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... آپ ﷺ نے درحقیقت ذوالحلیفہ کی مسجد میں صلاۃ کے بعد احرام باندھا، دیکھیے اگلی حدیث۔

818- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: الْبَيْدَاءُ الَّتِي يَكْذِبُونَ فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَاللهِ مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلاَّ مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ، مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ.

قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الحج ٢ (١٥١٥)، و ٢٠ (١٥٤١)، والجهاد ٥٣ (٢٨٦٥)، م/الحج (١١٨٦)، د/المناسك ٢١ (١٧٧١)، ن/الحج ٥٦ (٢٧٥٨)، (تحفة الأشراف: ٧٠٢٠)، ط/الحج ٩ (٣٠)، حم (٢/١٠، ٦٦، ١٥٤) (صحيح)

۸۱۸- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: بیداء جس کے بارے میں لوگ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہیں (کہ وہاں سے احرام باندھا) ❶ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے مسجد (ذی الحلیفہ) کے پاس درخت کے قریب تلبیہ پکارا۔ ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... یہ بات ابن عمر نے ان لوگوں کی غلط فہمی کے ازالے کے لیے کہی جو یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیداء کے مقام سے احرام باندھا تھا۔

فائدہ ❷ :...... ان روایات میں بظاہر تعارض ہے، ان میں تطبیق اس طرح سے دی گئی ہے کہ آپ نے احرام تو مسجد کے اندر ہی باندھا تھا جنہوں نے وہاں آپ کے احرام کا مشاہدہ کیا انہوں نے اس کا ذکر کیا اور جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے تلبیہ پکارا تو دیکھنے والوں نے سمجھا کہ آپ نے اسی وقت احرام باندھا ہے، پھر جب آپ بیداء پر پہنچے اور آپ نے لبیک کہا تو جن حضرات نے وہاں لبیک کہتے سنا انہوں نے سمجھا کہ آپ نے یہاں احرام باندھا ہے، گویا ہر شخص نے اپنے مشاہدے کے مطابق خبر دی۔

9- بَابُ مَا جَاءَ مَتَى أَحْرَمَ النَّبِيُّ ﷺ

۹-باب: نبی اکرم ﷺ نے احرام کب باندھا؟

819- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالسَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

قَالَ: أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. لا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ عَبْدِالسَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ. وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ يُحْرِمَ الرَّجُلُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

تخريج: ن/الحج ٥٦ (٢٧٥٥) (تحفة الأشراف: ٥٥٠٢) (ضعيف) (سند میں خصیف مختلط راوی ہیں)

۸۱۹- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صلاۃ کے بعد احرام باندھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ۲- ہم عبدالسلام بن حرب کے علاوہ کسی کو نہیں جانتے جس نے یہ حدیث روایت کی ہو۔ ۳- جس چیز کو اہلِ علم نے مستحب قرار دیا ہے وہ یہی ہے کہ آدمی صلاۃ کے بعد احرام باندھے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْرَادِ الْحَجِّ

۱۰-باب: حج افراد کا بیان

820- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ قِرَاءَةً، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَرُوِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ، وَأَفْرَدَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهَذَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: و قَالَ الثَّوْرِيُّ: إِنْ أَفْرَدْتَ الْحَجَّ فَحَسَنٌ وَإِنْ قَرَنْتَ فَحَسَنٌ وَإِنْ تَمَتَّعْتَ فَحَسَنٌ. و قَالَ الشَّافِعِيُّ مِثْلَهُ. وَقَالَ: أَحَبُّ إِلَيْنَا الإِفْرَادُ ثُمَّ التَّمَتُّعُ ثُمَّ الْقِرَانُ.

تخريج: م/الحج ١٧ (١٢١١)، د/المناسك ٢٣ (١٧٧٧)، ن/الحج ٤٨ (٢٧١٦)، ق/المناسك ٣٧ (٢٩٦٤)، (تحفة الأشراف: ١٧٥١٧)، ط/الحج ١١ (٣٧)، د/المناسك ١٦ (١٨٥٣) (صحيح الإسناد شاذ) وأخرجه حم (٦/٢٤٣) من غير هذا الطريق. (نبی اکرم ﷺ کا حج، حج قران تھا، اس لیے صحتِ سند کے باوجود متن شاذ ہے)۔

۸۲۰۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ ۴- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حجِ افراد کیا، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے بھی افراد کیا۔ ۵- ثوری کہتے ہیں کہ حجِ افراد کرو تو بھی بہتر ہے، حجِ قران کرو تو بھی بہتر ہے اور حجِ تمتع کرو تو بھی بہتر ہے، شافعی نے بھی اسی جیسی بات کہی۔ ۶- کہا: ہمیں سب سے زیادہ افراد پسند ہے پھر تمتع اور پھر قران۔

فائدہ ❶: ...... حج کی تین قسمیں ہیں: افراد، قِران اور تمتع۔ حجِ افراد یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف حج کی نیت سے احرام باندھے اور حجِ قِران یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرے اور قربانی کا جانور ساتھ لائے، جب کہ حجِ تمتع یہ ہے کہ حج کے مہینے میں میقات سے صرف عمرے کی نیت کرے پھر مکے میں جا کر عمرے کی ادائیگی کے بعد احرام کھول دے اور پھر آٹھویں تاریخ کو مکہ مکرمہ ہی سے نئے سرے سے احرام باندھے۔ اب رہی یہ بات کہ آپ ﷺ نے کون سا حج کیا تھا؟ تو صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے قِران کیا تھا، تفصیل کے لیے حدیث رقم ۸۲۲ کا حاشیہ دیکھیں۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

۱۱- باب: حج اور عمرے کے ایک ساتھ کرنے کا بیان

821- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا، وَاخْتَارُوهُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦١١) (صحيح)

وقد أخرجه كل من: خ/المغازي ٦١ (٤٣٥٤)، وم/الحج ٢٧ (١٢٣٢)، من غير هذا الطريق.

۸۲۱۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو "لبيك بعمرة وحجة" فرماتے سنا ❶۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- انس کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں عمر اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- بعض اہلِ علم اسی طرف گئے ہیں، اہلِ کوفہ وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

فائدہ ❶ :......اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حج اور عمرے دونوں کا تلبیہ ایک ساتھ پکارا۔ انس رضی اللہ عنہ کا بیان اس بنیاد پر ہے کہ جب آپ کو حکم دیا گیا کہ حج میں عمرہ بھی شامل کرلیں تو آپ سے کہا گیا "قل عمرة فی حجة" اس بنا پر انس نے یہ روایت بیان کی۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ

۱۲- باب: حج تمتع کا بیان

822- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَأَوَّلُ مَنْ نَهَى عَنْهَا مُعَاوِيَةُ.
قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف و٣٤ (١٢٥١)، ود/المناسك ٢٤ (١٧٩٥)، وق/الحج ١٤ (٢٩١٧)، و٣٨ (٢٩٦٨)، (تحفة الأشراف: ٥٧٤٥)، وحم (٣/٩٩)، ود/المناسك ٧٨ (١٩٦٤)، من غير هذا الطريق وبتصرف في السياق (ضعيف الاسناد) (سند میں لیث بن ابی سُلیم اختلاط کی وجہ سے متروک الحدیث راوی ہے، لیکن اس حدیث کا اصل مسئلہ دیگر احادیث سے ثابت ہے)

۸۲۲- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجِ تمتع کیا ❶ اور ابوبکر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے بھی ❷ اور سب سے پہلے جس نے اس سے روکا وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں ❸۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... نبی اکرم ﷺ نے کونسا حج کیا تھا؟ اس بارے میں احادیث مختلف ہیں: بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے حجِ افراد کیا اور بعض سے حجِ تمتع اور بعض سے حجِ قران۔ ان روایات میں تطبیق اس طرح سے دی جاتی ہے کہ ہر ایک نے نبی اکرم ﷺ کی طرف اس چیز کی نسبت کر دی ہے جس کا آپ نے اسے حکم دیا تھا، اور یہ صحیح ہے کہ آپ نے حجِ افراد کا احرام باندھا تھا اور بعد میں آپ قارن ہو گئے تھے، جن لوگوں نے اس بات کی روایت کی ہے کہ آپ نے حجِ تمتع کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے انہیں اس کا حکم دیا، کیونکہ آپ کا ارشاد ہے: "لولا معي الهدى لأحللت" (اگر میرے ساتھ ہدی کا جانور نہ ہوتا تو میں عمرہ کرنے کے بعد حلال ہو جاتا، اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ آپ متمتع نہیں تھے، نیز صحابہ کی اصطلاح میں قِران کو بھی تمتع کہا جاتا تھا، کیوں کہ ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دونوں کا فائدہ تو بہر حال حجِ قران میں بھی حاصل ہے۔ اسی طرح جن لوگوں نے قران کی راویت کی ہے انہوں نے آخری حال کی خبر دی ہے، کیونکہ شروع میں آپ کے پیش نظر حجِ افراد تھا بعد میں آپ نے حج میں عمرہ کو بھی شامل کرلیا اور آپ سے کہا گیا: "قل عمرة فی حجة" اس طرح آپ نے حجِ افراد کو حجِ قِران سے بدل دیا۔
اب رہا یہ مسئلہ کہ ان تینوں قسموں میں سے کونسی قسم افضل ہے؟ تو احناف حجِ قِران کو افضل کہتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے لیے اسی حج کو پسند کیا تھا اور اس میں مشقت بھی زیادہ اٹھانی پڑتی ہے۔ امام احمد اور امام مالک نے حجِ

تمتع کو افضل کہا ہے، کیونکہ اس میں سہولت ہے اور نبی اکرم ﷺ نے ایک مرحلے پر اس کی خواہش کا اظہار بھی فرمایا تھا اور بعض نے حجِ افراد کو افضل قرار دیا ہے۔ آخری اور حق بات یہی ہے کہ حجِ تمتع سب سے افضل ہے۔

فائدہ ❷ :...... یہ حدیث مسلم کی اس روایت کے معارض ہے جس میں ہے: "قال عبدالله بن شقيق: كان عثمان ينهى عن المتعة وكان علي يأمر بها" اور نیچے کی روایت سے عمر کا منع کرنا بھی ثابت ہوتا ہے، تطبیق اس طرح سے دی جاتی ہے کہ ان دونوں کی ممانعت تنزیہی تھی، ان دونوں کی نہی اس وقت کی ہے جب انہیں اس کے جائز ہونے کا علم نہیں تھا، پھر جب انہیں اس کا جواز معلوم ہوا تو انہوں نے بھی تمتع کیا۔

فائدہ ❸ :...... روایات سے معاویہ رضی اللہ عنہ سے پہلے عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے ممانعت ثابت ہے، ان کی یہ ممانعت تنزیہی تھی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی نہی تحریمی۔ لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی اوّلیت تحریم کے اعتبار سے تھی۔

823- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ، وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ. فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ: لاَ يَصْنَعُ ذَلِكَ إِلاَّ مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللهِ. فَقَالَ سَعْدٌ: بِئْسَ مَا قُلْتَ، يَا ابْنَ أَخِي! فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ: فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ نَهَى عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ. قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

تخريج: ن/الحج ٥٠ (٢٧٣٥)، (تحفة الأشراف: ٣٩٢٨)، ط/الحج ١٩ (٦٠)، د/الحج ١٨ (١٨٥٥) (ضعيف الإسناد) (سند میں محمد بن عبدالله بن حارث بن نوفل لين الحديث ہیں، لیکن اصل مسئلہ دیگر احادیث سے ثابت ہے)

۸۲۳- محمد بن عبداللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ انہوں نے سعد بن ابی وقاص اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہما سے سنا، دونوں عمرہ کو حج میں ملانے کا ذکر کر رہے تھے۔ ضحاک بن قیس نے کہا: ایسا وہی کرے گا جو اللہ کے حکم سے ناواقف ہو، اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: بہت بری بات ہے جو تم نے کہی، میرے بھتیجے! تو ضحاک بن قیس نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا ہے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا ہے اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی اسے کیا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

824- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللهِ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَهُوَ يَسْأَلُ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَقَالَ: عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ هِيَ حَلاَلٌ، فَقَالَ الشَّامِيُّ: إِنَّ أَبَاكَ قَدْ نَهَى عَنْهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي نَهَى عَنْهَا؛ وَصَنَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، أَأَمْرُ أَبِي يُتَّبَعُ أَمْ أَمْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ أَمْرَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَقَدْ

صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ وَجَابِرٍ وَسَعْدٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عُمَرَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ . وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَغَيْرِهِمُ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ . وَالتَّمَتُّعُ أَنْ يَدْخُلَ الرَّجُلُ بِعُمْرَةٍ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ ، ثُمَّ يُقِيمَ حَتَّى يَحُجَّ فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ وَعَلَيْهِ دَمٌ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيُسْتَحَبُّ لِلْمُتَمَتِّعِ إِذَا صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ أَنْ يَصُومَ الْعَشْرَ ، وَيَكُونُ آخِرُهَا يَوْمَ عَرَفَةَ ، فَإِنْ لَمْ يَصُمْ فِي الْعَشْرِ صَامَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فِي قَوْلِ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ . مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ . وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَصُومُ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ ، وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَهْلُ الْحَدِيثِ يَخْتَارُونَ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ فِي الْحَجِّ . وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٨٦٢) (صحيح الإسناد)

۸۲۴- ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے اہلِ شام میں سے ایک شخص سے سنا، وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج میں عمرہ سے فائدہ اٹھانے کے بارے میں پوچھ رہا تھا، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ جائز ہے۔ اس پر شامی نے کہا: آپ کے والد نے تو اس سے روکا ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ذرا تم ہی بتاؤ اگر میرے والد کسی چیز سے روکیں اور رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا ہو تو میرے والد کے حکم کی پیروی کی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی؟ تو اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے حکم کی، تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث (۸۲۲) حسن ہے۔ ۲- اس باب میں علی، عثمان، جابر، سعد، اسماء بنت ابی بکر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- صحابہ کرام وغیرہم میں سے ایک جماعت نے اسی کو پسند کیا ہے کہ حج میں عمرہ کو شامل کرکے حج تمتع کرنا درست ہے۔ ۴- اور حج تمتع یہ ہے کہ آدمی حج کے مہینوں میں عمرے کے ذریعے داخل ہو، پھر عمرہ کرکے وہیں ٹھہرا رہے یہاں تک کہ حج کرلے تو وہ متمتع ہے، اس پر ہدی کی، جو اسے میسر ہو، قربانی لازم ہوگی، اگر اسے ہدی نہ مل سکے تو حج میں تین دن اور گھر لوٹ کر سات دن کے صیام رکھے۔ ۵- متمتع کے لیے مستحب ہے کہ جب وہ حج میں تین صیام رکھے تو ذی الحجہ کے (ابتدائی) دس دنوں میں رکھے اور اس کا آخری صوم یوم عرفہ کو ہو، اور صحابہ کرام میں سے بعض اہلِ علم جن میں ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں کے قول کی رو سے اگر وہ دس دنوں میں یہ صیام نہ رکھ سکے تو ایام تشریق میں رکھ لے۔ یہی مالک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔ ۶- اور بعض کہتے ہیں: ایامِ تشریق میں صوم نہیں رکھے گا۔ یہ اہلِ کوفہ کا قول ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: اہلِ حدیث حج میں عمرہ کو شامل کرکے حجِ تمتع کرنے کو پسند کرتے ہیں، یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔

13۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّلْبِيَةِ

۱۳۔باب: تلبیہ کا بیان

825۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ تَلْبِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ، قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَإِنْ زَادَ فِي التَّلْبِيَةِ شَيْئًا مِنْ تَعْظِيمِ اللّٰهِ فَلَا بَأْسَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى تَلْبِيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَإِنَّمَا قُلْنَا لَا بَأْسَ بِزِيَادَةِ تَعْظِيمِ اللّٰهِ فِيهَا لِمَا جَاءَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ حَفِظَ التَّلْبِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ زَادَ ابْنُ عُمَرَ فِي تَلْبِيَتِهِ مِنْ قِبَلِهِ "لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ".

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ۷۵۹۲) (صحيح) وأخرجه كل من : خ/الحج ۲٦ (۱۵٤۹)، واللباس ٦۹ (۵۹۵۱)، م/الحج ۳ (۱۱۸۳)، د/الحج ۲۷ (۱۸۱۲)، ن/الحج ۵٤ (۲۷٤۸)، ق/المناسك ۱ (۲۹۸)، ط/الحج ۹ (۲۸)، حم (۲/۳، ۲۸، ۳٤، ٤۱، ٤۳، ٤۷، ٤۸، ۵۳، ۷٦، ۷۷، ۷۹، ۱۳۱)، د/المناسك ۱۳ (۱۸٤۹)، من غير هذا الطريق، وانظر الحديث الآتي.

۸۲۵۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا تلبیہ یہ تھا((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ))، (حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔سب تعریف اور نعمت تیری ہی ہے اور سلطنت بھی، تیرا کوئی شریک نہیں)۔امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔۲۔اس باب میں ابن مسعود، جابر، ام المومنین عائشہ، ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔۳۔صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ اوریہی سفیان، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔۴۔شافعی کہتے ہیں: اگر وہ اللہ کی تعظیم کے کچھ کلمات کا اضافہ کرلے تو کوئی حرج نہیں ہوگا، ان شاء اللہ، لیکن میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ پر اکتفا کرے۔

شافعی کہتے ہیں: ہم نے جو یہ کہا کہ "اللہ کی تعظیم کے کچھ کلمات بڑھا لینے میں کوئی حرج نہیں تو اس دلیل سے کہ ابن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تلبیہ یاد کیا پھر اپنی طرف سے اس میں ((لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ)) (حاضر ہوں، تیری ہی طرف رغبت ہے اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہے) کا اضافہ کیا۔[1]

فائدہ ❶ :...... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے تلبیے میں اپنی طرف سے "ذاالمعارج" اوراس جیسے کلمات بڑھاتے اور نبی اکرم ﷺ سنتے تھے، لیکن کچھ نہ فرماتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کا اضافہ جائز ہے، اگر جائز نہ ہوتا تو آپ منع فرمادیتے، آپ کی خاموشی تلبیے کے مخصوص الفاظ پر اضافے کے جواز کی دلیل ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اضافہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

826- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَهَلَّ فَانْطَلَقَ يُهِلُّ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَاشَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ.

قَالَ: وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ: هَذِهِ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ يَزِيدُ مِنْ عِنْدِهِ فِي أَثَرِ تَلْبِيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ((لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ)). قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ٨٣١٤) (صحيح)

۸۲۶۔ نافع کہتے ہیں: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تلبیہ پکارا اور تلبیہ پکارتے ہوئے چلے، وہ کہہ رہے تھے: "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے: یہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ ہے، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیے کے اخیر میں اپنی طرف سے ان الفاظ کا اضافہ کرتے: "لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ" (حاضر ہوں تیری خدمت میں، حاضر ہوں تیری خدمت میں اور خوش ہوں تیری تابعداری پر اور ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی دونوں ہاتھوں میں ہے اور تیری طرف رغبت ہے اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہے)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّلْبِيَةِ وَالنَّحْرِ

۱۴۔ باب: تلبیہ اور نحر (قربانی) کی فضیلت کا بیان

827- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَرْبُوعٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ؟ قَالَ ((الْعَجُّ وَالثَّجُّ.))

تخريج: ق/الحج ١٦ (٢٩٢٤)، (تحفة الأشراف : ٦١٠٨)، د/المناسك ٨ (١٨٣٨) (صحيح)

۸۲۷۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا حج افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "جس میں کثرت سے تلبیہ پکارا گیا ہو اور خوب خون بہایا گیا ہو" ❶

فائدہ ❶ :...... یعنی قربانی کی گئی ہو۔

828- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّي إِلاَّ لَبَّى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتَّى تَنْقَطِعَ الأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا)). حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الأَسْوَدِ، أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ يَرْبُوعٍ. وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَرْبُوعٍ، عَنْ أَبِيهِ، غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَرَوَى أَبُو نُعَيْمٍ الطَّحَّانُ ضِرَارُ بْنُ صُرَدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَرْبُوعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَأَخْطَأَ فِيهِ ضِرَارٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: مَنْ قَالَ (فِي هَذَا الْحَدِيثِ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَرْبُوعٍ، عَنْ أَبِيهِ، فَقَدْ أَخْطَأَ. قَالَ: و سَمِعْت مُحَمَّدًا يَقُولُ (وَذَكَرْتُ لَهُ حَدِيثَ ضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ) فَقَالَ: هُوَ خَطَأٌ. فَقُلْتُ: قَدْ رَوَاهُ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ أَيْضًا مِثْلَ رِوَايَتِهِ. فَقَالَ: لا شَيْءَ. إِنَّمَا رَوَوْهُ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ وَرَأَيْتُهُ يُضَعِّفُ ضِرَارَ بْنَ صُرَدٍ. وَالْعَجُّ هُوَ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ، وَالثَّجُّ: هُوَ نَحْرُ الْبُدْنِ.

تخريج: ق/المناسك ١٥ (٢٩٢١)، (تحفة الأشراف : ٤٧٣٥) (صحيح)

٨٢٨- سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی تلبیہ پکارتا ہے اس کے دائیں یا بائیں پائے جانے والے پتھر، درخت اور ڈھیلے سبھی تلبیہ پکارتے ہیں، یہاں تک کہ دونوں طرف کی زمین کے آخری سرے تک کی چیزیں سبھی تلبیہ پکارتی ہیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب ہے، ہم اسے ابن ابی فدیک ہی کے طریق سے جانتے ہیں، انہوں نے ضحاک بن عثمان سے روایت کی ہے۔ ۲- محمد بن منکدر نے عبدالرحمن بن یربوع سے اسے نہیں سنا ہے، البتہ محمد بن منکدر نے بسند سعید بن عبدالرحمن بن یربوع عن أبیہ عبدالرحمن بن یربوع اس حدیث کے علاوہ دوسری چیزیں روایت کی ہیں۔ ۳- ابونعیم طحان ضرار بن صرد نے یہ حدیث بطریق: ''ابن أبي فديك، عن الضحاك بن عثمان، عن محمد بن المنكدر، عن سعيد بن عبد الرحمن بن يربوع، عن أبيه، عن أبي

بکر، عن النبی ﷺ "روایت کی ہے اور اس میں ضرار سے غلطی ہوئی ہے۔ ۴۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں: جس نے اس حدیث میں یوں کہا: "عن محمد بن المنکدر، عن ابن عبد الرحمن بن یربوع، عن أبیه" اس نے غلطی کی ہے۔ ۵۔ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے ضرار بن صرد کی حدیث ذکر کی جسے انہوں نے ابن ابی فدیک سے روایت کی ہے تو انہوں نے کہا: یہ غلط ہے، میں نے کہا: اسے دوسرے لوگوں نے بھی انہیں کی طرح ابن ابی فدیک سے روایت کی ہے تو انہوں نے کہا: یہ کچھ نہیں ہے۔ لوگوں نے اسے ابن ابی فدیک سے روایت کیا ہے اور اس میں سعید بن عبدالرحمن کے واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ میں نے بخاری کو دیکھا کہ وہ ضرار بن صرد کی تضعیف کر رہے تھے۔ ۶۔ اس باب میں ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۷۔ عج: تلبیہ میں آواز بلند کرنے کو اور ثج: اونٹنیاں نحر (ذبح) کرنے کو کہتے ہیں۔

15۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ

۱۵۔ باب: تلبیہ میں آواز بلند کرنے کا بیان

829۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ خَلَّادِ ابْنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالإِهْلَالِ وَالتَّلْبِيَةِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ خَلَّادٍ عَنْ أَبِيهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا يَصِحُّ، وَالصَّحِيحُ هُوَ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ، وَهُوَ خَلَّادُ بْنُ السَّائِبِ ابْنِ خَلَّادِ بْنِ سُوَيْدٍ الأَنْصَارِيُّ.

تخريج: د/الحج ٢٧ (١٨١٤)، ن/الحج ٥٥ (٢٧٥٤)، ق/المناسك ١٦ (٢٩٢٢)، (تحفة الأشراف: ٣٧٨٨)، ط/الحج ١٠ (٣٤)، حم (٤/٥٥، ٥٦)، د/الحج ١٤ (١٨٥٠) (صحيح)

۸۲۹۔ سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس جبرئیل نے آکر مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ میں اپنی آواز بلند کریں" [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ خلاد بن السائب کی حدیث جسے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، حسن صحیح ہے۔ ۲۔ بعض لوگوں نے یہ حدیث بطریق: "خلاد بن السائب، عن زید بن خالد، عن النبی ﷺ" روایت کی ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہی ہے کہ خلاد بن سائب نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، اور یہ خلاد بن سائب بن خلاد بن سوید انصاری ہیں۔ ۳۔ اس باب میں زید بن خالد، ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مردوں کے لیے تلبیہ میں آواز بلند کرنا مستحب ہے "أصحابی" کی قید سے عورتیں خارج ہوگئیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ وہ تلبیہ میں اپنی آواز پست رکھیں۔ مگر وجوب کی دلیل بالصراحت کہیں نہیں ہے۔

16۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الاغْتِسَالِ عِنْدَ الإِحْرَامِ

۱۶۔ باب: احرام کے وقت غسل کرنے کا بیان

830۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يَعْقُوبَ الْمَدَنِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لإِهْلاَلِهِ وَاغْتَسَلَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الاغْتِسَالَ عِنْدَ الإِحْرَامِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.

تخريج: تفرد به المؤلف وانظر : د/المناسك ٦ (١٨٣٥) (تحفة الأشراف : ٣٧١٠) (صحيح)

(سند میں عبداللہ بن یعقوب مجہول الحال ہیں، لیکن متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے)

۸۳۰۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے احرام باندھنے کے لیے اپنے کپڑے اتارے اور غسل کیا۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ۲۔ اہل علم کی ایک جماعت نے احرام باندھنے کے وقت غسل کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ یہی شافعی بھی کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ احرام کے لیے غسل کرنا مستحب ہے، اکثر لوگوں کی یہی رائے ہے، اور بعض نے اسے واجب کہا ہے۔

17۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الإِحْرَامِ لأَهْلِ الآفَاقِ

۱۷۔ باب: آفاقی لوگوں کے لیے احرام باندھنے کی میقاتوں کا بیان ❶

831۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: مِنْ أَيْنَ نُهِلُّ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ. قَالَ: وَيَقُولُونَ: ((وَأَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ٧٥٩٣) وانظر : حم (٤٨/٢، ٦٥) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/العلم ٥٢ (١٣٣)، والحج ٤ (١٥٢٢)، و٨ (١٥٢٥)، و١٠ (١٥٢٧)، والاعتصام ١٥ (٧٣٣٤)، م/الحج ٢ (١١٨٢)، د/المناسك ٩ (١٧٣٧)، ن/المناسك ١٧ (٢٦٥٢)، ق/المناسك ١٣ (٢٩١٤)،

ط/الحج ۸ (۲۲)، حم (۲/۵۵)، د/المناسك ۵ (۱۸۳۱)، من غیر هذا الطریق.

۸۳۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہم احرام کہاں سے باندھیں؟ آپ نے فرمایا: ''اہلِ مدینہ ذی الحلیفہ ❷ سے احرام باندھیں، اہل شام جحفہ ❸ سے اور اہلِ نجد قرن سے۔ ❹ اورلوگوں کا کہنا ہے کہ اہلِ یمن یلملم سے۔ ❺ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عباس، جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔

فائدہ ❶ :...... مواقیت میقات کی جمع ہے، میقات اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حاجی یا معتمر احرام باندھ کر حج کی نیت کرتا ہے۔

فائدہ ❷ :...... مدینے کے قریب ایک مقام ہے جس کی دوری مدینے سے مکے کی طرف دس کیلو میٹر ہے اور یہ مکے سے سب سے دوری پر واقع میقات ہے۔

فائدہ ❸ :...... مکے کے قریب ایک بستی ہے جسے اب رابغ کہتے ہیں۔

فائدہ ❹ :...... اسے قرن المنازل بھی کہتے ہیں، یہ مکے سے سب سے قریب ترین میقات ہے۔ مکے سے اس کی دوری ۹۵ کیلو میٹر ہے۔

فائدہ ❺ :...... ایک معروف مقام کا نام ہے۔

832۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيقَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ هُوَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

تخريج: د/الحج ۹ (۱۷۴۰)، (تحفة الأشراف: ۶۴۴۳) (ضعيف منكر)

(سند میں یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے، نیز محمد بن علی کا اپنے دادا ابن عباس سے سماع ثابت نہیں ہے، اور حدیث میں وارد ''عقیق'' کا لفظ منکر ہے، صحیح لفظ ''ذات عرق'' ہے، الإرواء : ۱۰۰۲، ضعیف سنن ابی داود : ۳۰۶)

۸۳۲۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اہلِ مشرق کی میقات عقیق ❶ مقرر کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن ہے، ۲۔ محمد بن علی ہی ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ ایک معروف مقام ہے، جو عراق کی میقات ''ذات العرق'' کے قریب ہے۔

18۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ لُبْسُهُ

۱۸۔ باب: محرم کے لیے جن چیزوں کا پہننا جائز نہیں ان کا بیان

833۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ!

مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْحَرَمِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: خ/جزاء الصيد ١٣ (١٨٣٨)، د/المناسك ٣٢ (١٨٢٥)، ن/الحج ٢٨ (٢٦٧٧)، (تحفة الأشراف: ٨٢٧٥)، حم (٢/١١٩) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/العلم ٥٣ (١٣٤)، والصلاة ٩ (٣٩٦)، والحج ٢١ (١٥٤٢)، وجزاء الصيد ١٥ (١٨٤٢)، واللباس ٨ (٥٧٩٤)، و١٣ (٥٨٠٣)، و١٤ (٥٨٠٥)، و١٥ (٥٨٠٦)، و٣٤ (٥٨٤٧)، و٣٧ (٥٨٥٢)، ق/المناسك ١٩ (٢٩٢٩)، ط/الحج ٣ (٨)، حم (٢/٤، ٨، ٢٩، ٣٢، ٣٤، ٤١، ٥٤، ٥٦، ٥٩، ٦٥، ٧٧)، د/الحج ٩ (١٨٣٩) من غير الطريق.

۸۳۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کی: اللہ کے رسول! آپ ہمیں احرام میں کون کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہ قمیص پہنو، نہ پاجامے، نہ عمامے اور نہ موزے، الا یہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ خف (چمڑے کے موزے) پہنے اور اسے کاٹ کر ٹخنے سے نیچے کر لے [1] اور نہ ایسا کوئی کپڑا پہنو جس میں زعفران یا ورس لگا ہو [2]، اور محرم عورت نقاب نہ لگائے اور نہ دستانے پہنے" [3]۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

فائدہ [1]:...... جمہور نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے خف (چمڑے کے موزوں) کے کاٹنے کی شرط لگائی ہے، لیکن امام احمد نے بغیر کاٹے خف (موزہ) پہننے کو جائز قرار دیا ہے، کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت "من لم یجد نعلین فلیلبس خفین" جو بخاری میں آئی ہے مطلق ہے، لیکن جمہور نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہاں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا، حنابلہ نے اس روایت کے کئی جوابات دیے ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت منسوخ ہے، کیونکہ یہ احرام سے پہلے مدینے کا واقعہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت عرفات کی ہے، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حجت کے اعتبار سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بڑھی ہوئی ہے، کیونکہ وہ ایسی سند سے مروی ہے جو أصح الاسانید ہے۔

فائدہ [2]:...... ایک زرد رنگ کی خوشبودار گھاس ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے تھے، اس بات پر اجماع ہے کہ حالتِ احرام میں مرد کے لیے حدیث میں مذکور یہ کپڑے پہننے جائز نہیں ہیں، قمیص اور سراویل (پاجامے) میں تمام سلے ہوئے کپڑے داخل ہیں، اسی طرح عمامہ اور خفین سے ہر وہ چیز مراد ہے جو سر اور قدم کو ڈھانپ لے، البتہ پانی میں سر کو ڈبونے یا ہاتھ یا چھتری سے سر کو چھپانے میں کوئی حرج نہیں۔ عورت کے لیے حالتِ احرام میں وہ تمام کپڑے پہننے

جائز ہیں جن کا اس حدیث میں ذکر ہے، البتہ وہ ورس اور زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے۔

فائدہ ❸ :...... محرم عورت کے لیے نقاب پہننا منع ہے، مگر اس حدیث میں جس نقاب کا ذکر ہے وہ چہرے پر باندھا جاتا تھا۔ برصغیر ہندو پاک کے موجودہ برقعوں کا نقاب چادر کے پلو کی طرح ہے جس کو ازواج مطہرات مردوں کے گزرتے وقت چہروں پر لٹکا لیا کرتی تھیں اس لیے اس نقاب کو عورتیں بوقتِ ضرورت چہرے پر لٹکا سکتی ہیں اور چونکہ اس وقت حج میں ہر وقت اجنبی مردوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیے ہر وقت اس نقاب کو چہرے پر لٹکائے رکھ سکتی ہیں۔

19۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السَّرَاوِيلِ وَالْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الإِزَارَ وَالنَّعْلَيْنِ

۱۹۔ باب: محرم کے پاس تہبند اور جوتے نہ ہوں تو پاجامہ اور موزے پہنے

834۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَلْمُحْرِمُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَإِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ)).

تخريج: خ/جزاء الصيد ١٥ (١٨٤١)، و١٦ (١٨٤٣)، واللباس ١٤ (٥٨٠٤)، و٣٧ (٥٨٥٣)، م/الحج ٨١ (١١٧)، ن/الحج ٣٢ (٢٦٧٢، ٢٦٧٣)، و٣٧ (٢٦٨٠)، والزينة ٩٨ (٥٣٢٧)، ق/المناسك ٢٠ (٢٩٣١)، حم (١/٢١٥، ٢٢١، ٢٢٨، ٢٧٩، ٣٣٧) (تحفة الأشراف: ٥٣٧٥) (صحيح)

834/ م۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو نَحْوَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا: إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ الإِزَارَ لَبِسَ السَّرَاوِيلَ وَإِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ لَبِسَ الْخُفَّيْنِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ. وقَالَ بَعْضُهُمْ (عَلَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ): إِذَا لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۸۳۴۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''محرم کو جب تہبند میسر نہ ہو تو پاجامہ پہن لے اور جب جوتے میسر نہ ہوں تو خف (چمڑے کے موزے) پہن لے''❶۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب محرم تہ بند نہ پائے تو پاجامہ پہن لے، اور جب جوتے نہ پائے تو خف (چرمی موزے) پہن لے۔ یہ احمد کا قول ہے۔ ۴۔ بعض نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی بنیاد پر جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہا ہے کہ جب وہ جوتے نہ پائے تو خف (چرمی موزے) پہنے اور اسے کاٹ کر ٹخنے کے

نیچے کرلے،سفیان ثوری،شافعی،اور مالک اسی کے قائل ہیں۔

فائدہ ❶ :...... اسی حدیث سے امام احمد نے استدلال کرتے ہوئے چمڑے کے موزے کو بغیر کاٹے پہننے کی اجازت دی ہے، حنابلہ کا کہنا ہے کہ قطع (کاٹنا) فساد ہے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا، اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے فساد وہ ہے جس کی شرع میں ممانعت وارد ہو، نہ کہ وہ جس کی شریعت نے اجازت دی ہو۔بعض نے موزے کو پاجامے پر قیاس کیا ہے۔اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ نص کی موجودگی میں قیاس درست نہیں۔رہا یہ مسئلہ کہ جوتا نہ ہونے کی صورت میں موزہ پہننے والے پر فدیہ ہے یا نہیں تو اس میں بھی علما کا اختلاف ہے: ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ فدیہ نہیں ہے، لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ فدیہ واجب ہے۔ ان کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر فدیہ واجب ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اسے ضرور بیان فرماتے، کیونکہ "تأخير البيان عن وقت الحاجة" جائز نہیں۔(یعنی ضرورت کے وقت مسئلے کی وضاحت ہو جانی چاہیے، وضاحت اور بیان ٹالا نہیں جا سکتا ہے)۔

20۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُحْرِمُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ أَوْ جُبَّةٌ

۲۰۔باب: جو احرام کی حالت میں کرتا یا جبہ پہنے ہو

835۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ أَعْرَابِيًّا قَدْ أَحْرَمَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْزِعَهَا .

تخريج: د/الحج ۳۱ (۱۸۲۰)، (۴/۲۲۴)، وانظر الحديث الآتي (تحفة الأشراف: ۱۱۸۴۴) (صحيح)

۸۳۵۔یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک اعرابی کو دیکھا جو احرام کی حالت میں کرتا پہنے ہوئے تھا۔تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے اتار دے۔ ❶

فائدہ ❶ :...... یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب نبی اکرم ﷺ جعرانہ میں تھے۔تفصیل کے لیے دیکھیے ابو داؤد المناسك ۳۱، نسائی الحج ۲۹۔

836۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ . وَهَذَا أَصَحُّ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ . وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَابْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

تخريج: خ/الحج ۱۷ (۱۵۳۶)، والعمرة ۱۰ (۱۷۸۹)، وجزاء الصيد ۱۹ (۱۸۴۷)، والمغازي ۵۶ (۴۳۲۹)، وفضائل القرآن ۲ (۴۹۸۵)، م/الحج ۱ (۱۱۸۰)، د/الحج ۳۱ (۱۸۱۹)، ن/الحج ۲۹ (۲۶۶۹)، و۴۴ (۲۷۰۹-۲۷۱۱)، (تحفة الأشراف: ۱۱۸۳۶)، حم (۴/۲۲۴) (صحيح)

۸۳۶۔ یعلی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مفہوم کی حدیث روایت کرتے ہیں۔ یہ زیادہ صحیح ہے اور حدیث میں ایک قصہ ہے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: اسی طرح اسے قتادہ، حجاج بن ارطاۃ اور دوسرے کئی لوگوں نے عطا سے اور انہوں نے یعلی بن امیہ سے روایت کی ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے جسے عمرو بن دینار اور ابن جریج نے عطا سے، اور عطا نے صفوان بن یعلی سے اور صفوان نے اپنے والد یعلی سے اور یعلی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ ❶ :......اس قصے کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ابو داؤد المناسك ۳۱، ونسائي الحج ۲۹۔

21۔ بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

۲۱۔ باب: محرم کون کون سے جانور مار سکتا ہے؟

837۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسُ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/بدء الخلق ۱۶ (۳۳۱٤)، م/الحج ۹ (۱۱۹۸)، ن/الحج ۱۱۸ (۲۸۹۳)، (تحفة الأشراف: ۱٦٦۲۹) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/جزاء الصيد ۷ (۱۸۲۹)، ن/الحج ۸۳ (۲۸۳۲)، و۱۱۳ (۲۸۸٤)، و۱۱٤ (۲۸۸۵)، و۱۱٦ (۲۸۹۰)، و۱۱۷ (۲۸۹۱)، ق/الحج ۹۱ (۳۰۸۷) حم (٦/۸۷، ۹۷، ۱۲۲، ۲۰۳، ۲۵۹، ۲٦۱) من غير هذا الطريق.

۸۳۷۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچ موذی جانور ہیں جو حرم میں یا حالت احرام میں بھی مارے جاسکتے ہیں: چوہیا، بچھو، کوّا، چیل، کاٹ کھانے والا کتا“ ❶۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عائشہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن مسعود، ابن عمر، ابوہریرہ، ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :......کاٹ کھانے والے کتے سے مراد وہ تمام درندے ہیں جو لوگوں پر حملہ کر کے انہیں زخمی کر دیتے ہوں، مثلاً: شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ۔

838۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ السَّبُعَ الْعَادِيَ وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ وَالْفَأْرَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَأَةَ وَالْغُرَابَ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: الْمُحْرِمُ يَقْتُلُ السَّبُعَ الْعَادِيَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ. و قَالَ الشَّافِعِيُّ: كُلُّ سَبُعٍ عَدَا عَلَى النَّاسِ أَوْ عَلَى دَوَابِّهِمْ فَلِلْمُحْرِمِ قَتْلُهُ.

تخریج: د/الحج ٤٠ (١٨٤٨)، ق/المناسك ٩١ (٣٠٨٩)، (تحفة الأشراف: ٤١٣٣)، حم (٣/٣) (ضعیف) (سند میں یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے)

۸۳۸۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''محرم سرکش درندے، کاٹ کھانے والے کتے، چوہا، بچھو، چیل اور کوے مار سکتا ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن ہے۔ ۲- اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ کہتے ہیں: محرم ظلم ڈھانے والے درندوں کو مار سکتا ہے، سفیان ثوری اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ شافعی کہتے ہیں: محرم ہر اس درندے کو، جو لوگوں کو یا جانوروں کو ایذا پہنچائے، مار سکتا ہے۔

22۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

۲۲۔ باب: محرم کے پچھنا لگوانے کا بیان

839۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ بُحَيْنَةَ وَجَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ. قَالُوا: لا يَحْلِقُ شَعْرًا. و قَالَ مَالِكٌ: لايَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ إِلاَّ مِنْ ضَرُورَةٍ. وقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ: لا بَأْسَ أَنْ يَحْتَجِمَ الْمُحْرِمُ وَلا يَنْزِعُ شَعْرًا.

تخريج: خ/جزاء الصيد ١١ (١٨٣٥)، والصوم ٣٢ (١٩٣٨)، والطب ١٢ (٥٦٩٥)، و١٥ (٥٧٠٠)، م/الحج ١١ (١٢٠٣)، د/المناسك ٣٦ (١٨٣٥)، ن/الحج ٩٢ (٢٨٤٨)، حم (١/٢٢١، ٢٩٢، ٣٧٢)، (تحفة الأشراف: ٥٧٣٧، ٥٩٣٩)، وأخرجه كل من: ق/المناسك ٨٧ (٣٠٨١)، حم (١/٢١٥، ٢٢٢، ٢٣٦، ٢٤٨، ٢٤٩، ٢٨٣، ٢٨٦، ٣١٥، ٣٤٦، ٣٥١، ٣٧٢)، د/الحج ٢٠ (١٨٦٠) من غير هذا الطريق وبتصرف يسير في السياق (صحيح)

۸۳۹۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے پچھنا لگوایا اور آپ محرم تھے۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں انس [2]، عبداللہ بن بحینہ [3] اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- اہل علم کی ایک جماعت نے محرم کو پچھنا لگوانے کی اجازت دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ بال نہیں منڈائے گا۔ ۴- مالک کہتے ہیں کہ محرم پچھنا نہیں لگوا سکتا، الا یہ کہ ضروری ہو۔ ۵- سفیان ثوری اور شافعی کہتے ہیں: محرم کے پچھنا لگوانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن وہ بال نہیں اتار سکتا۔

فائدہ [1]:...... اس روایت سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں پچھنا لگوانا جائز ہے، البتہ اگر پچھنا لگوانے میں بال اتروانا پڑے تو فدیہ دینا ضروری ہوگا، یہ فدیہ ایک بکری ذبح کرنا ہے، یا تین دن کے صیام رکھنا، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

فائدہ ❷ :......انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے احرام کی حالت میں اپنے پاؤں کی پشت پر تکلیف کی وجہ سے پچھنا لگوایا۔

فائدہ ❸ :......عبداللہ بن بحسینہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حالتِ احرام میں لحی جمل میں اپنے سر کے وسط میں پچھنا لگوایا۔

23۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ

۲۳۔باب: حالتِ احرام میں محرم کی شادی کرانے کی حرمت کا بیان

840۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَرَادَ ابْنُ مَعْمَرٍ أَنْ يُنْكِحَ ابْنَهُ، فَبَعَثَنِي إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَوْسِمِ بِمَكَّةَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ أَخَاكَ يُرِيدُ أَنْ يُنْكِحَ ابْنَهُ، فَأَحَبَّ أَنْ يُشْهِدَكَ ذَلِكَ. قَالَ: لَا أُرَاهُ إِلَّا أَعْرَابِيًّا جَافِيًا. إِنَّ الْمُحْرِمَ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكِحُ أَوْ كَمَا قَالَ: ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ مِثْلَهُ، يَرْفَعُهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَمَيْمُونَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ. وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: لَا يَرَوْنَ أَنْ يَتَزَوَّجَ الْمُحْرِمُ قَالُوا: فَإِنْ نَكَحَ فَنِكَاحُهُ بَاطِلٌ.

تخريج: م/النكاح ٥ (١٤٠٩)، د/الحج ٣٩ (١٨٤١)، ن/الحج ٩١ (٢٨٤٥)، والنكاح ٣٨ (٣٢٧٥)، ق/النكاح ٤٥ (١٩٦٦)، (تحفة الأشراف: ٩٧٧٦)، ط/الحج ٢٢ (٧٠)، حم (١/٥٧، ٦٤، ٦٩، ٧٣)، د/المناسك ٢١ (١٨٦٤) (صحيح)

۸۴۰۔ نبیہ بن وہب کہتے ہیں کہ ابن معمر نے اپنے بیٹے کی شادی کرنی چاہی تو انہوں نے مجھے ابان بن عثمان کے پاس بھیجا، وہ مکہ میں امیرِ حج تھے۔ میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا: آپ کے بھائی اپنے بیٹے کی شادی کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ کو اس پر گواہ بنائیں، تو انہوں نے کہا: میں انہیں ایک گنوار اعرابی سمجھتا ہوں، محرم نہ خود نکاح کرسکتا ہے اور نہ کسی کا نکاح کراسکتا ہے۔ أو کما قال۔ پھر انہوں نے (اپنے والد) عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اسی کے مثل بیان کیا، وہ اسے مرفوع روایت کر رہے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، ۲۔ اس باب میں ابورافع اور میمونہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ بعض صحابہ کرام کا جن میں عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب اور ابن عمر رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں، اسی پر عمل ہے اور یہی بعض تابعین فقہا کا بھی قول ہے اور مالک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی یہی کہتے ہیں۔ یہ لوگ محرم کے لیے نکاح کرنا جائز نہیں سمجھتے، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر محرم نے نکاح کرلیا تو اس کا نکاح باطل ہوگا [1]۔

فائدہ ❶ :......شرعی ضابطہ یہی ہے کہ محرم حالتِ احرام میں نہ تو خود اپنا نکاح کرسکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کراسکتا ہے۔

841- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَانِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ، وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ، وَكُنْتُ أَنَا الرَّسُولَ فِيمَا بَيْنَهُمَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ رَبِيعَةَ. وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ. رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا. قَالَ: وَرَوَاهُ أَيْضًا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ مُرْسَلًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرُوِيَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ حَلَالٌ، وَيَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ هُوَ ابْنُ أُخْتِ مَيْمُونَةَ.

تخريج: تفرد به المؤلف، وانظر د/المناسك ٢١ (١٨٦٦) (تحفة الأشراف: ١٢٠١٧)، وحم (٦/٣٩٢-٣٩٣) (ضعیف) (اس کا آخری ٹکڑا "أنا الرسول بينهما" میں دونوں کے درمیان قاصد تھا)، ضعیف ہے کیونکہ اس سے قوی روایت میں ہے کہ "عباس رضی اللہ عنہ" نے یہ شادی کرائی تھی، اس کے راوی "مطرالوراق" حافظے کے ضعیف ہیں، اس روایت کا مرسل ہونا ہی زیادہ صحیح ہے، اس کا پہلا ٹکڑا حدیث رقم: ۸۴۵ کے طریق سے صحیح ہے)

۸۴۱- ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ سے نکاح کیا اور آپ حلال تھے پھر ان کے خلوت میں گئے تب بھی آپ حلال تھے، اور میں ہی آپ دونوں کے درمیان پیغام رساں تھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن ہے۔ ۲- اور ہم حماد بن زید کے علاوہ کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے اسے مطروراق کے واسطے سے ربیعہ سے مسنداً روایت کیا ہو۔ ۳- اور مالک بن انس نے ربیعہ سے، اور ربیعہ نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے میمونہ سے شادی کی اور آپ حلال تھے۔ اسے مالک نے مرسلاً روایت کیا ہے، اور سلیمان بن ہلال نے بھی اسے ربیعہ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ ۴- یزید بن اصم ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی اور آپ حلال تھے، یعنی محرم نہیں تھے۔ یزید بن اصم میمونہ کے بھانجے ہیں۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
۲۴- باب: محرم کے لیے شادی کی رخصت کا بیان

842- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٢٣٠) (صحیح) (یہ روایت سنداً صحیح ہے، لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واقعے کے نقل کرنے میں وہم ہوگیا تھا، اس لیے یہ شاذ کے حکم میں ہے، اور صحیح یہ ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی شادی حلال ہونے کے بعد ہوئی جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے) وأخرجه كل من: خ/جزاء الصيد ١٢ (١٨٣٧)، والمغازي ٤٣ (٤٢٥٨)، والنكاح ٣٠ (٥١١٤)، م/النكاح ٥ (١٤١٠)، د/الحج ٣٩ (١٨٤٤)، ن/الحج ٩٠ (٢٨٤٠-٢٨٤٤)، والنكاح ٣٧ (٣٢٧٣)، ق/النكاح ٤٥ (١٩٦٥)، حم (٢٢/١، ٢٤، ٢٦)، د/المناسك ٢١ (١٨٦٣)، من غير هذا الطريق.

۸۴۲۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میمونہ سے شادی کی اور آپ محرم تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث آئی ہے۔ ۳۔ بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ بھی کہتے ہیں۔

843۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ٥٩٩٠) (صحیح) (سنداً صحیح ہے، لیکن متن شاذ ہے، کما تقدم)

۸۴۳۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے میمونہ سے شادی کی اور آپ محرم تھے۔ ❶

فائدہ ❶: ...... سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ ابن عباس کو اس سلسلے میں وہم ہوا ہے، کیونکہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا خود بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو ہم دونوں حلال تھے، اسی طرح ان کے وکیل ابورافع کا بیان بھی جیسا کہ گزرا یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ سے نکاح کیا تو آپ حلال تھے، اس سلسلے میں صاحب معاملہ کا بیان زیادہ معتبر ہوگا۔

844۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَأَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ: جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ. وَاخْتَلَفُوا فِي تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ مَيْمُونَةَ. لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا فِي طَرِيقِ مَكَّةَ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: تَزَوَّجَهَا حَلَالًا، وَظَهَرَ أَمْرُ تَزْوِيجِهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ، ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ. بِسَرِفَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَمَاتَتْ مَيْمُونَةُ بِسَرِفَ، حَيْثُ بَنَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَدُفِنَتْ بِسَرِفَ.

تخريج: انظر حديث رقم: ٨٤٢ (تحفة الأشراف: ٥٣٧٦) (صحيح)

(سنداً صحیح ہے، لیکن متن شاذ ہے، کماتقدم)

۸۴۴۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میمونہ سے شادی کی تو آپ محرم تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- نبی اکرم ﷺ کے میمونہ سے شادی کرنے کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے مکے کے راستے میں ان سے شادی کی تھی، بعض لوگوں نے کہا: آپ نے جب ان سے شادی کی تو آپ حلال تھے البتہ آپ کے ان سے شادی کرنے کی بات ظاہر ہوئی تو آپ محرم تھے اور آپ مکے کے راستے میں مقامِ سرف میں ان کے ساتھ خلوت میں گئے تو بھی آپ حلال تھے۔ میمونہ کا انتقال بھی سرف میں ہوا جہاں رسول اللہ ﷺ نے ان سے خلوت کی تھی اور وہ مقام سرف ہی میں دفن کی گئیں۔

845- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَبَافَزَارَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلاَلٌ، وَبَنَى بِهَا حَلاَلًا. وَمَاتَتْ بِسَرِفَ، وَدَفَنَّاهَا فِي الظُّلَّةِ الَّتِي بَنَى بِهَا فِيهَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ مُرْسَلًا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلاَلٌ.

تخريج: م/النكاح ٥ (١٤١١)، د/الحج ٣٩ (١٨٤٣)، ق/النكاح ٤٥ (١٩٦٤)، (تحفة الأشراف: ١٨٠٨٢)، حم (٣٣٣، ٣٣٥)، د ٢١ (١٨٦٥) (صحيح)

۸۴۵۔ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی اور آپ حلال تھے اور ان سے خلوت کی تو بھی آپ حلال تھے۔ اورانہوں نے سرف ہی میں انتقال کیا، ہم نے انہیں اسی سایہ دار مقام میں دفن کیا جہاں آپ نے ان سے خلوت کی تھی۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث غریب ہے۔ ۲- دیگر کئی لوگوں نے یہ حدیث یزید بن اصم سے مرسلاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ سے شادی کی اور آپ حلال تھے۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ

۲۵۔ باب: محرم شکار کا گوشت کھائے اس کا بیان

846- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلاَلٌ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ مَا لَمْ تَصِيدُوهُ أَوْ يُصَدْ لَكُمْ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ وَطَلْحَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ مُفَسَّرٌ. وَالْمُطَّلِبُ لاَ نَعْرِفُ لَهُ سَمَاعًا عَنْ جَابِرٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. لاَ يَرَوْنَ بِالصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ بَأْسًا، إِذَا لَمْ يَصْطَدْهُ أَوْ لَمْ يُصْطَدْ مِنْ أَجْلِهِ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: هَذَا أَحْسَنُ حَدِيثٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَقْيَسُ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

تخريج: د/الحج ٤١ (١٨٥١)، ن/الحج ٨١ (٢٨٣٠)، (تحفة الأشراف: ٣٠٩٨)، حم (٣/٣٦٢)
(ضعیف) (سند میں عمرو بن ابی عمرو ضعیف ہیں، لیکن اگلی روایت سے اس کے معنی کی تائید ہو رہی ہے)

۸۴۶۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خشکی کا شکار تمہارے لیے حالتِ احرام میں حلال ہے جب کہ تم نے اس کا شکار خود نہ کیا ہو، نہ ہی وہ تمہارے لیے کیا گیا ہو۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ اس باب میں ابوقتادہ اور طلحہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ ۲۔ جابر کی حدیث مفسّر ہے۔ ۳۔ اور ہم مُطّلب کا جابر سے سماع نہیں جانتے۔ ۴۔ اور بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ محرم کے لیے شکار کے کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جب اس نے خود اس کا شکار نہ کیا ہو، نہ ہی وہ اس کے لیے کیا گیا ہو۔ ۵۔ شافعی کہتے ہیں: یہ اس باب میں مروی سب سے اچھی اور قیاس کے سب سے زیادہ موافق حدیث ہے اور اسی پر عمل ہے اور یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔

847۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا. فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ. فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا. فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا عَلَيْهِ. فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ. فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبَى بَعْضُهُمْ. فَأَدْرَكُوا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَ: ((إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللَّهُ)).

تخريج: خ/جزاء الصيد ٤ (١٨٢٣)، والجهاد ٨٨ (٢٩١٤)، والذباح ١٠ (٥٤٩٠)، و١١ (٥٤٩٢)، م/الحج ٨ (١١٩٦)، د/الحج ٤١ (١٨٥٢)، ن/الحج ٧٨ (٢٨١٨)، (تحفة الأشراف: ١٢١٣١)، ط/الحج ٢٤ (٧٦)، حم (٥/٣٠١) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/جزاء الصيد ٢ (١٨٢١)، و٣ (١٨٢٢)، و٥ (١٨٢٤)، والهبة ٣ (٢٥٧٠)، والجهاد ٤٦ (٢٨٥٤)، والأطعمة ١٩ (٥٤٠٦، ٥٤٠٧)، ق/المناسك ٩٣ (٣٠٩٣)، حم (٥/٣٠٧)، د/المناسك ٢٢ (١٨٦٧) من غير هذا الطريق.

۸۴۷۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ آپ جب مکے کا کچھ راستہ طے کر چکے تو وہ اپنے بعض محرم ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے جب کہ ابوقتادہ خود غیر محرم تھے، اسی دوران میں انہوں نے ایک نیل گائے دیکھا، تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے درخواست کی کہ وہ انہیں ان کا کوڑا اٹھا کر دے دیں تو ان لوگوں نے اُسے انہیں دینے سے انکار کیا۔ پھر انہوں نے ان سے اپنا نیزہ مانگا۔ تو ان لوگوں نے اُسے بھی اٹھا کر دینے سے انکار کیا تو انہوں نے اسے خود ہی (اتر کر) اٹھا لیا اور شکار کا پیچھا کیا اور اسے مار ڈالا، تو بعض صحابہ کرام نے اس شکار میں سے کھایا اور بعض نے نہیں کھایا۔ پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر ملے اور اس بارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ تو ایک ایسی غذا ہے جسے اللہ نے تمہیں کھلایا ہے۔'' [1]

فائدہ ❶ :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خشکی کا شکار اگر کسی غیر احرام والے نے اپنے لیے کیا ہو اور محرم نے کسی طرح کا تعاون اس میں نہ کیا ہو تو اس میں اسے محرم کے لیے کھانا جائز ہے، اور اگر کسی غیر محرم نے خشکی کا شکار محرم کے لیے کیا ہو یا محرم نے اس میں کسی طرح کا تعاون کیا ہو تو محرم کے لیے اس کا کھانا جائز نہیں۔

848۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي حِمَارِ الْوَحْشِ، مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ. غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ؟)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٢١٢٠) (صحيح)

۸۴۸۔ اس سند سے بھی ابوقتادہ سے نیل گائے کے بارے میں ابونضر ہی کی حدیث کی طرح مروی ہے البتہ زید بن اسلم کی اس حدیث میں اتنا زائد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

26۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ لَحْمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ

۲۶۔ باب: محرم کے لیے شکار کے گوشت کی حرمت کا بیان

849۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِهِ بِالأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ، فَأَهْدَى لَهُ حِمَارًا وَحْشِيًّا فَرَدَّهُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا فِي وَجْهِهِ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ. فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ وَلَكِنَّا حُرُمٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ، وَكَرِهُوا أَكْلَ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ. و قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا وَجْهُ هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَنَا: إِنَّمَا رَدَّهُ عَلَيْهِ لَمَّا ظَنَّ أَنَّهُ صِيدَ مِنْ أَجْلِهِ، وَتَرَكَهُ عَلَى التَّنَزُّهِ. وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ. وَقَالَ أَهْدَى لَهُ لَحْمَ حِمَارٍ وَحْشٍ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ.

تخريج: خ/جزاء الصيد ٦ (١٨٢٥)، والهبة ٦ (٢٥٧٣)، و١٧ (٢٥٩٦)، م/الحج ٨ (١١٩٣)، ن/الحج ٧٩ (٢٨٢١، ٢٨٢٢، ٢٨٢٥، ٢٨٢٦)، ق/المناسك ٩٢ (٣٠٩٠)، (تحفة الأشراف: ٤٩٤٠)، ط/الحج ٢٤ (٨٣)، حم (٤/٣٧، ٣٨، ٧١، ٧٣)، د/المناسك ٢٢ (١٨٧٠، و١٨٧٢) (صحيح)

۸۴۹۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ابواء یا ودّان میں ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ کو ایک نیل گائے ہدیہ کیا، تو آپ نے اسے لوٹا دیا۔ ان کے چہرے پر ناگواری

کے آثار ظاہر ہوئے، جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: ''ہم تمہیں لوٹاتے نہیں، لیکن ہم محرم ہیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہلِ علم کی ایک جماعت اسی حدیث کی طرف گئی ہے اور انہوں نے محرم کے لیے شکار کا گوشت کھانے کو مکروہ کہا ہے۔ ۳- شافعی کہتے ہیں: ہمارے نزدیک اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ آپ نے وہ گوشت صرف اس لیے لوٹا دیا کہ آپ کو گمان ہوا کہ وہ آپ ہی کی خاطر شکار کیا گیا ہے۔ سو آپ نے اسے تنزیہاً چھوڑ دیا۔ ۴- زہری کے بعض تلامذہ نے یہ حدیث زہری سے روایت کی ہے۔ اور اس میں "أهدى له حمارا وحشياً" کے بجائے "أهدى له لحم حمارٍ وحشٍ" ہے، لیکن یہ غیر محفوظ ہے۔ ۵- اس باب میں علی اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْبَحْرِ لِلْمُحْرِمِ

۲۷- باب: محرم کے لیے سمندر کے شکار کا بیان

850- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ. فَاسْتَقْبَلَنَا رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ. فَجَعَلْنَا نَضْرِبُهُ بِسِيَاطِنَا وَعِصِيِّنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُوهُ فَإِنَّهُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْمُهَزِّمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبُو الْمُهَزِّمِ اسْمُهُ: يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَصِيدَ الْجَرَادَ وَيَأْكُلَهُ، وَرَأَى بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ صَدَقَةً إِذَا اصْطَادَهُ وَأَكَلَهُ.

تخريج: د/الحج ٤٢ (١٨٥٤)، ق/الصيد ٢٩ (٣٢٢)، (تحفة الأشراف: ١٤٨٣٢)، حم (٢/٣٠٦، ٣٦٤)

(ضعیف) (سند میں ابوالمہزم ضعیف راوی ہے)

۸۵۰- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج یا عمرہ کے لیے نکلے تھے کہ ہمارے سامنے ٹڈی دل کا ایک لشکر آ گیا، ہم انہیں اپنے کوڑوں اور لاٹھیوں سے مارنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھاؤ، کیونکہ یہ سمندر کا شکار ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف ابوالمہزم کی روایت سے جانتے ہیں جسے انہوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ ۲- ابوالمہزم کا نام یزید بن سفیان ہے۔ شعبہ نے ان میں کلام کیا ہے۔ ۳- اہلِ علم کی ایک جماعت نے محرم کو ٹڈی کا شکار کرنے اور اسے کھانے کی رخصت دی ہے۔ ۴- اور بعض کا خیال ہے کہ اگر وہ اس کا شکار کرے اور اُسے کھائے تو اس پر فدیہ ہے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي الضَّبُعِ يُصِيبُهَا الْمُحْرِمُ

۲۸- باب: محرم کے لکڑ بگھا (بجو) کو شکار کرنے کا بیان

851- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرٍ: اَلضَّبُعُ أَصَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ: آكُلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ: أَقَالَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: وَرَوَى جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ أَصَحُّ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْمُحْرِمِ إِذَا أَصَابَ ضَبُعًا أَنَّ عَلَيْهِ الْجَزَاءَ.

تخريج: د/الأطعمة ٣٢ (٣٨٠١)، ن/الحج ٨٩ (٢٨٣٩)، والصيد ٢٨ (٤٣٢٨)، ق/المناسك ٩٠ (٣٠٨٥)، والصيد ١٥ (٣٢٣٦)، (تحفة الأشراف: ٢٣٨١)، حم (٣/٢٩٧، ٣١٨، ٣٢٢)، د/المناسك ٩٠ (١٩٨٤) (صحيح)

۸۵۱۔ ابن ابی عمار کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا لکڑ بگھا شکار میں داخل ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، (پھر) میں نے پوچھا: کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: کیا اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ یہ حدیث جریر بن حزم نے بھی روایت کی ہے، لیکن انہوں نے جابر سے اور جابر نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ابن جریج کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ ۳۔ اور یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے اور بعض اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے کہ محرم جب لکڑ بگھا کا شکار کرے یا اسے کھائے تو اس پر فدیہ ہے۔

29۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الاغْتِسَالِ لِدُخُولِ مَكَّةَ

۲۹۔ باب: مکے میں داخلے کے لیے غسل کرنے کا بیان

852۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ صَالِحٍ الْبَلْخِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ لِدُخُولِهِ مَكَّةَ بِفَخٍّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ، وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ لِدُخُولِ مَكَّةَ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ: يُسْتَحَبُّ الاغْتِسَالُ لِدُخُولِ مَكَّةَ. وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ. ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُهُمَا. وَلا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مَرْفُوعًا إِلاَّ مِنْ حَدِيثِهِ.

تخريج: تفرد المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٧٣٢) (ضعيف الإسناد جداً) (سند میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم سخت ضعیف ہیں، لیکن مقام "فخ" کے ذکر کے بغیر مطلق دخول مکہ کے لیے غسل ابن عمر ہی سے بخاری ومسلم میں مروی ہے)

۸۵۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مکے میں داخل ہونے کے لیے (مقامِ) فخ میں ❶ غسل

کیا۔امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ ۲- صحیح وہ روایت ہے جسے نافع نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ مکے میں داخل ہونے کے لیے غسل کرتے تھے، اور یہی شافعی بھی کہتے ہیں کہ مکے میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔ ۳- عبدالرحمن بن زید بن اسلم حدیث میں ضعیف ہیں۔احمد بن حنبل اور علی بن مدینی وغیرہما نے ان کی تضعیف کی ہے اور ہم اس حدیث کو صرف انہی کے طریق سے مرفوع جانتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... مکے کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

30-بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ مَكَّةَ مِنْ أَعْلاهَا وَخُرُوجِهِ مِنْ أَسْفَلِهَا

۳۰- باب: نبی اکرم ﷺ کے مکے میں بلندی کی طرف سے داخل ہونے اور پستی کی طرف سے نکلنے کا بیان

853- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ أَعْلاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الحج ٤١ (١٥٧٦)، م/الحج ٣٧ (١٢٥٧)، د/الحج (١٨٦٩) (تحفة الأشراف: ١٦٩٢٣) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/ المغازي ٤٩ (٤٢٩٠)، د/الحج ٤٥ (١٨٦٨) من غير هذا الطريق.

۸۵۳- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مکے آتے تو بلندی ❶ کی طرف سے داخل ہوتے اور نشیب کی طرف سے نکلتے۔امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی سے روایت ہے۔

فائدہ ❶ :...... بلندی سے مراد ثنیہ کداء ہے جو مکہ مکرمہ کی مقبرۃ المعلیٰ کی طرف ہے، اور بلند ہے اور نشیب سے مراد ثنیۃ کدیٰ ہے جو باب العمرۃ اور باب ملک فہد کی طرف نشیب میں ہے۔

31-بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ مَكَّةَ نَهَارًا

۳۱- باب: نبی اکرم ﷺ کا مکے میں دن کے وقت داخل ہونے کا بیان

854- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ نَهَارًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخريج: ق/المناسك ٢٦ (٢٩٤١) (تحفة الأشراف: ٧٧٢٣) (صحیح) (متابعات کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے، ورنہ اس کے راوی ''عبداللہ العمری'' ضعیف ہیں، دیکھیے صحیح ابی داود: ١٦٢٩، وسنن ابی داود: ١٨٦٥)

۸۵۴- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مکے میں دن کے وقت داخل ہوئے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ ① :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افضل یہ ہے کہ مکے میں دن کے وقت داخل ہوا جائے مگر یہ قدرت اور امکان پر منحصر ہے۔

32۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ

۳۲۔باب: بیت اللہ (کعبہ) کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کی کراہت کا بیان

855۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي قَزَعَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ، قَالَ: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَيَرْفَعُ الرَّجُلُ يَدَيْهِ إِذَا رَأَى الْبَيْتَ؟ فَقَالَ: حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَفَكُنَّا نَفْعَلُهُ. ① قَالَ أَبُو عِيسَى: رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ. إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي قَزَعَةَ. وَأَبُو قَزَعَةَ اسْمُهُ: سُوَيْدُ بْنُ حُجَيْرٍ.

تخريج: د/الحج ٤٦ (١٨٧٠)، ن/الحج ١٢٢ (٢٨٩٨)، د/المناسك ٧٥ (١٩٦١) (تحفة الأشراف: ٣١١٦) (ضعیف) (سند میں مہاجر بن عکرمہ لین الحدیث راوی ہیں، نیز اس کے متن میں اثبات ونفی تک کا اختلاف ہے)

۸۵۵۔ مہاجر مکی کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ سے پوچھا گیا: جب آدمی بیت اللہ کو دیکھے تو کیا اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے؟ انہوں نے کہا: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کیا، تو کیا ہم ایسا کرتے تھے؟۔

امام ترمذی کہتے ہیں: بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانے کی حدیث ہم شعبہ ہی کے طریق سے جانتے ہیں۔ شعبہ ابوقزعہ سے روایت کرتے ہیں اور ابوقزعہ کا نام سوید بن حجیر ہے۔

فائدہ ① :...... یہاں استفہام انکار کے لیے ہے، ابوداود کی روایت میں "أفكنا نفعله" کے بجائے "فلم يكن يفعله" اورنسائی کی روایت میں "فلم نكن نفعله" ہے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس سے استدلال صحیح نہیں۔ اس کے برعکس صحیح احادیث اور آثار سے بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔

33۔ بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ الطَّوَافُ

۳۳۔باب: طواف کی کیفیت کا بیان

856۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ، دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ، ثُمَّ مَضَى عَلَى يَمِينِهِ، فَرَمَلَ ثَلاَثًا وَمَشَى أَرْبَعًا. ثُمَّ أَتَى الْمَقَامَ. فَقَالَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَالْمَقَامُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، ثُمَّ أَتَى الْحَجَرَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ. فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا أَظُنُّهُ. قَالَ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخریج: م/الحج ١٩ (١٢١٨)، د/الحج ٥٧ (١٩٠٥)، والحروف ١ (٣٩٦٩)، ن/الحج ١٤٩ (٢٩٤٢)، ١٦٣ (٢٩٦٤، ٢٩٦٥)، و١٦٤ (٢٩٦٦)، و١٧٢ (٢٩٧٧)، ق/الإقامة ٥٦ (١٠٠٨)، والمناسك ٢٩ (٢٩٥١)، و٨٤ (٣٠٧٤)، (تحفة الأشراف: ٢٥٩٤ و٢٥٩٥ و٢٥٩٦)، حم (٣/٣٢٠)، د/المناسك ١١ (١٨٤٦)، وانظر ما يأت برقم: ٨٥٧ و٨٦٢ و٢٩٦٧) (صحيح)

٨٥٦۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مکہ آئے تو آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور حجر اسود کا بوسہ لیا، پھر اپنے دائیں جانب چلے آپ نے تین چکر میں رمل کیا ❶ اور چار چکر میں عام چال چلے۔ پھر آپ نے مقامِ ابراہیم کے پاس آ کر فرمایا: ''مقام ابراہیم کو صلاۃ پڑھنے کی جگہ بناؤ''، چنانچہ آپ نے دو رکعت صلاۃ پڑھی اور مقام ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا۔ پھر دو رکعت کے بعد حجرِ اسود کے پاس آ کر اس کا استلام کیا۔ پھر صفا کی طرف گئے۔ میرا خیال ہے کہ (وہاں) آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ (صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں)۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

فائدہ ❶ :...... رمل، یعنی اکڑ کر مونڈھا ہلاتے ہوئے چلنا، جیسے: سپاہی جنگ کے لیے چلتا ہے، یہ طوافِ کعبہ کے پہلے تین پھیروں میں سنت ہے، نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو یہ حکم اس لیے دیا تھا کہ وہ کافروں کے سامنے اپنے طاقت ور اور توانا ہونے کا مظاہرہ کر سکیں، کیونکہ وہ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ مدینے کے بخار نے انہیں کمزور کر دیا ہے۔

34۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّمَلِ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ

۳۴۔ باب: حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک رمل کرنے کا بیان

857۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِذَا تَرَكَ الرَّمَلَ عَمْدًا فَقَدْ أَسَاءَ، وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ . وَإِذَا لَمْ يَرْمُلْ فِي الأَشْوَاطِ الثَّلَاثَةِ، لَمْ يَرْمُلْ فِيمَا بَقِيَ . وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ رَمَلٌ وَلَا عَلَى مَنْ أَحْرَمَ مِنْهَا .

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

٨٥٧۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں رمل ❶ کیا اور چار میں عام چال چلے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ ۳۔ اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ ۴۔ شافعی کہتے ہیں: جب کوئی جان بوجھ کر رمل کرنا چھوڑ دے تو اس نے غلط کیا

لیکن اس پر کوئی چیز واجب نہیں اور جب اس نے ابتدائی تین پھیروں میں رمل نہ کیا ہوتو باقی میں نہیں کرے گا۔ ۵۔ بعض اہلِ علم کہتے ہیں: اہلِ مکہ کے لیے رمل نہیں ہے اور نہ ہی اس پر جس نے مکے سے احرام باندھا ہو۔

فائدہ ❶ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمل حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک پورے مطاف میں مشروع ہے۔ رہی ابن عباس کی روایت جس میں رکن یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان عام چال چلنے کا ذکر ہے تو وہ منسوخ ہے، اس لیے کہ ابن عباس کی روایت عمرۂ قضا کے موقع کی ہے جو ۷ھ میں فتح مکہ سے پہلے ہوا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حجۃ الوداع کے موقع کی ہے جو ۱۰ھ میں ہوا ہے۔

35۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَالرُّكْنِ الْيَمَانِي دُونَ مَا سِوَاهُمَا

۳۵۔ باب: بیت اللہ کے دوسرے کونوں کو چھوڑ کر صرف حجرِ اسود اور رکن یمانی کے استلام کا بیان

858۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَمَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَاوِيَةُ لَا يَمُرُّ بِرُكْنٍ إِلَّا اسْتَلَمَهُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْبَيْتِ مَهْجُورًا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا يَسْتَلِمَ إِلَّا الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ٥٧٨٠) (صحيح)

۸۵۸۔ ابوالطفیل کہتے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، معاویہ رضی اللہ عنہ جس رکن کے بھی پاس سے گزرتے اس کا استلام کرتے ❶ تو ابن عباس نے ان سے کہا: نبی اکرم ﷺ نے حجرِ اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی کا استلام نہیں کیا، اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بیت اللہ کی کوئی چیز چھوڑی جانے کے لائق نہیں۔ ❷

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے، ۳۔ اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ حجرِ اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی کا استلام نہ کیا جائے۔

فائدہ ❶ :...... خانہ کعبہ چار رکنوں پر مشتمل ہے، پہلے رکن کو دو فضیلتیں حاصل ہیں، ایک یہ کہ اس میں حجرِ اسود نصب ہے، دوسرے یہ کہ قواعدِ ابراہیمی پر قائم ہے اور دوسرے رکن کو صرف دوسری فضیلت حاصل ہے، یعنی وہ بھی قواعدِ ابراہیمی پر قائم ہے اور رکن شامی اور رکن عراقی کو ان دونوں فضیلتوں میں سے کوئی بھی فضیلت حاصل نہیں، یہ دونوں قواعد ابراہیمی پر قائم نہیں، اس لیے پہلے کی تقبیل (بوسہ) ہے اور دوسرے کا صرف استلام (چھونا) ہے اور باقی دونوں کی نہ تقبیل ہے نہ استلام، یہی جمہور کی رائے ہے، اور بعض لوگ رکنِ یمانی کی تقبیل کو بھی مستحب کہتے ہیں، جو ممنوع نہیں ہے۔

فائدہ ❷ :...... معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا جواب امام شافعی نے یہ کہہ کر دیا ہے کہ ان رکنِ شامی اور رکنِ عراقی

دونوں کا استلام نہ کرنا انہیں چھوڑنا نہیں ہے۔ حاجی ان کا طواف کررہا ہے انھیں چھوڑ نہیں رہا، بلکہ یہ فعلاً اور ترکاً دونوں اعتبار سے سنت کی اتباع ہے۔ اگر ان دونوں کا استلام نہ کرنا انھیں چھوڑنا ہے تو ارکان کے درمیان جوجگہیں ہیں ان کا استلام نہ کرنا بھی انہیں چھوڑنا ہوا، حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔

36۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ مُضْطَبِعًا

۳۶۔باب: احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے کر کے دونوں کناروں کو بائیں کندھے پر ڈال کر نبی اکرم ﷺ کے طواف کرنے کا بیان

859۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ، عَنِ ابْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَبِعًا وَعَلَيْهِ بُرْدٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثُ الثَّوْرِيِّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِهِ وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَبْدُ الْحَمِيدِ هُوَ ابْنُ جُبَيْرَةَ بْنِ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ. وَهُوَ يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ.

تخريج: د/الحج ٥٠ (١٨٨٣)، ق/المناسك ٣٠ (٢٩٥٤)، (تحفة الأشراف: ١١٨٣٩)، حم (٤/٢٢٢)، د/المناسك ٢٨ (١٨٨٥) (حسن)

۸۵۹۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اضطباع کی حالت میں [1] بیت اللہ کا طواف کیا، آپ کے جسم مبارک پر ایک چادر تھی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- یہی ثوری کی حدیث ہے جسے انہوں نے ابن جریج سے روایت کی ہے اور اِسے ہم صرف اُنہی کے طریق سے جانتے ہیں۔ ۳- عبدالحمید جبیرہ بن شیبہ کے بیٹے ہیں، جنہوں نے ابن یعلی سے اور ابن یعلی نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور یعلی سے مراد یعلی بن امیہ ہیں رضی اللہ عنہ۔

فائدہ [1] :...... چادر کے ایک سرے کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر سینے سے گزارتے ہوئے پیٹھ کی طرف کے دونوں کناروں کو بائیں کندھے پر ڈالنے کو اضطباع کہتے ہیں، یہ طواف کے سبھی پھیروں میں سنت ہے، بخلاف رمل کے، وہ صرف شروع کے تین پھیروں (چکروں) میں ہے۔ طواف کے علاوہ کسی جگہ اور کسی حالت میں اضطباع نہیں ہے۔ بعض لوگ حج وعمرہ میں احرام ہی کے وقت سے اضطباع کرتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں، بلکہ صلاۃ کی حالت میں یہ مکروہ ہے۔

37۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْحَجَرِ

۳۷۔باب: حجر اسود کو بوسہ دینے کا بیان

860۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ: إِنِّي أُقَبِّلُكَ وَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ. وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ لَمْ أُقَبِّلْكَ . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عُمَرَ .
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: خ/الحج ٥٠ (١٥٩٧)، و٥٧ (١٦٠٥)، (١٦١٠)، م/الحج ٤١ (١٢٧٠)، د/المناسك ٤٧ (١٨٧٣)، ن/الحج ١٤٧ (٢٩٤٠)، ق/المناسك ٢٧ (٢٩٤٣)، (تحفة الأشراف: ١٠٤٧٣)، حم (١/٢٦، ٤٦) (صحيح) وأخرجه كل من: ط/الحج ٣٦ (١١٥)، حم (١/٢١، ٣٤، ٣٥، ٣٩، ٥١، ٥٣، ٥٤)، د/المناسك ٤٢ (١٩٠٦) من غير هذا الطريق.

۸۶۰۔ عابس بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حجرِ اسود کا بوسہ لیتے دیکھا، وہ کہہ رہے تھے: میں تیرا بوسہ لے رہا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا بوسہ لیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ عمر کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابوبکر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ [1] :...... اپنے اس قول سے عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ حجرِ اسود کا چومنا رسول اللہ کے فعل کی اتباع میں ہے نہ کہ اس وجہ سے کہ یہ خود نفع ونقصان پہنچا سکتا ہے، جیسا کہ جاہلیت میں بتوں کے سلسلے میں اس طرح کا لوگ عقیدہ رکھتے تھے۔

861۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ . فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ عَلَيْهِ؟ أَرَأَيْتَ إِنْ زُوحِمْتُ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ . رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ . قَالَ: وَهَذَا هُوَ الزُّبَيْرُ بْنُ عَرَبِيٍّ رَوَى عَنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ . وَالزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ كُوفِيٌّ يُكْنَى أَبَا سَلَمَةَ . سَمِعَ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ . رَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ .
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . يَسْتَحِبُّونَ تَقْبِيلَ الْحَجَرِ . فَإِنْ لَمْ يُمْكِنْهُ، وَلَمْ يَصِلْ إِلَيْهِ اسْتَلَمَهُ بِيَدِهِ وَقَبَّلَ يَدَهُ . وَإِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِ اسْتَقْبَلَهُ إِذَا حَاذَى بِهِ وَكَبَّرَ . وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ .

تخريج: خ/الحج ٦٠ (١٦١١)، ن/الحج ١٥٥ (٢٩٤٩)، (تحفة الأشراف: ٦٧١٩)، حم (٢/١٥٢) (صحيح)

۸۶۱۔ زبیر بن عربی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجرِ اسود کا بوسہ لینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسے چھوتے اور بوسہ لیتے دیکھا ہے۔ اس نے کہا: اچھا بتائیے اگر میں وہاں تک پہنچنے میں مغلوب ہوجاؤں اور اگر میں بھیڑ میں پھنس جاؤں؟ تو اس پر ابن عمر نے کہا: تم (یہ اپنا) اگر مگر یمن میں رکھو [1]

میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسے چھوتے اور بوسہ لیتے دیکھا ہے۔ یہ زبیر بن عربی وہی ہیں، جن سے حماد بن زید نے روایت کی ہے، کوفے کے رہنے والے تھے، ان کی کنیت ابوسلمہ ہے۔ انہوں نے انس بن مالک اور دوسرے کئی صحابہ سے حدیثیں روایت کی ہیں اور ان سے سفیان ثوری اور دوسرے کئی اور ائمہ نے روایت کی ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ان سے یہ دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ حجر اسود کے بوسہ لینے کو مستحب سمجھتے ہیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو اور آدمی وہاں تک نہ پہنچ سکے تو اسے اپنے ہاتھ سے چھولے اور اپنے ہاتھ کا بوسہ لے لے اور اگر وہ اس تک نہ پہنچ سکے تو جب اس کے سامنے پہنچے تو اس کی طرف رخ کرے اور اللہ اکبر کہے، یہ شافعی کا قول ہے۔

فائدہ ❶:...... مطلب یہ ہے کہ ''اگر مگر'' چھوڑ دو، اس طرح کے سوالات سنت رسول کے شیدائیوں کو زیب نہیں دیتے، یہ تو تارکین سنت کا شیوہ ہے۔ سنت رسول کو جان لینے کے بعد اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

38۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِالصَّفَا قَبْلَ الْمَرْوَةِ

۳۸۔ باب: سعی کی شروعات مروہ کے بجائے صفا سے کرنے کا بیان

862۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ، طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا. وَأَتَى الْمَقَامَ فَقَرَأَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ، ثُمَّ أَتَى الْحَجَرَ، فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ)). فَبَدَأَ بِالصَّفَا وَقَرَأَ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِالصَّفَا قَبْلَ الْمَرْوَةِ. فَإِنْ بَدَأَ بِالْمَرْوَةِ قَبْلَ الصَّفَا لَمْ يُجْزِهِ، وَبَدَأَ بِالصَّفَا. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى رَجَعَ. فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ. فَإِنْ ذَكَرَ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنْهَا، رَجَعَ فَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. وَإِنْ لَمْ يَذْكُرْ حَتَّى أَتَى بِلَادَهُ أَجْزَأَهُ وَعَلَيْهِ دَمٌ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ تَرَكَ الطَّوَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى رَجَعَ إِلَى بِلَادِهِ، فَإِنَّهُ لَا يُجْزِيهِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. قَالَ: الطَّوَافُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاجِبٌ. لَا يَجُوزُ الْحَجُّ إِلَّا بِهِ.

تخريج: انظر رقم: ٨٥٦ (صحيح)

۸۶۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جس وقت مکہ آئے تو آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة: ١٢٥) (مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ، یعنی وہاں

صلاۃ پڑھو)، پھر مقام ابراہیم کے پیچھے صلاۃ پڑھی، پھر حجرِ اسود کے پاس آئے اور اس کا استلام کیا پھر فرمایا: ''ہم (سعی) اسی سے شروع کریں گے جس سے اللہ نے شروع کیا ہے۔'' چنانچہ آپ نے صفا سے سعی شروع کی اور یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ (البقرة: ١٥٨) (صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں)۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اسی پر اہلِ علم کا عمل ہے کہ سعی مروہ کے بجائے صفا سے شروع کی جائے۔ اگر کسی نے صفا کے بجائے مروہ سے سعی شروع کردی تو یہ سعی کافی نہ ہوگی اور سعی پھر سے صفا سے شروع کرے گا۔ ۳- اہلِ علم کا اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے کہ جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کی، یہاں تک کہ واپس گھر چلا گیا، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اگر کسی نے صفا ومروہ کے درمیان سعی نہیں کی یہاں تک کہ وہ مکے سے باہر نکل آیا پھر اسے یاد آیا اور وہ مکے کے قریب ہے تو واپس جا کر صفا ومروہ کی سعی کرے۔ اور اگر اسے یاد نہیں آیا یہاں تک کہ وہ اپنے ملک واپس آ گیا تو اسے کافی ہو جائے گا، لیکن اس پر دم لازم ہوگا، یہی سفیان ثوری کا قول ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر اس نے صفا ومروہ کے درمیان سعی چھوڑ دی، یہاں تک کہ اپنے ملک واپس آ گیا تو یہ اسے کافی نہ ہوگا۔ یہ شافعی کا قول ہے، وہ کہتے ہیں کہ صفا ومروہ کے درمیان سعی واجب ہے، اس کے بغیر حج درست نہیں۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

۳۹- باب: صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان

863- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا سَعَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَإِنْ لَمْ يَسْعَ وَمَشَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَأَوْهُ جَائِزًا.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٧٤١)، حم (١/٢٥٥) (صحيح)

۸۶۳- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی، تاکہ مشرکین کو اپنی قوت دکھا سکیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں عائشہ، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- اہلِ علم اسی کو مستحب سمجھتے ہیں کہ آدمی صفا ومروہ کے درمیان سعی کرے، اگر وہ سعی نہ کرے، بلکہ صفا ومروہ کے درمیان عام چال چلے تو اسے جائز سمجھتے ہیں۔

864- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمْهَانَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي فِي السَّعْيِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَتَمْشِي فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ قَالَ:

لَئِنْ سَعَيْتُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْعَى . وَلَئِنْ مَشَيْتُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي . وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهُ .

تخريج: د/الحج ٥٦ (١٩٠٤)، ن/الحج ١٧٤ (٢٩٧٩)، ق/المناسك ٤٣ (٢٩٨٨)، (تحفة الأشراف: ٧٣٧٩)، حم (٢/٥٣) (صحيح)

۸۶۴۔ کثیر بن جمہان کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سعی میں عام چال چلتے دیکھا تو میں نے ان سے کہا: کیا آپ صفا ومروہ کی سعی میں عام چال چلتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اگر میں دوڑوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوڑتے بھی دیکھا ہے، اور اگر میں عام چال چلوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو عام چال چلتے بھی دیکھا ہے، اور میں کافی بوڑھا ہوں۔
امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- سعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مروی ہے۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّوَافِ رَاكِبًا

۴۰- باب: سواری پر طواف کرنے کا بیان

865- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ . فَإِذَا انْتَهَى إِلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ .

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي الطُّفَيْلِ وَأُمِّ سَلَمَةَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَطُوفَ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَاكِبًا إِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ .

تخريج: خ/الحج ٦١ (١٦١٢)، و٦٢ (١٦١٣)، و٧٤ (١٦٣٢)، والطلاق ٢٤ (٥٢٩٣)، ن/الحج ١٦٠ (٢٩٥٨)، (تحفة الأشراف: ٦٠٥٠) (صحيح)

۸۶۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا جب [1] آپ حجرِ اسود کے پاس پہنچتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے۔ [2] امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں جابر، ابوالطفیل اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- اہل علم کی ایک جماعت نے بیت اللہ کا طواف، اور صفا ومروہ کی سعی سوار ہو کر کرنے کو مکروہ کہا ہے، الا یہ کہ کوئی عذر ہو، یہی شافعی کا بھی قول ہے۔

فائدہ [1] :...... سواری پر طواف آپ نے اس لیے کیا تھا تا کہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ سے حج کے مسائل پوچھ سکیں، کیونکہ لوگ آپ کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔

فائدہ [2] :...... یہ اشارہ آپ اپنی چھڑی سے کرتے تھے، پھر اسے چوم لیتے تھے، جیسا کہ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کی

روایت میں ہے جو صحیح مسلم میں آئی ہے۔

41۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الطَّوَافِ

۴۱۔ باب: طوافِ کعبہ کی فضیلت کا بیان

866۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ خَمْسِينَ مَرَّةً خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: إِنَّمَا يُرْوَى هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٥٣١) (ضعیف) (سند میں سفیان بن وکیع یحییٰ بن یمان شریک القاضی اور ابواسحاق سبیعی سب میں کلام ہے، صحیح بات یہ ہے کہ یہ ابن عباس کا اپنا قول ہے)

۸۶۶۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بیت اللہ کا طواف پچاس بار کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل آئے گا جیسے اسی دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ اس باب میں انس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث غریب ہے، ۳۔ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے اپنے قول سے روایت کیا جاتا ہے۔

867۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، قَالَ: كَانُوا يَعُدُّونَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَفْضَلَ مِنْ أَبِيهِ. وَلِعَبْدِ اللّٰهِ أَخٌ يُقَالُ لَهُ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ. وَقَدْ رَوَى عَنْهُ أَيْضًا.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٨٤٥٢) (صحيح الإسناد)

۸۶۷۔ ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ لوگ عبداللہ بن سعید بن جبیر کو ان کے والد سے افضل شمار کرتے تھے۔ اور عبداللہ کے ایک بھائی ہیں جنہیں عبدالملک بن سعید بن جبیر کہتے ہیں۔ انہوں نے ان سے بھی روایت کی ہے۔ [1]

فائدہ [1]: ......مؤلف نے یہ اثر پچھلی حدیث کے راوی ''عبداللہ بن سعید بن جبیر'' کی تعریف میں پیش کیا ہے۔

42۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ لِمَنْ يَطُوفُ

۴۲۔ باب: طواف کے بعد کی دو رکعت کو عصر کے بعد اور فجر کے بعد پڑھنے کا بیان

868۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ بَابَاهَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا

الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ)). وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي ذَرٍّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جُبَيْرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَابَاهَ أَيْضًا. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ بِمَكَّةَ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ وَالطَّوَافِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ لَمْ يُصَلِّ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ. وَكَذَلِكَ إِنْ طَافَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ أَيْضًا لَمْ يُصَلِّ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ عُمَرَ أَنَّهُ طَافَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمْ يُصَلِّ. وَخَرَجَ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى نَزَلَ بِذِي طُوًى فَصَلَّى بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

تخريج: د/الحج ٥٣ (١٨٩٤)، ن/المواقيت ٤١ (٥٨٦)، والحج ١٣٧ (٢٩٢٧)، ق/الإقامة ١٤٩ (١٢٥٦)، (تحفة الأشراف: ٣١٨٧)، حم (٤/٨٠، ٨١، ٨٤)، د/المناسك ٧٩ (١٩٦٧) (صحيح)

٨٦٨۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے بنی عبد مناف! رات دن کے کسی بھی حصے میں کسی کو اس گھر کا طواف کرنے اور صلاۃ پڑھنے سے نہ روکو۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ جبیر مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ عبداللہ بن ابی نجیح نے بھی یہ حدیث عبداللہ بن باباہ سے روایت کی ہے۔ ۳۔ اس باب میں ابن عباس اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۴۔ مکے میں عصر کے بعد اور فجر کے بعد صلاۃ پڑھنے کے سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں: عصر کے بعد اور فجر کے بعد صلاۃ پڑھنے اور طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے [1] انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث [2] سے دلیل لی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں: اگر کوئی عصر کے بعد طواف کرے تو سورج ڈوبنے تک صلاۃ نہ پڑھے۔ اسی طرح اگر کوئی فجر کے بعد طواف کرے تو سورج نکلنے تک صلاۃ نہ پڑھے۔ ان کی دلیل عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ انہوں نے فجر کے بعد طواف کیا اور صلاۃ نہیں پڑھی، پھر مکے سے نکل گئے یہاں تک کہ وہ ذی طوی میں اترے تو سورج نکل جانے کے بعد صلاۃ پڑھی۔ یہ سفیان ثوری اور مالک بن انس کا قول ہے۔

فائدہ [1]: ......اور یہی ارجح و اشبہ ہے۔

فائدہ [2]: ...... جو اس باب میں مذکور ہے، اس کا ماحصل یہ ہے کہ مکے میں مکروہ اور ممنوع اوقات کا لحاظ نہیں ہے۔ (خاص کر طواف کے بعد دو رکعتوں کے سلسلے میں) جب کہ عام جگہوں میں فجر و عصر کے بعد کوئی نفل صلاۃ نہیں ہے۔

43۔ بَابُ مَا جَاءَ مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

۴۳۔ باب: طواف کی دو رکعت میں کون سی سورت پڑھے؟

869۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ - قِرَاءَةً - عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ

أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيْ الطَّوَافِ بِسُورَتَي الإِخْلَاصِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٢٦١٣) (صحیح) (جعفر صادق کے طریق سے صحیح مسلم میں مروی طویل حدیث سے تقویت پاکر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے، ورنہ مولف کی اس سند میں عبدالعزیز بن عمران متروک الحدیث راوی ہے)

۸۶۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کی دو رکعت میں اخلاص کی دونوں سورتیں، یعنی ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھیں۔ [1]

فائدہ [1] :...... قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ کو سورۂ اخلاص تغلیباً کہا گیا ہے۔

870۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَقْرَأَ فِي رَكْعَتَي الطَّوَافِ بِـ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ عِمْرَانَ وَحَدِيثُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ فِي هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ - عَنْ جَابِرٍ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عِمْرَانَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ.

تخريج: م/انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٩٣٢٤) (صحيح الإسناد)

۸۷۰۔ محمد (بن علی الباقر) سے روایت ہے کہ وہ طواف کی دونوں رکعتوں میں: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ سفیان کی جعفر بن محمد عن أبیہ کی روایت عبدالعزیز بن عمران کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ۲۔ اور (سفیان کی روایت کردہ) جعفر بن محمد کی حدیث جسے وہ اپنے والد (کے عمل سے) سے روایت کرتے ہیں (عبدالعزیز کی روایت کردہ) جعفر بن محمد کی اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے جسے وہ اپنے والد سے اور وہ جابر سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ [1] ۳۔ عبدالعزیز بن عمران حدیث میں ضعیف ہیں۔

فائدہ [1] :...... امام ترمذی کے اس قول میں نظر ہے، کیونکہ عبدالعزیز بن عمران اس حدیث کو عن جعفر بن محمد عن أبیہ عن جابر کے طریق سے روایت کرنے میں منفرد نہیں ہیں۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں (برقم: ۱۲۱۸) حاتم بن اسماعیل المدنی عن جعفر بن محمد عن أبیہ عن جابر کے طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

44۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الطَّوَافِ عُرْيَانًا

۴۴۔ باب: ننگے طواف کرنے کی حرمت کا بیان

871۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أُثَيْعٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ؟ قَالَ: بِأَرْبَعٍ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ. وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ

عُرْيَانٌ. وَلَا يَجْتَمِعُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا. وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْدٌ، فَعَهْدُهُ إِلَى مُدَّتِهِ. وَمَنْ لَا مُدَّةَ لَهُ فَأَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخريج: تفرد به المؤلف، وأعاده في تفسير التوبة (٣٠٩٢) (تحفة الأشراف: ١٠١٠١) (صحيح)

۸۷۱۔ زید بن اُثیع کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کو کن باتوں کا حکم دے کر بھیجا گیا ہے؟ [1] انہوں نے کہا: چار باتوں کا: جنت میں صرف وہی جان داخل ہوگی جو مسلمان ہو۔ بیت اللہ کا طواف کوئی ننگا ہو کر نہ کرے۔ مسلمان اور مشرک اس سال کے بعد جمع نہ ہوں۔ جس کسی کا نبی اکرم ﷺ سے کوئی عہد ہو تو اس کا یہ عہد اس کی مدت تک کے لیے ہوگا اور جس کی کوئی مدت نہ ہو تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

فائدہ [1] :...... یہ اُس سال کے حج کی بات ہے جب نبی اکرم ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنا کر بھیجا تھا، (آٹھویں یا نویں سالِ ہجرت میں) اور پھر اللہ عزوجل کی طرف سے حرم مکی میں مشرکین وکفار کے داخلے پر پابندی کا حکم نازل ہوجانے کی بنا پر آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس مکے میں یہ احکام دے کر روانہ فرمایا تھا۔ راویِ حدیث زید بن اُثیع الہمدانی اُن سے انہی احکام واوامر کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں جو ان کو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے دے کر بھیجا گیا تھا۔

872۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ نَحْوَهُ، وَقَالَا: زَيْدُ بْنُ يُثَيْعٍ وَهَذَا أَصَحُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَشُعْبَةُ وَهِمَ فِيهِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ أُثَيْلٍ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۸۷۲۔ ہم سے ابن ابی عمر اور نصر بن علی نے بیان کیا، یہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا اور سفیان نے ابواسحاق سبیعی سے اسی طرح کی حدیث روایت کی، البتہ ابن ابی عمر اور نصر بن علی نے (زید بن اثیع کے بجائے) زید بن یثیع کہا ہے، اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: شعبہ کو اس میں وہم ہوا ہے، انہوں نے: زید بن اُثیل کہا ہے۔

45۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ الْكَعْبَةِ

۴۵۔ باب: کعبہ کے اندر داخل ہونے کا بیان

873۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِي، وَهُوَ قَرِيرُ الْعَيْنِ طَيِّبُ النَّفْسِ. فَرَجَعَ إِلَيَّ وَهُوَ حَزِينٌ فَقُلْتُ لَهُ: فَقَالَ: ((إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ. إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ أَتْعَبْتُ

أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي .))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: د/الحج ٩٥ (٢٠٢٩)، ق/المناسك (٧٩) (٣٠٦٤) (تحفة الأشراف: ١٦٢٣٠) (ضعيف)

(اس کے راوی ''اسماعیل بن عبدالملک'' کثیر الوہم ہیں)

۸۷۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے نکل کر گئے، آپ کی آنکھیں ٹھنڈی تھیں اور طبیعت خوش، پھر میرے پاس لوٹ کر آئے تو غمگین اور افسردہ تھے، میں نے آپ سے (وجہ) پوچھی تو آپ نے فرمایا: ''میں کعبے کے اندر گیا اور میری خواہش ہوئی کہ کاش میں نے ایسا نہ کیا ہوتا۔ میں ڈر رہا ہوں کہ اپنے بعد میں نے اپنی امت کو زحمت میں ڈال دیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

46۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاةِ فِي الْكَعْبَةِ

۴۶۔ باب: کعبہ کے اندر صلاۃ پڑھنے کا بیان

874۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ بِلالٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ يُصَلِّ وَلَكِنَّهُ كَبَّرَ .

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بِلالٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ لا يَرَوْنَ بِالصَّلاةِ فِي الْكَعْبَةِ بَأْسًا . و قَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: لا بَأْسَ بِالصَّلاةِ النَّافِلَةِ فِي الْكَعْبَةِ . وَكَرِهَ أَنْ تُصَلَّى الْمَكْتُوبَةُ فِي الْكَعْبَةِ . و قَالَ الشَّافِعِيُّ: لا بَأْسَ أَنْ تُصَلَّى الْمَكْتُوبَةُ وَالتَّطَوُّعُ فِي الْكَعْبَةِ . لِأَنَّ حُكْمَ النَّافِلَةِ وَالْمَكْتُوبَةِ فِي الطَّهَارَةِ وَالْقِبْلَةِ سَوَاءٌ .

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٢٠٣٩) (صحيح) وأخرجه كل من : خ/الصلاة ٣٠ (٣٩٧)، و٨١ (٤٨٦)، و٩٦ (٥٠٤)، والتهجد ٢٥ (١١٦٧)، والحج ٥١ (١٥٩٨)، والجهاد ١٢٧ (٢٩٨٨)، والمغازي ٤٩ (٤٢٨٩)، و٧٧ (٤٤٠٠)، م/الحج ٢٨ (١٣٢٩)، د/الحج ٩٣ (٢٠٢٣)، ن/المساجد ٥ (٦٩١)، والقبلة ٦ (٧٤٨)، والحج ١٢٦ (٢٩٠٨)، و١٢٧ (٢٩٠٩)، ق/المناسك ٧٩ (٣٠٦٣)، ط/الحج ٦٣ (١٩٣)، حم (٢/٣٣، ٥٥، ١١٣، ١٢٠، ١٣٨)، د/المناسك ٤٣ (١٩٠٨) من غير هذا الطريق وبتغير يسير فی السياق.

۸۷۴۔ بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر صلاۃ پڑھی۔ جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: آپ نے صلاۃ نہیں پڑھی، بلکہ آپ نے صرف تکبیر کہی۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں اسامہ بن زید، فضل بن عباس، عثمان بن

طلحہ اور شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔۳۔ اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ کعبہ کے اندر صلاۃ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔۴۔ مالک بن انس کہتے ہیں: کعبے میں نفل صلاۃ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور انہوں نے کعبے کے اندر فرض صلاۃ پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔ ۵۔ شافعی کہتے ہیں: کعبے کے اندر فرض اور نفل کوئی بھی صلاۃ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ نفل اور فرض کا حکم وضو اور قبلے کے بارے میں ایک ہی ہے۔

فائدہ ❶ :...... راجح بلال رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کیونکہ اس سے کعبہ کے اندر صلاۃ پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔ رہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نفی تو یہ نفی ان کے اپنے علم کی بنیاد پر ہے، کیونکہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے انہیں اسی کی خبر دی تھی اور اسامہ کے اس سے انکار کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ لوگ کعبے کے اندر گئے تو ان لوگوں نے دروازہ بند کرلیا اور ذکر و دعا میں مشغول ہو گئے، جب اسامہ نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ دعا میں مشغول ہیں تو وہ بھی ایک گوشے میں جا کر دعا میں مشغول ہو گئے، نبی اکرم ﷺ دوسرے گوشے میں تھے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ سے قریب تھے اور آپ دونوں کے بیچ میں تھے، نبی اکرم ﷺ کی صلاۃ چونکہ بہت ہلکی تھی اور اسامہ خود ذکر و دعا میں مشغول و منہمک تھے اور نبی اکرم ﷺ کے بیچ میں بلال حائل تھے، اس لیے اسامہ کو آپ کے صلاۃ پڑھنے کا علم نہ ہوسکا ہوگا اسی بنا پر انہوں نے اس کی نفی کی، واللہ اعلم۔

47۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَسْرِ الْكَعْبَةِ

۴۷۔ باب: کعبہ میں توڑ پھوڑ کرنے کا بیان

875۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ، قَالَ لَهُ: حَدِّثْنِي بِمَا كَانَتْ تُفْضِي إِلَيْكَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ . يَعْنِي عَائِشَةَ . فَقَالَ: حَدَّثَتْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ، لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ، وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ)) . قَالَ: فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَيْرِ هَدَمَهَا وَجَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخريج: ن/الحج ١٢٥ (٢٩٠٥) (تحفة الأشراف : ١٦٠٣٠) (صحيح) وأخرجه كل من : خ/الحج ٤٢ (١٥٨٣)، والأنبياء ١٠ (٣٣٦٨)، وتفسير البقرة ١٠ (٤٤٨٤)، م/الحج ٦٩ (١٣٣٣)، ن/الحج ١٢٥ (٢٩٠٣)، ط/الحج ٣٣ (١٠٤)، حم (٦/١١٣، ١٧٧، ٢٤٧، ٢٥٣، ٢٥٢) من غير هذا الطريق وبتغير يسير في السياق.

۸۷۵۔ اسود بن یزید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا: تم مجھ سے وہ باتیں بیان کرو، جسے ام المومنین، یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے رازدارانہ طور سے بیان کیا کرتی تھیں، انہوں نے کہا: مجھ سے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اگر تمہاری قوم کے لوگ جاہلیت چھوڑ کر نئے نئے مسلمان نہ ہوئے ہوتے تو میں کعبے کو گرا دیتا اور اس میں دو دروازے کر دیتا"، چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما جب اقتدار میں آئے تو انہوں نے کعبہ گرا کر اس

میں دو دروازے کر دیے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

48۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ فِي الْحِجْرِ

۴۸۔ باب: حطیم میں صلاۃ پڑھنے کا بیان

876۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ فَأُصَلِّيَ فِيهِ. فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي الْحِجْرَ. فَقَالَ: ((صَلِّي فِي الْحِجْرِ إِنْ أَرَدْتِ دُخُولَ الْبَيْتِ، فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ، وَلَكِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوهُ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ، فَأَخْرَجُوهُ مِنَ الْبَيْتِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ هُوَ عَلْقَمَةُ بْنُ بِلاَلٍ.

تخريج: د/الحج ٩٤ (٢٠٢٨)، ن/الحج ١٢٨ (٢٩١٥) (تحفة الأشراف: ١٧٩٦١)، حم (٦/٩٢) (حسن صحيح)

۸۷۶۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں چاہتی تھی کہ بیت اللہ میں داخل ہو کر اس میں صلاۃ پڑھوں، رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم [1] کے اندر کر دیا اور فرمایا: ''اگر تم بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہو تو حطیم میں صلاۃ پڑھ لو، یہ بھی بیت اللہ کا ایک حصہ ہے، لیکن تمہاری قوم کے لوگوں نے کعبے کی تعمیر کے وقت اسے چھوٹا کر دیا اور اتنے حصے کو بیت اللہ سے خارج کر دیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1] :...... حطیم کعبہ کے شمالی جانب ایک طرف کا چھوٹا ہوا حصہ ہے جو گول دائرے میں دیوار سے گھیر دیا گیا ہے، یہ بھی بیت اللہ کا ایک حصہ ہے، اس لیے طواف اس کے باہر سے کرنا چاہیے۔ اگر کوئی طواف میں حطیم کو چھوڑ دے اور اُس کے اندر سے آئے تو طواف درست نہ ہوگا۔

49۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْحَجَرِ الأَسْوَدِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ

۴۹۔ باب: حجر اسود، رکن یمانی، اور مقام ابراہیم کی فضیلت کا بیان

877۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((نَزَلَ الْحَجَرُ الأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: ن/الحج ١٤٥ (٢٩٣٨) (تحفة الأشراف: ٥٥٧١)، حم (١/٣٠٧، ٣٢٩، ٣٧٣) (صحيح)

۸۷۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حجر اسود جنت سے اترا، وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، لیکن اسے بنی آدم کے گناہوں نے کالا کر دیا۔ [1] امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۔اس باب میں عبداللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... زیادہ طور پر یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اسے حقیقت پر محمول کیا جائے، کیونکہ عقلاً ونقلاً اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس سے حجر اسود کی تعظیم شان میں مبالغہ اور گناہوں کی سنگینی بتانا مقصود ہے۔

878۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ، عَنْ رَجَاءٍ أَبِي يَحْيَى ، قَالَ: سَمِعْتُ مُسَافِعًا الْحَاجِبَ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرٍو ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ ، طَمَسَ اللهُ نُورَهُمَا . وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا يُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ، مَوْقُوفًا قَوْلُهُ . وَفِيهِ عَنْ أَنَسٍ أَيْضًا . وَهُوَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ .

تخريج: تفرد به المؤلف وانظر : حم (۲۱۳/۲، ۲۱٤) (التحفة : ۸۹۳۰) (صحیح) (سند میں رجاء بن صبیح ابو یحییٰ ضعیف راوی ہیں، لیکن متابعات کی وجہ سے یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے، دیکھیے صحیح الترغیب رقم : ۱۱٤۷)

۸۷۸۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم دونوں جنت کے یاقوت میں سے دو یاقوت ہیں، اللہ نے ان کا نور ختم کر دیا، اگر اللہ ان کا نور ختم نہ کرتا تو وہ مشرق و مغرب کے سارے مقام کو روشن کر دیتے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ۲۔ یہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے موقوفاً ان کا قول روایت کیا جاتا ہے۔ ۳۔ اس باب میں انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

50۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى وَالْمُقَامِ بِهَا

۵۰۔باب: منیٰ جانے اور وہاں قیام کرنے کا بیان

879۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الأَجْلَحِ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى ، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ، ثُمَّ غَدَا إِلَى عَرَفَاتٍ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ ، قَدْ تَكَلَّمُوا فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ .

تخريج: ق/الحج ٥١ (٣٠٠٤) (تحفة الأشراف: ٥٨٨١) (صحيح)
(سند میں اسماعیل بن مسلم کے اندر ائمہ کا کلام ہے، لیکن متابعات و شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے)

۸۷۹۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے منیٰ ❶ میں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر پڑھائی ❷ پھر آپ صبح ❸ ہی عرفات کے لیے روانہ ہو گئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: اسماعیل بن مسلم پر ان کے حافظے کے تعلق سے لوگوں نے کلام کیا ہے۔

فائدہ ❶ :...... منیٰ : مکہ اور مزدلفہ کے درمیان کئی وادیوں پر مشتمل ایک کھلے میدان کا نام ہے، مشرقی سمت میں

اس کی حدود نشیبی وادی ہے جو وادی محسر سے اترتے وقت پڑتی ہے اور مغربی سمت میں جمرۂ عقبہ ہے۔

فائدہ ❷ :...... یوم الترویہ، یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو۔

فائدہ ❸ :......یعنی سورج نکلنے کے بعد۔

880- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الأَجْلَحِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِمِنًى الظُّهْرَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ غَدَا إِلَى عَرَفَاتٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى: قَالَ شُعْبَةُ: لَمْ يَسْمَعِ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ إِلاَّ خَمْسَةَ أَشْيَاءَ وَعَدَّهَا، وَلَيْسَ هَذَا الْحَدِيثُ فِيمَا عَدَّ شُعْبَةُ.

تخريج: د/الحج ٥٩ (٩١١) (تحفة الأشراف: ٦٤٦٥) (صحيح)

۸۸۰- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے منیٰ میں ظہر اور فجر پڑھی ❶، پھر آپ صبح ہی صبح ❷ عرفات کے لیے روانہ ہوگئے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- مقسم کی حدیث ابن عباس سے مروی ہے۔ ۲- شعبہ کا بیان ہے کہ حکم نے مقسم سے صرف پانچ چیزیں سنی ہیں اور انہوں نے انہیں شمار کیا تو یہ حدیث شعبہ کی شمار کی ہوئی حدیثوں میں نہیں تھی۔ ۳- اس باب میں عبداللہ بن زبیر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہے۔

فائدہ ❶ :......یعنی: ظہر سے لے کر فجر تک پڑھی۔ ظہر، عصر جمع اور قصر کر کے، پھر مغرب اور عشا جمع اور قصر کر کے۔

فائدہ ❷ :......یعنی نویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے فوراً بعد۔

51- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ

۵۱- باب: منیٰ اسی کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جو پہلے پہنچے

881- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ أُمِّهِ مُسَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! أَلاَ نَبْنِي لَكَ بَيْتًا يُظِلُّكَ بِمِنًى؟ قَالَ: ((لاَ، مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: د/الحج ٩٠ (٢٠١٩)، ق/المناسك ٥٢ (٣٠٠٦)، د/المناسك ٨٧ (١٩٨٠)، (تحفة الأشراف: ١٧٩٦٣) (ضعيف) (یوسف کی والدہ "مسیکہ" مجہول ہیں)

۸۸۱- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے لیے منیٰ میں ایک گھر نہ بنا دیں جو آپ کو سایہ دے۔ آپ نے فرمایا: "نہیں ❶، منیٰ میں اس کا حق ہے جو وہاں پہلے پہنچے۔"

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... کیونکہ منیٰ کو کسی کے لیے خاص کرنا درست نہیں، وہ رمی، ذبح اور حلق وغیرہ عبادات کی سرزمین ہے، اگر مکان بنانے کی اجازت دے دی جائے تو پورا میدان مکانات ہی سے بھر جائے گا اور عبادت کے لیے جگہ نہیں رہ جائے گی۔

52۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ بِمِنًى

۵۲۔باب: منیٰ میں صلاۃِ قصر پڑھنے کا بیان

882۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى، آمَنَ مَا كَانَ النَّاسُ وَأَكْثَرَهُ رَكْعَتَيْنِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ بِمِنًى لِأَهْلِ مَكَّةَ. فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ لِأَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَقْصُرُوا الصَّلَاةَ بِمِنًى إِلَّا مَنْ كَانَ بِمِنًى مُسَافِرًا. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ جُرَيْجٍ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا بَأْسَ لِأَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَقْصُرُوا الصَّلَاةَ بِمِنًى. وَهُوَ قَوْلُ الأَوْزَاعِيِّ وَمَالِكٍ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ مَهْدِيٍّ.

تخريج: خ/ تقصير الصلاة ٢ (١٠٨٣)، والحج ٨٤ (١٦٥٧)، م/المسافرين ٢ (٦٩٦)، د/الحج ٧٧ (١٩٦٥)، ن/تقصير الصلاة ٣ (١٤٤٦)، (تحفة الأشراف : ٣٢٨٤)، حم (٤/٣٠٦) (صحيح)

۸۸۲۔ حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت صلاۃ پڑھی، جب کہ لوگ ہمیشہ سے زیادہ مأمون اور بے خوف تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ حارثہ بن وہب کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن مسعود، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں، پھر ابوبکر کے ساتھ، عمر کے ساتھ اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کے ابتدائی دورِ خلافت میں دو رکعتیں پڑھیں۔ ۴۔ اہلِ مکہ کے منیٰ میں صلاۃ قصر کرنے کے سلسلے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ اہلِ مکہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ منیٰ میں صلاۃ قصر کریں ❶، بجز ایسے شخص کے جو منیٰ میں مسافر کی حیثیت سے ہو، یہ ابن جریج، سفیان ثوری، یحییٰ بن سعید قطان، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اہلِ مکہ کے لیے منیٰ میں صلاۃ قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ اوزاعی، مالک، سفیان بن عیینہ، اور عبدالرحمن بن مہدی کا قول ہے۔

فائدہ ❶ :...... ان لوگوں کے نزدیک منیٰ میں قصر کی وجہ منسک حج نہیں سفر ہے، مکہ اور منیٰ کے درمیان اتنی دوری نہیں کہ آدمی اس میں صلاۃ قصر کرے، اور جوگ مکہ والوں کے لیے منیٰ میں قصر کو جائز کہتے ہیں ان کے نزدیک قصر کی وجہ سفر نہیں، بلکہ اس کے حج کا نسک ہوتا ہے۔

53۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُقُوفِ بِعَرَفَاتٍ وَالدُّعَاءِ بِهَا

۵۳۔ باب: عرفات میں ٹھہرنے اور دعا کرنے کا بیان

883۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شَيْبَانَ، قَالَ: أَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ الأَنْصَارِيُّ وَنَحْنُ وُقُوفٌ بِالْمَوْقِفِ (مَكَانًا يُبَاعِدُهُ عَمْرٌو) فَقَالَ: إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْكُمْ يَقُولُ: ((كُونُوا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ فَإِنَّكُمْ عَلَى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ إِبْرَاهِيمَ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَالشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مِرْبَعٍ الأَنْصَارِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَابْنُ مِرْبَعٍ اسْمُهُ: يَزِيدُ بْنُ مِرْبَعٍ الأَنْصَارِيُّ وَإِنَّمَا يُعْرَفُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثُ الْوَاحِدُ.

تخريج: د/الحج ٦٣ (١٩١٩)، ن/الحج ٢٠٢ (٣٠١٧)، ق/المناسك ٥٥ (٣٠١١)، (تحفة الأشراف: ١٥٥٢٦)، حم (٤/١٣٧) (صحيح)

۸۸۳۔ یزید بن شیبان کہتے ہیں: ہمارے پاس یزید بن مربع انصاری رضی اللہ عنہ آئے، ہم لوگ موقف (عرفات) میں ایسی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے جسے عمرو بن عبداللہ امام سے دور سمجھتے تھے ❶ تو یزید بن مربع نے کہا: میں تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، تم لوگ مشاعر ❷ پر ٹھہرو، کیونکہ تم ابراہیم کے وارث ہو۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یزید بن مربع انصاری کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اسے ہم صرف ابن عیینہ کے طریق سے جانتے ہیں اور ابن عیینہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں۔ ۳۔ ابن مربع کا نام یزید بن مربع انصاری ہے، ان کی صرف یہی ایک حدیث جانی جاتی ہے۔ ۴۔ اس باب میں علی، عائشہ، جبیر بن مطعم، شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ جملہ مدرج ہے عمرو بن دینار کا تشریحی قول ہے۔

فائدہ ❷ :...... مشاعر سے مراد مواضع نسک اور مواقف قدیمہ ہیں، یعنی ان مقامات پر تم بھی وقوف کرو، کیونکہ ان پر وقوف تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام ہی کے دور سے بطور روایت چلا آ رہا ہے۔

884۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الطُّفَاوِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ كَانَ عَلَى دِينِهَا، وَهُمْ

الْحُمْسُ يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، يَقُولُونَ: نَحْنُ قَطِينُ اللّٰهِ وَكَانَ مَنْ سِوَاهُمْ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ كَانُوا لَا يَخْرُجُونَ مِنَ الْحَرَمِ. وَعَرَفَةُ خَارِجٌ مِنَ الْحَرَمِ. وَأَهْلُ مَكَّةَ كَانُوا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَقُولُونَ: نَحْنُ قَطِينُ اللّٰهِ، يَعْنِي سُكَّانَ اللّٰهِ. وَمَنْ سِوَى أَهْلِ مَكَّةَ كَانُوا يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ وَالْحُمْسُ: هُمْ أَهْلُ الْحَرَمِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٧٢٣٦) (صحيح)

۸۸۴۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: قریش اوران کے ہم مذہب لوگ، اور یہ حُمس ❶ کہلاتے ہیں، مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور کہتے تھے: ہم تو اللہ کے خادم ہیں۔ (عرفات نہیں جاتے)، اورجو ان کے علاوہ لوگ تھے وہ عرفہ میں وقوف کرتے تھے تو اللہ نے آیت کریمہ: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ (البقرة: ١٩٩) (اورتم بھی وہاں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں) نازل فرمائی۔امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲-اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اہلِ مکہ حرم سے باہر نہیں جاتے تھے اور عرفہ حرم سے باہر ہے۔ اہلِ مکہ مزدلفہ ہی میں وقوف کرتے تھے اور کہتے تھے: ہم اللہ کے آباد کیے ہوئے لوگ ہیں۔ اور اہلِ مکہ کے علاوہ لوگ عرفات میں وقوف کرتے تھے تو اللہ نے حکم نازل فرمایا: ''تم بھی وہاں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں'' حمس سے مراد اہلِ حرم ہیں۔

فائدہ ❶:...... حمس کے معنی بہادر اور شجاع کے ہیں۔ مکہ والے اپنے آپ کے لیے یہ لفظ استعمال کیا کرتے تھے۔

54- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ

۵۴۔باب: پورا عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے

885- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَانِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَفَةَ. فَقَالَ: ((هَذِهِ عَرَفَةُ، وَهَذَا هُوَ الْمَوْقِفُ، وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ)). ثُمَّ أَفَاضَ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ. وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَجَعَلَ يُشِيرُ بِيَدِهِ عَلَى هِينَتِهِ، وَالنَّاسُ يَضْرِبُونَ يَمِينًا وَشِمَالًا، يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ وَيَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ)). ثُمَّ أَتَى جَمْعًا فَصَلَّى بِهِمُ الصَّلَاتَيْنِ جَمِيعًا. فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى قُزَحَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ. وَقَالَ: ((هَذَا قُزَحُ وَهُوَ الْمَوْقِفُ، وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ))، ثُمَّ أَفَاضَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى وَادِي مُحَسِّرٍ، فَقَرَعَ نَاقَتَهُ فَخَبَّتْ حَتَّى جَاوَزَ الْوَادِيَ فَوَقَفَ. وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ ثُمَّ أَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا. ثُمَّ أَتَى الْمَنْحَرَ فَقَالَ: ((هَذَا الْمَنْحَرُ. وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ)). وَاسْتَفْتَتْهُ جَارِيَةٌ شَابَّةٌ مِنْ

خَثْعَمٍ . فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ قَدْ أَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللهِ فِي الْحَجِّ ، أَفَيُجْزِءُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((حُجِّي عَنْ أَبِيكِ)) . قَالَ: وَلَوَى عُنُقَ الْفَضْلِ . فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَ لَوَيْتَ عُنُقَ ابْنِ عَمِّكَ؟ قَالَ: ((رَأَيْتُ شَابًّا وَشَابَّةً ، فَلَمْ آمَنِ الشَّيْطَانَ عَلَيْهِمَا .)) ثُمَّ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَفَضْتُ قَبْلَ أَنْ أَحْلِقَ قَالَ: ((احْلِقْ أَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ)) . قَالَ: وَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ . قَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)) . قَالَ: ثُمَّ أَتَى الْبَيْتَ فَطَافَ بِهِ ، ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ فَقَالَ: ((يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَنْهُ لَنَزَعْتُ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ . مِنْ حَدِيثِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشٍ . وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الثَّوْرِيِّ ، مِثْلَ هَذَا . وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . رَأَوْا أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ . و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ فِي رَحْلِهِ ، وَلَمْ يَشْهَدِ الصَّلَاةَ مَعَ الإِمَامِ ، إِنْ شَاءَ جَمَعَ هُوَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِثْلَ مَا صَنَعَ الإِمَامُ . قَالَ: وَزَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ هُوَ ابْنُ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ .

تخريج : د/الحج ٦٤ (١٩٢٢) (مختصراً) (حسن)

۸۸۵۔علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں قیام کیا اور فرمایا: ''یہ عرفہ ہے، یہی وقوف (ٹھہرنے) کی جگہ ہے، عرفہ (عرفات) کا پورے ٹھہرنے کی جگہ ہے، پھر آپ جس وقت سورج ڈوب گیا تو وہاں سے لوٹے۔اسامہ بن زید کو پیچھے بٹھایا اور آپ اپنی عام رفتار سے چلتے ہوئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کررہے تھے اور لوگ دائیں بائیں اپنے اونٹوں کو ماررہے تھے، آپ ان کی طرف متوجہ ہوکر کہتے جاتے تھے: ''لوگو! سکون و وقار کولازم پکڑو''، پھر آپ مزدلفہ آئے اور لوگوں کو دونوں صلاتیں (مغرب اور عشا قصر کرکے) ایک ساتھ پڑھائیں، جب صبح ہوئی تو آپ قزح [1] آکر ٹھہرے، اور فرمایا: ''یہ قزح ہے اور یہ بھی موقف ہے اور مزدلفہ پورے کا پورا موقف ہے''، پھر آپ لوٹے یہاں تک کہ آپ وادیٔ محسر [2] پہنچے اور آپ نے اپنی اونٹنی کو مارا تو وہ دوڑی یہاں تک کہ اس نے وادی پار کرلی، پھر آپ نے وقوف کیا۔ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو (اونٹنی پر) پیچھے بٹھایا، پھر آپ جمرہ آئے اور رمی کی، پھر منحر (قربانی کی جگہ) آئے اور فرمایا: ''یہ منحر ہے، اور منیٰ پورے کا پورا منحر (قربانی کرنے کی جگہ) ہے۔قبیلہ خثعم کی ایک نوجوان عورت نے آپ سے مسئلہ پوچھا، اس نے عرض کی: میرے والد بوڑھے ہوچکے ہیں اور ان پر اللہ کا فریضہ حج واجب ہوچکا ہے۔کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں تو کافی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اپنے باپ کی طرف سے حج کرلے''۔

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے فضل کی گردن موڑدی، اس پر آپ سے، عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کی گردن کیوں پلٹ دی؟ تو آپ نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ لڑکا اور لڑکی دونوں جوان ہیں

تو میں ان دونوں کے سلسلے میں شیطان سے مامون نہیں رہا'' ❸، پھر ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر کہا: اللہ کے رسول! میں نے سر منڈانے سے پہلے طوافِ افاضہ کرلیا۔ آپ نے فرمایا: ''سر منڈ والو یا بال کتروا لو کوئی حرج نہیں ہے۔'' پھر ایک دوسرے شخص نے آ کر کہا: اللہ کے رسول! میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کرلی، آپ نے فرمایا: ''رمی کرلو کوئی حرج نہیں ❹ پھر آپ بیت اللہ آئے اور اس کا طواف کیا، پھر زمزم پر آئے، اور فرمایا: ''بنی عبدالمطلب! اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہیں مغلوب کردیں گے تو میں بھی (تمہارے ساتھ) پانی کھینچتا۔'' (اورلوگوں کو پلاتا)

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔علی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اسے علی کی روایت سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ یعنی عبدالرحمٰن بن حارث بن عیاش کی سند سے اور دیگر کئی لوگوں نے بھی ثوری سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ ۲۔اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ۳۔اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، ان کا خیال ہے کہ عرفہ میں ظہر کے وقت ظہر اور عصر کو ملا کر ایک ساتھ پڑھے۔ ۴۔اور بعض اہلِ علم کہتے ہیں: جب آدمی اپنے ڈیرے (خیمے) میں صلاۃ پڑھے اور امام کے ساتھ صلاۃ میں شریک نہ ہو تو چاہے دونوں صلاتوں کو ایک ساتھ جمع اور قصر کرکے پڑھ لے، جیسا کہ امام نے کیا ہے۔

فائدہ ❶ :......مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔

فائدہ ❷ :......منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک وادی ہے جس میں اصحابِ فیل پر عذاب آیا تھا۔

فائدہ ❸ :......یعنی: مجھے اندیشہ ہوا کہ فضل جب نوجوان لڑکی کی طرف ملتفت تھے، شیطان ان کو بہکا نہ دے۔

فائدہ ❹ :...... حاجی کو دسویں ذوالحجہ میں چار کام کرنے پڑتے ہیں: ۱۔جمرۂ عقبیٰ کی رمی۔ ۲۔نحرِ ہدی (جانور ذبح کرنا)۔ ۳۔حلق یا قصر ۴۔طواف افاضہ، ان چاروں میں ترتیب افضل ہے اور اگر کسی وجہ سے ترتیب قائم نہ رہ سکے تو اس سے دم لازم نہیں ہوگا اور نہ ہی حج میں کوئی حرج واقع ہوگا، جب کہ بعض نے کہا کہ حرج تو کچھ نہیں ہوگا لیکن دم لازم آئے گا۔ مگر اُن کے پاس نصِ صریح میں سے کوئی دلیل نہیں ہے۔

55۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ

۵۵۔باب: عرفات سے لوٹنے کا بیان

886۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَبِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو نُعَيْمٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ.

وَزَادَ فِيهِ بِشْرٌ: وَأَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ. وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ. وَزَادَ فِيهِ أَبُو نُعَيْمٍ: وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. وَقَالَ: لَعَلِّي لا أَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هَذَا.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: د/الحج ٦٦ (١٩٤٤)، ن/الحج ٢٠٤ (٣٠٢٤)، و٢١٥ (٣٠٥٥)، ق/المناسك ٦١ (٣٠٢٣)، (تحفة الأشراف: ٢٧٤٧ و٢٧٥٠)، حم (٣/٣٠١، ٣٣٢، ٣٦٧، ٣٩١)، ويأت عند المؤلف رقم: ٨٩٧)

(صحیح)

۸۸۶۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وادیِ محسر میں تیز چال چلے۔(بشر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ) آپ مزدلفہ سے لوٹے، آپ پُرسکون، یعنی عام رفتار سے چل رہے تھے، لوگوں کو بھی آپ نے سکون واطمینان سے چلنے کا حکم دیا۔ (اور ابو نعیم کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ) آپ نے انہیں ایسی کنکریوں سے رمی کرنے کا حکم دیا جو دو انگلیوں میں پکڑی جاسکیں اور فرمایا: ''شاید میں اس سال کے بعد تمہیں نہ دیکھ سکوں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- جابر کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

۵۶- باب: مزدلفہ میں مغرب اور عشا کو ایک ساتھ جمع کر کے پڑھنے کا بیان

887- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى بِجَمْعٍ. فَجَمَعَ بَيْنَ الصَّلاَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ. وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ هَذَا، فِي هَذَا الْمَكَانِ.

تخريج: د/الحج ٦٥ (١٩٢٩) (تحفة الأشراف: ٧٢٨٥) (صحيح)

(ہر صلاۃ کے لیے الگ الگ اقامت کے ذکر کے ساتھ یہ حدیث صحیح ہے/ دیکھیے اگلی روایت)

۸۸۷۔ عبداللہ بن مالک کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مزدلفہ میں صلاۃ پڑھی اور ایک اقامت سے مغرب اور عشا کی دونوں صلاتیں ایک ساتھ ملا کر پڑھیں اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ پر ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔ [1]

فائدہ [1] :...... اس کے برخلاف جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے ایک اذان اور دو تکبیروں سے دونوں صلاتیں ادا کیں اور یہی راجح ہے، واللہ أعلم۔

888- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: قَالَ يَحْيَى. وَالصَّوَابُ حَدِيثُ سُفْيَانَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ وَعَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ، فِي رِوَايَةِ سُفْيَانَ، أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ. وَحَدِيثُ سُفْيَانَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لأَنَّهُ لاَتُصَلَّى صَلاَةُ الْمَغْرِبِ دُونَ جَمْعٍ. فَإِذَا أَتَى جَمْعًا، وَهُوَ الْمُزْدَلِفَةُ، جَمَعَ بَيْنَ الصَّلاَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ، وَلَمْ يَتَطَوَّعْ فِيمَا بَيْنَهُمَا، وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَذَهَبَ إِلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ. قَالَ سُفْيَانُ: وَإِنْ شَاءَ صَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ تَعَشَّى وَوَضَعَ ثِيَابَهُ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ. فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِأَذَانٍ

وَإِقَامَتَيْنِ. يُؤَذِّنُ لِصَلاَةِ الْمَغْرِبِ وَيُقِيمُ وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ. ثُمَّ يُقِيمُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى إِسْرَائِيلُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِاللهِ وَخَالِدٍ ابْنَيْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَحَدِيثُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ أَيْضًا. رَوَاهُ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ. وَأَمَّا أَبُوإِسْحَاقَ فَرَوَاهُ عَنْ عَبْدِاللهِ وَخَالِدٍ ابْنَيْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

تخريج: م/الحج ٤٧ (١٢٨٦)، د/الحج ٦٥ (١٩٣٠، ١٩٣٢)، ن/الصلاة ١٨ (٤٨٢)، و٢٠ (٤٨٤، ٤٨٥)، والمواقيت ٤٩ (٦٠٧)، والأذان ١٩ (٦٥٨)، و٢٠ (٦٥٩)، والحج ٢٠٧ (٣٠٣٣)، (تحفة الأشراف: ٧٠٥٢)، حم (٣/٢، ٦٢، ٧٩، ٨١)، د/الصلاة ١٨٣ (١٥٥٩) (صحيح)

۸۸۸۔ اس سند سے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔ محمد بن بشار نے (حدثنا کے بجائے) قال یحیٰ کہا ہے۔ اور صحیح سفیان والی روایت ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث، جسے سفیان نے روایت کی ہے، اسماعیل بن ابی خالد کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور سفیان کی حدیث صحیح حسن ہے۔ ۲۔ اسرائیل نے یہ حدیث ابواسحاق سبیعی سے روایت کی ہے اور ابواسحاق سبیعی نے مالک کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور خالد سے اور عبداللہ اور خالد نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔ اور سعید بن جبیر کی حدیث جسے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے حسن صحیح ہے، سلمہ بن کہیل نے اسے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے۔ رہے ابواسحاق سبیعی تو انہوں نے اسے مالک کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور خالد سے اور ان دونوں نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔ ۳۔ اس باب میں علی، ابوایوب، عبداللہ بن سعید، جابر اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۴۔ اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، اس لیے کہ مغرب مزدلفہ آنے سے پہلے نہیں پڑھی جائے گی۔ جب حجاج جمع ❶، یعنی مزدلفہ جائیں تو دونوں صلاتیں ایک اقامت سے اکٹھی پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی نفل صلاۃ نہیں پڑھیں گے۔ یہی مسلک ہے جسے بعض اہلِ علم نے اختیار کیا ہے اور اس کی طرف گئے ہیں اور یہی سفیان ثوری کا بھی قول ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر وہ چاہے تو مغرب پڑھے پھر شام کا کھانا کھائے اور اپنے کپڑے اتارے پھر تکبیر کہے اور عشا پڑھے۔ ۴۔ بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ مغرب اور عشا کو مزدلفہ میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ جمع کرے۔ مغرب کے لیے اذان کہے اور تکبیر کہے اور مغرب پڑھے، پھر تکبیر کہے اور عشا پڑھے یہ شافعی کا قول ہے۔

فائدہ ❶ :...... جمع مزدلفہ کا نام ہے، کہا جاتا ہے کہ آدم اور حوا جب جنت سے اتارے گئے تو اسی مقام پر آ کر دونوں اکٹھے ہوئے تھے، اس لیے اس کا نام جمع پڑ گیا۔

57۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ الإِمَامَ بِجَمْعٍ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ

۵۷۔ باب: جس نے امام کو مزدلفہ میں پالیا، اس نے حج کو پالیا

889۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِعَرَفَةَ، فَسَأَلُوهُ. فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى: الْحَجُّ عَرَفَةُ، مَنْ جَاءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ. أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ. قَالَ: وَزَادَ يَحْيَى: وَأَرْدَفَ رَجُلًا فَنَادَى.

تخريج: د/الحج ٦٩ (١٩٤٩)، ن/الحج ٢٠٣ (٣٠١٩)، ق/المناسك ٥٧ (٣٠١٥)، (تحفة الأشراف: ٩٧٣٥)، حم (٣٠٩/٤، ٣١٠، ٣٣٥)، د/المناسك ٥٤ (١٩٢٩)، ويأت في التفسير برقم: ٢٩٧٥ (صحيح)

۸۸۹۔ عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نجد کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اس وقت آپ عرفہ میں تھے۔ انہوں نے آپ سے حج کے متعلق پوچھا تو آپ نے منادی کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا: ''حج عرفات میں ٹھہرنا ہے ❶ جو کوئی مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر سے پہلے عرفہ آ جائے، اس نے حج کو پا لیا ❷ منیٰ کے تین دن ہیں، جو جلدی کرے اور دو دن ہی میں چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو دیر کرے تیسرے دن جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔'' (یحییٰ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ) آپ نے ایک شخص کو پیچھے بٹھایا اور اس نے آواز لگائی۔

فائدہ ❶ :......یعنی اصل حج عرفات میں وقوف ہے، کیونکہ اس کے فوت ہو جانے سے حج فوت ہو جاتا ہے۔

فائدہ ❷ :......یعنی اس نے عرفہ کا وقوف پالیا جو حج کا ایک رکن ہے اور حج کے فوت ہو جانے سے مامون و بے خوف ہو گیا۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا حج پورا ہو گیا اور اسے اب کچھ اور نہیں کرنا ہے، ابھی تو طواف افاضہ جو حج کا ایک اہم رکن ہے باقی ہے، بغیر اس کے حج کیسے پورا ہو سکتا ہے۔

890۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ يَعْمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. و قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ. وَهَذَا أَجْوَدُ حَدِيثٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ عَبْدِالرَّحْمَانِ بْنِ يَعْمَرَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُ مَنْ لَمْ يَقِفْ بِعَرَفَاتٍ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ. وَلَا يُجْزِءُ عَنْهُ إِنْ جَاءَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ. وَيَجْعَلُهَا عُمْرَةً وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. قَالَ أَبُوعِيسَى: وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ نَحْوَ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ. قَالَ: و سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا أَنَّهُ ذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: هَذَا الْحَدِيثُ أُمُّ الْمَنَاسِكِ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۸۹۰۔ ابن ابی عمر نے بسند سفيان بن عيينه عن سفيان الثوری عن بكيربن عطاء عن عبدالرحمن بن يعمر عن النبی ﷺ اسی طرح اسی معنی کی حدیث روایت کی ہے۔

ابن ابی عمر کہتے ہیں: قال سفيان بن عيينه، اور یہ سب سے اچھی حدیث ہے جسے سفیان ثوری نے روایت کی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ شعبہ نے بھی بکیر بن عطا سے ثوری ہی کی طرح روایت کی ہے۔ ۲۔ وکیع نے اس حدیث کا ذکر کیا تو کہا کہ یہ حدیث حج کے سلسلے میں "ام المناسك" کی حیثیت رکھتی ہے۔ ۳۔ صحابہ کرام میں سے اہل علم کا عمل عبدالرحمن بن یعمر کی حدیث پر ہے کہ "جو طلوع فجر سے پہلے عرفات میں نہیں ٹھہرا، اس کا حج فوت ہوگیا اور اگر وہ طلوع فجر کے بعد آئے تو یہ اسے کافی نہیں ہوگا۔ اسے عمرہ بنالے اور اگلے سال حج کرے"، یہ ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔

891- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ وَزَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسِ بْنِ أَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لامِ الطَّائِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُزْدَلِفَةِ، حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي جِئْتُ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ أَكْلَلْتُ رَاحِلَتِي وَأَتْعَبْتُ نَفْسِي، وَاللّٰهِ! مَا تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلاَّ وَقَفْتُ عَلَيْهِ. فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ صَلاتَنَا هَذِهِ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتَّى نَدْفَعَ، وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذَلِكَ لَيْلاً أَوْ نَهَارًا، فَقَدْ أَتَمَّ حَجَّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: قَوْلُهُ: تَفَثَهُ، يَعْنِي نُسُكَهُ. قَوْلُهُ مَا تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلاَّ وَقَفْتُ عَلَيْهِ، إِذَا كَانَ مِنْ رَمْلٍ يُقَالُ لَهُ: حَبْلٌ. وَإِذَا كَانَ مِنْ حِجَارَةٍ يُقَالُ لَهُ جَبَلٌ.

تخريج: د/الحج ٦٩ (١٩٥٠)، ن/الحج ٢١١ (٣٠٤٣)، ق/المناسك ٥٧ (٣٠١٦)، (تحفة الأشراف: ٩٩٠٠)، حم (٤/٢٦١، ٢٦٢)، د/المناسك ٥٤ (١٩٣٠) (صحيح)

۸۹۱۔ عروہ بن مضرس بن اوس بن حارثہ بن لام الطائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مزدلفہ آیا، جس وقت آپ صلاۃ کے لیے نکلے تو میں نے آپ سے عرض کی: اللہ کے رسول! میں قبیلہ طی کے دونوں پہاڑوں سے ہوتا ہوا آیا ہوں، میں نے اپنی سواری کو اور خود اپنے کو خوب تھکا دیا ہے، اللہ کی قسم! میں نے کوئی پہاڑ نہیں چھوڑا جہاں میں نے (یہ سوچ کر کہ عرفات کا ٹیلہ ہے) وقوف نہ کیا ہو تو کیا میرا حج ہوگیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بھی ہماری اس صلاۃ میں حاضر رہا اور اس نے ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ ہم یہاں سے روانہ ہوں اور وہ اس سے پہلے دن یا رات میں عرفہ میں وقوف کر چکا ہو ❶ تو اس نے اپنا حج پورا کرلیا، اور اپنا میل کچیل ختم کرلیا" ❷۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ "تَفَثَهُ" کے معنی "نسكه" کے ہیں، یعنی مناسک حج کے ہیں۔ اس

کے قول: " مَا تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ . " (کوئی ٹیلہ ایسا نہ تھا جہاں میں نے وقوف نہ کیا ہو) کے سلسلے میں یہ ہے کہ جب ریت کا ٹیلہ ہو تو اسے حبل اور جب پتھر کا ہو تو اسے جبل کہتے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... اس سے معلوم ہوا کہ عرفات میں ٹھہرنا ضروری ہے اور اس کا وقت ۹ ذی الحجہ کو سورج ڈھلنے سے لے کر دسویں تاریخ کے طلوع فجر تک ہے ان دونوں وقتوں کے بیچ اگر تھوڑی دیر کے لیے بھی عرفات میں وقوف مل جائے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا۔

فائدہ ❷ :...... یعنی حالتِ احرام میں پراگندہ ہو کر رہنے کی مدت اس نے پوری کر لی اب وہ اپنا سارا میل کچیل جو چھوڑ رکھا تھا دور کر سکتا ہے۔

58۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْدِيمِ الضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

۵۸۔ باب: مزدلفہ سے کمزوروں (عورتوں اور بچوں) کو رات ہی میں بھیج دینے کا بیان

892۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَقَلٍ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ .

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ .

تخريج: خ/الحج ۹۸ (۱۶۷۷)، (تحفة الأشراف: ۵۹۹۷)، حم (۱/۲۴۵، ۳۳۴) (صحيح)

وأخرجه: خ/الحج ۹۸ (۱۶۷۸)، وجزاء الصيد ۲۵ (۱۸۵۶)، م/الحج ۴۹ (۱۲۹۳)، د/الحج ۶۶ (۱۹۳۹)، ن/الحج ۲۰۸ (۳۰۳۵)، و۲۱۴ (۳۰۵۱)، ق/المناسك ۶۲ (۳۰۲۶)، حم (۱/۲۲۱، ۲۲۲، ۲۷۲)، من غير هذا الطريق.

۸۹۲۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے مزدلفہ سے رات ہی میں اسباب (کمزور عورتوں اور ان کے اسباب) کے ساتھ روانہ کر دیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں عائشہ، ام حبیبہ، اسماء بنت ابی بکر اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

893۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ وَقَالَ: ((لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . لَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يَتَقَدَّمَ الضَّعَفَةُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ يَصِيرُونَ إِلَى مِنًى . وَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ لَا يَرْمُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ . وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنْ يَرْمُوا بِلَيْلٍ . وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ لَا يَرْمُونَ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ ((بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَقَلٍ)) حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ

وَجْهٍ. وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُشَاشٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ خَطَأٌ. أَخْطَأَ فِيهِ مُشَاشٌ وَزَادَ فِيهِ (عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ) وَرَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ (عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ) وَمُشَاشٌ بَصْرِيٌّ رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٤٧٢) (صحيح) وأخرجه كل من: د/الحج ٦٦ (١٩٤٠)، ن/الحج ٢٢٢ (٣٠٦٦)، ق/المناسك ٦٢ (٣٠٢٥)، حم (١/٢٣٤، ٣١١) من غير هذا الطريق.

۸۹۳۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے گھر والوں میں سے کمزوروں (یعنی عورتوں اور بچوں) کو پہلے ہی روانہ کر دیا اور آپ نے (ان سے) فرمایا: ''جب تک سورج نہ نکل جائے رمی جمار نہ کرنا۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ''بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَقَلٍ'' صحیح حدیث ہے، یہ ان سے کئی سندوں سے مروی ہے، شعبہ نے یہ حدیث مشاش سے اور مشاش نے عطاء سے اور عطا نے ابن عباس سے اور ابن عباس نے فضل بن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے گھر والوں میں سے کمزور لوگوں کو پہلے ہی رات کے وقت مزدلفہ سے منیٰ کے لیے روانہ کر دیا تھا۔ یہ حدیث غلط ہے۔مشاش نے اس میں غلطی کی ہے، انہوں نے اس میں ''فضل بن عباس'' کا اضافہ کر دیا ہے۔ ابن جریج اور دیگر لوگوں نے یہ حدیث عطا سے اور عطا نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور اس میں فضل بن عباس کے واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ۳۔مشاش بصرہ کے رہنے والے ہیں اور ان سے شعبہ نے روایت کی ہے۔ ۴۔اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے، وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ کمزور لوگ مزدلفہ سے رات ہی کو منیٰ کے لیے روانہ ہو جائیں۔ ۵۔اکثر اہل علم نے نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق ہی کہا ہے کہ لوگ جب تک سورج طلوع نہ ہو رمی نہ کریں۔ ۶۔اور بعض اہل علم نے رات ہی کو رمی کر لینے کی رخصت دی ہے، اور عمل نبی اکرم ﷺ کی حدیث پر ہے کہ وہ رمی نہ کریں جب تک کہ سورج نہ نکل جائے، یہی سفیان ثوری اور شافعی کا قول ہے۔

فائدہ [1] :...... اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ سے رات ہی میں منیٰ بھیج دینا جائز ہے۔ تاکہ وہ بھیڑ بھاڑ سے پہلے کنکریاں مار کر فارغ ہو جائیں، لیکن سورج نکلنے سے پہلے کنکریاں نہ ماریں۔ ابن عباس کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہماری رانوں پر دھیرے سے مارتے تھے اور فرماتے تھے: ''اے میرے بچو! جمرہ پر کنکریاں نہ مارنا جب تک کہ سورج نہ نکل جائے، یہی قول راجح ہے۔

59۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي رَمْيِ يَوْمِ النَّحْرِ ضُحًى

۵۹۔باب: قربانی کے دن چاشت کے وقت رمی کرنے کا بیان

894۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ

جَابِرٍ؛ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْمِي يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى. وَأَمَّا بَعْدَ ذَلِكَ، فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهُ لا يَرْمِي بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ إِلاَّ بَعْدَ الزَّوَالِ.

تخريج: م/الحج ٥٣ (١٢٩٩)، د/الحج ٧٨ (١٩٧١)، ن/الحج ٢٢١ (٣٠٦٥)، ق/المناسك ٧٥ (٣٠٥٣)، د/المناسك ٥٨ (١٩٣٧) (تحفة الأشراف: ٢٧٩٥) (صحيح)

۸۹۴۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ دسویں ذی الحجہ کو (ٹھنڈی) چاشت کے وقت رمی کرتے تھے اور اس کے بعد زوال کے بعد کرتے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اکثر اہلِ علم کا اسی حدیث پر عمل ہے کہ وہ دسویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد ہی رمی کرے۔

فائدہ ❶ :...... اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ سنت یہی ہے کہ یوم النحر (دسویں ذوالحجہ، قربانی والے دن) کے علاوہ دوسرے، گیارہ اور بارہ والے دنوں میں رمی سورج ڈھلنے کے بعد کی جائے، یہی جمہور کا قول ہے اور عطا وطاوس نے اسے زوال سے پہلے مطلقاً جائز کہا ہے، اور حنفیہ نے کوچ کے دن زوال سے پہلے رمی کی رخصت دی ہے۔ عطا وطاؤس کے قول پر نبی اکرم ﷺ کے فعل وقول سے کوئی دلیل نہیں ہے، البتہ حنفیہ نے اپنے قول پر ابن عباس کے ایک اثر سے استدلال کیا ہے، لیکن وہ اثر ضعیف ہے اس لیے جمہور ہی کا قول قابلِ اعتماد ہے۔

60۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الإِفَاضَةَ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

۶۰۔ باب: سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے لوٹنے کا بیان

895۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفَاضَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَإِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَنْتَظِرُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ يُفِيضُونَ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٤٧٣) (صحيح بما بعده) (شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، ورنہ اس کے راوی ''حکم'' نے ''مقسم'' سے صرف پانچ احادیث سنی ہیں، اور یہ حدیث شاید ان میں سے نہیں ہے)

۸۹۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ (مزدلفہ سے) سورج نکلنے سے پہلے لوٹے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ۳۔ جاہلیت کے زمانے میں لوگ انتظار کرتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا پھر لوٹتے تھے۔

896۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يُحَدِّثُ يَقُولُ: كُنَّا وُقُوفًا بِجَمْعٍ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ

كَانُوا لا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. وَكَانُوا يَقُولُونَ: أَشْرِقْ ثَبِيرُ. وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَالَفَهُمْ، فَأَفَاضَ عُمَرُ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الحج ١٠٠ (١٦٨٤)، ومناقب الأنصار ٢٦ (٣٨٣٨)، د/الحج ٦٥ (١٩٣٨)، ن/الحج ٢١٣ (٣٠٥٠)، ق/المناسك ٦١ (٣٠٢٢)، (تحفة الأشراف: ١٠٦١٦)، حم (١/١٤، ٢٩، ٣٩، ٤٢، ٥٠)، د/المناسك ٥٥ (١٩٣٢) (صحيح)

۸۹۶۔ عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مزدلفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: مشرکین جب تک کہ سورج نکل نہیں آتا نہیں لوٹتے تھے اور کہتے تھے: ثبیر! تو روشن ہو جا (تب ہم لوٹیں گے)، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت کی، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ سورج نکلنے سے پہلے لوٹے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

61۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْجِمَارَ الَّتِي يُرْمَى بِهَا مِثْلُ حَصَى الْخَذْفِ

۶۱۔ باب: جمرات کی رمی کے لیے کنکریاں ایسی ہوں کہ انگوٹھے اور شہادت والی انگلی سے پکڑ کر پھینکی جا سکیں

897۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْمِي الْجِمَارَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّهِ وَهِيَ أُمُّ جُنْدُبٍ الأَزْدِيَّةُ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ وَعَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاذٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ تَكُونَ الْجِمَارُ الَّتِي يُرْمَى بِهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ.

تخريج: انظر رقم: ٨٨٦ (صحيح)

۸۹۷۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایسی کنکریوں سے رمی جمار کر رہے تھے جو انگوٹھے اور شہادت والی انگلی کے درمیان پکڑی جا سکتی تھیں۔ [1] امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں سلیمان بن عمرو بن احوص (جو اپنی ماں ام جندب ازدیہ سے روایت کرتے ہیں)، ابن عباس، فضل بن عباس، عبدالرحمن بن عثمان تمیمی اور عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اسی کو اہل علم نے اختیار کیا ہے کہ کنکریاں جن سے رمی کی جاتی ہے ایسی ہوں جو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے پکڑی جا سکیں۔

فائدہ [1]: یہ کنکریاں باقلا (لوبے) کے دانے کے برابر ہوتی تھیں۔

62-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّمْيِ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ

۶۲-باب: زوال (سورج ڈھلنے) کے بعد جمرات کی رمی کرنے کا بیان

898- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْمِي الْجِمَارَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخريج: ق/المناسك ٧٥ (٣٠٥٤) (تحفة الأشراف: ٦٤٦٦) (صحیح) (سابقہ حدیث نمبر ۸۹۴ سے تقویت پاکر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ حکم نے مقسم سے صرف پانچ احادیث ہی سنی ہیں، اور یہ شاید ان میں سے نہیں)

۸۹۸- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمی جمار اس وقت کرتے جب سورج ڈھل جاتا [1]۔
امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ [1]:...... یعنی یوم النحر کے علاوہ باقی دنوں میں۔

63-بَابُ مَا جَاءَ فِي رَمْيِ الْجِمَارِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا

۶۳-باب: جمرات کی رمی پیدل اور سوار ہوکر کرنے کا بیان

899- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَقُدَامَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ وَأُمِّ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الأَحْوَصِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَاخْتَارَ بَعْضُهُمْ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْجِمَارِ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي إِلَى الْجِمَارِ. وَوَجْهُ هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَنَا أَنَّهُ رَكِبَ فِي بَعْضِ الأَيَّامِ لِيُقْتَدَى بِهِ فِي فِعْلِهِ. وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ مُسْتَعْمَلٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: ق/المناسك ٦٦ (٣٠٣٤) (تحفة الأشراف: ٦٤٦٧) (صحيح)
(سابقہ جابر کی حدیث نمبر ۸۸۶ سے تقویت پاکر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے)

۸۹۹- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دسویں ذی الحجہ کو جمرہ کی رمی سواری پر کی۔
امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن ہے۔ ۲- اس باب میں جابر، قدامہ بن عبداللہ اور سلیمان بن عمرو بن احوص کی ماں (رضی اللہ عنہم) سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ ۴- بعض نے یہ پسند کیا ہے کہ وہ جمرات تک پیدل چل کر جائیں۔ ۵- ابن عمر سے مروی ہے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ جمرات تک پیدل چل کر جاتے۔ ۶- ہمارے نزدیک اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ آپ نے کبھی کبھار سواری پر رمی اس

لیے کی تا کہ آپ کے اس فعل کی بھی لوگ پیروی کریں۔ اور دونوں ہی حدیثوں پر اہل علم کا عمل ہے۔

900۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَمَى الْجِمَارَ مَشَى إِلَيْهَا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللهِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: يَرْكَبُ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَمْشِي فِي الأَيَّامِ الَّتِي بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَكَأَنَّ مَنْ قَالَ هَذَا إِنَّمَا أَرَادَ اتِّبَاعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي فِعْلِهِ. لأَنَّهُ إِنَّمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَكِبَ يَوْمَ النَّحْرِ حَيْثُ ذَهَبَ يَرْمِي الْجِمَارَ. وَلا يَرْمِي يَوْمَ النَّحْرِ، إِلاَّ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٨٠١١) (صحيح)

وأخرجه حم (٢/١٣٨) من طريق عبدالله بن عمر العمرى عن نافع به.

۹۰۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب رمی جمار کرتے تو جمرات تک پیدل آتے جاتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ بعض لوگوں نے اسے عبیداللہ (العمری) سے روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے اسے مرفوع نہیں کیا ہے۔ ۳۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ ۴۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو سوار ہوسکتا ہے اور دسویں کے بعد باقی دنوں میں پیدل جائے گا۔ گویا جس نے یہ کہا ہے اس کے پیش نظر صرف نبی اکرم ﷺ کے اس فعل کی اتباع ہے۔ اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ دسویں ذی الحجہ کو سوار ہوئے جب آپ رمی جمار کرنے گئے۔ اور دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرۂ عقبہ ہی کی رمی کرے۔

64۔ بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ تُرْمَى الْجِمَارُ

۶۴۔ باب: جمرات کی رمی کیسے کی جائے؟

901۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ أَبِي صَخْرَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَانِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: لَمَّا أَتَى عَبْدُاللهِ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَجَعَلَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ عَلَى حَاجِبِهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ رَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ. يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ. ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ الَّذِي لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ! مِنْ هَاهُنَا رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

تخريج: خ/الحج ١٣٥ (١١٤٧)، و ١٣٨ (١٧٥٠)، م/الحج ٥٠ (١٢٩٦)، د/الحج ٧٨ (١٩٧٤)، ن/المناسك ٢٢٦ (٣٠٧٢)، ق/المناسك ٦٤ (٣٠٣٠) (تحفة الأشراف: ٩٣٨٢)، حم (١/٤١٥، ٤٢٧، ٤٣٠، ٤٣٢، ٤٣٦، ٤٥٦، ٤٥٨) (صحيح)

901/ م۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ، نَحْوَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ

الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وجَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. يَخْتَارُونَ أَنْ يَرْمِيَ الرَّجُلُ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، إِنْ لَمْ يُمْكِنْهُ أَنْ يَرْمِيَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، رَمَى مِنْ حَيْثُ قَدَرَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي بَطْنِ الْوَادِي.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۹۰۱۔عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ جب عبداللہ (بن مسعود) جمرۂ عقبہ کے پاس آئے تو وادی کے بیچ میں کھڑے ہوئے اور قبلہ رخ ہوکر اپنے داہنے ابرو کے مقابل رمی شروع کی۔ پھر سات کنکریوں سے رمی کی۔ ہر کنکری پر وہ "اللّٰہ اکبر" کہتے تھے۔ پھر انہوں نے کہا: اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس ذات نے بھی یہیں سے رمی کی جس پر سورۂ بقرہ نازل کی گئی ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں فضل بن عباس، ابن عباس، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے، ان کے نزدیک پسندیدہ یہی ہے کہ آدمی بطنِ وادی میں کھڑے ہوکر سات کنکریوں سے رمی کرے اور ہر کنکری پر "اللّٰہ اکبر" کہے۔ ۴۔ اور بعض اہلِ علم نے اجازت دی ہے کہ اگر بطنِ وادی سے رمی کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی جگہ سے کرے جہاں سے وہ اس پر قادر ہو گو وہ بطنِ وادی میں نہ ہو۔

902۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالا: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ رَمْيُ الْجِمَارِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: د/الحج ٩١ (١٨٨٨) (تحفة الأشراف: ١٧٥٣٣)، حم (٦/١٣٩)، د/المناسك ٣٦ (١٨٩٥) (ضعیف) (اس کے راوی "عبیداللہ بن ابی زیاد" ضعیف ہیں)

۹۰۲۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جمرات کی رمی اور صفا ومروہ کی سعی اللہ کے ذکر کو قائم کرنے کے لیے شروع کی گئی ہے۔" امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

65۔بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ طَرْدِ النَّاسِ عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ

۶۵۔ باب: جمرات کی رمی کے وقت لوگوں کو دھکیلنے اور ہٹانے کی کراہت کا بیان

903۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِي الْجِمَارَ عَلَى نَاقَةٍ. لَيْسَ ضَرْبٌ وَلا طَرْدٌ وَلا إِلَيْكَ إِلَيْكَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَإِنَّمَا يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَهُوَ حَدِيثُ أَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ. وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

تخريج: ن/الحج ٢٢٠ (٣٠٦٤)، ق/المناسك ٦٦ (٣٠٣٥)، د/المناسك ٦٠ (تحفة الأشراف: ١١٠٧٧) (صحيح)

۹۰۳۔ قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک اونٹنی پر جمرات کی رمی کر رہے تھے، نہ لوگوں کو دھکیلنے اور ہانکنے کی آواز تھی اور نہ ہٹو ہٹو کی۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ قدامہ بن عبداللہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ یہ حدیث اسی طریق سے جانی جاتی ہے، یہ ایمن بن نابل کی حدیث ہے۔ اور ایمن اہلِ حدیث (محدثین) کے نزدیک ثقہ ہیں۔ ۳۔ اس باب میں عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

فائدہ ❶:...... جیسا کہ آج کل کسی بڑے افسر و حاکم کے آنے پر کیا جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر دوسروں کو دھکیلنا اور دھکے نہیں دینا چاہیے۔

66۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الاشْتِرَاكِ فِي الْبُدْنَةِ وَالْبَقَرَةِ

٦٦۔ باب: قربانی میں اونٹ یا گائے میں شرکت کا بیان

904۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَحَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. يَرَوْنَ الْجَزُورَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْجَزُورَ عَنْ عَشَرَةٍ. وَهُوَ قَوْلُ إِسْحَاقَ، وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ. وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ وَجْهٍ وَاحِدٍ.

تخريج: م/الحج ٦٢ (١٣١٨)، د/الضحايا ٧ (٢٨٠٩)، ق/الأضاحي ٥ (٣١٣٢) (تحفة الأشراف: ٢٩٣٣)، ط/الضحايا ٥ (٩)، ويأت عند المؤلف في الأضاحي ٨ (١٥٠٢) (صحيح)

وأخرجه كل من: (م/المصدر المذكور)، د/المصدر المذكور ن/الضحايا ١٦ (٤٣٩٨) من غير هذا الطريق.

۹۰۴۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گائے اور اونٹ کو سات سات آدمیوں کی جانب سے نحر (ذبح) کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عمر، ابوہریرہ، عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اور صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ اونٹ سات لوگوں

کی طرف سے اور گائے سات لوگوں کی طرف سے ہو گی۔ اور یہی سفیان ثوری ، شافعی اور احمد کا قول ہے،۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ گائے سات لوگوں کی طرف سے اور اونٹ دس لوگوں کی طرف سے کافی ہوگا۔ ❶ یہ اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ انہوں نے اسی حدیث سے دلیل لی ہے۔ ابن عباس کی حدیث کو ہم صرف ایک ہی طریق سے جانتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو آنے والی حدیث: ۹۰۵)

فائدہ ❶ :...... جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حج وعمرہ کے "هــدی" کے بارے میں ہے، جس کے اندر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اگلی حدیث قربانی کے بارے میں ہے (اوراس کی تائید صحیحین میں مروی رافع بن خدیج کی حدیث سے بھی ہوتی ہے، اس میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں ایک اونٹ کے بدلے دس بکریاں تقسیم کیں، یعنی ایک اونٹ برابر دس بکریوں کے ہے) شوکانی نے ان دونوں حدیثوں میں یہی تطبیق دی ہے۔

905- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَحَضَرَ الأَضْحَىٰ. فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً، وَفِي الْجَزُورِ عَشَرَةً.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَهُوَ حَدِيثُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ.

تخريج: ن/الضحايا ١٥ (٤٣٩٧)، ق/الأضاحي ٥ (٣١٣١) (تحفة الأشراف: ٦١٥٨)، حم (١/٢٧٥)، ويأت عند المؤلف في الأضاحي ٨ (١٥٠١) (صحيح)

۹۰۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ عید الاضحیٰ کا دن آ گیا، چنانچہ گائے میں ہم سات سات لوگ اور اونٹ میں دس دس لوگ شریک ہوئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، اور یہ حسین بن واقد کی حدیث (روایت) ہے۔

67- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِشْعَارِ الْبُدْنِ

٦٧۔ باب: اونٹوں کے اشعار کا بیان

906- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَلَّدَ نَعْلَيْنِ، وَأَشْعَرَ الْهَدْيَ فِي الشِّقِّ الأَيْمَنِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ. وَأَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو حَسَّانَ الأَعْرَجُ اسْمُهُ مُسْلِمٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ، يَرَوْنَ الإِشْعَارَ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ يُوسُفَ بْنَ عِيسَى يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ (حِينَ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ): لا تَنْظُرُوا إِلَى قَوْلِ

أَهْلِ الرَّأْيِ فِي هَذَا. فَإِنَّ الإِشْعَارَ سُنَّةٌ وَقَوْلُهُم بِدْعَةٌ. قَالَ: و سَمِعْتُ أَبَا السَّائِبِ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ وَكِيعٍ. فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ مِمَّنْ يَنْظُرُ فِي الرَّأْيِ: أَشْعَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَيَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ: هُوَ مُثْلَةٌ. قَالَ الرَّجُلُ: فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: الإِشْعَارُ مُثْلَةٌ. قَالَ: فَرَأَيْتُ وَكِيعًا غَضِبَ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: أَقُولُ لَكَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَتَقُولُ: قَالَ إِبْرَاهِيمُ! مَا أَحَقَّكَ بِأَنْ تُحْبَسَ، ثُمَّ لا تَخْرُجَ حَتَّى تَنْزِعَ عَنْ قَوْلِكَ هَذَا.

تخريج: م/الحج ٣٢ (١٢٤٣)، د/الحج ١٥ (١٧٥٢)، ن/الحج ٦٣ (٢٧٧٥)، و٦٧ (٢٧٨٤)، و٧٠ (٢٧٩٣)، ق/المناسك ٩٦ (٣٠٩٧)، (تحفة الأشراف: ٦٤٥٩)، حم (١/٢١٦، ٢٤٥، ٢٨٠، ٣٣٩، ٣٤٤، ٣٤٧، ٣٧٢)، د/المناسك ٦٨ (١٩٥٣) (صحيح)

۹۰۶۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں (ہدی کے جانورکو) دو جوتیوں کے ہار پہنائے اوران کی کوہان کے دائیں طرف اشعار ❶ کیا اوراس سے خون صاف کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔۲۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہم میں سے اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، وہ اشعار کے قائل ہیں۔ یہی ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔۳۔ یوسف بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے وکیع کو کہتے سنا جس وقت انہوں نے یہ حدیث روایت کی کہ اس سلسلے میں اہلِ رائے کے قول کو نہ دیکھو، کیونکہ اشعار سنت ہے اوران کا قول بدعت ہے۔۴۔ میں نے ابوسائب کو کہتے سنا کہ ہم لوگ وکیع کے پاس تھے تو انہوں نے اپنے پاس کے ایک شخص سے جوان لوگوں میں سے تھا جورائے میں غوروفکر کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اشعار کیا ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ وہ مثلہ ہے تو اس آدمی نے کہا: ابراہیم نخعی سے مروی ہے انہوں نے بھی کہا ہے کہ اشعار مثلہ ہے۔ ابوسائب کہتے ہیں: تو میں نے وکیع کو دیکھا کہ (اس کی اس بات سے) وہ سخت ناراض ہوئے اور کہا: میں تم سے کہتا ہوں کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے" اورتم کہتے ہو: ابراہیم نے کہا! تم تو اس لائق ہو کہ تمہیں قید کردیا جائے، پھراس وقت تک قید سے تمہیں نہ نکالا جائے جب تک کہ تم اپنے اس قول سے بازنہ آجاؤ۔ ❷

فائدہ ❶ :...... ہدی کے اونٹ کی کوہان پر داہنے جانب چیر کر خون نکالنے اوراس کے آس پاس مل دینے کا نام اشعار ہے، یہ ہدی کے جانوروں کی علامت اور پہچان ہے۔

فائدہ ❷ :...... وکیع کے اس قول سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو ائمہ کے اقوال کو حدیثِ رسول کے مخالف پاکر بھی انہیں اقوال سے حجت پکڑتے ہیں اورحدیث رسول کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔اس حدیث میں اندھی تقلید کا زبردست رد ہے۔

68۔بابٌ

۶۸۔باب: قربانی کے جانور سے متعلق ایک اور باب

907۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ ، قَالا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى هَدْيَهُ مِنْ قُدَيْدٍ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ . وَرُوِيَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ اشْتَرَى مِنْ قُدَيْدٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ .

تخريج: ق/المناسك ٩٩ (٣٠٩٨) (تحفة الأشراف: ٧٨٩٧) (ضعيف الإسناد)

(سند میں یحییٰ بن یمان اخیر عمر میں مختلط ہوگئے تھے، صحیح بات یہ ہے کہ قدید سے ہدی کا جانور خود ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خریدا تھا جیسا کہ بخاری نے روایت کی ہے (الحج ۱۰۵ ح ۱۶۹۳) یحییٰ بن یمان نے اس کو مرفوع کردیا ہے)

۹۰۷۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنا ہدی کا جانور قدید سے خریدا۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے ثوری کی حدیث سے صرف یحییٰ بن یمان ہی کی روایت سے جانتے ہیں اور نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے قدید سے خریدا اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ [2]

فائدہ ۱:......قدید مکے اور مدینے کے درمیان ایک جگہ ہے۔

فائدہ ۲:......یعنی یہ موقوف اثر اُس مرفوع حدیث سے کہ جسے یحییٰ بن یمان نے ثوری سے روایت کیا ہے زیادہ صحیح ہے۔

69۔بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْلِيدِ الْهَدْيِ لِلْمُقِيمِ

۶۹۔باب: مقیم ہدی کے جانور کو قلادہ (پٹہ) پہنائے اس کا بیان

908۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ . ثُمَّ لَمْ يُحْرِمْ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ . قَالُوا: إِذَا قَلَّدَ الرَّجُلُ الْهَدْيَ وَهُوَ يُرِيدُ الْحَجَّ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْئٌ مِنَ الثِّيَابِ وَالطِّيبِ ، حَتَّى يُحْرِمَ . وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا قَلَّدَ الرَّجُلُ هَدْيَهُ ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ مَا وَجَبَ عَلَى الْمُحْرِمِ .

تخريج: ن/الحج ٦٨ (٢٧٨٦) (تحفة الأشراف: ١٧٥١٣)، حم (٦/٨٥) (صحيح) (وأخرجه كل من: خ/الحج ١٠٦ (١٦٩٨)، و١٠٧ (١٦٩٩)، و١٠٨ (١٦٩٩)، و١٠٩ (١٧٠٠)، و١١٠ (١٧٠٢، ١٧٠٣)، الوكالة ١٤ (٢٣١٧)، والأضاحي ١٥ (٥٥٦٦)، م/الحج ٦٤ (١٣٢١)، د/الحج ١٧ (١٧٥٨)، ن/الحج ٦٥ (٢٧٧٧-٢٧٨١)، و٦٦ (٢٧٨٢)، ٦٨ (٢٧٨٥)، ق/المناسك ٩٤ (٣٠٩٥)، حم (٦/٣٥،

۳۶، ۷۸، ۹۱، ۱۰۲، ۱۲۷، ۱۷٤، ۱۸۰، ۱۸۵، ۱۹۰، ۱۹۱، ۲۰۰، ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۱٦، ۲۲۵، ۲۳٦، ۲۵۳، ۲٦۲) من غير هذا الطريق.

۹۰۸۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہدی کے قلادے بٹے ، پھر آپ نہ محرم ہوئے اور نہ ہی آپ نے کوئی کپڑا پہننا چھوڑا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب آدمی ہدی (کے جانور) کو قلادہ پہنا دے اور وہ حج کا ارادہ رکھتا ہو تو اس پر کپڑا پہننا یا خوشبو لگانا حرام نہیں ہوتا جب تک کہ وہ احرام نہ باندھ لے۔ ۳۔ اور بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ جب آدمی اپنے ہدی (کے جانور) کو قلادہ پہنا دے تو اس پر وہ سب واجب ہو جاتا ہے جو ایک محرم پر واجب ہوتا ہے۔

70۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْلِيدِ الْغَنَمِ

۷۰۔ باب: ہدی کی بکریوں کو قلادہ (پٹہ) پہنانے کا بیان

909۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلَّهَا غَنَمًا. ثُمَّ لا يُحْرِمُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. يَرَوْنَ تَقْلِيدَ الْغَنَمِ.

تخريج: انظر ماقبله (تحفة الأشراف: ۱۵۹۸۵) (صحيح)

۹۰۹۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ہدی کی بکریوں کے سارے قلادے (پٹے) میں ہی بٹتی تھی ❶ پھر آپ احرام نہ باندھتے (حلال ہی رہتے تھے)۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ صحابہ کرام وغیرہ میں سے بعض اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے، وہ بکریوں کے قلادے پہنانے کے قائل ہیں۔

فائدہ ❶ :...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بکریوں کی تقلید (پٹہ پہنانا) بھی مستحب ہے، امام مالک اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ بکریوں کی تقلید مستحب نہیں ان دونوں نے تقلید کو اونٹ گائے کے ساتھ خاص کیا ہے، یہ حدیث ان دونوں کے خلاف صریح حجت ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کمزوری کا باعث ہوگی، لیکن یہ دلیل انتہائی کمزور ہے اس لیے کہ تقلید سے مقصود پہچان ہے، انہیں ایسی چیز کا قلادہ پہنایا جائے جس سے انہیں کمزوری نہ ہو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو مذہبی ومعنوی تقلید سے محفوظ رکھے، اللّٰھم آمین۔

71۔ بَابُ مَا جَاءَ إِذَا عَطِبَ الْهَدْيُ مَا يُصْنَعُ بِهِ

۷۱۔ باب: ہدی کا جانور جب راستے میں مرنے لگے تو کیا کیا جائے؟

910۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ صَاحِبِ بُدْنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا

عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ؟ قَالَ: ((انْحَرْهَا، ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا . ثُمَّ خَلِّ بَيْنَ النَّاسِ وَبَيْنَهَا، فَيَأْكُلُوهَا .)) وَفِي الْبَابِ عَنْ ذُؤَيْبٍ أَبِي قَبِيصَةَ الْخُزَاعِيِّ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ نَاجِيَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . قَالُوا (فِي هَدْيِ التَّطَوُّعِ إِذَا عَطِبَ): لا يَأْكُلُ هُوَ وَلا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِهِ . وَيُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُونَهُ، وَقَدْ أَجْزَأَ عَنْهُ . وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ . وَقَالُوا: إِنْ أَكَلَ مِنْهُ شَيْئًا غَرِمَ بِقَدْرِ مَا أَكَلَ مِنْهُ . وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَكَلَ مِنْ هَدْيِ التَّطَوُّعِ شَيْئًا، فَقَدْ ضَمِنَ الَّذِي أَكَلَ .

تخريج: د/الحج ١٩ (١٧٦٢)، ق/المناسك ١٠١ (٣١٠٦) (تحفة الأشراف: ١١٥٨١)، ط/الحج ٤٧ (١٤٨)، حم (٤/٣٣)، د/المناسك ٦٦ (١٩٥٠) (صحيح)

۹۱۰۔ رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کی دیکھ بھال کرنے والے ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! جو اونٹ راستے میں مرنے لگیں انہیں میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''انہیں نحر (ذبح) کردو، پھر ان کی جوتی انہیں کے خون میں لت پت کردو، پھر انہیں لوگوں کے لیے چھوڑ دو کہ وہ ان کا گوشت کھائیں''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ناجیہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ذویب ابوقبیصہ خزاعی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ۳۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ نفلی ہدی کا جانور جب مرنے لگے تو نہ وہ خود اسے کھائے اور نہ اس کے سفر کے ساتھی کھائیں۔ وہ اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دے کہ وہ اسے کھائیں، یہی اس کے لیے کافی ہے۔ یہ شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر اس نے اس میں سے کچھ کھا لیا تو جتنا اس نے اس میں سے کھایا ہے اسی کے بقدر وہ تاوان دے۔ ۴۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ جب وہ نفلی ہدی کے جانور میں سے کچھ کھا لے تو جس نے کھایا وہ اس کا ضامن ہوگا۔

72۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي رُكُوبِ الْبَدَنَةِ

۷۲۔ باب: ہدی کے اونٹ پر سوار ہونے کا بیان

911۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً . فَقَالَ لَهُ: ((ارْكَبْهَا .)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا بَدَنَةٌ . قَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ: ((ارْكَبْهَا وَيْحَكَ)) أَوْ ((وَيْلَكَ)) . قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي رُكُوبِ الْبَدَنَةِ إِذَا احْتَاجَ إِلَى ظَهْرِهَا . وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ . و قَالَ بَعْضُهُمْ: لا يَرْكَبُ مَا لَمْ يُضْطَرَّ إِلَيْهَا .

تخريج: خ/الوصايا ١٢ (٢٧٥٤) (تحفة الأشراف: ١٤٣٧) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/١٠٣

(١٦٩٠)، والأدب ٩٥ (٦١٥٩)، م/الحج ٦٥ (١٣٢٣)، ن/الحج ٧٤ (٢٨٠٢)، حم (٣/٩٩، ١٧٠، ١٧٣، ٢٠٢، ٢٣١، ٢٣٤، ٢٧٥، ٢٧٦، ٢٩١)، د/المناسك ٤٩ ( ) من غير هذا الطريق.

۹۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو ہدی کے اونٹ ہانکتے دیکھا تو اسے حکم دیا ''اس پر سوار ہو جاؤ'' اس نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ ہدی کا اونٹ ہے، پھر آپ نے اس سے تیسری یا چوتھی بار میں کہا: ''اس پر سوار ہو جاؤ، تمہارا برا ہو [1] یا تمہاری ہلاکت ہو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں علی، ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ صحابہ کرام وغیرہ میں سے اہلِ علم کی ایک جماعت نے ہدی کے جانور پر سوار ہونے کی اجازت دی ہے، جب کہ وہ اس کا محتاج ہو، یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ ۴۔ بعض کہتے ہیں: جب تک مجبور نہ ہو ہدی کے جانور پر سوار نہ ہو۔

فائدہ [1] :...... یہ آپ نے تنبیہ اور ڈانٹ کے طور پر فرمایا، کیونکہ سواری کی اجازت آپ اسے پہلے دے چکے تھے اور آپ کو یہ پہلے معلوم تھا کہ یہ ہدی ہے۔

73۔ بَابُ مَا جَاءَ بِأَيِّ جَانِبِ الرَّأْسِ يَبْدَأُ فِي الْحَلْقِ

۷۳۔ باب: سر کے بال کس طرف سے منڈانا چاہیے؟

912۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا رَمَى النَّبِيُّ ﷺ الْجَمْرَةَ نَحَرَ نُسُكَهُ، ثُمَّ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ. فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ. ثُمَّ نَاوَلَهُ شِقَّهُ الأَيْسَرَ فَحَلَقَهُ. فَقَالَ: ((اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ.)) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الحج ٥٦ (١٣٠٥)، د/الحج ٧٩ (١٩٠) (تحفة الأشراف: ١٤٥٦) (صحيح)

وأخرجه البخاري في الوضوء ٢٣ (١٧١) من غير هذا الوجه بتغير يسير في السياق.

۹۱۲۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے جمرہ کی رمی کر لی تو آپ نے ہدی کے اونٹ نحر (ذبح) کیے۔ پھر سر مونڈنے والے کو اپنے سر کا داہنا جانب [1] دیا اور اس نے سر مونڈا تو یہ بال آپ نے ابوطلحہ کو دیا، پھر اپنا بایاں جانب اسے دیا تو اس نے اسے بھی مونڈا تو آپ نے فرمایا: ''یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو۔'' [2]

ابن ابی عمر کی سند سے ہشام سے اسی طرح حدیث روایت ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1] :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی حلق یا تقصیر (بال مونڈنے یا کٹوانے کا کام) داہنی جانب سے شروع کرے مونڈنے والے کو بھی اس سنت کا خیال رکھنا چاہیے۔

فائدہ [2] :...... یہ صرف رسول اکرم ﷺ کے موئے مبارک کی خصوصیت ہے، دوسرے اولیا و صلحا کے بالوں

سے تبرک سلف کا شیوہ نہیں رہا، یہی بات تھوک وغیرہ سے تبرک میں بھی ہے۔

74۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ

۷۴۔باب: سر کے بال مونڈوانے یا کتروانے کا بیان

913۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: حَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَحَلَقَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ))، ثُمَّ قَالَ: ((وَالْمُقَصِّرِينَ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ، وَمَارِبَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي مَرْيَمَ، وَحُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، يَخْتَارُونَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ. وَإِنْ قَصَّرَ يَرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ يُجْزِءُ عَنْهُ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

تخريج: خ/الحج ١٢٧ (تعليقاً عقب حديث ١٧٢٧)، م/الحج ٥٥ (١٣٠١) (تحفة الأشراف: ٨٢٦٩) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/الحج ١٢٧ (١٧٢٧)، م/الحج (المصدر المذكور)، ق/المناسك ٧١ (٣٠٤٣)، ط/الحج ٦٠ (١٨٤)، حم (٢/٣٤، ١٣٨، ١٥١)، د/المناسك ٦٤ (١٩٤٧) من غير هذا الطريق.

۹۱۳۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوایا، صحابہ کی ایک جماعت نے بھی سر مونڈوایا اور بعض لوگوں نے بال کتروائے۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار یا دو بار فرمایا: ''اللہ سر مونڈانے والوں پر رحم فرمائے''، پھر فرمایا: ''کتروانے والوں پر بھی۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عباس، ابن ام الحصین، مارب، ابوسعید خدری، ابومریم، حبشی بن جنادہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے اور وہ آدمی کے لیے سر منڈانے کو پسند کرتے ہیں اور اگر کوئی صرف کتروالے تو وہ اسے بھی اس کی طرف سے کافی سمجھتے ہیں۔ یہی سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول بھی ہے۔

فائدہ [1] :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حلق (منڈوانا) تقصیر (کٹوانے) کے مقابلے میں افضل ہے۔

75۔بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَلْقِ لِلنِّسَاءِ

۷۵۔باب: عورتوں کے بال مونڈانے کی حرمت کا بیان

914۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْحَرَشِيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا.

تخريج: ن/الزينة ٤ (٥٠٥٢) (تحفة الأشراف: ١٠٠٨٥) (ضعيف)

(اس سند میں اضطراب ہے جس کو مؤلف نے بیان کر دیا ہے، جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے)

۹۱۴۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ عورت اپنا سر مونڈوائے۔

915۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ خِلَاسٍ نَحْوَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ فِيهِ اضْطِرَابٌ. وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ حَلْقًا. وَيَرَوْنَ أَنَّ عَلَيْهَا التَّقْصِيرَ.

تخريج: انظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٨٦١٧) (ضعيف)

۹۱۵۔اس سند سے بھی خلاس سے اسی طرح مروی ہے، لیکن اس میں انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اضطراب ہے، یہ حدیث حماد بن سلمہ سے بطریق: "قتادة، عن عائشة، عن النبي ﷺ" مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عورت کو اپنا سر مونڈانے سے منع فرمایا۔ ۲۔اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ عورت کے لیے سر منڈانے کو درست نہیں سمجھتے، ان کا خیال ہے کہ اس پر تقصیر (بال کتروانا) ہے۔

76۔بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ أَوْ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ

۷۶۔باب: ذبح کرنے سے پہلے سر مونڈا لینے یا رمی جمرات سے پہلے قربانی کر لینے کا بیان

916۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ. فَقَالَ: ((اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ.)) وَسَأَلَهُ آخَرُ فَقَالَ: نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ؟ قَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ.)) قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا قَدَّمَ نُسُكًا قَبْلَ نُسُكٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ.

تخريج: خ/العلم ٢٣ (٨٣)، والحج ١٣١ (١٧٣٦)، والأيمان والنذور ١٥ (٦٦٦٥)، م/الحج ٥٧ (١٣٠٦)، د/المناسك ٨٨ (٢٠١٤)، ق/المناسك ٧٤ (٣٠٥١) (تحفة الأشراف: ٨٩٠٦)، ط/الحج ٨١ (٢٤٢)، د/المناسك ٦٥ (١٩٤٨) (صحيح)

۹۱۶۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا؟ آپ نے فرمایا: "اب ذبح کر لو کوئی حرج نہیں" ایک دوسرے نے پوچھا: میں نے رمی سے پہلے نحر (ذبح) کر لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اب رمی کر لو کوئی حرج نہیں"

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں علی، جابر، ابن عباس، ابن عمر، اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ یہی احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔ ۴- بعض اہل علم کہتے ہیں: اگر کسی نسک کو، یعنی رمی یا نحر یا حلق وغیرہ میں سے کسی ایک کو دوسرے سے پہلے کرلے تو اس پردم (ذبیحہ) لازم ہوگا۔ (مگر یہ بات بغیر دلیل کے ہے)

77-بَابُ مَا جَاءَ فِي الطِّيبِ عِنْدَ الإِحْلاَلِ قَبْلَ الزِّيَارَةِ

۷۷- باب: طوافِ زیارت سے پہلے احرام کھولتے وقت خوشبو لگانے کا بیان

917- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ يَعْنِي ابْنَ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ، بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ. يَرَوْنَ أَنَّ الْمُحْرِمَ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ وَذَبَحَ وَحَلَقَ أَوْ قَصَّرَ، فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ حَرُمَ عَلَيْهِ إِلاَّ النِّسَاءَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلاَّ النِّسَاءَ وَالطِّيبَ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

تخريج: م/الحج ۷ (۱۱۸۹)، ن/الحج ٤١ (٢٦٩٣) (تحفة الأشراف: ١٧٥٢٦) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/الحج ١٨ (١٥٣٩)، و١٤٣ (١٧٥٤)، واللباس ٧٣ (٥٩٢٢)، و٧٩ (٥٩٢٨)، و٨١ (٥٩٣٠)، د/المناسك ١١ (١٧٤٥)، ن/الحج ٤١ (٢٦٨٥-٢٦٩٢)، ق/المناسك ١١ (٢٩٢٦)، و٧٠ (٣٠٤٢)، ط/الحج ٧ (١٧)، حم (٦/٩٨، ١٠٦، ١٣٠، ١٦٢، ١٨١، ١٨٦، ١٩٢، ٢٠٠، ٢٠٧، ٢٠٩، ٢١٤، ٢١٦، ٢٣٧، ٢٣٨، ٢٤٤، ٢٤٥، ٢٥٨)، د/المناسك (١٨٤٤) من غير هذا الطريق.

۹۱۷- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے سے پہلے اور دسویں ذی الحجہ کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے خوشبو لگائی جس میں مشک تھی۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ ۳- صحابہ کرام وغیرہم میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ محرم جب دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کرلے، جانور ذبح کرلے، اور سر مونڈالے یا بال کتروالے تو اب اس کے لیے ہر وہ چیز حلال ہوگئی جو اس پر حرام تھی سوائے عورتوں کے۔ یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ ۴- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے لیے ہر چیز حلال ہوگئی

سوائے عورتوں اور خوشبو کے۔ ۵- صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم اسی حدیث کی طرف گئے ہیں اور یہی کوفہ والوں کا بھی قول ہے۔

فائدہ ❶ :...... دسویں تاریخ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد حاجی حلال ہو جاتا ہے، اسے تحللِ اوّل کہتے ہیں۔ تحللِ اوّل میں عورت کے علاوہ ساری چیزیں حلال ہو جاتی ہیں اور طوافِ افاضہ کے بعد عورت بھی حلال ہو جاتی ہے، اب وہ عورت سے صحبت یا بوس وکنار کرسکتا ہے اسے تحللِ ثانی کہتے ہیں۔

78- بَابُ مَا جَاءَ مَتَى تُقْطَعُ التَّلْبِيَةُ فِي الْحَجِّ

۷۸- باب: حج میں تلبیہ پکارنا کب بند کیا جائے؟

918- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مِنًى. فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْفَضْلِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْحَاجَّ لا يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَرْمِيَ الْجَمْرَةَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

تخريج: خ/الحج ١٠٢ (١٦٨٥)، م/الحج ٤٥ (١٢٨١)، د/المناسك ٢٨ (١٨١٥)، ن/الحج ٢١٦ (٣٠٥٧)، و٢٢٨ (٣٠٨١)، و٢٢٩ (٣٠٨٢)، حم (١/٢١٠، ٢١١، ٢١٢، ٢١٣) (تحفة الأشراف: ١١٠٥٠) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/الحج ٢٢ (١٥٤٣)، و٩٣ (١٦٧٠)، م/الحج (المصدر المذكور)، ق/المناسك ٦٩ (٣٠٤٠)، حم (١/٢١٤)، د/المناسك ٦٠ (١٩٤٣) من غير هذا الطريق.

۹۱۸- فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے مزدلفہ سے منیٰ تک اپنا ردیف بنایا (یعنی آپ مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا کر لے گئے) آپ برابر تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ (عقبہ) کی رمی کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- فضل رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں علی، ابن مسعود، اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- اور صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ حاجی تلبیہ بند نہ کرے جب تک کہ جمرہ کی رمی نہ کر لے۔ یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔ ❶

فائدہ ❶ :...... ان لوگوں کا استدلال "حتى يرمي الجمرة" سے ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی کر لینے کے بعد تلبیہ پکارنا بند کرے، لیکن جمہور علما کا کہنا ہے کہ جمرۂ عقبہ کی پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی تلبیہ پکارنا بند کر دینا چاہیے، ان کی دلیل صحیح بخاری وصحیح مسلم کی روایت ہے جس میں "لم يزل يلبي حتى بلغ الجمرة" کے الفاظ وارد ہیں۔

79-بَابُ مَا جَاءَ مَتَى تُقْطَعُ التَّلْبِيَةُ فِي الْعُمْرَةِ

۷۹-باب: عمرے میں تلبیہ پکارنا کب بند کیا جائے؟

919- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ أَنَّهُ كَانَ يُمْسِكُ، عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا: لا يَقْطَعُ الْمُعْتَمِرُ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ. و قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا انْتَهَى إِلَى بُيُوتِ مَكَّةَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ. وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

تخريج: د/الحج ٢٩ (١٨١٧) (تحفة الأشراف: ٥٩٥٨) (ضعيف)

(سند میں محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ضعیف راوی ہیں)

۹۱۹-عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ عمرے میں تلبیہ پکارنا اس وقت بند کرتے جب حجرِ اسود کا استلام کر لیتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ ۳- اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ عمرہ کرنے والا شخص تلبیہ بند نہ کرے جب تک کہ حجرِ اسود کا استلام نہ کر لے۔ ۴- بعض کہتے ہیں کہ جب مکے کے گھروں، یعنی مکے کی آبادی میں پہنچ جائے تو تلبیہ پکارنا بند کردے۔ لیکن عمل نبی اکرم ﷺ کی (مذکورہ) حدیث پر ہے۔ یہی سفیان، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں۔

80-بَابُ مَا جَاءَ فِي طَوَافِ الزِّيَارَةِ بِاللَّيْلِ

۸۰-باب: طوافِ زیارت رات میں کرنے کا بیان

920- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ إِلَى اللَّيْلِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنْ يُؤَخَّرَ طَوَافُ الزِّيَارَةِ إِلَى اللَّيْلِ. وَاسْتَحَبَّ بَعْضُهُمْ أَنْ يَزُورَ يَوْمَ النَّحْرِ. وَوَسَّعَ بَعْضُهُمْ أَنْ يُؤَخَّرَ وَلَوْ إِلَى آخِرِ أَيَّامِ مِنًى.

تخريج: خ/الحج ١٣٠ (تعليقا في الترجمة)، د/المناسك ٨٣ (٢٠٠٠)، ق/المناسك ٧٧ (٣٠٥٩)، (تحفة الأشراف: ٦٤٥٢ و ١٧٥٩٤)، حم (١/٢٨٨) (ضعيف شاذ)

(ابوالزبیر مدلس ہیں اور روایت عنعنہ سے ہے، نیز ابوالزبیر کا دونوں صحابہ سے سماع نہیں ہے، اور یہ حدیث اس صحیح

حدیث کے خلاف ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دن میں طواف زیارت فرمایا تھا، اس لیے شاذ ہے)۔

۹۲۰۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے طوافِ زیارت کو رات تک مؤخر کیا [1]۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے [2]۔ ۲۔ بعض اہلِ علم نے طوافِ زیارت کو رات تک مؤخر کرنے کی اجازت دی ہے اور بعض نے دسویں ذی الحجہ کو طوافِ زیارت کرنے کو مستحب قرار دیا ہے، لیکن بعض نے اُسے منیٰ کے آخری دن تک مؤخر کرنے کی گنجائش رکھی ہے۔

فائدہ [1]:...... عبداللہ بن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مخالف ہے جسے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے، جس میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یوم النحر کو دن میں طواف کیا: امام بخاری نے دونوں میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ ابن عمر اور جابر کی حدیث کو پہلے دن پر محمول کیا جائے اور ابن عباس اور عائشہ کی حدیث کو اس کے علاوہ باقی دنوں پر۔ صاحب تحفۃ الأحوذی فرماتے ہیں: "حديث ابن عباس وعائشة المذكور في هذا الباب ضعيف فلا حاجة إلى الجمع الذي أشار إليه البخاري، وأما على تقدير الصحة فهذا الجمع متعين۔" (ابن عباس اور عائشہ کی باب میں مذکور حدیث ضعیف ہے، اس لیے بخاری نے جس جمع وتطبیق کی طرف اشارہ کیا ہے اس کی ضرورت نہیں ہے اور صحت ماننے کی صورت میں جمع وتطبیق متعین ہے)

فائدہ [2]:...... امام ترمذی کا اس حدیث کو حسن صحیح کہنا درست نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث قابلِ استدلال نہیں، کیونکہ ابوالزبیر کا ابن عباس سے اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے سماع نہیں ہے۔ ابوالحسن القطان کہتے ہیں "عندي أن هذا الحديث ليس بصحيح إنما طاف النبي ﷺ يومئذ نهاراً۔"

81۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ الأَبْطَحِ

۸۱۔ باب: وادیِ ابطح میں قیام کرنے کا بیان

921۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَنْزِلُونَ الأَبْطَحَ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي رَافِعٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ. وَقَدِ اسْتَحَبَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ نُزُولَ الأَبْطَحِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَرَوْا ذَلِكَ وَاجِبًا، إِلاَّ مَنْ أَحَبَّ ذَلِكَ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَنُزُولُ الأَبْطَحِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ. إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ.

تخريج: ق/المناسك ۸۱ (۳۰۶۹) (تحفة الأشراف: ۸۰۲۵) (صحيح)

• وأخرجه مسلم في الحج (۱۳۱۰/۵۹) من غير هذا الوجه)

۹۲۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ، ابوبکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنہم ابطح [1] میں قیام کرتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبدالرزاق کی سند سے جانتے ہیں، وہ عبیداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ ۲۔ اس باب میں عائشہ، ابورافع اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ بعض اہلِ علم نے ابطح میں قیام کو مستحب قرار دیا ہے، واجب نہیں، جو چاہے وہاں قیام کرے۔ ۴۔ شافعی کہتے ہیں: ابطح کا قیام حج کے مناسک میں سے نہیں ہے۔ یہ تو بس ایک مقام ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔

فائدہ ❶ :...... ابطح، بطحا خیف، کنانہ اور محصب سب ہم معنی ہیں اس سے مراد مکہ اور منیٰ کے درمیان کا علاقہ ہے جو منی سے زیادہ قریب ہے۔

922۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ. إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: التَّحْصِيبُ نُزُولُ الأَبْطَحِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/الحج ١٤٧ (١٧٦٦)، م/الحج ٥٩ (١٣١٢) (تحفة الأشراف: ٥٩٤١) (صحيح)

۹۲۲۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وادیِ محصب میں قیام کوئی چیز نہیں ❶، یہ تو بس ایک جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ تحصیب کے معنی ابطح میں قیام کرنے کے ہیں۔

فائدہ ❶ :...... محصب میں نزول و اقامت مناسکِ حج میں سے نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد آرام فرمانے کے لیے یہاں اقامت کی، ظہر وعصر اور مغرب عشا پڑھی اور چودھویں رات گزاری، چونکہ آپ نے یہاں نزول فرمایا تھا اس لیے آپ کی اتباع میں یہاں کی اقامت مستحب ہے۔ خلفا نے آپ کے بعد اس پر عمل کیا، امام مالک، امام شافعی اور جمہور اہلِ علم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اقتدا میں اسے مستحب قرار دیا ہے، اگر کسی نے وہاں نزول نہ کیا تو بالاجماع کوئی حرج کی بات نہیں۔

82۔ بَابُ مَنْ نَزَلَ الأَبْطَحَ

۸۲۔ باب: ابطح میں قیام کرنے کا بیان

923۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالأَعْلَى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا نَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الأَبْطَحَ لأَنَّهُ كَانَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الحج ٥٩ (١٣١١) (تحفة الأشراف: ١٦٧٨٥)، وأخرجه كل من: م/الحج (المصدر المذكور)، ق/المناسك ٨١ (٣٠٦٧) من غير هذا الوجه.

923/ م۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، نَحْوَهُ.

تخریج : انظر ما قبله (صحیح)

۹۲۳۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابطح میں قیام فرمایا اس لیے کہ یہاں سے (مدینے کے لیے) روانہ ہونا زیادہ آسان تھا۔امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۹۲۳/م۔ہم سے ابن ابی عمر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا اور سفیان نے ہشام بن عروہ سے اسی طرح کی حدیث روایت کی۔

83۔بَابُ مَا جَاءَ فِي حَجِّ الصَّبِيِّ

۸۳۔باب: بچے کے حج کا بیان

924۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

تخریج: ق/المناسك ١١ (٢٩١٠) (تحفة الأشراف: ٣٠٧٦) (صحیح)

۹۲۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنے بچے کو رسول اللہ ﷺ کی طرف اٹھا کر پوچھا: اللہ کے رسول! کیا اس پر بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اور اجر تجھے ملے گا۔'' [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ جابر کی حدیث غریب ہے۔۲۔اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

فائدہ [1] :......اس میں شافعی، احمد، مالک اور جمہور علما کے لیے دلیل ہے، جو اس بات کے قائل ہیں کہ نابالغ بچے کا حج صحیح ہے، اس پر اسے ثواب دیا جائے گا اگر چہ اس سے فرض ساقط نہیں ہوگا اور بالغ ہونے کی استطاعت کی صورت میں اسے پھر سے حج کرنا پڑے گا اور نابالغ کا یہ حج نفلی حج ہوگا، امام ابوحنیفہ کا کہنا ہے کہ نابالغ بچے کا حج منعقد نہیں ہوگا وہ صرف تمرین ومشق کے لیے اسے کرے گا، اس پر اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا، یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔

925۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا قَزَعَةُ بْنُ سُوَيْدٍ الْبَاهِلِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا. وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ الصَّبِيَّ إِذَا حَجَّ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ، فَعَلَيْهِ الْحَجُّ إِذَا أَدْرَكَ. لَاتُجْزِءُ عَنْهُ تِلْكَ الْحَجَّةُ عَنْ حَجَّةِ الإِسْلَامِ. وَكَذَلِكَ الْمَمْلُوكُ إِذَا حَجَّ فِي رِقِّهِ، ثُمَّ أُعْتِقَ، فَعَلَيْهِ الْحَجُّ إِذَا وَجَدَ إِلَى ذَلِكَ سَبِيلًا. وَلَا يُجْزِءُ عَنْهُ مَا حَجَّ فِي حَالِ رِقِّهِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

تخریج: انظر ما قبله (صحیح)

۹۲۵۔ اس سند سے بھی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔
امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ محمد بن منکدر سے بھی روایت کی گئی ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے۔
۲۔ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ بچہ جب بالغ ہونے سے پہلے حج کر لے تو (اس کا فریضہ ساقط نہیں ہوگا) جب وہ بالغ ہو جائے گا تو اس کے ذمے حج ہوگا۔ کم سنی کا یہ حج اسلام کے عائد کردہ فریضہ حج کے لیے کافی نہیں ہوگا۔ اسی طرح غلام کا معاملہ ہے، اگر وہ غلامی میں حج کر چکا ہو پھر آزاد کر دیا جائے تو آزادی کی حالت میں اس پر حج فرض ہوگا، جب وہ اس کی سبیل پالے، غلامی کی حالت میں کیا ہوا حج کافی نہیں ہوگا۔ سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی قول ہے۔

926ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: حَجَّ بِي أَبِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/جزاء الصيد ٢٥ (١٨٥٨) (تحفة الأشراف: ٣٨٠٣) (صحيح)

۹۲۶۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میرے باپ نے حجۃ الوداع میں مجھے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا، میں سات برس کا تھا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

84۔ بابٌ

۸۴۔ باب: بچوں کے حج سے متعلق ایک اور باب

927ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْوَاسِطِيُّ، قَال: سَمِعْتُ ابْنَ نُمَيْرٍ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكُنَّا نُلَبِّي عَنِ النِّسَاءِ وَنَرْمِي عَنِ الصِّبْيَانِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ؛ لا نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الْمَرْأَةَ لا يُلَبِّي عَنْهَا غَيْرُهَا. بَلْ هِيَ تُلَبِّي عَنْ نَفْسِهَا. وَيُكْرَهُ لَهَا رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ.

تخريج: ق/المناسك ٦٨ (٣٠٣٨) (تحفة الأشراف: ٢٦٦٢) (ضعيف)

(سند میں اشعث بن سوار ضعیف راوی ہیں)

۹۲۷۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کیا تو ہم عورتوں کی طرف سے تلبیہ کہتے اور بچوں کی طرف سے رمی کرتے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔
۲۔ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت کی طرف سے کوئی دوسرا تلبیہ نہیں کہے گا، بلکہ وہ خود ہی تلبیہ کہے گی، البتہ اس کے لیے تلبیے میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔

85۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَجِّ عَنِ الشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْمَيِّتِ

۸۵۔ باب: زیادہ بوڑھے آدمی اور میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان

928۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي أَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللهِ فِي الْحَجِّ، وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى ظَهْرِ الْبَعِيرِ. قَالَ: حُجِّي عَنْهُ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَبُرَيْدَةَ وَحُصَيْنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ وَسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا عَنْ سِنَانِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ عَمَّتِهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ؟ فَقَالَ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ مَا رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ الْفَضْلِ وَغَيْرِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ رَوَى هَذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَرْسَلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ الَّذِي سَمِعَهُ مِنْهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ غَيْرُ حَدِيثٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. يَرَوْنَ أَنْ يُحَجَّ عَنِ الْمَيِّتِ. وَ قَالَ مَالِكٌ: إِذَا أَوْصَى أَنْ يُحَجَّ عَنْهُ، حُجَّ عَنْهُ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُهُمْ أَنْ يُحَجَّ عَنِ الْحَيِّ إِذَا كَانَ كَبِيرًا، أَوْ بِحَالٍ لَا يَقْدِرُ أَنْ يَحُجَّ. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ.

تخریج: خ/جزاء الصید ۲۳ (۱۸۵۳)، م/الحج ۷۱ (۱۳۲۵)، ن/آداب القضاۃ ۹ (۵۳۹۱)، ق/المناسک ۱۰ (۲۹۰۹) (تحفۃ الأشراف: ۱۱۰۴۸) (صحیح)

۹۲۸۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے والد کو اللہ کے فریضہ حج نے پالیا ہے، لیکن وہ اتنے بوڑھے ہیں کہ اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ نہیں سکتے (تو کیا کیا جائے؟)۔ آپ نے فرمایا: ''تو ان کی طرف سے حج کرلے''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حصین بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ ۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سنان بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ نے اپنی پھوپھی سے اوران کی پھوپھی نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ ۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے براہِ راست نبی اکرم ﷺ سے بھی روایت کی ہے۔ ۵۔ امام ترمذی کہتے ہیں: میں نے ان روایات کے بارے میں محمد بن اسماعیل بخاری سے پوچھا

توانہوں نے کہا: اس باب میں سب سے صحیح روایت وہ ہے جسے ابن عباس نے فضل بن عباس سے اور فضل نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ ۶- محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ اس کا بھی احتمال ہے کہ ابن عباس نے اسے (اپنے بھائی) فضل سے اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بھی سنا ہو اور ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہو، اور پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہو اور جس سے انہوں نے اسے سنا ہو اس کا نام ذکر نہ کیا ہو، نبی اکرم ﷺ سے اس باب میں کئی اور بھی احادیث ہیں۔ ۷- اس باب میں علی، بریدہ، حصین بن عوف، ابورزین عقیلی، سودہ بنت زمعہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۸- صحابہ کرام وغیرہم میں سے اہل علم کا اسی پر عمل ہے اور یہی ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ بھی کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے۔ ۹- مالک کہتے ہیں: میت کی طرف سے حج اس وقت کیا جائے گا جب وہ حج کرنے کی وصیت کر گیا ہو۔ ۱۰- بعض لوگوں نے زندہ شخص کی طرف سے جب وہ بہت زیادہ بوڑھا ہو گیا ہو یا ایسی حالت میں ہو کہ وہ حج پر قدرت نہ رکھتا ہو حج کرنے کی اجازت دی ہے۔ یہی ابن مبارک اور شافعی کا بھی قول ہے۔

86- بَابٌ مِنْهُ آخَرُ

۸۶- باب: حج میں نیابت سے متعلق ایک اور باب

929- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالأَعْلَى، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ. وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، حُجِّي عَنْهَا.)) قَالَ: وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الصيام ٢٧ (١١٤٩) (بزيادة) (تحفة الأشراف: ١٩٨٠) (صحيح)

۹۲۹- بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر عرض کی: میری ماں مرگئی ہے، وہ حج نہیں کرسکی تھی، کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، تو اس کی طرف سے حج کرلے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

87- بَابٌ مِنْهُ

۸۷- باب: حج میں نیابت سے متعلق ایک اور باب

930- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ؛ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ. قَالَ: ((حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ.))

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَإِنَّمَا ذُكِرَتِ الْعُمْرَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا

الْحَدِيثِ، أَنْ يَعْتَمِرَ الرَّجُلُ عَنْ غَيْرِهِ. وَأَبُو رَزِينٍ الْعُقَيْلِيُّ اسْمُهُ: لَقِيطُ بْنُ عَامِرٍ.

تخريج: د/الحج ٢٦ (١٨١٠)، ن/الحج ٢ (٢٦٢٢)، و١٠ (٢٦٣٨)، ق/المناسك ١٠ (٢٩٠٦)، (تحفة الأشراف: ١١١٧٣)، حم (١٠/٤-١٢) (صحيح)

۹۳۰۔ ابورزین عقیلی لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر عرض کی: اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہیں، وہ حج وعمرہ کرنے اور سوار ہو کر سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: ''تم اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرلو''امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ عمرے کا ذکر صرف اسی حدیث میں مذکور ہوا ہے کہ آدمی غیر کی طرف سے عمرہ کرسکتا ہے۔

88۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرَةِ أَوَاجِبَةٌ هِيَ أَمْ لَا

۸۸۔ باب: کیا عمرہ واجب ہے یا واجب نہیں ہے؟

931۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْعُمْرَةِ أَوَاجِبَةٌ هِيَ؟ قَالَ: ((لا وَأَنْ تَعْتَمِرُوا هُوَ أَفْضَلُ.)) قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالُوا: الْعُمْرَةُ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ. وَكَانَ يُقَالُ هُمَا حَجَّانِ: الْحَجُّ الأَكْبَرُ يَوْمُ النَّحْرِ، وَالْحَجُّ الأَصْغَرُ الْعُمْرَةُ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: الْعُمْرَةُ سُنَّةٌ. لا نَعْلَمُ أَحَدًا رَخَّصَ فِي تَرْكِهَا. وَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ ثَابِتٌ بِأَنَّهَا تَطَوُّعٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِإِسْنَادٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ، لا تَقُومُ بِمِثْلِهِ الْحُجَّةُ. وَقَدْ بَلَغَنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يُوجِبُهَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: كُلُّهُ كَلامُ الشَّافِعِيِّ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٣٠١١) (ضعيف الإسناد)

(سند میں حجاج بن ارطاۃ کثیر الارسال والتدلیس ہیں)

۹۳۱۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے عمرے کے بارے میں پوچھا گیا: کیا یہ واجب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، لیکن عمرہ کرنا بہتر ہے'' ❶۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اور یہی بعض اہل علم کا قول ہے، وہ کہتے ہیں کہ عمرہ واجب نہیں ہے۔ ۳۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حج دو ہیں: ایک حج اکبر ہے جو یوم نحر (دسویں ذی الحجہ کو) ہوتا ہے اور دوسرا حج اصغر ہے جسے عمرہ کہتے ہیں۔ ۴۔ شافعی کہتے ہیں: عمرہ (کا وجوب) سنت سے ثابت ہے، ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے اسے چھوڑنے کی اجازت دی ہو۔ اور اس کے نفل ہونے کے سلسلے میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے جس سند سے (نفل ہونا) مروی ہے وہ ضعیف ہے۔ اس جیسی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی اور ہم تک یہ بات بھی پہنچی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے واجب قرار دیتے تھے۔ یہ سب شافعی کا کلام ہے۔

فائدہ ❶:...... اس سے حنفیہ اور مالکیہ نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ عمرہ واجب نہیں ہے، لیکن یہ حدیث

ضعیف ہے لائق استدلال نہیں۔

89۔ بَابٌ مِنْهُ

۸۹۔ باب: حج سے متعلق ایک اور باب

932۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِاللهِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنْ لَا بَأْسَ بِالْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ. وَهَكَذَا فَسَّرَهُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا لَا يَعْتَمِرُونَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ. فَلَمَّا جَاءَ الإِسْلاَمُ رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. يَعْنِي لَا بَأْسَ بِالْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، وَأَشْهُرُ الْحَجِّ: شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، لَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ إِلاَّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، وَأَشْهُرُ الْحُرُمِ: رَجَبٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ. هَكَذَا قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٦٤٣٠١) (صحيح)

(سند میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہیں، لیکن متابعات وشواہد سے تقویت پاکر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے)

وأخرجه كل من: م/الحج ٣١ (١٢٤١)، د/المناسك ٢٣ (١٧٩٠)، ن/الحج ٧٧ (١٨١٧)، حم (١/٢٣٦، ٢٥٣، ٢٥٩، ٣٤١)، د/المناسك ١٨ (١٨٩٨)، من غير هذا الطريق، وأصله عند: خ/تقصير الصلاة ٣ (١٠٨٥)، والحج ٢٣ (١٥٤٥)، و٣٤ (١٥٦٤)، والشركة ١٥ (٢٥٠٥)، ومناقب الأنصار ٢٦ (٣٨٣٢)

۹۳۲۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمرہ حج میں قیامت تک کے لیے داخل ہو چکا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن ہے۔ ۲۔ اس باب میں سراقہ بن جعشم اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی تشریح شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ نے بھی کی ہے کہ جاہلیت کے لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ نہیں کرتے تھے، جب اسلام آیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کی اجازت دے دی اور فرمایا: ''عمرہ حج میں قیامت تک کے لیے داخل ہو چکا ہے''، یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اشہر حج شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں''، کسی شخص کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ حج کے مہینوں کے علاوہ کسی اور مہینے میں حج کا احرام باندھے، اور حرمت والے مہینے یہ ہیں:

رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم۔ صحابہ کرام وغیرہم میں سے اکثر اہلِ علم اسی کے قائل ہیں۔ [1]

فائدہ [1] :...... مگر حرمت والے مہینوں کا حج کے لیے احرام باندھنے سے کوئی تعلق نہیں ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر صرف وضاحت کے لیے کیا ہے تاکہ دونوں خلط ملط نہ جائیں۔

90- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الْعُمْرَةِ

۹۰- باب: عمرہ کی فضیلت کا بیان

933- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ تُكَفِّرُ مَا بَيْنَهُمَا. وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الحج ٧٩ (١٣٤٩)، (تحفة الأشراف: ١٢٥٥٦)، حم (٢/٢٤٦، ٤٦١) (صحيح)

وأخرجه كل من: خ/العمرة (١٧٧٣)، م/الحج (المصدر المذكور) ن/الحج ٣ (٢٦٢٣)، و٥ (٢٦٣٠)، ق/المناسك ٣ (٢٨٨٨)، ط/الحج ٢١ (٦٥)، حم (٢/٢٦٢)، د/المناسك ٧ (١٨٠٢)، من غير هذا الطريق.

۹۳۳- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ درمیان کے تمام گناہ مٹا دیتا ہے [1] اور حجِ مقبول [2] کا بدلہ جنت ہی ہے۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ [1] :...... مراد صغائر (چھوٹے گناہ) ہیں نہ کہ کبائر (بڑے گناہ)، کیونکہ کبائر بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

فائدہ [2] :...... حجِ مقبول وہ حج ہے جس میں کسی گناہ کی ملاوٹ نہ ہو۔

91- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرَةِ مِنَ التَّنْعِيمِ

۹۱- باب: (حدودِ حرم سے باہر) مقام تنعیم سے عمرہ کرنے کا بیان

934- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُعْمِرَ عَائِشَةَ مِنَ التَّنْعِيمِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/العمرة ٦ (١٧٨٤)، والجهاد ١٢٤ (٢٩٨٥)، م/الحج ١٧ (١٢١٢)، ق/المناسك ٤٨ (٢٩٩٩)، (تحفة الأشراف: ٩٦٨٧) (صحيح)

۹۳۴- عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم [1] سے عمرہ کرائیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... تنعیم مکے سے باہرایک معروف جگہ کا نام ہے جو مدینے کی جہت میں مکے سے چارمیل کی دوری پر ہے،عمرے کے لیے اہل مکہ کی میقات حل (حرمِ مکہ سے باہر کی جگہ) ہے،اور تنعیم چونکہ سب سے قریبی حِل ہے اس لیے آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے احرام باندھنے کا حکم دیا۔ اور یہ عمرہ ان کے لیے اس عمرے کے بدلے میں تھا جو وہ حج سے قبل حیض آجانے کی وجہ سے نہیں کرسکی تھیں، اس سے حج کے بعد عمرے پر عمرہ کرنے کی موجودہ چلن پر دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔

92-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرَةِ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ

۹۲-باب: نبی اکرم ﷺ کے عمرۂ جعرانہ کا بیان

935- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُزَاحِمِ بْنِ أَبِي مُزَاحِمٍ، عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ لَيْلًا مُعْتَمِرًا. فَدَخَلَ مَكَّةَ لَيْلًا فَقَضَى عُمْرَتَهُ. ثُمَّ خَرَجَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَأَصْبَحَ بِالْجِعِرَّانَةِ كَبَائِتٍ. فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْغَدِ، خَرَجَ مِنْ بَطْنِ سَرِفَ. حَتَّى جَاءَ مَعَ الطَّرِيقِ، طَرِيقِ جَمْعٍ بِبَطْنِ سَرِفَ. فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ خَفِيَتْ عُمْرَتُهُ عَلَى النَّاسِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَلاَ نَعْرِفُ لِمُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَيُقَالُ: جَاءَ مَعَ الطَّرِيقِ مَوْصُولٌ.

تخريج: د/الحج ٨١ (١٩٩٦)، ن/الحج ١٠٤ (٢٨٦٦، ٢٨٦٧)، (تحفة الأشراف: ١١٢٢٠)، حم (٣/٤٢٦)، د/المناسك ٤١ (١٩٠٣) (صحيح)

۹۳۵- محرش کعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے رات کو عمرے کی نیت سے نکلے اور رات ہی میں مکے میں داخل ہوئے، آپ نے اپنا عمرہ پورا کیا، پھر اسی رات (مکے سے) نکل پڑے اور آپ نے واپس جعرانہ ❶ میں صبح کی، گویا آپ نے وہیں رات گزاری ہو اور جب دوسرے دن سورج ڈھل گیا تو آپ وادیِ سرف ❷ سے نکلے یہاں تک کہ اس راستے پر آئے جس سے وادیِ سرف والا راستہ آکر مل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے (بہت سے) لوگوں سے آپ کا عمرہ پوشیدہ رہا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ۲- ہم اس حدیث کے علاوہ محرش کعبی کی کوئی اور حدیث نہیں جانتے جسے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہو اور کہا جاتا ہے: ''جاء مع الطريق'' والاٹکڑا موصول ہے۔

فائدہ ❶ :...... مکے اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

فائدہ ❷ :...... مکے سے تین میل کی دوری پر ایک جگہ ہے۔

93۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمْرَةِ رَجَبٍ

۹۳۔ باب: رجب کے عمرے کا بیان

936۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ: فِي أَيِّ شَهْرٍ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: فِي رَجَبٍ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ مَعَهُ تَعْنِي ابْنَ عُمَرَ وَمَا اعْتَمَرَ فِي شَهْرِ رَجَبٍ قَطُّ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ.

تخريج: ق/المناسك ۳۷ (۲۹۹۸)، (تحفة الأشراف: ۱۷۳۷۳)، وراجع ما عند خ/العمرة ۳ (۱۷۷٦)، م/الحج ۳۵ (۱۲۵۵، ۱۲۹) (صحيح)

۹۳۶۔ عروہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: رسول اللہ ﷺ نے کس مہینے میں عمرہ کیا تھا؟ تو انہوں نے کہا: رجب میں، اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جو بھی عمرہ کیا، اس میں وہ، یعنی ابن عمر آپ کے ساتھ تھے، آپ نے رجب کے مہینے میں کبھی بھی عمرہ نہیں کیا[1]۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ۲۔ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن زبیر سے نہیں سنا ہے۔

فائدہ[1] :...... مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر خاموش رہے، کچھ نہیں بولے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ ان پر مشتبہ تھا، یا تو وہ بھول گئے تھے، یا انہیں شک ہوگیا تھا، اسی وجہ سے ام المومنین کی بات کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، اس سلسلے میں صحیح بات ام المومنین کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

937۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعًا، إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

تخريج: تفرد به (بهذا السياق) المؤلف، وراجع ما عند: خ/العمرة ۳ (۱۷۷۵)، م/الحج ۱۳۵ (۱۲۵۵، ۲۲۰)، (تحفة الأشراف: ۷۳۸٤) (صحيح)

۹۳۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چار عمرے کیے، ان میں سے ایک رجب میں تھا[1]۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ[1] :...... ترمذی نے یہ حدیث مختصراً روایت کی ہے شیخین نے اسے جریر عن منصور عن مجاہد کے طریق سے مفصلاً روایت کی ہے۔ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں "قال: دخلت أنا وعروة بن الزبير المسجد فاذا عبدالله

بن عمر جالس إلى حجرة عائشة، وإذا ناس يصلون فى المسجد صلاة الضحىٰ، قال: فسألناه عن صلاتهم فقال: بدعة، ثم قال له: كم اعتمر النبى؟ قال: أربع احداهن فى رجب، فكرهنا؟ أن نردّعليه وقال: سمعنااستنان عائشة أم المومنين فى الحجرة فقال عروة: يا أم المومنين! ألاتسمعين ما يقول أبوعبدالرحمن؟ قالت: مايقول؟ قال: يقول: إن رسول الله اعتمر أربع عمرات إحداهن فى رجب، قالت: يرحم ؒ أباعبدالرحمن۔ ما أعتمر عمرة الا وهو شاهد، وما اعتمر فى رجب قط۔" (مجاہد کہتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھا پایا، لوگ مسجد میں صلاۃ الضحیٰ (چاشت کی صلاۃ) پڑھ رہے تھے، ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان لوگوں کی صلاۃ کے بارے میں پوچھا، فرمایا: یہ بدعت ہے، پھر مجاہد نے ان سے پوچھا نبی اکرم ﷺ نے کتنے عمرے کیے تھے؟ کہا: چار عمرے، ایک ماہ رجب میں تھا، ہم نے یہ ناپسند کیا کہ ان کی تردید کریں، ہم نے ام المومنین عائشہ کی حجرے میں آواز سنی تو عروہ نے کہا: ام المومنین ابوعبدالرحمٰن ابن عمر جو کہہ رہے ہیں کیا آپ اسے سن رہی ہیں؟ کہا: کیا کہہ رہے ہیں، کہا کہہ رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ایک رجب میں تھا، فرمایا: اللہ ابوعبدالرحمٰن ابن عمر پر اپنا رحم فرمائے، رسول اللہ ﷺ کے ہر عمرے میں وہ حاضر تھے (پھر بھی یہ بات کہہ رہے ہیں) آپ نے رجب میں ہرگز عمرہ نہیں کیا۔

94۔بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمْرَةِ ذِى الْقَعْدَةِ

۹۴۔ باب: نبی اکرم ﷺ کے ذی قعدہ والے عمرے کا بیان

938۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، هُوَ السَّلُولِيُّ الْكُوفِيُّ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

تخريج: خ/جزاء الصيد ۱۷ (۱۸۴٤)، والصلح ٦ (۲٦۹۹)، والمغازي ٤۳ (٤۲٥۱)، (تحفة الأشراف: ۱۸۰۳) (صحيح) وأخرجه خ/العمرة ۳ (۱۷۸۱) من غير هذا الوجه.

۹۳۸۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ کیا۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

فائدہ ❶: ...... بخاری کی ایک روایت میں ہے "اعتمر رسول الله ﷺ فى ذى القعدة قبل أن يحج مرتين۔" نبی اکرم ﷺ نے حج سے پہلے ذوقعدہ میں دومرتبہ عمرہ کیا)

95۔بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمْرَةِ رَمَضَانَ

۹۵۔باب: رمضان میں عمرے کی فضیلت کا بیان

939۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أُمِّ مَعْقِلٍ، عَنْ أُمِّ مَعْقِلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً)). وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ، وَوَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيُقَالُ هَرِمُ بْنُ خَنْبَشٍ. قَالَ بَيَانٌ وَجَابِرٌ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ. وَقَالَ دَاوُدُ الأَوْدِيُّ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ هَرِمِ بْنِ خَنْبَشٍ. وَوَهْبٌ أَصَحُّ. وَحَدِيثُ أُمِّ مَعْقِلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً. قَالَ إِسْحَاقُ: مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَقَدْ قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.

تخريج: ق/المناسك ٤٥ (٢٩٩٣) (تحفة الأشراف: ١٨٣٦٠) (صحيح)

۹۳۹۔ ام معقل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: '' رمضان کا عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ام معقل کی حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ۲۔ (وہب کے بجائے) ہرم بن خنبش بھی کہا جاتا ہے۔ بیان اور جابر نے یوں کہا ہے ''عن الشعبی عن وهب بن خنبش'' اور داود اودی نے یوں کہا ہے ''عن الشعبی عن هرم بن خنبش'' لیکن صحیح وہب بن خنبش ہی ہے۔ ۳۔ اس باب میں ابن عباس، جابر، ابو ہریرہ، انس اور وہب بن خنبش رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۴۔ احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ رمضان کا عمرہ حج کے ثواب کے برابر ہے۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم بھی اس حدیث کے مفہوم کی طرح ہے جو نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ جس نے سورۂ ''قل هو الله أحد'' پڑھی اس نے تہائی قرآن پڑھا [1]۔

فائدہ [1] :...... یعنی مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر اعتبار سے عمرہ حج کے برابر ہے، بلکہ صرف اجر وثواب میں حج کے برابر ہے، ایسا نہیں کہ اس سے فریضہ حج ادا ہو جائے گا، یا نذر مانا ہوا حج پورا ہو جائے گا۔

96۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَيُكْسَرُ أَوْ يَعْرَجُ

۹۶۔باب: جو حج کا تلبیہ پکار رہا ہو پھر اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے تو کیا کرے؟

940۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ. حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى)).

فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ ، فَقَالَا: صَدَقَ . حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ . أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ الأَنْصَارِيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ مِثْلَهُ . قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَـذَا حَـدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . هَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ ، نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ . وَرَوَى مَـعْمَرٌ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْـنِ رَافِعٍ ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَـذَا الْحَدِيثَ . وَحَجَّاجٌ الصَّوَّافُ لَمْ يَذْكُرْ فِي حَـدِيثِهِ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَافِعٍ . وَحَجَّاجٌ ثِقَةٌ حَافِظٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ . و سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: رِوَايَةُ مَعْمَرٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ أَصَحُّ .

تـخـريـج: د/الـحـج ٤٤ (١٨٦٢)، ن/الحج ١٠٢ (٢٨٦٣)، ق/المناسك ٨٥ (٣٠٧٧)، (تحفة الأشراف: ٣٢٩٤)، حم (٣/٤٥٠) (صحيح)

940/ م- حَـدَّثَـنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، نَحْوَهُ .

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۹۴۰۔ حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے تو اس کے لیے احرام کھول دینا درست ہے، اس پر دوسرا حج لازم ہوگا۔'' ❶

میں نے اس کا ذکر ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے کیا تو ان دونوں نے کہا کہ انہوں (حجاج) نے سچ کہا۔

اسحاق بن منصور کی سند بھی حجاج رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت ہے، البتہ اس میں ''عن الحجاج بن عمرو قال: قال رسول اللہ ﷺ'' کے بجائے ''سمعت'' کے الفاظ ہیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اسی طرح کئی اور لوگوں نے بھی حجاج الصواف سے اسی طرح روایت کی ہے۔ ۳۔ معمر اور معاویہ بن سلام نے بھی یہ حدیث بطریق: ''یحییٰ بن أبی کثیر، عن عکرمة، عن عبد اللہ بن رافع، عن الحجاج بن عمرو، عن النبی ﷺ'' روایت کی ہے۔ ۴۔ اور حجاج الصواف نے اپنی روایت میں عبداللہ بن رافع کا ذکر نہیں کیا ہے۔ حجاج الصواف محدثین کے نزدیک ثقہ اور حافظ ہیں۔ ۵۔ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے سنا کہ معمر اور معاویہ بن سلام کی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے۔ ۶۔ عبدالرزاق نے بسند معمر عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عکرمہ عن عبداللہ بن رافع عن حجاج بن عمرو عن النبی ﷺ اسی طرح روایت کی ہے۔

فائدہ ❶ :...... ابوداود کی ایک روایت میں ''مِنْ قَابِلٍ'' کا اضافہ ہے، یعنی اگلے سال وہ اس حج کی قضا کرے گا۔ خطابی کہتے ہیں: یہ اس شخص کے لیے ہے جس کا یہ حج فرض حج رہا ہو، لیکن نفلی حج کرنے والا اگر روک دیا جائے تو اس پر قضا نہیں، یہی مالک اور شافعی کا قول ہے، جب کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا کہنا ہے کہ اس پر حج اور عمرہ دونوں

لازم ہوگا، امام نخعی کا بھی قول یہی ہے۔

97-بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ

۹۷۔باب: حج میں شرط لگا لینے کا بیان

941- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَوَّامٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ؛ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ. أَفَأَشْتَرِطُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَتْ: كَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: ((قُولِي لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ مَحِلِّي مِنَ الأَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِي)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. يَرَوْنَ الاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ. وَيَقُولُونَ: إِنِ اشْتَرَطَ فَعَرَضَ لَهُ مَرَضٌ أَوْ عُذْرٌ، فَلَهُ أَنْ يَحِلَّ وَيَخْرُجَ مِنْ إِحْرَامِهِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَلَمْ يَرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الاشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ. وَقَالُوا: إِنِ اشْتَرَطَ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ إِحْرَامِهِ. وَيَرَوْنَهُ كَمَنْ لَمْ يَشْتَرِطْ.

تخريج: د/الحج ٢٢ (١٧٧٦)، ن/الحج ٦٠ (٢٧٦٧)، د/المناسك ١٥ (١٨٥٢)، (تحفة الأشراف: ٦٢٣٢) (صحيح) و أخرجه: ن/الحج ٥٩ (٢٧٦٦)، و ٦٠ (٢٧٦٨)، ق/المناسك ٢٤ (٢٩٣٨)، حم (١/٣٥٣٧) من غير هذا الطريق.

۹۴۱۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ضباعہ بنت زبیر نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا: اللہ کے رسول! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں، تو کیا میں شرط لگا سکتی ہوں؟ (کہ اگر کوئی عذر شرعی لاحق ہوا تو احرام کھول دوں گی) آپ نے فرمایا:'' ہاں'' توانہوں نے پوچھا: میں کیسے کہوں؟ آپ نے فرمایا:'' لَبَّيْكَ اللّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ مَحِلِّي مِنَ الأَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِي '' (حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں حاضر ہوں، میرے احرام کھولنے کی جگہ وہ ہے جہاں تو مجھے روک دے)۔امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں جابر، اسماء بنت ابی بکر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- اسی پر بعض اہل علم کا عمل ہے، وہ حج میں شرط لگا لینے کو درست سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اس نے شرط کر لی پھر اسے کوئی مرض یا عذر لاحق ہوا تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ حلال ہو جائے اور اپنے احرام سے نکل آئے۔ یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔ ۴- بعض اہل علم حج میں شرط لگانے کے قائل نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اس نے شرط لگا بھی لی تو اسے احرام سے نکلنے کا حق نہیں، یہ لوگ اسے اس شخص کی طرح سمجھتے ہیں جس نے شرط نہیں لگائی ہے۔ ❶

فائدہ ❶ :...... یہ لوگ ضباعہ بنت زبیر کی روایت کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ضباعہ ہی کے ساتھ خاص تھا،

ایک تاویل یہ بھی کی گئی ہے کہ "محلي حيث حبسني" (میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہے جہاں تو مجھے روک دے) کا معنی "محلي حيث حبسني الموت" (میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہے جہاں تونے مجھے موت دے دی) ہے کیونکہ مرجانے سے احرام خود بخود ختم ہوجاتا ہے، لیکن یہ دونوں تاویلیں باطل ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ شرط خاص عمرے سے تحلل کے ساتھ ہے حج کے تحلل سے نہیں، لیکن ضباعہ کا واقعہ اس قول کو باطل کردیتا۔

98۔ بَابٌ مِنْهُ

۹۸۔ باب: حج میں شرط لگانے سے متعلق ایک اور باب

942۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ الاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُ: أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ؟. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: خ/المحصر ۲ (۱۸۱۰)، ن/الحج ٦١ (۲۷۷۰) (تحفة الأشراف: ٦٩٣٧)، حم (۲/۳۳) (صحيح)

۹۴۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حج میں شرط لگانے سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے: کیا تمہارے لیے تمہارے نبی اکرم ﷺ کا طریقہ کافی نہیں ہے۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... دراصل ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تردید میں کہی تھی جو شرط لگانے کا فتوی دیتے تھے، ان کو ضباعہ رضی اللہ عنہا والی حدیث نہیں پہنچی تھی ورنہ ایسی بات نہ کہتے اور آپ کا اشارہ صلح حدیبیہ میں نبی اکرم ﷺ کے عمرے سے روک دیے جانے کی طرف تھا۔

99۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الإِفَاضَةِ

۹۹۔ باب: طواف افاضہ کے بعد عورت کو حیض آجائے تو کیا ہوگا؟

943۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ذَكَرْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ حَاضَتْ فِي أَيَّامِ مِنًى. فَقَالَ: ((أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟)) قَالُوا: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَلَا، إِذًا)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا طَافَتْ طَوَافَ الزِّيَارَةِ ثُمَّ حَاضَتْ، فَإِنَّهَا تَنْفِرُ وَلَيْسَ عَلَيْهَا شَيْءٌ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

تخريج: م/الحج ٦٧ (۱۲۱۱/۳۸۳) (تحفة الأشراف: ۱۷۵۱۲) (صحيح)

وأخرجه كل من: خ/الحيض ۲۷ (۳۲۸)، والحج ۱۲۹ (۱۷۳۳)، و ۱٤٥ (۱۷۵۷)، و ۱۵ (۱۷۷۱)،

م/الحج (المصدر المذكور رقم: ٣٨٢)، د/الحج ٨٥ (٢٠٠٣)، ن/الحيض ٢٣ (٣٩١)، ق/المناسك ٨٣ (٣٠٧٢)، ط/الحج ٧٥ (٢٦٦)، حم (٦/٣٨، ٣٩، ٨٢، ٩٩، ١٢٢، ١٦٤، ١٧٥، ١٩٣، ٢٠٢، ٢٠٧، ٢١٣، ٢٢٤، ٢٣١، ٢٥٣)، د/المناسك ٧٣ (١٩٥٨) من غير هذا الطريق.

۹۴۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ صفیہ بنت حیی منیٰ کے دنوں میں حائضہ ہوگئی ہیں، آپ نے پوچھا: ''کیا وہ ہمیں (مکے سے روانہ ہونے سے) روک دے گی؟'' لوگوں نے عرض کی: وہ طوافِ افاضہ کر چکی ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تب تو کوئی حرج نہیں۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اس باب میں ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔ ۳- اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ عورت جب طوافِ زیارت کر چکی ہو اور پھر اسے حیض آ جائے تو وہ روانہ ہو سکتی ہے، طوافِ وداع چھوڑ دینے سے اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ یہی سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔

944- حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَلْيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ. إِلاَّ الْحُيَّضَ. وَرَخَّصَ لَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (وأخرجه النسائي في الكبرىٰ) (تحفة الأشراف: ٨٠٨١) (صحيح)

۹۴۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس نے بیت اللہ کا حج کیا، اس کا آخری کام بیت اللہ کا طواف (وداع) ہونا چاہیے، حائضہ عورتوں کے سوا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں رخصت دی ہے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲- اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔

100- بَابُ مَا جَاءَ مَا تَقْضِي الْحَائِضُ مِنَ الْمَنَاسِكِ

۱۰۰- باب: حائضہ عورت حج کے کون کون سے مناسک ادا کرے؟

945- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: حِضْتُ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقْضِيَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلاَّ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: الْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا، مَا خَلاَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَيْضًا.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٦٠١٣) (صحيح)

(سند میں جابر جعفی سخت ضعیف ہیں، لیکن متابعات کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے) وأخرجه كل من: خ/الحيض ٧

(٣٠٥)، والحج ٣٣ (١٥٠٦)، و٨١ (١٦٥٠)، والعمرة ٩ (١٧٨٨)، والأضاحي ٣ (٥٥٤٨)، و١٠ (٥٥٥٩)، م/الحج ١٧ (١٢١١)، د/المناسك ٢٣ (١٧٨٢)، ن/الطهارة ١٨٣ (٢٩١)، والحيض ١ (٣٤٩)، والجهاد ٥ (٢٧٤٢)، ق/المناسك ٣٦ (٢٩٦٣)، د/المناسك ٦٢ (١٩٤٥) من غير هذا الطريق وبسياق آخر.

۹۴۵۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے حیض آ گیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے طواف کے علاوہ سبھی مناسک ادا کرنے کا حکم دیا۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں:۱۔ یہ حدیث اس طریق کے علاوہ سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔۲۔ اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے کہ حائضہ خانہ کعبہ کے طواف کے علاوہ سبھی مناسک ادا کرے گی۔

فائدہ ❶ :...... بخاری ومسلم کی روایت میں ہے "أهلي بالحج واصنعي ما يصنع الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت" یعنی حج کا تلبیہ پکارو اور وہ سارے کام کرو جو حاجی کرتا ہے سوائے خانہ کعبہ کے طواف کے۔

945م۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ الْجَزَرِيُّ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّ النُّفَسَاءَ وَالْحَائِضَ تَغْتَسِلُ وَتُحْرِمُ وَتَقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفَ بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

تخريج: د/المناسك ١٠ (١٧٤٤)، (تحفة الأشراف: ٥٨٩٣ و٦٠٩٧ و٦٣٩٢) (صحيح)

۹۴۵م۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کی ہے کہ" نفاس اور حیض والی عورتیں غسل کریں گی، تلبیہ پکاریں گی اور تمام مناسک حج ادا کریں گی، البتہ وہ خانہ کعبہ کا طواف نہیں کریں گی جب تک کہ پاک نہ ہو جائیں۔" امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

101۔بَابُ مَا جَاءَ مَنْ حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ فَلْيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ

۱۰۱۔باب: حج یا عمرہ کرنے والے کا آخری کام بیت اللہ (کعبہ) کا طواف ہونا چاہیے

946۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَانِ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلْيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ)). فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: خَرَرْتَ مِنْ يَدَيْكَ. سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ تُخْبِرْنَا بِهِ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ مِثْلَ هَذَا. وَقَدْ خُولِفَ الْحَجَّاجُ فِي بَعْضِ هَذَا الإِسْنَادِ.

تخريج: تفرد به المؤلف، (تحفة الأشراف : ٣٢٧٨) وانظر حم (٤١٦/٣ـ٤١٧) (منکر) (اس لفظ سے منکر ہے، لیکن اس کا معنی دوسرے طرق سے صحیح ہے، اور "أو اعتمر" کا لفظ ثابت نہیں ہے، سند میں "عبدالرحمن بن بیلمانی ضعیف ہیں، اور حجاج بن ارطاۃ مدلس ہیں اور عنعنہ سے روایت کیے ہوئے ہیں)

۹۴۶۔ حارث بن عبداللہ بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے اس گھر (بیت اللہ) کا حج یا عمرہ کیا تو چاہیے کہ اس کا آخری کام بیت اللہ کا طواف ہو۔ تو ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اپنے ہاتھوں کے بل زمین پر گرو، یعنی ہلاک ہو، تم نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور ہمیں نہیں بتائی۔" ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ حارث بن عبداللہ بن اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب ہے، اسی طرح دوسرے اور لوگوں نے بھی حجاج بن ارطاۃ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔ اور اس سند کے بعض حصے کے سلسلے میں حجاج سے اختلاف کیا گیا ہے۔
۲۔ اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت آئی ہے۔

فائدہ ❶: ...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ طوافِ وداع واجب ہے یہی اکثر علما کا قول ہے، وہ اس کے ترک سے دم کو لازم قرار دیتے ہیں۔ امام مالک، داود اور ابن المنذر رکھتے ہیں کہ یہ سنت ہے اور اس کے ترک سے کوئی چیز لازم نہیں آتی۔

102۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْقَارِنَ يَطُوفُ طَوَافًا وَاحِدًا

۱۰۲۔ باب: قارن کے ایک ہی طواف کرنے کا بیان

947۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ. فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. قَالُوا: الْقَارِنُ يَطُوفُ طَوَافًا وَاحِدًا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: يَطُوفُ طَوَافَيْنِ، وَيَسْعَى سَعْيَيْنِ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف : ٢٦٧٧) (صحيح) (سند میں حجاج بن ارطاۃ اور ابوالزبیر دونوں مدلس راوی ہیں اور روایت عنعنہ سے ہے، لیکن متابعات کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے)

۹۴۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کو ملا کر ایک ساتھ کیا اور ان کے لیے ایک ہی طواف کیا ❶۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔ ۲۔ اس باب میں ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ ۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حج قران کرنے والا ایک ہی طواف کرے گا۔ یہی شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے۔ ۴۔ اور صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض

اہلِ علم کا کہنا ہے کہ وہ دوطواف اور دوسعی کرے گا۔ یہی ثوری اور اہلِ کوفہ کا قول ہے۔

فائدہ ❶ :......اس حدیث سے جمہور نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ قارن کے لیے ایک ہی طواف کافی ہے اور اس سے مراد "طواف بین الصفا والمروۃ" یعنی سعی ہے نہ کہ خانہ کعبہ کا طواف، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرے میں بھی خانہ کعبہ کا طواف کیا اور یوم النحر کو طوافِ افاضہ بھی کیا، البتہ طوافِ افاضہ میں صفا ومروہ کی سعی نہیں کی۔ (دیکھیے: صحیح مسلم كتاب الحج باب رقم : ۱۹)

948۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَجْزَأَهُ طَوَافٌ وَاحِدٌ وَسَعْيٌ وَاحِدٌ عَنْهُمَا ، حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا)) . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ . تَفَرَّدَ بِهِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَلَى ذَلِكَ اللَّفْظِ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ . وَهُوَ أَصَحُّ .

تخريج: ق/المناسك ٣٩ (٢٩٧٥)، (تحفة الأشراف: ٨٠٢٩) (صحيح)

۹۴۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا اس کے لیے ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے یہاں تک کہ وہ ان دونوں کا احرام کھول دے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ۲۔ اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کرنے میں عبدالعزیز دراوردی منفرد ہیں۔ اسے دوسرے کئی اور لوگوں نے بھی عبیداللہ بن عمر (العمری) سے روایت کیا ہے، لیکن ان لوگوں نے اسے مرفوع نہیں کیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

103۔ بَابُ مَا جَاءَ أَنْ يَمْكُثَ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدْرِ ثَلَاثًا

۱۰۳۔ باب: منیٰ سے لوٹنے کے بعد مکہ اور قریش کے مہاجرین کے لیے مکے میں تین دن ٹھہرنے کی اجازت کا بیان

949۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ سَمِعَ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ يَعْنِي مَرْفُوعًا ، قَالَ: ((يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ بِمَكَّةَ ثَلَاثًا)) . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ بِهَذَا الإِسْنَادِ مَرْفُوعًا .

تخريج: خ/مناقب الأنصار ٤٧ (٣٩٣٣)، م/الحج ٨١ (١٣٥٢)، د/المناسك ٩٢ (٢٠٢٢)، ن/تقصير الصلاة ٤ (١٤٥٥)، ق/ الإقامة ٧٦ (١٠٧٣)، (تحفة الأشراف: ١١٠٠٨)، حم (٥/٥٢)، د/الصلاة ١٨٠ (١٢٤٧) (صحيح)

۹۴۹۔ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مہاجر اپنے حج کے مناسک ادا کرنے کے بعد مکے میں تین دن ٹھہر سکتا ہے" ❶۔ امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اور اس سند سے اور طرح سے بھی یہ حدیث مرفوعاً روایت کی گئی ہے۔

فائدہ ❶ :...... پہلے منیٰ سے لوٹنے کے بعد مہاجرین کی مکے میں اقامت جائز نہیں تھی، بعد میں اسے جائز کردیا گیا اور تین دن کی تحدید کردی گئی، اس سے زیادہ کی اقامت اس کے لیے جائز نہیں، کیونکہ اس نے اس شہر کو اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ دیا ہے، لہٰذا اس سے زیادہ وہ وہاں قیام نہ کرے، ورنہ یہ اس کے واپس آ جانے کے مشابہ ہوگا۔ (یہ مدینے کے مہاجرینِ مکہ کے لیے خاص تھا)۔

104۔ بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْقُفُولِ مِنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

۱۰۴۔ باب: حج یا عمرہ سے لوٹتے وقت پڑھی جانے والی دعا کا بیان

950۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوَةٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ. فَعَلَا فَدْفَدًا مِنَ الأَرْضِ أَوْ شَرَفًا، كَبَّرَ ثَلاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، سَائِحُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ)). وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَأَنَسٍ وجَابِرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخريج: م/الحج ٧٦ (١٣٤٤)، (تحفة الأشراف: ٧٥٣٩) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/العمرة ١٢ (١٧٩٧)، والجهاد ١٣٣ (٢٩٩٥)، والمغازي ٢٩ (٤١١٦)، والدعوات ٥٢ (٦٣٨٥)، م/الحج ٧٦ (المصدر المذكور)، د/الجهاد ١٧٠ (٢٧٧٠)، حم (٢/٥، ١٥، ٢١، ٣٨، ٦٣، ١٠٥) من غير هذا الوجه.

۹۵۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوے، حج یا عمرے سے لوٹتے اور کسی بلند مقام پر چڑھتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے، پھر کہتے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، سَائِحُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ. صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ. وَنَصَرَ عَبْدَهُ. وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔"

(اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ سلطنت اسی کی ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، رجوع کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سیر وسیاحت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا ہی ساری فوجوں کو شکست دے دی)، امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اس باب میں

براء، انس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

105۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَمُوتُ فِي إِحْرَامِهِ

۱۰۵۔باب: محرم حالتِ احرام میں مرجائے تو کیا کیا جائے؟

951۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَرَأَى رَجُلًا قَدْ سَقَطَ مِنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ، فَمَاتَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُهِلُّ أَوْ يُلَبِّي)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا مَاتَ الْمُحْرِمُ انْقَطَعَ إِحْرَامُهُ وَيُصْنَعُ بِهِ كَمَا يُصْنَعُ بِغَيْرِ الْمُحْرِمِ.

تخريج: خ/الجنائز ٢١ (١٢٦٨)، وجزاء الصيد ٢٠ (١٨٤٩)، م/الحج ١٤ (١٢٠٦)، د/الجنائز ٨٤ (٣٢٢٨)، ن/الجنائز (١٩٠٥)، والحج ٤٧ (٢٧١٥)، و١٠١ (١٨٦١)، ق/المناسك ٨٩ (٣٠٨٤)، (تحفة الأشراف: ٥٥٨٢)، حم (١/٣٤٦) (صحيح) وأخرجه كل من: خ/الجنائز ١٩ (١٢٦٥)، و٢٠ (١٢٦٦)، و٢١ (١٢٦٧)، وجزاء الصيد ١٣ (١٨٣٩)، و٢١ (١٨٥١)، م/الحج (المصدرالمذكور)، ن/الحج ٤٧ (٢٧١٤)، و٩٧ (٢٨٥٦)، و٩٨ (٢٨٥٧)، و٩٩ (٢٨٥٨، ٢٨٥٩)، و١٠٠ (٢٨٦٠)، حم (١/٢١٥، ٢٦٦، ٢٨٦)، د/المناسك ٣٥ (١٨٩٤) من غير هذا الطريق.

۹۵۱۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے اونٹ سے گر پڑا، اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مرگیا وہ محرم تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے اس کے انہی (احرام کے) دونوں کپڑوں میں کفناؤ اور اس کا سر نہ چھپاؤ، اس لیے کہ وہ قیامت کے دن تلبیہ پکارتا ہوا اٹھایا جائے گا''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے، ۲۔ بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔ یہی سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے۔ ۳۔ بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ جب محرم مرجاتا ہے تو اس کا احرام ختم ہوجاتا ہے، اور اس کے ساتھ بھی وہی سب کچھ کیا جائے گا جو غیر محرم کے ساتھ کیا جاتا ہے [1]۔

فائدہ [1] :...... یہ قول حنفیہ اور مالکیہ کا ہے، ان کی دلیل ابوہریرہ کی حدیث ''إذا مات ابن آدم انقطع عمله'' ہے اور باب کی حدیث کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ ممکن ہے نبی اکرم ﷺ کو وحی کے ذریعے یہ بتادیا گیا ہو کہ یہ شخص مرنے کے بعد اپنے احرام ہی کی حالت میں باقی رہے گا، یہ خاص ہے اسی آدمی کے ساتھ، لیکن کیا اس خصوصیت

کی کوئی دلیل ہے؟، ایسی فقہ کا کیا فائدہ جو قرآن وسنت کی نصوص کے ہی خلاف ہو۔

106۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَشْتَكِي عَيْنَهُ فَيَضْمِدُهَا بِالصَّبِرِ

۱۰۶۔ باب: آنکھ آنے پر محرم ایلوے کا لیپ کرے

952۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مَعْمَرٍ اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَسَأَلَ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ فَقَالَ: اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَذْكُرُهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بَأْسًا أَنْ يَتَدَاوَى الْمُحْرِمُ بِدَوَاءٍ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ.

تخريج: م/الحج ١٢ (١٢٠٤)، د/المناسك ٣٧ (١٨٣٨)، ن/المناسك ٤٥ (٢٧١٢)، (تحفة الأشراف: ٩٧٧٧)، حم (١/٦٠، ٦٥، ٦٨، ٦٩)، د/المناسك ٨٣ (١٩٤٦) (صحيح)

۹۵۲۔ نبیہ بن وہب کہتے ہیں کہ عمر بن عبید اللہ بن معمر کی آنکھیں دُکھنے لگیں، وہ احرام سے تھے، انہوں نے ابان بن عثمان سے مسئلہ پوچھا، تو انہوں نے کہا: ان میں ایلوے کا لیپ کرلو، کیونکہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس کا ذکر کرتے سنا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کررہے تھے، آپ نے فرمایا: ''ان پر ایلوے کا لیپ کرلو''۔ [1]

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، یہ لوگ محرم کے ایسی دوا سے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جس میں خوشبو نہ ہو۔

فائدہ [1] :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایلوے، یا اس جیسی چیز، جس میں خوشبو، نہ ہو، سے آنکھوں میں لیپ لگانا جائز ہے، اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔ رہیں ایسی چیزیں جن میں خوشبو ہو تو بوقتِ ضرورت وحاجت ان سے بھی لیپ کرنا درست ہوگا، لیکن اس پر فدیہ دینا ہوگا۔ علما کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ بوقتِ ضرورت محرم کے لیے آنکھ میں سرمہ لگانا، جس میں خوشبو نہ ہو، جائز ہے، اس سے اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں آئے گا، البتہ زینت کے لیے سرمہ لگانے کو مام شافعی وغیرہ نے مکروہ کہا ہے اور ایک جماعت نے اس سے منع کیا ہے، امام احمد اور اسحاق کی بھی یہی رائے ہے کہ ینت کے لیے سرمہ لگانا درست نہیں۔

107۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَحْلِقُ رَأْسَهُ فِي إِحْرَامِهِ مَا عَلَيْهِ

۱۰۷۔ باب: محرم حالتِ احرام میں سر منڈوالے تو اس پر کیا تاوان ہوگا؟

95۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، وَابْنِ أَبِي نَجِيحٍ حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ وَعَبْدِالْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ،

کی کوئی دلیل ہے؟، ایسی فقہ کا کیا فائدہ جو قرآن وسنت کی نصوص کے ہی خلاف ہو۔

106۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَشْتَكِي عَيْنَهُ فَيَضْمِدُهَا بِالصَّبِرِ

۱۰۶۔ باب: آنکھ آنے پر محرم ایلوے کا لیپ کرے

952۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مَعْمَرٍ اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَسَأَلَ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ فَقَالَ: اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَذْكُرُهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لاَيَرَوْنَ بَأْسًا أَنْ يَتَدَاوَى الْمُحْرِمُ بِدَوَاءٍ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ.

تخريج: م/الحج ۱۲ (۱۲۰٤)، د/المناسك ۳۷ (۱۸۳۸)، ن/المناسك ٤٥ (۲۷۱۲)، (تحفة الأشراف: ۹۷۷۷)، حم (۱/۲۰، ۲۵، ۲۸، ۲۹)، د/المناسك ۸۳ (۱۹٤۲) (صحيح)

۹۵۲۔ نبیہ بن وہب کہتے ہیں کہ عمر بن عبید اللہ بن معمر کی آنکھیں دُکھنے لگیں، وہ احرام سے تھے، انہوں نے ابان بن عثمان سے مسئلہ پوچھا، تو انہوں نے کہا: ان میں ایلوے کا لیپ کرلو، کیونکہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس کا ذکر کرتے سنا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کر رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''ان پر ایلوے کا لیپ کرلو''۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، یہ لوگ محرم کے ایسی دوا سے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جس میں خوشبو نہ ہو۔

فائدہ ❶:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایلوے، یا اس جیسی چیز، جس میں خوشبو، نہ ہو، سے آنکھوں میں لیپ لگانا جائز ہے، اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔ رہیں ایسی چیزیں جن میں خوشبو ہو تو بوقتِ ضرورت وحاجت ان سے بھی لیپ کرنا درست ہوگا، لیکن اس پر فدیہ دینا ہوگا۔ علما کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ بوقتِ ضرورت محرم کے لیے آنکھ میں سرمہ لگانا، جس میں خوشبو نہ ہو، جائز ہے، اس سے اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں آئے گا، البتہ زینت کے لیے سرمہ لگانے کو امام شافعی وغیرہ نے مکروہ کہا ہے اور ایک جماعت نے اس سے منع کیا ہے، امام احمد اور اسحاق کی بھی یہی رائے ہے کہ زینت کے لیے سرمہ لگانا درست نہیں۔

107۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَحْلِقُ رَأْسَهُ فِي إِحْرَامِهِ مَا عَلَيْهِ

۱۰۷۔ باب: محرم حالتِ احرام میں سر منڈوالے تو اس پر کیا تاوان ہوگا؟

953۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، وَابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَحُمَيْدٍ الأَعْرَجِ وَعَبْدِالْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ،

کی کوئی دلیل ہے؟، ایسی فقہ کا کیا فائدہ جو قرآن وسنت کی نصوص کے ہی خلاف ہو۔

106۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَشْتَكِي عَيْنُهُ فَيَضْمِدُهَا بِالصَّبِرِ

۱۰۶۔ باب: آنکھ آنے پر محرم ایلوے کا لیپ کرے

952۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ مَعْمَرٍ اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَسَأَلَ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ فَقَالَ: اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَذْكُرُهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بَأْسًا أَنْ يَتَدَاوَى الْمُحْرِمُ بِدَوَاءٍ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ.

تخريج: م/الحج ١٢ (١٢٠٤)، د/المناسك ٣٧ (١٨٣٨)، ن/المناسك ٤٥ (٢٧١٢)، (تحفة الأشراف: ٩٧٧٧)، حم (١/٦٠، ٦٥، ٦٨، ٦٩)، د/المناسك ٨٣ (١٩٤٦) (صحيح)

۹۵۲۔ نبیہ بن وہب کہتے ہیں کہ عمر بن عبیداللہ بن معمر کی آنکھیں دُکھنے لگیں، وہ احرام سے تھے، انہوں نے ابان بن عثمان سے مسئلہ پوچھا، تو انہوں نے کہا: ان میں ایلوے کا لیپ کرلو، کیونکہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس کا ذکر کرتے سنا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کررہے تھے، آپ نے فرمایا: ''ان پر ایلوے کا لیپ کرلو''۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے، یہ لوگ محرم کے ایسی دوا سے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جس میں خوشبو نہ ہو۔

فائدہ ❶ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایلوے، یا اس جیسی چیز، جس میں خوشبو، نہ ہو، سے آنکھوں میں لیپ لگانا جائز ہے، اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔ رہیں ایسی چیزیں جن میں خوشبو ہو تو بوقتِ ضرورت وحاجت ان سے بھی لیپ کرنا درست ہوگا، لیکن اس پر فدیہ دینا ہوگا۔ علما کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ بوقتِ ضرورت محرم کے لیے آنکھ میں سرمہ لگانا، جس میں خوشبو نہ ہو، جائز ہے، اس سے اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں آئے گا، البتہ زینت کے لیے سرمہ لگانے کو امام شافعی وغیرہ نے مکروہ کہا ہے اور ایک جماعت نے اس سے منع کیا ہے، امام احمد اور اسحاق کی بھی یہی رائے ہے کہ زینت کے لیے سرمہ لگانا درست نہیں۔

107۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَحْلِقُ رَأْسَهُ فِي إِحْرَامِهِ مَا عَلَيْهِ

۱۰۷۔ باب: محرم حالتِ احرام میں سرمنڈوالے تو اس پر کیا تاوان ہوگا؟

953۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، وَابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَحُمَيْدٍ الأَعْرَجِ وَعَبْدِالْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ،

وَالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلَى وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هَذِهِ؟)) فَقَالَ: نَعَمْ فَقَالَ: ((احْلِقْ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ.)) وَالْفَرَقُ ثَلاثَةُ آصُعٍ ((أَوْ صُمْ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ، أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً)) قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ: ((أَوِ اذْبَحْ شَاةً)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْمُحْرِمَ إِذَا حَلَقَ رَأْسَهُ، أَوْ لَبِسَ مِنَ الثِّيَابِ مَا لا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَلْبَسَ فِي إِحْرَامِهِ، أَوْ تَطَيَّبَ، فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ، بِمِثْلِ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

تخريج: خ/المحصر (١٨١٤)، و٦ (١٨١٥)، و٧ (١٨١٦)، و٨ (١٨١٧)، والمغازي ٣٥ (٤١٥٩، ٤١٩٠)، وتفسير البقرة ٣٢ (٤٥١٧)، والمرضى ١٦ (٥٦٦٥)، والطب ١٦ (٥٧٠٣)، والكفارات ١ (٦٨٠٨)، م/الحج ١٠ (١٢٠١)، د/المناسك ٤٣ (١٨٥٦)، ن/المناسك ٩٦ (٢٨٥٤)، (تحفة الأشراف: ١١١١٤)، ط/الحج ٧٨ (٢٣٨)، حم (٢٤٢/٤، ٢٤٣) (صحيح) وأخرجه كل من: م/الحج ١٠ (المصدر المذكور)، ق/المناسك ٨٦ (٣٠٧٩)، حم (٢٤٢/٤، ٢٤٣) من غير هذا الوجه.

۹۵۳۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مکے میں داخل ہونے سے پہلے ان کے پاس سے گزرے، وہ حدیبیہ میں تھے، احرام باندھے ہوئے تھے، اور ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے۔ جوئیں ان کے منہ پر گر رہی تھیں تو آپ نے پوچھا: ''کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہیں؟'' کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: ''سر منڈوا لو اور چھ مسکینوں کو ایک فرق کھانا کھلا دو، (فرق تین صاع کا ہوتا ہے) یا تین دن کے صیام رکھ لو۔ یا ایک جانور قربان کردو۔ ابن ابی نجیح کی روایت میں ہے ''یا ایک بکری ذبح کردو۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہم میں سے بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے کہ محرم جب اپنا سر مونڈا لے، یا ایسے کپڑے پہن لے جن کا پہننا احرام میں درست نہیں یا خوشبو لگالے۔ تو اس پر اسی کے مثل کفارہ ہوگا جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔

108۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا

۱۰۸۔ باب: چرواہوں کو ایک دن چھوڑ کر ایک دن جمرات کی رمی کرنے کی رخصت ہے

954۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْخَصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ. وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيهِ. وَرِوَايَةُ مَالِكٍ أَصَحُّ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا، وَيَدَعُوا يَوْمًا، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

تخريج: د/الحج ۷۸ (۱۹۷۵)، ن/الحج ۲۲۵ (۳۰۷۱)، ق/المناسك ٦٧ (۳۰۳٦)، (تحفة الأشراف: ٥٠٣٠)، حم (٥/٤٥٠)، د/المناسك ٥٨ (۱۹۳۸) (صحيح)

۹۵۴۔ عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو رخصت دی کہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں۔ ❶
امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ اسی طرح ابن عیینہ نے بھی روایت کی ہے، اور مالک بن انس نے بسند عبداللہ بن ابی بکر عن أبیہ عن ابی البداح بن عاصم بن عدی عن أبیہ عاصم روایت کی ہے، اور مالک کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ ۲۔ اہلِ علم کی ایک جماعت نے چرواہوں کو رخصت دی ہے کہ وہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن ترک کر دیں۔

فائدہ ❶ :...... یعنی چرواہوں کے لیے جائز ہے کہ وہ ایام تشریق کے پہلے دن گیارہویں کی رمی کریں پھر وہ اپنے اونٹوں کو چرانے چلے جائیں پھر تیسرے دن، یعنی تیرہویں کو دوسرے اور تیسرے یعنی بارہویں اور تیرہویں دونوں دنوں کی رمی کریں۔ اس کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ یوم النحر کو جمرۂ عقبہ کی رمی کریں، پھر اس کے بعد والے دن گیارہویں اور بارہویں دونوں دنوں کی رمی کریں اور پھر روانگی کے دن تیرہویں کی رمی کریں۔

955۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرِعَاءِ الإِبِلِ، فِي الْبَيْتُوتَةِ، أَنْ يَرْمُوا يَوْمَ النَّحْرِ. ثُمَّ يَجْمَعُوا رَمْيَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ؛ فَيَرْمُونَهُ فِي أَحَدِهِمَا.
قَالَ مَالِكٌ: ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَالَ فِي الأَوَّلِ مِنْهُمَا (ثُمَّ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّفْرِ). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۹۵۵۔ عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے چرواہوں کو (منی میں) رات گزارنے کے سلسلے میں رخصت دی کہ وہ دسویں ذی الحجہ کو (جمرۂ عقبہ کی) رمی کرلیں۔ پھر دسویں ذی الحجہ کے بعد کے دو دنوں کی رمی جمع کر کے ایک دن میں اکٹھی کرلیں ❶ (مالک کہتے ہیں: میرا گمان ہے کہ راوی نے کہا) "پہلے دن رمی کرلے پھر کوچ کے دن رمی کرے۔" امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ ابن عیینہ کی عبداللہ بن ابی بکر سے روایت والی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ ❶ :...... اس جمع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ تیرہویں کو بارہویں اور تیرہویں دونوں دنوں کی رمی ایک ساتھ کریں، دوسری صورت یہ ہے کہ گیارہویں کو گیارہویں اور بارہویں دونوں دنوں کی رمی ایک ساتھ کریں، پھر تیرہویں کو آ کر رمی کریں۔

109۔بابٌ
۱۰۹۔ باب: حج سے متعلق ایک اور باب

956۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ بْنِ عَبْدِالْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَيَّانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مَرْوَانَ الأَصْفَرَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((بِمَ أَهْلَلْتَ؟)) قَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ: ((لَوْلَا أَنَّ مَعِي هَدْيًا لَأَحْلَلْتُ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

تخريج: خ/الحج ٣٢ (١٥٥٨)، م/الحج ٣٤ (١٢٥٠)، (تحفة الأشراف: ١٥٨٥)، حم (٣/١٨٥) (صحيح)

۹۵۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یمن سے آئے تو آپ نے پوچھا: ”تم نے کیا تلبیہ پکارا، اور کون سا احرام باندھا ہے؟“ انہوں نے عرض کی: میں نے وہی تلبیہ پکارا اور اسی کا احرام باندھا ہے جس کا تلبیہ رسول اللہ ﷺ نے پکارا اور جو احرام رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے۔ ❶ آپ نے فرمایا: ”اگر میرے ساتھ ہدی کے جانور نہ ہوتے تو میں احرام کھول دیتا“ ❷، امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ ❶ :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے احرام کو دوسرے کے احرام پر معلق کرنا جائز ہے۔

فائدہ ❷ :......یعنی: عمرے کے بعد احرام کھول دیتا، پھر ۸ ذی الحجہ کو حج کے لیے دوبارہ احرام باندھتا، جیسا کہ حج تمتع میں کیا جاتا ہے۔ مذکورہ مجبوری کی وجہ سے آپ نے قران ہی کیا، ورنہ تمتع کرتے، اس لیے تمتع افضل ہے۔

110۔بَابُ مَا جَاءَ فِي يَوْمِ الْحَجِّ الأَكْبَرِ
۱۱۰۔ باب: حج اکبر کے دن کا بیان

957۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ بْنِ عَبْدِالْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ يَوْمِ الْحَجِّ الأَكْبَرِ؟ فَقَالَ ((يَوْمُ النَّحْرِ.))

تخريج: تفرد به المؤلف وأخرجه في تفسير التوبة أيضا (٣٠٨٨) (تحفة الأشراف: ١٠٠٤٩) (صحیح) (سند میں حارث اعور سخت ضعیف راوی ہے، لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے)

۹۵۷۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: حج اکبر (بڑے حج) کا دن کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”یوم النحر“ (قربانی کا دن)۔

958۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: يَوْمُ الْحَجِّ الأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الأَوَّلِ. وَرِوَايَةُ ابْنِ عُيَيْنَةَ مَوْقُوفًا، أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، مَرْفُوعًا. هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ

مِنَ الْحُفَّاظِ عَنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا.

تخريج: انظر ما قبله (صحيح)

۹۵۸۔علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حجِ اکبر (بڑے حج) کا دن دسویں ذی الحجہ کا دن ہے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: ابن ابی عمر نے اسے مرفوع نہیں کیا ہے اور یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور ابن عیینہ کی موقوف روایت محمد بن اسحاق کی مرفوع روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اسی طرح بہت سے حفاظِ حدیث نے اسے بسند ابی اسحاق سبیعی عن عبداللہ بن مرہ عن حارث عن علی موقوفاً روایت کیا ہے۔ شعبہ نے بھی ابواسحاق سبیعی سے روایت کی ہے انہوں نے یوں کہا ہے "عن عبدالله بن مرة عن الحارث عن علي موقوفا"۔ ❷

فائدہ ❶ :...... دسویں تاریخ کو حجِ اکبر (بڑا حج) اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسی دن حج کے اکثر افعال انجام دیے جاتے ہیں، مثلاً: جمرۂ عقبہ کی رمی (کنکری مارنا)، حلق (سرمنڈوانا)، ذبح، طواف زیارت وغیرہ اعمالِ حج، اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ حجِ اکبر اس حج کو کہتے ہیں جس میں دسویں تاریخ جمعہ کو آ پڑی ہو، تو اس کی کوئی اصل نہیں۔ رہی طلحہ بن عبیداللہ بن کرز کی روایت "أفضل الأيام يوم عرفة وإذا وافق يوم جمعة فهو أفضل من سبعين حجة في غير يوم جمعة" تو یہ مرسل ہے اور اس کی سند بھی معلوم نہیں اور حجِ اصغر سے جمہور عمرہ مراد لیتے ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حجِ اصغر یوم عرفہ ہے اور حجِ اکبر یوم النحر۔

فائدہ ❷ :......یعنی شعبہ والی روایت میں ابواسحاق سبیعی اور حارث کے درمیان عبداللہ بن مرہ کے واسطے کا اضافہ ہے، جب کہ دیگر حفاظ کی روایت میں ایسا نہیں ہے۔

111۔بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ

۱۱۱۔ باب: حجرِ اسود اور رکن یمانی کے استلام کا بیان

959۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا، مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَفْعَلُهُ. فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمَانِ! إِنَّكَ تُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُزَاحِمُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: إِنْ أَفْعَلْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا)). وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ)). وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((لَا يَضَعُ قَدَمًا وَلَا يَرْفَعُ أُخْرَى إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطِيئَةً وَكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ (عَنْ أَبِيهِ). قَالَ أَبُوعِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخریج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٧٣١٧) (صحیح)

۹۵۹۔ عبید بن عمیر کہتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما حجر اسود اور رکن یمانی پر ایسی بھیڑ لگاتے تھے جو میں نے صحابہ میں سے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ تو میں نے پوچھا: ابوعبدالرحمن! آپ دونوں رکن پر ایسی بھیڑ لگاتے ہیں کہ میں نے صحابہ میں سے کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا؟ تو انہوں نے کہا: اگر میں ایسا کرتا ہوں تو اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''ان پر ہاتھ پھیرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔'' اور میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے: ''جس نے اس گھر کا طواف سات مرتبہ (سات چکر) کیا اور اسے گنا، تو یہ ایسے ہی ہے گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔'' اور میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے: ''وہ جتنے بھی قدم رکھے اور اٹھائے گا اللہ ہر ایک کے بدلے اس کی ایک غلطی معاف کرے گا اور ایک نیکی لکھے گا۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث حسن ہے۔ ۲- حماد بن زید نے بطریق: ''عطا بن السائب، عن ابن عبید بن عمیر، عن ابن عمر'' روایت کی ہے اور اس میں انہوں نے ابن عبید کے باپ کے واسطے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

112۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

۱۱۲۔ باب: طواف کرتے وقت بات چیت کرنے کا بیان

960۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ، إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُونَ فِيهِ، فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا بِخَيْرٍ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ وَغَيْرُهُ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا. وَلَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ الرَّجُلُ فِي الطَّوَافِ إِلَّا لِحَاجَةٍ أَوْ يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى أَوْ مِنَ الْعِلْمِ.

تخریج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ٥٧٣٣) (صحیح)

۹۶۰۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیت اللہ کے گرد طواف صلاۃ کے مثل ہے۔ البتہ اس میں تم بول سکتے ہو (جب کہ صلاۃ میں تم بول نہیں سکتے) تو جو اس میں بولے وہ زبان سے بھلی بات ہی نکالے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱- یہ حدیث ابن طاؤس وغیرہ نے ابن عباس سے موقوفاً روایت کی ہے۔ ہم اسے صرف عطا بن سائب کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔ ۲- اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے، یہ لوگ اس بات کو مستحب قرار دیتے ہیں کہ آدمی طواف میں بلاضرورت نہ بولے (اور اگر بولے) تو اللہ کا ذکر کرے یا پھر علم کی کوئی بات کہے۔

113۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

۱۱۳۔ باب: حجر اسود کا بیان

961۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْحَجَرِ: ((وَاللَّهِ! لَيَبْعَثَنَّهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ

بِهِ . يَشْهَدُ عَلَى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ)) . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .

تخريج: ق/المناسك ٢٧ (٢٧٣٥)، (تحفة الأشراف: ٥٥٣٦)، د/المناسك ٢٦ (١٨٨١) (صحيح)

۹۶۱۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کے بارے میں فرمایا: ''اللہ کی قسم! اللہ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی، جس سے یہ دیکھے گا، ایک زبان ہوگی جس سے یہ بولے گا اور یہ اس شخص کے ایمان کی گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ (یعنی ایمان اور اجر کی نیت سے) اس کا استلام کیا ہوگا۔'' ❶ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ ❶ :......یعنی اس کو چوما یا چھوا ہوگا۔ یہ حدیث اپنے ظاہر ہی پر محمول ہوگی، اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ حجرِ اسود کو آنکھیں اور زبان دیدے اور دیکھنے اور بولنے کی طاقت بخش دے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث کی تاویل کی ہے کہ یہ کنایہ ہے حجرِ اسود کا استلام کرنے والے کو ثواب دینے اور اس کی کوشش کو ضائع نہ کرنے سے، لیکن یہ محض فلسفیانہ موشگافی ہے، صحیح یہی ہے کہ حدیث کو ظاہر ہی پر محمول کیا جائے۔ اور ایسا ہونے پر ایمان لایا جائے۔

114۔ بابٌ

۱۱۴۔ باب: حج سے متعلق ایک اور باب

962۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ وَهُوَ مُحْرِمٌ غَيْرِ الْمُقَتَّتِ .

قَالَ أَبُو عِيسَى: الْمُقَتَّتُ : الْمُطَيَّبُ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ . وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فِي فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ وَرَوَى عَنْهُ النَّاسُ .

تخريج: ق/المناسك ٨٨ (٣٠٨٣)، (تحفة الأشراف: ٧٠٦٠) (ضعيف الإسناد)

(سند میں فرقد سبخی لین الحدیث اور کثیر الخطاء راوی ہیں) (وأخرجه خ/الحج١٨ (١٥٣٧) موقوفاً على ابن عمر وهو أصح)

۹۶۲۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ احرام میں زیتون کا تیل لگاتے تھے اور یہ (تیل) بغیر خوشبو کے ہوتا تھا۔ ❶ امام ترمذی کہتے ہیں :۱۔ یہ حدیث غریب ہے، اسے ہم صرف فرقد سبخی کی روایت سے جانتے ہیں اور فرقد نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے۔ یحییٰ بن سعید نے فرقد سبخی کے سلسلے میں کلام کیا ہے اور فرقد سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ ۲۔ مقتت کے معنی خوشبودار کے ہیں۔

فائدہ ❶ :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کے لیے زیتون کا تیل جس میں خوشبو کی ملاوٹ نہ ہو لگانا جائز ہے، لیکن حدیث ضعیف ہے۔

115۔ بابٌ

۱۱۵۔ باب: حج سے متعلق ایک اور باب

963۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ. وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَحْمِلُهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

تخريج: تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف: ١٦٩٠٥) (صحيح)

(سند میں خلاد بن یزید جعفی کے حفظ میں کچھ کلام ہے، لیکن متابعات وشواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے)

۹۶۳۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ زمزم کا پانی ساتھ مدینہ لے جاتی تھیں اور بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی زمزم ساتھ لے جاتے تھے۔ ❶

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

فائدہ ❶ :......اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حاجیوں کے لیے زمزم کا پانی مکے سے اپنے وطن لے جانا مستحب ہے۔

116۔ بابٌ

۱۱۶۔ باب: حج سے متعلق ایک اور باب

964۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الْوَاسِطِيُّ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمِنًى، قَالَ: قُلْتُ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالأَبْطَحِ، ثُمَّ قَالَ: افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ إِسْحَاقَ بْنِ يُوسُفَ الأَزْرَقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ.

تخريج: خ/الحج ٨٣ (١٦٥٣)، و١٤٦ (١٧٨٣)، م/الحج ٥٨ (١٣٠٩)، د/المناسك ٥٩ (١٩١٢)، ن/الحج ١٩٠ (٣٠٠٠)، (تحفة الأشراف: ٩٨٨)، د/المناسك ٤٦ (١٩١٤) (صحيح)

۹۶۴۔ عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھ سے آپ کوئی ایسی بات بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کر رکھی ہو۔ بتائیے آپ نے آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر کہاں پڑھی؟ انہوں نے کہا: منٰی میں، (پھر) میں نے پوچھا: اور کوچ کے دن عصر کہاں پڑھی؟ کہا: ابطح میں، لیکن تم ویسے ہی کرو جیسے تمہارے امراء وحکام کرتے ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: ۱۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۲۔ اور اسحاق بن یوسف الازرق کی روایت سے غریب جانی جاتی ہے جسے انہوں نے ثوری سے روایت کی ہے۔